محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ١٨٩٧ء

تین حصّون مین

ں مین ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان و انگلستان کے
ہو ر مڈ بر و نویسندہ سنر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی کتاب محاربات تھسلی کا پورا ترجمہ
سکے علاوہ حسب موقع بیشمار فٹ نوٹ اور حواشی اور متعدد و دلچسپ اور کارآمد
ے اور سرحدی محاربات تیراہ وغیرہ و محاربہ سوڈان کے حالات اِیزاد
ہو گئے ہین۔ اور تمام نامور پاشاؤن اور چند یونانی افسرون کی نہایت
.. تصویرین اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیون کے نقشے
درج کردئیے گئے ہین

وطن الله
ترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد چھاڑ ضلع گوجرانوالہ ایڈیٹر

حصہ اول

مطبع حمیدیہ گکھڑ میں باہتمام مولوی محمد انشاء اللہ طبع ہوئی
قیمت فی حصہ

فہرست مضامین حصہ اول

فہرست تصاویر و نقشہ جات محاربات تھیسلی

توپخانے میں ہمیشہ ممتاز اور اہم سندرات اور شہرت حاصل ہوگئی

گذشتہ محاربہ میں جو ابھی ختم ہوا ہے۔ اس شہرت کی بابت اور کئی طرح سے کل دنیا کو تصدیق و تحقیق ہوگئی ہے۔ بطور مثال ایک واقعہ کا جسے ٹائمز کے نامہ نگار نے بیان کیا ہے ذکر کر دینا کافی ہوگا یہ نامہ نگار ترکی فوج کے ساتھ رہا تھا۔ اور یہ واقعہ لاریسا پر ترکی افواج کے قابض ہونیکے وقت گذرا تھا۔ نامہ نگار مذکور (مسٹر بائم) لکھتا ہے :-

"ایک شام ہم ہواخوری سے شہر کو واپس آنے کیلئے روانہ ہوگئی میرے ساتھ ایک چرکس سوار تھا شہر کے پھاٹک بند ہو چکے تھے جب ہم دروازہ پر پہونچے۔ تو ترکی سنتری نے رات کے سناٹے میں حسب دستور آواز دی "کون جاتا ہے"۔ میری گارڈ نے بلا تامل جواب دیا "جرمن پاشا"۔ چونکہ مجھے لفظ تقریب[1] معلوم نہ تھا میں نے اندر داخل ہونیکے وقت تک جرمن پاشا کے خطاب کو خوشی قبول کر لیا۔ مگر اندر داخل ہوتے ہی میں نے پکار کر کہدیا "میں انگریز ہوں"۔ جب پھاٹک کھلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پہرہ کے سپاہی صف بستہ کھڑے ہیں۔ اور سلامی کیلئے بندوقیں اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا سبب گارڈ کے افسر سے دریافت کیا اس نے جواب دیا "کیونکہ آپ جرمن افسر ہیں"۔

اس مختصر جرمن اتالیقوں کے کام اور ان کے کام کے حاصل شدہ نتائج کی مختصر کیفیت درج کر دینے کیلئے ہم ناظرین سے کسی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں دیکھتا۔

موجودہ صدی کے ساتویں عشرہ کے اختتام کے قریب جب سلطان مغفور مرحوم اول نے یہ خواہش ظاہر کی کہ چند جرمن افسر کی خدمات فوج عثمانیہ کی مکمل ترتیب جدید کیلئے ترکی گورنمنٹ کے سپرد کر دیجاویں۔ تو قیصر مرحوم نے اس کام کیلئے کرنیل کالتز، میجران ہوب و کامفوزن اور کپتان ریشو کو منتخب کیا۔ اس سے ایک سال پیشتر پروشوی رسالہ کمرسیٹ کا مسٹر واں شالگن ترکی فوج کے جدید کمرسیٹ میں ملازم ہوگیا ہوا تھا۔ سلطان نے ان سب افسروں کو پاشا کے درجہ پر[2] فائز کر دیا۔ اور انہوں نے تین برس خدمت کرنیکا اقرارنامہ لکھدیا۔ اور فیصلہ ہوا کہ اس میعاد کے ختم ہونے پر وہ پھر پروشوی فوجیں واپس چلے جائینگے۔ سلطان نے ان سب کو شرف حضوری عطا فرماکر ہر ایک افسر کو جدا جدا صیغہ پر مامور فرمایا۔ اور ان سے اس صیغہ کے متعلق مفصل رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔

جنرل کالتز کو جنرل سٹاف (ارکان حرب)[3] کے نظم و نسق پر رپورٹ کرنیکی ہدایت کیگئی میجر کامفوزن کو دیگر فرائض و خدمات مفوضہ کے علاوہ فوج پیدل پر میجر واں ہوب کو کیولری (فوج سواران) پر کپتان ریشو کو آرٹلری (توپخانہ) پر۔ اور واں شالگن کو کمرسیٹ پر رپورٹ کرنے کا

[1] انگریزی میں اسے واچ ورڈ کہتے ہیں۔ اردو میں اس کے واسطے قول کا لفظ ہے۔ بحالت صلح اور چھاونیوں میں سنتری کی پکار نے پر عموماً جواب میں "دوست" کہا جاتا ہے۔ مگر میدان جنگ میں ہر شام ایک خاص لفظ مقرر کیا جاتا ہے اور پہرہ کی متعینہ افسر کے سوا دستہ باہر جانیوالوں کو بتادیا جاتا ہے اور اس امر کی خاص احتیاط کیجاتی ہے کہ دشمن کے کسی آدمی کو یہ لفظ معلوم نہ ہو سکے تاکہ وہ اس کو طفیل دھوکے میں آسانی نہ ہو جائے۔ ورنہ جواب نہ ملنے پر سنتری گرفتار کر لیتا ہے اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کرے۔ تو اسے گولی مار دیتا ہے [illegible] کا تعاقب کرنیکے لئے الارم [illegible]

[2] سلطانی فوجی افسروں میں کرنیل اور اسکے اوپر کے رتبے کے افسر پاشا کا خطاب [illegible] [illegible] کا نشانہ [illegible]

کے درجہ کے تمام افسر میر [illegible] اور [illegible] [illegible]

[illegible]

(۶) نیا قانون محاصل کے جیش میں ادا کئے جانے کے متعلق نافذ کیا جائے۔ تاکہ جنگ کے وقت بار برداری کی فراہمی میں سہولت ہو
(۷) ۱۸۹۰ء میں لین حاضر افواج کیلئے جدید ضوابط مقرر کئے جائیں۔

عثمانیہ قوم کی جنگی طاقت کو استحکام کے لیے ان تمام بنیادی انتظامات اور ان میں سے ہر ایک کیلئے گولز پاشا نے تجاویز تیار کیں اور اپنی آنکھوں سے ان پر عملدرآمد ہوتا ہوا دیکھ لیا۔ ان تھکا ہمت و کوشش سے وہ تمام مخالفتوں پر جو ہمیشہ اس کے راستہ میں مشکلات حائل کرتی رہتی تھیں غالب آگیا۔ ایک سے زیادہ مرتبہ اسے اپنی کئی تجاویز پر اسطرح سے عملدرآمد کرانا پڑا کہ ملازمت کی میعاد کو ختم ہو جانے پر اس نے تجویز مذکور کے نفاذ کو ملازمت کے معاہدہ کی تجدید کیلئے مقدم اور لازمی شرط قرار دیا۔

اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ یہ انتظام و ترتیب جدید جس کا اشد ضروری ہونا ترکی افواج کو اس جماع سے جو ۱۸۹۷ء میں یونان کے مقابلہ کیلئے کیا گیا تھا اچھی طرح ثابت ہو گیا تھا۔ محض اس افسر کی مسلسل اور انتھک کوششوں اور جد و جہد کی طفیل معرض ظہور میں آیا۔ اور پایہ تکمیل پہونچا۔

متذکرہ صدر کام کے علاوہ جس کی تعمیل و تکمیل میں اسے نہایت ہی سخت مشکلات پیش آئیں جنرل وان ڈر گولز نے ہیڈ کوارٹری اسٹاف کی خدمات لازمہ کی مختلف شاخوں میں افسروں کی عملی تربیت پر بھی توجہ منعطف کی اور خود اس غرض کیلئے اسٹافی خدمات کے متعلق لمبے لمبے سفر کئے مصنوعی لڑائیاں کرائیں۔ کھلے میدانوں میں سواروں کو رسالوں سے نمائشی جنگ و جدال کرائے۔ اور اسیطرح کی اور دیگر مشقیں کراتا رہتا۔ اس عملی جد و جہد کے دوش بدوش اسنے مندرجہ ذیل کتابیں ترکی میں شایع کیں۔ جنکی بہت اشاعت ہوئی۔
(۱) جنگی کارروائیوں کے متعلق افسروں کا راہنما (۲) فن صف آرائی کے متعلق مسائل و مثالیں (۳) ہیڈ کوارٹری اسٹاف کی خدمات دو حصوں میں (۴) جنگ کے وقت قلعوں کی مدافعت اور ان پر حملہ کرنے کے متعلق راہنما ہدایات (۵) میدان جنگ کی خدمات کے متعلق راہنما۔ یہ پانچوں کتابیں تین ہزار مطبوعہ صفحے رکھتی ہیں۔ پہلی کتاب کے چار اور پانچویں کے تین ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ ان کتابوں کی آمدنی جنگی مدارس کے مطبع کو وقف کر دیگئی ہے۔

اس پرشوں جنرل کی مختلف الانواع اور دور تک اثر کرنیوالی مستعدی سے نہایت ہی نیک نتائج مترتب ہوئے ہیں۔ وہ ایک ہی وقت میں کوارٹر ماسٹر جنرل[۲]۔ فن صف آرائی کا اعلیٰ اتالیق۔ سپہ سالار اعلیٰ انجینیر اور ساتھ ہی مورخ اور مجتہد بھی تھا جنکی ترتیب جدید فوجی تعلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) یہ زاید از ضرورت نوجوان سوپر نومیریری کہلاتے ہیں ترکی میں حالانکہ ابھی مسلمان آبادی کا بھی حصہ کثیر فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہے تعداد مطلوبہ یا مقررہ سے تقریباً دگنے آدمیوں پر ہر سال فوجی خدمت عائد ہوتی ہے جنکو بالعموم کچھ تو عرصہ تک کھا کر گھر دینکو واپس کیا جاتا ہے۔ سالانہ تعداد مقررہ میں جنگی ضرورتوں اور مالی گنجایش کے لحاظ سے عموماً کمی بیشی ہوتی رہتی ہے +

[۱] اسوقت جس آسانی سے ترکی نے تین لاکھ سے زائد فوج یونانی سرحد پر چپ چاپ باسانی تمام چند ہفتوں میں جمع کر دی تھی۔ اور جس کا مفصل ذکر کتاب ہذا میں [illegible] بعہد حکومت کے ایک حاشیہ میں درج ہے۔ [۲] جیسے کوارٹر ماسٹر کا اعلیٰ منصب کوارٹر ماسٹر دہ افسر ہوتا ہے جسکے ذمہ فوج کیلئے [illegible] سامان رسد و غیرہ اسباب نشست و خوراک اور بار برداری وغیرہ بہم پہونچانا اور رسد رسانی کی نگرانی کرنیکا کام سپرد ہوتا ہے۔

بشیر[illegible] پاشا اور موسیو [illegible] (ارکان حرب) اور دیگر درجہ کے افسر سب ہمارے ساتھ نہایت درجہ احترام اور شفقت و نوازش سے پیش آتے مسافر [illegible] ساتھ [illegible] کی خدمت کے لئے واسطے کل ایسا مسافر پرورانہ سلوک کرتے ہیں اور ایسی مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں کہ عثمانیہ فوج کے ساتھ جانے اور اُس میں رہنے سے طبیعت ہر وقت باغ باغ رہتی ہے ۔

یونانیوں سے ملنے جلنے کا ہمیں بہت کم اتفاق ہوا ۔ تاہم اون کے جنگی جہازوں پر ہمارا غیر اختیاری اور اضطراری طور پر پہونچنا شاید ہمارے لئے ہی واقع تھا ۔ اس کی بدولت ہمیں کئی خوش اخلاق یونانی افسروں سے شناسائی پیدا کرنے ۔ [illegible] کی شان و شوکت اور [illegible] کو دیکھنے اور شاہ یونان کی آراء اور خیالات سننے کا موقعہ ملگیا ۔ یونانیوں نے ہمارے ساتھ کوئی ایسا سلوک نہ کیا جس سے ہمیں کسی طرح کی شکایت ہو سکتی ۔

ایک لحاظ سے جو معاملہ ہمیں پیش آیا وہ غالباً عجیب و بےمثال تھا ۔ واقعی رزم آرائی کے دوران میں اور تین دن کے عرصہ میں ہمیں دونوں جنگ کنندہ فریقوں کے فرمانرواؤں (سلطان معظم اور شاہ یونان) کی خدمت میں حاضر ہونیکا شرف حاصل ہوا ۔ علاوہ بریں دونوں ملکوں کے وزراء اعظم اور سربرآوردہ مدبرین سے بھی ہماری ملاقات اور گفتگو ہوئی ۔

تھسلی ، ایپیرس اور قسطنطنیہ میں جہاں ہم نے اپنی مختصر مگر پر ماجرا اقامت کے دوران میں جو کچھ دیکھا اور سنا ۔ اوس سے میرا یقین مستحکم ہو گیا کہ سلطنت عثمانیہ کے متعلق انگلستان کی قدیمی پالیسی بالکل درست اور ضروری پالیسی ہے ۔ دنیا کے مقتدر ترین اور اعظم آزاد اسلامی طاقت کے ساتھ دوستانہ روش کو چھوڑ کر مخالفت کی پالیسی اختیار کرنے سے انگریزی اغراض اور نیز ادن اقوام کے حق میں جنکی تائید و امداد کا انگلستان نے بیڑہ اٹھایا ۔ نقصان کے سوا ، اور کچھ حاصل نہیں ہوا ۔ ہمارے حق میں یورپ اور ایشیا دونوں جگہ اور سب سے زیادہ ہندوستان میں اس مضر جدید پالیسی کا یہی نتیجہ ہوا ہے ۔ جیسا اوپر لکھا گیا ہے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوستی و رفاقت کا سلسلہ اختیار رکھنا اس ملک (انگلستان) کیلئے اشد لازمی ہے ۔ لارڈ بیکنسفیلڈ کی یہی پالیسی تھی ۔ عسکری ۔ قومی ۔ جنسی اور سیاسی ضرورت و انہیں اسی مسلک کی مقتضی ہیں ۔ اور اگر ہم سخت ترین خطرات اور فلاکتوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں تو اسی پالیسی کو پھر لازمی طور پر اختیار کرنا پڑیگا ۔

میں دستہ انجینیران (استحکام طلایہ وری) کے لفٹنٹ گروک شینک کا جنہنے مجھے محاربوں کے نقشوں اور پلینونکی ترتیب و تیاری میں مدد دی ۔ اور مسٹر کلائیو بگھم کی قابل تعریف کتاب ۔ عساکر عثمانیہ کے ہمراہ ۔ میں ۔ اور نیز اخبار سٹینڈرڈ ۔ ڈیلی نیوز اور راسٹر ایجنسی کے نامہ نگاروں کا شکور ہوں ۔ کہ انہوں نے مجھے اپنے خطوط و مراسلات سے کام لینے کی اجازت دی ۔

اس کتاب کا بہت سا حصہ دو مہینے پیشتر سے لکھا جا چکا تھا ۔ مگر بوجوہات چند در چند اس کی اشاعت میں توقف ہو گیا ۔ جسکا مجھے افسوس ہے ۔ اگست ۱۸۹۷ء ۔ ایس ۔ ایشمیڈ ۔ بارٹلٹ ۔

تھسلی کی حقیقی قدر و منزلت

کارزار روم و یونان کوئی بہت بڑا جنگ نہ تھا ۔ معرکہ آرائی یکطرفہ رہی ۔ اور کسی طرح پر سخت نہ تھی ۔ شریک کارزار آدمیوں کی تعداد

چنداں زیادہ نہ تھی - اور طرفین کو کثیر نقصانات برداشت نہ کرنے پڑے

جنگ صرف ایک مہینہ تک رہی - اور اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانی تھسلی سے نکال دئے گئے - اور تھسلی کے تمام زرخیز علاقہ پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا - اپائرس کے صوبہ کی لڑائی کوئی ایسی اہم اور نتیجہ خیز نہ تھی - اس علاقہ میں فریقین اختتام جنگ پر قریباً قریباً انہیں مقامات پر قابض تھے جنپر کہ وہ لڑائی کے آغاز کے وقت تھے - بنا بریں محاربہ روم و یونان جو ۱۸۹۷ء میں ہوا بلحاظ اپنے فوری نتائج اور معرکہ آرائی کے کچھ ایسا اہم اور وقیع نہ تھا - تاہم تھسلی کے اس محاربہ کی حقیقی اہمیت اور اوس کے پولیٹیکل نتائج اوس سے بدرجہا زیادہ اہم اور دور رس اثر ڈالنے والے ہیں جیسا کہ اونکی نسبت واقعی معرکہ آرائی سے قیاس کیا جا سکتا ہے ٭

اتحاد اسلامیہ

یہ محاربہ اوسی دائمی مسئلہ مشرق کے نشو و نمائے عظیم کا ایک جزو ہے جس سے انگلستان کو نہایت گہرا تعلق ہے اہم دہلیز سلطنت عثمانیہ کی تاریخ اور دول عظام کی اتحادی و اجتماعی تجاویز و کارروائیوں میں محاربہ مذکورہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہے - جو شاید قطعی فیصلہ کن بھی ثابت ہو جائے - اس سے دنیا کے کروڑہا مسلمانوں کے طریق عمل اور خیالات و روش پر بہت گہرا اور نہایت ہی زبردست اثر پڑا ہے - اور ان واقعات سے جو حال میں ٹرکی میں ظہور پذیر ہوئے ہیں تمام پیروان اسلام میں پھر اوسی یک جہتی اور اتحاد و ارتباط کا عام خیال پیدا ہو گیا ہے جو عرصہ دراز سے اونہیں ناپید و مفقود چلی آتی ہے - ان کی افواج کو تھسلی میں جو فتوحات حاصل ہوئی ہیں اونسے اوس خیال و خواہش میں جو اپنی طاقت کو مجتمع و یکجا کرنے کیلئے مسلمانوں میں پیدا ہو گئی ہے نئی جان پڑ گئی ہے اور اوسے بہت تقویت پہونچ گئی ہے - انگلستان اور سلطنت برطانیہ کیلئے اس اسلامی بیداری و حیات نو کی مستقبل رفتار جیسی کچھ اہم اور غور طلب ہے - اوسکا اندازہ اوس پوزیشن اور منزلت پر جو ہمیں ہندوستان میں اس وقت حاصل ہے - نہایت ہی سطحی اور سرسری نظر ڈالنے سے بآسانی ہو سکتا ہے - ہماری اوس مدبرانہ اور رحیمانہ حکومت کی جس نے حیرت انگیز اور عجیب و غریب عمارت اور ڈھانچ میں جو وہاں بیشمار مختلف المذاہب و النسل اقوام پر قائم ہے ملکہ معظمہ کی خالص سنیت نہایت ہی کارآمد و سب سے زیادہ جنگی اوصاف رکھنے والی رعایا میں سے چھ کروڑ سے زیادہ مذہب اسلام کے تابع اور پیرو ہیں - یہی نہیں - وہ نامور اور بیشمار مدبر فرمانروا جو ہندوستان کے شمال مغربی پہاڑوں پر قابض ہے وہ پہاڑ کہ جن کے راستہ سے ہی ہندوستان کے تمام فاتحان عظیم اوس کے زرخیز و زر ریز میدانوں میں داخل ہوئے ہیں - وہ بڑا زبردست اور بھی بڑا پکا اور راسخ القدم صادق مسلمان ہے - اور وہ کون ہے ؟ عبدالرحمن خان ٭

لہ ضیاء الملت والدین امیر عبدالرحمن خان والئی دولت خداداد افغانستان و خراسان کی مستند سوانح عمریاں ملک میں شائع ہو چکی تھیں - اسلئے اونکے حالات یہاں تحریر کرنے کی ضرورت نہیں - البتہ یہ ذکر کر دینا بیجا نہ ہوگا کہ جیسا کہ پہلے بھی کئی مرتبہ جا بجا مشہور کیا اس ترجمہ کرتے ہیں بھی ماہ فروری ۱۸۹۹ء اس اولوالعزم فرمانروا کی وفات کی خبر بڑے زور شور سے مشہور ہو گئی تھی مگر حسب معمول وہ بے حقیقت ثابت ہوئی تاہم یہ ایسا راستہ ہے کہ اوس سے کسیکو چارہ نہیں اور امیر عبدالرحمن بھی آخر ایک دن اوس کو اختیار کر لینگے - مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ افغانستان کو استحکام اور فوجی ترقی و تہذیب پہنچائی اور اپنی حفاظت ملک و حریت قومی کی پوری پوری قابلیت پیدا کر دی [illegible] ایسا مستقل اور پائیدار [illegible] (اللہ بشرہ) [illegible] اور عام آزادی اور [illegible] مترجم و مولف ٭

ترکی اتحاد کی ضرورت وقت

محاربہ تھسیلی اور اوسکے متعلقہ واقعات سے ایک اور قابل غور اور اہم نتیجہ یہ مترتب ہوا ہے کہ ٹرکی بہت خوبی آگاہ ہوگیا کہ اسکے لئے روس اور جرمنی میں زبردست رقابت پیدا ہوگئی ہے۔ اس محاربہ سے ایک یہ امر بھی واضح ہوگیا ہے کہ قسطنطنیہ میں انگلستان کا اقتدار بہت ہی کم ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہو سکتا ہے کہ بالکل ہی زائل ہوگیا ہے۔ جرمنی نے دور اندیشی سے کام لیکر ترکی سلطنت کی حفاظت و تائید کا پہلو اختیار کرلیا۔ اور اس طرح اوسنے اپنا دوست بنا لیا۔ اسکے برعکس ہمارا شعار ترکوں اور ہر ایسی چیز کو جس سے اونکا تعلق ہو اندھا دھند سب و شتم اور طعن و تشنیع کرتے رہنا ہے۔ روس قسطنطنیہ میں جرمنی کے متقدر ہو جانے کو بنظر رشک دیکھ رہا ہے۔ کیونکہ روس ادرنہ پر نگاہ لگائے بیٹھا ہے کہ ٹرکی کا میدان خاص اوسی کیلئے وقف اور مخصوص ہوچکا ہے۔ اس شکارگاہ میں کوئی اور قدم رکھنے کا مجاز نہیں۔ بہرحال جرمنی نے ٹرکی سے ایسا تعلق پیدا کرلیا ہے کہ یورپ میں عالمگیر جنگ برپا ہوجانے کی صورت میں وہ شاندار عثمانیہ فوج کی تائید و امداد ملنے پر پورا پورا بھروسہ و اعتماد کرسکتی ہے اور اس اتحاد کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ جنگی طاقت کے لحاظ سے جرمن سلطنتوں (آسٹریا و جرمنی) کو اپنے اہم رقیبوں روس و فرانس کے مقابلہ پر بہت فوقیت اور غلبہ حاصل ہوگیا ہے۔

ہمارے (یعنی انگلستان کے) لئے ترکوں کی جنگی طاقت اور مسلمانوں کی دوستی اور نیک ظنی جیسی کچھ کارآمد و فائدہ مند اور اہم ہے اوس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ انہی وجوہات کے باعث اور نیز اوس بیبہا خدمت کی وجہ سے بھی جو سلطنت عثمانیہ قسطنطنیہ اور آبنائے باسفورس و ڈاردانیلز کے محافظ کی حیثیت سے اس ملک (انگلستان) کی اغراض و مفاد کی کر رہی ہے۔ اس کتاب کا نویسندہ ہمیشہ ٹرکی کے حکمراں اور ترکی حکومت کے طریق عمل پر نکتہ چینی کرتے وقت اعتدال و صداقت اور پوری پوری سچائی کو مدنظر رکھنے کی ضرورت پر اصرار کرتا رہا ہے سلطان المعظم لاکھوں مردان جانباز اور سپاہ جاں نثار کے ہی مالک نہیں ہیں۔ وہ **خلیفۃ المسلمین** بھی ہیں۔ ترکوں اور مذہب اسلام کے ساتھ انصاف کو مدنظر رکھنا اخلاقاً اور اتفاقاً ہی واجب و درست نہیں۔ انگریزوں کیلئے جو ایک وسیع اسلامی علاقہ پر حکمراں ہیں۔ ایسا کرنا قرین مصلحت اور اشد ضروری بھی ہے۔

جھوٹی ہمدردی

بدقسمتی ہے اس ملک کے اخبارات اور مدبرین کے حصہ کثیر نے جن کی جماعت صرف ریڈیکل (یا آزاد) فریق تک ہی محدود نہیں رہگئی۔ حزم و احتیاط و مصلحت اور ساتھ ہی صداقت و درستی کے لوازمات اور ملحوظات کو برطاق رکھکر سلطان المعظم اور اونکے وزراء اور اہلکاروں کے برخلاف ایسی سفیہانہ طعن و تشنیع اور بدزبانی اختیار کرلی ہے۔ جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں۔ مگر اوسنے جھوٹی ہمدردی۔ اور مظالم فرضی کو جسے متذکرہ صدر مدبرین اور اخبارات نے اپنا شعار بنا رکھا ہے گو میں ہمیشہ مطعون کرتا رہتا ہوں۔ لیکن اس سے میری مراد وہ واجب و معقول ناپسندیدگی نہیں۔ جو اون افعال قبیحہ پر جن کا ارتکاب ۱۸۹۵ء کی آخری تین مہینوں میں آرمینیا میں ہوا تھا۔ ظاہر کیگئی تھی۔ اس کا مقابلہ میں دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد کے دس مہینوں میں بغاوت [illegible] اور اوسکے انطفا کے متعلق بالکل فرضی اور خیالی کی سرگذشت کہانیوں کی بنا پر نہایت ہی قبیح اور از حد پاجیانہ بدزبانی اور طعن و تشنیع سے کام لیا گیا۔ حالانکہ ان کہانیوں کی اول تو بالکل کچھ حقیقت و اصلیت ہی نہ تھی۔ یا تھی۔ تو بہت ہی خفیف اور کمزور

مظالم فروشی اور جھوٹی ہمدردی و رقت سے میری مراد یہ دو چیزیں ہیں۔ اول کسی قوم یا دولت پر ایسے مظالم کا الزام لگانا۔ جن کا کوئی وجود نہو۔ اور دوم یہ کہ اس غلط جور و جفا سے اس ملک میں و نیز ہندی کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے کام لینا۔ [illegible] سلطان المعظم۔ ترکی گورنمنٹ۔ ترکی فوج اور عثمانی قوم پر ان موہومہ مظالم کی بدولت جنکی نسبت بیان کیا جاتا تھا۔ کہ اونسے بغاوت ساسون کو انطفا میں کام لیا گیا۔ مگر در حقیقت اونکا مطلق کوئی وجود ہی نہ تھا۔ انگلستان میں نہایت سختی اور درشت کلامی سے حملے کئے گئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ کل حالت یہ تھا کہ آرمینیا میں بغاوت ہوگئی اور اوسکے فرو کرنے میں کلہم ۳۰۲ آدمیوں کی یا نہایت ہی مبالغہ آمیز روایات کی مطابق پانچ سو آدمیوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ اس معاملہ کو بڑھا چڑھا کر مکروہ ترین قسم کے مظالم کے پیرایہ میں ظاہر کیا گیا مشہور کیا گیا کہ تیس ہزار ارمنی ان مظالم کی بھینٹ چڑھے۔ ان عجیب مظالم کا در حقیقت کہیں نام و نشان موجود نہ تھا۔ یہ روایتیں محض من گھڑت اور خیالی تھیں اور اوس دولت عظیمہ کی تنخواہ دار گماشتوں نے اونہیں مشہور کیا تھا۔ جو سلطنت عثمانیہ کی بربادی کی دن رات سامان کرتی رہتی ہے۔ اور پھر اس بربادی سے انگلستانکی سلطنت کو مہلک ضرب و صدمہ پہونچانیکا عزم رکھتی ہے۔ ایشیاء کوچک میں خوفناک کارروائیاں کی گئیں۔ مگر یہ آرمینیا کے متذکرہ صدر واقعات سے بعد میں کیگئی تھیں۔ اور اونکا باعث زیادہ تر وہ تحریک تھی جو انگلستان میں برپا ہوگئی تھی۔ اس جھوٹی ہمدردی اور رقیق القلبی نے ترکی کو تو جو نقصان پہونچایا سو پہنچایا۔ آرمینیوں کو ترکی سے زیادہ اور خود انگلستان اور اوس کے اغراض سے بڑھ کر نقصان پہونچایا۔ اور یہی وہ جھوٹی اور نقصان رساں مظالم فروشی ہے جسے مطعون کرنا واجب ہے۔ اون عجیب واقعات پر جو ۱۸۹۶ء کو اخیر میں ایشیاء کوچک میں ظہور پذیر ہوئے۔ میں بھی دل سے متاسف ہوں۔ چنانچہ جب جنوری گذشتہ ۱۸۹۷ء میں مجھے سلطان المعظم کے حضور باریابی اور مکالمہ کا شرف حاصل ہوا تو میں نے دلیر ہوکے صاف صاف جلالتمآب کی خدمت میں عرض کر دیا۔ کہ ان افعال نامناسب سے انگلستان پر بہت برا اثر پڑا ہے اور مناسب ہے کہ ذات ستودہ صفات شہنشاہی ایسے افعال کو پھر دوبارہ ہونے دینے کیلئے سخت ترین وسائل سے کام لینے سے دریغ نہ فرمائے۔ یہ سنکر جلالتمآب نے وہ کل انتظامات و تدابیر مجھے بالتفصیل بتائیں جنہیں اسی غرض کیلئے اونہوں نے اس مکالمہ سے پہلے کاہی عمل میں شروع بھی کر دیا ہوا تھا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ ان تدابیر سے کامل یقین ہے کہ امن و امان اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت کے متعلق نتیجہ مطلوبہ بہتر شکل ہو جائیگا ۔

مسلمانوں کو اشتعال

پیشتر اس کے کہ ایسے الزامات کہ جنکے کوئی معقول وجہ موجود ہو سلطان المعظم اور اونکے عمال کی نسبت نامناسب اور بیجا بد زبانی شروع کر دیئے جائیں کیا یہ اثر ہوا کہ نہ صرف سلطنت عثمانیہ کو

[illegible] ایشیا [illegible] مظالم آرمینیا [illegible] سلطنت عثمانیہ [illegible] مظالم آرمینیا [illegible] انگلستان [illegible] ہندوستان [illegible]

سرکاری حلقوں اور ملازموں کی جماعتوں میں ہی بلکہ مسلمان آبادی کے طبقہ عامیان میں بھی نہایت سخت ناراضگی کا جوش پھیل گیا۔ اور
عثمانلی قوم میں کچھ عرصے سے جو یہ خیال پیدا ہو گیا ہوا تھا کہ عیسائی طاقتوں نے جن کا سرغنہ اور پیر مقدم انگلستان بنا ہوا ہے عثمانیہ حکومت
کی بربادی اور مذہب اسلام کی بیخ کنی کیلئے خوب گہری اور عالمگیر سازش کر لی ہے۔ اوسے اور تقویت پہونچ گئی یہ خیال انقلاب چاہنے
والے ارمنی سازشیوں کی متواتر اشتعالدہیوں سے جو اونکے ذریعے سے ترکوں کو سختی کے ساتھ ترکی بترکی جواب دینے پر مجبور کر کے (باعانت
دول اجنبیہ) پولیٹیکل آزادی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور مشتعل ہو گیا۔ اور اس آگ پر جو پہلے ہی بھڑک اوٹھنے پر تیار
تھی ہمارے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی نامبارک غلطیوں۔ روس اور فرانس کے ہاتھ میں اوسکی کٹھ پتلی بنجانے اور بالآخر اوسکی ناقابل عمل اور
آبادی کے سب سے بڑے عنصر یعنے مسلمانوں کو برافروختہ کرنے والی مجوزہ اصلاحات سے جو اگست ۱۸۹۵ء میں پیش کی گئی تھیں اچھی طرح تیل
پڑ گیا۔ ترکوں کی سرشت اور کیرکٹر اور مذہب اسلام کی نسبت خواہ کچھ ہی رائے کیوں نہ قائم کیجائے ایک باحیثیت اور غالب و حکمران قوم
و مذہب سے ایسی توقع رکھنا کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے صدیوں کے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائیگی خود انسانی فطرت اور سرشت
کی نقیض ہے۔ ترکوں کے غیظ و غضب کو میگزین میں ارمنیوں کی اوس مجنونانہ اور سخت نقصان رسان حرکت نے جس کے ساتھ ستمبر ۱۸۹۵ء
کو وہ قسطنطنیہ میں مرتکب ہوئے چنگاری پڑ گئی۔ تاریخ مذکور دو ہزار مسلح ارمنوں نے باب العالی کیطرف بارادۂ بد بڑھنا شروع کیا۔ اور اون
پولیس افسر کو جس نے اونہیں رک جانے کی آشتی و ملاطفت سے نصیحت کی قتل کر دیا۔ اور اوس کے بیس سے زیادہ ماتحتوں کو بھی گولیوں
کا نشانہ بنا دیا۔ خاص دارالخلافہ میں اپنے خلیفۃ المسلمین اور شہنشاہ کے برخلاف ایسی دلیری اور جسارت کا ارتکاب دیکھکر تمام
ملک کے تمام مسلمان باشندوں میں غیظ و غضب کی لہر برق سرعت کے ساتھ دوڑ گئی۔ اور ۱۸۹۵ء کے باقیماندہ تین مہینوں میں ارمنی
آبادی پر جو تباہی و مصیبت وارد ہوئی وہ اسی تمرد و عصیان کی جوابی کارروائی تھی۔

مشرقی مسئلہ جہاں تک انگلستان کا تعلق ہے۔ دو بڑے عناصر پر مشتمل ہے۔ انہیں سے ایک ہمدردی انسانی سے تعلق رکھنے والا
عنصر ہے۔ یعنے اون مذہبی و قومی مخالفتوں اور عنادوں کے مستقل اور بے قابو ہو جانے کے خوفناک خطرہ پر مبنی ہے جو سلطنت عثمانیہ کی مختلف
الجنس و الملت اقوام کے دلوں میں ایک دوسرے کیطرف سے راسخ ہیں۔ یہ خطرہ انگلستان کے گذشتہ مدبروں کے ہر وقت مد نظر رہتا تھا۔ اور
اب سے کچھ عرصہ پہلے تک کے مدبرین اور اہل الرائے کے جم غفیر نے بھی اسے کبھی نظر انداز نہ کیا تھا۔ دوسرا عنصر جو انتہا اہمیت ہے
جو یورپین طاقتوں کی موازنہ قوت اور بالخصوص انگلستان کی مشرقی سلطنت اور اوسکی بحری فوقیت قیام کے متعلق قسطنطنیہ اور اوسکی
آبنائوں کو حاصل ہے۔ قسطنطنیہ اور آبناؤں کا روس کے قابو اور اقتدار میں ہونا بحیرہ روم میں انگلستان کے بحری غلبہ کی [illegible]
کے ہر لحظہ ہوگا۔ اور بحری اقتدار کی ضعف [illegible] ساتھ ہی مصر [illegible] اور بالغلب وجہ [illegible] ہاتھ سے جاتا رہیگا۔
روسی اقتدار کا تو نتیجہ ہوگا۔ اور اگر قسطنطنیہ پر روس کا قبضہ ہو جائیگا تو روس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ [illegible]
اور [illegible] ترکی [illegible] روس [illegible] پھیلا جائیگا۔ اور [illegible]
جا [illegible] انگریز [illegible] ہندوستان [illegible]

گذشتہ تین برسوں سے ریڈیکل فریق نے ان دونوں نہایت اہم عناصر کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے صرف اسی فریق نے نہیں - بلکہ مزید افسوس اور خطرہ اس امر کا ہے - کہ یونینسٹ[۱] (متحدہ فریق) کے ممبروں کثیر کا بھی یہی طریق عمل رہا ہے +

میدانِ جنگ کو جانے کی وجوہات

ایسٹر[۲] کے تیوہار کی تقریب پر جب پارلیمنٹ کا اجلاس حسب معمول ملتوی ہوا تو ان تعطیلوں نے مجھے میدان کارزار کو جو ٹرکی اور یونان میں گرم ہو رہا تھا جانے کا موقعہ ملگیا۔ اور میں نے اوس سے باشتیاق تمام فائدہ اوٹھایا۔ میرے جانے کی چار وجوہات تھیں۔ میں عثمانیہ فوج کی اصلی حالت۔ اوسکی جنگی طاقت و انتظام اور اوسکے افسروں کی سپہ سالارانہ قابلیت اور لیاقت کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ترکوں کا طریق عمل دشمن کے ملک میں کیسا رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مغلوب عدو سے کیسا برتاؤ کرتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خواہش و تمنا بڑے زور شور سے موجزن تھی۔ کہ جہاں تک میرے مقدور میں ہے میں اس لڑائی کو مختصر اور دونوں ملکوں اور قوموں میں جن کی ذاتی بہتری و منفعت کا ہر ایک پہلو اس بات کا مقتضی ہے کہ وہ دشمن بنکر نہیں بلکہ آپس میں دوست ہو کر رہیں صلح کرا دینے کی کوشش کروں۔ چوتھی وجہ جو میری نگاہوں میں سب سے زیادہ موثر اور باوقعت تھی یہ زبردست تمنا تھی کہ معاربہ میں جو علم و تجربہ مجھے ہوگا اوس کی بنا پر میں بنیاد سلطنت عثمانیہ سے دوستی و رفاقت کی قدیمی اور لازمی مسئلہ کی تائید اپنے ملک میں پہلے سے زیادہ عمدگی اور قابلیت سے کرسکوں۔ مخالفانہ دباؤ کی بجائے ٹرکی کو دوستانہ فہمایش کرتے رہنے کی پالیسی کی میں ہمیشہ سے تائید کرتا رہا ہوں — انگلستان کے مدبروں کی قدیم الایام سے یہی[۳] پالیسی چلی آتی ہے۔ پچھلے تین برسوں سے مخالفانہ دباؤ کی جو پالیسی اختیار کی گئی ہے اوس سے ٹرکی یا کسی قوم یا مقصد کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ برعکس ازیں اس نے بے انتہا نقصان پہنچایا ہے۔ اس نے ٹرکی میں بہت سی تباہی اور فلاکت برپا کی۔ انگلستان اور ٹرکی میں مغائرت پیدا کر دی اور انگلستان کے وقار اور رسوخ کو بہت گھٹا دیا

---

[۱] یہ فریق لبرل اور کنسرویٹو مدبرین کے اتحاد سے جو کئی باتوں میں متفق تھے پیدا ہوا ہے۔ اس کی بنا آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری عطا کرنے کے مسودہ قانون سے ہے جسے مسٹر گلیڈسٹون نے پیش کیا قائم ہوئی۔ کنسرویٹو فریق تو اس تجویز کا لازمی طور پر مخالف تھا۔ کئی لبرل بھی اس مخالفت میں اون سے ہم رائے ہو گئے۔ اور ۱۸۸۶ء سے یہ ایک نیا فرقہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت وزارت اسی فریق کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے کئی ممبر مسٹر چیمبرلین و مسٹر گوشین وغیرہ لبرل یونینسٹ اور لارڈ سالسبری وغیرہ کنسرویٹو یونینسٹ ہیں +

[۲] عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ اس دن مسیح علیہ السلام قبر سے زندہ ہو کر آسمان پر گئے تھے۔ اس دن کی تعیین قمری حساب سے اس طرح کیجاتی ہے۔ کہ جو قمری مہینہ ۲۱ مارچ کو یا اوس سے بعد شروع ہو۔ اوسکی چودھویں تاریخ سے بعد جو پہلا اتوار آتا ہو وہ ایسٹر کا دن ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے ہاں ایسے تمام تیوہاروں کی تعیین جنکے لیے معینہ تاریخیں معین نہیں۔ اسی ایسٹر سنڈے کی تاریخ سے کیجاتی ہے +

[۳] مگر کہ یہ پالیسی قدیم الایام سے بلاغرض چلی آتی ہے۔ اور اوس میں کوئی ذاتی منفعت مدنظر نہیں رکھی گئی تھی۔ اس پر بہت سا عہد حکومت اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں جابجا مفصل بحث کی گئی ہے +

(مؤلف)

فصل دوم

محاربہ کی اصل وجہ اور اوس کا سبب

بقول جرمن افسر جنگ روم و یونان کا پیش خیمہ جس نے کئی برسوں کے بعد پھر ایکدفعہ یورپ کے امن میں خلل ڈالا۔ کریٹ کی بغاوت تھی اوس بغاوت سے ترکی اور یونان میں وہ آتش عناد پھر بھڑک اوٹھی جو اگرچہ دس برسوں سے زیادہ عرصہ سے بظاہر سرد ہوئی تھی مگر سنہ ۱۸۷۸ء کی معاہدہ صلح کے انعقاد کیوقت سے بیرونی سطح کے نیچے ہی نیچے برابر سلگ رہی تھی۔ اس معاہدہ کی شرائط کے رو سے تھسلی اور اپائرس پر یونان کے دعاوی کو ایک حد تک تسلیم کیا گیا تھا۔ مگر ان صوبوں کی قطعی حوالگی کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا تھا۔

سنہ ۱۸۸۰ء میں ترکی یونانی مسئلہ پھر تازہ ہوا۔ اور ثالث دول عظام اور باب عالی میں کسیقدر طویل نامہ و پیام کے بعد قسطنطنیہ میں کانفرنس منعقد کیگئیں۔ ان کانفرنسوں میں طول طویل مباحثے ہوئے۔ جن میں ترکی کی یہ کوشش تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو کم سے کم علاقہ دے۔ اور یونان کی یہ تھی۔ کہ جہاں تک ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لے۔ حتے کہ آخر الذکر اپنے مطالبات کی تائید اور اون کو زبردستی منوانے کیلئے اور اون اضلاع کو جو دریا سالاما دریا کے جنوب میں صوبہ تھسلی میں اور دریا آرٹا سے بجانب جنوب اپائرس میں تھے لینے کے لئے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ دول نے ان اضلاع کی حوالگی کا فیصلہ کرکے قرار دیا انتقال کی کارروائی دول کے وکلاء کی مشترکہ کمیٹی کی نگرانی میں کیجائے۔ اور اوس کی تکمیل کے بعد ایک اور مشترکہ کمیشن کی معرفت حد بست سرحد کی تعیین کیجائے۔ ترکوں کے میعاد مقررہ کے اندر علاقہ مفوضہ کو خالی کر دیا۔ اور نومبر سنہ ۱۸۸۱ء میں یونانیوں نے اوس پر قابض ہو کر ریاست یونان میں اوسکے انتظامی۔ فوجی اور پارلیمنٹری الحاق کیلئے فی الفور باضابطہ کارروائی شروع کر دی۔[1]

---

[1] اس یونانی توضیع اور اوس کے تصفیہ کی تاریخ کسیقدر شرح و بسط سے بیان کر دینا غالباً نامناسب نہ ہوگا۔ سنہ ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس سے بلقان کی دوسری مسیحی اقوام کیطرح یونانیوں کے سر پر بھی حرص ملک گیری کا جن سوار ہوگیا۔ اور یونان کے ملحقہ ترکی صوبوں کے یونانیوں اور جزائر کریٹ کے عیسائیوں نے فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ جن کو فرو کرنے اور عیسائیوں کو باشی بزوقوں کے جور و ظلم سے محفوظ رکھنے کے بہانہ سے یونان نے دس ہزار فوج یکم فروری سنہ ۱۸۷۸ء کو تھسلی میں بھیجدی۔ مگر ترکی گورنمنٹ روس سے شکست یاب ہونیکے باوجود اوس سے سکت بیخبر ہوگئی تھی۔ کہ وہ اس ریاست کی گوشمالی نہ کرسکے۔ اوس نے فوراً ایک زبردست جنگی بیڑا یونانی سواحل کو بھیجنے کے علاوہ کئی ہزار فوج براہ سمندر تھسلی میں اور اسیقدر فوج کریٹ میں بھیجدی۔ ادہر دیگر دول یورپ اور بالخصوص روس سونتے جسپر یونان کو بہت بھروسہ تھا۔ اوس کی کوئی حمایت نہ کی۔ کیونکہ انگلستان تو پھر آتش جنگ کے بھڑک اوٹھنے سے خوف تھا اور روس اوس وقت یونانیوں کی رقیب قوم

جونہی ٹرکی کو اس تنازعہ کے با امن تصفیہ سے فراغت ہو گئی۔ اوس نے البانیا کی بغاوت کی سرکوبی کیلئے بارہ ہزار فوج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) بلغاریہ کا سرپرست اور سرویا بن رہا تھا۔ چیپرہادر یونان نے ساتویں دن ہی اپنی فوج ترکی علاقہ سے واپس منگالی۔ یونانی رعایا
کچھ عرصہ اور برسر فساد رہی۔ مگر آخر ترکی افواج نے اوسے بھی فرو کر دیا۔ اتنے میں عہدنامہ سین سٹفانو شائع ہو گیا۔ جس کے رو سے
بلغاریہ قوم کو آزادی دیکر کئی ایسے اضلاع بھی نئے صوبہ میں شامل کر دئے گئے۔ جن میں یونانیوں کی آبادی بلغاریوں سے بہت زیادہ تھی۔ اس
سے یونانیوں کو جوش و غضب کا دریا پھر موجزن ہو گیا۔ کیونکہ جزیرہ نما بلقان کی مختلف عیسائی اقوام میں صدیوں سے سخت دشمنی
اور بغض چلا آتا ہے۔ اور اون کو ترکوں سے ایسا عناد نہیں۔ جسقدر کہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔ یونانی پھر جنگی تیاریاں
کرنے لگ گئے۔ اور اس امر کے درپے ہو گئے۔ کہ اول تو بلگیریا کا اسقدر رقبہ نہ رکھا جائے۔ دوسرے موازنہ طاقت قائم رکھنے اور نیز یونان کو
ترکی علاقوں کے مظلوم یونانی پناہ گزینوں کی پرورش اور امداد کرتے رہنے کی دائمی زیرباری سے بچانے کیلئے جزیرہ کریٹ اور مقدونیہ بھی
یونان کے حوالہ کر دئے جائیں۔ برلن کانگرس میں یونان کے وکلاء کو انگلستان کی سفارش پر اپنے متذکرہ صدر دعاوی پیش کرنے کی اجازت
دیگئی۔ اور کانگرس مذکور نے عہدنامہ برلن کی ۲۴ ویں دفعہ میں سلطان سے سفارش کی کہ وہ یونانی ترکی سرحد کی درستی منظور فرمالیں
اگر دونوں فریق باہمی رضامندی سے تصفیہ نکر سکیں۔ تو ششش دول عظام ثالث بن کر فیصلہ کرا دینے پر آمادہ ہیں۔

برلن کانگرس کے اختتام پر یونان نے اس سفارش پر عملدرآمد ہونیکا تقاضا شروع کیا۔ مگر ترکی دول یورپ کی اس عجیب منصفانہ سفارش
پر بھی حیران تھے۔ بلکہ ان کو یہ اندیشہ تھا۔ کہ اگر اب یونان کو کچھ علاقہ دے بھی دیا گیا۔ تو اوس پر قناعت کرنے کی بجائے اوس کی آتش
حرص و طمع اور تیز ہو جائیگی۔ ادہر سلطان المعظم کو جو محاربہ روم و روس کی ناکامی اور بوسنیا کا تقریباً خالص اسلامی علاقہ آسٹریا کے حوالہ
کر دینے سے پہلے ہی بابت کچھ ناہموار ہو رہے تھے۔ یہ اندیشہ تھا کہ اگر اب اور اسلامی علاقہ کیونکہ تھسلی وغیرہ میں مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں
سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہ تھی۔ یونانی عیسائیوں کو دیدیا گیا۔ تو مسلمانوں کے غیظ و غضب کو روکنا مشکل ہو جائیگا۔ دوسری طرف علماء زور دے
رہے تھے۔ کہ خلیفۃ المسلمین اسلامی شریعت کے مطابق کوئی علاقہ جنگ میں شکست اوٹھانے کے بغیر بلا وجہ کفار کو حوالہ نہیں کر سکتے۔ یونان کو تھسلی
اور بالخصوص صوبہ اپائرس کا خواستگار تھا۔ باب عالی نے اس نئی مصیبت سے بچنے کیلئے بہتیرا پہلو بچانا چاہا۔ مگر فرانس، جرمنی اور انگلینڈ یہ سب طاقتیں
جو ایک طرف تو بحیرہ ڈلسگنو کا بندرگاہ مانٹی نیگرو کو دلانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اس اسلامی سلطنت کو خواہ وہ کیسی حق بجانب ہو کب چین
لینے دے سکتی تھیں۔ ناچار دباؤ پر سلطان نے خلیج دولو کا تیسرا حصہ یونان کو دینا منظور کر لیا۔ جسے یورپ کی [illegible] یونان نے حقارۃً
مسترد کر دیا۔ اور لارڈ سالسبری وزیر خارجہ انگلستان نے [illegible] عہدنامہ برلن [illegible] کے مطابق دیگر دول کی کانفرنس منعقد [illegible]
اور جون ۱۸۸۰ء میں ایک کانفرنس برلن میں ہوئی۔ جس نے بصدارت پرنس [illegible] وزیراعظم [illegible] فیصلہ کیا کہ ترکی [illegible]
اور اپائرس کا بیشتر حصہ جس میں لاریسا، یانینا [illegible] شامل ہیں یونانیوں کو حوالہ کر دے [illegible] جولائی ۱۸۸۱ء کو
ترکی اور یونان کو اس فیصلہ [illegible] منظور کر لیا۔ مگر [illegible] صاف انکار کر دیا۔ اس کانفرنس میں یونان اور
ترکی [illegible] یونان کو [illegible] حملہ کرنے سے

امن وامان قائم اور آتش فتنہ وفساد فرو ہو گئی لیکن یہ امن زیادہ عرصہ قائم نہ رہ سکا ۱۸۸۵ء میں شہزادہ اسکندر والی بلگیریا نے صوبہ مشرقی رومیلیا کو جو براہ راست سلطان کے ماتحت ایک عیسائی گورنر کے زیر حکومت رکھا گیا تھا - عیسائی رعایا کی سازش سے کسی جنگ وجدال کے بغیر اپنی ریاست میں شامل کر لیا - اس انقلاب والحاق سے جزیرہ نما کی دیگر آزاد اقوام کو موازنۂ طاقت کو یکساں کرنے کے بہانہ سے مزید علاقوں کے مطالبہ کرنے کا موقع ملگیا - اس دفعہ سرویا نے اس موازنہ کو یکساں کرنے کا سب سے اول بیڑہ اوٹھایا - اور یہ پہلی مرتبہ ایک عیسائی ریاست نے ٹرکی کی قطع برید کی بجائے ہمسایہ عیسائی ریاست کے خرچ پر ایسا کرنے کا عزم کیا (جسکی ایک وجہ تو یہ تھی کہ ٹرکی کی سرحد ایسی مضبوط اور اوس کا فوجی انتظام ایسا مکمل تھا کہ کامیابی کی امید تو درکنار رد سخت نقصان اوٹھانے کے خدشہ کے بغیر اوس پر فوج کشی نہیں کر سکتی تھی - دوم قومی بغض وکینہ جو سرویوں کو بلغاریوں سے ہے - مذہبی تعصب پر غالب آگیا - اور اس نے سرویوں کو ترکوں کی بجائے بلغاریوں سے بھڑا دیا) میلان شاہ سرویا نے اس الحاق سے چند ہی ہفتہ بعد ۱۸۸۵ء میں بلگیریا پر حملہ کر دیا - جس طوفان بے تمیزی کو یونان نے اپنی تمام سابقہ خواہشوں کے پورا کرنے کیلئے غنیمت سمجھکر جنگی تیاریاں شروع کر دیں - دول یورپ نے جو الحاق مشرقی رومیلیا اور پھر سرویا کے یکبارگی خلاف توقع ظہور پذیر ہو جانے سے ششدر سی ہو گئی ہوئی تھیں - اور مشرقی مسئلہ کو پھر چھیڑنے کیلئے تیار نہ تھیں یونان کو ان تیاریوں سے باز آجانیکی فہمائش کی - اور چونکہ روم اور یونان میں جنگ ہو جانے سے یونانیوں کی تائید میں روس یا فرانس کے بھی شامل کارزار ہو جانیکا احتمال تھا یوروپین دول نے بالجبر یونانیوں کو باز رکھنے کا ارادہ کر لیا - مگر یونانی وزیر اعظم نے یوروپین دھمکیوں اور فہمائشوں کو علی الرغم صاف طور پر کہدیا - کہ خواہ اوسے کتنا نقصان اوٹھانا پڑے - یونان اپنے مطالبات دربارہ تھسلی وایپائرس پر مصر رہنے کو تیار ہے - اور بشرط ضرورت اونکو پورا کرنیکے لئے فی الفور جنگ کرنے کو بھی آمادہ ہے -

یونان کو فتح کا کامل یقین تھا - اوسے خیال تھا کہ ترکی فوج کی پہلی ہی حرکت پر البانیہ اور مقدونیہ میں بغاوت ہو جائیگی - اور جب معاملہ اس طرح طول پکڑ گیا - تو یوروپ خاموش نہیں رہیگا - دول یوروپ کو بھی اس امر کا اندیشہ تھا - چنانچہ ۱۴ جنوری ۱۸۸۶ء کو شش دول عظام نے یونان کو مشترکہ مراسلہ بھیجکر چند دن بعد یہ دھمکی دی کہ چونکہ یونان کے پاس ٹرکی کے برخلاف جنگ کرنیکے لئے کوئی معقول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) اوس کی بادشاہی کا ... ڈری البانوی پلٹنوں نے بھی بغاوت کر کے ۳ ستمبر ۱۸۶۸ء کو اوسے قتل کر دیا - اور یہ فساد برابر ۱۸۹۵ء تک جاری رہا جسکے دوران میں محب وطن عیسائی مسلمانوں نے صوبہ میں ایک طرح کی خود مختار حکومت قائم کر لی تھی - مگر اوس کا شہنشاہ برابر سلطان کو تسلیم کرتے رہے تھے - کریٹ کی بغاوت بھی بدستور زور پر رہی تھی جس کو یہ صلح وآشتی فرو کر سکی ہے - ستمبر ۱۸۶۸ء میں غازی مختار پاشا جزیرہ میں بھیجے گئے - اور انہوں نے اوسی مہینہ میں بمقام ہلیپہ باغیوں کے اکثر مطالبات کو موقتی بحثوں کی بحث کے بعد منظور کر کے امن قائم کر دیا لیکن ان نوازشات ومراحم خسروانہ کا ان احسان فراموشوں نے باغوائے دیگراں بیجا اپنے کو رباطن جذبات نفسانی کی تحریک سے نہیں مابعد میں جو عوض دیا - وہ اب کسی اخبار بین سے پوشیدہ نہیں رہ گیا ہے - جس بیدردی بیباکانہ ... اور اوس نفرت انگیز ظلم وستم کے باوجود جو مسلمان باشندہ پر کیا گیا - اپنے ہم مذہب اقوام یوروپ کی امداد واعانت سے آخر اونکا ۱۸۹۷ء میں اپنے مدعا میں کامیاب ہو جانا بھی کل کی بات ہے [illegible] مصر کو [illegible] ٹرکیوں ویہاں پڑیں - اور آخر [illegible] بیچ بچاؤ کر کے فریقین میں صلح کرادی کسی فریق کو کوئی تاوان وغیرہ نہ دینا پڑا [illegible]

وجہ نہیں ہے۔ اور نیز چونکہ ایسا محاربہ دنیا کے امن اور تجارت کے حق میں بہت مضر ہوگا۔ اس لیئے دول یونان کو ٹرکی پر کبھی بحری
حملہ نہیں کرنے دیں گی۔ یونان نے ۳ فروری کو اوس کے جواب میں لکھا کہ "وہ اس کو اپنی افواج سے حسب مرضی کام لینے سے روکنا
اوس کی آزادی میں دست اندازی کرنا ہے۔ جسے یونان کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ لڑائی سے محترز رہنے کا ذمہ اوٹھاتا
ہے"۔

چنانچہ وہ اپنی ضد پر برابر قائم رہا۔ اور کچھ عرصہ بعد انگلستان کی وزارت بدل جانیسے اوسکا حوصلہ اور بڑھ گیا۔ اوسے یقین ہو
گیا کہ لبرل وزارت جو اب قائم ہوئی ہے۔ اور اوس کا سرغنہ گلیڈسٹون جو ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ صرف اتحاد یورپ ہی جو یونان
پر زور ڈال رہا ہے اوٹھا نہ دیگا - بلکہ یونان کی طرفداری کریگا۔ اوس کا یہ یقین باطل ثابت ہوا۔ لارڈ روزبری جدید وزیر
خارجہ اپنے پیشرو کی پالیسی پر عامل رہا۔ دریں اثنا شاہ یونان نے ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء کو فرمان شاہی صادر کر کے بارہ ہزار فوج کی مشق و قواعد
کے لیئے کیمپ قائم کیئے جانے اور متعدد دیگر فوجی تیاریوں کا حکم دیدیا تھا۔ ملک میں بھی (جس کے باشندوں اور حکمرانوں نے آزادی
سے بعد جو نیز اوبتیں محض حامیوں کی طفیل ملی تھی پھر کبھی ترکوں کا منہ نہیں دیکھا تھا - اور شجاعت اور بسالت کے بڑے لنبے چوڑے
دعوے رکھتے تھے) لڑائی کا اسقدر اشتیاق پھیلا ہوا تھا کہ پارلیمنٹ کا مخالف فریق بھی اس معاملہ میں حکمران فریق یعنی موجود الوقت
گورنمنٹ کے ساتھ متفق الرائے ہوگیا تھا - اور دار الوکلا نے باتفاق رائے گورنمنٹ کی پالیسی کے حق میں پسندیدگی کی رائے ظاہر کردی
تھی۔ اس عام جوش و اشتیاق سے فائدہ اوٹھا کر بتاریخ ۱۷ دسمبر ۱۸۹۶ء ڈیلیانیس وزیر اعظم نے بمقام تھیبیس مشقی کیمپ قائم کرنے ریزرو
فوج کے دو اقسام یا صنفوں کو گھروں سے بلائے جانے اور گھوڑوں کی خریداری کیلیئے ۴۰ لاکھ درہم (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) قرض لینے کی
اجازت طلبی کی پارلیمنٹ سے باضابطہ درخواست کردی۔ یہ وزیر جو اب ایکطرح سے یونانی فوج کے عام اجتماع کا بندوبست کر رہا تھا۔ وہی
ڈیلیانیس تھا جسنے ۱۸۸۶ء میں دو صوبوں کے علاقہ کے حصول کیلیئے کل ملک میں بیفائدہ[۲] عام قومی جوش پھیلا کر اوسکی بدولت ایک
پچیس لاکھ انباشتے ملک کو ۲۰ ملین درہم کاغذی[۳] اور ۵۵ ملین درہم طلائی قرضہ کے کمرشکن بوجھ کے نیچے دبا دیا تھا۔

دریں اثنا ترکی نے کئی لاکھ جرار فوج یونان کی سرحد پر جمع کر دی ہوئی تھی۔ اور اس نے ایک دو سرکوں میں یونانی قزاقوں مفسدوں

[۱] ۱۸۵۳ء سے آٹھ برس پیشتر ہی فریقین کی بحری طاقتوں میں اسقدر فرق ہوگیا تھا کہ ۱۸۸۶ء کے شروع میں ترکی بیڑہ یونان کے سواحل پر حملہ کرنے
کیلیئے یونانی سمندروں میں داخل ہوا - اور یونانی جہاز بندروں میں چھپ گئے - اور آٹھ برس بعد یونانیوں کو ٹرکی پر بحری حملہ کرنے کی
دھمکی دینے کی جرأت ہوگئی۔ مگر ترکوں کے جنگی انتظام اور فوجی مستعدی نے اس بحری کمزوری کی اوسوقت بھی کافی تلافی کر دی تھی۔

[۲ ۱۸۸۶ء] بیفائدہ اس لیئے کہ یونانیوں کو جوش و خروش ظاہر کرنے اور فوجی تیاریوں پر اسقدر روپیہ خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی
دول یورپ جیسا کہ اونہوں نے کیا خود بخود اونہیں ترکی سے تھسلی کا علاقہ دلا دیتی۔ جس کی امداد کے بغیر وہ تھسلی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے تھے

[۳] کاغذی قرضہ سے سرکار کے جاری کردہ کرنسی نوٹ مراد ہوتے ہیں۔ اور طلائی قرضہ وہ ہے جو اسٹرلنگ نوٹوں کے عوض [illegible]
وغیرہ سے برداشت کیا جاتا ہے۔

اور نظام فوج کو بھی جو بلا اطلاع سرحد عبور کر آئی ہوئی تھی۔ مار کر پیچھے ہٹا دیا تھا۔ ان یورشوں سے تنگ آکر باب عالی نے دول
یوروپ کو لکھا۔ کہ یا تو وہ خود یونان کو سمجھا دیں کہ سرحد سے فوجیں واپس منگالے۔ یا ٹرکی کو اُسے سیدھا کرنے کی اجازت دیدیں
جس پر دول یوروپ نے (محض یونان کی بہتری اور بچاؤ کیلئے) ۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو اوسے الٹی میٹم بھیجدیا۔ کہ آٹھ دنوں کے
اندر فوجوں کو واپس بلا کر منتشر کردے۔ ورنہ بصورت انکار وہ اپنی حرکات کا خود ذمہ وار ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اوس سے قطعی
جواب مانگا گیا۔ ڈیلیانیس نے ۲۰ اپریل کو اس کا جو جواب دیا۔ سفراء دول نے اوسے صریح انکار کے مساوی سمجھا۔ اور فرانس کے
سوا باقی تمام ممالک کے سفراء ۷ مئی کو ایتھنز سے رخصت ہوگئے۔ اور ۱۰ مئی کو اُن کے قائم مقاموں نے جو پیچھے چھوڑ گئے تھے ڈیلیانیس
کو اطلاع دی کہ یونانی سواحل کو بحری محاصرہ میں کر دیا گیا ہے۔ اس کارروائی کا جو یونانی تجارت کے حق میں سخت نقصان رساں
تھی یہ نتیجہ ہوا کہ ڈیلیانیس نے ۱۹ مئی کو استعفا داخل کر دیا ۔

ایسی حالت میں نئی وزارت قائم کرنے کی کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی۔ تمام یونانی مدبر جانتے تھے کہ نئی وزارت کا سب سے پہلے
کام یہ ہوگا۔ کہ دول کے سامنے سر تسلیم خم کرے۔ اور اس خفت کو جھوٹی حمیت کی وجہ سے کوئی برداشت کرنا نہیں چاہتا تھا۔ آخر ۲
مئی کو ترایکوپس نے حوصلہ کر کے نئی وزارت قائم کر لی (اور دول کے فیصلہ کو قبول کرنے سے پیشتر یہ چال چلا کہ کچھ یونانی فوج کو ترکی فوج
پر اول پر سرحد عبور کر کے حملہ کرنے کا خفیہ حکم بھیجدیا۔ اور پھر یہ مشہور کر دیا۔ کہ ترکی فوج نے پیش دستی کی ہے۔ اوسے خیال تھا کہ دول
یوروپ اس چکمہ میں آکر ٹرکی کے برخلاف یونان کی طرفدار ہو جائیں گی۔ اور بحری محاصرہ کو اوٹھا دینگی۔ مگر یہ حیلہ کارگر نہ ہوا۔ جس پر
اوس نے فی الفور ریزرو سپاہیوں کو گھروں کو واپس کر کے فوج کو ترکی سرحد سے واپس بلا لیا۔ اور پھر باب عالی سے براہ راست نامہ و پیام کر کے
صلح صفائی کر لینے کے بعد بتاریخ ۳۱ مئی ۱۸۹۷ء جرمنی۔ آسٹریا۔ انگلستان۔ روس اور اٹلی کو اطلاع کر دی۔ کہ یونان نے بتعمیل ارشاد
ہتھیار ڈال دئیے ہیں۔ جس پر دول یوروپ کے سفراء نے دوسرے ہی دن ترایکوپس کو محاصرہ کے اوٹھا دئیے جانے کی خبر دیدی۔ اور اسطرح سے
کچھ عرصہ کیلئے لڑائی پھر ملتوی ہو گئی۔ اور ترایکوپس یونانیوں کو ہوش میں لانے کا موقعہ نہ ملا۔ اور یہی وجہ تھی۔ کہ یوروپ کی طفیل سخت
ذلت بخش شکست سے بچ جانیکے لئے خدا کا شکر بجا لانے اور آیندہ کے لئے حزم و احتیاط سے کام لینے کی بجائے یونانیوں کے دلوں میں
قومی و مذہبی تعصب و بغض کی آگ دن بدن زیادہ تیز ہو اور اپنی جوانمردی اور شہ زوری کی نسبت اون کے زعم باطل میں اور اضافہ ہوتا
گیا۔ اس لحاظ سے ۱۸۹۷ء کا محاربہ اونکے حق میں شافی دوا کا کام کر گیا ہے۔ اور اوس نے اونکے غرور باطل کو توڑ کر اونپر اونکی حقیقت اچھی طرح سے واضح
کر دی ہے۔ مگر چونکہ یہ مرض اونکی طبیعت میں راسخ ہو چکی ہے اور مذہبی و قومی عداوت بہت زور پکڑ گئی ہوئی ہے۔ اس سے پوری شفا ہو جانیکی
توقع رکھنا درست نہیں ہوگا۔ تاہم ادہم پاشا کی فتوحات یونانیوں کو عرصہ دراز تک جیسا کہ اون کے وزراء کی تقریروں سے بھی واضح ہو رہا ہے

۱ دسمبر ۱۸۹۷ء میں یونانی وزیر اعظم نے اپنے ملک کیلئے تعلیمی۔ تجارتی۔ زراعتی۔ انتظامی اور فوجی اصلاحات مجوزہ کے مسودہ میں اس امر پر بھی بڑا
زور دیا تھا کہ "کم از کم" ان اصلاحات کو معرض عمل میں لانے کیلئے سلطان المعظم سے بر سر صلح رہنا نہایت ضروری ہے" من حیث المجموع یہ فقرہ جو
یونانیوں کو اپنی کمزوریات معلوم ہو جانے کی خبر دے رہا ہے وہاں اوس کے ساتھ ان کے الفاظ "کم از کم" قطعی ازالہ مرض نہ ہونے کا پتہ بتا رہے ہیں ۔ مترجم

کریٹ کو بالآخر عملی طور پر کامل اندرونی آزادی مل جانیکے باوجود بھی جادۂ اعتدال سے منحرف نہیں ہونے دیں گی۔ کیونکہ کریٹ کو
یونانیوں کی کسی بہادری یا کوشش سے نہیں بلکہ محض فرانس۔ انگلستان اور روس و اٹلی کے متفقہ دباؤ کی وجہ سے آزادی نصیب
ہوئی ہے۔ مترجم}

اسی دلی بغض و عناد نے ۱۸۹۷ء کو بسم بہار میں پھر نیا فساد برپا کرا دیا۔ جو اس مرتبہ کریٹ کے جزیرہ میں ہوا۔ وہاں کی
مسیحی المذہب یونانی آبادی جو کل آبادی کے دو تہائی کے قریب ہے۔ رحمدل گورنر ظفر خان پاشا کو عام معافی کا انتہا درجہ دیدینے کے باوجود
ترکی افواج متعینہ کریٹ سے کھلم کھلا مشغول پیکار ہو گئی۔ اور فریقین میں سخت بیرحمی اور سنگدلی کے ساتھ متفرق و باقاعدہ لڑائی شروع

ف ان چاروں کی بجائے اگر اکیلے انگلستان کو دباؤ ڈالنے والا کہا جائے۔ تو شاید زیادہ درست ہوگا۔ کیونکہ قرائن اور حالات مابعد سے واضح
ہو رہا ہے۔ کہ انگلستان اپنی بحری طاقت کے گھمنڈ میں کریٹ کو سلطانی افواج کے تخلیہ سے پہلے جانے پر سلطانی حکومت سے آزاد کرانیکا
مصمم ارادہ کر چکا تھا۔ جس ارادہ میں وہ کسی دوسرے کی امداد کے بغیر بلکہ اوروں کے علی الرغم بحری طاقت کی طفیل بآسانی کامیاب ہو سکتا
تھا۔ اس لیے دیگر یورپین طاقتیں مسئلہ آرمینیا کی طرح جسمیں انگلستان کا ساتھ دینے کو کوئی نہیں۔ بلکہ در اصل اوسکی حرکات اور چالوں کی نگرانی
کرتے رہنے کیلئے اوس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ مسئلہ کریٹ میں بھی اوس کے ساتھ شامل ہو گئیں اور جب ادن کو اس ارادہ کا پتہ ملا
تو اس خوف سے کہ کہیں مصر کی طرح اس جزیرہ پر بھی اکیلے انگلستان کا تسلط نہ ہو جائے۔ اونہوں نے انگلستان کیلئے کوئی حجت باقی نہ رہنے
دینے کیلئے سلطان کو کریٹ خالی کر دینے پر رضامند کر لیا۔ اور پھر انگلستان کی چالوں کی نگرانی اور ادنکا کلہ بکلہ جواب دیتے رہنے کیلئے خود بھی
جزیرہ میں ڈیرے ڈال دئے۔ اس مسئلہ پر میں تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔

ف اس فساد کے ابتدائی واقعات بست سالہ عہد حکومت کے ضمیمہ میں بالتفصیل درج ہیں۔

ف عیسائی باغیوں کے شیطانی ظلم و ستم اور سفاکی کا کچھ اندازہ ناظرین کو ایک انگریز وقائع نگار کی مندرجہ ذیل تحریر سے جو لنڈن کے ماہواری
رسالہ نائنٹینتھ سنچری میں شائع ہوئی تھی معلوم ہو جائیگا۔ تحریر مذکور وکیل کے اڈیٹوریل تمہیدی ریمارک کے سمیت حسب ذیل ہے۔

"یہ کریٹ کے مسلمانوں پر عیسائیوں کیطرف سے طرح طرح کے جور و ستم ہونیکے باوجود انگلستان کے اکثر اخبارات میں مسلمانوں کو ہی ظالم اور عیسائی
باشندوں کو مظلوم اور بیکس بتایا جا رہا ہے۔ اس خلاف بیانی سے برافروختہ ہو کر ایک منصف مزاج انگریز مسٹر [illegible] نے جو انگلستان کا مشہور
معتبر نامہ نگار ہے۔ کریٹ کے عیسائیوں کی وحشیانہ حرکات کے چشم دید حالات لنڈن کے نہایت ہی معتبر اور مستند ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری کے اپریل
[illegible] بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر کے انگریزی اخبارات کے جھوٹے نامہ نگاروں اور متعصب مدبرین اور مفسدہ پرداز پادریوں کی غلط
بیانیوں کی پوست کندہ قلعی کھولدی ہے۔ صاحب موصوف نے اپنے آرٹیکل کا عنوان "عیسائی منافقت کریٹ کے متعلق امر واقع کا تھوڑا سا اظہار"
رکھا ہے۔ ہم اس مضمون کا ترجمہ بدیں خیال دیدینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ایک تو خود ہندوستان میں بعض مسیحی طبیعتوں کو مسلمانان کریٹ کی
دردناک بیکسی اور درماندگی کی روایتوں کی نسبت جو مبالغہ آمیز ہونیکا شبہ ہے۔ وہ ایک انگریز کی تحریر پڑھ کر رفع ہو جائیگا۔ دوسرے شاید ان
لوگوں کو جو [illegible] خوشتر آنست [illegible] اپنی دولت و ثروت بھی [illegible] انسانی۔ قومی [illegible] برادرانہ حقوق و فرائض کی

ہو گئی جس میں گو فریقین ظالمانہ جبر و تعدی کے مرتکب ہوتے رہے۔ مگر تقریباً ہر موقعہ پر ترکوں اور مسلمانوں کو نقصان کثیر اٹھانا پڑتا رہا۔ ۴ جولائی کو سفرائے دول متعینہ آتھنز نے یونانی گورنمنٹ کو دوستانہ نصیحت کی کہ وہ کریٹیوں کو باب عالی کی پیشکردہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴) تعمیل سے غافل بیٹھے ہیں۔ ایک غیر قوم کے آدمی کی زبانی اپنے مذہبی بھائیوں کی عاجزی و بیکسی کے حالات سنکر اونکی دستگیری کرنیکا کچھ خیال پیدا ہو جائے لیکن اگر اب بھی ان کو ذاتی تن پروری اور عیش پرستی یا خودغرضانہ چالوں نے اسطرف متوجہ ہونے نہ دیا۔ تو مجبوراً یہ کہنا پڑیگا کہ اگر اسلام کی مقدس جماعت اور ہندوستان کی پاک سرزمین ایسے غافلوں کے وجود سے خالی ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ تاکہ ہمدردان قوم و ملت کو تاسف پر تاسف اور رنج پر رنج نہ اوٹھانا پڑتا۔

مسٹر بنٹ نے اصلی واقعات کے منکشف اور عیسائی باغیوں اور اونکے معاونوں کی سیہ کاریوں اور مفسدانہ کاروائیوں کے واضح کرنے میں حتی الامکان کوئی کوتاہی نہیں کی۔ مگر پورے بارہ صفحہ ٹائپ کے لکھ چکنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قومی تعصب اور جوش نے وہی اس نیکبخت پر بھی مستولی ہو گئی۔ اپنے مضمون کے خاتمہ پر آخری چار پانچ سطروں میں وہ ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہے جس نے صاف ظاہر کر دیا ہے کہ مسلمان غیر قوم کے منصف مزاج سے منصف مزاج اور نہایت ایماندار شخص سے بھی پورے انصاف اور حق پرستی کی توقع نہیں کر سکتے قوم پرستی و تعصب الوطنی اس شخص کو بھی مسلمانوں کا معاملہ درپیش آ جانے پر جادۂ مستقیم سے ہٹا دیتی ہے مسلمانوں سے یہ تو امید توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ عیسائیوں کے ستون حاصل کر کے انکو ساتھ ہمیشہ اسیطرح معاملہ کر سکیں جیسا ہیں لیکن ہم کبھی نہیں سمجھ سکے کہ اگر وہ اپنی وجود کو قائم کہنا چاہتے ہیں تو اونکو دوسروں کی مستقل امداد پر اعتماد کرنا کیا انکی فطرت نہ ہوگی بلکہ خود اپنی ہمت و طاقت اور اتفاق اور خوش تدبیری لازمی ہے۔ جیسا کہ مجموعہ کا مضمون ذیل ہے۔ پچھلے دنوں انگریزی اخبارات اور رسالوں میں مسئلہ کریٹ کے متعلق تقریریں مضامین و خطوط کی بھرمار ہو رہی ہے۔ عوام نے تائید کے اظہار کیلئے عام جلسے کر کے ٹرکی کے جور و ظلم اور یورپ کی ناقابلیت پر نہایت ہی سخت الفاظ میں لعن طعن کیا ہے۔ نن کنفرمسٹ (وہ عیسائی جو کلیسیائے انگلستان کے پابند نہیں یہ لوگ انگلستان کی آبادی کا نصف حصہ سے زیادہ ہیں) اور انگریزی جرائد اور اخبار جن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حیثیت سے دیگر عیسائیوں کی امداد اور ان سے ہمدردی کرنا خواہ انکی پولیٹکل اغراض و مقاصد کیسے ہی کچھ ہی ہوں ہمارا فرض عین ہے۔ اس مسئلہ کو مذہبی رنگ پہنا دیا ہے۔

ان پر جوش تقریروں و تحریروں کی جسمیں بعض جہاں بہت کچھ واقعی نظر آتا ہے کہ وہ کسقدر تو محض مذہبی انتظاری قیاسات پر مبنی ہیں اور زیادہ تر نامہ نگاروں کے پیغامات تار برقی پر اگر کریٹ کے چند گمنام شخصوں نے اس مضمون کا پیغام بھیجا کہ مسلمانوں نے فلاں گرجا کو مسمار کر دیا ہے۔ یا انگریزی جہاز کے گولہ سے چند باغی مارے گئے ہیں تو ادھر فوراً یا درویش شہیدوں کیلئے خاص دعا کا وقت مقرر کر دیا یا کسی جنبولی نے اپنی پولیٹکل جماعت سے علیحدہ ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ یورپ کے بعض سربرآوردہ اخبارات کے ناظرین بیشک حیران ہونے ہوں گے کہ اون کے لیڈنگ آرٹیکلوں میں تو کریٹی معاملات پر منصف مزاجی اور سلامت روی کے ساتھ بحث ہو رہی ہے۔ اور انہی اخبارات میں دوسری جگہ تار کے پیغام درج ہیں جو بالکل یکرخہ ہیں۔ اور جن سے پایا جاتا ہے کہ اس معاملہ کا کوئی دوسرا پہلو ہو ہی نہیں سکتا۔ چند دن گذرے ہیں کہ مسٹر لفیوشیر

اصلاحات قبول کر لینے کی ترغیب دلانے کی کوشش کرے۔ اس کا گورنمنٹ مذکور نے جواب دیا کہ اوسے جزیرہ کے معاملات کو ملکی دخل
نہیں ہے۔ وہ وہاں کے واقعات کی ذمہ دار ہو۔ اسپر سفرائے دول متعینہ قسطنطنیہ نے کریٹیوں کی کمیٹی یا جماعت مصلحین (یا مفسدین) کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) - اپنی طبعی تیزی فہم سے کام لیکر دار العوام میں اس خلاف پر بڑا زور دیا تھا۔ کریٹ سے یونانی قونصلین اور
نامہ نگاروں کے یہ خبریں نکالے جانے پر سخت ناراضی پیدا ہوگئی تھی۔ جو لوگ یونانی اخبار نویسوں کے رویہ سے واقف ہیں ان پر اسکی برائی
کی اشد ضرورت نہ ہوگی بلکہ بخوبی واضح ہوگئی ہوگی۔ مشہور لاطینی قدیم شاعر جووی نل (جسکو قدیم زمانہ کا سودا سمجھنا چاہیئے۔ نوی برس کی عمر میں سنہ ۱۲۹ء
میں فوت ہوا) نے یونانیوں کی راست بازی کا جو اندازہ لگایا تھا۔ وہ اس وقت بھی ویسا ہی درست ہے جیسا کہ اسکے ہمعصر حواری (سینٹ
پال یعنی پولوس) کا اندازہ کریٹیوں کی نسبت تھا۔ یوروپین طاقتوں کے قائمقام (یعنی ایڈمرل) کریٹ میں امن قائم کرنیکے لئے جو عمدہ سے
عمدہ کوششیں کرتے تھے انکے اثر کو یہ تاریں جو از سرتاپا غلط بیانی اور مبالغہ کا مجموعہ ہوتی تھیں بہت کچھ کمزور کر دیتی تھیں۔ یونانی اخباروں
اور ان سے بڑھکر ایتھنز کی تار دی کے جو یونان میں بتعداد کثیر دہیلہ دہیلہ کو بکتی ہیں۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر بیان مندرجہ بالا کی تصدیق
ہو سکتی ہے۔ ہمارے نیک نہاد قونصل متعینہ خانیا مسٹر الفرڈ بلیونٹی اس بغاوت کے دوران میں ترکوں اور باغیوں دونوں کے ساتھ کامل انصاف کی
کارروائی کر رہے ہیں جسکی وجہ سے تمام یونانی جو کریٹ میں موجود ہیں کرنیل واسوس سے لیکر ادنے ترین آدمی تک ان پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ
برٹش گورنمنٹ کو عمداً غلط رپورٹیں بہیجتے ہیں اور ترکوں سے رشوت لیکر ان کے طرفدار ہوگئے ہیں۔

افسوس ہے کہ ان یونانی اخبار نویسوں کے چلے جانے کے بعد بھی ان مراسلات کے حصہ کثیر میں جو کریٹ سے روانہ کی جاتی ہیں یک رخی اور
طرفداری کی بو پائی جاتی ہے۔ یورپین اخباروں کے نامہ نگار قصبوں میں بیٹھے ہیں سوا معدودے چند مستثنیات کے وہ یونانی اور ترکی زبان
بول نہیں سکتے۔ نہ ترکی حکام سے حالات معلوم کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہیں۔ اور زیادہ تر عیسائیوں کی بتائی ہوئی خبروں پر بھروسہ
کرتے ہیں جن کی فطرتی دروغ بیانی انکی جایدادوں کی تباہی سے کچھ کم نہیں ہوگئی۔ نامہ نگار کریٹ میں جو ترجمان مقرر کرتے ہیں وہ تقریباً عیسائی
ہوتے ہیں پس یہ یقینی امر ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ وہ کوئی امر باغیوں کے برخلاف ظاہر نہیں کرینگے۔ علاوہ بریں کریٹ میں جو نامہ نگار ہیں
اونکا زیادہ حصہ پہلے ہی سے یونانیوں کا طرفدار ہے۔ خانیا کی ایک مشہور تار بھیجنے کی ایجنسی ایک کریٹی عیسائی کے کامل اقتدار میں ہے۔ جو ظاہر ہے
کہ طبعی طور سے ہی طرفداران یونان کی جماعت کی اغراض ومقاصد کا پورا مؤید ہے۔ ایسے لوگوں میں طرفداری کا وجود پایا جانا ایک فطرتی
امر ہے۔ مگر یورپین نامہ نگاروں کو راستی سے تجاوز کر کے ترکی اور دول یورپ کے مخالف تاریں روانہ کرتے دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔
ایسے واقعات جن کے معلوم ہونے پر دنیا باغیوں سے متنفر ہو جائے جان بوجھکر فرو گذاشت کر دیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات فرضی سوانح
کی خبر باوجودیکہ اندرون جزیرہ سے معتبر اطلاع اُن کے برخلاف موصول ہو چکی ہو۔ یورپ کو بذریعہ تار بھیجی جاتی ہے۔ اسی
طرح اگر کوئی عیسائی ایسی بات بتائے جس کی بنیاد پر ایک رد انگیز پیغام تار برقی گھڑا جا سکتا ہو۔ تو ذاتی طور پر اوسکی تصدیق کرنے کی
کوئی کوشش کرنے کے بغیر عیسائی کے بیان کو فوراً روانہ کر دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ترکی بے نظمی۔ بدعہدی اور سبکاری کی اُن داستانوں کو لیجئے جو اُن حضرات کی تقریروں میں جو گورنمنٹ کے

پہنچکر لڑائی سے دست بردار ہو جانے اور دائمی صلح کرنے کے لیئے نامہ و پیام اور گفتگو شروع کرنے کی صلاح دی۔ اس صلح کے لیئے بنیادی اصول یہ قرار دیا گیا کہ جزیرہ کو عیسائی گورنر کے زیر فرمان مالی لحاظ سے آزادی ملجائے۔ اوسے محاصل پرمٹ کی آمدنی اپنے پاس رکھنے کا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) طریق عمل پر معترض ہوتے رہتے ہین۔ بافراط پائی جاتی ہین۔ دارالعوام اور دیگر مقامات مین کرنیل واسوس کو اس الزام پر بہت زور دیا گیا کہ ترکی حکام نے اپنے قول وقسم کی صریح خلاف ورزی کر کے قصبہ تیلینو کے مہاجر مسلمانون کو دوبارہ مسلح کر دیا ہے۔ یہ بہتان بلا کسی تحقیقات یا تصدیق کے فی الفور یوروپ مین مشتہر کیگئی۔ مگر بعد مین یوروپین افسرون کی کمیشن نے اوسکو بالکل بے بنیاد ثابت کر کے ترکی افسرون کو تمام الزامات سے جو ان پر لگائے گئے۔ بالصراحت بری کر دیا۔ تہوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ ایک پرشور شہرت ہوئی کہ ترکون نے قصبہ کیسامو کستلی مین چند عیسائیون کے گہرون کو منہدم کر دیا ہے۔ اور یوروپین قریب کہڑے ہو تماشا دیکہتے رہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان مکانون کا گرایا جانا اشد ضروری تہا کیونکہ باغی ان مکانات کی آڑ مین قلعہ کی دیوارون کو سرنگ سے اڑانے کی کوشش کر رہے تہے۔

۲ اپریل کو ایک کریٹی بشپ (بڑا پادری) صاحب مسیحی المذہب یوروپ کے مہذب باشندون کے پاس اپیل کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرماتے ہین: "مقدس گرجون اور ظروف کی تاخت و تاراج معصوم عیسائی عورتون اور بچون کا کشت وخون عیسائیون کی جایداد واملاک کی بے انتہا بربادی اور لوٹ مار جو آبتک بے لگام ترکی سپاہی اور عوام کرتے رہے ہین۔ وہ ناگفتہ ہے"

اس فقرہ مین اسقدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ وہ فی الحقیقت اول سے آخر تک افتراؤن کا مجموعہ ہے۔ آؤ ہم تمکو وہ اصلی واقعات بتاتے ہین۔ جن کو ایماندار بشپ صاحب نے نہایت احتیاط کے ساتھہ نظر انداز کر دیا ہے (اٹلی کا) ایڈمرل کانیوارو نے کامل تفتیش کے بعد اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ کینیڈیا کے کیتہولک گرجہ کو ترکی سپاہیون کے لوٹنے اور خراب کرنے کی کہانی بالکل غلط ہے۔ ایک الزام لگا رکہا ہے کہ خانیا کے قریب قصبہ آلیاماس کی گرجہ کو ترکون نے ناپاک کر دیا ہے۔ اوس ایڈمرل نے اس روایت کی صدق وکذب کی خود کوئی تحقیقات نہ کی۔ آخر مین وہ بہت مبالغہ آمیز پائی گئی۔ مین کینیڈیا مین سب سے پرانے یونانی گرجا کو دیکہنے گیا۔ اوس مین فقط ایک پادری باقی رہ گیا تہا۔ باقی تمام نیک بخت پادری اپنی شامت اعمال سے ڈر کر سچے عیسائیون کیطرح شہر سے دُم دبا کر بہاگ گئے ہوئے تہے۔ اس شہر مین ہزارون مسلمان مہاجرین پناہ گزین تہے۔ گرجہ کے پادری بہاگ چکے تہے۔ وہ بالکل خالی پڑا تہا۔ اور کوئی اوسکا محافظ نہ تہا۔ خیال کرو کہ کسی اندہیری رات مین اس کو آگ لگا دینا کیسا آسان امر تہا۔ مگر عمارت کو ذرہ بہر نقصان نہین پہونچایا گیا حتی کہ کہڑکیون کا ایک شیشہ تک بہی نہین توڑا گیا۔ اب یہ عیسائی ذرا سخت ہی بتائین کہ کینیڈیا، خانیا اور ریتمو کے شہرون سے باہر مسلمانون کی کتنی مسجدین قائم و استادہ رہنے دیگئی ہین؟ ایک بہی نہین!!! خیر یہ تو غیر مہذب کریٹی عیسائیون کی کرتوت ہے ایرلینڈ کے صوبہ آلسٹر کے جہان تقریبًا تمام باشندے پروٹسٹنٹ مذہب کے ہین اور اعلیٰ درجہ کے مہذب ہین (آئرلینڈ کے باقی تین صوبون مین زیادہ کیتہولک آبادی ہے) کسی موضع مین اگر دو سو کیتہولک گرجہ کے معتقدین آوارہ نکل جائین تو پتا لگاؤ کہ کسی کو اڑا [illegible] کہان کتنی مدت صحیح سالم رہنے پائین گی؟ یہ کہنا کہ عیسائی عورتون اور بچون کو بے لگام ترک قتل کر رہے ہین محض مجذوبانہ بکواس ہے۔ اس قسم کی کوئی حرکت ترکون سے سرزد نہین ہوئی۔ [illegible] کینیڈیا گیا تو مین عیسائیون نے مجھکو اطلاع دی

کئی خونریز معرکہ آرائیاں ہوئیں جنکی تفصیل ترکون کو بتاریخ ۲۳ جولائی ۱۸۹۶ء بمقام ریتھی مو اور پھر ۱۶ اگست کو بمقام کیشا (خانیان) شکست ملی۔ اِس فتح کے حصول پر جزیرہ کے تمام اضلاع کو (عیسائی) نائبون نے جماعت مصلحین کی جگہہ اپنی عارضی گورنمنٹ قائم

(بقیہ حاشیہ ۲۸) کشت و خون اور لوٹ مار کے لئے یہ ہر وقت قصبون سے باہر نکلکر دھاوے کرتے رہتے ہین لیکن امر واقع یہ ہے کہ ترکی نگرانی کی چوکیون (جو قصبہ کے باہر ہین) اور باغیون کی لینون کے درمیان جو قصبات کے گرد محاصرہ کئے پڑے ہین۔ کوئی چیز موجود نہین جسکو باغی بندوق لوٹ سکین۔ اور نہ کوئی انسان پایا جاتا ہے جسے وہ قتل کرین یہ بالکل درست ہے کہ بعد ترکی ہتیارہ سپاہی بعض اوقات شہر سے باہر نکلکر اوسکے مضافات مین ایک آدہ زیتون کا درخت جو عیسائی کی ملکیت ہو جلا دیتے ہین یا ایندھن کیلئے اسے کاٹ لیتے ہین۔ مگر ایسے واقعات بہت شاذ و نادر ہوتے ہین مین کئی دفعہ ترکی چوکیون سے پرے تک گیا ہون۔ اور ذاتی مشاہدہ سے یہ امر بیان کر رہا ہون۔ اسکے ساتھ ہی یہ کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ مسلمان آبادی کا حصۂ کثیر کی فصلین و انگور وغیرہ کے باغ اسوقت انکے دشمنوں (عیسائیون) کے قبضہ مین ہین۔ باقی رہا بندوقون کی باڑھین چلانا۔ اسبارہ مین ہمیشہ ابتدا عیسائیون کیطرف سے ہوتی ہے۔ وہ ہر وقت ترکی چوکیون پر گولہ باری کرتے رہتے ہین۔ مگر ترک شاذ و نادر جواب دیتے ہین کیونکہ ایک تو طاقتون نے انکو سخت تاکید کر رکھی ہے کہ حتی الامکان وہ گولہ باری سے پرہیز کرتے رہین۔ دوسرے کریٹی پٹانون کی اوٹ مین بیٹھکر حسب عادت گولیان چلاتے ہین۔ اسپر بندوق ایسی دیتے ہین اور خود ایسے محفوظ ہوتے ہین کہ انکو گولی کا لگنا قریباً ناممکن ہوتا ہے۔

قصبہ کوری مین مسٹر ملٹن پرائیر اور ایک ترکی افسر ایک مکان کی چھت پر چڑھے ہی تھے کہ فوراً ہی تین گولیان ہمارے سرون پر سے سرسراتی ہوئی گذر گئین جنکو باغیون نے مقابل کی پہاڑی کی چوٹی سے سر کیا۔ باغی بزدلون نے باغیون اور یوروپینون کی ایک جماعت پر جو صلح کے سفید جھنڈے کی پناہ مین جا رہی تھی بندوقین چلائی تھین۔ اسپر مسٹر لیوشر (ماکٹ (؟) ایڈیٹر اخبار ڈیلی (؟)) نے بانیت (؟) مین وہ اودھم مچایا تھا کہ الامان۔ مین ان باغی بزدلون کیطرف سے کوئی وکالت تو نہین کرتا۔ مگر اپنے ذاتی تجربہ سے اسقدر جانتا ہون کہ سفید جھنڈا عیسائی بندوقچیون کی گولیون سے مطلقاً کوئی حفاظت نہین کر سکتا۔

پچھلے دنون مین چند واقعے ہوئے ہین۔ تقریباً انہین باغیون نے ابتدا کی چند ہفتے گذرے ہین انہون نے آسٹریا کے جنگی جہاز سیبنکو پر جان بوجھکر بندوقین چلائی تھین۔ اور چالیس سے زیادہ گولیان جہاز کو لگین۔ مین کشتی پر سوار ہوکر مقام روہتیا کو جہان یہ واقعہ گذرا گیا۔ اور عیسائی شخصون سے دریافت کیا کہ انہون نے یہ اشتعال لانے والی حرکت کیون کی؟ جواب ملا کہ ہم نے جہاز سیبنکو کو ترکی کروزر سمجھا تھا۔ یہ اونکا بدیہی جھوٹ ہے۔ . . . . . وہ ترکی نشان کو بخوبی جانتے ہین اور آسٹریا کا نشان جہاز پر صاف دکھائی دیتا ہے۔ مقام ملاکسا کے باہر الحمیدی عزیزالدین و کرسٹا سولی پر جسقدر حملے ہوچکے ہین وہ سب عیسائیون نے بلا وجہ اور خود بخود کئے۔ امیر البحرون نے باغیون کو اطلاع دی کہ مقام ملاکسا کے ارد گرد جو ترکی گڑھیان ہین انپر باغی ضرور رسد پہونچ جانے دین۔ اسکی تعمیل یہ ہوئی کہ کرنیل واسو نے اطلاع ملتے ہی تین سپاہی فی الفور عملی کیا۔ نہ سے کہ نوطوپولو بھیجدئے ہین تاکہ دوسرے دن ملاکسا پر حملہ کرنیکے لئے تیار رہین۔ کئی نامہ نگارون نے بڑی کروفر سے باغیون کیطرف سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ انکو امیر البحرون کے مشترکہ مراسلہ کے مضمون سے آگاہی نہین ہوئی تھی۔ یہ محض غلط ہے۔ باغیون کے

کرلی جب معاملہ اس انتہائی حد تک پہونچ گیا تو ۲۹ اگست کو سلطان المعظم نے باغیون کو سفرائے دول کی تجویز کردہ رعایات عطا کر دین اور ۵ ستمبر کو اونہین باغیون کے نائبون نے بہی قبول کرلیا۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹) کم از کم تین شخصون سعادی کالو جلیس اور بانوسی کو پورا علم تہا۔ کیونکہ جس وقت توپ خانہ پہونچا ہے ان کے پاس تہا اور اونہون نے مجہکو اوسکی اچانک موجودگی کی وجہ بتادی تہی۔ اگر بفرض محال عیسائی باغیون کے سپاہیون اور دیگر فوجون کو امیر البحر ونیچے کے مراسلہ کا علم نہ ہوا تو اوسکی ذمہ داری کرنیل واسوس اور نیز باغیون پر ہے۔ ملاکسا کی لڑائی سے دوسرے دن کیرا الیدی پر حملہ کرنے کی تجویز تہی۔ مگر صبح کے تین بجے بمقام کونطوپولو ہمین یہ خبر سنا کر بیدار کیا گیا کہ ترکی سپاہی گرہی کو چہوڑ گئے ہین قلعہ عزیز الدین اور کستلی پر اس کے بعد باغیون نے حملے کئے۔

یورپین امیر البحر نہایت ہی سخت مشکل مین گرفتار رہین۔ وہ تا تصفیہ مسئلہ کریٹ امن قائم رکہنے کے مشترکہ کام پر مامور کئے گئے مگر جس کام کو وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کی غیر مستقل مزاجی اور باہمی رشک و حسد کیوجہ سے باحسن وجوہ پورا نہین کرسکتے تاہم کوئی منصف مزاج باشندہ کریٹ انکار نہین کرسکتا کہ یورپین بیڑون کے کمانڈر غایت احتیاط اور اعتدال سے کام فرما رہے ہین۔ اسپر بہی یورپین نامہ نگار ان کو بیرایہ ناقابل فہم گنہگار ٹہیراتے ہین اور اونپر الزام لگاتے ہین کہ وہ عیسائیون پر بلا وجہ گولہ باری کرتے ہین اور باغیون کے ساتہ بہی کامیابی سے مصالحت کی گفتگو نہین کرسکتے۔ کیونکہ یہ کام صرف قونصلون کا ہے جس کو خواہ مخواہ وہ اپنے ہاتھ مین لئے ہوئے ہین۔ لیکن جس شخص کی آنکہون کو تعصب نے اندہا نہ کردیا ہو وہ کنڈالون کی سڑک پر باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر کبہی حرف نہین رکہ سکتا جنگی جہاز سے فقط ایک ہی گولہ چلایا گیا اور لی سٹ فورڈ انفلیول کی بارہ ماری گئی تہی جس سے ان بدمعاشون مین سے جو بے پناہ اور بیکس مسلمان مہاجرین اور ان کے محافظ سپاہیون پر چہاپے مارتے تہے۔ پندرہ ہلاک ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ بدبخت سینکڑون بیگناہ مسلمانون کا خون کر ڈالتے۔ دوسری گولہ باری باغیون پر بمقام خانیا کی گئی تہی۔ شہر کو ان چشمون سے پانی بہم پہونچتا ہے جو فصیل سے باہر بیرونی مورچون کے احاطہ مین واقعہ ہین۔ باغی ان مورچون پر قابض ہونا چاہتے تہے۔ قابلترین جنگی و بحری اہل الرائے صاف کہدیا کہ اگر باغی قابض ہوگئے تو شہر پیاسا مرجائے گا چنانچہ امیر البحر ونیچے نے باغیون کو متنبہ کردیا کہ شہر کے بیرونی مورچون پر ان کو حملہ آور نہین ہونے دیا جائیگا۔ ایسا کرنے کے بعد یہ کس طرح سے ممکن تہا کہ وہ باغیون کے ہاتہون شہر کی سلامتی کو معرض خطر مین پڑنے دیتے۔ وہ بیرونی قلعون اور مورچون کا بچانا شہر کی سلامتی کو خلاقاً ذمہ دار ہوچکے تہے۔ با این ہمہ بمقام ملاکسا باغیون پر گولہ باری کئے جانے پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کیگئی ہے۔ ایک سربرآوردہ انگریزی اخبار مین تو شائع ہوا کہ "باغی یورپین جہازون کی اچانک گولہ باری کی مطلقاً کوئی وجہ نہ سمجہہ سکے"

لیکن مین اوپر بتا چکا ہون کہ کرنیل واسوس نے مشترکہ مراسلہ کا جواب قلعہ مذکور پر حملہ کرنے کی صورت مین دیا۔ جس مراسلہ کا مضمون باغی شخصون کو بخوبی معلوم تہا کیونکہ لڑائی سے ماقبل کی رات جب مین اونکے ساتہ کہانا کہا رہا تہا تو انہین سے ایک نے مجہہ سے کہا: "ہم سنتے ہین کہ کل ہم کو تمہارے چند گولے دیکہنے پڑینگے"۔ اس گولہ باری کا مدعا عیسائیون کو قتل کرنا نہ تہا۔ بلکہ اونپر صرف یہ واضح کردینا تہا کہ ان کو قلعہ ملاکسا پر قابض نہین ہونے دیا جائیگا۔ اس لئے چہوٹے چہوٹے گولے اور دہاکہ دار گولون کی بجائے جو باغیون مین تباہی برپا کردیتے فقط معمولی گولے چلائے گئے۔

مگر اس فساد کی حرارت جزیرہ سے باہر تک سرایت کر چکی تھی۔ اس سے یونانیون کی قومی و مذہبی بد جوشی پھر تازہ ہو گئی تھی۔ کل یونانیون کو ایک سلطنت کے ماتحت متحد و متفق کرنے کا خیال ہر کس و ناکس کے دلمین پھر بشدت رائج ہو گیا تھا۔ اور یونانی اپنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۰)۔ اور کل معرکہ مین جو ساڑھے پانچ بجے صبح سے چار بجے شام تک گرم رہا۔ اور جسمین یورپین جہازون نے صرف دس منٹ گولہ باری کی عیسائیون کے زیادہ سے زیادہ تین آدمی ہلاک ہوئے۔

یونانیون کے طرفدارون کی تقریرون مین جن سے ہمارے اخبار اور رسالے لبریز ہو رہے ہین۔ اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ باغیون کو فاقہ مارنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پارلیمنٹ مین گورنمنٹ پر الزام لگایا گیا کہ وہ اب باغیون کو بھوکا مار کر مطیع کرنے کی غرض سے بحری محاصرہ کر رہی ہے۔ اسیطرح تھوڑا عرصہ ہوا۔ لنڈن کے ایک عام جلسہ مین ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا۔ کہ لارڈ سالسبری کا ایسا کرنا انسانیت پر ایک سخت نفرت انگیز حملہ ہے۔ یہی وہ بلا ہے کریٹ والے محاصرہ پر کر رہے ہین۔ الغرض اس مفروضہ فاقہ دہی کو دول کے طریق عمل کے مخالف خفگی آمیز تقریرون اور تحریرون مین سخت کراہیت انگیز اصرار سے استعمال کیا گیا ہے۔ مگر امر واقع یہ ہے کہ عیسائیون مین کسی جگہہ بھی فاقہ کشی نہین پائی جاتی نہ غالبًا آیندہ پائی جائیگی۔ جزیرہ کے اندر جس طرف جاؤ سامان خوراک بافراط موجود پاؤ گے۔ گوشت بسکٹ ترکاری پھل و شراب سب جگہہ بکثرت اور گیہون روٹی کا کافی ذخیرہ موجود ہے۔ کوئطو پولو۔ علی کیانو۔ اور تمام دوسرے مقامات مین جہان یونانی یا باغی جمع ہین۔ شراب خانے اور نانبائیون کی دوکانین خوب رونق پر ہین:

علی کیانو مین میرے اور میرے چار دوستون کے کھانے پر جس مین اعلیٰ قسم کا گوشت۔ شراب و میوہ جات موجود تھے۔ چار فرینک سے کچھہ زیادہ (چہ؟) خرچ آئے۔ دودھ یہان کچھہ خرچ ہی نہین آتا۔ اور بڑا مرغ فرینک سے کچھہ زیادہ پر ملجاتا ہے۔ بھائی ایسا قحط تو کل یورپ مین ہوا!!۔ علاوہ برین ان بدبختون نے مسلمانون کے گھرون کو توڑی باقاعدگی سے لوٹا۔ اور جلایا۔ مگر ان کی فصلون اور ان کے گوداموں کو آیندہ کے استعمال کے لئے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ باغیون کا خود اپنا بیان ہے کہ اگر محاصرہ ایسا کامل و سخت ہو کہ باہر سے کوئی چیز نہ آنے پائے تو بھی ہم دو برس کے لئے کافی سامان خوراک رکھتے ہین۔ لیکن درحال کریٹ جیسے جزیرہ کا محاصرہ ایسا مشکل ہے۔ کہ لاکھہ نگرانی کرو۔ پہونچنے والے ہر وقت پہونچتے رہینگے۔ چند ہفتون کی بات ہے کہ جنوبی ساحل پر پانسو والنٹیر۔ ایک سو دس صندوق کارتوس کے۔ اور بسکٹون۔ مٹر و دال اور آلو وغیرہ کے سو بورے کامیابی کے ساتھہ اتار دیئے گئے۔ اور ۲۷ مارچ کو بسکٹون کے پچاس یا پچپن خانے سے چھہ سات بیل کے اندر علی کیانو کے قریب خشکی پر اتارے گئے۔

قصہ مختصر یونانیون کے پرجوش حامیون کی یہ خوفناک کہانیان کہ کریٹ کے عیسائی دول یورپ کے جور و ظلم سے فاقہ کشی کی تنگ ہونگے۔ مین عجیب مضحکہ خیز اور ساتھہ ہی نقصان رسان بھی ہین۔ بفرض محال کریٹ کے اندرونی حصہ مین اگر گرانی موجود بھی ہو تو اوس کے ذمہ دار کرنیل واسوس اور یونانی گورنمنٹ ہو گی۔ جب تک کہ دول جزیرہ کو خالی کئے جانیکا مطالبہ کرتی رہین وہ کسیطرح بھی سامان جنگ کو علاً جزیرہ مین داخل نہین ہونے دیسکتین۔ اس مین کلام نہین کہ بحری محاصرہ باغی اور یونانی دونون کو ناگوار ہے۔ مگر اس سے اون کو فقط خیالی تکالیف پہونچتی ہین۔ نہ کہ واقعی جسمانی۔ جہان تک مجھے علم ہے۔ علی کیانو کے کیمپ مین سامان آسایش و آرام اور ضرورت

قومی غرور و زعم کو سنبھالنے کے لئے وطن پرستی کی طفلانہ حرکات اور نمایشوں کی مرتکب ہوتی رہی تھی۔ اسی پر جب تسلی نہ ہوئی تو آخر کار بالعلانیہ ملک گیری
یونانی گورنمنٹ (جو بطور سابق اس فساد میں بھی باغیوں کی درپردہ امداد کرتی رہی تھی) نے علانیہ کھلا ایک فوجی دستہ کرنیل واسوس
کے زیر کمان اور ایک جنگی بیڑہ پرنس جارج کے ماتحت کریٹ کو بھیجدیا۔ مترجم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱) کی کوئی چیز ایسی نہیں جو موجود نہ ہو۔ ڈاک کا انتظام البتہ وہ بصورت موجودہ یونان کے ساتھ ٹھیک اور باقاعدہ
نہیں کر سکتے تاہم کرنیل واسوس ایتھنز کے ذریعہ سے براہ جزیرہ سیرا کو اپنے ہیڈکوارٹر سے باسانی خط و کتابت کر سکتا ہے۔ اگلے دن کی
بات ہے کہ میں ایک ناسور جیسا بیمار ہوا دیکھ کر علی کیا تو سنا ہی گئی تھی بڑے تعجب کے ساتھ سنا ہی کہ محاصرہ کی وجہ سے باغی مجروحین کو کسی مکان
اور ادویات سے بھی محروم ہیں اور ان بیچاروں کو اپنی صحت یابی وقت اور طبیعت پر چھوڑ رکھنی پڑتی ہے۔ حالانکہ خود ایک یونانی فوجی ڈاکٹر نے مجھے
سے ذکر کیا کہ علی کیا تو کے ہسپتال میں آلات جراحی اور تمام سامان ہر قسم کا مکمل موجود ہے۔ امر خفیہ یہ ہے کہ جو لوگ گرانی غلہ سے مصیبتیں
برداشت کر رہے ہیں۔ اور جو حکام سے مدد نہ ملنے کی صورت میں عنقریب فاقہ کشی کی نوبت تک پہونچ جائینگے۔ وہ یونانی اور عیسائی
نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مسلمان مہاجرین ہیں جو اپنے تباہ شدہ گھروں سے شہروں میں بھاگ آئے ہیں۔ ایک ترکی حکام ان بدبخت پناہ
گزینوں کی تا بمقدور دستگیری کر رہے ہیں۔ مگر ان کا بیان ہے کہ ہم ان کو یہ کہنا نہیں چاہتے کیونکہ اس غرض کے لئے ہمارے پاس
کوئی روپیہ نہیں (اے مسلمانان ہند مظلومان کریٹ کی مفلوک الحالی کیا تم کوئی اس قدر توجہ کرنے کی توفیق رکھتے ہو۔ ایڈیٹر) کیا اچھا
ہو اگر اس ہمدردی کا جو ان بیکس مصیبت زدہ عیسائیوں کی خیالی مصائب پر شرائع کی جاری ہے تھوڑا سا حصہ بھی ان نادار و تباہ
مسلمانان کریٹ کی طرف منعطف کر دیا جائے جو اپنا کل خان و مان برباد اور کل اثاثہ غارت کرا چکے ہیں اور سر پر فاقہ کشی کی بھیانک
دیو کو اپنی طرف بڑھتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

باشندگان انگلستان کے دلوں میں ہمدردی پیدا کرنے اور ان سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے یونانیوں اور باغیان کریٹ نے
ہم مذہبی کا واسطہ دلا کر بیشمار اپیلیں کی ہیں۔ انگلستان میں بغاوت کریٹ کے متعلق مباحثوں میں فقرہ "مظلوم عیسائیان" نفرت
انگیز تکرار سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں عیسویت کے مضمون کا کسی طرح بھی دخل دیا جانا نہایت قابل افسوس ہے۔ کیونکہ
علاوہ دیگر وجوہات کے دوسرے لوگوں میں ہمدردی پیدا کرنے کا ذریعہ بنانے کی غرض سے کریٹیوں کو عیسائی کے نام سے پکارنا یا لفظ "عیسائی" کو گویا ایک
مترادف "عاجز و معصوم" کا بنانا ہے حالانکہ وہ عورتوں اور بچوں کو ایسی خونخواری کے ساتھ نہایت بے دردی سے قتل کرتے ہیں اور دیگر
ناگفتہ بہ افعال ان سے ادنٰی باوری کراتے ہیں جو فی الواقع بیشتر دیکھے لیا تک بھی ہیں۔ اس بات پر کہ وہ ایسے جنگ کو کہاں تک لایا
گنجایش نہیں کہ تھوڑا فوجوں نے مسلمانوں کی جایداد واملاک و جانوں کے باقی رہنے کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ جو کچھ ظلم جارحانہ ہم
نہیں کہ ان (?) نے قصبہ سیتیا اور شہر کی بنیاد مسلمانوں پر توڑی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ قلم کو یارا نہیں مختصر کیفیت یہ ہے کہ سیتیا
کے عیسائیوں نے وہاں کے مسلمانوں کو ہتھیار دینے کے لئے کہا۔ مسلمانوں نے (اور یہ بالکل احمقانہ تھا) اپنے ہتھیار بندوقیں ان کے حوالے کر دیا
پاس صرف یہی ایسی چیز تھی جس سے وہ لڑتی اور اپنے قبائل کی حفاظت کر سکتے تھے۔ اسپر عیسائیوں نے حملہ کیا۔ مسلمانوں نے جو تعداد میں

یا بحر الہ یونانی گورنمنٹ کو بھیجا جانا چاہئے۔ ورنہ لارڈ روس نے جرمنی آسٹریا اور فرانس کی رضامندی سے اس سے زیادہ مضبوط کارروائی کی۔ روسی سفیر متعینہ ایتھنز کی معرفت ۲۵ فروری ۱۸۹۷ء کو صاف صاف دو ٹوک مطالبہ کیا گیا کہ یونان تین دن کے اندر کریٹ سے اپنا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴) - تیرہ جہاز توڑ دئے گئے تھے (نامہ نگار ۱۸۷۷ء کے جنگ عظیم روس میں سلیمان پاشا نے روسی فوج پر درہ شپکا کی بلندیوں پر جو حملے کئے تھے انکی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (ایڈیٹر) اگر دو کافی تعدادیں ہوں اور ساتھ ہی انکو آزادی بھی دیدی جائے تو طرفۃ العین میں کریٹا کی پہاڑیوں سے ان کریٹی کتوں کی جماعت کو نیست و نابود کردیں۔

اسکے بعد نامہ نگار موصوف نے ذاتی مشاہدہ تجربہ اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ کریٹی ایسے جاہل مطلق ہیں کہ الکو فی الحقیقت معلوم بھی نہیں کہ وہ کیسلئے ترکی سے جنگ کر رہے ہیں۔ اکثر دہقانی تو محض اسلئے لڑ رہے ہیں کہ انکے آبا و اجداد ترکوں سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ اور ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ مگر یہ تمام فتنہ و فساد اصل میں یونانیوں نے بھڑکایا ہوا ہے کریٹی الحاق اور خود مختاری میں بھی کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ یونانی افسر الیٹنی مفسدہ جس پہلو پر چاہتے ہیں ان کو چلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ایسا بہکایا گیا ہے کہ جب ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو طوطے کی طرح فوراً جواب دینگے کہ کریٹ کو یونان سے الحاق کردیا جائے۔ اور جبتک ہمارا ایک فرد بھی رہے آٹونومی (اندرونی خود مختاری) تسلیم نہ کریں گے انکی سفاہت اسی جواب سے مترشح ہو رہی ہے۔ یہ لوگ آزادی کیلئے نہیں بلکہ اپنی جہالت سے یونان کی حرص ملک گیری کو پورا کرنیکے لئے اپنی جانیں ضائع اور جزیرہ کو برباد کر رہے ہیں۔ مگر یونان کو سوا ہوس کے ان سے کوئی دلی الفت نہیں۔

اس بحث کو ختم کرکے مسٹر بیٹ دول یورپ کی باہمی شک و رقابت کی وجہ سے مسئلہ کریٹ کی اتنے غیر منفصل رہنے کا مجملاً ذکر کرنیکے بعد فرماتے ہیں کہ جزیرہ پر ٹرکی کی عملی حکومت تو ختم ہوچکی ہے اور اسکا دانشمند ترکوں کو چنداں افسوس بھی نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سلطان المعظم کو جزیرہ سے کبھی فائدہ نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ کا دردسر اور خرچ کا مصالحہ ہے۔ مگر یہ مشکل درپیش ہے کہ کریٹ میں کیا کسی طرح کی آٹونامی چل بھی سکتی ہے کیونکہ سلف گورنمنٹ کیلئے باشندگان کریٹ سے پیدا کرنا قابل آبادی کا دنیا پر لانا مشکل ہے۔ یونان کے ساتھ الحاق کرنا آٹونومی سے بھی بدتر تجویز ہے یونان بالکل دیوالیہ ہے۔ اگر پرائیویٹ اشخاص امداد نہ کرتے تو سرحد تھسلی پر ایتھنز سے فوجیں تک نہ جاسکتیں۔ جو شخص یونان میں رہ کر اسکی ابتلائی اور تنگدستی کو دیکھ چکا ہے وہ کبھی توقع نہیں کر سکتا کہ یونان کی ماتحت کریٹ کی تمدنی و ملکی حالت سنور سکیگی۔

علاوہ بریں جب الحاق کی خوشی ختم ہوجائے گی تو ان خواہشمندان الحاق کریٹیوں کو وہ محاصل اور ٹیکس ادا کرنے پڑیں گے جو ترکوں کے سلطان سے جو خواہ وہ ادا کئے جاتے ہیں یا نہ پانچ گنے سے بھی زیادہ ہونگے۔ اور انکی وصولی کیلئے یونان کو کریٹ میں کثیر التعداد فوج رکھنی پڑیگی کیونکہ کریٹی سیدھے ہاتھوں کوڑی دینا جانتے نہیں۔ اور اتنی فوج رکھنی کی یونان کو وسعت نہیں اور جب معقول فوجی انتظام نہ ہوا تو وصولی تحصیل درکنار مسلمانوں کی جان و مال کا بھی خدا حافظ ہوگا

آخر میں صاحب موصوف کو اسکا چارہ یہ نظر آتا ہے کہ کریٹ دول عظام میں سے کسی ایک کے حوالہ کیا جائے۔ وہ سخت افسوس کرتے ہیں کہ لارڈ بیکنسفیلڈ نے ۱۸۷۸ء میں قبرص کے فضول جزیرہ کی جگہ کریٹ کو کیوں نہ سلطان سے مانگ لیا۔ مگر دول کے باہمی رشک و حسد سے اس تجویز کے پورا ہونے کی امید بہت کم ہے اسلئے دول عظام سے یہ التماس کرتے ہیں کہ اگر وہ آپس میں سے کسی ایک کو کریٹ دینا پسند نہ کریں۔ تو جزیرہ کا انتظام

کے متعلق دول یورپ کیساتھ اسکا تصفیہ ہو سکیگا۔ دریں اثنا یونان اور ٹرکی میں فوجی تیاریاں بھی بدستور سرگرمی کیساتھ جاری
تھیں۔ فوجی آراستگی کیلئے یا سیدار سٹیمر لگاتار سامان حرب رسد اور اسلحہ تھسلی کو پہنچا رہے تھے۔ اور ترکی سرحد پر یونانی فوج مستعدی
کیساتھ جمع ہو رہی تھی۔ یونانیوں کی جوشی کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ فرانسیسی مجاہدین کا جو لڑائی میں شامل ہونیکے لیئے آئے تھے ایتھنز
میں اسی جوش و خروش سے استقبال کیا گیا جو جنون کی حد تک پہونچگیا ہوا تھا۔

ادھر ٹرکوں نے اسوقت تک استنبولی ایسا نیا اور ضلع تم کی چھاونیوں کی فوج کا حصہ کثیر سرحد تھسلی پر بھیجدیا ہوا تھا۔ اور سرکاری
طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ۸ مارچ تک چالیس ہزار فوج پیدل۔ سولہ میدانی باتریاں اور ۲۴ رسالے یونانی سرحد پر جمع ہوجائینگے جنوبی
البانیا کی تین ولایتوں کے باشی بزوقوں کا جو تعداد میں چھ سات ہزار کے درمیان تھے مستقل بالذات علیحدہ دستہ بنایا گیا۔ اور ان تمام افواج
کی اعلےٰ کمان مشیر ادہم پاشا کو تفویض کیگئی۔ دول یورپ بھی اپنے کام میں برابر مصروف تھیں۔ انہوں نے یونان کی بجائے اب کریٹ کے
بحری محاصرہ کا عزم بالجزم کرکے ٹرکی کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جسپر یونانی گورنمنٹ نے اپنے جنگی جہاز موسومہ الکیڈس اور میپوس کریٹ
سے واپس منگوالیئے۔ یونانی کروزر موسومہ ویکالی ۱۸ مارچ کی رات کو اس سے پیشتر پائرس کو واپس چلا گیا ہوا تھا۔ بعد ازاں فرنچ اور اطالین
افسروں نے یونانی کیمپ میں جاکر کرنیل واسوس کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی فوج کو لیکر جزیرہ سے چلے جانیکا پیغام پہنچایا۔ مگر اس امر کا ابھی کوئی
فیصلہ نہ ہوا تھا کہ یونانیوں کے چلے جانیکے بعد کریٹ پر کسکا قبضہ رہیگا۔ کوئی طاقت یہ دردسر خرید نے پر بظاہر تیار نہ دکھائی دیتی تھی
اٹلی اور فرانس نے تو اپنی اپنی ملک کی عام رائے کی لحاظ سے اس تجویز سے بالکل کنارہ کشی کرلی تھی۔ اور روس انگلستان سے بھی کوئی آگے بڑھنے
پر رضامند نظر آتا تھا۔ نہ گورنر کی تقرری کیلئے ابھی کوئی باضابطہ تجویز سوچی گئی تھی۔ اور بدامنی کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ کینڈیا کے جرمن
نائب قونصل نے شکایت کی کہ قونصل خانہ کے عام نشان علم پارہ پارہ کردیئے گئے ہیں۔ تصفیہ تنازعہ کے متعلق گفتگو کرنیکے لیئے ۱۶ مارچ کو
سرغنہ باغی اطالین امیر البحر کے جہاز پر گئے مگر کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ اور انہوں نے اندرونی خودمختاری کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ لیکن اس انکار کے
باوجود امیر البحر نے دوسرے دن بازاروں میں اشتہار چسپاں کرکے کینیا میں اس مختاری کا اعلان کردیا۔ کیساموس۔ ریتمو۔ ہیراکلیان
اور سیٹیا سے باغیوں کی سرگرمی پر لڑائی ہونیکی خبریں پے درپے موصول ہو رہی تھیں۔ ۱۹ مارچ کی رات کو کینیا کے قریب جوار میں پھر
لڑائی ہوئی جس میں ۲۵ زخمی اور ۸ قتل ہوئے۔ ۱۸ مارچ کو آسٹریا کے تارپیڈو (نساف) دار کروزر سبی نیکو نے ایک یونانی جنگی
جہاز کو جس نے کریٹ کے ساحل کے قریب آسٹرین جہاز پر گولہ باری کی تھی سمندر میں غرق کردیا مگر اہل جہاز تیر کر ساحل پر
پہنچگئے اور جانبر ہوگئے۔

یونان کو جب کریٹ کے بحری محاصرہ کے عزم کی باضابطہ اطلاع دیگئی تو یونانی گورنمنٹ نے سفرائے دول متعینہ ایتھنز کے پاس اسکے
برخلاف اعتراضی مراسلہ بھیجکر لکھا کہ محاصرہ سے جزیرہ میں سخت قحط پڑجائیگا۔ کیونکہ فساد کے باعث خود جزیرہ میں کوئی پیداوار نہیں ہوئی
اور باشندوں کا گزارہ صرف باہر کی اجناس پر ہی ہے جن کی درآمد محاصرہ سے رک جائیگی۔ مگر ان کی اس دلیل کا بطلان اس سے ثابت
ہوگیا کہ محاصرہ کے باوجود باغیوں کے طرز عمل میں کچھ فرق نہ پڑا۔ اور لڑائی برابر جاری رہی۔ ۲۱ مارچ کو انہوں نے کینیا کے قریب ترک

دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہو گئی اور سارا دن ہوتی رہی ترکی نائب امیر البحر سامی پاشا آج بعد ایک ترکی جہاز بار بردار جو خشکی پر اترا جہاز سے جنگی سامان اور گولہ بارود کی بہت کچھ مقدار اتار لی۔ امراء یورپ نے باغیوں کے سرغناؤں کو دول کی مجوزہ خود مختاری کی اطلاع دی مگر انہوں نے

تسلیم یا نفیہ جواب نہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ دنیا کے مسلمانوں کی حالت اور کیفیت سے اگر وہ خواہش کرے بے خبر نہیں رہ سکتا اور

ان سے ہمدردی کے اظہار کے فرض سے عدم واقفیت کے عذر کو پیش کرنے کا مستحق نہیں ہو سکتا +

من حیث المذہب کوئی مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں پڑا ہو تمام دوسرے مسلمانوں کو جب تک وہ اپنا بھائی نہ سمجھے مسلمان نہیں کہلا سکتا

اسلام نے مسلمانوں کو اگر وہ سچے مسلمان ہوں ایسا جامہ انسانیت پہنا دیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم اس سے بڑھ کر پاک اور صاف خلعت

نظروں کے سامنے پیش نہیں کر سکتی +

ہم اہل اسلام ہند کی خدمت میں نہایت ادب سے اس اپیل کو ان مسلمان بھائیوں کی امداد کی غرض سے پیش کرتے ہیں جو خلیفۃ المسلمین

حافظ حرمین شریفین کی مملکت میں رہتے ہیں اور جن پر اسی ملک کی عیسائی رعایا کی بغاوت کی وجہ سے وہ مصائب نازل ہوئے ہیں جو کسی دشمن کے

ملک کا حملہ کرنے سے وقوع پذیر ہو سکتے تھے ابھی آرمینوں کی شورش فرو نہیں ہوئی تھی کہ کریٹ کے مسلمانوں پر وہاں کے عیسائیوں نے دوبارہ ستم ڈھانا

شروع کر دیا کے قصبے اور قریے جن میں مسلمان رہتے تھے مسلسل آتش زنی ہو کر خاک سیاہ کر دیے گئے مسلمان خاتونان عفت مآب اور مسلمانوں کے معصوم بچے بے خانماں ادھر ادھر

پھرتے ہیں ہندوستان میں اونکو اتنا بھی سہارا نہیں کہ کہیں سر چھپا سکیں آٹرمل سے کریٹ کے مسلمانوں کی حالت وہی قابل رحم ہے یونان

کی خود سری اور عیسائی باغیان کریٹ کی حمایت اس درجہ تک پہونچ گئی ہے کہ ہماری برٹش جہاز یونانیوں کی فوج پر جبکہ وہ مسلمانوں کے

کشت و خون پر آمادہ تھی گولہ چلایا۔ اور جب تک کہ ہماری برٹش گورنمنٹ اور دول یورپ کی توپوں سے سنتر گولہ چلے جبکہ یونانی فوج اپنی اس خونریزی سے باز آتی

ولایت کے اخبارات تسلیم کرتے ہیں کہ فقط قصبہ شیا واقع مشرقی کریٹ کے قریب عیسائیوں نے تو سالم یہاں مسلمانوں کے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بارہ سو کے

قریب مسلمان مردوں عورتوں اور بچوں کو قتل کر دیا۔ باشندگان میں سے صرف سو مسلمان بمشکل جان بچا سکے الغرض وہی اخبارات مانتے ہیں کہ فروری کے پہلے تیسرے ہفتہ

میں ہزار سے زیادہ مسلمان عورتیں بچے اور مرد کریٹ کے متفرق مقامات میں تہ تیغ کئے گئے عیسائی باغیوں کی اس چیرہ دستی اور ظلم شعاری کے باوجود انکے

ہم مذہب۔ اور ہم وطن جس مستعدی اور سرگرمی سے انکو مالی جسمانی الغرض ہر طرح کی امداد دینے پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں اس کا ایک شمہ

اسلامی خبروں کی کالم سے معلوم ہو جائیگا ایسی صورت میں حمیت انسانیت اور قومیت ہندوستان کے مسلمانوں اور نیکدل ہندؤں سے جس زور کے

ساتھ مظلوم مسلمانان سلطنت عثمانیہ کی امداد کا تقاضا کرتی ہیں وہ کسی زیادہ تشریح و توضیح کا محتاج نہیں +

مذہبی جوش اور متعصبانہ دیوانگی کی وجہ سے جو عام عیسائیوں پر آجکل مستولی ہو رہی ہیں مختلف عیسائی سلطنتوں کا گو کچھ ہی خیال ہو

مگر پولیٹکل حالت آجکل ایسی ہے کہ مسلمانان ہند کو برٹش گورنمنٹ اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کی بہیں معترض نہیں ہو سکتی مسلمانان ہند اور

اکثر عالی ہو صلہ اہل ہنود نے اپنے عثمانی بھائیوں کے ساتھ جو ہمدردی جنگ روم و روس کے وقت دکھائی تھی اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ باوجود فقط

و افلاس کے ہمارے ہم وطن بھائی اپنے عثمانی دینی بھائی اور بہنوں اور انکے یتیم و بیکس بچوں اور مصیبت زدہ بیواؤں کے ساتھ ہمدردی

آجکل کر کے ثواب دارین حاصل کر سکتے ہیں فقط اس طریق پر ہو سکتی ہے کہ ہر ایک شہر ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں چندہ بغرض امداد مصیبت زدگان

عثمانیہ جمع کئے

کر رہے ہیں کہ یونان ٹرکی کے برخلاف معاندانہ سبقت کرنیکا مرتکب ہوا۔ شاہ یونان کی گورنمنٹ اون شاہیچ کی کبھی ذمہ دار قرار نہیں
دیجاسکتی جنکا معاملات کی ایسی اہم صورت سے منتج ہونا اغلب ہے +

اسباب و موجبات جنگ و موجودہ یونانیونکا کیرکٹر

سر ایشمیڈ اسباب و موجبات جنگ۔ آسٹریا کی پوزیشن و تعلقات اور اپنی روانگی بجانب سرحد یونان کے متعلق اپنی
کتاب کی فصل دوم و سوم و چہارم میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

محاربہ روم و یونان کا اصل سبب دریافت کرنا آسان نہیں ہے ہمارے مخالفان ترک متعلمین کی رائے میں کریٹ کی مشکلات کا باعث
ترکی بدنیتی یا سلطانی حکومت کی کوئی نہ کوئی بے تدبیری اور کمینہ پن ہی ہو گی۔ مگر اس محاربہ کو کسیطرح ان امور کیطرف منسوب نہیں کیا جا سکتا
ہاں اسکو یونانی قوم کی اور بالخصوص تھوڑے سے پولیٹکل لیڈروں کی شوخ دستاری اور بلند پروازی کیطرف ایک حد تک ضرور بیجا طور پر منسوب
کہا جا سکتا ہے غالباً کسی ملک کی حکومت کی عنان ایسی ہی مفسد شیخی خورا اور نا عاقبت اندیش مدبروں کی جماعت کے ہاتھ میں نہیں
جیسے کہ موجودہ یونانی ریاست کے مدبرین ہیں اونکے کیرکٹر کی قلعی ایک ایسے نویسندہ نے جو یونانیوں کا بہت بڑا خیر خواہ ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا اچھی طرح
کھولی ہے یہ نویسندہ مسٹر بینٹ ہے اس مشہور جنگی نامہ نگار ہے۔ یونانیوں کے کیرکٹر کی نسبت جو کچھ اوسکی رائے ہے وہ ذیل میں درج ہے۔ وہ تمام عمر
یونانیوں کے ساتھ رہا۔ اور شروع میں سب سے پہلے یونانیوں کا بڑا حامی اور اونکی کاز اور مدعا کا بڑا ممد و معاون تھا۔ مگر ذاتی تجربہ اور مشاہدہ نے
اوسکی غلط فہمی اور خوش اعتقادانہ خیالات کو کامل طور پر دور کر دیا اسکی تصدیق اوسکے ایک مضمون کے مندرجہ ذیل خلاصہ سے جو جولائی ۹۶ء
کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں شائع ہوا بخوبی ہوتی ہے۔ اپنے تجارب جدیدہ اور دیرینہ میں میرا کسی ایسی قوم سے سابقہ نہیں پڑا جسکی
مصالح عمومیہ سیاسی امور اور کاروباری ربط و ضبط اور معاملات کا انصرام باقاعدہ دھوکہ دہی اور دغابازی کی بنا پر ایسے علانیہ طور پر
ہوتا ہے جیسے کہ یونان میں ہو رہا ہے جو قومیں اوس وقت ہیلاس یا یونان کا بڑا نام ہے آج دنیا میں قدیم یونانیوں کے عیوب کل موجود ہیں یہ وصف ہے کہ
اونکی حیلہ بازی اور اہمال دست الوجودی نے تجارت کا ستیاناس کر رکھا اور ملک کی ترقی میں رکاوٹ ڈال رکھی ہے تمام انگریز
سوداگروں اور تاجروں کا متفقہ بیان ہے کہ یونان کے تجارتی کمرشل کا انتظام ایسا ابتر و منتشر ہے اور باشندوں کی تاجرانہ ایمانداری ایسی کمزور اور
بودی ہے کہ یونانیوں کے ساتھ بیوپار کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ ممالک اجنبیہ کے جسقدر نامہ نگار اس محاربہ کے وقت یونان گئے تھے۔ وہ بلا استثنا یا
معدودے چند مستثنیات کے علاوہ سب کے سب شروع میں یونانیوں کے بہمہ طرفدار تھے مگر اونہیں جلد ہی یونانی باشندوں کی حقیقت معلوم ہو گئی
اور یہی لوگ جو پہلے یونانیوں پر تحسین بھیج رہے تھے اونپر تبرے بھیجنے لگ گئے۔ وہ صرف یونانی افسروں کے جم غفیر کی بزدلی شیخی خوری اور قابلیت
یا تمام اہلکاروں کی حیرت انگیز پاجیانہ بدکرداری اور یونانی فوج کو ازسرتا پا بلا ترتیب دیکھ کر افسوس پال ہی متنفر ہو گئے۔ بلکہ
عوام الناس کو بھی سخت پاجی پایا جو ملک پر ایسی سخت و نازک حالت وارد ہونے کے دوران میں بھی دغا و فریب سے کسی دفعہ کوتاہی نہیں
کرتے تھے علاوہ یونانیوں کی بے ایمانی اور دغابازی کے جو شکار اجنبی اور مسافر لوگ تھے ان غریب شخصوں کو اسبات کی کچھ پرواہ نہ تھی کہ ان

بین زیادہ تر مجاہدین ہیں جو یونان پر اپنا جان و مال قربان کرنے اور اوسکی حمایت میں لڑنے کو آتے ہیں یہ الزام قطعی نہایت ہی سخت اور
سنگین ہے مگر اوسکی درستی میں سر مو فرق نہیں ۔ اور اگر ضرورت ہو تو اوسکی پوری پوری تصدیق ہو سکتی ہے - اجنبی یونانیوں سے اونکی فطرتی
اسی سفاہت کی وجہ سے متنفر نہیں ہو گئے تھے اونکو متنفر کرنے اور بھی اسباب تھے اونکی تنگ ظرفی و کمینگی کو تو نظر انداز بھی کر دیا جا سکتا ہے مگر یونانیوں
اور بالخصوص اونکی فوجی افسروں کی ان نالائقیوں اور بدعنوانیوں سے کبھی چشم پوشی نہیں کیجا سکتی کہ انہوں نے مجاہدین سے نہایت بیدردی
کے ساتھ سلوک کیا - اور بارہا علی التواتر کمال بزدلی سے عورتوں بچوں اور مجروحین کو دشمن کے رحم پر چھوڑ دیا اور خود چلتے بنے قیدیوں کو بیحرمت
کرنا اور ستانا اونکی مشکیں کس دینا اور گلے میں رسی ڈالکر اونہیں بازاروں میں پھراتے رہنا خطوط اور ٹیلیگرافوں کو تلف کر دینا
یا انہیں رد و بدل کر دینا تا کہ دنیا کو واقعی حالات معلوم نہ ہو سکیں ایسے کام ہیں کہ مہذب گورنمنٹوں کے اہلکار بالعموم اونکے مرتکب نہیں
ہوتے مگر یونان میں محاربہ سے پہلے اور اوسکے دوران میں تمام اہلکاروں کا یہ معمولی وطیرہ تھا۔

موجودہ یونان کی حالت اور یونانیوں کے کیرکٹر کے متعلق ایک اور قابل غور اور دلچسپ رائے کا درج کر دینا بیمحل نہ ہوگا۔

یونانیوں کی حب الوطنی کی تعریف و توضیح

مشہور محب یونان و خیر خواہ یونانیاں مسٹر ای - ڈلن ممبر پارلیمنٹ جو محاربہ کے
دوران میں اور اوس سے پہلے کچھ عرصہ یونان میں رہا - یونان کے پالٹیکس انتظام ملکی
معاملات گستری کی موجودہ حالت کے متعلق جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ کنٹیمپوریری ریویو میں حسب ذیل تحریر کرتا ہے -

جب کوئی یونانی وزیر اعظم ہو جاتا ہے تو گویا کل حکومت کی روح و روان بنجاتا ہے اور تا بحالی منصب ملک کا خود مختار مالک فرمانروا ہو جاتا
اور یہ منصب تب تک بحال رہتا ہے جبتک کہ وہ اپنی پارلیمنٹری (یعنے ممبران پارلیمنٹ) دوستوں کی خواہش حب الوطنی کو جو وہ اپنے ملک کی
خدمت کرنیکی بابت رکھتے ہیں تنخواہ اور عہدے عطا کر کے پورا کرتا رہے اور بادشاہ کے ساتھ موافقت رکھ سکے جبتک ایسی صورت رہے وزرا برابر بنے رہتے
ہیں باقی رہا ملک - وہ خدا کے حوالہ ہوتا ہے اوسکی بھی خاص وہی فرشتے نگہبانی کرتے رہتے ہیں جو بیکس بچوں او مخمور انسانوں کی کیا کرتے ہیں وزیر کے
صاحب منصب ہونے کے ساتھ ہی اوسکے متعلقین اور تابعین بھی منصبدار ہو جاتے ہیں - اور ان تابعین کی تعداد شکر ہزار سے کم نہیں ہوتی ہر شخص
اور معقول بالائی آمدنی دینے والی اسامی - ہر ذمہ داری کا عہدہ حکومت و اختیار کی تمام مناصب الغرض حکومت کی مشین کے ہر پرزہ و ہر پیچ پر ان
لوگوں کا دخل ہو جاتا ہے ان تبدیلیاں ملک کے لئے جگہہ بنانے کے لئے ریاست کے تمام پہلے ماموروں کا سب پکڑ کر علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں اونکی پرانی خدمات
تجربہ اور قابلیت کی کچھ پرواہ نہیں کیجاتی یہ سب اوصاف وزیر کے رفقا کی پولیٹیکل وفاداری و صداقت اور ایمان کے مقابلہ پر کاہ کی
وقعت نہیں رکھتے کیونکہ مذہب کی طرح پالیٹکس میں بھی ایمان و عقیدہ ہی جو اصل زندگی بخش شے ہے اچھے افعال محض لاتے ہیں اور ایسے اچھے کام کرنے والے کی
منصب کی ضمانت نہیں انگلستان اور جنکی ملک میں انتظامی مشین کو پولیٹیکل مشین و رقیبانہ حکومت کے تغیر و تبدیل سے کوئی واسطہ نہیں اور قائم رہا ہے اس انقلاب عظیم کی
قدر و مقدار کو کبھی نہیں سمجھ سکتے جو نئی وزارت کے قائم ہونے پر یونان میں ظہور پذیر ہوتا ہے نیا فریق برسر حکومت ہوتے ہی کل ملازموں کو خصوصاً چٹھی رسانوں
اور مدرسوں کے معلمات اور جاروب کشوں تک کو بھی یکبارگی سرسری حکم سے موقوف کر کے اونکی جگہہ اپنے آدمیوں کو جو برسوں سے پالیٹکس
سلطنت سے ... ان فقروں میں مسٹر ڈلن نے یونانی حب وطن کا سخت خاکہ اڑایا ہے ناظرین کو یہ بتانیکی احتیاج نہیں کہ وہ ... ٹھہرا دیا ہے رکھ رہے ہیں ؎

سکے معتمد علیہ ہیں اُن ظالم کو آپکی منظوری ہوتی ہو تو ہین مقرر کر دیتا ہے بیچ جنکا کہ وہ صریح بداعمالی کے مرتکب ہوں ۔ قانوناً موقوف نہیں کئے جا سکتے مگر جدید وزارت اونکو بھی نہیں چھوڑتی اونکو جلد جلد ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کرتی رہکر اونکا دم ایسا ناک میں کر دیا جاتا ہے کہ ملازمت اونکے پیچھے وبال جان ہو جاتی ہے اور وہ خود بخود استعفا داخل کر دیتے ہیں لیکن اگر یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوا اور کوئی جج ثابت قدم رہے تو البتہ اونکو معزول کر پنشن پر نکال دیا جاتا ہے ؛

جبتک کوئی فریق عنان حکومت پر متصرف ہے ۔ اوس فریق کے ممبران پارلیمنٹ کو اختیار ہے ۔ رفقا اور آشنا بلکہ نوکر چاکر بھی قسمت کے پورے سے پورے فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔ اور کوئی امر نہیں جو اونکے لیے ناممکن ہو بیشتر قسم کے آئینی بادشاہوں[1] کیطرح اون کا کوئی برا بہلا فیصلہ صرف نہیں ہو سکتا ۔ یا کم از کم ایسا کوئی فیصلہ جسکی پاداش میں بعد التیس سزا دے سکتی ہیں کچھ عرصہ ہوا آئینی بادشاہ ایک یونانی دوست سے پوچھا کیا تم سچ کہتے ہو کہ یہ بات ہے کہ خلاف فلان صاحب نے فلان حیثیت مضمون شائع کیا تھا اوسکی پاداش میں تم قید نہیں کئے گئے جو اثنا وطن ہے جج فیصلہ نہیں کیا گیا تھا ۔ ہیں ۔ مگر ازالہ حیثیت عرفی تو کیا تھا ۔ یونانی ۔ اوہ بیشک ہیں اور تم نے اقبال کیا تھا ۔ یونانی کہیں ہیں ۔ تو پھر تم سزا دینے کیطرح بچے ۔ یونانی ۔ میں اپنے دوست وزیر اعظم کے پاس گیا ۔ اور اوس نے عدالت کو کہدیا کہ یہ پریسیڈنٹ (غیر ملازم) کا مگر مستغیث کا دعوی خارج کر دے یہ کوئی بڑی بات نہ تھی ؛

جو لوگ پولیٹیکل[2] ایمان و عقیدہ پر راسخ القدم ہوں اونکی تنبیہ صاف ہو جاتی ہے اونکے جرایم قابل عفو کر دیے جاتے ہیں اور انصاف[3] جو بھی سے اونکی برخلاف چارہ جوئی کیجاتی ہے تو اپنی آنکھوں سے جیلوں کو کہول دینا اور رقم کی ڈگری روپیہ لیتا ہے اونکے لڑکوں کو فوجی خدمت معاف کر دیجاتی ہے ۔ اور اونکی لڑکیاں مدرسوں میں معلمات مقرر کیجاتی ہیں ڈاک اون ادارے کے محکمہ اونکے خلاف ہیں کوئی امر اون کے خفیہ نہیں رکھ سکتا ۔ اور چنگی خانہ کے ملازم بھی ایسی گستاخی نہیں کر سکتے کہ اونکے مال و اسباب کی پڑتال کریں محصول اونکی بھی وصول کئے جاتے ہیں فیصلے اونکو اعلی ہی جمع کیجاتی ہیں اور سورج گویا محض اونہی کے فائدہ کیلئے چمکتا ہے ۔

یہ لوگ سب کے سب ملک کی آمدنی پر بسر اوقات کرتے ہیں مگر کیلئے یہی نہیں تہا اس ملک کو ۲۷۴۲ سپاہیوں اور ۷۰۷ ملازموں بحری کی تنخواہیں دینی پڑتی ہیں ۔ گو انہیں پیشہ کے فرائض کی درستی تعلیم و تربیت پانیکیلئے کوئی موقعہ نہیں دیا جاتا علاوہ برین ۱۲۷۰ ملازمان سول کا گذارہ ملک کی آمدنی پر منحصر ہے ۔

لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اوسیقدر آدمی بیکار بیٹھے اپنی نوبت کے منتظر رہتے ہیں کہ اونکا فریق برسر حکومت ہو اور وہ پھر سرکاری ملازمتوں پر قابض ہو جائیں سنہ ۱۸۶۰ سے لیکر سنہ ۱۸۹۲ تک ملک و قوم کی پیداوار اور آمدنی میں مشکل پچاس فیصدی کا اضافہ ہوا مگر سرکاری محاصل بتدریج دگنے سے بھی زیادہ بڑھ گئے ۔

عدالتوں کی حالت بھی ایسی ہی ابتر اور ناگفتہ بہ ہے حالانکہ یہ مسلم امر ہے کہ سلطنت کا قیام منصفانہ عدالت گستری پر ہی موقوف و منحصر ہے

---

[1] جن ملکوں میں آئینی حکومت ہے وہاں کے باشندوں کا خیال ہے کہ قانون نے اون کے بادشاہوں کو کسی نامناسب کام کے کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا ہے اور اسلئے عدالتوں کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا ؛ [2] یعنی جو برسر حکومت فریق کے معاون اور طرفدار ہوں [3] انصاف کی دیوی کو بوقت انصاف اندھا تصور کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی کی رعایت نہ کرے اور بیشتر شہادت سنکر عمل کرے

۲۱ کو بھی خود ہی اسے منسوخ کر دیا۔ اور پھر ۲۴ کو بھی جہبدہ دار بیڑہ کے اعلیٰ افسر ساختوریس کو فرہ لپرنو پر گولہ باری کرنے ایک حکم بیس میل تک سمندر میں گشت کرنیکے تمام ترکی جہازات باربرداری اور ایسے اجنبی جہازوں کو جنپر ممنوعہ اسباب حرب بار ہو گرفتار کرنے اور ترکی بیڑہ کو ڈاردنیلز سے نکلنے دینے کا حکم صادر کرنا ہے۔ وزیر نے ترکوں پر بڑا رحم کیا کہ اپنے امیر البحر کو کل تک قسطنطنیہ بھی فتح کرنے کا حکم نہ دیا۔ ۲۵ اپریل کو اسی فرزانہ وزیر نے اس امیر البحر کو ایک عجیب و غریب تار ارسال کیا جسکا کچھ حصہ یہ ہے "اسے بعوزا دیگر شندل سنو ہیں یہ بھی کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ تم سے کوئی شخص بھی میرے احکام کی تعمیل میں پس و پیش کرے یا کسی اور شخص سے خواہ وہ کوئی ہو اوسکی منظوری منگوالے جیسا کہ تم نے اس وقت کیا تھا جبکہ میں نے تمہیں فرہ پر گولہ باری کرنیکا حکم دیا تھا۔ صاحب کیا تمہیں بمقام پولاس اپنے بحریہ کونسل انتخاب کے متعلقہ حالات یاد نہیں جبکہ تم سخت خطرہ میں تھے اور بڑے سفیر ممالک کو تمہارے لیئے ممبر منتخب کرا دیا تھا۔ پس تم پر واجب ہے کہ آنکھیں بند کئے بلا چون و چرا میری متابعت کرتے رہو ...."

یونانی بیچاروں کی بھی بازی نہیں حاسد بھی اول درجہ کے ہیں جنپر سرہ نما بلقان میں مسلم النسل آبادی کی طاقت میں کچھ بھی اضافہ ہونے پر آتش حسد و رشک اور نائرہ غیظ و غضب انکے سینوں میں فی الفور بھڑک اٹھتا ہے۔ یونانیوں کو یہ ابتک فراموش نہیں ہوا کہ وہ کبھی ایک صدیوں تک مشرقی رومن سلطنت کے مالک و قابض رہ چکے اور بائزنطیم اور قسطنطنیہ کی سابقہ شان و شوکت اور حکومت کی باتیں اونہیں رہ رہ کر یاد آتی رہتی ہیں بلکہ بلغاریہ کی خود مختار ریاست بنائے جانے بعد ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا کے اوسکے ساتھ ملحق ہو جانے اور سرویا اور مانٹی نیگرو کو مزید علاقہ مل جانے پر ہر موقعہ پر یونانیوں کی آتش حسد فاینت پتیل پڑ جانا رہا اور اونکی امنگیں از سر نو متحرک ہو جاتی رہیں۔ ایسا ہونا خلاف فطرت اور غیر طبعی بھی نہیں۔

بقیہ صفحہ (۲۷۴) کیطرف سے آرہے ہورہ شہر پر حملہ کیا تھا جنکا حال اول عرض کیا گیا ہے جبکہ پرونزہ کے قلعہ پر گولہ باری کیگئی تو جسیبہ اور حمیدیہ موں کی توپوں میں سے پندرہ سنٹی میٹر والی توپوں کے تین دبا ہوئے سخت گولوں نے یونانی دو آگبوٹوں کو ضرب پہنچایا مگر یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ نقصان کی مقدار کسقدر ہوئی اوسکی وجہ سے یونانیوں کا بیڑہ ہٹکر چلا گیا۔ اس خبر کے متعلق صباح اخبار نے یوں لکھا ہے پروزہ اور اوسکے قلعہ اور مورچوں کو جلانے کیواسطے یونان کے بیڑہ نے جسمیں چار آہن پوش اور تین لکڑی کے آگبوٹ تھے دس گز کا فاصلہ اپنے اور کنارہ کے درمیان رکھکر بندرگاہ اور قلعہ اور چند نامی مورچوں پر گولہ اندازی شروع کی جن میں سے حمیدیہ مورچہ کے خارج پر (۱) اور اوسکے اندر (۲) اور قلعہ کے خارج پر (۲۳) اور اوسکے اندر (۱۵) گولے لگے مگر کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکے۔ یونانی آہن پوش ایک آگبوٹ جبکہ حمیدیہ قلعہ کے آگے سے گذر رہا تھا۔ تو اوسکی اگلی جانب میں پندرہ سنٹی میٹر والی توپ کا ایک گولہ مذکورہ مورچہ اور اوسکے پچھلے حصہ میں تین قلعہ کی توپ کا ایک گولہ لگا جسکی سبب سے آگبوٹ ایکطرف کو جھک گیا۔ اور ایک دوسرے آہن پوش آگبوٹ کے اندر جا کر ایک گولہ پھٹا جسکی سبب سے یہ بیڑہ ہٹ گیا۔ علاوہ اوسکے اصلی مورچہ اور خضر قلعہ سے پندرہ اور گیارہ سنٹی میٹر والی توپوں کے گولوں نے ایک چوبی آگبوٹ کو رخنہ دار کر دیا جسکو دو آہن پوش آگبوٹ گھسیٹ لے گئے۔ غرض یہ کہ یونانی بیڑہ نقصان اٹھا کر ناکامیاب رہا۔

لے ۲۲ اپریل کو اس شرقی بیڑہ کے ایک چوبی جنگی جہاز اور دو یونانی تارپیڈو کشتیوں نے دفطاریہ کے بندرگاہ میں آکر جمع شدہ سامان کیمپ کو جلانے کیلئے گولہ باری شروع کی اور دوسری طرف بحری سپاہی کشتیوں پر سوار کر کے خشکی کی طرف روانہ کر دیئے مگر ترکی دستوں نے ایسی باڑیں ماریں کہ وہ بے نیل مرام واپس لوٹ گئے اور شام کو جہاز مذکور بھی اپنا سا منہ لیکر رخصت ہو گیا۔

انگریزوں کے سوا جنوبی مشرقی یورپ میں عیسائی سلطنتوں کے صرف یونانیوں کی ہی تو قدرتی طور پر البانیہ کی افزونی یونانیوں کے حق میں بھی ایسی ہی خطرناک تھی
عثمانیوں کے حق میں تنگی قسمت کی یہ ایک عجیب مثال ہے کہ ممالک میں موجود یونان کا جو سب سے پہلا معاون تھا جنوب مشرقی یورپ میں یونانیوں کی
اقتدار کا پھر قائم ہونیکی امید انکو ہمیشہ کیلئے ملیامیٹ کر دینے میں نمایاں حصہ لیا جزیرہ نما بلقان کے تقریباً ایک سرے سے دوسرے سرے تک منعدد مکان
اگر جو حقیقت یہ ہے کہ ان انحاروں کی ایک عظیم خود مختار ریاست کا قائم ہو جانا سمجھا جاتا ہے میں یونانی اقتدار و تسلط کو قائم ہونیکی امید ہمیشہ کیلئے بالکل ساقط
ہوگیا۔ اتحاد بلقان کی ہر طرف یونانی سلطنت کے قیام جدید کی راہ میں ہو شیر زبردست اور مہلک رکاوٹ ہے جس اتحاد بلگیریا کی شاہ
بلغاریوں کی بجائے یونانی کوشش کر رہی قائم ہوئی۔ بلغاریوں اور یونانی قوم میں ایسا اولی عناد ہے کہ اگر کبھی بقدر ونیہ ترکوں کی حکومت سے نکالا گیا
وجہ وہ یونان کی ماتحت ہونے کی بجائے بلغاری ریاست کے ماتحت ہوگا لیس یونان کو جب خطرہ میدان جنگ میں اترنے سے پہلے وہ اس عناد
ہٹانے کا بندوبست کرلینا۔ اوسنے البانیا کیا۔ اور بلغاریہ اوسکا مشغول ہیکار ہونا قبل از وقت تھا۔

یونان کی داؤں گھاتیں

یونانی گورنمنٹ نے جولائی ۱۸۹۶ء میں ینقیمیں بارہ ہزار سپاہ کی قواعد و مشق اور ترغیب کیلئے کیمپ قائم کیا جس میں علاوہ کریٹ میں فساد برپا کرانے کے سرکاری اور غیر سرکاری طور پر ہر طرح کی کوشش نیت سے کی گئی۔ اور اپنی حیثیت کی شیاریوں کو جزیرہ میں پیچھے دیکر دلیلیں اور وہ سفید بھیجنے کی اجازت بلکہ ترغیب دیگئی اور جب یہ صاف ظاہر ہوگیا کہ کل دول عظام ہر اوس کا حصہ
کثیر صنف ہیئت سے قیام امن کی خواہاں کریٹ کے فساد کو روکنے کا متمنی ہے تو انکے ہوش پکڑنے کی بجائے یونانی اپنی مفسدانہ کارروائی
میں اور زیادہ مستعدی اور تیزی سے مصروف ہوگئی یہاں تک کہ ہمسایوں کو اپنے مسلمان ہمسایوں پر حملہ کرنے اور ان پر جبر کرنے اور گھروں سے نکال دینے کی
ہر ممکن طریق سے ترغیب و تحریص دلائی گئی کل یورپ کی مرضی کو بالاطاق رکھدیا گیا۔ اور یونان نے دول عظام کی۔ الغرض سو کچھ دبی دبی باتیں
ہی جوڑی باتیں بنتے ہوئے شجاعت کرتے رہتے کی باقاعدہ پالیسی اختیار کر لی اوسے پورا یقین تھا کہ وہ عالمگیر جنگ کے اندیشہ سے
بچنے رہنے اور دنیا کی امن قائم رکھنے کی خواہش سے جو دول عظام علانیہ ظاہر کر رہے ہیں خلل انداز ہونے کی دھمکیاں دیکر ہی اوسے اپنے
اپنے نامعقول اور ناواجب مطالبات کے تسلیم کرنے پر مجبور کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ دول یورپ کے کریٹ کو خود مختاری دلا دینے کی تجویز پیش کرنے اور ان
المعظم کی اسی کے منظور کر لینے سے معاملہ اور بھی نازک ہوگیا۔ یونانیوں کو کبھی گوارا نہیں کہ کریٹ خود مختار بنا دیا جاوے کریٹ کو یونانی جزیرہ بنانا چاہتے
ہیں کہ خود مختاری۔ اونکو اندیشہ ہے کہ اگر ایکدفعہ کریٹیوں نے خود مختاری اور سلف گورنمنٹ کی لذتوں کو چکھ لیا تو پھر اتحاد یونانیاں کی تمام
خواہشیں انکے دلوں سے کافور ہو جائیں گی۔

چنانچہ اوسنے کریٹ پر حملہ کر دیا۔ اور دل میں سوچ لیا کہ دول یورپ عالمگیر جنگ کے خطرہ میں پڑنے کی بجائے یونان کے ساتھ جزیرہ مذکور کا
الحاق ہو جانا منظور کر لینگی۔ اس قزاقانہ کوشش میں اوسے دول عظام کی اتحاد و استقبال اور شک کی بے نظیر یاری کی وجہ
سے کامیابی نہ ہوئی تب پیر اوسنے سرحد تھسلی پر لڑائی برپا کر دینے کا عزم کر لیا۔

یونان کی حالت کچھ عرصہ سے نہایت ابتر ہو رہی تھی۔ ملک کے حصہ کثیر کی زمین زرخیز نہیں اور انتظام حکومت بہت ناقص ہے اصل بات
یہ ہے کہ یونانیوں میں اوصاف ہی نہیں پائی گئی جو بجز علاقہ حکمرانی کو زوال آنے کیلئے ضروری ہیں معقول و جنبہ حکمرانی کی قابلیت۔

ترکی فوج کی حالت اور طرز عمل دیکھنے کی بڑی تمنا تھی میں مقدونیہ کو روانہ ہو گیا میں اپنے پیچھے پڑے بیٹے کو جو میرا ہمسفر تھا ساتھ لیکر ۱۲

اپریل انگلستان سے روانہ ہوا۔ اور براہ جرمنی و آسٹریا سالونیکا کو جو عثمانیہ افواج کا مرکز ہو گیا تھا گیا۔ راستہ میں ایکدن آسنا ٹھیرا اور وہاں

کونٹ کولوچوسکی وزیر خارجۂ آسٹریا و ہنگری کی ساتھ نہایت دلچسپ گفتگو ہوئی مشرقی مسئلہ کی ساتھ آسٹریا کو جیسا کہ تعلق ہے ویسا کسی اور

یورپین طاقت کو نہیں قسطنطنیہ کا روس کے قبضہ میں چلا جانا آسٹریا ہنگری کی تباہی و بربادی کے مرادف ہوگا۔ یہ درست ہے کہ آسٹریا یوں

ایک ایسا فریق بھی ہے جو وہ بہ جو سالونیکا اور بوسینا و سالونیکا کو دریائی ممالک کو قسطنطنیہ پر روسی قبضہ ہو جانیکی مقابلہ میں آسٹریا کیلئے

کافی معاوضہ تصور کرتا ہے مگر اسے شاید یہ معلوم نہیں کی کھینچ کھانچ کر انہیں کی کہ سالونیکا تک بڑھنے کیلئے آسٹریا کو صرف مقدونیہ ہی نہیں

بلکہ البانیا کو بھی فتح کرنا پڑیگا۔ اور یہ مسئلہ امر یکہ جو کوئی طاقت البانیا کو جو دنیا کی نہایت ہی جنگجو اور تند خو اقوام میں ہیں محکوم و مغلوب کرنے

کی کوشش کریگی۔ وہ اس کام کو نہایت کٹھن بلکہ مایوسی بخش پائیگی ❊

آسٹریا کے خطرات } روس اگر قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے تو آسٹریا کی سلطنت اس وقت تقریباً سب طرف سے ترقی کنندہ سلیو قوم سے گھر جائیگی۔ اور روس کیلئے پہلے آسٹریا ہنگری کو ایذا پہنچاتے رہنے اور پھر اس پر حملہ کرنے کیلئے

بلغاریوں اور سرویوں سے کام لینا مشکل امر نہیں ہوگا۔ قبضہ قسطنطنیہ سے بحر و بر دونو جگہ روس کی طاقت اسقدر بڑھ جائیگی کہ بحیرہ روم

اور نیز جزیرہ نما بلقان میں آسٹریا کے ہاتھ پاؤں بالکل بندھ جائینگے ❊

مزید برآں آسٹریا کا مذکورہ صدر فریق جو قسطنطنیہ کے بدل میں سالونیکا کا حصول کافی تصور کرتا ہے۔ اور نیز انگلستان کے بہت سے

پولیٹیکل پارٹی کے ایک اور بڑے عنصر کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قسطنطنیہ کے قبضہ سے کل عثمانیہ فوج پر بھی اس کا تصرف ہو جائیگا

اور اس سے کچھ انکار نہیں کہ بہادری دلیری اور اوصاف جنگی میں ترکی سپاہی کل دنیا میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ اور کوئی قوم اس بارہ میں ان کی

برابری نہیں کر سکتی اگر یہ سپاہی اول درجہ کے یورپین افسروں کے زیر کمان ہوں تو ان کو مغلوب کرسکنا ایک طرح سے قطعاً ناممکن ہے پس اس

پولیٹیکل اور بحری اقتدار مزید اور طاقت و استحکام کے علاوہ جو روس کو قسطنطنیہ کے قبضہ سے حاصل ہو جائیگا۔ اسکی فوجی طاقت میں بھی اس قدر

اضافہ ہو جائیگا کہ آسٹرین سلطنت کی زندگی بالکل اسکی رحم و کرم پر منحصر ہو جائیگی اور اسیوجہ سے ہندوستان کو متعدد روسی و ترکی حملہ سے بچانا قریباً

محض ناممکن ہو جائیگا ❊

گو چند لوگ ادھر اُدھر واقف نشناس کی ایک جماعت اپنیا دلہ کی پالیسی کی طرفدار ہے مگر آسٹریا کے حقیقی اور دور اندیش مدبروں کو مذکورہ

صدر اندیشے اور خطرات کبھی ایک لحظہ کیلئے فراموش نہیں ہوتے۔ یہ درست ہے کہ ۱۸۷۸ء میں روس نے بوسینا اور ہرزیگووینا کو دنیا کا لقمہ دیکر

آسٹریا سے ترکی پر حملہ کرنیکی اجازت حاصل کر لی تھی مگر قسطنطنیہ کے حصول کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو آسٹریا نے اس بینظیر دولت خداداد کو اس

روسی فوج کی چنگل سے محفوظ رکھنے کیلئے جو ۱۸۷۸ء میں بمقام سان سٹیفانو خیمہ زن تھی۔ لارڈ بیکنز فیلڈ کی جسکی بھی یہی خواہش و تمنا تھی بڑے

زور سے تائید کی ❊

۱۸۵۴ء اور ۱۸۵۶ء کے درمیان روس و آسٹریا کے جو تعلقات آپس میں تھے انکی داستان ڈپلومیسی کی تاریخ میں نہایت ہی عجیب و غریب

و عیسائیت بخش ہی۔ پرنس بسمارک نے حال میں جو راز و سازشیں منکشف کی تھیں ان میں ایک ایسی پولیٹیکل سازش کا بھی پردہ فاش کیا۔ جو نہایت ہی ابلیسانہ اور اس قابل ہے کہ ہمیشہ یاد رکھی جائے۔ ۱۸۷۶ء میں جرمن چانسلر کو زار الیگزینڈر ثانی کی طرف سے ایک خفیہ دستخطِ خاص لکھا ہوا خط موصول ہوا جس میں زار نے آسٹریا پر متفقہ حملہ کر کے اسکی تقسیم باہمی کی یہ تجویز پیش کی کہ روس کو صوبجات گلیشیا آسٹرین پولینڈ اور کچھ مزید علاقہ ملے۔ اسکے بدلے میں جرمنی جو علاقہ چاہتی ہے۔ اسکی اطلاع دے۔ اس قرار داد انتساب کیلئے یہ حجت پیش کی گئی کہ جنگ کریمیا کو بیس برس ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں روسی فوج کو کوئی جنگ نہیں کرنا پڑا۔ وہ بیکاری سے سست ہو گئی ہے اور کام ملنے کیلئے کمال بیتابی ظاہر کر رہی ہے۔ ٹھیک یہی حجت اور دلیل جنوبی افریقہ کو جنوبی علاقہ و قوم متابلی کو بادشاہ کسی سے جھگڑا اور امن پسند قبیلہ پر فوج کشی کرنے کیلئے پیش کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ ہمارے نوجوان بہادر اپنی نیزوں کو خون سے رنگنے کیلئے بے چین ہو رہے ہیں۔

جرمن چانسلر کو خط بھیجنے کے علاوہ جرمن سفیر متعینہ سینٹ پیٹرزبرگ پرنس روس کی معرفت باضابطہ طور پر بھی یہ تجویز جرمن گورنمنٹ کے سامنے پیش کی گئی۔ پرنس بسمارک نے اس شیطانی تجویز میں شامل ہونے سے انکار کر کے پرنس روس کو جنہوں نے اسکی تائید کی تھی۔ واپس بلا لیا۔ ۱۸۷۸ء کی برلن کانگریس میں جب اس مذموم سکیم کے متعلق کچھ سنا گیا اسوقت پرنس بسمارک کو معلوم ہوا کہ روس نے آسٹریا سے سلسلہ جنبانی کر کے اس سے سمجھوتہ کر لیا ہے۔ اور اب روس آسٹریا کی بجائے ٹرکی پر حملہ کریگا۔ اس سازش کا کچھ علم غالباً لارڈ ڈربی وزیر خارجہ انگلستان کو بھی ہو گیا تھا۔ اسی علم کی وجہ سے اُس نے عام مشہور مراسلہ ہیرلی سے جو ٹرکی کے نام لکھا گیا تھا۔ کچھ بھی تعلق رکھنے اور اُس میں دخل دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ لارڈ ڈربی کو بھی غالباً علم ہو چکا تھا کہ روس بہرحال لڑائی کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ حضرت عثمانی کو برباد کرے گا۔ اغلب و بعید اسی علم کی وجہ سے ٹرکی نے یورپین کانفرنس کی تجاویز کو مسترد کر دیا تھا اور لارڈ سالسبری ۱۸۷۷ء کو شروع میں اپنے مشن سے جسپر وہ قسطنطنیہ بھیجے گئے تھے۔ ناکام واپس لوٹے تھے۔

مظالم بلگیریا

حتاکہ مذکورہ سازش اور قرار داد کو مدنظر رکھ کر روسی ایجنٹوں نے بلگیریا میں فساد کرانیکا انتظام کیا۔ مگر چونکہ بلگیریا والوں کو حکومت سے کوئی شکایت نہ تھی۔ نظم و نسق عادلانہ اور ملک خوشحال تھا۔ یہ ایجنٹ بڑی مشکلوں سے فلپوپلی کے قریب ایک جگہ بلغاریوں سے بغاوت برپا کرا سکے۔ اس کے دوران میں عیسائیوں نے اپنے مسلمان ہمسایوں بالخصوص مسلمان عورتوں پر خوفناک اور مہیب مظالم توڑے جنکا لازمی اثر یہ ہوا کہ ترکوں کی طرف سے ترکی بہ ترکی جواب ملا اور یہی روسیوں کی تمنا تھی۔ چنانچہ روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ جنرل اگناٹیف نے سلطان عبدالعزیز شہید کو مشورہ دیا کہ بلغاریوں کی بغاوت فرو کرنے کیلئے مقامی باشی بازوق طلب کئے جائیں اور فوج نظام کو بھیجنا فضول ہے۔ سلطان نے اس بد نیتیہ مشورہ کو قبول کر لیا۔ اس سے زیادہ نامعقول اور بری کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی تھی کیونکہ مقامی ملیشیا میں زیادہ تر مسلمان بلغاری شامل تھے۔ اور عیسائی و مسلمان بلغاریوں میں

سلہ یہ مشہور آفاق جرمن مدبر ۸۳ برس کی عمر میں ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کو فوت ہو گیا اسکے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد کے آخر میں چھپ چکے ہیں [illegible] پرنس بسمارک [illegible] سازش کی کیفیت بوضاحت درج کر دی گئی ہے [illegible] اخبار سٹینڈرڈ مورخہ ۱۸۹۸ء جس میں اخبار نوفرائی پریس کا اقتباس کیا گیا ہے۔ مصنف

ویسی ہی سخت دشمنی تھی جیسی کہ کریٹ کے عیسائی و مسلمان ہمقوم باشندوں میں موجود ہے۔ اور اس قدیمی عناد کی حرارت اُن مظالم سے جو باغیوں نے ۱۸۷۶ء کی شروع میں مسلمان باشندوں پر توڑے اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔

مسلمانوں نے شیطان صورت وحشیوں کا باغیوں سے بدلہ لینا شروع کر دیا۔ جو بعض صورتوں میں بیشک ناروا اور حد مناسب سے متجاوز تھا۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ وہ اُن مبالغہ آمیز بیانات سے جو انگریزی اخبارات نے مشتہر کئے بدرجہا کم تھا۔ ان اخبارات کے ایک نامہ نگار لطیع زر روس کے ساتھ ملے ہوئے تھے انہی شخصوں نے بیان کیا کہ تیس ہزار بلغاری ہلاک ہوئے ہیں حالانکہ کل تعداد صرف بارہ ہزار کے قریب تھی۔ ان مبالغہ آمیز روایات سے ایک عظیم انگریزی فریق اپنی ناعاقبت اندیش لیڈر کوتاہ بین فصیح و بلیغ مرشد اور گمراہ کنندہ رہنما یعنی مسٹر گلیڈسٹون کی بدولت انگلستان کے دشمنوں کے فریب میں آگیا۔ یہ محقق امر ہے کہ اس کل معاملہ کا بانی مبانی منصرم اور اُس کے اخراجات کا متحمل روس ہی تھا۔

روسی مظالم وحشیانہ

مسٹر گلیڈسٹون اور اس کے رفقاء روس پر ایسے فریفتہ ہو رہے تھے کہ انہیں اُس کے "جوانمردانہ جہاد" اور اُس کی "مہذبانہ مشن" کی تعریف و توصیف کیلئے کافی الفاظ نہ مل سکتے تھے۔ اور "شمال کی مقدس مہاتما سلطنت" کی مدح و ثنا کیلئے اُن کو لغت میں جملے کفایت و سنیا نہیں ہو سکتے تھے وہ دن رات اُسی کا گیت گا رہے تھے اور زار کو خاص اوتار سمجھ رہے تھے۔ حالانکہ یہی زار اسکندر ثانی اپنے وزراء اور کمانڈروں کے اُن مظالم کا مظالم ناگفتہ اور عام خونریزی سفاکی اور کشت و خون اور نہب و احراق اور انسانی مصیبت و تباہی کو عالمگیر جہنم کا تسمیہ روسی حملہ ترکی نے جزیرہ نمائے بلقان کو مبتلا کیا۔ باعث و بانی مبانی تھا۔ یہ تمام مصائب و مظالم اسلئے برپا ہوئے کہ روس کے تشنہ خون انسان و حریص شہرت و نمود سپاہیوں کو سطاوت فوجی شوق ناموری حاصل کرنیکا موقعہ ملے۔ یہی رزم جو جماعت اب رحمدل و نوعمر زار نکلس ثانی کو اسلئے ملعون کر رہی ہے کہ وہ اُن کو خونریزی کو کیلئے یورپ کے ویسے بہم کرنیپر رضامند نہیں ہوتا۔

اس روسی جہاد سے امن دوست و معصوم بندگان خدا پر جو تباہی، فلاکت، خونریزی اور مظالم تفصیل وار وہ نئے زمانہ حال کے کسی اور محاربہ میں اُس کا عشر عشیر وقوع میں نہیں آیا۔ جنگ سے پہلے بلگیریا و مشرقی رومیلیا میں پندرہ لاکھ سے زیادہ مسلمان آباد تھے۔ اب ان کی تعداد ساڑھے پانچ لاکھ ہے۔ باقیماندہ تلوار کی گھاٹ اتار دئے گئے یا بدولت مہاجرت سفر سردی اور فاقہ کشی کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ ہمارا یہ [illegible] کا ایک ایسی کہ زمانہ میں بالخصوص ایشیا و جنگ کیلئے روانہ ہو گئی تھیں۔ سلطنت روما کی تباہی یا ہونوں قوم کی مشہور یورپ کی پامالی کے بعد اس براعظم کے ساکنین پر اتنی سخت مصیبتیں وارد ہوئی تھیں کہ جنہیں سے کوئی بھی کیا [illegible] اُن وحشیانہ مظالم کے مقابلہ پر کچھ حقیقت نہیں رکھتی جو روسیوں اور بلغاریوں نے اُن مسلمانوں پر جو قابو آئے توڑے۔ سالم کے سالم دیہات مع باشندوں کے جلا کر خاکستر کر دیئے گئے۔ اور اکثر صورت میں دہشت زدہ اور سراسیمہ بھاگتے ہوئے مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کو نوک سنگین آگ کے شعلوں میں دھکیل دیا گیا۔ صرف ایک جگہ کی یہ کیفیت ہے کہ ایک لاکھ مسلمان پناہ گزین قصبہ ہرمانلی کے قریب جو دریا مرتزا پر واقع ہے جنوری ۱۸۷۸ء میں مقیم تھے سکوبیلوف کی فوج سواران اور توپخانہ نے ان بیکسوں کو سلسلہ کوہ رہوڈوپ کے تنگ بستہ وادیوں

بلغاریوں کی حرامی

اور تھوڑی ہی دیر بعد ہمنے وہاں ایسا نظارہ دیکھا جسے بیان کرتے ہوئے بھی دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ بلغاری جو
بازار کو آیا کرتے تھے تین تین چار چار کی ٹولیوں میں جمع ہو گئے۔ اور جبتک کل قافلہ گاؤں میں داخل نہ ہو گیا۔
چپکے کھڑے ہو رہے جب قافلہ انکے پھندے میں اچھی طرح پھنس گیا۔ تو کل باشندے جو پاس کھڑے تھے بیابانوں پر شکاری کتوں کی طرح جھپٹ پڑے
اور ان کا اسباب بلکہ گاڑیوں سے بیل بھی کھول کر لیجانا شروع کر دئے۔ ایک بڑھیا گدھا پکڑے جا رہی تھی اس پر بستر لدے ہوئے تھے
اور اوپر ایک خورد سال لڑکا بیٹھا تھا پانچ چھ شقیوں نے لڑکے کو نیچے گرا کر بستر اٹھا لئے۔ اور چشم زدن میں ان کو آپس میں تقسیم
کر لیا بوڑھے مرد اور عورتیں اپنے مال واسباب کو کہ انکی ساری کائنات وہی تھی چمٹ گئے لیکن ہم بلغاری ان کو ادھر ادھر دھکیل کر
سب کچھ اٹھا لیگئے بیچاروں نے خوف و دہشت سے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اور عجب ہڑبونگ مچ گئی۔ قافلہ والوں نے جو پہلے آہستہ آہستہ چل رہے
تھے قدم تیز کر دئے۔ اور بصد مشکل ان حرامیوں سے خلاصی کرا سکے۔ جب یہ کارروائی ہوئی۔ اس وقت جنرل ادہم کو ابھی قصبہ کے
پاس ہی موجود تھا۔

بیحرمت شدہ لاشیں

لاشوں کی گو پہلے بھی کوئی کمی نہ تھی مگر اس گاؤں سے فاصکوئی تک تو ان کا کوئی حساب و شمار ہی نہ
رہا۔ جس گاؤں سے ہم گذرے وہ مردہ ترک دہقانوں سے بھرا ہوا تھا جب ہمنے بلغاریوں سے دریافت کیا انکو کسنے قتل کیا
تو نہایت ہی گرمجوشی اور ابلیسانہ فخر و مباہات سے جواب دیا "ہمنے ہم اور ہمارے دوستوں نے" فاصکوئی کے راستہ میں ہمنے ترکی سپاہیوں کی
بھی کئی لاشیں پتھروں اور اینٹوں کے ڈھیروں کے نیچے دبی ہوئی دیکھیں۔ زخمی کرنے اور چلنے کو ناقابل بنا دینے کے بعد بلغاریوں نے
ان کو سنگسار کیا تھا۔

ہمیں ایک ترکی خاندان ملا۔ دریافت کیا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں پلیونا چھوڑے پانچ مہینے ہو گئے ہیں تب سے ہم برابر
سفر کر رہے ہیں۔ اور چونکہ گذشتہ ہفتے حرسٹی کے قریب ایک بڑے کیمپ میں مقیم رہے تھے کئی ہفتوں سے ہمیں روٹی بلکہ کچھ بھی نہیں ملی وہ
مردہ جانوروں کا گوشت جو بے سکت ہو کر سڑک پر گر پڑتے ہیں گذارہ کرتے ہیں ہمنے گاؤں سے جسقدر روٹی مل سکی ہمیں نے
خرید کر انکو دی جسے دیکھ کر انکی باچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اس طرح کھانے لگ گئے گویا برسوں کے بھوکے ہیں
اس خاندان میں پانچ متنفس تھے۔ ایک عمر رسیدہ باپ۔ ماں۔ ایک دس سالہ لڑکا اور ایک شیرخوار۔ جوان کسی کے پاس کچھ بھی نہ تھا اور انکے اسباب کی
کائنات بوسیدہ لحاف اور ایک دیگچی گوشت ابالنے کی تھی۔

فاصکوئی سے پرے قدم قدم پر ہمیں پہلے سے زیادہ مہیب و دہشت انگیز نظارے دکھائی دئے کہیں میاں بیوی ایک ہی کمبل میں ڈھکے
بدستور لیٹے ہوئے ہیں۔ اور قریب دو بچے مرے پڑے منجمد ہو رہے ہیں۔ ان سب کو سب پہچان نہیں۔ کہیں ۔۔ ضعیف بوڑھے
پڑے ہیں اور انکے سر آدھے کٹے ہوئے ہیں۔ سڑک کے دونوں طرف جابجا قافلوں کے مقام کرنے کے نشان دکھائی دیتے تھے جن سے
یہ امر بھی ثابت ہو رہا تھا کہ مقام کرنیوالوں کی بڑی تعداد ہی اور افراتفری کے ساتھ روانہ ہوئے ہیں۔ ہر جگہ پھٹا پرانا اسباب ٹوٹا داری
بکھرا ہوا تھا۔

اور یہی کل عساکر روسیہ کی کائنات تھی۔ اناطولیہ میں کل چار ہزار اور قلب پولین میں تین ہزار سے بھی کم دستے ہی موجود تھے۔

انہوں نے روسی افواج کی قلت تعداد کو مخفی رکھنے کی بڑے اہتمام سے کوشش کی جاتی تھی۔ پرنس کورچکاف (متوفی ... ابجیہ روس) کے (۱۹) اکونٹ سٹولوپن نے جو رومیلیا کا گورنر جنرل بنایا گیا ہوا تھا۔ خود اپنی زبانی مجھے بتایا کہ ابتدا کی اہم چوکی میں جو سدر موڈوپ کے کنارہ پر واقع تھی۔ تین پلٹنیں مقیم ہیں۔ مگر درحقیقت وہاں صرف دو کمپنیاں موجود تھیں۔ فساد موڈوپ کی تحقیقات کے لئے ایک مشترکہ بین الدول کمیشن مقرر ہوگئی تھی میں نے وہاں اس کمیشن کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ میز پر صرف تین روسی افسر موجود تھے میں نے پریسیڈنٹ سے کہا "میرے خیال میں تمہارے اکثر ساتھی بعد ہی چوکی کے فرائض کی تعمیل پر گئے ہوئے ہیں" اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا "نہیں صرف ایک غیر حاضر ہے"۔ اس کے معنے یہ تھے کہ وہاں صرف دو کمپنیاں موجود ہیں۔ کمیشن ایک روسی میجر کے زیر اہتمام تھی۔ اس نے میز کے نیچے سے اپنے ساتھی کو ٹھوکر لگائی۔ مگر مسکوٹ کے پریسیڈنٹ کی بجائے وہ ٹھوکر مجھ کو لگی میں با آواز بلند ہنس پڑا۔ اور جہاں تک میری ذات کا تعلق تھا۔ تمام رازداری کا خاتمہ ہوگیا۔ اور پھر مجھ سے کسی بات کے چھپانے کی کوشش نہ کی گئی۔

لارڈ بیکنسفیلڈ کو روسیوں کی کمزوری بخوبی معلوم تھی اور وہ جانتا تھا کہ روسی فوج مقیم یورپین ترکی پر نہایت آسانی سے دھاوا کر کے حملہ ہو سکتا ہے۔ بنا بریں اس کی بڑی خواہش تھی کہ اس موقعہ پر فائدہ اٹھا کر روس کو کاری ضرب لگائے اس ضرب سے روس کم از کم پچاس برسوں کیلئے بے دست و پا ہو جاتا۔ اور خوبی یہ تھی کہ ہمیں آدمیوں اور روپیہ کا چنداں نقصان اٹھانا پڑتا۔ مگر بدقسمتی سے اسی کے ساتھی وزراء کے حصہ کثیر نے جنکو کوتاہ اندیشی اور مذہبی تعصب نے اُن اغراض و مفاد کی جو معرض خطر میں تھے۔ اس نادر بے مثال موقعہ کی لا انتہا قدر و منزلت اور توقف و درنگ کے خطرات کو سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑا ہوا تھا۔ اس اتفاق رائے نہ کیا اور اسے اپنے عزم سے دست بردار ہونا پڑا۔

محمد علی

برلن کانگرس میں اعلیٰ ترکی نائب سفیر محمد علیؒ تھا۔ وہ ایک قابل انسان، عمدہ جرنیل اور عالم واقفیت اور وسعت معلومات میں اس زمانہ کے اکثر ترکی پاشاؤں سے بہت افضل تھا۔ وہ لوم کی فوج کا کمانڈر رہ چکا تھا۔ اور وہاں اس نے روسی فوج کو جو زارِوچ (ولی عہد) کے زیر کمان تھی۔ تین پے در پے شکستیں دیں قراحسن کوئی اور ایپیکوئی کی لڑائیوں میں محمد علیؒ نے روسیوں کا خرگوش کی طرح تعاقب کیا۔ وہ زارِوچ کی فوج کی تباہی تمام کرنے ہی والا تھا۔ کہ محمود داماد پاشا سلطان کے بہنوئی کی صلاح بد سے جو اس محاربہ کے دوران میں ترکی کے حق میں فرشتہ رحمت کا کام دیتا رہا تھا۔ واپس بلا لیا گیا۔ میں محمد علیؒ سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کی

۱؎ یہ بعد میں نہایت شکستہ ثابت ہوا۔

غالب ہو جاتا۔ پیریوس کے سامنے لنگر انداز ہوتا۔ اور اس وقت جبکہ یونانی بیڑہ مع جہازوں کے آبنائے دردانیال پر بند کئے
کئے ہوئے ہوتے۔ بادشاہ سلامت یوں تخت نشین ہوتے۔ تو ہمیں اپنی طرف سے تو تیاری کیلئے پوری کوشش کی۔ میں ... حدود کو جانچ
تباہ تھا۔ اور اگر ہمارا دشمن یورپ حائل نہ ہو جاتا جو وحشی سلطان ترکوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ تو آج ہم قسطنطنیہ کی سڑک پر
سوار ہوتے"۔

انگریزی جہالت کا سبب

انگریزی وزراء نے مناسب اور بروقت کارروائی کرنیکے دو (دو) عمدہ موقعے بھی ہاتھ سے کھو دئے۔ پہلا موقعہ یہ تھا کہ کرنیل واسوس کی فوج کو جزیرہ میں
اترنے سے پہلے راستہ میں روک دیا جاتا۔ دوسرا یہ تھا کہ یونان کا کامل بحری محاصرہ کر لیا جاتا جس وقت یونانی گورنمنٹ
نے اپنی فوجیں جمع کرنی شروع کیں۔ تو آسٹریا نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ ایتھنز کے بندرگاہ پائرس اور تھسلی کے بندرگاہ وولو
کا محاصرہ یونانیوں کو تھسلی میں فراہمی و اجتماع افواج سے روکنے کیلئے کافی تھا۔ کیونکہ ایتھنز سے تھسلی کو جو خشکی کے راستے
جاتے ہیں وہ طویل اور دشوار گذار ہیں۔ مگر ان موقعوں کے وقت بھی یورپ نے ... جمع کرنی انگریزی مجلس وزراء پہلے ہی ... جس
نے پہلے بھی بحال کرنی کارروائی بند کرنے دی تھی۔

ہماری اس مذہبی کمزوری اور بدانتظامی و مذاق سے یورپین گورنمنٹوں کو سخت آزردگی ہوتی جس آزردگی کا اس طرح سے اظہار
کیا گیا کہ براعظم[1] کے اخبارات کے حصہ کثیر نے انگریزی خارجہ کی پالیسی پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی۔ اور وزارت انگلستان
کے اس تشتت و پیچ اور اہمال کو جس سے ممالک غیر سخت متعجب ہو رہے تھے۔ خود لارڈ سالسبری کی بجائے اس کے رفیق
وزراء کی طرف منسوب کیا۔ ہم انگریز ممالک غیر کی ایسی نکتہ چینیوں کو عموماً غیر منصفانہ بلکہ بے بنیاد قرار دے کر ان پر سخت
خفگی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ہماری غلطی ہے۔ ہمیں یہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ انگریزی قوم کی نسبت براعظمی اقوام
جنگ و جدال کے خطرات و مصائب سے بدرجہا زیادہ واقف ہیں۔ اور بنابریں وہ کسی ایسی کمزوری یا تذبذب یا مداہنت و تعلل سے
جو آتش جنگ مشتعل کر دینے کا باعث ہو سکتا۔ بہت ڈرتی اور اس پر خفگی ظاہر کرتی ہیں۔ تعلقات بین الاقوام کی وسعت و قدر و قیمت اور
معاملات خارجیہ سے انگریزی اخبارات اور انگریز مدبرین و سیاسیوں کے حصہ کثیر کی حیرت انگیز ناواقفیت کا باعث بھی
یہی لاعلمی اور ناتجربہ کاری ہے۔ براعظمی اقوام کو تلخ تجربہ سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ خارجیہ معاملات ان کے لئے کیسی اہمیت
اور ضروری منزلت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ناشرافت ... ہمدردی و انسانی براعظمی اخبارات پر براعظمی ... پر ویسا
اثر نہیں ڈال سکتیں جیسا کہ انگریزی اخبارات ... عام سپاہیانہ ... فرانس و جرمنی و آسٹریا کے مدبرات کی ... انسانی ان
ملکوں کے مادی اغراض و مفاد اس سے بدرجہا زیادہ کرتے ہیں جتنی کہ انگلستان کے عملی اغراض وہاں کے باشندوں کے

---

[1] یعنی براعظم یورپ کے ان ممالک کے اخبارات جو چاروں طرف سے پانی سے نہیں گھرے ہوئے اور ان کی کوئی نہ کوئی جانب دوسرے ملک سے ملتی ہے۔ بالفاظ دیگر برطانیہ کلاں و آئرلینڈ کے سوا جو دونوں جزیرے ہیں باقی تمام ملک یورپ کو براعظمی ملک کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

کہ انگریزی گورنمنٹ ہی کریٹ کی موجودہ اشتعال انگیز حالت کی ذمہ دار ہے۔ اس لیے اس معاملہ میں حیرت انگیز [illegible]
کام لیا۔ ان نہ صرف کریٹ کے بحری محاصرہ میں جسے آسٹریا نے ۱۸۹۶ء میں تجویز کیا تھا بلکہ وولو اور پائرس کے
بحری محاصرہ میں بھی شامل ہونے سے جو اس وقت تجویز کیا گیا تھا جبکہ یونانیوں نے تھیسلی میں فوجیں جمع کرنی شروع
کی تھیں انکار کر دیا۔ بایں ہمہ ترکی کو [illegible] یقین تھا کہ اس [illegible] امن میں خلل نہیں پہنچا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انگلینڈ
نظام امن کی خواہشمند رہی ہے۔

روس کے متعلق جب میں نے سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ روس اب امن کا منتظر دل سے خواہاں ہے [illegible]
کہ ایام گذشتہ میں ترکی کے متعلق اس کی جو پالیسی رہی ہے کہ وہاں خونریزی [illegible] لیکن اب اس کی پالیسی
بالکل بدل گئی ہے۔ اسے اچھی طرح غور و فکر سے یہ متحقق ہو گیا ہے کہ پچھلی فوج کشی سے جس میں اس نے [illegible] اور کم و بیش
روپیہ ضائع ہوئے حسب توقع منفعت نہیں ہوئی۔ بلغاریوں کو آزادی دلوانے سے بھی روس کے حق میں کوئی خاطر خواہ
نتیجہ نہیں نکلا۔ بلغاری ایسے آزاد طبیعت ہیں کہ وہ کسی کی غلامی یا دست نگری کو گوارا نہیں کر سکتے۔ [illegible] گورنمنٹ نے
ان فوائد و منافع کا اندازہ جو روس کو گذشتہ محاربہ میں حاصل ہوئے بہت گھٹا کر کیا۔ کیونکہ دیگر بالواسطہ منافع کے علاوہ یہ مسلم
امر ہے کہ اس لڑائی سے ترکی پہلے کی نسبت بہت کمزور ہو گئی۔ اور یہ صاف ظاہر ہے کہ اسکی کمزوری روس کیلئے صریح مفید ہے۔ مزید برآں
روس کو باطوم و قارص ایسے مضبوط و کار آمد مقام ہاتھ لگ گئے۔ تمام بحیرہ اسود پر اس کا اقتدار قائم ہو گیا۔ اور ترک جزیرہ نما بلقان
کے بہترین حصہ سے خارج کر دئے گئے۔ گورنمنٹ نے یونانی فوج کا بڑی حقارت سے ذکر کیا۔ اور کہا کہ ترک خشکی پر یونانیوں کو
بآسانی تمام شکست دے دینگے۔ بلکہ میرے خیال میں ایک ہی لڑائی یونانیوں کو ہوش میں لانے کیلئے کفایت کریگی اور یہ [illegible]
لڑائی یونانیوں کی حرص [illegible] کیلئے پامال کرنے کیلئے بہترین تدبیر و موثر ترین دوا ہوگی۔ مجھے خطرہ
صرف اس بات کا ہے کہ کہیں حصول فتح پر ترکی باشی بزوق اور بالخصوص ارنؤط یونانی آبادی پر جبر و ستم نہ کریں۔ گورنمنٹ نے
ترکی کے موجودہ طریق انصرام مہام سلطنت کے برخلاف بھی صاف صاف اپنی رائے ظاہر کر دی۔ اور گو [illegible]
اس نے کہا کہ ہر معاملہ کا انفصال قصر سلطانی سے ہونا ملک کیلئے ہی نہیں بلکہ خود سلطان المعظم کے حق میں بھی اچھا نہیں
کیونکہ ہر امر کے وہی [illegible] ایسی تدبیر کا جو درست نہ پڑے۔ حتی کہ مظالم آرمینیا تک کے ذمہ دار سلطان المعظم
سمجھے جاتے ہیں۔ مزید برآں اس طریقہ نے ترکی کی قابل و لائق مدبران جماعت کو بہت کچھ معدوم کر دیا ہے کیونکہ جب کل امور ایک
شخص واحد کی ذات سے وابستہ ہوں تو دوسروں کو کس طرح معاملات سلطنت کے انصرام کے متعلق قابلیت پیدا کرنے کا
موقع مل سکتا ہے۔ کونٹ گولوچوسکی نے انگریزی پالیسی اور تدابیر و طریقوں پر بھی سخت نکتہ چینی کی۔ اور کہا کہ انگریزی مدبر
عام طور پر [illegible] مناسب سے زیادہ پاس رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں پارٹی [illegible] کی وجہ سے وہ [illegible] خارجیہ میں کوئی مستقل
اور یکساں پالیسی نہیں رکھ سکتے۔ مسئلہ کریٹ کی نسبت اس نے رائے ظاہر کی کہ وہ کچھ زیادہ دقت و دشواری کے بغیر حل ہو سکتا ہے۔

یہ کہ فوج سے سرحد پر خدمات پولیس قزاقی کی بیخکنی اور بھی ان قسم مختلف الانواع کام لئے جاتے ہیں جنکی وجہ سے قواعد وغیرہ کیلئے فرصت نہیں ملتی۔ افسروں کو پہلے ہی سپاہ کی تربیت کے کام سے چنداں دلچسپی نہ تھی اور جو تھوڑی بہت تھی اس میں بھی انکے پولیٹکل و اقعات بالخصوص ممبروں کے انتخاب کی کاروائیوں و نیز وزارتوں کے تغیرات اور نیز مالی و پولیٹکل مشکلات کیوجہ سے جو ہمیشہ ملک کو گھیرے رہتی ہیں اور کمی ہو گئی ہے۔ نوعمر اور ناتجربہ کار سپاہ انہیں میں عملی مہارت اور ضروری جوش و امنگ مفقود ہے اور نہ انہیں اعلےٰ افسروں کی طرف سے واجب نگرانی ہوتی ہے۔ قلت زر کیوجہ سے ہمیشہ جنگ کے فوج پیدل کی سالانہ مشق بالکل بند کر دینی پڑتی اور توپخانہ کی مشق میں انتہائی درجہ تک تخفیف کر دی گئی۔ الغرض جہانتک سپاہ کی جنگی نشو ونما کا تعلق ہے گذشتہ چند برس تقریبًا بالکل ضائع جانے دئیے گئے۔

یونانی فوج میں منجملہ دیگر ایک یہ امر بھی نہایت مضرت رسان ہے کہ اسکے افسر پولیٹکل معاملات[الف] میں حصہ لیتے ہیں بطور مثال یہی بتا دینا کفایت کریگا کہ ۱۸۹۵ء میں ۲۴ فوجی افسر پارلیمنٹ کی ممبری کے امیدوار ہوئے اور انمیں سے بیس منتخب ہوئے اگرچہ پولیٹکل معاملات میں یونانی افسروں کے دخل دینے کو اسی مقیاس و معیار کے مطابق نہیں دیکھا جا سکتا جو مغربی یورپ میں مانا جاتا ہے کیونکہ بلقانی ریاستوں میں ایسی نئی قائم شدہ حکومتوں اور آئینوں میں فوج کا پولیٹکل معاملات سے دلچسپی اور ہمدردی رکھنا گریز ہے تاہم اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں کہیں ایسی حالت ہو وہاں کی افواج کے انتظام و ترقی کیلئے وہ نہایت مضر و مہلک ہو گی۔

ٹرکی میں دو برس مسلسل فساد ہوتے رہنے سے جنسے ٹرکی طرز حکومت کے کئی اہم نقص ہویدا ہو گئے تھے یونان میں توقع پیدا ہو گئی تھی کہ ٹرکی کی بربادی اور اسکے عناصر کی پراگندگی کا وقت قریب پہنچ گیا ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ یقین بھی زیادہ مضبوطی پکڑ گیا تھا کہ یونان کی فوجی سسٹم کی موجودہ حالت ایسی نہیں کہ اسکے بل پر یونان ٹرکی کے ورثہ میں حصہ لینے کو یعنے اپنے دعاوی کو تقویت پہنچا سکے اور بشرط ضرورت انکی بزور شمشیر حفاظت و تائید کر سکے۔

کریٹ کی بغاوت سے یونانیوں کو طبعًا ہمدردی تھی۔ اسی کی تحریک و اغوا سے مغربی مقدونیہ میں بھی عام سازشیں[ب] پیدا ہو گئیں اور ان سازشوں اور بغاوت کی بدولت کل یونان میں ہر جگہ عام پرجوشی پھیل گئی اور لوگوں کے خیالات مشتعل ہو گئے۔ اس پرجوشی کا نتیجہ

[الف] یہ سازشیں اور تحریکیں گو ناجائز تھی ہزیمت یابی سے گو کچھ عرصہ کیلئے دب گئی تہیں مگر کریٹ کو ایک طرح کی کامل خود مختاری اور یونانی شہزادہ جارج کو گورنری مل جانے سے ان کے شروع میں وہ پھر تازہ ہو گئیں اور موسم بہار اپریل و مئی ۱۸۹۹ء میں عام فساد ہو جانیکا عام یقین ہو گیا ان سبب ۱۸۹۹ کے علاوہ ٹرکی اخبارات اور مدبرین کی رائے میں انگلستان کا بھی اس تجدید شورش میں بہت کچھ دخل ہے دیکھو نامہ آف لنڈن ۳ فروری مگر خداوند کریم کا شکر ہے کہ سلطان المعظم کی بروقت کی مستعدی اور مشہور آفاق تدبیر سے اب اسکا بہت کم اندیشہ رہ گیا ہے اور مقدونی عیسائیوں کو بھی خوش قسمتی سے یہ ہوش آ گیا ہے کہ اگر وہ کسی غدارانہ فعل کے مرتکب ہوئے تو وہ ہی خمیازہ اٹھائینگے جو آرمنوں کو اٹھانا پڑا تھا ناظرین کو اس سازش کے کسیقدر مفصل حالات ذیل کے مندرجہ ذیل دو تازہ مضامین سے معلوم ہو جائینگے:۔

سنو طان میں انگلستان کی قابل تعریف اور بے نظیر کامیابی پر انگریزی قوم جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے جسقدر فخر و مباہات کرے کم ہے مگر انگریزی پالیسی کے علانیہ اظہار کو باوجود یا کہ کل غرضمندانہ اور متعلقہ طاقتوں کا بالکل خاموش رہنا اور انگلستان کی اس چیرہ دستی کی مزاحمت یا مخالفت (بقیہ صفحہ ۱۰۷)

[ب] [illegible]

یہ ہوا کہ اخبارات نے بالخصوص فوجی افسروں کی تحریک و ترغیب سے کامل فوجی اصلاح کی اشد ضرورت پر بحث مباحثہ شروع کر دیا۔ یہ بحث آخر کار سرکاری جلسوں میں پہنچی اور عام طور پر یہ بیان کیا گیا کہ شاہ یونان کو اسکی ۱۸۹۷ء کی شکست کی سیاہ دوران کا نقشہ سوں بالضابطہ اور سرکاری طور پر کرنا تو درکنار انگلستان کے سخت رقیب بلکہ معاند ملکوں کے اخبارات کا حسن ملا ہر بڑی کیبل کو بھی انکو ظاہر نہ کرنا اور حد درجہ کا جتنے سوڈانی بلیوں کی فرد جرم کیونکہ متواتر تقاضوں کے باوجود لارڈ کرومر اور انگریزی گورنمنٹ کے مطالبہ کو منظور نہیں کیا تھا۔ صرف ایکبار کے کہنے پر کل سوڈان کی حکومت عملی طور پر انگلستان کے حوالے کر دینا یہ سب باتیں دیکھکر خواہ مخواہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کہیں انگلستان کے مخالفین آپس میں متحد و متفق ہو کر اسطرح سے اسکی عنان ڈھیلی چھوڑ دینے سے اسے کسی اہم تر دوید میں پھنسانے کی کوشش تو نہیں کر رہے انگلستان کے کسی مدبر بھی یورپ کی اس عام خاموشی سے متعجب ہیں لیکن انکو بھی شاید اس کمال شاندار فوجی فتح و نصرت اور حیرت انگیز ڈپلومیٹک کامیابی کی بے اندازہ خوشی نے ابھی تک یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ دیگر اقوام کی خاموشی یہ معنی تو نہیں رکھتی کہ اس بلند اقبال قوم سے اب لفاظی بحث فضول ہے عملی طور پر آزمانا چاہئے اور دکھانے کی کوشش کیجائے۔ فرانس والوں کی یہ خاصیت سب کو معلوم ہے کہ انکی پُر جوشی ہمیشہ دودھ کے جوش کو مشابہ ہوتی ہے اور فوراً ایک دقیقہ میں سرد پڑ جاتی ہے مگر جب وہ کسی معاملہ پر بظاہر کوئی گرمجوشی دکھائیں بلکہ سوچ و فکر میں پڑ جائیں تو سوتنان ہو باخبر رہنا واجب ہے انکی یہ خاموشی عملی کاروائی کا پیش خیمہ ہوتی ہے انکو انگلستان کی اس کامیابی سے جیسا کچھ روحانی و اخلاقی وجسمانی صدمہ پہنچا ہے وہ اسی سے ظاہر ہے کہ صدیوں کی عداوت اور عوض کشی کا خیال چھوڑ کر وہ انگلستان کے برخلاف جرمنی تک سے اتحاد کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ جرمنی کیساتھ انگلستان کا بلاشک سمجھوتہ ہو گیا ہے مگر جیسا کہ اوپر کسی جگہ لکھا جا چکا ہے جرمنی سے کبھی امداد کی توقع نہیں ہو سکتی بلکہ اسکے برعکس اسکی رقابت اور روز افزوں استقلال ہمارے لئے فرانس کی مخالفت سے کچھ کم خطرناک ثابت نہیں ہو گی اسکی پالیسی کی تہ کو پہنچنا بہت مشکل ہے مگر اعلان امن کے باوجود اسکا متواتر جنگی بحری تیاریوں میں منہمک ہونا بتا رہا ہے کہ اسے امن کے زیادہ عرصہ تک قائم رہنے کا یقین نہیں بلکہ بعض مغربی اخبارات کے خیال میں کریٹ۔ سرحد ہندوستان اور مشرق الاقصیٰ میں انگلستان اور روس کی رقابت یہانتک بڑھ گئی ہے کہ انمیں سے کسی ایک کی بدولت اگر عنقریب باہمی لڑائی شروع ہو جائے تو کسی کو تعجب نہیں ہو گا۔ فلپائن کے باشندوں اور امریکن افواج میں باقاعدہ لڑائی چھڑ جانیکی کیفیت ناظرین کو اخبارات کے کالموں سے معلوم ہو جائیگی۔ مشرق الاقصیٰ میں اب ایک نئی طاقت کے دخل کے علاوہ اب ایک اور طاقت بھی جسنے امریکہ کیطرح پہلے کبھی اپنے بر اعظم سے باہر کے معاملات میں دخل نہ دیا تھا۔ اس دنگل میں اُتر آئی۔ یہ طاقت آسٹریا ہے جسنے اب پہلی مرتبہ ایک جنگی جہاز بحیرہ چین میں بھیجا ہے:۔

مشرق الاقصیٰ کی اس پیچ در پیچ الجھاؤ کے ساتھ ہی اس ہفتہ کی تازہ ترین لایئی ڈاک یورپ کے سرچشمہ فساد سے پھر جوش و نزاع کی وحشتناک خبریں سنا رہی ہے یہ سرچشمہ وہی جزیرہ نمائے بلقان ہے جسے یورپ کی منصف مزاج مسیحی طاقتوں نے ذاتی اغراض کی تکمیل اور ایک اسلامی طاقت کی تخریب کیلئے مدتوں سے اپنی شاطرانہ چالوں کا جولانگاہ بنا رکھا ہے اس جدید تحریک کا باعث بھی بدستور سابق وہی یورپ کی وہ متعصبانہ اور ناجائز کارروائیاں ہیں جو ٹرکی کی اسلامی طاقت کے ساتھ کیجا رہی ہیں یونان کے عیسائیوں کی طرفداری کی حمایت سے سرویہ وغیرہ کو اس میں بوسینا و ہرزیگو وینا کے عیسائیوں کو انکے دیکھا دیکھی کریٹ اور آرمینیا کے عیسائیوں کو آزادی کی خواہش پیدا ہو گئی [illegible]

اگر فوجی افسر اپنے میلانات و شہ پوشی نے کسی اطمینان بخش انتظام کو عمل میں لانے سے منع کر دیا ہوتا۔ تو ظن غالب ہے کہ اُن سخت مالی مشکلات
کی موجودگی میں جو اُس وقت حادث ہو رہی تھیں۔ مشکل ایسا عزم کیا جاتا۔ اسی مجبوری کی وجہ سے ورنہ سیر اعظم ڈیلیا ٹسس

(اپنے پیش رو ۱۸) انداز سلسلہ متقدمین کر رہا ہے۔ وہ صاف کہتا ہے کہ میں کوئی پیغمبر یا پیشگوئی کرنے والا نہیں۔ لیکن حالاتِ موجودہ الوقت کو دیکھ کر مجھے مجبوراً تسلیم
کرنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ دنیا کے انجام سے پہلے ایک عالمگیر جنگ ہوگی۔ وہ یہ بات ماننے کرنے کے لئے کافی وجوہات
رکھتے ہیں کہ وہ انجام قریب پہنچ گیا ہے اور کہ وہ عالمگیر جنگ جو دنیا پر ایسی تباہیاں برپا کریگی۔ کہ کبھی پہلے دیکھی یا سُنی نہیں گئیں اب
زیادہ دور نہیں ہر ایک اُس کیلئے تیار ہے اور تمام دنیا یکساں اُس کی مصائب میں مبتلا ہوگی۔ یورپ میں عالمگیر جنگ بعد اُس کے مرادف ہوگا
کہ ایک برِ اعظم اور ہر ایک سلطنت میں لڑائی برپا ہو جائیگی۔ اس عالمگیر جنگ سے ایشیا اور افریقہ اور جزائر کے مسلمان و بت پرست اپنے فاتحوں کے خلاف
کھڑے ہو جانے اور پہلے سابقہ وتیرے اختیار کرنیکا آئندہ اٹھائینگے۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ یورپ نے کل دنیا کو صرف اپنی ہی تباہی کیلئے اور روئے
زمین پر بربادی اور مصیبت پھیلانے کیلئے منتخب کیا ہوگا۔ ابھی ترکی اور ایران اور دیگر کئی موقعوں پر اسلامی طاقت موجود ہے اور محض اسلئے موجود
ہے کہ یورپین طاقتوں نے اپنے ذاتی اغراض کیلئے اُس کو موجود رہنے دینا پسند کیا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ طاقت ابھی زبردست ثابت ہو اور اتفاقاً
یورپین عالمگیر جنگ کی طفیل وہ ایک مرد عمل یورپ کے دباؤ سے آزاد ہو گئی تو کل ایشیا اور افریقہ پر خون کا دریا بہا دیگی۔ آخر میں یہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ
انجیل و توریت کی پیشینگوئیوں کی درست تاویل خواہ کچھ ہو یورپین جنگ عالمگیر سے دنیا پر جو تباہیاں وارد ہونگی۔ اُن کی درست مناسب
توضیح آسمانی کتاب سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور کسی کتاب میں اُن کا پورا پورا نقشہ نہیں دکھایا گیا۔ اور کسی ایسے نتیجہ کا متوقع رہنا جو
عین فطرتِ انسان کے مطابق ہے غلطی پر مبنی نہیں ہوگا۔

ٹائمز کے نامہ نگار کی رسالہ کا خلاصہ دیکر پانیئر کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ عام یقین ہے کہ اس عالمگیر جنگ کا شعلہ پہلے جزیرہ نمائے بلقان سے
اٹھیگا۔ قریباً ایک نسل سے ہم ہر سال مقدونیہ میں آتش فساد کے مشتعل ہو جانیکی متوقع چلے آرہے ہیں۔ جو پہلے متصلہ ممالک پر اور پھر کل یورپ میں
پھیل جائیگی۔ اس فساد کے برپا ہونیکا وقت بظاہر حال اب بالکل قریب پہنچ گیا ہے۔ دُنیا میں انگریزی اخبارات کے جس قدر نامہ نگار ہیں۔ وہ
تقریباً سب کے سب ہمیں آنیوالے خطرہ کیلئے تیار رہنے کے واسطے متنبہ کر رہے ہیں۔" ٹائمز کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ "ہمیں کچھ شک نہیں کہ اس موسم
بہار میں جزیرہ نمائے بلقان میں ضرور فساد ہو جائیگا جس کی بہت سی خبریں مل رہی تھیں۔ روس اور آسٹریا کی متواتر دیئے ہوئے تنبیہوں
کے باوجود مقدونیہ کے شورہ پشت مفسد دیگر ہمسایوں کی امداد و تحریک سے اپنی تیاریوں میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں۔ آسٹریا
چاہتی ہے کہ حالت موجودہ قائم رہے اور روس امن کا خواہاں ہے یعنی دونوں کا مدعا ایک ہی ہے اسلئے وہ دونوں اپنی طرف سے یہی کوشش
کرینگے کہ امن یا حالت موجودہ میں خلل نہ پڑے۔ اگر ان دونوں سلطنتوں میں اب بھی وہی دلی ارتباط ہوتا جو اب سے دو برس پہلے تھا۔ تو یہ
اتحاد ضرور امن قائم رکھ سکتا۔ مگر افسوس ان دونوں میں اب وہ یکجہتی نہیں رہی۔ اور ایک دوسرے کو آپس میں کئی شکایتیں ہیں۔
ادھر مسئلہ کریٹ کی تصفیہ سے بلقانی ریاستوں کی حرص و طمع بہت تیز ہو گئی ہے۔ اُن کو خیال ہے کہ پرنس جارج کی گورنری جسے یونانی
ہونے کا شرف حاصل ہے یعنی باوجودیکہ وہ دل سے پرنس لڑائی سے پہلے فریقین کو بیٹھے۔ ... سے مطلع کر دیا تھا کہ وہ فریق کا نتیجہ ... ناش۔

نے بھی یہی رائے ظاہر کی کہ وہ فوجی اصلاح کا حامی ہے اور اُسنے بادشاہ کو یاد دلایا کہ اپنی اسپیچ میں جو پارلیمنٹ کے افتتاح کی تقریر
دیا گیا تھا غیر معمولی اخراجات اور اس امکان کیطرف اشارہ کرچکا ہے کہ شاید بجٹ میں خرچ آمدنی سے زیادہ پایا جائیگا۔ وینیولا تھا شہنشاہ جرمن تو

نہیں تھا نہ دیا جائیگا۔ یونان کو جو کچھ وہ چاہتا تھا ملگیا اور اُدھر اُسے شکست فاش ہوگئی ہے یا نقصان نہ پہنچا۔ چنانچہ اب بلگیریا
کیطرف سے اندیشہ پیدا ہوا ہے اگرچہ بلغاری گورنمنٹ بڑی زور سے بیان کرتی ہے کہ وہ مفسدان مقدونیہ کی کمیٹی کو کوئی ترغیب نہیں دے رہی۔
لیکن مشرقی پالیٹکس کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس مقدونوی تحریک کا صدر مقام ریاست مذکور میں ہی ہے اور کہ شہزادہ فرڈیننڈ
اور اسکی گورنمنٹ اس تحریک کے روکنے سے عاجز ہیں۔ بلگیریا کی سازش کا اس سے بدیہی ثبوت ملا ہے کہ روسی گورنمنٹ نے شہزادہ کو تہدید کی ہے کہ
اگر اس نے مقدونیہ کی کسی بغاوت میں مدد دی تو روس اسکی کبھی دستگیری نہیں کریگا مگر کریٹ کے معاملہ میں ایسی تنبیہوں کی کچھ وقعت نہیں ہوئی۔
مزید برآں بلگیریا میں بلکہ اس سے باہر بھی عام خیال ہے کہ بلغاری فوج مقابلہ میں ترکی افواج سے بہتر ثابت ہوگی۔ اور غالباً اسی متوقع بغاوت و بلگیریا کی سازش
کیوجہ سے ترکی گورنمنٹ بمقدار کثیر سامان جنگی خرید رہی ہے لیکن اگر یہ بغاوت برپا ہوگئی اور یونان کیطرح اسمیں بھی اسکا استیصال ہی یقینی امر ہے کیونکہ یورپ میں تمام
مخاصم فریق کی طرفداری نہیں کریگا بلکہ ہمسایہ سلطنتیں بھی دخل نہیں دینگی کیونکہ ایک تو روس ابھی تک ایشیا میں بکار جلیلہ والی تعمیر میں مصروف ہے دیگر
کے قبضہ سے کوئی سلطنت بھی مشغول کار رہنا نہیں چاہتی۔ دوسرا آسٹریا اور ترکی کے تعلقات ہمیشہ دوستانہ اور اسکے برعکس بلقانی ریاستیں آسٹریا
کی بدخواہ رہی ہیں اگر دول یورپ میں اتحاد قائم رہتا تو شاید ان بغاوتوں کا سد نہ ہو۔ اندیشہ نہ ہوتا مگر ایسے اتحاد کی حقیقت معلوم ہو چکی ہے بلکہ یہ عام خیال
پھیل رہا ہے کہ کریٹ کا انتظام کرنیوالی چار طاقتوں میں بھی یکجہتی موجود نہیں بلکہ اسکے برعکس ان چاروں اور بالخصوص انمیں سے دو میں سخت بدمزگی
اور بدظنی ایکدوسرے کی نسبت پھیلی ہوئی ہے اسکے ساتھ ہی یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ بقول سول ملٹری گزٹ بڑی تعداد میں بعض
پنجاب کے ان اضلاع سے جہاں اونٹ پیدا ہوتے ہیں ہزارہا اونٹ بسرعت تمام خرید کئے جاچکے ہیں اور افسران ٹرانسپورٹ ابھی
تک اس کام میں سرگرمی سے مصروف ہیں اس سے خریداری پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہورہی ہیں (وکیل ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء)

مقدونیہ کی مفسد پارٹی کی نسبت ٹائمز رپورٹ دیتا ہے کہ اسنے موسم بہار میں سوفیہ بمقام جلسہ منعقد کرنیکی غرض سے اپنے کل
ممبروں کو طلب کیا ہے اس انجمن کا ہیڈکوارٹر جیسا کہ کسی دوسری جگہ لکھا گیا ہے صوفیا میں ہے۔ تازہ ترین ولایتی اخبارات کی تحریرات سے مترشح ہوتا ہے کہ دول
یورپ میں سے کسی نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ و رواج کیلئے ترکی پر زور ڈالا جائے جسکے جواب میں ٹائمز کے نامہ نگار مقیم
وائنا کی روایت کے مطابق روس نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اور لکھا ہے کہ مقدونیہ کے مسئلہ کو تصفیہ کیلئے سب سے مناسب یہی تدبیر ہے کہ باب عالی کو
ایک یورپین کمیشن کی نگرانی میں وہاں اصلاحات مزید کے رواج کیلئے کہا جائے۔ اسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ بلگیریا اور دیگر بلقانی ریاستیں اس
تجویز سے سخت ناراض ہیں اور ان سب کا دل یورپ کے موثر طریق پر مداخلت کرنے کیلئے مجبور کرنے کیلئے پہلے خود فوجی مداخلت کرنیکا مصمم ارادہ ہے اسکے
برعکس اسی اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ لکھتا ہے کہ روس نے دول کو اطلاع دی ہے کہ وہ مقدونیہ میں اصلاحات کے نفاذ کیلئے باب عالی سے درخواست کئے جانے کو
ہرگز پسند نہیں کرتا۔ ایسا کرنے سے مقدونوی مفسدوں کا حوصلہ بہت بڑھ جائیگا اور خواہ مخواہ فساد برپا ہو جائینگے۔

یہی اخبار مقدونوی سازش کے متعلق مذکرہ صدر حالات لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ شمالی البانیہ کو صوبہ کوسووا کے والی نے ابتدائیہ

کے لیے روپیہ بہم پہنچایا گیا تھا لیکن بادشاہ نے صرف اسی اظہار پر کفایت نہ کی بلکہ اوس نے خواہش ظاہر کی کہ کل قوم کو ان نئے ارادوں اور تجویزوں سے مطلع کیا جائے ڈیلیانیس نے تھوڑی سی رد و کد کے بعد اس سے بھی اتفاق رائے کر لیا اور ۲۹ دسمبر ۱۸۹۱ء کو بادشاہ کے احکام سے مندرجہ ذیل الفاظ میں وزیر اعظم کو مطلع کیا گیا:-

بنام وزیر اعظم

جناب من

گذشتہ موسم بہار میں جو عام تمرینات و قواعد کی گئی تھیں انسے انکو پہلے سے بڑے پیمانہ پر دوہرانیکی ضرورت واضح ہو گئی ہے میں دیکھتا ہوں کہ یونانی فوجکی ترتیب و انتظام کا واحد و یکہ مقصد و مدعا صرف یہ ہو کہ اسکی تکمیل کیجائے اور اسیلیے منصب کے قابل بنایا جائے۔ لہذا میں ایک مستقل کیمپ کا قائم کیا جانا نہایت ضروری تصور کرتا ہوں تاکہ فوج اس کیمپ میں ان تمام خدمات سے سبکدوش اور یکسو ہو کر جو اسے شہروں میں دینی پڑتی ہیں اپنا کل وقت اپنی فوجی علم کے حصول۔ بڑی بڑی تمرینوں اور قواعدوں کے کرنے اور ضروری عملی تربیت اور نشو و نما کی تکمیل پر صرف کر سکے اور ان مقاصد کے حصول کے واسطے کوئی اور شغل نہو۔ اس حصول کیلیے میں دس لیکر بارہ ہزار تک آدمیوں کی ہر دم آزما جمعیت فراہم اور فوج سواران کی کمیوں کو پورا کرنے کیلئے ردیف فوجکا کارکن فوج کیساتھ کام دینے کے واسطے طلب کیا جانا نہایت ضروری سمجھتا ہوں۔ ان مقاصد کو مد نظر رکھکر میں اعلی افسروں کی ایک کمیشن کا مقرر کیا جانا مناسب تصور کرتا ہوں یہ کمیشن فیصلہ کریگی کہ ہماری فوج کیلیے کونسی رائفل سب سے بہتر اور مفید ہو گی۔ پھر اس فیصلہ کے مطابق گورنمنٹ پسند شدہ رائفل کی خریداری شروع کریگی مجھے پختہ یقین ہو کہ یہ مقاصد ان تدابیر اور ان تدابیر سے منتج شدہ فیصلوں سے بخوبی حاصل ہو جائینگے کئی برسوں سے یونانی فوج کئی ایسے کاموں میں مشغول رہی ہے جو فی الحقیقت اسکے منصبی کام کے دائرہ سے خارج ہیں۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ ہماری فوج ان خارجی کاموں سے کنارہ کش ہو کر جہانتک ملک کے مالی وسائل شکیبی کر سکیں اپنے اصل فرض و حقیقی کام یعنی اپنی طاقت و قوت کی فزونی اور غیر منقطع عملی تربیت و مشق کیطرف متوجہ ہو جائے۔ مستقل کیمپ کا قیام جو کام میں اپنی گورنمنٹ کو سپرد کرتا ہوں میری اس دلی خواہش و تمنا کو پورا ہونیکا جو میں اپنے ملک کی فوجی طاقت کے استحکام و بہتری کے متعلق رکھتا ہوں مبارک بنیاد ثابت ہو گا۔

سربرآوردہ البانوی روسا کو بلا کر ان سے درخواست کی تھی کہ وہ البانوی آبادی سے ہتھیار رکھوا لینے میں مدد دیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ وہ ایسا کئے جانیکے مخالف ہیں اور اس امر کی کوئی وجہ اور ضرورت نہیں دیکھتے کہ کیوں البانویوں سے ہتھیار لے لئے جائیں انکا جواب قسطنطنیہ بھیجدیا گیا ہے۔ البانویوں کے مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ ہر دو جلد میں درج ہیں۔ یہ دونو کتابیں دفتر اخبار وطن لاہور سے مل سکتی ہیں۔

صوفیہ کی مقدونوی مفسدوں کی کمیٹی نے موسم بہار میں مقدونیہ میں فساد کرنے کیلیے جو خطوط جابجا بھیجے تھے انکا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تازہ ترین رومانی اخبارات مظہر ہیں کہ کریٹ پر پرنس جارج کی تقرری سے سلطان المعظم روس سے بہت بگڑ گئے تھے یہ حالت دیکھکر روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے اپنی گورنمنٹ کو متواتر اسکی تلافی کیلیے لکھنا شروع کیا چنانچہ روس نے سلطان کو پھر اپنے موافق بنانے کیلیے مقدونوی مفسدوں کی تحریک سے

ہوا ہو تعطل یا پیچیدگی احتمال ہو نہایت سختی سے اظہار نفرین کیا جائیگا اور اسکی یقیناً مخالفت و مزاحمت کیجائیگی لیکن ان تنبیہوں کے باوجود فوجی اصلاح کو عمل میں لانیکا کام قابل تعریف سرعت کے ساتھ فی الفور شروع کردیا گیا۔ اس سرعت کا اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ فرمان شاہی سے دس دن کے اندر ہی ڈیلیانیس نے اسکی تعمیل میں کیمپ کے قیام ۱۸۹۶ء کو موسم بہار میں تربیات کرانے کیلئے فوج بلانے کی دو جماعتوں کو چالیس دنوں کیلئے ان تربیات میں شامل ہونے کا اسلحہ و رسد بنانے اور گھوڑوں کی خریداری کے اخراجات کیلئے مطلوبہ قرضوں کی تجاویز کا مسودہ تیار کرلیا مطلوبہ قرضوں کی کل میزان صرف ۲۶ لاکھ فرینک (ایک لاکھ چار ہزار پونڈ) تھی اور بیان کیا گیا کہ وہ ۱۸۹۶ء کی فاضل آمدنی سے ادا کردی جائینگی۔ کیمپ کے قیام کیلئے جسمیں ۳۰ ہزار بلکہ ۴۰ ہزار تک فوج کی سمائی ہوجائے قصبہ تھیبس کا مضافاتی موضع آغا تھیوڈوری پسند کیا گیا۔ ریزروں کی نسبت فیصلہ کیا گیا کہ پہلے وہ ریزرو طلب کئے جائیں جو ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۱ء میں کارگزار فوج میں بندوبست کے قاعدہ کی رو سے داخل ہوئے تھے۔ ان دونوں جماعتوں کے بعد ۱۸۸۱ء کے ریزروں کو بھی بلانیکی مزید تجویز کی گئی تھی۔ ان کی تعمیل فرمان کے اخیر میں ہونی تھی۔ اس کے ساتھ ہی تمام ریزرو افسروں کو بھی فوجی خدمت پر بلایا جانا تھا۔ مستقل کیمپ میں اسقدر فوج کی گنجایش کا اندازہ کیا گیا۔ دو انفنٹری بٹالین ایک رجمنٹ کیولری کی توپخانہ کی۔ دو کمپنیاں انجنیروں کی اور دو دستے ٹیلیگراف کا سلسلہ قایم کرنیوالی پلٹن کے مع ضروری سٹاف یونان اس پیرایہ میں لگا ہوا تھا کہ دوسرا پیرت واقعات نے بالکل ہی مختلف صورت اختیار کرلی سال ماقبل میں فوج توپخانہ نے معمولی جنگی تربیات (مشق قواعد) مئی ۱۸۹۶ء کو شروع اتھنز کے قریب ہی قایم کیں تھیں۔ دارالخلافہ کی فوج پیدل نے جون کے وسط میں اور اگست ۱۸۹۶ء کو اتھنز کے قرب و جوار میں اور انجنیروں نے جون کے اخیر میں کی تھیں اور کل اقسام نے باستثناء ماہ ستمبر کے پہلے ہفتہ میں لاریسا کے قرب و جوار میں کی تھیں۔

۱۸۹۶ء کے ختم ہونے کے قریب جب ترقیوں کی فہرست شایع کی گئی تو اس سے واضح ہوگیا کہ یونانی افسروں میں نظام و مہارت بالکل ناپید ہے۔ اکثر افسروں کو ترقی کے ناقابل سمجھ کر چھوڑ دیا گیا تھا باوجودیکہ ترقی کی توقع تھی۔ یہ فہرست مذکور سے باطل ہوگئی اور بنابریں کئی افسروں نے استعفے داخل کردیے۔ یکم دسمبر کو اس تبدیلی اور ناراضگی کا عام مجمع کے اجتماع کی شکل میں اظہار کیا گیا۔ جو اظہار ایک طرح سے کل افسروں کی جانب سے جنگی اعلان کے مساوی تھا۔ انفنٹری کیولری اور فوج کے انتظامی محکموں کے تقریباً چودہ سو افسروں نے فوجی کلب کی ممبری سے ولیعہد کے پاس استعفے بھیجے تھے۔ ولیعہد اس کلب کا پریسیڈنٹ تھا اور اس نے ان افسروں میں برادرانہ ارتباط اور اخوت و محبت بڑھانے کیلئے قایم کیا تھا۔ استعفے داخل کرنیکی یہ وجوہات بتائی گئیں کپتانوں اور اول و دوم درجہ کے لفٹنٹوں کو ترقی دینے میں انصاف باقاعدگی کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ آرٹلری اور انجنیروں کے صیغہ کے افسروں کے مقابلہ پر انفنٹری کیولری اور انتظامی محکمہ کے افسروں

(بقیہ صفحہ ما سبق) وہ ایک طرف تو بلقان کی تحریک کو علانیہ طور پر مدد کرتے سلطان کے ساتھ بنائے رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف درپردہ ترغیب و حوصلہ دلاتا ہے تو پھر یہ تحریکیں کمزور کیونکر ہو سکتی ہیں اور ایسے حالات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ دنیا کا امن کے قیام کیلئے عمدہ آثار ہیں۔ (وکیل ۱۶ مارچ ۱۸۹۹ء)

البانیا کے مسلمان رؤسا نے جلالتمآب امیرالمومنین کی خدمت میں عرضداشت ارسال کی ہے کہ وہ مقدونیہ میں بغاوت ہونے پر ۹۰ ہزار مجاہدین سے اور لڑائی پیش آجانیکی صورت میں ایک لاکھ فوج سے اپنے خلیفۃ المسلمین کی خدمت کرینگے۔ اُن کے ساتھ صرف یہ رعایت کیجائے کہ یہ فوج اپنے ہی سرداروں کے ماتحت رکھی جائے۔ (وکیل ۲۳ مارچ ۱۸۹۹ء)

کم تنخواہ ملتی ہے۔ اول الذکر دو فوراً شیعوں کو فیجی پولیس کی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہے پچھلی ترقیوں کی وجہ نا انصافیوں کے علاوہ ایک بڑی شکایت کار روائی کی یہ تھی کہ کئی افسر جو دربار کی خدمت میں مامور ہیں مسلسل ترقیاں پاتے ہیں اسی طرح شکایت یہ بھی تھی کہ تمام فوجی نظام عالمگیر انحطاط کا شکار ہو رہا ہے اس کار روائی کی بجلی پہلے افسروں نے مخالفت کرنے والوں کے سرغناؤں نے ربط ضبط پیدا کرنے کی کوشش کی مگر ابھی باقاعدہ نامہ و پیام اور گفتگو شروع نہ ہونے پائی تھی کہ بادشاہ نے فوج کو سردار اعلیٰ کی حیثیت میں مذکورہ صدر فرمان وزیر اعظم کی ارث صادر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور اس طرح سے فقط سلطنت نے فوجی اصلاح و ترقی کیلئے اسے صادر کر دیا بلکہ افسروں کی علانیہ بغاوت کا بھی انسداد کر دیا اس فرمان شاہی سے افسروں کی شکایات میں بہت کچھ تخفیف ہو گئی تھی مگر کافی تلافی نہ ہوئی تھی چنانچہ اندرونی کامل طور پر خوشنود کرنے کیلئے گورنمنٹ کو ان کی مرضی کے مطابق بہت کچھ مزید کام کرنا ہوا۔ کیونکہ بادشاہ اور اسکے لڑکوں نے افسروں میں ادارانہ یگانگت اور واجبی قدر شناسی کی صفت پیدا کرنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا مگر وہ اس بارہ میں چنداں کامیاب نہ ہوئے کیونکہ یونانی افسروں کی بے ادبی بے جا سرکشی۔ منہ زوری اور ناشائستگی کی اصل وجہ قومی کیرکٹر۔ دہریوں کی ناواجب گرم بازاری اور اخبارات کی غیر محدود آزادی ہے اور جب تک ان میں بھی درستی و اصلاح نہ ہو اشتعال آمیز سو آشتی آمیز ندابیر بھی کوئی معقول ثمرہ نہیں دینگی +

اب ہم یونانی فوج کی ان چند اعلیٰ افسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جنکو تعداد و نظام اور آراستگی سب باتوں میں بدرجہا زیادہ قوت رکھنے والے دشمن کے ساتھ معرکہ آرائی کرنے کا مشکل کام تفویض کیا گیا تھا کسیقدر خاندانی اور کسیقدر ذاتی وجوہات کے لحاظ سے ولیعہد شہزادہ قسطنطین ڈیوک آف سپارٹا جسکی عمر اس وقت ۲۹ برس کی تھی سرکردہ فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا اس تقرری کی نامعقولیت صاف ظاہر ہے۔ اسکی عمر ایسی گراں منصب اور اہم ذمہ داری کے اٹھانے کے قابل نہ تھی۔ (یونان کا شاہی خاندان ڈینش قوم کا ہے۔ لیکن یونان میں پیدا ہونے اور عیسائی مذہب یونانی پانے کے علاوہ یہ شہزادہ اس وجہ سے بھی یونانیوں کی نظروں میں بڑا عزیز ہے اور وہ اسکو بالکل یونانی ہی سمجھتے ہیں کہ اس کا نام قسطنطین ہے جو نام یونانی قیاصرہ کے ولی العہد خاندانوں کی فہرست میں عجیب جادو بھری تاثیر رکھتا ہے اس نام کا پہلا قیصر وہ تھا۔ جسنے ساحل باسفورس پر شاندار دارالخلافہ آباد کیا اور آخری وہ تھا جو شہر کی حفاظت کیلئے مردانہ وار لڑتا ہوا ہلاک ہوا تھا۔ ولیعہد قسطنطین (قدیم طرز سنین شماری کے مطابق) ۲۱ جولائی (مطابق ۲ اگست ۱۸۶۸ء) کو بمقام ایتھنز پیدا ہوا۔ اور قابل جرمن عالم فوڈرنسٹ سے اعلیٰ تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ۲۳ دسمبر ۱۸۸۶ء کو بالغ ہونے پر اسے فوج پیدل کی پہلی رجمنٹ میں کپتانی کا عہدہ دیا گیا جسکے بعد اس نے جرمنی کے شہر لیپسک میں اصول قانون اور علم سیاست مدن (پولیٹیکل سائنس) کی تکمیل کی بتاریخ ۲۷ اکتوبر ۱۸۸۹ء وہ بمقام ایتھنز شہزادی صوفیہ سے جو قیصر فریڈرک ثالث کی تیسری بیٹی اور موجودہ جرمنی قیصر کی ہمشیرہ ہے بیاہا گیا۔ یہ شہزادی ۱۴ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی اور مئی ۱۸۹۱ء

سلہ ۹۵ یہ طرز سنین یونان میں بیخ بن ممالک بالخصوص یونانی مذہب کی حکومت پر مروج ہے۔ اس میں اور طرز جدید میں ۱۲ دنوں کا فرق ہے +

سلہ ۹۶ اس کے تبدیل مذہب پر پروٹسٹنٹ کے کلیسا یونانی کے۔ جانے سے قیصر اس سے ناراض تھے حالانکہ پہلے اس کو نہایت عزیز رکھتا تھا انتقام کیا لیکن ستمبر ۱۸۹۵ء میں قیصرہ ہند قیصر کی نانی اور والدہ کی کوشش سے باہم صفائی ہو گئی +

میں باضابطہ کلیسائے یونانی (یعنی اپنے خاوند کے مذہب) میں داخل ہوئی۔ وہ دو لڑکوں اور ایک لڑکی کی ماں ہے۔ ولیعہد جو عموماً
انتھنز کے قریب قلعہ کلیہ میں رہتا ہے کئی مرتبہ اپنے باپ کی لمبی سیاحتوں پہ ملک سے باہر جانیکے موقع پر نائب السلطنت رہ چکا ہے وہ لفٹنٹ
لفٹنٹ جنرل کا عہدہ رکھتا ہے اور انتھنز کا کمانڈنٹ ہے۔

بادشاہ کا دوسرا بیٹا پرنس جارج جو شہزادی میں عام مشہور ہے بحری فوج میں ہے۔ اور اُس کا تیسرا بیٹا پرنس نکلس جو ۱۸۷۲ء میں بمقام انتھنز
پیدا ہوا فوج توپخانہ میں داخل ہوا جسمیں وہ کپتانی کا عہدہ رکھتا ہے۔ فروری ۱۸۹۷ء کو یہ شہزادہ آرٹا کو روانہ ہوا جہاں چار ہزار فوج پیدل و رسالہ
اور ۸ باتریاں فی الفور اُس کے زیر کمان جمع کیگئیں یہ شہر صوبہ ایپیرس کی سرحد پر واقع ہے۔

ولیعہد کے سٹاف کا اعلےٰ افسر اُس کا پرانا مصاحب (یعنی ہیڈ چیمبرلین) سا پونٹ ساکیس تھا مگر یہ ابتک کوئی نہیں سمجھ سکا کہ اُس میں
اِس عہدہ کی کونسی قابلیت دیکھی گئی تھی یا موجود تھی۔ زمانہ امن میں سا پونٹ ساکیس محض ہیڈ چیمبرلین یا بالفاظ دیگر شاہزادہ ولیعہد
بہادر کے ذاتی جنرل سٹاف یعنی ذاتی خدام اور ملازموں کا افسر اعلےٰ اور شاہی باورچی خانہ کا اعلےٰ منتظم تھا۔ چنانچہ جب وہ
میدان جنگ میں اپنے آقا کے ارکان حرب (جنرل سٹاف) کا افسر اعلےٰ ہوا تو اُس وقت بھی وہ شاہی باورچی خانہ اور شاہی سامان و
اسباب کی نگرانی اور نگہداشت میں بدستور سابق بڑی سرگرمی سے مصروف رہا۔ اور اس موقع پر یہ بیان نہ لکھنا صریح ناانصافی ہوگی۔
کہ مخالف و موافق سب کو اس امر کا اعتراف ہے کہ کل یونانی محاربہ میں جس صیغہ کا انتظام تھا بہت مکمل و آراستہ رہا۔ وہ بھی
شاہی باورچی خانہ تھا اور کم از کم اس بات کا کریڈٹ سا پونٹ ساکیس صاحب بہادر کو ضرور ملنا چاہئے۔ اُس کا اسسٹنٹ یعنی شاہزادہ
کے ایڈیکانگ اور نائب حاجی پطروس ہیں۔ وہ بھی یہی اس شخص کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُسے اعلےٰ درجہ کے [illegible] یا بالفاظ
دیگر جنرل سٹاف آفیسر متعلق صیغہ باورچی خانہ کی حیثیت میں نہ صرف جنرل سٹاف ہی جس کا صدر سا پونٹ ساکیس تھا۔ بلکہ
خود شاہزادہ بہادر پر بھی اپنی منصبی منزلت سے بدرجہا زیادہ فائق اقتدار و قابو حاصل تھا۔ سا پونٹ ساکیس کے ساتھ ہی حاجی
پطروس کو بھی ہر ایک نامہ نگار لاریسا و فرسالہ کی مصائب کا بانی مبانی بیان کرتا ہے۔ چنانچہ پے در پے شکستوں کی خبریں پہنچنے
پر یونانی پبلک جو عشقی فن خانساماں گری کی قدر شناس نہ تھی سا پونٹ ساکیس اور حاجی پطروس سے بالخصوص سخت ناراض ہوگئی۔
اور وہ دونوں لاریسہ کے دوران میں کیمپ سے واپس بلائے گئے۔ سا پونٹ ساکیس کی عمر پچاس سے متجاوز ہے۔ اور اُسکی ظاہری شکل و
شباہت اور وجاہت میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو لارڈ چیمبرلین میں ہونی چاہئیں۔ مشین مشبہ صورت اخلاق جیسے
دنیا داروں۔ ایسے چہرہ پر ضد یا خود رائی کا نام و نشان تک ناپید۔ چھوٹی چھوٹی خوب بلند مونچھیں۔ رخسارہ اور ٹھوڑی خوب
گھٹے ہوئے۔ اور بالوں کی سیاہی نہایت احتیاط کے ساتھ قائم رکھی گئی ہوئی ہے۔ جب وہ خود تکلم کرتا ہے۔ اور یہ بتا دینا نامناسب
نہ ہوگا کہ وہ خاصی غنائی ہوتی آواز سے بولتا ہے تو اُسکے بشرہ سے ظاہرانہ لاپرواہی برستی ہے۔ اور جب اُسے مخاطب کیا جائے تو اُس کے
چہرہ پر امیرانہ استغنا پایا جاتا ہے۔ اُسکی پیشانی اوپر کیطرف بتدریج تنگ ہوتی گئی ہے جس سے اُس کا سر مخروطی سا ہو گیا ہے۔
سا پونٹ ساکیس کو [illegible] افسرانہ ٹوپی خوب سجتی ہے کیونکہ اس سے اُسکے چہرہ کا زاویہ دلفریب پیرایہ میں ٹھہ جاتا ہے۔ اُس کے

یعنی حاجی الیگزیس بہرحال تمام الزامات صرف اس کو سمجھتے ہیں جو یونانی لیڈروں کے مذاق کے مطابق ایک باشکوہ افسر میں ہونا چاہئیں
اُسے گویا ان لیڈروں کے خیال کے مطابق کہنا سمجھنا چاہئے۔ اُسکا قد لمبا جسم بھرا ہوا۔ اور چہرہ کا فرحیانہ بشرہ۔ یعنی خوب مضبوط اور
بھری ہوئی خمدار ناک اور بڑی بڑی مونچھیں ہیں اور زیادہ نمایاں ہیں۔ الغرض اس شاہانہ وضع سے اور تقریباً کامل حسین شخص کو صرف
ایک نظر دیکھ لینے سے انسان کو یقین ہو جاتا ہے کہ وہ میدان جنگ میں زبردست غنیم ہے جسکو کم از کم زمانہ [illegible]
کے باامن میدان میں کم حینس (افرقہ انا نشہ) پر فتوحات حاصل کرنیکا خوگر رہا ہی ہے۔ اگرچہ بظاہر حال کل ذمہ داری بادشاہ نے اپنے سر پر
لی تھی مگر دراصل یونان کی جنگ جویانہ اور ہٹ پالیسی کا ذمہ دار وزیراعظم ڈیلیانیس ہی تھا۔ وہ یونان کے شمالی حصہ کے قصبہ کلاوریٹا
میں ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوا۔ وہ پہلو یونیورسٹی ہے [illegible] وزیر سررشتہ تعلیم اور سفیر بھی رہ چکا ہے۔ برلن کانگرس میں یونان نے جو سفرا بھیجے تھے
انکا سرغنہ تھا جس سفارت میں وہ فرانس کی پرجوش تائید سے قابو ہراسم ہوا۔ اور کانگرس نے یونان کو مزید علاقہ دیا جانا منظور کیا۔ جب
بتاریخ ۱ مئی ۱۸۸۶ء دول عظام نے یونان کو الٹی میٹم دیکر یونانی بحا درسکا بحری محاصرہ کا اعلان کیا تھا تو وہ اُس وقت بھی وزیراعظم تھا۔
مگر جب یہ واضح ہو گیا کہ ہتھیار ڈال دینے اور جنگی کاروائیوں سے ہاتھ اٹھانے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا۔ تو ۹ مئی کو مستعفی ہو گیا تھا
ڈیلیانیس ادنی طبقوں میں نہایت ہر دلعزیز ہے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وہ عام میل جول رکھتا ہے اور اُنسے بے تکلفانہ گفتگو کرنے سے احتراز
نہیں کرتا۔ اور حال ان اُسے اپنی ناعاقبت اندیش تدبیروں کی بدولت ۲۹ فروری ۱۸۹۲ء کو پھر وزارت کے عہدہ سے مستعفی ہونا پڑا۔
بادشاہ اُسکی خدمات کی دل سے قدر کرتا ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ وہ اپنے دل میں اچھی طرح سمجھتا ہے کہ دربار کی پالیسی عوام
کی خواہش اور امیدوں کو پورا نہیں کر سکتی اب بھی ۱۸۸۶ء اور ۱۸۹۲ء کی نسبت جن دو دفعہ [illegible] دربار ایتھنز کا [illegible]
تھا کوئی زیادہ توقع نہیں ہے ٭

یونان کا دوسرا مشہور قومی مدبر رالیس ہے وہ ۲۵ اپریل ۱۸۹۷ء کو تھسلی سے ایتھنز واپس آیا۔ جبکہ مذکورہ بالا یونانی افواج کی کامل بدنظمی
اور نااہلیت کا ذاتی مشاہدہ سے تجربہ ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فریق مخالف کا رکن ہونے کے باوجود اُس نے ایتھنز کے عوام کو مجتمع
مظاہرہ اور خاموش ہو کر بیٹھ رہنے کی نصیحت کی۔ اور ان کوششوں میں یہانتک کامیاب ہوا کہ اُس نے سرکش اور بدانتظام شہریوں [illegible]
سوداگروں کو وہ اسلحہ واپس دلادئے جو وہ دوکانوں سے لوٹ لیگئے تھے ٭

چونکہ پہلے ہی منسٹر مسٹر ڈیلیانیس کی وزارت مستعفی ہو گئی تھی۔ رالیس نے نئی وزارت قائم کی اور اپریل ۱۸۹۷ء کو [illegible] باضابطہ
حلف اُٹھائیں اور یکم مئی کو نئے وزیراعظم (رالیس) نے پارلیمنٹ کے سامنے اپنا پروگرام پیش کیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ فوج کی از سر نو ترتیب و اصلاح کی
جائیگی اور جب تک باعزت صلح پر خاتمہ نہ ہو سکے لڑائی کو جاری رکھا جائیگا۔ مستعفی وزیراعظم نے نئی گورنمنٹ کو اُس کام کے حصول میں [illegible] و بلا شرط
پوری پوری امداد دینے کا یقین دلایا اور بعد ازاں پارلیمنٹ کا اجلاس ملتوی کر دیا گیا ٭
ڈمیٹریس رالیس کا باپ ایک مشہور وکیل تھا۔ اور وہ شاہ اوتھو[1] کے عہد میں کئی مرتبہ وزیر بھی ہوا تھا۔ ڈمیٹریس نے

[1] یہ جرمن کی ریاست بویریا کے شاہی خاندان میں سے تھا۔ اسکا پورا نام آٹو فریڈرک لوڈوگ تھا ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں فوت ہوا ٭

فصل پنجم یونان کا بیڑہ جہازات

بقول جرمن اسٹاف افسر لڑائی کے چھڑ جانے پر یہ عام خیال تھا کہ یونان کو اپنے بیڑہ سے بہت مدد ملیگی۔ اور ہر ایک کو توقع تھی کہ وہ نہ فقط بری فوج کے لئے آمد و رفت کے بڑے بڑے راستوں اور خطوط کے قائم کرنیکا بھی کام دیگا (یعنے اسکی پناہ میں فوج براہ سمندر ایک جگہ سے دوسری جگہ بحفاظت و سہولت پہونچ جایا کریگی۔ اور اسے کمک و سامان پہونچتا رہیگا) بلکہ اپنی بری فوج کو غنیم کے علاقہ پر جابجا بحری فوج اتار کر یورشیں کرتے رہنے۔ ترکی سواحل کے قلعوں پر گولا باری کرنے اور سب سے بڑھ کر مجمع الجزائر کے ترکی جزیروں کی یونانی آبادی کو ترکوں کے برخلاف اکسانے رہنے سے بہت مدد پہونچانیکا باعث ہوگا۔ اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر یونانی بیڑہ کے کماندر مستعد اور قابل ہوتے تو وہ یہ کام بآسانی کرسکتا تھا۔ اوسکے جہازات اور ساز و سامان[1] دونو کاموں کیلئے نہایت مناسب تھے۔ چنانچہ اگر بیڑہ سے بری فوج کے ساتھ ملکر کام لینے کی تجویز قابلیت کے ساتھ کیجاتی اور پھر تجویز پر ہمت و لیاقت سے عمل کیا جاتا تو ممکن تھا کہ یہ شرکت اوس فوقیت کی تلافی کر دیتی جو ترکی فوج کو بلحاظ تعداد یونانی فوج پر حاصل تھی۔ مزید برآں اگر یہ بیڑا غنیم کے خلاف جارحانہ کارروائیاں اور بہادرانہ یورشیں کرنے میں کامیاب ہوجاتا۔ تو اس سے یونانیوں میں زبردست اخلاقی طاقت کا جوش ہونا ثابت ہوجاتا۔

یونانی بیڑہ سرکاری طور پر مصافی بیڑہ اور بیڑا برائے حفاظت ساحل میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اول الذکر میں تین زرہ پوش برجدار جہاز کروزر ہیں۔ دو ٹرانسپورٹ (باربرداری) کے جہاز۔ چار گن بوٹ۔ تارپیڈوں کا گودامی جہاز۔ سو سو سہ گنار بیس ۱۰ اور بارہ تارپیڈو کشتیاں تھیں۔ تینوں زرہ پوش جہاز سب باتوں میں مشابہ ہیں۔ ہر ایک کا وزن[2] ۵۵۰۰ ٹن طول ۱۰۵ میٹر (۱۱۵ گز) دریائی عرض ۱۵ میٹر (پچاس فٹ) اور ہر ایک کے انجنوں کی طاقت ۱۷۰۰۰ گھوڑوں کی ہے۔ جو تمام چرخوں کے ذریعہ جہاز کو ۱۸ ناٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا سکتے ہیں۔ ان پر سطح آب تک ۱۳ انچ دبیز کریپ فولاد کی زرہ چڑھی ہوئی ہے۔ توپ اور برج بھی اتنی ہی دبیز زرہ رکھتے ہیں۔ اور تختہ جہاز یعنے چھت پر دو انچ دبیز فولادی چادر چڑھی ہوئی ہے ہر ایک پر سات ہے دس دس انچ قطر کی تین تین وزنی توپیں دو دو برجوں (دمدموں) کیطرف اور ایک ایک دنبالہ کیطرف علاوہ ان کے ہر ایک پر پانچ پانچ چھ چھ انچ قطر کی دس دس

[1] کل دنیا کو شروع محاربہ میں فاضل مؤرخ کی طرح یہی خیال تھا کہ یونانی بیڑہ خوب آراستہ ہے چنانچہ جب اس نے محاربہ میں کوئی کارنمایاں نہ کیا تو لوگ اس پر سخت متعجب ہوئے تھے مگر جنگ بیڑہ جہازات کے لئے کمانڈر کی سرکاری رپورٹ اور تحقیقات کنندہ کمیشن کے فیصلہ سے جسے بہادری کیلئے مفصل شایع نہیں کیا گیا واضح ہوگیا کہ بیڑہ کی آراستگی کے متعلق دنیا کا خیال غلط تھا۔ کئی جہازوں پر سامان کی ضروری مقدار بھی موجود نہ تھی۔ اور متواتر تاکید کے باوجود گولہ بارود کمپنیوں سے موصول نہ ہوسکے۔ مترجم

[2] جہاز کے وزن سے یہ مراد ہے کہ وہ کل مقدار وزن اٹھا سکیگی۔ جسمیں خود اس کا ذاتی وزن بھی شامل ہوتا ہے فایدت رکھتا ہے

۹.۲ انچ قطر کی جلد چلنے والی توپیں اور سولہ سولہ مشین (کلدار) توپیں مزید برآں ہر ایک کے ساتھ تارپیڈو چلانے کی تین تین نالیاں ہیں۔ یہ تینوں فولاد سے بنے ہوئے ہیں۔ دو ۱۸۹۹ء میں اور تیسرا ۱۹۰۱ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا۔

بیڑہ کے اس حصہ کے باقی جہاز بلا زرہ ہیں۔ اور انکے تختے بھی بلا چادر ہیں۔ کروزر ہیا لیس پر چار ۶ انچ قطر کی لمبی کرپ توپیں۔ چار ہلکی اور دو کلدار توپیں نصب ہیں۔ مزید برآں دو چھوٹی چھوٹی تارپیڈو کشتیاں بھی اس پر موجود رہتی ہیں یہ جہاز ۱۸۹۸ء میں اتارا گیا تھا۔ وزن ۱۷۷۰ ٹن رفتارہ ۱۸ ناٹ (میل) اور انجنوں کی طاقت ۲۲ سو گھوڑوں کی ہے چار دل گن بوٹوں میں سے ہر ایک پر ۴ انچ کی ایک ایک کرپ توپ اور تارپیڈو گوداماں جہاز پر دو کروپ توپیں ہیں تارپیڈو کشتیوں پر صرف کلدار توپیں ہیں۔ ان کی رفتار فی گھنٹہ ۲۰ میل ہے۔ مگر چونکہ وہ ۱۸۸۱ء اور ۱۸۸۵ء میں بنی تھیں اب وہ جدید ترین ساخت کی نہیں رہیں

محافظ ساحل بیڑہ میں سب سے زبردست جہاز آہن پوش گن بوٹ یا سلیس جار جیس ہے۔ اس کا طول ۲۴۵ فیٹ عرض ۳۰ فیٹ وزن ۱۴۰۰ ٹن۔ رفتار ۱۲ میل فی گھنٹہ ہے وہ کم از کم ۱۴ فیٹ گہرے پانی میں چل سکتا ہے اور گو حفاظت ساحل کے لئے خاص کیا گیا ہے۔ مگر کھلے سمندر میں دور دراز مسافت طے کر سکتا ہے۔ اس پر دو کرپ توپیں ۱۲ سنٹی میٹر (۸۔۴ انچ) قطر کی اور چار مشینی توپیں نصب ہیں۔ اس کی عمر ۲۵ برس کی ہے لیکن پھر بھی کار آمد تصور ہو سکتا ہے۔ اس سے کمتر درجہ کی جہاز بلا زرہ گن بوٹ موسومہ آسور اکیا اور اکسا تیون ہیں۔ انمیں سے ہر ایک پر ایک ایک ۱۰ انچ قطر کی کرپ توپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں اول الذکر ۱۸۸۶ء میں اور دوسرا ۱۸۸۷ء میں اتارا گیا تھا اور وہی رفتار رکھتے ہیں جو ایسے پرانے زرہ پوش گن بوٹوں کی ہے علاوہ اس بیڑہ میں تین چھوٹی چھوٹی سرنگ لگانیوالے جہاز موسومہ اگیا ایا۔ موئم واسیا۔ اور ناپاک نتا ہیں جو اس کام کیلئے ہیں جو انکے نام سے ظاہر ہوتا ہے ۱۸۸۶ء میں اتارے گئے تھے۔ مزید برآں چھ اول درجہ کی۔ دو دو دوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں۔ اور دو نارڈن فلٹ کی قسم زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں۔

کاروٹ قسم کا جہاز موسومہ ہیلاس۔ کہنہ آہن پوش کاروٹ اولگا۔ ایک چوبی جہاز ۱۸۷۹ء کی ساخت۔ اور ایک چھوٹا سا دو مستولی بادبانی جہاز تعلیمی جہاز ہیں ہیلاس پر افسروں کی جماعت کے طلباء کو علمی تعلیم دیجاتی ہے اس پر دو چھ انچ کی کرپ توپیں۔ ایک جلد چلنے والی اور دو مشینی توپیں ہیں۔ متذکرہ صدر جہازوں کے علاوہ بارہ گن بوٹ اور شاہی کشتی موسومہ امفی ٹرائٹ تفریحی کاموں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں ان میں سے سات گن بوٹ ۱۸۸۴ء کی ساخت ہیں اور بنا بریں انکو ایک حد تک تازہ اور نئی ساخت کی کہا جا سکتا ہے انکے نام ایشلوس۔ الفیوس۔ یورو ٹوس۔ پی نیوس۔ کرتینا کگلی اور ایبودن ہیں۔ یہ سب فولادی ہیں۔ اور ہر ایک پر دو دو ساڑھے تین انچ کی کرپ اور دو دو مشینی توپیں ہیں۔ رفتار انکی دس میل تک ہے۔ باقی ماندہ پانچوں خفیف التفیفت کہنہ گن بوٹ ہیں۔ دو ۱۸۵۸ء سے پیشتر کی ساخت ہیں۔ کیسا کاگلی اور ایبودن صرف ۸۶ ۔ ۸۶ ٹن کی ڈونگیاں ہیں۔

فصل ششم ٹرکی کا نظام فوجی

۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم کے بعد (بقول افسر مذکور) ترکی کی مدافعانہ طاقت کو عموماً اوسکی واقعی مقدار و منزلت سے بہت گھٹا کر بیان اور قیاس کیا گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ جنگ مذکور سے کچھ عرصہ بعد سلطنت کے اندرونی حصص میں مختلف جگہوں میں بغاوت برپا ہو جانے پر جب زبردست فوجی جمعیت کو فراہم کرنا ضروری ہوگیا۔ تو ترکی فوج کی کمزوری از حد ہویدا ہو گئی مزید براں طریقہ اجتماع سپاہ بھی کئی اہم معاملات میں نہایت ناقص ثابت ہوا۔ اور جب سریع اجتماع کی ضرورت پڑی تو یہ طریقہ بالکل نکما ہو گیا اور کچھ کام نہ دے سکا۔ تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ترکی میں قوت مدافعت اور طاقت قیام کی ہمیشہ اسقدر مقدار موجود رہی ہے کہ اوسکے ذریعہ سے وہ نہ صرف اندرونی بلکہ بیرونی تصادم و صدمات کی مقاومت کر سکتی ہے۔ علاوہ بریں اس قوت و طاقت نے ثابت کر دیا ہے کہ جب کبھی قوم و ملت کے وجود کیلئے خطرہ حادث ہو جائے۔ تو وہ بلا استثناء ہر ایک موقعہ پر غیر مترقبہ جوہر مردانگی دکھانے اور خلاف توقع کوشش کرنے کی قابلیت رکھتی ہے ۔

موجودہ ترکی نظام فوجی کی بنیاد عام جبریہ خدمت کی بنیاد پر قائم ہے۔ مگر عملی طور پر نفس الامر میں اس قاعدہ کو ایسے ادھورے طریق سے عمل میں لایا جاتا ہے کہ اس سے نہایت اہم بے ترتیبیاں اور بد انتظامیاں منتج ہوتی ہیں۔ قانوناً صرف مسلمان ہتھیار باندھ سکتے ہیں اور بنا بریں سلطنت کی غیر مسلم کثیر التعداد آبادی فوجی خدمت سے مستثنےٰ ہو گئی ہوئی ہے مگر اس بارہ میں قانون بھی مجبور ہے۔ مذہب اسلام دیگر مذاہب کے معتقدوں کو ہتھیار باندھنے کا استحقاق نہیں دیتا[۹۵]۔ علاوہ بریں کنسکرپٹوں (یعنے جبریہ خدمت عائد شدگاں) کو بھرتی کرنے وقت ان میں سے اسقدر کو خدمت سے معاف کر دیا جاتا ہے کہ اس سے یہی نہیں کہ عام آزردگی ناراضی اور بیدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ بلکہ بھرتی شدگاں کے قبائل کیلئے معاش کی دقت اور بے اوقات مشکل ہو جاتی ہے کیونکہ بحالات موجودہ جبریہ خدمت کا بوجھ تقریباً کلہم میدانی دیہات کے رہنے والوں پر پڑتا ہے جس کا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے۔ کہ مضبوط اور قابلترین نوجوان زراعت و کشتکاری سے ہٹائے جا کر فوج میں لے لئے جاتے ہیں[۹۶]

---

۹۵ میں اس موقعہ پر مذہباً جواز یا ناجواز کے مسئلہ پر بحث نہیں کر سکتا۔ مگر اس بیان سے اختلاف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ قانوناً عیسائی یا غیر مسلم بالجبر مستثنےٰ نہیں رکھے گئے۔ ہاں فوجی خدمت ان پر لازمی نہیں کی گئی لیکن فرمان گلخانہ اور خط ہمایوں کی رو سے عیسائی اگر چاہیں تو فوج میں داخل ہو سکتے ہیں مگر ان کا بخوبی پتہ شاید حب وطن اس قدر غالب نہیں کہ وہ اپنی ذاتی آرام اور دولت کمانے کے پیشوں کو چھوڑ کر سپاہ گری اختیار کریں۔ فوجی خدمت کا بوجھ صرف اکیلے مسلمانوں کو اٹھانے سے بیشک اونکی ذاتی آرام و آسائش ثروت و ترقی نسل کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے اور اسی وجہ سے صنعت و حرفت اور زراعت وغیرہ میں جو ملکی اور ذاتی خوشحالی و تمول کا سبب اور ذریعہ ہیں جیسا کہ چاہئے مصروف نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ طریقہ کچھ نہایت اہم فوائد سے خالی نہیں ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ قوم سے سپہگری کا مادہ مفقود نہیں ہو سکا اور ان کی جفاکشی صبر و تحمل اور حب الوطنی میں کوئی فرق نہیں آ سکا اور یہ انہی اوصاف کی بدولت ہے کہ چند در چند زبردست اور مہیب اعدا کے حملوں کے سیلاب کے زور کو شکستہ کر کے باوجود ترکی کا وجود دنیا سے ناپید نہیں ہوا۔ میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں اور نیز حالت موجودہ پر تاریخ خاندان عثمانیہ کی دوسری جلد میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔ شائقین سے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ مترجم

۹۶ سلطان عبدالحمید نے پہلے مسلمانوں کیلئے جو فوجی خدمت ایک طرح سے اختیاری تھی

ترک طبیعت لوگوں سے زیادہ کیجاتی ہے۔ انکی جسمانی بناوٹ اور ساخت نہایت عمدہ ہے۔ وہ مضبوط توانا سادگی پسند، اور عملی خانگی تربیت و معاشرت اور ہدایت نے انکو تابعداری کرنے پرہیزگاری نفس کشی اور سخت اتقا کا معتاد بنادیا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ ماہر ہاتھوں (یعنے قابل افسروں کی ماتحتی و نگرانی میں) نہایت خوفناک ہتھیار بننے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مذہب جو ترکی سپاہی کی معاشرت اور یومیہ زندگی میں اہم جزو ہے۔ وصف تابعداری اور نظام و ترتیب کو پیدا اور مضبوط کرنیکے لئے نہایت زبردست ذریعہ ہے۔ سپاہ دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں جمع ہوتی ہے۔ ڈیوٹی سے غیر حاضر ہونے ایام رخصت کے بعد سے زیادہ عرصہ گھر ٹھہرے رہنے کی خطا سی درگذر ہو جائے تو ہو جائے۔ لیکن نماز سے غیر حاضر ہونے کی خطا کبھی معاف نہیں ہوتی اور بڑی سختی سے سزا دیجاتی ہے۔ مذہبی احکام کی ہر جگہ بڑی تقید سے تعمیل کرائی جاتی ہے۔ مگر ناظرین اس سخت مذہبی پابندی سے ترکوں کا مذہبی لحاظ سے متعصب ہونا قیاس نہ کریں۔ اس پابندی اور تعصب میں ہزاروں کوس کا فرق ہے۔

لفٹنٹ جنرل وان ڈرگولز پاشا جو ترکی نظام فوجی کے جزو وکل سے بخوبی واقف ہیں۔ اور جو جنگ و امن دونوں زمانوں میں ترک افسروں اور سپاہیوں کو اوضاع و اطوار اور عادات و کیریکٹر کو بڑے غور سے پرکھتا رہا ہے۔ اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ زمانہ حال کی شکستوں کے باوجود ترکی فوج پر مایوسی اور پژمردہ دلی مستولی نہیں ہوسکی۔ وہ اپنی سابقہ فتوحات کو نہیں بھولی۔ ان کی یاد دلوں میں ابتک تازہ ہے۔ جو اس کے حوصلوں اور امنگوں کو بڑھائے رکھتی ہے۔ غریب سے غریب اور محتاج سے محتاج ترک بھی محسوس کرتا ہے کہ وہ مختلف الانواع قوموں کی مجمع بے تمیزی پر حکومت کرنیوالی قوم کا فرد ہے اور ان محکوم قوموں پر بے انتہا فوقیت رکھتا ہے۔ فیلڈ مارشل مولکی نے بالکل درست کہا ہے کہ کسی ترک سے دریافت کرو اسی اس امر کی اعتراف سے ذرہ بھر تامل نہ ہوگا۔ کہ علم و ہنر دولت و ثروت سطافت و قوت ہمت و اولوالعزمی میں یورپین اس کی ابنائی وطن سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ مگر اس اعتراف کے باوجود اس کے دل میں کبھی اس بات کا وہم و گمان تک نہ گزریگا۔ کہ اسقدر خوبیاں رکھنے کے باوصف بھی کوئی فرنگی کسی مسلمان کے برابر ہوسکتا ہے۔"

یہ درست ہے کہ ایسا گمان بسا اوقات خود رائی کا نامناسب اور مضر وصف پیدا کرنیکا موجب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ مسلم امر ہے کہ اگر سپاہی کو اپنی ذات پر ایسا گمان ہو تو اس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں۔ اگر سپاہی کے دل میں یہ پختہ یقین جما ہوا ہو۔ کہ وہ ایک برگزیدہ و مقبول قوم کا فرد اور نائب ہے۔ تو اس سے اس میں خود بخود یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ میرا سب سے اول یہ فرض ہے۔ کہ اپنے آپ کو بلند قومی منصب و افتخار کے قابل ثابت کروں

ترکی سپاہی کو اپنی ابتدائی خانگی تربیت اور طرز معاشرت سے جو تعلیم و تربیت اور پابندی کی قابل ہونے میں بہت مدد ملتی ہے اس تربیت و معاشرت کی یکرنگی ہی بجائی خود نہایت مفید چیز ہے۔ غریب سے غریب دہقان یا گلہ رمنہ کی بچہ کو بھی ویسی ہی احتیاط

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس سلطان نے اسوا لکھ لئے لازمی کرکے معافی کا معاوضہ تقریباً ایک ہزار روپیہ مقرر کردیا۔ سلطان حال نے فقد معاوضہ کی قاعدہ کو بالکل منسوخ کردیا۔ قسطنطنیہ کے مسلمان سلطان محمد فاتح کی وقت سے [illegible] چلے آتے تھے۔ اب ان کیلئے بھی اس خدمت کو لازمی کر دیا گیا۔ [illegible]

اور التزام کے ساتھ آداب مجلس اور اخلاق معاشرت سکہائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ امراء اور متمولین کی اولاد کو۔ اس غریب کے بیٹے کو بھی بعینہٖ وہی آداب بجا لانے کی نقرات۔ دوسرے کو مخاطب کرنیکے وہی طریقے۔ خیریت و مزاج پرسی وغیرہ کے متعلق رسمی و روایتی سوالات کی وہی جواب۔ والدین کے آنے پر مودبانہ کھڑے ہو جانے یا جبتک کہ مخاطب نہ کریں مجلس میں خاموش بیٹھے رہنے وغیرہ وغیرہ قسم کے وہی عادات اور چہرہ پر وجاہت و خودداری اور وقار کے بشرہ کو قائم رکھنے اور اس پر کسیطرح کی کوئی علامت تلون و دہشت وغیرہ کی ظاہر نہ ہونے دینے کی وہی عادت سکھائی جاتی ہے جو کہ ایک امیر کے فرزند کو۔

اسطرح سے بڑوں اور حاکموں کا ادب اور بزرگوں اور حکام کی تابعداری کرنا کہ ادب کرنیوالا اپنی خودداری ذاتی وجاہت اور مساوات کے احساس کو بھی ہاتھ سے نہ دے رہا ہو۔ اور یہ بات جو ترکوں میں پائی جاتی ہے۔ ایسی خوبیاں ہیں کہ جسنے بھی جمہور اور انام کو آپس میں متحد و متفق کرنے کے کام میں بہت مدد ملتی ہے۔ اور یہ اتحاد مختلف المذہب والقوم اقوام کے مجمع میں جنسے ترک گھرے ہوئے ہیں بالکل الگ تھلگ اور منفرد ہونیکے احساس سے ہی خوب مضبوط و مستحکم ہو گیا ہے۔

ترکوں میں یہ قابلیت ہی نہیں۔ کہ وہ دیگر ممالک میں اجنبی حکومت کے ماتحت ہمیشہ کیلئے زندگی بسر کر سکیں۔ اگر کسی ترک کو یہ صورت پیش آ جائے تو وہ خود بخود اپنی طبیعت و تربیت سے مجبور ہو کر اپنے ابائی وطن اور رفقا کی طرف کھچا چلا آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترکی سے جو صوبے آزاد یا الگ ہوئی ہیں گو اکثر صورتوں میں اس تغیر حکومت سے ذاتی خوشحالی اور تمول کو بڑھانے میں بہت آسانیاں ہو جاتی ہیں مسلمان وہاں سے بتدریج مہاجرت کر جاتے ہیں۔ اب تک صرف ایک روسی حکومت اپنی نئی مسلمان رعایا کو حالات متغیرہ پر رضامند بنانے اور اپنے وطن مالوف سے وابستہ رکھنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ یا اب کچھ عرصہ سے آسٹریا کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ جس کو بوسنیا میں ایسی ہی کامیابی ہوئی ہے۔[1]

بالآخر ترکی کے متعلق بحث کرتے وقت اس بے انتہا اقتدار کو بھی بالالتزام مدنظر رکھنا واجب ہے۔ جو اور اسباب یا بادشاہ کی ذات تو الگ رہی محض اسکے نام کو ہی اپنی رعایا پر حاصل ہے حکمران بادشاہ بحیثیت فرمانروا خواہ ہر دلعزیز ہو یا نہ ہو۔ ہر حالت میں اس کے احکام مسلمانوں کی نظروں میں قانون بلکہ احکام قضا و قدر کے برابر ہوتے ہیں۔ وہ احکام ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں۔ سلطان ایسی طاقت ہیں جسکی کوئی مزاحمت اور جسکے برخلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکتی۔ جب سلطان کسی معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کر دیں تو پھر تمام بحث مباحثہ ختم ہو جاتا ہے اور اسکی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کو خانگی معاشرت تک میں دخل حاصل ہے۔ اور روزہ ورزہ سے معاملوں میں کامل اثر رکھتی ہے یعنی عام معاشرت کے متعلق جس امر کو سلطان ناپسند کریں اس سے گھروں کی محفوظ چار دیواری اور حرم کے اندر بھی بالعموم اجتناب

[1] اس کی تصدیق ایک حال کے ہی واقعے سے بخوبی ہو رہی ہے۔ دسمبر گذشتہ میں سلطان معظم جب قیصر و قیصرہ جرمنی کو وداع کر کے محل سلطانی کو واپس جا رہے تھے تو رعایا نے جو سڑکوں کے دونوں طرف اور مکانوں کی چھتوں پر پا بجوش کھڑی تھی خوشی کے نعرے مارنے اور تالیاں پیٹنی شروع کیں۔ آخر الذکر حرکت کو جلالتمآب نے اسلامی آداب کی شان سے بعید تصور کیا۔ اور غازی عثمان پاشا سے جو ہمرکاب بیٹھے تھے۔ اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ غازی موصوف نے اردلی کے ایک بہادر کو بلا کر یہ امر بتا دیا۔ اور چند لمحوں میں منشاء سلطانی سے کل حاضرین کو اطلاع ہو گئی۔ اور پھر کسی نے تالی نہ بجائی۔ مترجم

[illegible] اس قول و قیاس کی [illegible] صوبجات [illegible] سلطان سلطنت

کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں بانظیر۔ صفت ضبط نفس کے ساتھ راضی برضا رہنے کی صفت بھی بالاستحکام راسخ ہو چلی ہوتا ہے۔ مسلمان خوشنودی ایزدی یا بالفاظ دیگر نوشتہ قسمت پر فی الفور راضی و شاکر ہو جاتا ہے۔ ان اوصاف کے علاوہ بقول گولز پاشا ترکی سپاہی کے سب سے بڑی اور نہایت کارآمد اوصاف یہ ہیں۔ کہ وہ سادگی اور اعتدال پسند اور سلامت رو ہے۔ قوم کے نوجوانوں میں مے نوشی کی برائی بالکل عنقا ہے۔ اور عشرت پسندی کے لوازمات جو یورپ کے نوجوانوں کے حصہ کثیر کی عمریں برباد کرنے کا باعث ہو رہی ہیں تقریباً مفقود ہیں۔ فوج میں داخل ہونیکے وقت تک ترکی سپاہیوں کی طرز معاشرت سادہ اور صحت بخش ہوتی ہے اور گو انکی بسر اوقات ہمیشہ مفلسانہ ہوتی ہے۔ مگر یہ افلاس ویسا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نہایت گنجان آبادی رکھنے والی مغربی یورپ کی اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اور جس کی بدولت وہاں کے اکثر رہنے والے چھوٹی عمر میں ہی فکر معیشت اور دقت معاش کی وجہ سے ضعیف اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ ترک کی کمر محنت و مشقت سے جیسا کہ ہمارے صنعتی شہروں کے باشندوں کا حال ہے قبل از وقت خم نہیں ہو جاتی اور وہ نسبتاً بہت ہی زیادہ عمر تک ہتھیار باندھنے اور میدان کارزار میں شریک ہونیکے قابل رہتا ہے۔ فوج میں زیادہ تر وہ لوگ داخل کئے جاتے ہیں جنکا آبائی پیشہ دہقانی شبانی اور صید و شکار چلا آتا ہے۔ طبقہ صناع و کاریگر میں سے شاذ ہی کوئی شخص عساکر عثمانیہ میں دکھائی دیتا ہے۔ اکثر سپاہی اوائل عمر سے اسلحہ کے استعمال سے مانوس ہوتے ہیں۔ اور فوجی خدمت کے زمانہ میں انکو عموماً اسی طرز معاشرت اور طریق بسر اوقات کا اعادہ و تکرار کرنا پڑتا ہے جس سے وہ اپنی خانہ بدوش طرز زندگی یا سفر و سیاحت کی بدولت پہلے ہی سے مانوس ہوتے ہیں۔ نئے رنگروٹ کو باقاعدہ سپاہ میں داخل ہونیکے قابل بنانیکے لئے بہت کم مشق و قواعد و تربیت کی ضرورت پڑتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ترکی صیغہ جنگ بالکل خام رنگروٹوں کو شروع ہی سے تربیت یافتہ اور قواعد دان سپاہیوں کی پلٹنوں میں داخل کر دینے سے کبھی نہیں جھجکتا۔ فن حرب کی اصطلاحات کے متعلق جن تھوڑی سی باتوں کے سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں نئے رنگروٹ چند دنوں میں کہن خدمت رفقاء سے خود بخود سیکھ لیتے ہیں۔

جو رنگروٹ فوج نظام (یا کارکن فوج) کے ساتھ کام دینے کیلئے طلب کئے جاتے ہیں انکو دو صنفوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ایک صنف کے لوگ تین برس فوج نظام میں۔ تین برس ریزرو (احتیاط) میں۔ آٹھ برس لینڈویر (ردیف) میں اور چھ برس لینڈسٹرم (مستحفظ) میں کام دیتے ہیں۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد ۵۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ دوسری صنف کے رنگروٹ پانچ سے لیکر نو مہینوں تک نظام میں رکھے جاتے ہیں۔ بعد ازاں انہیں اس شرط پر گھروں کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ کہ جب ضرورت ہو وہ کارکن فوج میں شامل ہونیکے لئے بلائے جائینگے۔ ایسے رنگروٹوں کی سالانہ تعداد بیس ہزار مقرر ہے۔ ان اعداد سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہر سال تقریباً ۷۰ ہزار آدمیوں کو فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے مگر چونکہ سب کو یکساں میعاد کیلئے خدمت نہیں دینی پڑتی۔ اسلئے تقوم خدمت

ـــــــــــــــ

سلہ چند مہینے ہوئے دمشق میں ایک ترک سوا سو برس سے زیادہ عمر کا ہو کر فوت ہوا۔ اس نے تقریباً ستر برس تک کی فوجی خدمت کی تھی۔ ایسی مثالیں ترکوں میں شاذ نہیں ہیں۔ بلکہ بکثرت پائی جاتی ہیں۔ مترجم و مولف سلہ سلطنت عثمانیہ میں ہر سال ایک لاکھ بیس ہزار نوجوانوں پر استثناء خانہ بقدر نباہ کی خدمت لازمی ہوتی ہے۔ ان میں سے تقریباً ۲۰ ہزار جسمانی کمزوری یا نا قابلیت کی وجہ سے معاف کر دئے جاتے ہیں۔ بیس ہزار اس لئے (تلفیص ۱۲۹۰)

کی قابلیت بھی سب میں یکساں مقدار و انداز کی پیدا نہیں ہوتی۔ انکی علاوہ سنتو جیاں خدمت اشخاص کی ایک اور بھی جماعت ہے جسمیں تیس ہزار آدمی ہیں جو صرف ۱۵۰ انوار و نکو مشق و قواعد سیکھتے ہیں۔ جرمنی میں بھی پہلے ایک اسی طرح کی جماعت تھی۔ اس صنف کے اشخاص صرف بھرتی بگی کام میں مدد دینے کے لئے گھروں سے بلائے جاتے ہیں۔

زمانہ امن میں ترکی فوج کی جمعیت دہائیاں اور سپیکٹری چھوڑکر سوا دو لاکھ اندازہ کیجا سکتی ہے۔ ریزرو سپاہ کی اور اجتماع افواج سے یہ تعداد تین لاکھ اسی ہزار ہو جاتی ہے۔ وہ ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی، جو گوداموں، فوجی چھاونیوں اور چوکیوں میں پیچھے رہینگے۔ انسے ماسوا ہونگے۔

لینڈ ٹہر (ردیف) کی چھ لاکھ اشخاص میں سے ابھی تک صرف دو لاکھ اسی ہزار کو اور لینڈ سٹرم (مستحفظ) کے تین لاکھ میں سے صرف ایک لاکھ اسی ہزار کو قواعد وغیرہ سکھائی جاتی ہے۔ اس حساب سے زمانہ جنگ فوج کی انتہائی جمعیت کا اندازہ ۸ لاکھ کیا جاسکتا ہے۔

سلطنت عثمانیہ چھ جنگی اضلاع میں منقسم ہے۔ زمانہ امن ہر ایک میں کارکن فوج کا ایک ایک آرمی کور رہتا ہے۔ زمانہ جنگ اس کے علاوہ ہر ایک ضلع لینڈ ویر افواج دو دو اور لینڈ سٹرم سپاہ کا ایک ایک آرمی کور بہم پہونچاتا ہے۔

کارکن فوج میں سر دست رائفل برادرونکی ۱۵ پلٹنیں، دو دو پلٹنونکی دو دو رجمنٹیں نو العونی طرز کی۔ چار چار پلٹنوں کی ۱۴۳ اور تین تین پلٹنونکی تین انفنٹری رجمنٹیں اور علاوہ برین سترہ پلٹنیں (جو کسی آرمی کور میں شامل نہیں) یعنی جملہ ۲۹۷ پلٹنیں ہیں۔ دوسری اور تیسری آرمی کوروں کی پلٹنوں کی نام نہاد جمعیت آٹھ آٹھ سو آدمیوں کی۔ اور باقی ماندہ آرمی کوروں اور ڈیژنوں کی پلٹنوں کی بارہ بارہ سو آدمیوں کی ہے۔ مگر فی الحقیقت اس قدر آدمی کبھی نہیں ہوتی۔ تعداد مقررہ سے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بری ہو جاتی ہیں کہ کل خاندان کے گذارہ کا دارومدار انہیں پر ہوتا ہے۔ چالیس پچاس ہزار اول کنٹنجنٹ یعنی فوج نظام میں پوری مدت کیلئے لئی جاتی ہیں اور بیس پچیس ہزار دوم کنٹنجنٹ ہیں یعنی انکو ایک دو ماہ قواعد سکھاکر شروع ہی سے فوج ریزرو میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ محاربہ یونان شروع ہونے پر ایک معتبر فرینچ اخبار نے ترکی فوج کی جمعیت حسب ذیل لکھی ہے۔ فوج نظام پانچ لاکھ تیس ہزار ہے جنمیں سے اڑہائی لاکھ پورے قواعد داں اور تربیت یافتہ ایک لاکھ تین ہزار نیم تربیت یافتہ اور ڈیڑھ لاکھ کم یا مطلقاً غیر تربیت یافتہ ہیں۔ فوج ردیف چھ لاکھ ہے جنمیں سے دو لاکھ اسی ہزار پورے قواعد داں اور باقیماندہ نیم یا مطلقاً غیر قواعد داں۔ فوج مستحفظ جسمیں سے نصف پوری قواعد داں ہیں تین لاکھ ۹۰ ہزار۔ میزان کل ۱۴ لاکھ نو ہزار جنمیں سے سات لاکھ ۱۰ ہزار پوری قواعد داں ایک لاکھ تیس ہزار کسیقدر کم قواعد داں اور چھ لاکھ پچاس ہزار نیم یا غیر قواعد داں۔ ترکی سپاہی کے اوصاف ایسے مشہور نہیں کہ انکی زیادہ تشریح کی ضرورت ہو۔ یہ درست ہے کہ ترکی طاقت اسوقت ایسی نہیں جیسی کہ بیس برس گذشتہ کو تھی اور جنگ کے رگ و ریشہ یعنی روپیہ کی بھی کمی ہے لیکن اسکو یاد رکھنا چاہئے کہ یورپ میں کسی جنگ عظیم کے برپا ہونے پر ترکی تلوار اسوقت بھی دول یورپ کی مساوات کو قائم رکھنے میں بہت بڑا اثر دکھیگی۔ ۱۸۹۵ء تعداد پیدل فوج پلٹنونکی ہے۔ اب یہیں و حجاز کے باشندوں و خانہ بدوش قبائل پر بھی فوجی خدمت لازمی ہو گئی ہے یا ہونیوالی ہے۔ مزید توضیح کیلئے دیکھو کتاب ہلال عیدیہ کلمۃ الحق دفع الاسلام۔ حال انتخاب ذی کارکن اور احتیاطیہ فوج پیدل میں چند ملاحوں ۸۰ پلٹنوں کے نام اضافہ کا حکم دیا تھا جسکی تعمیل ہو چکی ہے

جمعیت کچھ کم ہی رہتی ہے - کیولری ساڑھے چار سو گھوڑوں کی ۹۰۰ رجمنٹوں پر مشتمل ہے - آرٹلری فوج (توپخانہ) میں پانچ ڈویژن ایسی توپخانہ کے اور تین ڈویژن (جو ۲۰۰ رجمنٹوں پر منقسم ہیں) میدانی اور کوہی توپخانہ کے ہیں - اور کل ڈویژنوں میں چھ چھ توپوں کی پندرہ ایسی ۹۹ امیدانی اور ۱۸ کوہی باتریاں ہیں - قلاعی توپخانہ میں چار چار اور تین تین بلٹنوں کی ۵ رجمنٹیں ہیں دستۂ انجنیراں میں چار میدانی بلٹنیں تین کمپنیاں - غرقابی اور چار کمپنیاں قلاعی پاونیروں (بیلدار سپاہیوں) کی ہیں - متذکرہ صدر افواج کے علاوہ ایک ڈویژن قطار (بار برداری) کا اور چار بلٹنیں سبگری یعنی توپخانہ متعلق بہ سلح خانہ کی ہیں یہ کل افواج آرمی کوروں میں مرتب ہیں جنکی صدر مقام نمبروار قسطنطنیہ - ایڈریانوپل - مناسطر - ارض روم - دمشق بغداد اور یمن میں ہیں - الاحسا - طرابلس الغرب اور کریٹ ہیں - ایک ایک ڈویژن الگ رہتا ہے جو کسی آرمی کور کے تابع نہیں پہلے چھ آرمی کوروں میں سے ہر ایک میں دو انفنٹری ڈویژن تین تین برگیڈوں کا ایک ایک کیولری ڈویژن - اور دو دو رجمنٹوں کے تین آرٹلری برگیڈ جو تین تین باتریوں کے دو ڈویژنوں اور ایک ایسی ڈویژن پر مشتمل ہیں - ایک ایک بلٹن انجنیروں کی اور تین تین رسالہ قطاری ڈویژن کے ہیں - ایک انفنٹری ڈویژن میں ایک بلٹن رائفل برداروں کی علاوہ دو برگیڈ اور ہر برگیڈ میں دو سے لیکر تین تک رجمنٹیں ہوتی ہیں - ساتویں آرمی کور میں فوج سواراں اور توپخانہ نسبتاً بہت کم ہے - چونکہ چوتھے آرمی کور کی نظام سپاہ کی فوج سواراں ایک کامل کیولری ڈویژن بنانے کے لئے کافی نہ تھی - کور مذکور کے ضلع میں ایک قسم کی ملیشیا کیولری وہاں کے کرد قبائل کی امداد سے عساکر حمیدیہ کے نام سے تیار کی گئی ہے - جس میں چھ چھ سو سواروں کی چھ رجمنٹیں بنائی جاتی ہیں -

جب کل اقسام کی فراہمی کا حکم صادر ہو تو پہلے چھ کوروں (آرمی کوروں) میں سے ہر ایک فوج ردیف کے چار ڈویژن بہم پہنچاتا جنکے لئے ضروری سٹاف زمانہ امن میں بھی قائم رکھا جاتا ہے - اور کارکن فوج سے ان ردیفی ڈویژنوں کے لئے کیولری اور آرٹلری بہم پہنچا دیجاتی ہے - ہر ڈویژن کو کیولری کے علاوہ ایک ایک آرٹلری رجمنٹ مل جاتی ہے - ردیفی بلٹنوں کی جمعیت چھ سو سے لیکر ایک ہزار آدمیوں تک کی ہوتی ہے - فوج مستحفظ چھ سو سے لیکر ایکہزار تک آدمیوں کی جمعیت رکھنے والی بلٹنوں میں منقسم ہے اس فوج کے آدمیوں سے (زمانہ جنگ) قلعہ داری اور چھاؤنیوں وغیرہ کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے ترکی فوج پیدل بارٹیمی ہنری

ملہ گو یہ مقام چوتھی آرمی کور ہی نہیں بلکہ کل سلطنت میں سب سے زیادہ فوجی اہمیت رکھتا ہے لیکن وہ صدر مقام نہیں چونکہ کور کا صدر مقام قصبہ ارزنگیان میں ہے مترجم ۲ افسوس یہ کتاب لکھے جانیکے چند ماہ بعد یہ جزیرہ ٹرکی کے فوجی قبضہ سے بالکل آزاد ہو گیا ہے اور ڈویژن چھوٹ اب اس میں ایک کمپنی بھی ترکی فوج کی مقیم نہیں ۱۸۹۸ع کی آخری سہ ماہی میں ترکی افواج نے جزیرہ مذکور کو تقریباً بالکل خالی دیا جو زیادہ تر مقدونیہ اور البانیہ کو بھیجی گئی مترجم ۳ ایک واقفکار اور با خبر مصری اخبار کا بیان کرتا ہے کہ چونکہ یہ اضلاع جنگی اضلاع ہیں دو لاکھ سے زیادہ سوار عساکر حمیدیہ میں داخل ہو چکے ہیں - طرابلس الغرب میں بھی جہاں دو سو برس سے تقریباً کل آبادی حفاظت ملک و ملت کیلئے مسلح کی جا رہی ہے اور رضا مرداں بنائی جا رہی ہے چند مہینے سے عساکر حمیدیہ کی بنا قائم کر دی گئی ہے اور اب تک (مارچ ۱۸۹۹ع) تقریباً چار ہزار سوار تیار ہو چکے ہیں

رائفلوں سے مسلح ہے۔ جنگ روم و روس میں اُس کے پاس یہی رائفل تھی۔ نشانہ درستی اور آتشبازی کی سرعت دونوں باتوں کے لحاظ سے یہ ہتھیار نہایت ہی کارآمد اور قابل تعریف ہے۔ موجودہ صدی کے آٹھویں عشرہ کے ختم ہونے کے قریب ترکی گورنمنٹ نے آٹھ کارتوسوں کا میگزین رکھنے والی ماسر رائفل سے اپنی فوج کو مسلح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور پانچ لاکھ رائفلوں کی خریداری کا حکم نافذ ہو گیا۔ مگر ۱۸۹۰ء میں جب دیگر تمام یورپین سلطنتوں نے چھوٹی نالی کی رائفلوں کا استعمال شروع کیا۔ تو ترکوں نے بھی اُسی قسم کی رائفلوں کو پسند کر کے دو لاکھ کی خریداری کا حکم دیدیا۔ یہ رائفل جسے ترکوں نے اختیار کیا ہے۔ بلجیم فوج کی رائفلوں سے بہت ہی مشابہ ہے۔ اور اکثر باتوں میں آسٹریا کی فوج کی مان لیشر رائفل سے ملتی جلتی ہے۔ آخرالذکر رائفل ترکی سپاہیوں کے لئے نہایت مناسب ہے۔ کیونکہ اُس کے استعمال میں کسی زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں اور دیرپا بھی اچھی ہے ✦

چھوٹی نالی کی رائفل کی خریداری سے پہلے پانچ لاکھ رائفلیں اور اُن کے کارتوس قسطنطنیہ میں موصول ہو چکے تھے۔ اور عنقریب اُن کی تقسیم شروع ہونیوالی تھی۔ مگر جدید رائفل کی وجہ سے انکی تقسیم ملتوی کر دی گئی۔ یہ رائفلیں ابتک میگزینوں میں بند ہیں۔ اور تاحال صرف ایک ایک دو دو کمپنیوں کو تقسیم کیگئی ہیں ✦

توپخانہ کے اسلحہ کے متعلق مختلف رپورٹیں مشہور ہیں۔ ترکی میدانی توپخانہ میں ۷ء۸ سنٹی میٹر (۴ء۳ انچ) قطر کی بھی باتریوں میں ۵ء۷ سنٹی میٹر (تین انچ) کی اور کوہی باتریوں میں ۳ء۶ سنٹی میٹر (۵ء۲ انچ) کی توپیں ہیں۔ چار آرمی کوروں میں چھ چھ توپوں کی چھ چھ باتریوں کی چھ چھ رجمنٹیں ہیں۔ بغداد کے آرمی کور میں سترہ باتریاں اور یمن کے آرمی کور میں سات باتریاں ہیں ✦

توپخانہ کی تین اقسام میں سے میدانی توپخانہ بہ حیثیت خوش اسلوبی اور تیاری میں بلاشک وشبہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ اُسے یہ فوقیت پہلے اجنبی اتالیقوں (گلز کوسی، وینٹ وغیرہ) مذکرہ صدر جرمن افسر سٹو پاشا کی طفیل جو حال میں فوت ہوا ہے۔ حاصل ہوئی ہے۔ یہ ایک مرد سالہا سے دراز کے مسلسل اور انتھک جدوجہد سے آخر ترکی توپچیوں میں پیشہوری امنگ اور دستکی روح پھونکنے میں باحسن وجوہ کامیاب ہو گئے۔ دیگر فوجی صیغوں کے ترکی افسروں کے برعکس جو اپنے اپنے صیغوں میں اجنبی اتالیقوں کی اتالیقی کا کوئی مفید اور نمایاں اثر نہیں پاتے۔ اس صیغہ کے ترکی افسر جرمن اتالیقوں کے احسانات کے صدق دل سے معترف ہیں۔ اور حق الامر بھی یہی ہے کہ کسی اجنبی کو تا ذکرہ صدر اتالیقان توپخانہ کے برابر اقتدار اور رسوخ حاصل نہیں رہا ✦

کرپ[2] نے ۱۸۶۶ء کے محاربہ (پروشیا و آسٹریا) کے ختم ہوتے ہی اپنی ساختہ اتواپ کو ترکی میں رواج دلانیکی کوشش شروع کر دی

[1] محاربہ یونان کے دوران میں ترکی یا نوبل کی افواج کیلئے ان رائفلوں کی مقدار کثیر قسطنطنیہ سے بھیجدی گئی تھی۔ اور شمالی کا نذر عثمانیہ فوجوں سے بھی چند ایک پلٹنیں انہیں سے مسلح تھیں۔ مترجم

[2] یہ مشہور جرمن کارخانہ دار ۱۸۶۵ء میں فوت ہو گیا۔ اُسکا کارخانہ توپسازی کا شہرہ و ہیبت کر اُسے دیکھکر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

تھی بشرط شروع میں جینہ توپخانہ کے انسپکٹر جنرل خلیل پاشا نے جسنے انگلستان میں تعلیم و تربیت پائی تھی - اور جو ساتھ ہی انگریزی کارخانہ آرمسٹرانگ کی اتواب اور ہر ایک انگریزی چیز کا بڑا مداح اور طرفدار تھا اُسکی بڑی مخالفت کی۔ مگر آخر کرپ اس مخالفت پر غالب آگیا۔ اور ساتویں عشرہ میں کرپ توپوں کے استعمال کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ چنانچہ اس وقت میدانی توپخانہ کیلئے کلیتہً اور قلعوں کے لئے اکثر توپیں کرپ کے کارخانہ سے ہی منگوائی جاتی ہیں۔

یونان سے لڑائی چھڑ جانے کے تقریباً یقینی احتمال کے علاوہ جزیرہ نما بلقان میں اور دشمنوں کے بھی پیدا ہو جانے کے گمان غالب کی وجہ سے تمام دنیا کی نظریں یورپین ترکی کے اول دوم و سوم تینوں آرمی کوروں کی طرف جنکے ہیڈ کوارٹر علی الترتیب قسطنطنیہ، ایڈریانوپل اور مناسطر میں ہیں منعطف ہو گئیں۔ آخر الذکر آرمی کو باقی دونوں کی نسبت یونان سے چونکہ قریب ترین موقع پر مامور تھا۔ وہ لڑائی سے بہت عرصہ پہلے کا جنگی پیمانہ پر مضبوط و مستحکم کر دیا گیا تھا۔ دس پلٹنیں قسطنطنیہ کے یعنی اول آرمی کور اور ۲۰ پلٹنیں پانچویں یا دمشق آرمی کور سے اور ۳۰ پلٹنیں بطور کمک بھیجی گئی تھیں۔ خود اس تیسری آرمی کور میں اپنی حسب ذیل فوج تھی۔ دو انفنٹری ڈویژن (یعنے چار انفنٹری بریگیڈ یعنے ۸ انفنٹری رجمنٹیں یا ۳۲ پلٹنیں) دو پلٹنیں ماہی نیگرو کی سرحد کے محافظ دستہ کی۔ دو رائفل پیادہ پلٹنیں - پانچ پانچ رسالوں کی چھ رجمنٹوں یا تین بریگیڈوں کا ایک کیولری ڈویژن دو دو رجمنٹوں کے تین بریگیڈ میدانی توپخانہ کے جو ۳۶ ... ۲۷ بیٹریوں کے دو ڈویژنوں میں منقسم تھے۔ ایک ڈویژن توپخانہ کا ایک پلٹن پادشاہوں کی ایک پلٹن قطار باربرداری کی اور ایک ٹیلیگراف کمپنی۔ تیسری آرمی کور کی اس سپاہ کی فراہمی و اجتماع کے ساتھ ہی یورپین علاقہ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے نظام فوج اور ریزرو دیف سپاہ کے بھیجے جانے کا حکم صادر کیا گیا تھا کہ یونان کے خلاف میدان جنگ میں لانے کے لئے اسی ہزار فوج جمع ہو جائے۔

ترکی سپاہ کی فوجی تربیت یورپین معیار کے مطابق گو من حیث المجموع اور گو من حیث الانفراد بیشک ناقص اور نامکمل ہے۔ مگر اس سے محاربہ و کارزار کیلئے ترکی فوج کی تیاری اور قابلیت کے متعلق غیر مفید نتیجہ نکالنا کبھی درست نہیں ہو سکتا۔ اکثر سپاہی ایسے قبائل کے ہوتے ہیں جو بچپن سے ہی اسلحہ سے مانوس اور ان کے استعمال کے عادی ہوتے ہیں۔ بعض قبیلوں کے آدمی تو گویا پیدائشی سپاہی ہوتے ہیں۔ جنھیں نہ صرف اپنے ہمسایوں سے ہی ہمیشہ مصروف پیکار رہنے بلکہ گاہ گاہ حکام سے بھی بھڑتے رہنے اور قزاقی کی مشق و کثرت کی بدولت جنگی مادہ قائم اور اوصاف فوجی ہر وقت تازہ رہتے ہیں۔ بیقاعدہ معرکہ آرائی تو ان لوگوں یعنے کردوں اور البانیوں وغیرہ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ وہ گویا بنے ہی اسی کیلئے ہیں۔

اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ باقاعدہ محاربہ میں جو نسبتاً بڑے پیمانہ پر ہو کار آمد نہیں ہو سکتے۔ اگر ان کو موجودہ فوجی تنظیم سے بہرہ مند کیا جائے تو وہ ایسے محاربہ میں بھی ویسے ہی کار آمد ہو سکتے ہیں جیسے کہ بیقاعدہ

لڑائیوں میں ترکی میں نو سپاہ کی سالم سالم بٹالینیں اور انفنٹری کے سالم سالم پلٹنیں ہیں جو مشق و تربیت کی
ہے۔ وہ بچاؤ کے ہتھیار ہی کیا ہے۔ جمعیت کثیر لڑ بھڑ کر ان کو نوشادہ مشتق ہو سکے مگر ان وہ نہ [illegible] تاہم امیر کش
کیلئے مشکل کارآمد ہو سکتی ہے۔ تیغ کیولری کی میدان جنگ پہ نہ بچاؤ کے لئے اور نہ استثنائی غرض کیواسطے
موجودہ ساخت سیدال کی طرف لیں کے حسب حال ہے۔ برعکس اسکے یومیہ معمولی کاروبار نہایت عمدگی اور کفایت
کے ساتھ سرانجام کیا جاتا ہے۔ حتٰی کہ چھوٹے چھوٹے غیر اہم کاموں کی تعمیل کی نگرانی بھی نہایت احتیاط کے ساتھ
کسی نہ کسی افسر کے ذمہ کر دی جاتی ہے۔ یومیہ فرائض میں اردلیاں سنتریاں اور لیبر ہی چوکی کی خدمت رہتی ہی
جاتی ہے اور بہت سا وقت آدمیوں کو ان خدمات پر لگانے پر صرف ہوتا ہے۔ باقی ماندہ وقت راشنوں کی تقسیم
پانی کے لانے اور اسی قسم دیگر متفرق کاموں پہ خرچ ہوتا ہے۔ ترکی سپاہ عموماً دن میں دو دفعہ صبح و شام قواعد
کرتی ہے جسمیں وقت مقررہ اور نقشہ مجوزہ سے ایک قدم تجاوز نہیں کیا جاتا۔ وقت کی ٹھیک پابندی کا جیسے کہ
ہم یورپین لوگ عام متعاد ہو رہے ہیں اور نیز ہم لوگوں کی طرح اپنے کام کو مسلسل توجہ سے کرنے کا بالکل نام و نشان
نہیں پایا جاتا لیکن صفت فرمانبرداری اور شائستگی کی کوئی کمی نہیں۔ اور کسی طرح کی بدعنوانی یا زیادتی بالکل ہی
شاذ و نادر دیکھنے میں آتی ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ یقینی امر ہے کہ تابعداری میں ہوشی اور شوق یا امنگ [illegible]
کیا جاتا نہیں ہوتی ہو

ترکی سپاہیوں کی فوجی تربیت بھی اس حد تک نہیں پہنچی کہ صادرشدہ حکم کی تعمیل میں سخت سے سخت اور عظیم ترین مشکلات کے
حائل ہونیکی بھی پرواہ نہ کرکے اپنی طرف سے ہر ایک طرح کی جان توڑ کوشش کریں۔ ترکی سپاہی غیر متوقع اور مزاحمت کنندہ کا دٹ
کو بلا مخالفت خدا کی مرضی پہ چھوڑ دیں کر کے اسپر غالب آنیکی کوشش کرنے سے کچھ جھجک سا جاتا ہے۔ ایسی صورتیں اسپر لاپرواہی جو مشرقیوں کا
خاصہ ہے مستولی ہوجاتی ہے مناکامی کا نتیجہ اسے زیادہ دیر تک نہیں ستاتا۔ بلکہ جلد تسکین ہوجاتی ہے مگر باینہمہ اگر افسر قابل اور لائق
ہو تو وہ فی الفور اپنی سپاہ میں ایک پر شوق اور بے نظیر جانبازی کی روح پھونک سکتا ہے۔ ترکوں میں جیسا کہ اُن اقوام کا جو تہذیب کے
کمتر درجہ پر ہیں خاصہ ہے۔ شجاعت اور موت سے بیباکی ان دونوں اوصاف کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے گو
ذاتی ہر اسکا چنداں زبانی تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک فرد کی نسبت یہ فرض کر لیا گیا ہوا ہوتا ہے کہ اُسمیں یہ خوبیاں موجود ہیں جنکے
نشو و نما میں مذہب سے بہت مدد ملتی ہے۔ مسلمان موت پر تاسف تو کرتا ہے مگر اسکا کوئی بیہودہ اظہار نہیں کیا جاتا۔ نہ لمبا چوڑا
ماتم منایا جاتا ہے کیونکہ موت سے اُسے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ مسلمان کو یہ خوب امر معلوم ہوتا ہے کہ موت ایک طبعی اور اٹل امر ہے جس
کے نزول پر اُسکے حوصلہ اور دبابت و وقار میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور اُسکا اعلیٰ ایسا مضبوط ہے کہ باقی اقوام کو بھی اس خوبی کی تقلید
کرنا چاہیے [illegible] اگر اُسکے کسی دوست پر کوئی مصیبت [illegible] ہو تو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے "خدا تجھے اس سے بہتر بدلا دے"
[illegible] جو سپاہی وہ دو دشمن کا مقابلہ کرتا ہوا فوت ہو جائے قوم ہمارے [illegible] شہید کہتی ہے کیونکہ ایسا شخص اُسکے اعتقاد

میں سے الفور بہشت میں داخل ہوتا ہے +

یہی وجہ ہے کہ ترکی سپاہی خواہ سخت خطرہ میں مبتلا ہو جائے یا کثیر التعداد دشمن میں گھر جائے نہیں بلکہ یقینی تباہی اور ہلاکت کی موجودگی میں بھی کبھی اوسان نہیں ہارتا۔ اُسکا یہ وصف بعض اوقات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ یہ وصف جبکہ وہ بچاؤ کے پہلو پر لڑ رہا ہو حیرت انگیز اور تعجب افزا کارنامے دکھانیکی قابلیت پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ بچاؤ کے پہلو پر ہونیکی صورت میں پر جوش مستعدی کی نسبت تحمل اور ثبات کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا ترکی سپاہی کے حق میں صریح ناانصافی ہوگی کہ وہ حملہ میں ابتکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور صرف بچاؤ کے پہلو پر کارآمد ہو سکتا ہے۔ جس شخص نے پلیونا[۱] کے محاربات کے تفصیلی حالات پر غور کیا ہوگا وہ کبھی ایسی غلط فہمی میں نہیں پڑیگا۔ اور بآسانی اسکی تردید کر سکیگا۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ترکوں نے جس جلادت و شجاعت سے مقام مذکور کے جنوب مغربی مورچوں کو روسیوں سے چھین کر فتح کر لیا تھا۔ اس سے اس غلط خیال کی پوری پوری تردید و تکذیب ہو رہی ہے +

نوشتۂ تقدیر یا منشاء الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور راضی برضا رہنے کا اسلامی وصف تاریک اور روشن دو رخ رکھتا ہے۔ ایک طرف یہ وصف اُنمیں اعلےٰ ترین فوجی خوبیاں صبر و تحمل عزم بالجزم جنگی پرجوشی اور موت کی بیباکی پیدا کرتا ہے اور بڑھاتا ہے اور دوسری طرف کاہلی اور لاپروائی اور لاابالی ہونیکی عادات بھی جو ترقی کی جانی دشمن ہیں پیدا کر سکتا ہے ایک اور خرابی بھی اسی قسم کی ہے جو ایک حکم الٰہی پر نامناسب و بیجا حد تک عمل کرنے سے پیدا ہوتی ہے قرآن شریف میں ایک جگہ آیا ہے کہ شخصوں کی صلاح میں ایک کی صلاح[۲] سے زیادہ عقلمندی ہوتی ہے۔ پس کیا تھا اس سے ادنے معاملہ کیلئے بھی کمیشن مجلس مشاورت کا ہونا لازمی بنا دیا گیا ہے اور حقیقت سے خفیف معاملہ کا بھی کونسل بحیثیت کمیشنوں کمیٹیوں جماعتوں مجلسوں الغرض ہر ایک قسم مجالس عقلمندی و دانائی کے طومار در طومار ہیں جنکا خدا معلوم کیا کیا نام وضع کر سکتے ہیں پیش ہونا لابدی ہے اور اس طریق سے انصرام مہام سلطنت میں جسقدر توقف حادث ہوتا ہوگا وہ صاف ظاہر ہے +

ترکی فوج کے متعلق ایک اور عجیب امر یہ ہے کہ اُسکی طاقت کی حقیقی بنیاد اور اسکا اصلی عنصر فوجی [illegible] ہی۔ جنرل وان گولٹز پاشا اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے کہ وہ تمام جرنیل جو پچھلے محاربہ میں شریک ہوئے مصافی یا کارکن سپاہ پر ردیف فوج کو ترجیح دینے میں متفق الرائے ہیں۔ اس فوج کے سپاہیوں کی عمر بالعموم ۲۷ و ۳۲ برس کے درمیان ہوتی ہے جس عمر میں ہی جا کر انکی نہایت ہی سادہ اور سخت محنت طرز زندگی اور طریق بسر اوقات کی وجہ سے ترکی دہقان کی طاقت پورے شباب کو پہنچتی ہے چنانچہ ردیف کے سپاہی دراز قد اور جسم مضبوط رکھتے ہیں اور بےنظیر ذاتی شجاعت اور حیرت انگیز طاقت تحمل برداشت رکھتے ہیں لیکن ہیچ کی طرح وہ بھی ناکافی قواعد مشق کرنے جانیکی وجہ سے طبعی طور پر میدان جنگ میں کسیقدر خسارہ اٹھاتے ہیں لیکن یہ معلوم ہو کہ مغربی و مشرقی لوگوں کی عادات کا مقابلہ

۱ تفصیلی حالات کتاب محاربات پلیونا میں جو دفتر رسیل سے ملسکتی ہے درج ہیں ترکوں کی جہاد قابلیت پر میں تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بحث کر چکا ہوں۔

۲ غالباً وشاورہم فی الامر کی طرف اشارہ ہے۔

کی وجہ سے مشق و قواعد اُسکے لئے ایسی لازمی نہیں جیسی کہ ہم اہالی یورپ کے لئے۔

چونکہ اس کام کیلئے مکمل شاخ موجود ہے ردیف پلٹنوں کے جمع کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی۔ سلطنت کو فوجی اضلاع میں تقسیم کرنیکے جدید انتظام کی بدولت جیسا کہ گذشتہ برس سے عملدرآمد ہوا ہے حکم طلبی سے ساتویں دن ردیف کے سپاہی کوچ کے لئے ہمہ تن تیار اپنے اپنے ہیڈ کوارٹر میں جمع ہو سکتے ہیں۔ اکثر اضلاع اب دار الخلافہ سے تار برقی سلسلہ سے منسلک ہیں اور تار برقی لائینوں کی تکمیل کا کام ہر طرف بسرعت جاری ہے[۱]۔

---

[۱] اس محاربہ میں ٹرکی نے اپنی بری و بحری افواج کو جس صفائی و سرعت اور باقاعدگی سے جمع و فراہم کیا اُسکی کچھ حقیقت ناظرین کو مارچ ۱۸۹۷ء کے اخیری ہفتہ کی اجتماعی کارروائی سے معلوم ہو جائیگی جسے ایوننگ ہرالڈ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء میں نے بالفاظ ذیل تحریر کیا۔

(منگل ۲۳ مارچ) سرحد یونان پر سلطنت عثمانیہ کے تمام حصوں سے متواتر فوجیں چلی جا رہی ہیں الاسونا کی بانزبار ہمرو ورنو بجانب کی مشق کر رہی ہیں جنرل حقی پاشا تیسری ڈویژن کی کمان لینے کیلئے ہیڈ کوارٹر سے وسکٹ کو روانہ ہو گئے جہاز حفظ رحمٰن کی مرمت شروع ہو گئی ہے (جو ۲۸ مارچ کو مکمل ہو گئی) آرمن پرنس جالیہ پر انجنوں کے پرانے بائیلر تبدیل کر کے نئے چڑھائے جا رہے ہیں اجالیہ جہاز تقریباً ہر ایک امر میں حفظ رحمٰن کے مثل ہے صرف یہ فرق ہے کہ اسکی آہنی چادر سات انچ موٹی ہے۔ آندھی کی وجہ سے اتوار کو دن کوئی جہاز استنبول سے فوج لیکر روانہ نہ ہو سکا۔

(بدھ ۲۴ مارچ) سٹیشن مرادلی میں فوج کیلئے چار بارکیں نئی تعمیر کیگئی ہیں امپیریل اسلحہ خانہ بحری میں چند تار پیڈو کشتیاں دوسرے درجہ کی سمندر جانیکیلئے تیار کیجا رہی ہیں۔ ۲۳ گھوڑے عنقریب ملیبہ (واقع قسطنطنیہ) بارکوں سے تیسرے اردو کیلئے روانہ کئے جائینگے مقام قسطمونی (واقع اناطولی) کو ۵۰۰ سینر و سپاہی بھیجے گئے ہیں لیکر ایک ٹرین مرادلی سے سالونیکا کو روانہ ہوئی جنوب رو ڈسٹو کے ریزرو سپاہی جنکی تعداد بارہ پلٹن ہے اور دوسری آرمی کور سے متعلق ہیں سالہ میگزین رائفل کا استعمال سیکھنے کیلئے گھروں سے طلب کئے گئے ہیں۔

صوبہ البانیا کے شمالی حصہ بمقام سقوطری کی مستقل آٹھ پلٹنوں میں عنقریب ایک ہزار فوج کا اضافہ کیا جائیگا۔ (یہ مقام سرحد مانٹی نیگرو کے قریب ہے)۔

فرمان شاہی صادر ہوا ہے کہ اس سال کے رنگروٹ بلا کسی توقف کے ٹھیک تاریخ معینہ پر بھرتی کئے جائیں اور اسکے بعد فوراً اپنے اپنے اردو کو روانہ کر دئے جائیں۔

میجر ابراہیم لودی آفندی دوسری آرمی کور کی کمان کو ایڈریانوپل تک پانا کیلئے دستہ ابھی مہری ۲ افلیں ۲ بٹالین ... کار توس لیکر کل شام ایشیا (کوچک) بذریعہ ٹرین سالونیکا کو روانہ ہوئے۔ روڈسٹو کے بندر میں کل بارکس ... کی تعداد ... بحیرہ اسود کو جنوبی ساحل پر واقع ہے لائے گئے تھے اتاری گئی بعض ... بحری سفر ... شکستہ حال ... جہاز فوج لیکر روڈسٹو پہنچے ہیں ... نقل کیلئے دو دخانی کشتیاں ... شروع ... ۱۷ مارچ تک ... ۱۴۰۲۰ سپاہی یعنی ۲۰ پلٹنیں جہاز ... اتاری گئیں ... سپاہی ... بھی

رکھتا ہے حال کے محاربہ کے تقریباً تمام کمانڈر - ادہم سپہ سالار مشیر شاہ حمدی حاجی خیری حقی اور حفظی پاشا نے پہلے پہل
اسی عہد میں امتیاز و ناموری حاصل کی تھی ترکی افسروں کو نہایت معقول اور عمدہ تعلیم ملتی ہے - اور اپنے پیشہ کے متعلق بالخصوص نہایت
عمدہ تربیت پائے ہوتے ہیں قسطنطنیہ کے حربی سکول کے طلبا کو جرمنی اور روسی اور فرانسیسی اور بحری کالج کے طلبا کو انگریزی
لازمی طور پر سیکھنی پڑتی ہے - ان طلبا کو تین درجوں یا مدارس[1] میں جو ۱۹ جماعتوں میں منقسم ہیں تعلیم پانی پڑتی ہے جماعتیں
رشدیہ، اعدادیہ اور حربیہ میں جنمیں آخری ۱۲ فوجی کالج ہیں - اس سے افسروں کی تعلیم و تربیت کی عمدگی اور پختگی کا
بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے - عام سپاہی یا ادنےٰ افسر بھی بالکل ہی ناتعلیم یافتہ نہیں ہوتے - تمام مدارس کا سسٹم گو
جدید ترین یورپین نظام مدارس کے ساتھ بخوبی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا - مگر پھر بھی بہت معقول کام دیتا ہے - اگر ترکی کی سپاہ
کو ایک طرف مدارس میں ایسی اچھی تعلیم و تربیت ملی ہو - اور دوسری طرف قواعد و مشق نے ان کو اعتماد یا شکر دیا ہو
تو وہ نہایت احتیاط اور غور و فکر سے تیار کیگئی ہدایات کی کبھی تعمیل نہ کر سکیں - ترکی نے فوجی صیغہ میں جو ترقی کی ہے
اُس کا درست اندازہ معلوم کرسکنے کیلئے کرنیل سیمت الدبک بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے - اُس کی نسبت وان ڈر گولز

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سو ڈائرایڈ سیم کو دیا گیا ہے بقول اقدام اب جنگی تیاری مکمل ہو گئی ہے - اور افواج قاہرہ اسلام و خلافت کی خدمت
میں اپنی جانیں نثار کرنے کے لئے اب صرف حکم سلطانی کے منتظر ہیں محکمہ توپخانہ ناصرہ کے دو افسر ۵ مارچ کو سامان جنگ
اسلحہ خریدنے کے لئے جرمنی کو روانہ ہوئے - پچھلے دنوں ترکی سلاح خانہ میں ۲۶ توپیں تیار ہوئی ہیں - اخیر مارچ کو ان کی آزمائش کیگئی
جس میں سب طرح سے مکمل پائی گئیں -

جنرل وان ڈر گولز مشیر فوجی سلطنت علیہ عثمانیہ نے فوج کے اجتماع میں کار نمایاں کیا ہے - اعلیٰحضرت امیر المومنین نے جنگ
روس و روم ۱۸۷۷ء کے بعد قیصر ولیم اول شہنشاہ جرمنی (قیصر حال کے دادا) کو عثمانیہ فوج کی ترتیب و درستی کے لئے ایک لایق
افسر کی خدمات مستعار دینے کے لئے لکھا - قیصر موصوف نے جنرل صاحب کو منتخب کرکے ارسال کیا - یہ جنرل وان مولٹکی
(نامور جرمن سپہ سالار فاتح فرانس جنگ ۱۸۷۰ء) کے لایق ترین شاگرد ہیں - وہ اپنے ساتھ اور بھی چند جرمنی افسر لیتے
آئے - صاحب موصوف کی ترکی سپاہیوں کی جبلی شجاعت اور جنگی اوصاف اور سلطنت عثمانیہ کی فوجی استعداد کی نسبت جو
رائے ہے وہ بیست سالہ عہد حکومت سلطان عبد الحمید میں درج ہے - فوجی اجتماع کے شروع ہوتے ہی جنرل موصوف
مع بیس دیگر جرمن افسران کے سرحد یونان کو روانہ ہو گئے - ۵ نئے جرمن افسر حال میں جرمنی سے آکر ترکی فوج میں شامل
ہوئے ہیں جنکے ورود کی خبر اوپر درج کیگئی ہے -

وزارت بحریہ عثمانیہ نے درۂ دانیال اور باسفورس کے قلعوں کے درمیان پانی کے نیچے تارپیڈو بچھا دئے ہیں اور دول اجنبیہ کے جہازوں کو
داخل ہونے سے روکنے کیلئے تارپیڈو کشتیاں اور جہاز مناسب موقعوں پر مامور کر دئے گئے ہیں *

[1] حربی مدارس کے تین اقسام ہیں - رشدیہ - اعدادیہ - حربیہ مزید تفصیل کیلئے دیکھو فتوحات عدم *

پاشا نے یہ رائے ظاہر کی تھی [1] "اگر یونان کے ساتھ جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔ تو یا میں سپہ سالار ہونگا اور سیف اللہ
میرا نائب۔ یا سیف اللہ سپہ سالار ہوگا اور میں اُس کا نائب" سیف اللہ پاشا ترکی کی جدید ترین فوجی تعلیم
کا تربیت یافتہ نونہال ہے۔ اور یہ عام مسلمہ امر ہے۔ کہ اگر ترکوں کے پاس سیف اللہ نہ ہوتا۔ تو وہ تھسلی کے
سنگلاخی اضلاع میں بمشکل ایسی حیرت افزا کامیابی حاصل کر سکتے۔ اگر ادہم پاشا کی کامیابیوں کی بنظر غور
پڑتال کی جائے تو ثابت ہو جائیگا کہ جس اُستاد کی طفیل وہ حاصل ہوئی ہیں وہ سلطنت ترکی کا ابھرتا ہوا سپہ سالار [illegible]

[1] اس موقع پر پاشائے موصوف کی ناموری کے چند اسناد درج کر دینا نہ ہوگا۔ جو کیبل موسومہ
۵ جولائی ۱۸۹۷ء نے مستند یورپین و ترکی اخبارات کی معتبر سند پر اس طرح تحریر کئے تھے۔

جنگ روم و یونان میں ادہم پاشا کے بعد سب سے زیادہ ناموری نوجوان سیف اللہ بے کو نصیب ہوئی
ہے جنکو اب ترکی کا جنرل وان مولٹکی پکارا جاتا ہے۔ جنرل وان مولٹکی پرشیا کا وہ مدبر سپہ سالار تھا جس نے
۱۸۷۰ء کی لڑائی میں فرانس کی عظیم الشان فوج کے پرخچے اڑا دئے تھے۔ جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ جنگ شروع ہونے
سے بہت عرصہ پہلے ہی اُس نے دشمن کے ملک کا چپہ چپہ ملاحظہ اور اُس کے تمام مورچے اور قلعہ بندیاں اچھی طرح سے
دیکھ لی تھیں۔ یہی کام اس لڑائی میں سیف اللہ بے نے کیا ہے۔ چند برس ہوئے وہ ترکی سفارت خانہ ایتھنز کے جنگی
اتاشی تھے۔ مگر انہوں نے اپنا وقت سفارت خانہ میں بیکار بیٹھ کر ضائع کرنے کی بجائے یونانی سرحد کا ہر ایک مقام
تمام ناکے اور درے اور کل کار آمد مقامات کو مہینوں دورہ کر کے اچھی طرح سے دیکھ بھال لیا۔ اور اُن کی عکسی تصویریں
اتار لیں۔ سیف اللہ بے کی اسی واقفیت نامہ کی طفیل تھا کہ ترکی فوج ناقابل گذر دروں اور وادیوں میں سے
بآسانی گذر گئی۔ سلطنت عظمیٰ عثمانیہ کا بھی ایک افسر ایسا نہیں جس نے اپنے وقت کو ایسے ضروری کام پر
صرف کیا ہے۔ بلکہ اگر سلطنت علیہ کو کسی اور ہمسایہ یا بعید سلطنت سے جنگ کرنے کی ضرورت پڑ گئی۔ تو
اُس وقت کل دنیا کو واضح ہو جائے گا۔ کہ ٹرکی کا ہیڈ جنگ اس غنیم کے ملک کے بھی ہر ایک نشیب
فراز سے پورا باخبر ہے۔

پر مادی ہوتا ہے۔ بالکل واجب طور سے ٹرکی پر بھی صادق آسکتا ہے۔ کیونکہ یہ بخوبی مسلمہ اور مانا ہوا امر ہے کہ ٹرکی فتوحات ہر جگہہ اور ہر محل پر جرمن فوجی اتالیقی کا ہی جو سلطنت عثمانیہ میں کی گئی شاندار انعکاس ہیں اور ہر موقع پر اسی اتالیقی کا باشان نتیجہ جلوہ فگن تھا۔

محاربہ یونان میں جو ممتاز جنرل شامل ہوئے۔ ان میں سے ایک جنرل جو اس محاربہ میں عملی طور پر کمانڈر نہیں بنا تھا۔ بلا ریب مشہور آفاق اور عالمگیر شہرت و نیک نامی کا مالک و قابض غازی عثمان پاشا شیر پلیونا ہے۔ ساٹھ برس ہوئے وہ بمقام اماسیہ پیدا ہوئے تھے۔ اور اون کی نسبت یہ کہنا فی الحقیقت غلط نہیں ہوگا۔ کہ انہوں نے اپنے ملک سے کبھی باہر قدم نہیں رکھا اور وہ صرف دو دفعہ روس کی قلمرو میں داخل ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ اوس وقت جب کہ سب لفٹنٹ کی حیثیت سے وہ عمر پاشا کے زیر کمان ۱۸۵۵ء میں جزیرہ نماء کریمیا کے مقام یوپاٹوریا کی لڑائی میں شریک ہوئے اور پھر اس لڑائی سے بعد اس نامور سپہ سالار کے ساتھ صوبہ ابہاسیا[1] کے سواحل کو گئے اور دوسری مرتبہ اسوقت جب کہ پلیونا کے فتح ہوجانے پر اسیر جنگی کی حیثیت میں گئے تھے۔ ۱۸۶۰ء کی بغاوت دروساں کے انطفا کے بعد عثمان پاشا کپتانی کے درجہ پر فائز ہوئے۔ ۱۸۶۷ء میں کریٹ کی بغاوت فرو کرنے والی فوج میں شامل رہے۔ اور لفٹنٹ کرنیل کے عہدہ پر ترقی پاکر سٹاف میں داخل کئے گئے۔ بحیثیت کرنیل ردیف پاشا کے زیر کمان ۱۸۷۱ء میں یمن میں معرکہ آرا رہے۔ ۱۸۷۵ء

---

[1] یہ صوبہ بحیرہ اسود کے شمال مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ اور کریمیا کی طرح گذشتہ صدی میں جنگوں کے باعث تھا۔

کے موسم خزاں میں جنرل ڈویژن اور پاشا بنائے گئے ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم
وسرویا میں ان کی زیر کمان فوج جو ویدن میں مقیم تھی۔ ترکی سپاہ کی فوج ہراول
تھی۔ اس محاربہ میں بمقام ولیسکی اگوراور سمیت پاشا موصوف نے قابلیت اور
فنون سپاہ گری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سن مذکور کے نومبر میں سلطان المعظم نے
اونہیں مارشل (مشیر) کا رتبہ عطا فرمایا۔ ۱۸۷۷ء کے موسم بہار میں جب روس وروم
میں لڑائی شروع ہوئی تو وہ اس وقت ۳۵ ہزار فوج سمیت ویڈن میں مامور تھے۔ اس
مقام سے اونھوں نے روسی فوج حملہ آور کو پہلو سے جا دبوچنے کے لئے (رومانیا پر حملہ
کرنے کی تجویز کی۔ مگر اعلیٰ حکام سے منظوری نہ ملنے کیوجہ سے انہیں جارحانہ پہلو اختیار کرنے کیلئے جوانمردانہ عزم مجبور
ہوکر دست بردار ہونا پڑا۔ مگر جب روسی فوج حملہ آور کا قلب وادی نترا سے گذرتا ہوا اٹرنووا تک پہونچ گیا۔ اور ۱۳ جولائی ۱۸۷۷ء کو درہ
شپکا کے راستہ کوہ بلقان کو بھی عبور کر گیا تو عثمان پاشا ناگہان بمقام پلیونا نمودار ہوکر روسی کی فوج حملہ آور کے میمنہ اور عقب کی سلامتی
کو معرض خطر میں ڈالدیا۔ اور بتاریخ ۲۰ جولائی روسی جنرل شیلڈر شولڈنر کو اور بتاریخ ۳۰ و ۳۱ جولائی روسی جرنیلان کرڈنر
اور شاخوسکوئی کو شکست دی۔ اور گو بعد میں رومانوی فوج نے پاشا موصوف کے دو مورچے جو گریوتزا میں تھے چھین لئے مگر تاہم
پلیونا پر جیسے مورچوں کے سلسلہ در سلسلہ کو خوب مستحکم بنایا گیا تھا۔ روسی اور رومانوی دونوں فوجوں کے حملوں کی کچھ پیش نہ جانے دی۔
جولائی کی جان گداز لڑائیوں میں فتحیاب رہنے کے صلہ میں پادشاہ نے انہیں غازی کا جلیل القدر خطاب عطا فرمایا
مارچ ۱۸۷۸ء میں روسی نظربندی سے رہائی ملنے پر اپنے ملک میں واپس آتے ہی غازی موصوف نے عثمانیہ فوج کی اصلاح و ترتیب
جدید کا کام شروع کر دیا۔ اور ۱۸۷۸ء سے ۱۸۸۵ء تک وزارت حرب کے عہدہ پر مامور رہے ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء کو بلغاری مسئلہ
کے دوران میں ۳۴ مصافی ڈویژن یعنے تین لاکھ فوج حیرت انگیز قلیل عرصہ میں جزیرہ نما بلقان میں جمع کر دی گئی تھی۔ اگر مارشل موصوف
کی اعلیٰ انتظامی قابلیت۔ فوجی مستعدی خداداد استعداد تربیت و مشق اور بے نظیر جنگی مہارت جو جرمن اتالیقوں کی تجاویز کو نصف
راہ میں ہی استقبال کر کے جا ملتی تھی ممد و معاون نہ ہوتی تو یہ شاندار نتیجہ کبھی مرتب نہ ہو سکتا۔

ادہم پاشا عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کا مسلمہ منظور منصور سپہ سالار عمر میں ۷۵ برس سے متجاوز نہیں۔ مارشل موصوف کی شکل
ہی سے انکی بے حد مستعدی اور بے نظیر قوت برداشت و جفاکشی کا پتہ ملتا ہے۔ جسم دبلا پتلا اور چست وچالاک۔ قد میانہ سے کسی
قدر نکلتا ہوا۔ آنکھیں فراخ و شگاف۔ رفتار و حرکات سبک و لچکدار۔ انکی نسبت ایک مبصر کا یہ قول بالکل صداقت پر مبنی ہے
کہ وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے فتوحات پر شیخی بگھارنے کے بغیر اپنے کام میں مصروف ہو سکتا ہے ۱۸۷۷ء میں محاربہ روم وروس

سلہ غازی عثمان کے فوجی کارناموں اور انکے صبر و استقلال اور عزم مردانہ اور شجاعت دلیلات شیرانہ کے کرشموں کے حالات
بالتفصیل معلوم کرنے ہوں تو خاکسار مؤلف کی کتب محاربات پلیونا و مقامات دیگر دیکھیں۔

یہ شروع ہوئے پیرو کرنیلی کا عہدہ رکھتے تھے پلیونا کے محاربات کے دوران میں کچھ عرصہ عثمان پاشا کی زیر کمان ایک بریگیڈ کے کمان
افسر رہے تھے اور اسی زمانہ میں بھی سلطان المعظم اور وزارت جنگ کو انکی طرف خاص توجہ ہوگئی تھی۔ (البانیا کے صوبہ) کے صوبہ کا
گورنر جنرل ہونے پر مارشل ممدوح اپنے زیر حکومت صوبہ میں سپاہی عمدہ انتظام قائم کرنے میں ساعی رہا جیسا کہ بوسنیا میں آسٹریا
ہنگری حکومت نے کیا ہوا تھا مگر وہ اس عہدہ پر تھوڑا عرصہ رہے کہ انکی مساعی جمیلہ سے کوئی دیرپا نتیجہ مترتب ہو سکتا۔[۱]

مقدونیہ اور تھسلی کی سرحد پر جمع شدہ ترکی افواج کی کمان ملنے پر مشیر ممدوح یکم مارچ ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئے۔ اور
دوسرے دن کی شام کو ال سونیا میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم جا کیا۔ جنگ کا اعلان ہوتے ہی سپہ سالار موصوف نے بتاریخ ۱۷، ۱۸، ۱۹
اپریل ملونا کے مشہور درہ اور اسکے قریب جوار کی بلندیوں کو جو کی گرٹیوی کی ہی گئی کو فتح کرکے ۱۹ اپریل کو اپنے کالم کا ہراول تھسلی کو ہموار میدان
میں بڑھا دیا اور ۲۳ کو بمقام قراوہ توپخانہ کی باہمی مبارزت اور پھر جنگ [illegible] کے بعد یونانی قلب کو درہم برہم کر دیا۔ ایکطرف یونانی فوج
کو میمنہ کیطرف سے گھیر لینے کے خطرہ میں مبتلا رکھ کر دوسری طرف اس قابل فوجی شاطر نے بتاریخ ۲۴ اپریل ٹرنا دوس اور ۲۵ اپریل کو
لاریسا پر قبضہ کر لیا۔ اور ۲۷ کو وہاں اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا۔ ۵ مئی کی صعب معرکہ آرائی کے بعد اس نے فرسالوس کو محصور کر لیا
جس سے یونانی فوج تقریباً کل تھسلی کو خالی کر گئی۔

۷ مئی کو حقی پاشا کا زیر کمان ڈویژن ولستینو میں داخل ہوا۔ اور ۸ مئی کو ترک وولو پر قابض ہوگئی۔ ان فتوحات کامیابیوں کے صلہ
میں ادہم پاشا کل عثمانیہ افواج کے جو یونانیوں کے مقابلہ کیلئے جمع کیگئی تھی۔ کمانڈر انچیف (سردار اکرم) بنا دیئے گئے۔

ادہم پاشا کی اسٹاف کا اعلے افسر عمر رشدی پاشا تھا۔ یہ افسر دھیمی اور متفکر طبیعت کا آدمی ہے۔ پرانے ترکی اسٹاف افسروں کی طرح
خود دستدرانہ سبقت کرنیکا شائق نہیں۔ اسے ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتا ہے کہ اسکے معاملات اور کاروبار مفوضہ کے انصرام میں کسی طرح
کی رکاوٹ یا بے ترتیبی پیدا نہ ہو سکے۔ عمر رشدی محاربہ کے انصرام میں اعتدال و حزم و احتیاط کو مدنظر رکھنے کی تاکید [illegible]
مختصر تھا۔ وہ اس بات کا بڑا حامی تھا کہ جا جا نہ پہلو پر خوب سوچ سمجھ کر کارروائی کیجائے بجز دلیرانہ عزایم اور جریانہ فوجی چالوں کا بہت مخالف

۱۸۷۷ء کی محاربہ میں اس نے مشرقی علاقہ ڈینوب کی عثمانیہ فوج میں محمد علی کے زیر کمان نہایت مستعدی سے کام دیا تھا اور
اسٹاف کا افسر [illegible] مقرر ہو گیا تھا۔ متحمل، بردبار اور شریفانہ طبیعت اور مختلف الانواع و گوناگوں قابلیت و لیاقت کیساتھ وہ بہت
نے اپنے تھک محنت و مشقت کا جوہر بھی بہ اثر رکھا ہے۔ انہی خوبیوں کی بدولت سلطان المعظم اسے عساکر عثمانیہ میں یکے بعد دیگرے ممتاز
عہدوں پر مامور فرماتے رہے ہیں۔ صدی کی آٹھویں عشرہ میں وہ بحیثیت کرنیل [illegible] قلعہ بندی محافظت کی کمیشن کا ممبر بنا پھر
اردو کے اسٹاف کا اعلے افسر اور بعد ازاں پانچویں اردو (مقیمہ دمشق) کا کمانڈر ہوا۔ عمر نے اس محاربہ میں اپنے منصبی فرائض کو
کمال حزم و احتیاط اور عزم و استقلال سے سرانجام دیا اسکا خاص کام اور فرض یہ تھا کہ فوج کے عقب میں آمد و رفت کے راستوں
کو کھلا رکھے اور انہیں کسیطرح کی رکاوٹ نہ پیدا ہونے دے۔ اسکا سب سے بڑا ممد و معاون سعید اللہ پاشا تھا۔ جو اکثر باتوں میں

---

[۱] ۱۸۹۵ء میں البانیا کو جو کہ نسبتاً ارمنی باغیان [illegible] سے ہمرکوبی کا کام بھی انہی کو سپرد کیا گیا تھا۔

اپنے افسر اعلیٰ (عمر رشدی) سے بالکل متضاد اوصاف رکھتا ہے۔ اور یہ لاریب ٹرکی کے نہایت قابل۔ ماہر ترین اور از حد سرگرم اور مستعد سٹاف افسروں کے زمرہ میں داخل ہے۔ حیرت انگیز جنگی قابلیت کیساتھ ہی اسمیں خداداد ڈپلومیٹک (مدبرانہ) و معاملہ فہمی کی قابلیت بھی موجود ہے۔ اور مزید براں پکا دنیادار ہے۔ اور حسب تقاضائے وقت جس رنگ کی ضرورت ہو اسے فلفور بلا تکلف اختیار کر لیتا ہے۔ اغلب وجہ یہ قابل نوجوان کسی دن عجب نہیں کہ سفیر بنیگا۔ اور تدبر و سیاست کے میدان میں حیرت انگیز ترقی اور ناموری حاصل کریگا۔ وہ فرانسیسی روسی یونانی۔ فارسی اور عربی زبانوں کا کامل ماہر ہے۔ اور خاص سپاہیانہ استعداد رکھتا ہے۔ گو اسکی پرجوش اور زندہ دل طبیعت بعض اوقات اسے اپنی آراء کی تائید میں کسیقدر افراط تک پہنچا دیتی ہے۔ سیف اللہ نے روسی محاربہ میں بحیثیت کپتان ہیڈ کوارٹر سٹاف میں کام دیا تھا۔ محاربہ مذکورہ کے بعد وہ اس مشترکہ کمیشن کا جو دول یورپ نے بلگیریا کی حد بندی کیلئے مقرر کیا تھا ممبر رہا۔ اور عرصہ دراز تک ہیڈ کوارٹر سٹاف میں مامور رہا۔ پھر عرصہ تک ملٹری کالج میں گولٹز پاشا کے ماتحت پروفیسری بھی کی۔ اور گیارہ برس سے زیادہ عرصہ تک عثمانیہ سفارت برلن میں جنگی اتاشی (نائب) رہا۔ قدرت نے اسکو جنگ آزمائی کی منتظم قوتیں عطا کر رکھی ہیں اور یہ غضب کا انتھک پیدل چلنے والا ہے۔ جنگی اتاشی ہونیکے زمانہ میں وہ تقریباً تمام یونان میں پیدل پھر نکلا۔ اور ملک اور باشندوں کے حالات سے ٹھیک ٹھیک اور کامل واقفیت حاصل کر لی۔ اس واقفیت نے اسے پچھلے محاربہ میں بڑا کام دیا۔ اور اسکی بدولت اسکے اعلیٰ افسر کو اوس سے نہایت بیش قیمت مدد ملی۔ لاریسا کے قبضہ کے بعد سلطان المعظم نے پاشا کا رتبہ عطا کر کے اسے قصبہ کورکا کا گورنر بنا دیا۔ محاربہ کے دوران میں اسے ہیڈ کوارٹر میں روز افزوں رسوخ و اقتدار اور ناموری حاصل ہو گئی۔ جسقدر اجنبی نامہ نگار اور افسر میدان جنگ میں موجود تھے۔ وہ سب سیف اللہ پاشا کے نہایت ہی خوش اخلاق اور متواضع ہونیکا اعتراف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ جس کسی نے جب کبھی اوس سے کوئی امر دریافت کیا۔ یا کبھی معاملہ میں اُس سے مشورہ لیا۔ اوسنے حتی الامکان دریغ نہ کیا۔ اور اپنے محاسن جمیلہ و اخلاق حمیدہ سے سب کو گرویدہ بنا لیا۔ فوجی کارروائیوں کو بسر انصرام پہنچانیکا کام سیف اللہ پاشا اور انور پاشا دونو کے سپرد تھا۔ انور پاشا بھی چیدہ اور قابل ترین ٹرکی سٹاف افسروں میں سے ہے۔ اسنے تھسلی میں اپنی سریع اور دلیرانہ کارروائیوں سے خاص امتیاز حاصل کیا اور بلا شبہ اسکے لیے بھی شاندار زمانہ استقبال موجود ہے۔ یہ نوجوان ہیڈ کوارٹر کے لائق ترین منتظمین میں سے تھا۔ وہ کئی برس حربیہ کالج میں لارڈ کا پروفیسر اور پھر تیسری جیش (مقیمہ مناستر) کے جنرل سٹاف میں مددگار سٹاف فرائض سیکھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے اگرچہ مستقیم سپاہی نہ رہا ہے۔ اس کئی برسوں کی عدم مشق سے اسکی سپاہیانہ مہارت اور چستی میں کوئی فرق نہ پڑ سکا۔ اسے بالخصوص محاربہ مذکورہ کے دوران میں اس معاملہ میں بڑی کامیابی ہوئی کہ اسنے اپنی اسپرٹ و امنگ۔ دوسرے افسروں میں بھی پیدا کر دی اور تمام ڈویژنوں کمانڈروں

سلہ ۱۸۹۸ء کے محاربہ امریکہ و ہسپانیہ کی کارروائیوں کے مشاہدہ کیلئے سلطنت عثمانیہ نے اسی نوجوان کو امریکہ روانہ کیا تھا جہاں سے وہ ستمبر کی ابتدا میں قسطنطنیہ واپس آیا۔ اور مفصل رپورٹ وزارت حربیہ میں پیش کر کے دولت علیہ کو بحری طاقت کی ازدیاد پر خاص توجہ دلائی۔ گذشتہ اکتوبر میں قیصر المانی نے بھی سیاحت قسطنطنیہ کے دوران میں خلیفۃ المسلمین پر بڑی فصیح طرح بحری طاقت کو بھی مضبوط و مستحکم کرنیکی دوستانہ تاکید اور سفارش کی تھی۔ یونان کیوقت سے جلالتماب کو خود بھی اسطرف خیال ہو گیا تھا۔ انور پاشا کی اس رپورٹ نے مزید توجہ دلادی اور انہی دنوں کے

بقیہ صفحہ ۱۴۱

میں اتحاد کی روح پھونک دی جس سے وہ اپنے اعلےٰ افسروں کی تجاویز کو قابلیت اور ذہانت کیساتھ عمل میں لانے اور تجاویز مذکورہ کو پہنچانے پر قادر ہو گئے۔ شروع محاربہ میں انور پاشا لفٹننٹ کرنیل تھے اسکے خاتمہ پر بجلدوئے خدمات حسنہ جرنیل کے عہدہ پر فائز ہو گئے کچھ عرصہ وہ واشنگٹن کی عثمانیہ سفارت میں جنگی اٹاشی بھی رہے تھے۔

اب میں عساکر عثمانیہ مقیمہ تھسلی کے اعلےٰ افسران کے مجمل حالات درج کرتا ہوں۔ اول ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان تھا۔ پاشا موصوف کی عمر ۵۵ برس کی ہے۔ وہ جنرل سٹاف کالج کا پرانا طالب العلم ہے۔ طبیعت کے اکھڑ پن اور ضدی ہونیکی وجہ سے اسکی کئی دفعہ افسروں بالا دستوں سے بگڑ چکی ہے۔ اسی محاربہ میں وہ لفٹننٹ کرنیل تھا۔ اور رجمنٹ کے کمانڈر کی حیثیت میں بے تمام پلیونا مامور رہا تھا۔ بعد ازاں حجاز کی پیمائش کنندہ کمیشن کا اعلےٰ افسر ہوا۔ اور کچھ عرصہ سٹاف میں رہا۔ لفٹننٹ جرنیل کے عہدہ پر ترقی یاب ہو کر وہ پہلے اس سیفی ڈویژن کا جو بروصہ سے آیا اور پھر اسکوپ کے ردیفی ڈویژن کا کمانڈر مقرر کیا گیا۔ آخر الذکر ڈویژن اسی کے زیر کمان محاربہ روم و یونان میں شریک ہوا جسکو لیکر پاشا موصوف نے مقام ڈومیکو ڈاسی درہ ملونا پر قابض ہونے کیلئے بہادرانہ معرکہ آرائی کی۔ البتہ اسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ فرسالوس اور ڈومو کوس کی لڑائی میں وہ اپنے ڈویژن کو بسرعت یونانی فوج کے عقب پر نہ بڑھا لیگیا۔ جس فروگذاشت کی وجہ سے یونانیوں کو اور زیادہ اچھی طرح سے پامال کرنیکا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔

دوم ڈویژن کی کمان نشاط پاشا کی تحویل میں تھی۔ اس کی عمر ۵۰ برس کی ہے۔ وہ اس محاربہ سے پیشتر بھی کئی فوجی کارنامے دکھا چکا تھا۔ وہ نہایت ہی فہیم ہیں۔ باخبر تیز فہم اور جری اعلےٰ افسروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور یہ عام قیاس بالکل درست ہے اسی دیگر اعلےٰ افسروں پر ایک خاص فوقیت یہ حاصل تھی کہ اس کے زیر کمان ایک بریگیڈ اسپرائیفلوں سے مسلح تھا۔ نشاط پاشا محاربہ روس میں ڈینوب کے مغربی علاقہ کی عثمانیہ فوج میں مصری شاہزادہ حسن کے زیر کمان جنرل اسٹاف کا اعلےٰ افسر تھا۔ بعد ازاں جب روسی فوج نے قسطنطنیہ پر پیشقدمی شروع کی تو اسے میدان چاٹلجہ کے مورچوں کی استحکام کا کام سپرد کیا گیا۔ اور من بعد الخلافہ کی حفاظت کیلئے دیگر مورچوں اور گڑھیوں کی تعمیر کی نگرانی کرتا رہا۔ جب ۱۸۸۶ء میں یونان کے برخلاف فوج فراہم کرنیکا فیصلہ کیا گیا تو وہ بروصہ کے ردیفی ڈویژن کو لیکر الاصونا پہنچا تھا۔ گذشتہ محاربہ میں بالاکسیرکا ردیفی ڈویژن اسکے زیر کمان تھا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یورپین طاقتوں کی صریح نامنصفانہ کارروائی بلکہ جبر وتشدد یہی نے کسی سفارش و تاکید کی بھی ضرورت نہ ہوئی سلطان المعظم پر بمنزلہ حق الیقین واضح ہو گیا کہ انکی بحری اور ساحلی مقبوضات کی سلامتی صرف بحری طاقت کے استحکام پر منحصر ہے اور وہ پوری سرگرمی سے جیسا کہ آئندہ نوٹ سے ظاہر ہو جائیگا بہ ہدایت مصروف ہو گئے۔ لیکن اس سے یہ قیاس کیا جائے کہ جلالتمآب پہلے بالکل ہی غافل تھے۔ برعکس انہیں وہ مالی گنجایش کے مطابق پہلے بھی کچھ نہ کچھ اضافہ کرتے رہتے تھے۔ فرق یہ ہے کہ پہلے یہ کام گنجایش پر منحصر تھا اور اسمیں ضرورت نہیں شمار نہیں ہوتا تھا۔ اب جسطرح ہو گنجایش نکالی جاتی ہے اور اس کام کو کئی دوسری ضرورتوں پر مقدم کر دیا گیا ہے۔ سلطان المعظم کی سابقہ بحری پالیسی پر جو واقعات تھے انکی ایک طویل حاشیہ میں بحث کر چکا ہوں مترجم سلطنت ایشیا کو چک کا ایک ضلع اور قصبہ جو بروصہ سے بجانب جنوب واقع ہے

تیسرے ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا بھی ابتدا میں جنرل سٹاف سے تعلق رکھتا اور اسکے مستعد اور قابل ترین ارکان میں سے
تھا۔ روسی محاربہ میں بھی اسوقت جبکہ وہ لفٹنٹ کرنیل تھا۔ خاص ناموری حاصل ہوئی تھی۔ محاربہ مذکور کے بعد وہ چوتھی آرمی کور کے
سٹاف کا چیف ہوا۔ اور بعد ازاں ارض روم میں ایک برگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس کمان کے زمانہ میں اسے روسی ترکی ایشیائی سرحد کے
قلعہ بندی اور خوب مستحکم فوجی گڑھیاں کی تیاری تعمیر کی نگرانی کا کام بھی سپرد کیا گیا تھا۔ اس عہدہ سے وہ فوج کی ترتیب جدید کے
کام میں مدد دینے کیلئے وزارت حربیہ کے دفتر میں بلا لیا گیا تھا۔ محاربہ یونان میں اسکے ماتحت بروصہ کا ردیفی ڈویژن تھا جسکو لیکر
اسنے بمقام ملوس اور واسینوس یونانی مورچوں پر کمال دلاوری سے حملہ کیا۔

چھٹے ڈویژن کا کمانڈر حمدی پاشا تھا۔ جو فوج حملہ آور کے انتہائی میسرہ پر رہکر تھریس میں بڑھتے وقت کام آیا اور دلیلر وغیرہ
مقامات پر خوب بہادری سے لڑا۔ حمدی مستعد سپاہی اور کارکن آدمی ہونیکی شہرت رکھتا ہے۔ ۱۸۷۷ء کے ان جانگداز معرکوں میں
جو درہ شپکا پر ہوئے اسنے اپنی بے نظیر شجاعت استقلال اور [illegible] کی وجہ سے خاص ناموری حاصل ہوئی۔ ٹرکی کے ایشیائی اور
افریقی مقبوضات یعنی وان۔ ارض روم اور طرابلس الغرب میں مختلف عہدوں پر مامور رہنے سے اپنے ملک کے حالات سے وسیع واقفیت
اور مختلف الانواع و گوناگوں قسم کا معقول فوجی تجربہ حاصل کرنیکا موقع ملگیا۔ جب یونان سے لڑائی شروع ہوئی تو وہ طرابزون کے ردیفی
ڈویژن کا کمانڈر تھا جہاں سے حکم ملنے پر فی الفور جمع شدہ فوج میں پہنچ گیا۔

چوتھے ڈویژن کا کمانڈر میجر جنرل حیدر پاشا مارشل اسمٰعیل پاشا کا بیٹا تھا۔ اسنے اپنے باپ کی سعی سفارش سے بہت جلد
ترقی کی ہے۔ نسبتاً چھوٹی سی عمر میں ہی سٹاف میں کام کرنے کے بعد وہ کرنیل اور سلطان المعظم کا ایجوٹنٹ ہو گیا۔ اسکے بعد اسکی
ترقی کی رفتار نسبتاً سست رہی۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا رہا کہ وہ اعلیٰ حکام کو فراموش ہو گیا ہے۔ اس لڑائی سے پہلے وہ کسی محاذ
میں شریک نہ ہوا تھا۔ ۱۸۹۶ء میں بزمانہ مناسب اپنے وقت پر جرنیل کے رتبہ پر فائز ہوا۔ اور سالونیکا کے ردیفی برگیڈ کا کمانڈر بنایا گیا۔ اس
برگیڈ کو لیکر وہ میدان کارزار کو گیا۔ اور عمر رشدی کی ترقی پا کر چیف سٹاف افسر مقرر ہو جانے پر رشدی کی جگہ پانچویں ڈویژن کا کمانڈر
بنا دیا۔ سطور مندرجہ صدر سے ناظرین پر واضح ہو گیا ہوگا کہ تقریباً تمام سربرآوردہ افسر جنرل سٹاف میں رہ چکے تھے اور عساکر عثمانیہ
میں محض اپنی برجستہ علمی تعلیم سے اور فوجی خدمت کے ذاتی تجربہ اور وسعت معلومات کے طفیل بتدریج اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے تھے
صرف تیسرے ڈویژن کا کمانڈر ممدوح پاشا ایسا افسر ہے جسنے معمولی سپاہی کے درجہ سے ترقی کی۔ اور ۱۸۷۷ء میں بمقام پلیونا بے نظیر
شجاعت و بسالت دکھائی۔ مگر حوران کے دروزیوں کی بغاوت کے وقت تک اسکی حیرت انگیز فوجی قابلیت پورا نشوونما پا سکی اور
دنیا پر بخوبی ہویدا ہو سکی۔ اس بغاوت پر ۱۸۹۶ء میں بشرکت ابراہیم پاشا غالب آ کر ملک کے اس حصہ کی خوفناک اور دور تک
پھیل گئی ہوئی بدامنیوں کو یکبارگی دبا دیا۔ باغیوں کے دل بادل پر اپنی مستعدی اور مہارت سے اس طرح فی الفور غالب آ جانیکی صلہ میں

۱؎ اس دروزی بغاوت کے حالات جو پہلی مرتبہ ۱۸۹۵ء میں اور دوبارہ جولائی اگست ۱۸۹۶ء میں ہوئی اسی طرح حکومت کے اس ضمیمہ میں مفصل درج ہیں
دروزی کے لفظ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ دروزیوں کی یہ پہلی بغاوت نہ تھی۔ مفصل حالات تاریخ خاندان عثمانیہ میں مندرج ہیں

لفٹنٹ جنرل کے رتبہ پر فایز کیا گیا۔ گذشتہ محاربہ یونان شروع ہونے پر وہ اپنا ڈویژن لیکر ایپرس گیا لیکن ابھی پہنچا ہی تھا کہ اس کی ایبا ڈگ پلٹنوں کا ایک حصہ باغی ہو گیا۔ جس پر وہ نظر بند ہو کر قسطنطنیہ بھیجدیا گیا۔

لفٹنٹ جنرل عثمان پاشا جبکہ وہ بحیثیت کپتان ہیڈکوارٹر سٹاف میں تھا۔ دو برس روسی رجمنٹوں میں کام سیکھنے کے لئے روس بھیجدیا گیا تھا۔ اوران دو برسوں کے بعد سینٹ پیٹرز برگ کی عثمانیہ سفارت میں اٹاشی مقرر کر دیا گیا تھا۔ اس نے ڈاردنیلز کی قلعہ بندی اور استحکام میں قابل تعریف خدمت دی۔ اوراس کے صلہ میں اوسے علی کمیشن کا ممبر بنا دیا گیا جسکو قلعبندیوں کے نقشے اور تجاویز سپرد تھیں۔ محاربہ یونان کے آغاز پر وہ لفٹنٹ جنرل اور سڈ ڈویژن کا کمانڈر بنا دیا گیا۔ اوس نے اپنی افواج سے کامیابی کیساتھ کام لیا اور بالخصوص معرکہ یوروس میں نہایت قابلیت اور شجاعت دکھائی۔

لفٹنٹ جنرل محمد سعد الدین پاشا ہیڈکوارٹر سٹاف کا رکن اور سرزنگو دینا میں مجیب پاشا کا ایڈیکانگ تھا۔ پھر محاربہ روس کے آخری حصہ میں سلسٹریا کے قریب شریک کارزار رہا۔ محاربہ کے بعد جسکے دوران میں وہ ۲۶ برس کی چھوٹی سی عمر میں کرنیل کے رتبہ پر فایز ہو گیا تھا۔ وہ کچھ عرصہ وزارت حرب کے سررشتہ میں مامور رہ کر اس کے مالی صیغہ میں کام کرتا رہا۔

ارمنی بغاوت کے دوران میں وہ امپیریل کمشنر کی حیثیت میں وان کو بھیجا گیا۔ جہاں وہ جلد رعایا کی پریشانی و تشویش کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ان خدمات کے صلہ میں سلطان المعظم نے اوسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس علی حمایل عطا فرمائی۔ محاربہ یونان میں اسے ایک ردیفی ڈویژن کی کمان تفویض کی گئی جو لورو کی لڑائی میں عثمان کے ڈویژن کیساتھ شریک تھا۔ فریقین میں جنگ ملتوی ہونے پر وہ پھر سررشتہ حرب میں اپنے پرانے کام پر چلا گیا[1]۔

فصل ہفتم۔ ترکی بیڑہ جہازات

جرمن افسر کا بیان ہے کہ بری افواج کے علاوہ ٹرکی کی بحری طاقت کو بھی گو اوسنے محاربہ میں بہت ہی خفیف کام دیا اوس کی فوجی قوت کا اندازہ کرتے وقت مدنظر رکھ لینا واجب ہے۔ ترکی نیوی (دوننمہ۔ بحری طاقت یا بیڑہ جہازات) میں تین

---

[1] اس باب کے خاتمہ پر ایپرس کی ترکی فوج کی نسبت ایک واقفکار اور منصف مزاج انگریز کی رائے جو سالہا سال کی تجربہ اور مشاہدہ کے بعد قایم کیگئی تھی درج کر دینا بیجا نہ ہوگا۔ انکا نام کپتان نارمن ہے۔ اور ولایت کے ایک ماہوار رسالہ میں ترکی فوج کی موجودہ حالت کا ۱۸۷۷ء کی حالت سے بالوضاحت مقابلہ کیا ہے۔ ان کی تحریر مصداق الفضل ماشہدت بہ الاغیار نہایت قابل وثوق ہو سکتی ہے۔ صاحب موصوف نے دو برس ہوئے اسوقت کی فوج کی حالت پر ایک رسالہ شایع کیا تھا جسمیں انہوں نے یقین کیساتھ تحریر کیا تھا کہ ترکی فوج ان اصلاحات سے جو اعلیٰ جنگی کمیشن کی نگرانی میں جسکے میر مجلس خود اعلیٰ حضرت امیر المومنین ہیں اور جو برابر یلدز کوشک میں جلاس کرتی رہتی ہے۔ رایج کیگئی ہیں کیسی ہی سخت لڑائی میں خواہ اسکا مقابل کوئی ہو اپنی شجاعت و کارآزمودگی کا پورا ثبوت دیگی۔ وہ اب محاربہ روم و یونان کے نتیجہ پر خوش ہوتے ہیں۔ ان کا بیان بالکل درست ثابت ہوا۔ کپتان ممدوح اس جنگ میں ترکی فوج مقیمہ صوبہ ایپرس کے ہیڈکوارٹر کیساتھ تھے اور انہوں نے صوبہ کے

آہن پوش جہازوں میں توپوں کی حفاظت کیلئے بم پروف خانے ہیں۔ انکے نام مسعودیہ حمیدیہ و آثار توفیق ہیں۔ اقبل الذکر

(بقیہ صفحہ سابق) کی لڑائیوں اور محاربوں کے حالات نہایت انتظام و [illegible] کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں جس میں انہوں نے ترکی فوج کی اس ترقی کا ذکر کیا ہے۔ جو اس کو پچھلے بیس برس میں حاصل ہوئی ہے۔ ۱۸۷۷ء کی ترکی فوج کی نسبت وہ تحریر فرماتے ہیں کہ محاربہ روم و روس میں ترکی فوج کے اہم نقص یہ تھے کہ اسٹاف کا اس میں نام و نشان تک نہ تھا اور افسر بالکل ناقابل و جاہل تھے۔ مختار پاشا (سپہ سالار افواج آرمینیا) کے ساتھ کوئی اسٹاف نہ تھا اور نہ کوئی ایسا افسر ان کے ساتھ تھا جو دشمن کی جمعیت اور ملک کی قدرتی کیفیت کو معائنہ کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ بہت تھوڑے افسر نقشہ کو پڑھ سکتے تھے۔ اور نقشے بھی بہت تھوڑے تھے۔ اور جو تھے بھی وہ آسٹریا کے چھپے ہوئے۔ میدان جنگ میں تاربرقی سے کوئی کام نہ لیا گیا تھا۔ کیمپ سے فاصلہ پر پکٹ اور پہرے بٹھانے وہ جانتے ہی نہ تھے۔ ڈویژنوں بریگیڈوں اور رجمنٹوں کے کمانڈر اپنی فوجوں سے کام لینے اور ان سے فوجی نقل و حرکت کرانے کے فن سے ناآشنا تھے۔ اور کیمپوں کے صاف رکھنے کیلئے کوئی کوشش نہ کی جاتی تھی۔ میدان جنگ کیلئے تقریباً کوئی ہسپتال موجود نہ تھا۔ اور مجروح سپاہیوں کے اعضاء قسطنطنیہ سے منظوری ملنے سے پہلے قطع نہیں کئے جا سکتے تھے۔ میدان جنگ میں فوجی خزانہ بالکل خالی تھا۔ اور کمسریٹ کا انتظام کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ۱۸۹۷ء میں کل نقشہ بدلا ہوا ہے۔ ڈویژنوں کے کمانڈر عثمان پاشا و ابراہیم پاشا یہ دونوں افسر صوبہ ایپائرس کی فوج پر مامور تھے جنکا مارشل ادہم پاشا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جو اعلیٰ تعلیم یافتہ اور علمی و عملی دونوں طرح کے فن جنگ میں پورے ماہر تھے۔ اور انکے اسٹاف افسر ایسے چالاک اور ذہین تھے کہ کسی فوج میں اس سے بہتر نہیں دکھائی دیتے۔ فوج ایپائرس کے دونوں ڈویژنوں کے اعلیٰ اسٹاف افسر میجران اسعد و صالح بک کئی برس جرمن فوج میں رہ چکے تھے۔ اور ٹوپی کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] تک ہر جوڑ بند انکی سپاہی گری کا شاہد تھا۔ تمام رجمنٹوں کے افسروں اور اسٹاف افسروں کو ملک کی نہایت درست نقشے تقسیم کئے گئے تھے۔ جو [illegible] کے پیمانہ پر تھے۔ ڈویژنوں کے کمانڈروں کے پاس اس نقشہ کے علاوہ ایک ایک نہایت ہی عمدہ نقشہ رنگین [illegible] کے پیمانہ پر تھا۔ ان سے عمدہ نقشے میں نے کبھی نہیں دیکھے۔ [illegible] فوج کے ہمراہ تھا اور گو عیسائی باغی اکثر تاروں کو کاٹ جاتے تھے۔ تاہم تارگھر نہایت قابل تعریف درستی اور پھرتی سے کام دیتا رہا۔ پکٹ اور [illegible] کے پہرہ کے فرائض کو نظام فوجیں [illegible] سمجھتی تھیں۔ اور [illegible] کے تینوں بریگیڈوں کے کیمپ صفائی و پاکیزگی میں اپنی آپ ہی نظیر تھی۔ آدمیوں اور گھوڑوں کے لئے پانی پینے کا الگ الگ انتظام تھا۔ پاخانے نہایت احتیاط سے بنائے گئے تھے۔ اور ہر روز صفا کئے جاتے تھے۔ میدانی فوجی ہسپتال ہر ایک ڈویژن کے ہیڈکوارٹر میں موجود تھے۔ ایک بمقام [illegible] ایک بمقام [illegible] میں ایک بمقام [illegible] اور پانچ جانینا میں تھے۔ ان سب میں بالمجموع [illegible] بیمار اور مجروح سما سکتے تھے [illegible] کا تمام [illegible] کا [illegible] بیماروں کی چنداں [illegible] نہ پڑے قطع اعضاء کیلئے قسطنطنیہ سے اجازت منگوانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ [illegible] افسر کی رائے پر منحصر تھا۔ جانینا کے ہیڈکوارٹر کا فوجی خزانہ بھرپور تھا۔ اور عثمان پاشا ہر وقت نقد ان دہقانوں کو جنکے جانور بار برداری کیواسطے لئے جاتے تھے ادا کر سکتے تھے۔ بلکہ فوج کیلئے جو بھیڑ بکریاں خریدی جاتی تھیں۔ اُن کی قیمت بھی فی الفور ادا کر دیتے تھے۔ سپاہیوں کی جیب بھی خالی نہ تھی [illegible] کو بھی تنخواہ برابر ملتی رہتی تھی اور گو اخبار نویس [illegible] عادی ہوتے ہیں۔ مگر دو تین آدمی [illegible] کے سپاہی نہایت انضباط و التزام کے ساتھ ہر ایک چیز کی جس کی ان کو ضرورت ہوتی تھی قیمت ادا کر دیتے تھے [illegible] کے اخیر میں جانینا (بقیہ بر صفحہ [illegible])

[illegible] صفحہ ۱۴۶

جہاز ۱۱۲۰ ٹن اٹھانیکی قابلیت رکھتا ہے وہ سنہ ۱۸۷۴ء میں سمندر میں اتارا گیا تھا اسپر بارہ توپیں منہ کیطرف سے بھرنیوالی آرمسٹرانگ قسم کی تین انچ قطر کی کرپ۔ جلد چلنیوالی اور کلدار توپیں نصب ہیں اور اسکی زرہ کی آہنی چادریں ایک فٹ دبیز ہیں۔ مگر آثار توفیق کیطرح اس کی چادر بھی آہنی ہیں تینوں جہازونکی رفتار فی گھنٹہ تیرہ ناٹ ہے۔ حمیدیہ اور آثار توفیق اس سے چھوٹے ہیں اول الذکر کا وزن (یعنی وزن اٹھانیکی کی قابلیت) ۳۸۰۰ ٹن اور آثار توفیق کا ۴۷۰۰ ٹن ہے لیکن حمیدیہ ۹ انچ دبیز مرکب چادروں سے محفوظ ہے اور اسکی تمام بھاری توپیں کرپ قسم کی ہیں اس پر ۱۰ انچ قطر کی دو چھ انچ کی چھ ۳ ۱/۲ انچ کی اور دو مشینی توپیں ہیں آثار توفیق پر آٹھ ۹ ۱/۲ انچ کی دو آٹھ انچ کی چار جلد چلنیوالی اور سات کلدار توپیں ہیں۔ آثار توفیق اور مسعودیہ کو مصافی جہاز سمجھا جا سکتا ہے مگر چاروں آہن پوش بیجا جہاز عزیزیہ محمودیہ عثمانیہ اور اجلانیہ لڑائی کی مقاصد کیلئے محض ناکارہ ہیں کیونکہ انکی زرہ بہت ہی پتلی ہے البتہ باربرداری کے کام کیلئے بہت کارآمد ہیں ایک

(دیکھو صفحہ سابقہ) سے آگے بڑھنے کے وقت فوج میں باربرداری کا انتظام نہایت مکمل تھا۔ ہر ایک پلٹن کے ساتھ دو سو یا دو یا خچریں تھیں۔ اور مقامات سیرونیا فلیپا ڈیمیرہ فرصلوں کا رواں اور جانینا میں ڈپو قائم کردئے گئے تھے۔

اسکے بعد کپتان نارمن تحریر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ عثمانیہ نے اس محاربہ میں عثمانیہ فوج کا بہترین اور قابل ترین حصہ نہیں بھیجا تھا چار بٹالین کے سوا اور کوئی رجمنٹ باقاعدہ فوج نظام کی سلطان المعظم نے میدان جنگ کو روانہ نکی یہ میدان کیلئے ردیف فوج نے جیتا ہے نظام فوج اپنے چھاؤنیونکی بارکوں ہی میں مقیم رہی تھی۔ اگر سرویا بلگیریا بھی یونان کے ساتھ شامل ہو جاتے (گو جبتک یونان صدر پر مقدونیہ کا دعویدار ہے۔ یہ دونو قومیں اسکی بجائے زیادہ تر سلطان کی طرفدار رہینگی) تو ترکی کو اس کی کچھ پرواہ نہ ہوتی اس نے ان دونو ملکوں کی سرحد پر منزل بمنزل ایک سو تینتیس پلٹن نظام فوج تیار رکھی تھی جو سب کی سب ماوزر بندوقوں سے مسلح تھی۔ اب گویا باب عالی کو ان دونو ملکوں کے ساکت رہنے کا یقین تھا۔ مگر اسے یونان ایسے حقیر دشمن کے ساتھ مقابلہ پر نظام فوج روانہ کرنیکی کوئی احتیاج نہ تھی۔

پس جنگ نے ثابت کردیا کہ وہ یونان ایسے ملکوں کو صرف بائیں ہاتھ کی ضرب سے تباہ کرسکتی ہے۔ کیونکہ ردیف اور نظام کی وہی نسبت ہے۔ جو ہندوستان کی گورہ فوج کو پولیس کے رنگروٹ سے ہے۔

---

[۵] ترکی بیڑہ جہازات کی کمزوری کی متعلق محاربہ کے دوران میں یورپین اور بالخصوص انگریزی اخبارات بہت کچھ لاطائل خبریں بکتے رہتے تھے جنکی اکثر غلط روایات کی اسی زمانہ میں میرا اخبار وکیل میں متعدد واقعات کو پیش کرکے تردید کردی تھی۔ لیکن اسمیں کوئی کلام نہیں کہ یورپین اخبارات کی کل رد تہمتیں ہی بالکل غلط نہ تھیں۔ ترکی بیڑہ کی کئی جہازات قابل اصلاح و درستی تھے۔ جنکی درستی کا کام بفرمان سلطان کے حکم شاہنشاہی جنگ مذکور کے دوران میں ہی شروع کردیا گیا۔ اور اب تک اس معاملہ میں بڑی سرگرمی سے کام کیا جارہا ہے چنانچہ متعدد جہازات کی درستی خاص سلطانی کارخانہ میں ہو چکی ہے۔ اور کئی نئے جہاز اور تارپیڈو کشتیاں بھی اسوقت تک تیار ہوچکی ہیں۔ مزید برآں ترکی بیڑہ کے دو بڑے جہاز مسعودیہ اور آثار توفیق از سر نو جدید طرز پر مسلح اور مرمت کئے جانیکے لئے جنوری ۱۹۰۰ء میں شمال مغربی اٹلی کے بندرگاہ جینوا کے کارخانہ انسالڈو میں بھیجے گئے۔ اور خدا نے چاہا تو عنقریب عہد سلطانی میں ترکی بیڑہ کو پھر سابقہ عظمت اور طاقت حاصل ہو جائیگی۔ مترجم

[۶] انگریزی بیڑہ کے وہ جہازات اول درجہ کے کہلاتے ہیں جو ۹۵۰۰ ٹن یا اس سے زیادہ وزن اٹھانیکی قابلیت رکھتے ہوں اور دس ناٹ فی گھنٹہ کی رفتار سے چلیں

دو ہزار آدمی سوار ہو سکتے ہیں۔ فریگیٹ[1] حمیدیہ ترکوں کی بحری صناعی و کاریگری کا نمونہ ہے۔ اس کی تعمیر ۱۸۸۶ء میں عبد العزیز کے عہد میں شروع ہوئی۔ اور بمشکل تمام کہیں ۱۸۹۴ء میں جا کر ختم ہوئی۔ لیکن جب اوسے موجودہ سلطان کے سعید بخت نام سے موسوم کر کے سمندر میں اتار دیا گیا۔ تو انجنیری اور عمارتی نقصوں کی وجہ سے ناقابل ثابت ہوا۔ بنا بریں اسے پھر دوسرے جہازوں نے کھینچ کر کارخانہ[2] میں پہونچا دیا۔ جہاں وہ تب سے اپنی زندگانی فلسفیانہ غور و فکر اور سوچ بچار میں بسر کر رہا ہے

[1] فرانگیٹ اس جہاز کو کہتے ہیں۔ جو کارویٹ اور مصافی جہاز کی بین بین ہے۔ بالفاظ دیگر یہ چھوٹا مصافی جہاز سمجھا جاتا ہے

[2] برعکس ازیں جیسا کہ میں ترکی کی موجودہ حالت میں لکھ چکا ہوں۔ مسٹر ویلٹی نے سٹیٹ مینز ایر بک بابت سال ۱۸۹۶ء میں حمیدیہ کے کارخانہ یا آرسینل سے باہر نہ نکلنے کی وجہ یہ بتائی تھی۔ کہ اس کی تسلیح و توپیں وغیرہ نصب کرنیکا کام ابھی تک مکمل نہیں ہوسکا یہ جہاز اس بیڑہ میں جو ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو گولڈن ہارن سے دردانیال کو گیا شامل تھا۔ اس بیڑہ کی روانگی اور اس کے جہازات کے حالات دیکھو مورخہ ۱۹۔ اپریل ۱۸۹۷ء کی سندر جہ ذیل نوٹ سے ظاہر ہے۔

قسطنطنیہ کے بندرگاہ گولڈن ہارن شاخ زریں سے، ۲۰ مارچ کے سہ پہر کو چھ عثمانیہ آہنی جہاز اور تین تارپیڈو کشتیاں نائب امیر البحر حسن رامی پاشا کی زیر فرمان روانہ ہوئے۔ لاکھوں تماشائی ان کی روانگی کو دیکھنے کے لئے بندرگاہ کے ساحل اور دکانوں کی چھتوں اور دریچوں پر جمع تھے۔ اور ان کے جوش کا کوئی حد و حساب نہ تھا۔ روسی سفیر اور کئی اور سفیر بھی موجود تھے۔ جہازوں کے گذرنے کیلئے پونے چار بجے گولڈن ہارن کے دونو پلوں کو درمیان سے اٹھا دیا گیا۔ اور پلوں کے دونو جانب فوجی پہرا کھڑا ہو گیا۔ ۱۸۷۷ء کی لڑائی کے بعد اب پہلی دفعہ ترکی بیڑہ نے اپنے مستقر سے حرکت کی ہے۔

سب سے پہلے مسعودیہ آہن پوش نے حرکت کی اور اسکے کپتان نے اس کو نہایت سلیقہ اور چالاکدستی سے پل کے درمیانی راستہ سے جو بہت تنگ تھا گذارا۔ یہ جہاز ترکی بیڑہ میں سب سے بڑا ہے۔ اسکا وزن ۹۱۲۰ ٹن ہے اور اس پر بھاری توپیں نصب ہیں اسے تیار ہوئے اگرچہ ۲۵ برس گذرے ہیں۔ لیکن پھر بھی اول درجہ کا جنگی جہاز شمار ہوتا ہے۔ نئے روغن سے اس کی ٹیپ ٹاپ اور بھڑک اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کے بعد ایک چھوٹی سی مگر پھرتیلی تارپیڈو کشتی گذری۔ اور پھر حمیدیہ آہن پوش جو ترکی سلحخانہ میں تیار کیا گیا تھا۔ یہ مسعودیہ سے بہت چھوٹا ہے۔ اس کا وزن ۲۴۰۰ ٹن ہے اور صرف ایک چمنی دھواں نکلنے کی رکھتا ہے۔ پل کے قریب پہنچکر اسکو پل سے ٹکرانیکا خدشہ ہو گیا۔ لیکن کپتان نے پھرتی کر کے جہاز کو پچھلی طرف لوٹا لیا۔ اور پھر سیدھا کر کے پل میں سے نکالا۔ حمیدیہ کے بعد آہن پوش عثمانیہ تیسرے نمبر کے ساتھ بندرگاہ سے نکلا۔ اس کے پیچھے ایک تارپیڈو کشتی اور ایک تارپیڈو کروزر روانہ ہوئے۔ پھر آہن پوش عزیزیہ عثمانیہ اور ارطغرل۔ یہ دونوں ایک عمدہ جہاز ہیں۔ ہر ایک کا وزن ۶۴۰۰ ٹن۔ رفتار فی گھنٹہ ۱۴ میل۔ ہر ایک پر ۴ کروپ اور ۸ نارڈن فیلٹ توپیں ہیں۔ یہ تینوں جہاز کل بیڑہ میں سب سے تیز اور پھرتیلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے بعد جہاز نجم شوکت گذرا یہ ۲۸۰۵ ٹن وزنی ہے ۔ آسٹریا میں تیار ہوا تھا۔ اور سابق انگریز امیر البحر ہوبارٹ پاشا کی نگرانی میں بنایا گیا تھا۔ اس جہاز کے گذرنے کے وقت بارش ہو چکی تھی ۔ مگر تماشائیوں کی صفوں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ سب سے آخر دریائی آہن پوش تارہ گیا جس کا وزن ۲۲۰۰ ٹن ہے بیڑہ گولڈن ہارن سے نکلکر سیدھا بحر مارمورا کی طرف روانہ ہوا ...

برجدار جہازات معزیہ محمودیہ عثمانیہ اور رشادیہ ہیں سے ہر ایک پر دو نالی توپیں دو دو آہن پوش یعنی زرہ دار برجوں پر جنکی زرہ کی چادریں دس دس انچ دبیز ہیں نصب ہیں۔ ہر ایک پر دو ۱۰ انچ کی آٹھ ۶ انچ کی ۔ چھ چار انچ کی چار جلد چلنے والی اور سات مشینی توپیں ہیں جو سب کی سب کرپ قسم کی ہیں۔ علاوہ بریں یہ جہاز پر ایک چھوٹی تارپیڈو کشتی بھی رہتی ہے اور ہر ایک میں دو تارپیڈو نالیاں لگی ہیں۔

انکے بعد برجدار جہاز حمید القادر قابل ذکر ہے۔ جو آہن پوش کروزر (گشت کنندہ جہاز) کا کام دیگا۔ اس کا وزن ۳۸۰۰ ٹن ہو سا انجن ۱۰۵۰۰ اسپ قدرت کی طاقت کی ہیں۔ جو جہاز کو توام چرخونسے چلا ئینگے۔ اس پر جدید ترین قسم کی بہت سی توپیں نصب ہیں۔ ایم سی بسیکہ کے بیان کے مطابق یہ جہاز ابھی تک زیر تعمیر ہے مگر مکمل ہونے پر جدید ترین قسم کا اور ہر طرح سے ترکی بیڑہ کا نہایت مضبوط اور کار آمد جہاز ہوگا۔ اور اس کے اضافہ سے بیڑہ کو بہت تقویت مل جائیگی ان بڑے جہازوں کے علاوہ سات چھوٹی آہن پوش کاروٹ[^۱] فتح بلند۔ مقدم خیر۔ عونی اللہ۔ معین ظفر۔ اجلالیہ۔ آثار شوکت۔ اور نجم شوکت ہیں۔ انکی وزن دو ہزار سو لیکر ۲۸۰۰ ٹن تک ہیں۔ اور رفتار ۱۱ سے لیکر ۱۲ ناٹ فی گھنٹہ۔ یہ گراں وزن اسکے بطرف سے پھرنے والی آرمسٹرانگ۔ درمیانی حساب کی کرپ۔ ہلکی جلد چلنے والی۔ اور مشینی توپوں اور نیز تارپیڈو سے مسلح ہیں۔ زیادہ سے زیادہ ان سے صرف حفاظت ساحل کا کام لیا جاسکتا ہے مگر چونکہ ان کی زرہ کی چادریں ۵ انچ سے بھی کم دبیز ہیں وہ جدید ترین قسم کی توپوں کے سامنے زیادہ عرصہ نہیں ٹھہر سکتے۔

ترکی کے پاس دو بیرونی برجوں کا ایک پانی شد[^۲] (مدوّر جہاز) موسومہ حفظ رحمن بھی ہے۔ اسکا وزن ۲۴۰۰ ٹن ہے زرہ چند انچ دبیز نہیں رفتار صرف بارہ ناٹ فی گھنٹہ ہے ۱۸۶۸ء کی ساخت ہے۔ اور دو ہر طرف سے پھرنے والی آرمسٹرانگ توپوں سے مسلح ہے آہن پوش جہازات کی بیڑہ کے ساتھ دو دریائی گنبوٹوں فتح اسلام۔ و محمدیہ۔ اور آہن پوش گنبوٹ[^۳] بڑیا بھی ذکر کرنا لازم ہے۔ اول الذکر دونو جہاز صاف نال کی توپوں سے مسلح ہیں۔ اور ہر ایک کا وزن ۳۳۰ ٹن ہے۔ بڑیا کی ساخت ۴۰۰ ٹن کی ہے اور زرہ ۴ انچ کرپ۔ دو جلد چلنے والی اور دو نکلدار توپوں سے مسلح ہے

متذکرہ صدر آہن پوشوں کے علاوہ ترکی کی پاس تارپیڈو جہازات کا بھی معقول بیڑہ ہے۔ اسمیں تین تارپیڈو گنبوٹ (موسومہ نصرت پلنگ دریا و شاہین دریا) جدید ساخت کی ہیں۔ دو جرمنی کی کارخانہ گارڈن کی ساخت ہیں۔ اور ایک جسکی رفتار ۱۵ اور ۲۲ ناٹ کے درمیان ہے قسطنطنیہ کی سلطانی کارخانہ بحری کی ساخت ہے انکی علاوہ دو تارپیڈو غرق کنندہ جہاز (موسومہ برق افشاں وطیار) ۱۵ اول درجہ کی ، دوم درجہ کی اور ایک سوم درجہ کی تارپیڈو کشتیاں اور دو زیر آب چلنے والی کشتیاں ہیں برق افشاں اور طیار جرمنی کے شہر کیل کے کارخانہ جرمانیا کی ساخت ہیں اونکی رفتار ۲۶ ناٹ ہے تارپیڈو کشتیوں میں سے بھی اکثر جرمنی کے

[^۱]: فرانگیٹ سے چھوٹا جنگی جہاز جس پر عموماً توپوں کی صرف ایک قطار ہوتی ہے۔

[^۲]: ترکی بیڑہ کی کسی پانی شد یا ۱۸۷۷ء کی محاربہ روم و روس میں دریائے ڈینیوب اور بحر اسود کے ساتھ میں روسی تارپیڈو نے غرق کر دیا تھا۔ مترجم

مختلف کارخانوں کی بنی ہوئی ہیں۔ اور جدید ترین طرز کی ہیں۔ بالفاظ دیگر ترکی بیڑہ کا جدید اور تازہ ترین ساخت کا حصہ والا حصہ یہی بیڑہ تارپیڈو ماں ہے۔

بلا زرہ جہازات میں سے جو موجودہ زمانے کی بحری لڑائی میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ترکی کے پاس آٹھ اول دوم و سوم درجہ کے کروزر ہیں کہ ان میں سے چار جہاز کار آمد ہیں۔ کیونکہ گو باہر کی طرف ان پر کوئی زرہ نہیں لیکن اندرونی طور پر وہ ڈیکوں (چھتوں) کے فولادی اور گاؤ دم ہونے کی وجہ سے بہت کچھ محفوظ ہیں۔ ان آٹھ جہازوں کے علاوہ ۸ ۲۔ اول دوم اور سوم قسم یا درجہ کی اگنبوٹ سوچ پیدا رادر پیچ دار چرخ سے چلنے والے دخانی جہاز (سٹیمر) جو دیدبانی اور دیکھ بھال کا کام دیتے ہیں نیز تعلیمی اور کئی بار برداری کے جہاز بلا زرہ جہازوں کی ترکی بیڑہ میں موجود ہیں۔ سوخوم قلعہ[1] کی مہم کے بعد جو ہبہ برٹ پاشا ماں

[1] سوخوم قلعہ بحیرہ اسود کے شمالی شہر و ساحل پر بندر پوٹی سے چالیس یا بیالیس میل بجانب شمال واقع ہے۔ مسٹر اولیور تاریخ محاربہ روم و روس میں اس مہم کے حالات بالاجمال یوں لکھتے ہیں روسیوں نے ۱۸ مئی ۱۸۷۷ء کو پچاس ہزار فوج لیکر دس ہزار ترکی فوج سے جس کا کمانڈر طہم سٹانہ حملہ آوروں کو دیکھ کر بھاگ گیا تھا۔ ا روسیوں کو فتح کرلیا۔ مگر ۱۴ مئی کو ترکوں کو بھی سوخوم قلعہ میں نمایاں فتح حاصل ہو چکی تھی ۱۴ مئی کو چار آہنی فرانگیٹ چار بڑے بار برداری کے جہاز۔ ایک خبر رساں کشتی۔ معہ دس ہزار فوج۔ پانچ بانڈی توپخانہ اور پچاس ہزار رائفلوں کے جو وہیں کے باشندوں میں تقسیم کرنے کے لئے ساتھ لیجائی گئی تھیں۔ پوٹی سے چالیس میل دور ابخاسیہ کے ساحل پر نمودار ہوئی یہ سب جہاز اور فوج فضلی پاشا کے زیر کمان تھی۔ ساحل کے قریب پہنچکر ترکی فوج خشکی پر اترنی شروع ہو گئی۔ سوخوم قلعہ کے کمانڈر نے یہ دیکھ کر کچھ فوج حملہ آوروں کا مقابلہ کرنیکے لئے اس طرف بھیجی۔ مگر اسی دن رات کیوقت جسقدر ترکی فوج خشکی پر اتری تھی۔ وہ پھر جہازوں پر سوار ہو گئی۔ اور دوسرے روز علی الصباح یہ بیڑہ قصبہ سوخوم قلعہ کے سامنے نمودار ہو گیا۔ یوم مقابل کی کارروائی سے اس فوج کا حصہ کثیر شہر سے باہر جا چکا تھا۔ ترکی امیر البحر پاشا نے شہر پر گولہ باری کی جس کا غنیم چنداں استقامت سے جواب نہ دے سکا۔ بعد ازاں امیر البحر نے ایک ہزار چرکس خشکی پر اتار دی اور انہوں نے آبادی کے مسلمان حصہ کی مدد سے شہر پر قبضہ کرلیا۔ اور پھر کچھ باقاعدہ سپاہی چند علماء سمیت چرکس قبائل میں جو پہلے سے باغی ہو رہے تھے۔ روسیوں کے برخلاف جہاد کا وعظ کرنیکے لئے جہازوں سے بھیجے گئے۔ ترکوں کو اس فتح سے ابخاسیوں کی بغاوت کو مزید تحریک مل گئی۔ اور انہوں نے کئی جگہ روسی افواج کے منفرد دستوں کو شکستیں دیکر بھگا دیا۔ اس ملک کے باشندے یعنی ابخاسی چرکسوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور اس جانگداز و بہادرانہ جدوجہد میں جو شیر کوہ قاف شامل روسیوں کی حکومت کے برخلاف کرتا رہا تھا۔ انہوں نے بہت مدد دی تھی۔ یہ لوگ گو باقاعدہ لڑائی میں چنداں کار آمد نہیں۔ مگر متفرق و بیقاعدہ طرز و طریق جدال اور جھاڑیوں وغیرہ کی پناہ میں رہ کر لڑائی کرنے میں عجیب مہارت رکھتے ہیں۔ ناظرین کو اس عبارت سے مہم کے مجمل حالات کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ محاربہ روس کے مورخ نے اس مہم میں ہبہ برٹ پاشا یا کسی اور انگریز افسر ملازم باب عالی کی شرکت خصوصیت کا کوئی ذکر نہیں کیا پر تعجب ہے کہ ہمارے مورخ نے کس طرح مہم کی نسبت یہ لکھدیا ہے کہ وہ انکی زیر کمان گئی تھی۔ اس نقشہ کے ساتھ ہی ابخاسیوں کی بغاوت کے متعلق یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ گو شروع شروع میں اس سے بہت سی امیدیں تازہ ہو گئی تھیں مگر بالاخر محاربہ کے اختتام سے پہلے ہی روسی اس کو فرو کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے

مان تھوپ بک اور انکی شناخت کر تیرکمان (جس شناخت میں بھی انگریزی قوم کا افسر تھے) ۱۸۹۶ء میں بھیجی گئی تھی۔ ترکی آہن پوش
بھی بیڑہ کبھی مجتمع نہیں ہوئے بلکہ بعد ازاں کوئی ضرورت پیش آنے پر ایک ایک جہاز اکیلا سفر کرتا رہا ہے کبھی دو چار اکٹھے مل کر باہر
نکلے۔ نہ کبھی دو چار کو ایک بیڑہ میں جمع کرکے مشق و قواعد کرائی گئی ہے۔ چنانچہ اگر ایک صف آرائی کرکے دو چار سو اکٹھی مشق
اور نقل و حرکت کرائی جائے تو بحری خدمت کی طبعی قابلیت اور استعداد کے باوجود جو ترکی بیڑہ کے ملاحوں سپاہیوں
اور افسروں میں پائی جاتی ہے کسی طرح کی مشق و قواعد کا عادی نہ رہا ہوگا یا یہ ہے کہ بلا شک و شبہ تصادم وغیرہ کو ضرور نامبارک
حادثے ہوں۔ سلطانی بیڑہ کی مجبورانہ گوشہ نشینی میں سنین گذشتہ میں شاذ و نادر ہی خلل پڑتا رہا ہے اور وہ خلل بھی اسی قدر رہا ہے
کہ کبھی کوئی تارپیڈو کشتی تن تنہا سمندر کو روانہ ہو گئی۔ اس بیکاری و عزلت نشینی کا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ جب کبھی متعدد جہاز کو نکالنے
باہر بھیجنے کی ضرورت پڑتی رہی ہے جیسے کہ اسوقت پیش آئی تھی جبکہ جرمن قیصر جہاز ہوہن زولرن (۱۸۹۸ء میں) قسطنطنیہ گیا
تھا۔ اور چند ترکی جہازوں کا اسکی استقبال و پیشوائی کیلئے آگے جانا لازمی امر تھا۔ تو غیر معمولی جد و جہد کرنا پڑتا رہا ہے

بقیہ صفحہ سابقہ جس پر ترک سدخوم قلعہ اور دیگر مقامات کو خود بخود خالی کرکے واپس چلے گئے۔ ترکوں کی اس کوشش کو مقابلہ
پر روسیوں نے بھی اپنی سپاہیوں کو بغاوت پر کھڑا کر دیا تھا لیکن اس بغاوت کا انجام بھی اچھا سیونکی بغاوت ایسا ہی ہوا۔ مترجم

سلہ جرمنی نویسندہ کا یہ بیان ہرگز مبالغہ آمیز نہیں۔ چنانچہ جنگ یونان کے دوران میں جب بمقدار آہن پوشوں کو بندر سے نکالنے کا حکم صادر
ہوا تھا۔ تو کبھی ہفتے تیار ہونے میں صرف ہو گئے۔ اور گولڈن ہارن کے پلوں میں سے جنہیں جہازوں کے گذرنے کیلئے راستہ کر دیا جاتا ہے۔ انکو
نہایت احتیاط سے نکالا گیا تھا۔ اور چونکہ کئی برس کے بعد اب پہلی مرتبہ ان آہنی قلعوں نے حرکت کی تھی۔ آدھا شہر اس نظارہ کے
دیکھنے کیلئے گولڈن ہارن کے دونوں کناروں پر جمع ہو گیا تھا۔ مگر اب جیسا کہ میں کسی حاشیہ میں بتا چکا ہوں۔ یہ کیفیت
نہیں رہ گئی۔ آہن پوش بیڑہ کا حصہ کثیر اب سمندر میں رہتا ہے۔ اور صرف تھوڑے سے جہاز لنگرگاہ میں باقی ہیں جو مرمت ہو جانے
کے بعد عنقریب باہر نکل آئیں گے یہ اسی بیداری کا اثر تھا۔ کہ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں جب قیصر جرمنی دوبارہ قسطنطنیہ گیا تو اس کے استقبال کیلئے ترکی بیڑا
بھیجنے میں باب عالی کو کوئی خاص تردد نہ کرنا پڑا۔ اس قابل جرمن فوجی افسر نے ایک جگہ ترکوں کی جہاز سازی و صناعی پر طنز کی ہے۔ جس کو بالکل بے
بنیاد تو نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن حد مناسب سے ضرور بڑھی ہوئی ہے۔ ترکوں نے یہ درست ہے کہ موجودہ انجینیری اور صناعی وغیرہ میں یورپین
اقوام کی برابر ابھی تک ترقی نہیں کی ہے لیکن اب وہ غافل نہیں رہ گئے اور ہم پلہ بننے کی لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔ حمیدیہ جہاز میں تھوڑا سا نقص
رہ جانے سے اسکا سمندر پر ٹھیک ٹھیک قابو میں نہ رہ سکنا گو ایک طرف ترکی صناعت کی ابھی تک کچھ ناقص و ناکمل ہونیکا پتہ دے رہا ہے
لیکن ساتھ ہی اس سے ترکوں کی اسقدر مہارت بھی واضح ہو رہی ہے۔ کہ ترکوں میں عظیم الجسامت جہاز بنانے کی قابلیت پیدا ہو گئی ہے۔
مزید براں جرمنی افسر کی تحریر سے یہ کسی طرح مستنبط نہیں ہوتا۔ کہ ترک جہاز کو اور کے نقص کو درست نہیں کر سکتے۔ سلطانی کارخانہ
کے جنگی آلات اور ترکوں کی جہازی صنعت کی موجودہ کیفیت ایک نامور ہم وطن مسلمان سیاح شمس العلماء مولوی شبلی نعمانی نے
اپنے سفرنامہ شام و روم و مصر میں جو تحریر کی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ترکوں نے اس صنعت میں بھی قابل تعریف مہارت پیدا کر لی ہے

فصل ہشتم میدان کارزار

اپنے تنازعات و اختلافات کو فیصل کرنے کیلئے دونو مخالف عساکر جس ضلع میں ایک دوسرے سے بالمقابل ہوئے۔ وہ ترکی صوبجات جنوبی مقدونیہ و اپائرس اور یونانی صوبجات تھسلی و توسیس پر مشتمل تھا۔ کوہستان پنڈس کا سلسلہ اس علاقہ کو دو مختلف میدانہائے کارزار میں تقسیم کرتا ہے انہیں سے زیادہ اہم تھسلی کا میدان جنگ ہے جو تقریباً سارے کا سارا ہموار اور مسطح ہے۔ برعکس ازیں دوسرا میدانِ جنگ یعنی علاقۂ اپائرس نہایت کوہستانی اور بڑی جنگی کارروائیوں کیلئے کم مناسب ہے۔ جرمن افسر لکھتا ہے۔

تھسلی اور اپائرس کے درمیان جسقدر سڑکیں ہیں وہ محض پگڈنڈیاں ہیں اور پنڈس کے درمیں سے گزرتی ہیں اپائرس کے ساتھ خشکی کے راستوں کی اس عدم موجودگی کی وجہ سے ترکی یونان کے مقابلہ پر جو سمندر کے راستوں پر پورا پورا اقتدار رکھتا تھا۔ صریح خسارہ پر تھی۔ اور اسی مجبوراً تمام کمکیں مناسطر کے راستہ اپائرس کو بھیجنی پڑی تھیں۔

پنڈس کے مشہور درے یہ ہیں۔ درہ زیگاس جو یانینا اور اورگریونیا سے براہ مت سوو تھو کالا کو جاتا ہے۔ درہ جو مالتنا جو گریونیا سے کالاباکا کو جاتا ہے۔ کالاباکا یونان کی شمالی ریلوے کا جو دولو سے ترکالا اور کالاباکا کو جاتی ہے۔ انتہائی سٹیشن ہے۔ درہ زدرگیا جو کو زیانی سے الاسونا کو جاتا ہے اور درہ اوزیراس سلسلہ پنڈس کے ادنیٰ حصہ میں جو درہ زیگاس سے بجانب شمال ہیں ساٹھ میل سے زیادہ کی مسافت میں آمدورفت کے راستے ابھی تک بری حالت میں ہیں۔ ترکالا اور گریونیا کے درمیان محض پگڈنڈیاں ہیں۔ جن پر صرف زین سواری سے گذرا جا سکتا ہے۔ اور مناسطر کے سیا و یانینا کی سڑک کا ابھی تک صرف کچھ حصہ تیار ہوا ہے بنا بریں صرف دو ضلعے فوجی کارروائیوں کیلئے مناسب ہیں ایک تو ضلع اپائرس جہاں پھر بھی ان کارروائیوں کیلئے

سنہ ۱۵ء زمانہ آیندہ میں انہی مشکلات سے کبھی دوچار اور تکلیف اٹھانے سے محفوظ رہنے کیلئے باب عالی نے ایک طرف سالونیکا سے الاصونا تک اور دوسری طرف مناسطر سے یانینا اور پریویسا تک ریلوے لائن بنانیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور عنقریب ان پر کام شروع ہوا چاہتا ہے۔ مگر افسوس یہ لائنیں بھی یورپین سرمایہ سے یورپین اجارہ داروں کی معرفت تیار ہونگی جس سے نفس ریل کے فوائد میں تو کمی نہیں ہو سکتی۔ مگر پولیٹکل وملکی و قومی لحاظ سے ایسے سرمایہ کا استعمال سینکڑوں نہایت اہم اور خوفناک قباحتوں سے خالی نہیں۔ اجنبی سرمایہ کو اپنے ملک کی فائدہ بخش کاموں سے منتفع ہونے دینا اور خود نامردوں اور بزدلوں کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے کی بدترین ذلت و بدنامی جو کل قوم پر وارد ہوتی ہے علیحدہ رہی۔ معنی ناصح کو خیر باد کہکر اور اس ذلت عامہ سے آیندہ حتے الامکان ملک و قوم کو محفوظ رکھنے کیلئے سترہ سولہ مہینے ہوئے وکیل امرتسر نے مشترکہ قومی سرمایہ سے ریلوے لائن تیار کرنے کی تجویز مسلمانان عام باشندگانِ سلطنت عثمانیہ اور امیر المومنین کی خدمت میں پیش کی تھی۔ اور جہاں تک ہو سکا۔۔۔۔

کیلیے کٹھن اور صعب ترین مشکلات اور رکاوٹیں موجود ہیں اور دوسرا ضلع تھسلی جو ایک چھوٹا سا دیگچہ نما میدان ہے یہ میدان
جنوب کیطرف لنڈس سے مشرق کی جانب کوہ اولمپس اور کوہ اوسا کے سلسلہ سے شمال میں سلسلہ مذکور کی ٹیڑھی ترچھی
شاخوں سے اور بجانب جنوب کوہ سہارا و تھریس اور سر بفلک و دشوار گذار جبال اوا ٹیا سے گھرا ہوا ہے

تھسلی پر اب تک جسقدر حملے ہوئے ہیں وہ تقریباً سب کے سب سمندر کی بجائے شمال کی طرف سے پہاڑوں کو عبور کر
کے کئے گئے ہیں اسکی وجہ شمالی سرحد کی طبعی بناوٹ ہے مشرق میں کوہ اولمپس - بڑی عمارتوں کی بیرونی کونہ پر کی پشتہ
دار مینار نما دیوار کی شکل میں سمندر کی طرف اٹھتا چلا گیا ہے - اور جا بجا عمیق وادیوں اور تنگ گھاٹیوں سے پھٹا ہوا ہے بنا بریں
کنارہ سمندر کی برابر کی سڑک جو اس سلسلہ کوہ کی عمودی ڈھلانوں پر سے گذرتی ہے پہاڑی نالوں اور آبشاروں
کے متلاطم اور پر آشوب سیلابوں کی وجہ سے نہایت خطرناک ہو رہی ہے - اور اسکے راستے آنیوالوں کی مزاحمت اوس موقعہ پر جہانکہ
یہ سڑک وادی ٹمپے میں داخل ہوتی ہے نہایت آسانی اور کامیابی کے ساتھ ہو سکتی ہے -

مغربی کونہ پر پشتہ دار مینار نما دیوار کا کام ستر دوا کا کوہی سلسلہ دے رہا ہے - دسٹریرا کی دریائی وادی سے اوپر کی طرف
جنوبی مقدونیہ کو ایک خاص قابل گذر سڑک جاتی ہے یہ سڑک گریونا سے ایک درہ کو جاتی ہے جو سطح سمندر سے [illegible] فیٹ
بلند ہے اس سڑک کو راست ستر دوا سے اپائرس کے صدر مقام یانینا پر پیشقدمی کرنا یا تھسلی کے مغربی میدان میں سے
ہو کر تریکالہ پر بڑھنا ممکن ہو گیا ہوا ہے - یہ سڑک وہی درہ زیگاس ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے -

ان دونو کوہی پشتوں کے دونوں (شمالی) سرے ان پہاڑوں کی دیوار سے آپس میں ملے ہوئے ہیں جو مشرق و مغرب میں پھیلے
ہوئے ہیں یہ خاصیا اور بوناسیا کے دشوار گذار و مہیب پہاڑ ہیں جنمیں سے ڈسکاٹا اور تریکالا کی درمیان صرف
پگڈنڈیاں سی گذرتی ہیں - صرف اوس موقعہ پر جہانکہ اولمپس کا مغربی دامن ان پہاڑوں سے ملتا ہے معقول نشیب پایا جاتا
ہے - یہ نشیب اوسجگہ واقع ہے جہاں وادی زرافینو دسٹریرا سے بارہ یا تیرہ میل کے فاصلہ پر رہ جاتی ہے - اور مقام سرویا
(قریباً) اس سڑک سے ملحق ہوتا ہے جو سطح سمندر سے [illegible] فیٹ کی بلندی پر واقع درہ پوریاس سے گذرتی ہے جب ترکوں نے ۱۸۹۷ع میں

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کی اشاعت و کامیابی کیلیے کوشش کی - مگر مسلمان ایسے نہیں ہوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں - انہیں تو
صور اسرافیل ہی جگائے تو جگائے - ہاں دریائے رحمت الہی سے جوش ہو جائے کہ مردے از غیب بروں آید و کاری بکند اونہیں
کبھی ہوش ہی سے آئے تو دوسری بات ہے - لیکن اس اتمام حجت کے باوجود وکیل امرتسر اور دیگر محبان قوم و ملت اخبارات کے
مضامین جو اس تحریک کے متعلق لکھے گئے تھے اس کتاب کے آخری حصہ میں گذشتہ دو اڑھائی برس کے مشہور واقعات کے ساتھ جو
سلطنت عثمانیہ اور اسکے ملحقات اور توابعات میں گذرے ہیں بامید درج کر دئے گئے ہیں - کہ شاید اس کتاب کے ناظرین ہی کچھ حمیت اوکا کو
اٹھا بیٹھیں - اور بقدر استطاعت خود اپنی گرہ سے ہی اس مبارک کام پر روپیہ لگانے پر ہی آمادہ نہ ہو جائیں بلکہ اس کی کامیابی
اور اشاعت عامہ کیلئے کسیطرح کی کوشش کو بھی دریغ نہ کرینگے تو [illegible]

اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ کہ حسن بابا زمانہ قدیم کا شہر قصبہ الاشیا کی سمت پر آباد ہے حسن بابا سے آگے سڑک کیلے
کی درختوں کی ایک خوبصورت جنگل میں سے گذرتی ہے۔ ان کے تنوں سے جنگلی بیلیں مار کی طرح لپٹی ہوئی ہیں۔ اور
گھنے سایہ کی تاریکی میں دریا اس فرحت بخش اور روح افزا وادی میں سے بہی خاموشی اور متانت کے ساتھ گذرتا ہے کہ
گویا وہ اپنی منزل مقصود اور آرامگاہ میں پہنچ گیا ہے۔ پانی بظاہر ایسا ساکن اور بے حرکت نظر آتا ہے۔ کہ دیکھنے والے
کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہ کنارہ چوا ایسادہ درختوں کی جڑوں سے نکل رہا ہے۔ اکثر جگہ دریا کے کنارے خوبصورت
گھاس اور اس درخت سے جسے یورپ میں پاک شجر کہتے ہیں ڈھنپے ہوئے ہیں۔

قدیم زمانہ تھسلی یہاں ہر سال اس مہیب زلزلہ کی یادگار میں جس نے تمام علاقہ کو ویران کر کے کمپ کی گھاٹی بنا
دی تھی جشن منایا کرتے تھے۔ کیونکہ گھاٹی مذکورہ کے پر زور سیلابوں اور چشموں نے لاریسا کے خوبصورت میدان کو
پھر پہلے جیسا زرخیز بنا دیا تھا۔ جشن کے موقع پر قرب و جوار کے قصبات کے تمام باشندے وادی ٹمپ میں جمع ہوتے
اور ہر جگہ دیوتاؤں کے سامنے خوشبودار اشیا جلائی جاتیں۔ دریا بھی اس کشتیوں سے جو لگاتار ادھر ادھر چکر لگاتی رہتیں
ڈھنپ جاتا۔ اور مسقف جنگلوں، مرغزاروں اور دریا کے کنارے بستر بچھ جاتیں۔ اس جشن میں ایک عجیب خصوصیت
یہ تھی کہ اس میں غلاموں کو مالکوں کے ساتھ پوری آزادی اور مساوات کی ساتھ ملنے جلنے کی بھی اجازت ہوتی تھی۔ بلکہ
مالک خادم ہو جاتے تھے اور غلام مخدوم۔

ترکوں کو تھسلی پر حملہ کرتے وقت ان دو اضلاع میں جن میں سے لاریسا، ٹورنیلیہ لائن اور وولو کالمبکا۔ لائن براہ
ٹیرو۔ ڈاشیموادن تبرکیالا گذرتی ہے۔ کسی طرح کی طبعی رکاوٹ یا تکلیف و دقت حائل نہیں ہوتی۔ ان اضلاع میں زمین
کی طبعی بناوٹ دشوار گذار اور بکھری ہوئی تھیں جیسی کہ جزیرہ نما کی دیگر اضلاع کی کیفیت ہے۔ مزید براں ان لائنوں
کے دو طرفہ اراضی زیر کاشت اور مزروعہ ہے۔ جس سے حملہ آور ملکوں بشرطیکہ فصلوں کو عمداً برباد نہ کر دیا گیا ہو کافی رسد اور چارہ
بہم پہنچ سکتا ہے۔ ضلع سالونیا بالخصوص نہایت زرخیز ہے۔

لاریسا اور الاسونا کے درمیان جو مخالف افواج کے ہیڈکوارٹر تھے سلسلہ بہ ذیل راستے جو متعدد نوی و قصبوں کی سرحد
سے گذرتے ہیں موجود ہیں۔

اوّل۔ ایک پگڈنڈی وادی ٹمپ کے پاس سے شروع ہو کر نیکہ گھاٹی ہوتی ہوئی [illegible]
علاقہ شروع ہوتا ہے [illegible] اور لاریسا کو جاتی ہے۔ یہ راستہ بہت لمبا ہے [illegible]
سے دائیں کنارہ پر سے گذرتی ہے۔ اور [illegible]
[illegible] موجود ہے

و وسائل کے لحاظ سے خاصی عمدہ حالت میں ہے۔ سلسلہ اوتھریس میں جس کی بلندی ۵ ہزار سے لیکر ۲ ہزار فیٹ تک ہے
یہی ایک درہ چنداں فراخ و وسیع ہے۔ باقی سب دری محض پتھریلی کوہی پگڈنڈیاں ہیں یہ کل پگڈنڈیاں بلا استثناء
ایکدوسری سے ملنے کے بغیر سطح مرتفع پر سے شمالاً وجنوباً گذرتے ہیں۔ برسات کی موسم میں ان پگڈنڈیوں سے گذرنا
تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ اور انفرادی بندرگاہ سٹائلیس سے تھسلی کو سامان حرب و رسد و کمک بھیجنے کیلئے خشکی کے راستے
بھی صرف یہی ہیں۔ سلسلہ اوتھریس اور اوتاکی درمیان وادی سپرکی اس میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک خاصی
معقول سڑک گذرتی ہے۔ یہ وادی پلی سے لامیہ کو اور وہاں سے سٹائلیس کو جاتی ہے۔ اکثر پہاڑی پگڈنڈیاں اس
سڑک سے تقاطع کرتی ہیں۔

اس لحاظ سے سٹائلیس کا بندر بہت وقعت رکھتا ہے کہ وہاں ہر قسم کی کمک سمندر کے راستے پہونچ سکتی ہے۔ ہر
قسم کا سامان حرب و رسد سمندر کے راستے یہاں پہونچایا جاتا ہے۔ اور پھر بارکش جانوروں پر دوموکا یا سلسلہ اوتھریس
کے دیگر دروں میں سے آگے بھیجا جاتا ہے۔ دوموکا کے علاوہ سلسلہ مذکور سے شمال سے جنوب کو تین بھی پگڈنڈیاں
گذرتی ہیں جن پر گھوڑا چل سکتا ہے اور دور مغرب میں ایک اور راستہ پہاڑ دمنی کو جاتا ہے

ترکوں کو کمک دقتوں بڑے فاصلے سے پہونچانی پڑتی ہیں۔ مگر ایک تو خود صوبہ تھسلی ہی سے فوج حملہ آور کی ضروریات
کا کچھ حصہ پورا ہو سکتا تھا۔ اور دوسری انہوں نے یونانیوں کی طرح اس معاملہ میں غفلت نہیں کی تھی۔ بلکہ شروع ہی
سے وسائل بار برداری کا خوب احتیاط سے انتظام کر لیا تھا۔ مزید برآں اس ملک میں جو فریقین کی افواج کا تختہ مشق اور
جولانگاہ بنا جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ آمد و رفت کے کافی راستے موجود تھے۔ اور گو ریلوے لائنیں یونانیوں نے
بیکار کر دی تھیں جس سے اعداء ان سے کوئی خاص فائدہ نہ اٹھا سکا تھا۔ مگر اس سے بظاہر کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہوا۔
شمال کی طرف سے حملہ کرنیوالی فوج کے راستہ میں یا اثنائے پیشقدمی کے وقت آخری قدرتی رکاوٹ جبال اوتاکا
سلسلہ پہاڑی ہے۔ الی اس کے جنوب میں واقع ہے۔ اور جبال اوتھریس کی جنوبی جانب سے پہاڑ زیادہ ڈھلوان
کھڑے ہیں اور ... گرتا ہے جبال اوتا کی پہاڑ ونکی چوٹی سے سمندر کا کنارہ اور خلیج لامیہ تک ... اس
پہاڑی کا مشہور درہ کوہستانی سلسلہ میں سے گذرتا ہے۔ زمانہ قدیم میں تھسلی سے وسطی یونان کو صرف یہی راستہ تھا جو فوج
گذر سکتی تھی۔ اور اس لئے جنگی لحاظ سے وہ بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ مگر موجودہ زمانہ میں اس کی وہ وقعت بہت کچھ
کم ہو گئی ہے۔ کیونکہ سیلابوں اور طوفانوں سے ساحل کی بناوٹ بہت متغیر ہو گئی ہے ... [illegible] ... زمین
دلدل ہو جاتی ہے ... [illegible] ... بالکل خشک ہو جاتی ہے۔ اور ... برسات ... کثیر التعداد ... [illegible]
[illegible]

فصل نہم مخالف افواج کی صف اولین

یونانی فوج

یونانی فوج فروری اور مارچ ۹۷ء میں ہی محاربہ کیلیے تیار اور اسکی جمعیت جنگی تعداد و پیمانہ تک پہونچ گئی اور اس کا کچھ حصہ تسلی میں پہونچگیا تھا۔ اور بقول جرمن سٹاف افسر ساتھ ہی کئی نئے انتظام بھی کر لیے گئے تھے کل بٹالینز جو پہلے تین تین کی تھیں۔ چار چار پلٹنوں کی کر دی گئی تھیں مگر اجتماعی کارروائیوں کے دوران میں بار برداری کی قطار کے ناقص انتظام اور گھوڑوں کی قلت سے بہت تکلیف اور دقت کا سامنا رہا۔ ریزرو حلقوں کی جلد طلبی کے وقت سے ہی اس معاملہ میں بہت کچھ کوشش کیگئی تھی۔ مگر پھر بھی اس خرابی کا کامل دفعیہ نہ ہو سکا تھا۔

جنگ کا اعلان ہونے پر سپاہ کو مصافی فوج کی صفوف میں مرتب کیا گیا۔ تمام اعلے کمانوں پر افسر مامور کیئے گئے اور تمام اعلے افسر ہیڈکوارٹر میں جمع ہو گئے

یونانی افواج متعینہ تسلی کی جنگی ترتیب ذیل تھی

سپہ سالار شہزادہ قسطنطین ولیعہد یونان — ہیڈکوارٹر لاریسا

عملۂ سپہ سالار

عہدہ		نام
حاضر باش ایجوٹنٹ	-	کپتان حاجی پٹاروس
اعلے سٹاف افسر	-	کرنیل ساپونٹ ساکیس
میجر جنرل	-	ڈریبی نوس
ایضاً	-	پاپاڈیاما نٹوپولوس
میجر	-	کالیس
"	-	زوگرافوس
چیف لفٹنٹ	-	جو افسران توپخانہ تھے
اعلے کمسریٹ افسر	-	لفٹنٹ کرنیل کالامیتی
اعلے طبی افسر	-	ڈاکٹر ڈایاما نٹوپولوس

افواج تابع سپہ سالار

اول ڈویژن فوج پیدل کا	کمان افسر جنرل ماکرس
اول انفنٹری برگیڈ	کمان افسر کرنیل ڈیمچوپولوس
اول انفنٹری رجمنٹ	دو پلٹنوں کی
تیسری "	" "
دوم انفنٹری برگیڈ	کمان افسر کرنیل اینیاناڈیس
ہفتم انفنٹری رجمنٹ	
ہشتم	

افواج ذیل بھی اول ڈویژن میں شامل تھیں

چار بٹالین رائفل [illegible]

ایک رجمنٹ سواروں کی۔

چار میدانی اور تین کوہی باتریاں۔

اوّل ڈویژن لاریسا اور اس کے قرب و جوار میں مقیم تھا۔ اور اس کی لعیدی چوکیاں سرحد کی پہاڑی دروں پر قابض تھیں۔ یہ ڈویژن یونانی فوج کا دستہ ایمن تھا۔

دوم ڈویژن کمان افسر جنرل مارو میکالیس
سوم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل باسٹر اپاس
دوم انفنٹری رجمنٹ
چہارم " "
چہارم انفنٹری بریگیڈ کمان افسر کرنیل کا کلامانوس۔

پنجم انفنٹری رجمنٹ
یازدہم انفنٹری رجمنٹ
چار پلٹنیں (نمبری ۵-۸-۹-۱۰) رائفل بردار والنٹیئر۔
دو رجمنٹیں سواروں کی
تین میدانی اور دو کوہی باتریاں

یہ ڈویژن تریکالا اور کالاباکا میں مقیم تھا اور تھسلوی فوج کا دستہ یسار تھا۔ اپریل کے مہینے میں دونو ڈویژنوں کو ریزرو اور مستحفظ فوج کی ۸ پلٹنیں ۸ ہزار ملکی مجاہدین اور نیز اجنبی والنٹیئر بطور کمک آملے۔ اجنبیوں نے اپنی علیحدہ علیحدہ پلٹنیں بنائی ہوئی تھیں۔ کامل طور پر یونانی سپہ سالار کی ماتحت نہ بنائی گئی تھی۔ اپریل میں جسقدر یونانی فوج تھسلی میں جمع ہوئی۔ اسکی تفصیل جمعیت حسب ذیل تھی۔ فوج پیدل ۰۰ ۵ ۴ ۳ فوج مستحفظ ۱۵ ہزار۔ ملکی مجاہد ۸ ہزار۔ فوج سوار اور توپخانہ وغیرہ ۴ ہزار مجاہدین شاسی پوقسم کی رائفلوں سے مسلح تھی۔

ترکی فوج

یونان کے ساتھ مشکلات اور پیچیدگیاں شروع ہونے پر ترکی فی تیسری جیش مقدونیہ کی جمعیت جسکا ہیڈکوارٹر مناستر میں ہے جنگی پیمانہ تک بڑھادی تھی۔ اور اسے اور بھی کمک بھیجدی تھی۔ دس پلٹنیں پہلے جیش (قسطنطنیہ) اور ۱۳ پلٹنیں پانچویں جیش (دمشق) سے جملہ ۲۳ پلٹنیں بطور کمک اس میں بھیجدی گئی تھیں۔ تیسری جیش مقدونیہ کی افواج کی فراہمی کے ساتھ ہی یورپ کے مشرقی اضلاع اور ایشیا کوچک سے فوج ریدیف کے بلائے جانے اور یونان کے مقابلہ پر میدان جنگ میں اسی ہزار فوج بھیجنے کے احکام صادر کئے گئے تھے یہ فوج اپریل [illegible] شروع میں اپنے اپنے موقع پر جمع ہو گئی اور اس کی کمانیں بہ تفصیل ذیل تقسیم کی گئیں:۔

[illegible] ادہم پاشا

[illegible] ڈویژن [illegible] حمدی پاشا سیف اللہ پاشا کنعان پاشا

[illegible] پاشا

[illegible] پاشا

[illegible]

غنیم کو سامنے کیطرف ہی مشغول رکھنے کیلئے فی الفور بوغاسی کی ترکی گڑھی پر حملہ کردیا۔ اور ساتھ ہی اسیوقت درہ ریوینی کیطرف بڑھ کر اس سے عبور کر گئے۔ اور رماسی کے میدان میں اپنی صفیں مرتب کرکے ان بلندیوں پر اپنا توپخانہ نصب کر دیا جہاں سے مقام میلونا کی ترکی باتری پر جو وادی کے شمالی سرے پر واقع تھی گولہ باری ہو سکتی تھی۔ جب یونانی ویغیا کے مشرق میں کوہ کیتیز کی ڈھال کو مختلف موقعوں پاکسیوں پر دو کوہی باتریاں نصب کرنے میں کامیاب ہوگئے تو پھر ترکوں کی طرف سے درہ کو فتح کرنے یا اس میں سے گذرنیکی تمام کوششیں بیکار تھیں۔ ایک انگریز نامہ نگار کا جو یونانیوں کیطرف موجود تھا بیان ہے کہ گو ترکی باتریوں کی چھ انچ اور ۵½ ساڑھے پانچ قطر کی کرپ توپیں کسیطرح کی پناہ یا آڑ کے بغیر یونانی گولیوں کی تاڑ توڑ بارش کی زد میں ہونیکے باوصف مشین ایسی باقاعدگی سے کام کر رہی تھیں۔ مگر ان کی آتشباری سے کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ انکی شست درست نہ تھی۔ اور گولے نکل کر پھٹتے نہ تھے۔ چنانچہ ترکی توپیں بتدریج خاموش کرا دی گئیں اور لڑائی بلا نتیجہ ختم ہو گئی۔ ۱۸ اور ۱۹ اپریل کو کوہستان کے اس حصہ میں جو لڑائی ہوئی۔ اسے توپخانوں کی مبارزت کہنا چاہیئے۔ جس میں یونانی فائق ثابت ہوئے۔ اور دونوں فریق اپنے اپنے موقعہ پر قائم رہے۔ کسی کو دوسرے پر کچھ غلبہ حاصل نہ ہوا۔ اس طرف اٹھارہ ہزار ترک ساتھ ہی بارہ ہزار یونانیوں کے بالمقابل تھے۔ آخر الذکر کا خوب محفوظ موقعہ پر ہونیکی بدولت نسبتاً بہت خفیف نقصان ہوا۔ انکے صرف ایک سو قتل و مجروح ہوئے۔ مگر ترکوں کا اس سے بہت زیادہ نقصان ہوا۔

فوج حملہ آور کے سپہ سالار ادہم پاشا نے جب دیکھا کہ حماجی ڈویژن ۲۰۔ اپریل تک کوئی غلبہ حاصل نہیں کر سکے۔ اور نہ آگے بڑھ سکے ہیں تو اس نے آیندہ کیلئے یہ نقشہ تجویز کیا کہ درہ ملونا پر قابض ہوتے ہی علی الفور غنیم کے قلب کو کوہستان سے پیچھے ہٹا دیا جائے تاکہ بازوؤں کی افواج کو آگے حرکت کرنیکا موقعہ مل جائے۔ یہ تجویز پہلی تجویز سے بالکل متضاد تھی۔ اول الذکر کا تو یہ منشا تھا کہ جناح یمینی بازو سیدیمن اور رکالاماکی کے درونکو فتح کرکے یونانیوں کے بازو کے اوپر سے گذر کر انکی عقب میں لاریسا نہ پہنچ جائے قلب میں واقعت کے پہلو پر رہ کر غنیم کو مصروف رکھا جائے۔ جس تجویز پر حماجی فوج کے ناکام رہنے سے عمل نہ ہو سکا۔ اگر ترکی حماجی فوج ایسی پیشقدمی بسرعت اور بالعزم کرتی۔ تو وہ باغلب وجوہ غنیم کے جسم کے نازک ترین حصہ پر کاری زخم لگا سکتی یا کامیاب ہو جاتی۔ ترکی فوج کے حصہ اعظم نے تمام توجہی کارروائیاں نئی تجویز کے مطابق کی تھیں۔

۱۸۔ اپریل کو دونوں فریق درہ ملونا کے جنوب میں ایک دوسرے کے بالمقابل ایستادہ تھے۔ یونانی ماتی میں اور ترک ومانہ جبال کے قریب قرہ ... میں۔ باہمی سلسلت لڑائی کی وضع اقامت دونوں میں ۱۷۔ اور ۲۰ اپریل کو جا نگار معرکے ہوئے جنمیں یونانیوں نے غنیم کو پہاڑوں میں پیچھے دھکیل دینے کیلئے اور اسکے دستہ ایمن پر ٹوٹ پڑنیکی کوشش کی۔ ان معرکوں کا ایک حیرت انگیز اور مؤثر واقعہ تین سو چرکس سواروں کی استکشافی دوڑ تھی۔ یہ سوار مشہورانہ جانبازی اور عجیب پرجوش مستقلانہ باتحادی سے غنیم کے قلب پر گھس گئے۔ ... اور اندرانی تادر اندازوں کی گولیوں کا نشانہ ہوگئے۔ انمیں سے صرف ایک معزز بیت واپس پہنچا۔

یونانیوں نے ماتی میں اپنی پوزیشن دمادوں، مورچوں، خندقوں اور گڑھوں سے خوب مضبوط کرلی ہوئی تھی انکی اسپنی بازو عامیکاپس کی زیرکمان تھا جسکا ڈویژن جیساکہ اوپر کہا جاچکا ہے اسپراتلسنما سے قلب میں بلا لیا گیا تھا۔ بیاری بازو کا کمانڈر کرنیل مسٹراپاس تھا۔ ان دو نو ڈویژنوں کے چودہ ہزار آدمیوں کے علاوہ ۳۶ توپیں اور دو رسالے قلب میں ایک مناسب موقعہ پر قائم تھے۔ اس طرف ترکوں کے صرف نو ہزار آدمی۔ تین رسالے اور ۱۲ توپیں حقی پاشا کی زیرکمان تھیں۔ درہ ملونا کی ناکوں کی محافظت پر کرنیل سمولنسکی مامور تھا۔

۲۱ و ۲۳ اپریل کے معرکوں کا خلاصہ چند لفظوں میں یہ ہے کہ یونانیوں نے جنکو مقام کرنیری زبردست کمک پہونچ گئی تھی یہ کوشش کی کہ درہ ملونا کے رستہ ترکوں کیلئے پیچھے ہٹنے کا راستہ نہ چھوڑیں یعنی اس درے کے راستہ اونکی خط مراجعت کو منقطع کردیں مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوسکے کیونکہ ترکی سپاہ کو کافی کمک پیچھے سے پہونچ گئی تھی۔ اور وہ ہر طرح کی جارحانہ کوشش وحرکت کو روکنے کے قابل ہوگئے تھے۔

دوسرے دن ۲۳ اپریل کو نشاط پاشا کے ڈویژن نے جسکی ۲۴ توپیں مدد کررہی تھیں بعزم دلیرانہ یونانیوں کے بائیں بازو پر حملہ کیا۔ اس سپاہ بالخصوص البانویوں نے جو سب پیدل تھے اور کل زور اونہیں پر پڑا تھا جس تندی وتیزی سے یہ حملہ کیا اس سے انکی سپاہیانہ پرجوشی شجاعت کی پوری پوری تصدیق ہوجاتی ہے۔ ترکوں کے بڑے بڑے دستوں کی [illegible] جو پہاڑوں پر سے یونانیوں کے مورچوں کیطرف اتر رہے تھے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ یہی فیصلہ کن لڑائی ہوا چاہتی ہے۔ یونانی پوزیشن ٹرنادوس کی سڑک کے آرپار مثلث کیطرح قائم تھی اس مثلث کی چوٹی آخر درہ ملونا کا دہانہ تھا۔ جہاں کہ پچھلے چند دنوں میں گھمسان کا رن پڑا تھا۔ ترکوں کا اتپان قایاباغی (موقع اقامت) جہاں سے اونہوں نے حملہ کیا اس بلند زمین پر تھا جس پر موضع تره وبالو واقع ہے۔ اس موضع کو توپخانوں کی آتشباری سے اس حملہ سے پہلے ہی بہت نقصان پہونچ چکا تھا۔

یونانی فوج پیدل پہاڑی کرنیری کو چھوڑ کر جو میدان میں کھڑی ہے۔ اور پچاس فٹ سے زیادہ بلند اور قوس کی شکل سے اوپر کو پھیلی ہے۔ [illegible] ہوئی تھی۔ پہاڑی کے سامنے سات سو چار سو گز کے فاصلہ تک قطار اندر قطار کھائیاں کھودی گئی تھیں اور دائیں بائیں بیٹریاں تھیں۔ تین بجے ترکی فوج پیدل اور سواراں نے حملہ کیا جسے یونانیوں نے پسپا کردیا۔ بعد ازاں لڑائی بیاد [illegible] شروع ہوئی جو صبح کو آٹھ بجے سے لیکر پانچ بجے تک جاری رہی۔ ترکی فوج کیطرح گرتے ہوئے میدان کا دار پر گذر گئے مگر شست نادرست ہو [illegible] تیز [illegible] ایک کیفیت جیسا تازہ تازہ قلعہ پرانی ہوئی تھی باشتیاق تمام اس کثرت سے گرتے تھے کہ ترکی توپخانہ مشغول عمل ہو گیا۔ اس کیفیت سے مزید قلعہ پرانی کرنیکی بالیقین احتیاج نہ ہوگی۔ یونانی توپخانہ تین میدانی اور ایک کوہی بائٹری تھی۔

[illegible] موقع جہاں [illegible] آیا [illegible] صفوں میں آگے بڑھتے۔ مترجم

ادہم پاشا سے پہلی ملاقات

درہ کو دامن کوہ بالکل قریب ہیں ٹائمز کا نامہ نگار مسٹر ملاپو بنگہم کول سے آنا ہوا - اوسنے وسیوقت آپنا نام ظاہر کرکے اوس سفارش نامہ پیش کیا جو ہمیں نے اس وقت دی تھی جبکہ محاربہ سے عین کچھہ دن پہلے ترکوں نے اوسے بمقام سالونیکا روک لیا تھا اور آگے جانیکی اجازت نہ دیتے تھے - اوسنے ہمیں جنگی کارروائیوں کے بعض حالات بتائے کیونکہ مشیر ممدوح ابھی دور پیچھے پہلا آئے ہیں مسٹر بنگہم کی رفاقت ہمیشہ نہایت خوشگوار معلوم ہوتی رہی - اوسنے اپنے نامہ نگاری کے فرائض کو بھی نہایت اچھا اور عمدگی سے سرانجام دیا وہ رسالہ نگاری دیر پا چکا ہے - اور ترکی نہایت عمدہ بولتا ہے یہ دونو امور اوسکے حق میں بہت کارآمد ثابت ہوئے محاربہ پر اوسنے جو کتاب لکھی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے اوسکے ہمراہ الکیہم اگر بیرہم اور چند منٹوں میں ادہم پاشا جنکے پیچھے بہت ایکا[illegible]

بقیہ صفحہ سابقہ) اونکے یونانی الاصل ہونیکی دلیل ایک طریقت نہایت اچھی مزید یہ دی تھی جو وہ لکھتا ہے - کہ اگر مشیر موصوف یونانی ہوتے - تو ان کا قدم ہر روز اتھینز کیطرف بڑھنے کی بجائے اپنے بھائیوں کیطرح قسطنطنیہ کیطرف پیچھے کو ہٹتا - خیر اس بحث کو چھوڑ کر ہم اون کے اصلی حالات ایک ترکی اخبار سے ذیل میں درج کرتے ہیں -

مشیر موصوف بنے فرہاد آفندی چرکس کے فرزند ہیں سنہ ۱۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے تھے آپکی والدہ حسین بیگ رئیس اعظم بنی کوذ کی غلام تھے - اور اونکا دربار سلطانی میں خاتم برداری کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوئے مشیر ممدوح کی والدہ بھی خالص چرکسی قبیلہ ابنحی سے تھیں - اور انکے ماموں ولایت دوزجہ میں اب بھی موجود ہیں آپنے قسطنطنیہ کی جنگی مدرسہ میں تعلیم پائی - فارغ التحصیل ہونیکے بعد مشیر صفوت پاشا والی حجاز و نیز پریسیڈنٹ کونسل حربیہ کے ایڈی کانگ مقرر ہوئے - اس حیثیت میں یوزباشی کے درجہ پر ترقی کی بعد ازاں بیکباشی کے رتبہ پر خاص سلطانی گارڈ میں منتقل ہوئے اور قائمقامی کا درجہ پائی تک وہیں رہے -

جنگ روم و روس کیوقت وہ امیرالائی کا درجہ رکھتے تھے پلیونا کے معرکہ میں غازی عثمان پاشا کو انکی شجاعت و بسالت اور ثابت قدمی سے بہت مدد ملی - آخرکار آپنے سردار کے ساتھ روسی لشکر کے ہاتھ اسیر ہوئے صلح ہوجانے پر جب دار الخلافہ واپس آئے تو انکا پر حسب کرنے میں آستانہ علیہ کی کمانڈ ہوئی - اور کچھ مدت کے بعد رتبہ فریق پر ترقیاب ہوکر محل ہمایوں شاہی گارڈ کو دوسرے ڈویژن کی کمانڈ ہوئی - بعد ازاں کریٹ کو فوجی گورنر بنائے گئے - جہاں لاریسہ کے راستہ تشریف لیگئے - اور جبتک جزیرہ میں رہے وہاں کامل امن رہا - اسکے بعد صوبہ البانیا کی ولایت قوصوہ کے گورنر اور بعد ازاں ولایت حلب کی ردیف فوج کی قومندانی پر مامور ہوئے آرمینیوں کی پچھلی بغاوت میں باغیان زیتون کی سرکوبی انکے سپرد کی گئی - اس خدمت کے صلہ میں مارشل یا مشیر کا رتبہ جلیلہ حاصل کیا - اسکے بعد جو خدمت انہوں نے کی ہے - وہ کل دنیا کو معلوم ہے -

سلطان معظم کو انسے نہایت محبت ہے - اور اونکو بھی حضرت جلالتماب سے اسقدر اخلاص ہے کہ بہت تھوڑوں کو انکے برابر ہوگا - نہایت انکساری اور تحمل اونکا کمال فرشتہ ایک کام کو بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں - اہم معاملات میں مشورہ لینا انکا شعار ہے - [illegible] اور احکام

فوجی سکے [illegible]

افسر چلے آرہے تھے ملاقات ہو گئی۔ مسٹر نائٹ نے پاشا موصوف کو ہمارے نام بتائے جس پر انہوں نے فوراً نہایت تپاک سے مصافحہ
سلامت کرتے ہوئے اپنے ہمرکاب افسروں سے معرفی کرایا۔ مارشل نے ارشاد فرمایا کہ آج کے دن کی لڑائی میں کامیابی حاصل ہوئی
دشمن کو باز رہے ہو کر پیچھے ہٹنے کی جا بجا مجبور یا دستے لگاتار آگے بڑھے چلے جارہے ہیں اور امید ہے کہ ہماری کل فوج
عنقریب پیشقدمی کر کے تھسلی کے میدان میں داخل ہو جائیگی۔ مشیر ممدوح نے یہ بھی کہا کہ عام ٹرانسپورٹ بالخصوص سامان جنگ
اور رسد گولہ بارود کی باربرداری کے متعلق بہت مشکلات لاحق رہے ہیں۔ چونکہ ٹرک کو میں بچشم خود معائنہ کرسکتا تھا اس بیان
کی صداقت میں مجھے کسیطرح کا شبہ نہیں ہوسکتا تھا ہم نے اپنے گھوڑوں کو لوٹا لیا۔ اور ادہم پاشا کے ہمراہ الاصونا آگئے
اونکے ساتھ کے افسروں سے میری طویل گفتگو ہوئی جس سے مجھے جلد معلوم ہوگیا کہ پیشقدمی کی سست رفتاری تمام آرزو کی
تکمیل رہی ہے۔ اور نیز تمام عمر اور نوجوان افسر شنبہ اور یکشنبہ کی لڑائیوں میں درہ ملونا اور کل سرحد پر فتح حاصل ہو
جانیکے باوجود پیشقدمی میں توقف ہونے کا مطلب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں۔ اور بہت جلد بیچین ہو رہے ہیں۔

اوس زمانہ میں اکثر اخبارات نے بیان کیا تھا کہ اس توقف کا باعث وہ ہدایات تھیں جو مجلس اعلی سلطانی (یعنی سلطان
المعظم کی بارگاہ) قسطنطنیہ سے موصول ہوئی تھیں۔ مگر یہ توجیہ مجھے بالکل ہی غیر اغلب اور بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ جہاں تک
کیلئے کئی معقول وجوہات موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ توقف و تساہل پر نہایت سختی سے اعتراض کرنیوالوں میں ایک
خود سلطان المعظم کا وجود تھا جنہوں نے حملہ کیلئے فوج کو روانہ کیا ہوا تھا۔ اور جنہیں نہایت بے تابی اور آزردگی کو ساتھ کہا گیا
تمہیں سمجھنا کہ اس شاندار فوج کو جسکی سپاہ دنیا بھر میں شجاع ترین ہے کیوں پانچ دن یہاں بیکار بٹھا رکھا گیا ہے
حالانکہ اسوقت تک اوسکو لاریسا پہنچ جانا چاہیے تھا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس توقف کو خود سلطان المعظم نے بھی بلاشک و شبہ
ناپسند کیا تھا۔ اور اسی ناپسندگی کے باعث جلالتمآب غازی عثمان پاشا کو ادہم کی جگہ لینے کیلئے سالونیکا روانہ کیا تھا۔ اور
مسلمہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ پیشقدمی اور عین بروقت فتح تھسلی نہ ہوتی تو ادہم پاشا کو بدنامی اور ذلت سے ہٹا لیا جاتا۔ اگر ایسا
وقوع میں نہ آتا تو وہ ضرور یکایک معزول کردیئے جاتے۔ ٹرانسپورٹ کی مسلمہ و بدیہی دقتوں اور مشکلات کے علاوہ اس توقف کی اگر کوئی
اور چیز بھی باعث ہوئی تو وہ ادہم پاشا کی بدرجہ غایت احتیاط ہے۔ یہ پرانی طرز کا فوجی افسر پایا جاتا ہے دیگر نہایت محتاط اور سوچ
سمجھ کر چلنے والا جنگی ماہر ہے۔ اور کوئی کارروائی کرنے سے پہلے اس امر کا بخوبی پورا پورا اطمینان کر لینا چاہتا ہے کہ
ہر چیز اپنے موقعہ پر بالکل ٹھیک اور درست ہے۔ اس سریع اجتماع افواج اور اچانک و خطرناک دھاووں اور ضربات کے زمانہ
میں ایسی ہتھوڑ رواداری کو شبہ ہو جنہیں نہ کوئی کلام ہی نہیں ہے اور کبھی مستعد اور دلیر جنرل کے مقابلہ میں جسکے پاس سپاہ بھی
متعدد ہو اوسکا نابالغ کیش ثابت ہونا بھی امکان میں داخل ہے۔ ادہم پاشا کی تدبیر اوس کی عملی کارروائی سے بہتر ہے

مسٹر شیولٹ کی نکتہ چینی

مسٹر سٹیونس نے پیشقدمی کی نارسائی کو تنقیداً اور توقف بیجا کا باعث جو امر مستعد و لائق مشیر
میں صاف ظاہر ہو گئے تھے خود مشیر کے کسی ذاتی کوتاہی کم ہمتی زیادہ تر اوسکے

بہ نسبت افسروں یعنے جرنیلان ڈویژن کے عیوب ہیں۔ تمام غیر ترک مشاہدہ کنندگان کی عام رائے تھی کہ ادہم پاشا کی فوج کے ماتحت جرنیل کم لیاقت تھے۔ اور اپنے فرائض کے حسب حال قابلیت نہ رکھتے تھے۔ مسٹر جی اے سٹیونس اخبار ڈیلی میل کے قابل نگارندے[1] ایک مراسلت میں جو ۱۱ جون کے اخبار میں شائع ہوئی۔ اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی ہے۔ "ترک دنیا بھر میں بہترین سپاہی اور بدترین افسر رکھتے ہیں ترکی سپاہی رستم صفت متحمل و صبور مانو جیسے ناسور اور بشیر دل سے شیر دل شجاع ایسے بیخوف اور فرشتوں ایسے مطیع و منقاد اور با انتظام و تربیت یافتہ ہیں۔ وہ اپنے افسر کی ایسی اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ نیک لڑکے استاد یا والدین کی۔ اگر افسر نے اونہیں صرف یہ کلمہ "ملوق ہمند" (ہاتھ نہ لگانا) کہدیا ہو تو سپاہی خواہ بھوک سے بیتاب ہو رہے ہوں نانبائیوں کے بازار میں سے کسی دکان کیطرف نظر اوٹھا کر دیکھنے کے بغیر چپ چاپ گزر جائینگے۔ البانوی ترکی سپاہیوں سے بہت مختلف ہیں وہ اونسے نسبتاً پست قامت اور زیادہ پاکیزہ و ستھرے ہوتے ہیں اونکی تیز مزاجی اور مزاج کی سرکشی کی کوئی حد و نہایت نہیں۔ مگر ترکوں یعنے ترکی سپاہیوں کی قوت کیفیت ہے کہ اوسی حالت میں جس میں کہ وہ اب ہیں بغیر کسی مزید تعلیم و تربیت کے اچھے افسران سے دنیا میں جو کام چاہیں سر انجام کرسکتے ہیں۔ مگر افسوس اچھے افسروں کی ہی اونکی کمی ہے ترکی افسر جاہل سست مرتشی اور عموماً بزدل ہیں سب تو ایسے نہیں۔ اس قاعدہ کلیہ سے کئی مستثنے بھی ہیں اور جو مستثنے ہیں وہ انگریزی تابعیتوں میں دنیا بھر میں نظیر نہیں رکھتے۔ اکثر افسر لکھ پڑھ نہیں سکتے۔ اُمّی محض ہیں اور ایسا تو شاذ و نادر ہی ہوگا جو اپنے آدمیوں کو خود آگے ہو کر سیدھا دشمن کے مقابلہ پر لیجا سکے۔ البتہ اشد جاہل عمر افسر کمال شجاع ہیں جو نسبتاً عمدہ و بہتر تعلیم یافتہ ہیں مگر انکی نامردی کا یہ عالم ہے کہ میں نے بچشم خود تقریباً دس بارہ افسروں کو آتشباری کی زد سے پہلو بچاتے دیکھا ہے جرنیلوں بالخصوص جرنیلان ڈویژن کی حالت تو بالکل مایوسی بخش ہے۔ وہ سرکش سست الوجود باہم ملکر کام کرنے کے بالکل نااہل اور خود اپنی توپوں کی نسبت نرے جاہل ہیں جس حالت میں کہ اونہیں یونانیوں پر راہ رجعت مسدود کر دینا واجب تھا مگر بر خلاف ازیں یونانی بلا روک بچ جاتے ہیں۔ یہ افسر ایسے خوش ہوتے جیسے کہ خورد سال بچے کسی بڑی بھاری کامیابی پر ہوتے ہیں وہ بلا تصنع بالکل سچے دل سے دشمن کو پامال کر دینے اور اوسے مراجعت پر مجبور کر دینے میں کوئی فرق تمیز نہیں کرسکتے تھے"۔

مجھے مسٹر سٹیونس کی رائے سے جو ترکی افسروں کے حق میں بہت ہی سخت ہے اتفاق نہیں البتہ یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ۲۳ اپریل کی ملونا کی لڑائی اور ۲۵ اپریل کی فتح لارسیہ کے بعد ۳۰ اپریل کے معرکہ ولسٹینو سے پہلے اور ۱۷ مئی کے معرکہ ڈوموکوس میں جو موقعے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اون میں اصلاح و ترقی کی بہت گنجائش تھی۔ ان موقعوں پر جو غلطیاں اور توقف مزید ہوئے وہ ڈویژنل اور بریگیڈی کمانڈروں کی کوتاہیاں اور فروگذاشتوں کا نتیجہ تھے۔ ڈوموکوس اور ولسٹینو میں قبل از وقت معرکہ آرائی ہو جانیکے غلطیوں کے متعلق یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ موجودہ زمانہ کی رے پیٹنگ رائفلوں اور دور تک زد کرنے والے اسلحہ کی موجودگی میں سپاہیوں کو قابو میں رکھنا مشکل امر ہے لیکن اگر بریگیڈی اور رجمنٹی افسر قابل ہوتے تو ایسا ظہور

---

[1] یہ قابل ادیب اور مغرب کا جادو نگار لارڈ کرزن کے ہمراہ ہندوستان کے حالات و عجائبات اور رسم و رواج سے اپنے اخبار کے ناظرین کو مطلع کرنیکے لئے انگلستان سے آیا۔ اور کئی مہینہ رہ کر واپس گیا تھا۔ اسکے برعکس جرمن سٹاف افسر نے جو رائے فرمانروا ... ایک جرنیل ڈویژن کی نسبت ظاہر کی

میں نہ آتا۔ ان دونو مقاموں پر ترکی فوج لڑائی کی نیت سے نہیں بڑھی تھی۔ صرف جمعیت عظیم انکشافات اور دیکھ بھال کی غرض سے پیشقدمی کیگئی تھی۔ جو پیشقدمی دونو موقعوں پر افسروں کی غلطی یا ناواقفی یا پرجوشی سے واقعی جنگی حملوں کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔

ادہم پاشا سے مکالمہ

ترکی سٹاف اور نیز انگریزی نامہ نگار دنیں جن میں سے چار میری پہلے ہی دن ملاقات ہوئی یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا دیکھ کر کہ توقف بالکل بیجا اور نامناسب ہے میں نے اس رات کھانیکے بعد مشیر سے ملاقات کی۔ اور اس کے سٹاف کے کئی افسروں کے سامنے جو میری معروضات سنکر بہت ہی خوش ہوئے۔ ادہم پاشا سے کمال دوستانہ پیرایہ میں طویل گفتگو کی۔ میں نے مشیر موصوف کی تدبیر جنگی پر کسیطرح کی نکتہ چینی کرنیکی جرأت کرنے کے بغیر محض پولٹیکل پہلو سے اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اور عرض کیا کہ توقف سے نہایت سخت خطرات کے حدوث کا اندیشہ ہے۔ یہ درست ہے کہ بلغاریہ اور سرویا بالفعل خاموش ہیں مگر ضعیف سی ترغیب سے وہ اجتماع افواج پر مائل ہوسکتے ہیں اور ہر وقت دو دشمن ترکی کے برخلاف میدان میں اتر آئینگے۔ یہ خطرہ یہیں تک محدود نہیں ایک اور دشمن بھی جو یونانی ریاستوں سے بدرجہا زیادہ طاقتور ہے۔ تاک میں بیٹھا ہے۔ اوسکی طرف سے کبھی اطمینان اور بیفکری نہیں ہوسکتی۔ اور وہ اگر کسی وقت بالکل اچانک سلطنت عثمانیہ کے عین مرکز اور قلب یعنی قسطنطنیہ پر حملہ کردے تو کسی کو تعجب نہیں ہوسکتا۔ مزید برآں ہمدردی انسانی کا بھی یہی اقتضا ہے کہ اس محاربہ کو جو بدقسمتی سے ترکی کے گلے پڑا ہے جلد ختم کیا جائے۔ سریع و کامل فتحیابی سے دونوں فریقوں کے بہت کم آدمی ضائع ہونگے اور سپاہیوں اور باشندوں کے مصائب میں معتدبہ تخفیف ہوجائیگی۔ میرے ان دلائل کی معقولیت اور برجستگی کو ادہم پاشا نے بالکل تسلیم کیا اور کہا کہ میری بھی یہی خواہش ہے کہ جہانتک جلد ممکن ہو سکے محاربہ کو بسرعت فتح و نصرت پر ختم کروں۔ اسی غرض سے میں آج بہت رات گئے اپنے سٹاف سمیت ایک نازک اور بعید ہی موقعہ کے معائنہ کیلئے جاؤنگا تاکہ یہ اطمینان کرلوں کہ آیا تمام سامان فیصلہ کن پیشقدمی کیلئے تیار اور درست ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ چند دنوں میں ہم لاریسا پر قابض ہو جائینگے۔ مشیر ممدوح کے ان ارشادات سے ان کے کل سٹاف اور نیز مجھکو بے انتہا خوشی ہوئی۔ اور جب میں پاشا موصوف کی خدمت سے رخصت ہوا۔ تو بعد ازاں پرائیویٹ طور پر اون سب افسروں نے میرے مذکورہ صدر معروضات کے متعلق میرا شکریہ ادا کیا۔ اور مجھے بڑی گرمجوشی سے مبارکباد دی۔

ترکوں میں تکمیل ثمرات فتحیابی کی ناقابلیت

ادہم پاشا پرانی طرز کے قابل جرنیل ہیں اسوقت انکی عمر ۵۵ برس کے قریب ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کے جنگی شاطر و ماہر اصول حرب محتاط و باحزم لطف پرور اور کمال رحیم مزاج و انسانیت گار ہیں۔ آنکھیں روشن و دلآویز چہرہ ہر وقت متین و سنجیدہ۔ البتہ تبسم کیوقت اوسمیں شگفتگی اور درخشانی پیدا ہو جاتی ہے۔ بوقت تبسم اُن کی آنکھوں کی چمک اور انداز دہن میں ایک عجیب قسم کی سحر تاثیر دلفریبی پائی جاتی ہے۔ پاشا موصوف نے اپنی رحمدلی اور اعلیٰ منتظمانہ قابلیتوں کا ثبوت

صرف ٹھسلی ہی میں نہیں دیا۔ بلکہ زیتون کے واقعہ کے دوران میں بھی بخوبی دے چکے تھے۔ ٹھسلی میں ان کی افواج کا چلن اور برتاؤ واقعی قابل تعریف تھا۔ اور زیتون میں تو انہوں نے بہ نظر عفو اور درگذر سے کام لیا تھا۔ وہاں کے ارمنی باشندوں نے پانچسو ترکی زخمیوں کو کمال سفاکی اور بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ مگر اس عالی حوصلہ رحم دل سپہ سالار نے پھر بھی انکی جاں بخشی کر دی۔ اگر ادہم پاشا میں کوئی نقص ہے۔ تو وہی جو فطرتی طور پر کل ترکوں میں راسخ معلوم ہوتا ہے یعنی وہ فتح پانے پر اوس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے اور اوسکے ثمرات و نتائج کو مکمل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بالعموم ترکی جرنیل اپنی فتحیابی کو ایسی صریح اور پے در پے ضربات سے جو دشمن کو پراگندہ ہونیکے بعد پھر سنبھلنے اور منتشر فوج کو پھر مرتب و فراہم کرنے اور اوسے حوصلہ دلانیکا موقع نہ ملنے دیں مکمل کرنے کی قابلیت رکھتے معلوم نہیں ہوتے۔ مشہور آفاق غازی عثمان پاشا میں بھی بمقام پلیونا یہی نقص موجود تھا[1] وہ اگر ہمت کرتے تو ۲۰ ستمبر ۱۸۷۷ء کی ہیبتناک اور نہایت سخت ہزیمت روسیوں کے بعد پراگندہ لشکروں کو دریائے ڈینیوب میں دھکیل سکتے تھے۔ یہ غلطی ۱۸۷۷ء میں دریا لوم علاقہ میں سرزد ہوئی یعنی محمد علی پاشا[2] کو جنہیں روسیوں کو کئی موقعوں پر سخت شکستیں

[1] مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ نے واقعات و حالات متعلقہ پلیونا پر نہایت غور اور بیجی سے غور کرنے کے بعد یہ رائے قائم نہیں کی۔ اور غالباً مسٹر ... کی رائے سے متاثر ہو کر یہ الفاظ لکھے ہیں۔ غازی عثمان روسیوں کی ہزیمت سے فائدہ اٹھا کر اونہیں دریا پار اسلئے نہیں بھگا سکے تھے۔ کہ انہوں نے تکمیل فتح کی کوشش نہ کی تھی۔ یا کرنا نہ جانتے تھے یا قابلیت نہ رکھتے تھے۔ بلکہ محض اسلئے کہ اس کام کیلئے اون کے پاس کافی فوج نہ تھی۔ اون کی فوج صرف بچاؤ پر رہ کر دشمن کے حملوں کے روکنے کیلئے کفایت کر سکتی تھی۔ مگر پھر بھی غازی ممدوح نے کوشش کرنے سے دریغ نہ کیا تھا لیکن جیسا کہ پہلے سے ہی ظاہر تھا۔ اونکو جارحانہ کارروائی میں کامیابی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ پر مسٹر ہربرٹ نے محاربات پلیونا میں مفصل بحث کی ہے۔ غالباً اس جوانمرد عیسائی مجاہد اسلام و معاون عثمانیان کی کتاب مسٹر موصوف کی نظر سے نہیں گذری۔ ورنہ وہ غازی عثمان پر یہ الزام نہ لگاتے۔ محاربہ یونان میں بھی دشمن کی ہزیمت سے بالعموم پورا فائدہ نہ اٹھانیکی وجہ نا قابلیت نہ تھی۔ بلکہ ترکوں کی عالی ظرفانہ درگذر اور چند پیچیدہ اسباب جو یونانیوں کو بالکل پامال کر دینے سے مانع تھے۔ اور نیز غنیم کی کمال بے بضاعتی۔ ایسا کئی دفعہ ہوا۔ کہ عثمانیوں نے یونانیوں کا صرف پتھروں سے مقابلہ کیا۔ اور ایسا کرنے وقت یہ کہا کہ ایسے نامردوں پر بندوقیں چلانا مردانگی کے خلاف اور کارتوسوں کو مفت برباد کرنا ہے۔ یہ زندہ و مردہ یکساں ہیں۔ پھر ان کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ۔ پتھروں سے انکو پسپا کر دینا ہی کافی ہے۔ بعض ترکی افسروں سے بیشک چند غلطیاں سرزد ہوئیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ہر جنگ کا غلطیوں سے مبرا ہونا کبھی ممکن نہیں ہو سکتا اور انسانی طاقت کے دائرہ سے خارج ہے۔

[2] تاریخ سر ایشمیڈ بارٹلٹ کے اس بیان کی بھی تائید نہیں کرتی۔ یہ درست ہے کہ محمد علی کو یہ فتوحات حاصل ہوئی نہیں۔ مگر جب وہ علاقہ لوم سے بلایا گیا تھا۔ اوسوقت سے چند یوم پہلے وہ ولیعہد روس کی فوج کے مقابلہ پر ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں صریح ناکام رہا تھا بلکہ شکست یاب ہوا تھا۔ چنانچہ جنگ روم و روس کے مورخ نے اوسکی نسبت اس موقعہ پر یہ الفاظ تحریر کیے ہیں۔ اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ جن امیدوں اور توقعوں کے ساتھ اوسے موسم گرما میں سپہ سالاری کا عہدہ عطا کیا گیا تھا۔ وہ بالکل پوری نہ ہوئیں۔

دی تھیں عین اسوقت جبکہ وہ دلیعہد روسیہ (جو بعد میں نار اسکندر ثالث ہوا) کی فوج پر آخری قطعی فیصلہ کن حملہ کرکے اوسے بالکل وجود ہستی نابود کرنیوالا تھا - واپس بلا لیا گیا اور اس کی جگہ ایک احمق پوپنوق سا نخوردہ پاشا کو بھیج دیا گیا جسنے محمد علی کے بعد پھر ایکدفعہ بھی جارحانہ حرکت نکی - غالباً فواد پاشا ہی جس نے ترکی جرنیل نے دسمبر ۱۸۷۷ء میں بمقام بلینا ایک عالم روسی بریگیڈ کو اسیر جنگ بنا لیا تھا ایک ایسا ترکی افسر ہے جسنے اپنے آپ کو جارحانہ کارروائی کیلئے نہایت مستعد اور زور آور ثابت کیا ہے - اگر یونانی فوج کا جبکہ وہ ۱۵ اپریل کو لارسیہ سے سراسیمہ وار بھاگی تھی - لگاتار مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا - تو وہ پھر با نظام اور با ترتیب جماعت نہ بن جاتی - اقدام مذکور سے بعد چار ہزار یا اس سے زیادہ جو بہادر و شجیع عثمانیہ سپاہی شہید و مجروح ہوگئے - وہ نہ ہوتے -

ترکی کوارٹر جنرل (ارکان حرب) میں چند اعلےٰ درجہ کے ایسے افسر موجود ہیں کہ یورپ کی کوئی فوج نہیں جو اون کی موجودگی پر فخر نہ کرے - انمیں اکثر نے جرمنی میں جنگی تعلیم پائی ہے اور جرمن بولتے ہیں - اسیوجہ سے یہ عام خیال جو غلط محض تھا عام طور پر پھیل گیا تھا - کہ بہت سے جرمن افسر ترکی فوج کے ساتھ تھے - حالانکہ صرف ایک جرمن افسر گرسکوف پاشا ہونہایت ہی چھیلا سپاہی ہے فوج مذکور کے ساتھ تھا - اور وہ بھی صرف سات دن رہکر مجھسے پہلے واپس چلا گیا تھا - اور یہ عرصہ بھی اسنے ہیڈکوارٹر میں بسر کیا تھا سیف اللہ پاشا - مصطفےٰ ناظم بک - ثابت بک - حسن بک - نجیب بک - انور بک اور رضا پاشا جو آرٹلری کا کمانڈر ہے نہایت لائق اور اعلےٰ تربیت یافتہ افسر ہیں بالخصوص سیف اللہ پاشا نے میدان جنگ میں فوجی کارروائیونکی ہدایت و رہنمائی کرنے اور کوچ کے وقت نظام و با ترتیبی قائم رکھنے میں نہایت مستعدی و قابل تعریف سے کام دیا - ترکی سپاہیونکی نیک چلنی خوش اطواری اور صفت فرمانبرداری کی میں بڑے زور سے شہادت دیتا ہوں جیسے اور رہر ایک انگریز نامہ نگار نے جو ادہم پاشا کی فوج کے ساتھ تھا اپنے دستخط کرکے ایک طویل ٹیلیگرام سر فلپ کری انگریزی سفیر متعینہ

بقیہ صفحہ سابقہ) ولیعہد روسیہ کی فوج کے برخلاف گو شروع شروع میں کامیابی ہوئی - مگر آخر میں وہ کامل ناکامی ہوئی - اور نہ اونسے عثمان پاشا کو بمقام پلیونا اور نہ سلیمان پاشا کو بمقام درہ شپکا کسیطرح کی مدد پہونچائی " اس سر زمانے سے کچھ عرصہ بعد وہ صوفیا کی ترکی فوج کا کمانڈر بنایا گیا اور پر سلیمان پاشا نے اوسے بحیثیت سپہ سالار حکم بھیجا تھا کہ الیناکے حملہ میں فواد پاشا کی اسطرح سے مدد کرے کہ اپنی جگہ سے وہ بھی روسیوں پر حملہ کرے مگر اسنے اس حکم کی تعمیل نہ کی - اور اس عدم تعمیل کیوجہ سے سلیمان پاشا اور اوسکے نائب فواد پاشا کو نہایت جوانمردی اور قابل تعریف تدبیر سے آلینا کو روسیوں سے فتح کرنے سے پھر دو دن بعد بتاریخ ۱۳ - دسمبر ۱۸۷۷ء چھوڑ دینا پڑا - اور روسی اوس اہم مقام پر جو بلقان کے وسط میں واقع ہے - دوبارہ قابض ہوگئے مصطفےٰ کامل آفندی مورخ جنگ روم و یونان محمد علی کو جنگ روم و روس کی اکثر تباہیونکا موجب بتاتا ہے اور شہر ہیشار تھی اوسکی نسبت اچھی رائے ظاہر نہیں کی سمجھ میں نہیں آتا کہ مسٹر شیلڈ ایسے واقفکار و باخبر سے ایسی اہم غلط بیانی کیسطرح سرزد ہوگئی ہے - محمد علی جرمن الاصل تھا - وہ اپنے ملک سے چھوٹی عمر میں بھاگ آیا - اور کئی دریائی سفر کرنیکے بعد قسطنطنیہ میں آکر مسلمان ہوگیا اور اسکے حالات محاربات بلقان کے کسی صفحہ میں درج ہیں

مترجم ... - فواد پاشا نے سالم روسی بریگیڈ کو اسیر نہیں کر لیا تھا - بلکہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کر دیا تھا - ہاں یہ درست ہے

قسطنطنیہ کو بھیجا جسمیں ہم نے عساکر عثمانیہ کی قابل تعریف نیک کرداری اور خوش چلنی کی کامل تصدیق کرکے خونریزی وغارت
اور تاخت وتاراج کے ان الزامات کی جو یونانی اس قوم پر اندھا دھند لگا رہے تھے پوری تردید وتکذیب کی۔ لاریسا کے فتح
ہونے پر تین سرکردہ ترک افسر سیف اللہ پاشا۔ مصطفےٰ ناطق بک اور نجیب بک ساری رات خاص پہرہ (پہرے) لیکر شہر
میں صرف اسلئے گشت کرتے رہے کہ کہیں کوئی واردات تاخت وتاراج کی نہ ہو۔ ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی تمام
عیسوی معابد پر پہرے بٹھا دئیے کہ کوئی انہیں خفیف سا نقصان بھی نہ پہونچا سکے اور نہ انکی کوئی بیحرمتی ہو سکے۔
مشیر کے پاس سے واپس آکر جب میں نے اپنے دوست نامہ نگاروں کو علے الصباح تیار ہو جانیکی تاکید کی تو وہ سب کے
سب کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ انکو سابقہ تجربہ سے ترکی تحرکات عسکریہ میں کمال احتیاط اور سوچ بچار مدنظر رکھے جانیکا کامل یقین
ہوچکا تھا اور وہ جانتے تھے کہ بہت سویرے کبھی کوچ نہیں ہوگا۔ تاہم میں نے خدام کو ٹھیک پانچ بجے صبح کیوقت بیدار
کر دینے کا حکم دیدیا۔ اور پھر اپنی دن بھر کی کارروائی پر خوش وخرم خوابگاہ کو چلا گیا۔

تھسلی میں داخل ہونا

ہم دوسرے دن صبح کے چھ بجے تیار ہوگئے۔ مگر ترکی ہیڈکوارٹر نو بجے کے قریب ملونا کیطرف
روانہ ہوا جس سے نامہ نگاروں کے قیاس اور رائے کی معقول تصدیق ہوگئی۔ ادہم
پاشا بہت رات گئی دبابہ کھال کو گئے تھے۔ اور یہ امر انکی دیر کے چلنے کی معقول وجہ ہو سکتا تھا۔ ہم آہستہ آہستہ فراخ و
ہموار سڑک پر کول (درہ) کیطرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہوا کے پروں پر سوار گاہ بگاہ گولہ باری کی آواز سنائی دیتی
رہی۔ مگر آتشباری باقاعدہ نہ تھی۔ کبھی کبھی کوئی گولہ چل رہا تھا۔ سڑک صرف پہاڑیوں کے قریب جا کر بلند ہونی شروع
ہوتی ہے۔ جہاں وہ یکبارگی بالکل عمودی شکل میں تقریباً نو سو فیٹ کے طول میں کول ڈی ملونا کے مشہور درہ کی چوٹی تک بلند
ہوگئی ہے۔ سڑک کا جو حصہ درہ کو جاتا ہے وہ بہت ہی خراب حالت میں تھا۔ اور کئی جگہ گھوڑوں تک کیلئے اس پر سے
گذرنا قریباً محال تھا۔ راستہ میں ہمیں ایک باتری ملی جسکی ہر ایک توپ کو گھوڑوں کے علاوہ پچاس پچاس آدمی اور کھینچ رہے تھے
کچھ سپاہی آگے سے کھینچکر اور کچھ پیچھے سے دھکیل کر ایک ایک ہلہ میں توپ کو تیس تیس گز اوپر چڑھا رہے تھے۔ اور جسطرح ملاح
لنگر اٹھانے کیوقت کرتے ہیں ہر دفعہ زور لگاتے وقت باہم ملکر نعرے لگاتے جاتے تھے۔ چوٹی پر پہونچتے ہی ہمیں پہلی مرتبہ جدال
وقتال کے ہولناک نتائج وثمرات کی علامتیں تین سخت مجروح سپاہیوں کی شکل میں دکھائی دیں۔ ان کو ہسپتالی خیمہ
میں جو درہ کے ایکطرف نصب تھے پہونچایا جا رہا تھا۔ انمیں سے ایک کیطرف تو دیکھا نہیں جا سکتا تھا شل کے ٹکڑے سے اوسکا نچلا جبڑا اکھڑ کر
ٹکڑے ہوگیا ہوا تھا۔ جس سے چہرہ بالکل اینٹھ گیا تھا اور بشرہ سخت جسمانی تکلیف کا پتہ دے رہا تھا۔ دوسرے کے پھیپھڑے میں گولی لگی تھی۔ وہ
ہشاش بشاش نظر آتا تھا مگر چہرہ پر مردنی چھا رہی تھی۔ تیسرے کی دونوں رانوں میں سے گولی نکل گئی تھی وہ اس معرکہ میں جو آج
کو ہو رہا تھا مجروح ہوئے تھے۔ چونکہ وہ چلنے سے عاجز ہوگیا تھا اوسکو بالوپر ڈال کر اوپر لائے تھے۔ جب اوسے نیچے اتارنیکے لئے گویا جو
اٹھایا گیا تو سخت درد ہوا۔ ہسپتال میں مجروحین کیلئے عمدہ بستر اور کافی ڈاکٹر و خادم موجود تھے اس مقدمہ پر اور بعد ولن محاربہ

دیگر بیسیوں سخت مجروح ترک بھی جس صبر و تحمل اور بظاہر کسی طرح کی تکلیف یا اذیت کے بغیر لیٹے لیٹے سفر زین سوار بلکہ پا
پیادہ طے کرتے رہے وہ واقعی نہایت ہی حیرت انگیز تھا۔

مشیر ایک چھوٹا خیمہ کے سامنے جو سڑک کے دائیں ہاتھ ایک بلند چوٹی پر نصب کیا گیا تھا کھڑے ہو گئے۔ اس خیمے کے
دائیں طرف ایک اور بڑا خیمہ نامہ نگاروں اور دیگر غیر جانبدار مشاہدہ کنندگان کیلئے نصب تھا۔ تاہم پاشا نے از راہ مروت و
عالی ظرفی اپنے لئے وہ خیمہ پسند کیا۔ جو دونوں میں چھوٹا تھا

چشمہ قرہ درہ

اس موقعہ پر کھڑے ہوتے ہی ایک عجیب کیفیت بخش منظر ہماری نظروں کے سامنے نمودار ہو گیا۔ سامنے
تا حد نظر تھسلی کا زرخیز میدان پھیلا ہوا تھا۔ دور دور سلسلہ میں قصبہ ٹرناووس کی جھلکی سی
جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ اور دریائے زیریاس (جسکا پرانا نام پورویاس تھا) کا خشک گذرگاہ فراخ و عریض برق
سڑک کی طرح میدان میں مغرب سے مشرق کو چلا جا رہا تھا۔ اس سمت کے رخ پہاڑیوں کی ایک شاخ سے مرغزار اور درختوں
کا ایک خوبصورت سبز قطعہ موضع ویلا کی طرف پھیلتا چلا گیا تھا۔ اور جانب کوہ سے شفاف پانی کا ایک چشمہ نکلتا ہوا
دکھائی دے رہا تھا۔ جو مشرق کی طرف بہتا ہوا تشنہ کام میدان میں فرحت بخش سبزی و روئیدگی کا خط کھینچ رہا تھا۔ ا
چشمے کے قریب ترکی بیٹریاں کھلی جگہ میں نصب تھیں۔ اور گو وہ اس وقت خاموش تھیں۔ مگر تھوڑی ہی دیر میں ان میں سے
ہلاکت بخش زندگی نمودار ہو جانے والی تھی۔ سامنے کے رخ دائیں ہاتھ پہاڑیوں کی ایک لمبی شاخ تقریباً عین جنوب
رو بہ میدان کو بڑھی چلی گئی تھی اس شاخ کی وجہ سے ہم ترکی میمنہ کی حرکات کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

معرکہ ماتی و ویلا

عین بائیں ہاتھ کی طرف بھی پہاڑیاں پیدا ہو کر آگے بڑھتی ہوئی تھیں۔ جنکی وجہ سے ہم ترکی میسرہ کی کارروائی
کو بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ البتہ زبانی پتا سے معلوم ہوا کہ ان میدان کی طرف جاتے ہوئے دیکھا لوتے
پیری حمدی پاشا یونانی میمنہ کو پیچھے سے جا دبوچنے کیلئے آگے بڑھا جا رہا ہے۔ یونانی توپخانہ قرہ درہ سے دو میل بجانب جنوب ایک
مستطیل پہاڑی کے گرد جو بلا تعلق تنہا میدان میں کھڑی تھی نصب تھا مگر جب تک اس نے گولہ باری شروع نہ کی توپوں
کی تمیز کر سکنا مشکل کام تھا۔

ترکی فوج کی پیشقدمی کے متعلق جمعہ نہایت مبارک دن ثابت ہوا۔ اس دن دو خوب تیز لڑائیاں ہوئیں۔ ایک میں فریقین
کے توپخانوں سے دور سے باہم مبارزت کی جسے یونانی معرکہ ماتی پکارتے ہیں دوسری ایک چھوٹی پہاڑ پر باضابطہ لڑائی تھی
جسکو ترکوں نے موضع ویلا جو عین میمنہ پر واقع تھا یونانیوں سے بزور سنگین رہا کر کے چھین لینے پر ختم کیا۔ حمدی پاشا جو ترکوں
کے انتہائی میسرہ پر تھا مقام قرب سے لگاتار بڑھا چلا آ رہا تھا۔ اسنے اُن یونانیوں کو جنہوں نے کوہ اولمپس کے قریب ترکی علاقہ
پر یورش کی تھی کمال شکست دیکر پسپا کر دیا تھا۔ اور اب تھسلی کے میدان میں نکل آیا ہوا تھا۔ اس کا میسرہ دریائے پینی اس
پر تھا۔ اور میمنہ حیدر پاشا کی فوج سے متصل تھا جمعہ کے دن لڑائی کا زیادہ حصہ اسی افسر کو لڑنا پڑا۔ اسکی کمان دو ملونا کے

دامن سے موضع دیلیر تک پھیلی ہوئی تھی۔

محاربہ کے پہلے دور کی یہ اول فیصلہ کن لڑائی تھی۔ لاریسا اور تھسلی کے حصہ کثیر پر اسکی بدولت فی الفور قبضہ ہو گیا جن لوگوں نے ۲۳ اپریل کو معرکہ ہائے ماتی دویلیر کو دیکھا وہ انکی قدر و منزلت اور اہمیت کو محسوس کر سکے اور اگر انہیں سے کسی نے کیا تو انکی تعداد بہت ہی تھوڑی تھی۔ بہر صورت یہ یقینی امر ہے کہ ترکی ہیڈ کوارٹر کو یہ علم نہ ہوا تھا کہ یونانیوں کو ان معرکوں میں کامل و اکمل ہزیمت و شکست ملی ہے ورنہ ادہم پاشا اس رات الاصونا واپس جا کر نہ سوتے اور جو شکست خوردہ یونانی فوج کو نہایت سخت اور پامال کن تعاقب کے بغیر دریائے پینی اس سے پار ہو جاتی اور بطور ہ بچ جانے نہ دیا جاتا۔

یونانی گڑھیوں کی تسخیر ترکی قلب ممدوح پاشا کے زیر کمان تھا۔ جسکا علاقہ دورہ ملونا سے مغرب رو یہ ان پہاڑی چوٹیوں کے برابر پھیلا ہوا تھا جو ترکی و یونانی قلمرو میں حد فاصل تھیں یہاں ۱۸ اور ۱۹ اپریل کو سخت لڑائی ہوتی تھی۔ ترک چوبیس گھنٹوں سے زیادہ عرصہ تک لگاتار لڑتے رہنے کے بعد ان سب بلندیوں کو فتح کر سکے تھے۔ پہاڑیوں کے بلند ترین کرارہ کے برابر فریقین کی گڑھیاں دوش بدوش موجود تھیں اور بعض گڑھیوں پر نہایت سخت معرکہ آرائی ہوئی تھی ایک یونانی گڑھی کا قبضہ چار دفعہ باہم منتقل ہوا۔ تین یونانی گڑھیاں جو پہاڑیوں کی چوٹی پر ملونا سے عین بجانب غرب تھیں۔ ترکوں نے بزور سنگین فتح کیں۔ بہادر حافظ پاشا بیر اپنے سپاہیوں کو آگے آگے جاتا ہوا شہید ہوا تھا۔ ترکوں کے مقتولین اور لوگوں کی تعداد جو شہید ہوئے تھے ڈیڑھ سو تھی۔ یونانیوں کا اس سے بھی زیادہ نقصان ہوا۔ مقتولین بالعموم دفن کر دیئے گئے۔ مگر بعض لاشیں سرسری طور پر پتھروں سے ڈھانپی گئیں۔ کیونکہ زمین نہایت سخت تھی اور گڑھے کھودنا بہت مشکل اور دقت طلب کام تھا چنانچہ کئی لاشیں پتھروں کے نیچے سے برابر نظر آ رہی تھیں اور زبان حال سے جدال و محاربہ کے ہیبت ناک نتائج کی تشریح و توضیح کر رہی تھیں۔

معرکہ دیلیر توپی مبارزت میں پہلا گولہ پونے دس بجے چلا۔ اور دوپہر کے پون بجے تک بلا توقف ہیم گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کی طرف چھ باتریاں جو اڑھائی میل کی صف میں پھیلی ہوئی تھیں مصروف کارزار تھیں یونانیوں کی طرف چار یا پانچ باتریاں تھیں جو ڈیڑھ میل کی لمبائی میں بتدریج اٹھتی ہوئی بلندیوں پر مناسب موقعوں پر نصب تھیں ترکی گولہ انداز نہایت ماہر معلوم ہوتے تھے۔ ہمنے بچشم خود کئی گولے عین یونانی باتریوں پر جا کر گرتے دیکھے۔ یونانی گولہ باری کی قدر و منزلت کا اس سے اندازہ ہو جائیگا۔ کہ تین گھنٹوں کی مسلسل آتشباری سے صرف تین ترک زخمی ہوئے۔ یونانیوں کے نقصان کا اندازہ معلوم نہیں ہوسکتا تاہم وہ ضرور بہت زیادہ ہوگا۔ یونانی افسروں کی باہمی محبت اور اخوت کے حسن واقعہ کا اخبارات میں بڑا چرچا ہوا تھا۔ وہ اسی موقعہ پر گذرا تھا۔ واقعہ یہ تھا۔ کہ ایک یونانی افسر کو ترکی گولے سے مہلک زخم پہونچا اور جبکہ وہ دم توڑ رہا تھا۔ اسکے رفیق افسر نے ترکی گولوں کی بوچھاڑ کی کچھ پروا نہ کر کے اس کا آخری بوسہ لے لیا۔ میدان کارزار کے اس حصہ میں کسی فریق نے پیدل فوج سے حملہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی

معرکہ ڈیلیلر

حیدر پاشا کے ڈویژن کے میسرہ پر بھی صبح سے ترکی توپوں اور دو یونانی باٹریوں میں جو یونانیوں کی صف جنگ کے میمنہ پر تھیں مختصر سی توپ کی مبارزت ہوتی رہی اور اسکے ساتھ کبھی کبھی رائفل یا بندوق کی آواز بھی سنائی دیجاتی رہی مگر دوپہر تک کوئی اہم واقعہ نہ گذرا - ساڑھے ۱۲ بجے کے قریب دیلیلر کی طرف سے جدھر حیدر پاشا اپنا پیشقدمی کر کے یونانی میمنہ کے الٹ دینے کی کوشش کر رہا تھا سخت رائفل آتشباری کی آواز سنائی دی اور تقریباً دو گھنٹوں تک قریبقریب سخت لڑائی ہوتی رہی - باڑہ پر باڑہ چلتی رہی - اور ہوا اور بھی آواز دور دور تک جہاں ہم نہایت شاندار موقعہ پر بیٹھے لڑائی کا دنگل دیکھ رہے تھے پہونچاتی رہی آتشباری تین بجے کے قریب بند ہو گئی جس سے ہم نے قیاس کر لیا کہ ترکوں نے دیلیلر فتح کر لیا ہے مگر واقعات مابعد سے واضح ہو گیا کہ یونانی اوسوقت تک صرف ناف تک پیچھے ہٹالیے گئے تھے - اور وہ ابھی گاؤں کے مغرب اور جنوب کیطرف چند مکانات پر برابر قابض تھے - ترکی ہیڈکوارٹر کے ساتھ جسقدر نامہ نگار تھے وہ یہ کہکر پانچ بجے سے پہلے الاصونا کو روانہ ہو گئے کہ ہم آج کے دن کی لڑائی کے حالات اپنے اپنے اخبارونکو لکھنے جاتے ہیں - مگر چونکہ مشیر نے ٹھہرے رہنے کا فیصلہ کیا - ہمارا ٹھہرے رہنے کی ایک یہ بھی وجہ تھی کہ ہم نامہ نگاروں کیطرح لڑائی دیکھنے سے شکم سیر نہیں ہو گئے تھے - اس جلدی نہ کرنے کا ہمیں صلہ بھی ملگیا - وہ یہ تھا کہ ہمنے فیصلہ کن آخری ترکی حملہ کو جسنے معارکہ کے پہلے دور کو ختم کیا - اور تھسلی کی یونانی فوج میں قابل افسوس ابتری پیدا کر کے ابتری اور سراسیمگی ڈالدی - اپنی آنکھوں سے معائنہ کیا - چھ بجے کے قریب پھر یکبارگی رائفل آتشباری تازہ زور شروع ہو کر تقریباً آدھ گھنٹہ ہوتی رہی - بعد ازاں چند سوار دکھلائی دیئے جو خط مراجعت کی حفاظت کر رہے تھے - یونانی میدان میں پیچھے ہٹتے دکھائی دیئے - اور اسطرح لڑائی ختم ہو گئی شام کو الاصونا واپس جا کر جنہیں نامہ نگاروں سے ذکر کیا کہ ترکوں کی اس فتح سے یونانیوں کیلئے اپنی موجودہ پوزیشن (دفاعی) کو قائم رکھنا میری رائے میں ناممکن ہو گیا ہے - مگر اسبات کا کسیکو شایان گمان بھی نہ تھا کہ جبکہ ہم یہ باتیں کر رہے تھے - یونانی غزالان رم شدہ کی طرح اندھا دھند سراسیمہ وار بھاگے چلے جا رہے تھے -

ڈیلیلر ٹرناووس کے شمال مشرق میں دریا پینی اس کے قریب واقع ہے - یہ صاف ظاہر ہے کہ اس قدر کثیر التعداد فوج جیسی کہ ادہم پاشا کے ساتھ تھی - آسانی ٹرناووس اور لاریسا کی یونانی پوزیشن کو گھیرے میں لیکر یونانی فوج کیلئے مراجعت کا راستہ بند کر سکتی تھی - مزید براں خیری پاشا کے ڈویژن کی پیشقدمی سے جو تمام وقت ماسی سے بڑھا تھا جنوب مغرب کیطرف یونانی میسرہ کے بھی احاطہ میں آجانیکا اندیشہ تھا - پس ایسی صورت میں یونانی جرنیل دیلیلر کے فتح ہو جانے پر پسپا ہو جانے میں بالکل درست چال چلے تھے - اسیوجہ سے لاریسا کا چھوڑ دینا بھی بالکل درست تھا - کیونکہ اب اس کی حفاظت بکامیابی نہیں کیجا سکتی تھی اگر حفاظت کی کوشش کیجاتی تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ شہر کی کل محافظ فوج ترکوں کے ہاتھ اسیر ہو جاتی اور غالباً شہر بھی گولہ باری سے منہدم ہو جاتا - لیکن ٹرناووس کی شکست پر ۲۳ اپریل کی رات کو جو بیشرمانہ اور ذلت آمیز بھاگڑ ہوئی اور جس بھگدڑ کے سبب کیساتھ ۲۴ اپریل کو سرعت سے لاریسا پہنچی - اور کل فوج مع اکثر باشندوں کے قدم بھاگ گئی - کوئی وجہ پیش نہیں کیجا سکتی مگر جیسے یونانیوں کی یہ کیفیت وحشت اور سراسیمگی حیرت انگیز تھی - ویسے ہی ترکی ہیڈکوارٹر کا یونانی بھاگڑ سے بیخبر محض ہونا

اور تعاقب مردانہ کی مطلقاً کوئی کوشش نہ کیا جانا بھی کچھ کم حیرت انگیز نہ تھا حتیٰ کہ اگر وہ ان سیکڑوں مردانہ اور باختیار خود قابل تعریف مستعدی سے کام نہ لیتا تو تسلی کے وارنجلا دولت کیطرف عساکر عثمانیہ کے بڑھنے سے پیشتر غالباً بے وجہ اور پانچ دن درہ ملونا کے قریب بیجا اور بے فائدہ ضائع کئے جاتے۔

اروطا و کرتیری

اس دن پہاڑی سو سو کرتیری کیطرف سے بھی جو ہمارے دائیں ہاتھ تھی سخت آتشباری کی آواز سنائی دیتی رہی۔ یہ بلند اور دشوار گذار پہاڑی ملونا سے پانچ میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب واقع ہے یونانی اس کی چوٹی پر قابض تھے۔ اور انکو وہاں سے ہٹانے کی کئی کوششیں ناکام ہو چکی تھیں یہ پہاڑی مذکورہ بالا ناقابل تسخیر نظر آتی تھی ۲۳ اپریل کو ترکی فوج پیدل اور یونانیوں میں سارا دن سخت آتشباری ہوتی رہی۔ ترک پہاڑی کی مشرقی جانب کے چٹانوں سے چیونٹیوں کیطرح چپٹے ہوئے تھے۔ اور یونانی چوٹی پر تھے۔ ترک نہ انہیں نکال سکتے تھے اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے تھے۔ ۲۳ تاریخ کو دن پیش تھا کہ ارفود دول کی پرزور درخواست پر ادہم پاشا سے خاص واسطے اس پہاڑی کو تن تنہا فتح کرنے اور اسپر بطور خود حملہ کرنیکی اجازت دیدی گئی۔ اور چونکہ یہ لوگ پہاڑی جنگ آزمائی میں بڑے مشاق ہیں اسلئے غالباً بے وجہ اس مہم میں ضرور کامیاب ہو جاتے مگر [illegible] اسمیں [illegible] کی ضرورت نہ رہی۔ اپنی باقی فوج کے میدان کو [illegible] جانے کی وجہ سے یونانیوں نے رات ہی کو خود بخود پہاڑی کرتیری کو چھوڑ دیا۔ [illegible] ادہم پاشا کی [illegible] تھا۔ شاہ حصار ملونا کے سامنے کے مقامات [illegible] سخت معرکہ آرائی ہوئی ہم اوسکی [illegible] کیوجہ سے [illegible] آتشباری کی آواز نہ سن سکے۔

مسٹر ولیم ہاورڈ رسل[1] نے اس معاملہ کے بعد جو اسنے قصبہ کوئنگ گراٹس کے [illegible] ملاحظہ [illegible] کیا تھا۔ غالباً پھر کسی شخص کو لڑائی کے ہر ایک پہلو اور جملہ حالات کے دیکھنے کا ویسا عمدہ موقعہ نہیں ملا جیسا کہ اون لوگوں کو حاصل تھا۔ جو مشیر ادہم پاشا کے ساتھ درہ ملونا کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ لڑائی کا کل منظر نقشہ کی طرح ہماری آنکھوں کے سامنے کھچا ہوا تھا۔ اور اگرچہ ترکی توپیں چھ سے دو میل کے فاصلہ پر تھیں مگر ہم کل آتشباری کو اچھی طرح سے دیکھ سکتے تھے ہوا ایسی شفاف اور صاف تھی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ توپیں صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہیں۔ توپوں کے چلنے کے بعد جو دھواں انکے منہ سے نکلتا تھا۔ انکی گرج۔ اور یونانی و ترکی گولوں کے پھٹنے سے جو گرد و غبار اور دھواں اٹھتا تھا۔ اوسکو ہم بخوبی دیکھ اور سن سکتے تھے۔

ترکی سپاہیوں کے بے نظیر جنگی و اخلاقی اوصاف

ہمارے دیکھتے دیکھتے کئی مجروح عجیب و غریب شتروں پر لائے گئے۔ ان جانوروں کی زینیں عجیب قسم کی تھیں اور اونکی بوجہ بھی عجیب گونا گوں قسم و ہیئت کے تھے۔ ان مردہ اور قریب المرگ انسانوں کے مشاہدہ سے محاربہ کا

[1] ولیم ہاورڈ رسل پہلا اخباری نامہ نگار ہے جو میدان جنگ کو گیا۔ یہ ٹائمز کا نامہ نگار ہو کر محاربہ کریمیا میں شامل ہوا تھا۔ اور انگریزی کمیسریٹ کی بد انتظامی، فوجی حالات زار اور مصائب کے پست کنندہ حالات تحریر کر کے تمام پبلک کو اسطرف متوجہ کر دیا تھا۔ [illegible] کی لڑائی [illegible] جرمن و فرانس کی [illegible] بھی

تاریک ترین بیابان بڑی ہی شدت کے ساتھ جو اس خمسہ کے سامنے نمودار ہو جاتا تھا۔ ہم صبر و تحمل سپاہیوں کی میل دو میل
لمبی قطاروں کے پاس سے جو کوفتہ و ماندہ آبلہ پا بھاری بھاری بوجھ اوٹھائے ہوتے تھے بارہا گذرے۔ مگر کبھی کسی کو اُف کرتے یا پیٹھ
پھیر کر واپس جاتے نہ دیکھا۔ بیشک دنیا بھر میں کوئی سپاہی ترکی سپاہیوں ایسے صابر جفاکش اور بہادر نہیں ہیں۔ ترکی سپاہی کی
خوراک دیکھو تو وہ محض لقمہ نان پر گذارہ کر رہا ہے۔ یہ معلوم ہونے پر تم حیران رہ جاؤگے۔ منزل کیسی ہی لمبی سے لمبی ہو وہ برابر بڑھتا چلا جائیگا
کبھی پیچھے رہنے والا نہیں اور خطرناک سے خطرناک موقع پر اوسکے گھبرا کر دوسرے قدم کبھی نہ ڈگمگائینگے۔ ترکی سپاہی کمال درجہ صابر
سعادت مند سادہ مزاج۔ ایماندار اور ایسے بہادر ہیں کہ اونکی بہادری حد نہایت سے بھی تجاوز کر گئی ہوئی ہے۔ قرا تیریا الاصونا کی
سڑک پر بوانشی میل سے زیادہ طویل ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی گذرے مگر ایک فرد سے بھی کوئی نامناسب حرکت سرزد نہیں ہوئی سب
کا رویہ ایسا شائستہ رہا کہ یورپین فوج کا بھی غالباً ویسا اچھا نہ پایا جاتا۔ یونانی خاندان بدستور بہ امن و امان الاصونا میں مقیم رہے
کسی نے اونکی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ اونکے بچے بلا خوف و خطر سپاہیوں میں کھیلتے کودتے رہتے۔ تمام نامہ نگار بڑے زور اور گرم جوشی
کیساتھ ترکی سپاہیوں کی شجاعانہ بہادری اور ناقابل تعریف جفاکشی اور تحمل کے معترف تھے۔ ان نامہ نگاروں میں سے پانچ انگریزی اخبارات
کے نامہ نگار تھے۔ ان نامہ نگاروں ہی نہیں بلکہ ہر یورپین نے جسنے ترکوں کو کبھی محاربہ میں دیکھا یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اونکے اعلیٰ جنگی اوصاف
اور بے نظیر خوش اطواری کی جیسی زبردست اور قابل وقعت شہادت مسٹر آرچیبالڈ فوربس نے دی ہے ویسی اور کوئی نہیں دیسکا۔ یہ فاضل
ادیب اور قابل وقائع نگار سنہ ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس میں صوبجات بلگیریا و سلیویا میں روسیوں کے ساتھ رہا تھا۔ یہ امر واقعی
نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ ترکی سپاہیوں کے بدنام کرنیوالوں نے کبھی اونہیں دیکھا نہیں جسطرح ہم اونہیں مقدونیا اور تھسلی
میں دیکھ چکے ہیں۔ اگر ان الزام دہندگان نے بھی کبھی اونکو اسطرح دیکھا ہوتا۔ تو ترکوں کے پاؤں دھو دھو کر پیتے۔

مسٹر آرچیبالڈ فوربس مشہور فوجی نامہ نگار نے نومبر ۱۸۹۷ء کے رسالہ نائنٹینتھ سنچری (انیسویں صدی) کے صفحات ۵۷۶ و ۵۷۷
پر ترکی سپاہ کی نیک چلنی اور اوصاف مردانہ کی نسبت حسب ذیل شہادت تحریر کی تھی۔ "دریائے پروتھ سے لیکر دریائے وڈ اور ڈینیوب
سے لیکر بلقان تک میں نے اپنے تمام سفروں میں کسی شخص کو یہ شکایت کرتے نہ سنا کہ اوسے گذشتہ واقعات کی بدولت ترکوں
کے ہاتھ سے نقصان پہنچایا گیا تھا۔ حالانکہ اسبارہ میں میں نے نہایت جد و جہد اور تگ و دو سے تفتیش و تحقیقات کی۔ میں نے کسی مرد
کو تلواروں سے زخم خوردہ نہ پایا۔ نہ کسی عورت کے بیحرمت ہونیکی داستان سنی۔ میں اپنے سابقہ تجربات کی بنا پر بوثوق سے کہہ سکتا
ہوں کہ اگر کسی عورت کیساتھ ناجائز سلوک کیا گیا ہوتا۔ تو وہ بلا تکلف اپنا ماجرا بیان کر دیتی۔ ہر بلغاری کسان کے کھیت

سامنے یہاں بھی سر اشتباہ ہے اتفاق نہیں۔ ترکی سپاہی کی خورد و پرداخت میں خواہ کیسا ہی تغافل برتا جائے۔ مگر اس کی غذا کا خاص خیال رکھا جاتا ہے
اور حتی الامکان اوسے کبھی فاقہ نہیں آنے دیا جاتا۔ ہاں اونکی طبعی سادگی اور اعلیٰ درجہ کی پرورش کیوجہ سے اوسکے لئے باورچی اور کھانے کا کوئی لمبا چوڑا اہتمام
اور سامان نہیں کرنا پڑتا۔ اور اپنی تعداد کو بڑھانے کیلئے [illegible] کی خم و خمرا کا انتظام ساتھ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس جادو نگار مصنف
وقائع نگار نے [illegible] ترکی اور یورپ کے موجودہ تعلقات اور تاریخ سلطنت عثمانیہ نیز جدید تعلقات اور دولت علیہ عثمانیہ کے متعلق حال ہی میں ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے

جسکا

روانہ ہوئی اور جالا تار اوسکے متعلق دستے ہیں کا کام بقاعدہ سپاہی تھے۔ مگر اہالی شہر کو ذرہ برابر جانی یا مالی تکلیف نہ پہونچی چنانچہ
سے جب ترکی فوج لوم کو پسپا ہوئی۔ تو بخلاف مراجعت کے تمام راستے میں بھی بلغاریوں کو بال برابر ضرر نہ پہونچا۔ روسیوں کی نسبت
پر جب ترکی باشندوں شہر نووا کو چھوڑ گئے۔ اور اوسکے بعد ترکی سپاہ وہاں سے بھاگ گئی۔ تو ایسا کرتے وقت مسلمان باشندوں یا
فوج نے جیسا ہونہ کہ جبلی کی سختی نہ کی نہ کسی کے مال و اسباب کو لوٹ لیگئے۔ الغرض ڈینوب اور بلقان کے درمیانی علاقہ
کو خالی کرتے وقت ترکوں کی طرف سے کوئی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہوئی۔ بلغاریوں نے اس شریفانہ برتاؤ کا کیا معاوضہ دیا
اسکے بیان تک پھر بعد میں لکھونگا "

میں رات دو ملونا پہونچا اپنے خیمہ میں بسر کرنا چاہتا تھا۔ مجھے امید تھی کہ دوسرے دن بہت سویرے پیشقدمی شروع ہوکر
کل سرحد کے برابر برابر قطعی فیصلہ کن جنگ برپا ہوگی۔ اور اوسکے مشاہدہ سے محروم نہیں رہنا چاہتا تھا۔ مگر مشیر نے مجھے اپنے
ساتھ الاصونا واپس چلنے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ دوسری بے آرامیوں کے علاوہ یہاں تمہیں غذا بھی کافی نہیں مل
سکیگی۔ ہم سب شام کی جھٹپٹی تاریکی میں ہیڈ کوارٹر کو جو الاصونا میں تھا چلے گئے۔ ادہم پاشا اوسدنکی فتوحات
اور کارروائی پر بہت خوش نظر آتے تھے۔ انہوں نے دوسرے دن بہت سویرے پیشقدمی کرنیکا وعدہ کیا۔ ترکی کیمپ میں کسی
متنفس کو اسکا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ کہ یونانی فوج رات کو کالعدم غائب ہو جائیگی۔ چہ جائیکہ اس بھاگڑ اور ابتری
کا جو ہمارے واپسی کیمپ سے ہی یونانی فوج میں پڑگئی ہوئی تھی کوئی وہم و گمان ہوتا

ارطونا یا لاریسا

جنگ کی ابتدائی نتائج ترکی ہیڈکوارٹر کے سٹاف کی توقع سے بدرجہا زیادہ باور اور اہم ثابت
ہوئے یونانی بجز ان مقبوضہ گذرگاہوں اور دشوار گذار دروں پر پہونچا تھا قائم نہ رکھ سکتے تھے۔ جو دونوں
ملکوں میں حد فاصل کا کام دیتے تھے بلکہ ترکی کالموں کو بھی مختلف دروں کے راستے تھسلی کے ہموار میدان میں داخل ہونے سے نہ روک سکے تھے۔ الغرض
۱۹ اپریل یا جنگ کی لڑائی سے لاریسا کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ بلکہ اگر ترک ذرا مستعدی اور جلدی سے کام لیتے تو گویا یہ جنگ عملی طور پر
ختم ہو گیا تھا۔ ہر چند یونانی افواج پیچھے ہٹتے چلے جا رہے تھے۔ اتوار ۲۱ اپریل لاریسا پر ترکوں کا قبضہ ہو گیا اور تھسلی کا سب سے زیادہ
[illegible] اور [illegible] کے عالم [illegible] فرسالوس (فرسالا) اور ترناوا کو چھوڑ گیا۔ اگر یہ فوری تعاقب
کیا جاتا تو تھسلی کی یونانی فوج بالکل برباد ہو جاتی مگر سرحد [illegible] جاکر شہر [illegible] کے تاریخی درہ [illegible] قابض ہوتی کیونکہ ملک کی طبعی بناوٹ
ایسی ہے کہ وہ اور کہیں دشمن کے مقابلہ کیلئے نہیں ٹھہر سکتی تھی۔ اور صرف اسی مورچہ پر [illegible] کوئی شکست اور نظام باقی
رہ گیا ہوتا۔ ملک کو بچا لینے کیلئے ایسا مفید موقع مل سکتا تھا۔ یونانیوں کی اچانک پسپائی کا باعث وہ جناحی پیشقدمی
ہوئی تھی۔ جو ایک طرف جنوب [illegible] پاشا نے [illegible] سے اور دوسری طرف [illegible] پاشا نے [illegible] سے کی تھی جس
کی اطلاع [illegible] تھی۔ یونانیوں کو ترکی فوج [illegible] کی شہ زوری اور اوصاف جنگی
کا ذاتی تجربہ ہو گیا تھا۔ اور اس تجربہ کے تکرار کی اونکے دل میں کوئی تمنا نہیں رہ گئی تھی

نہیں آتا۔ مگر کوئی نشان دکھائی نہ دیا۔ آخر کار گرمی جسم سے اور زیادہ برداشت نہ ہوسکی۔ ہم ایک خوشنما خوبصورت مکان کے سامنے سے ہوا۔ اوسکی نچلی منزل کا دروازہ جو نہایت سرد تھی کھلا ہوا تھا۔ میں گھوڑے سے اتر کر اندر داخل ہوگیا۔ اور ایک کہنہ چارپائی پر جو وہاں پڑی تھی لیٹ گیا۔ اور دوسرے دن آٹھ بجے صبح تک لیٹا رہا۔ تھوڑی دیر بعد شیر نے اپنی ایک یاور کی معرفت کہلا بھیجا۔ کہ اونکا کیمپ چشمہ فرودہ کے کنارے نصب کیا گیا ہے۔ وہ رات وہیں جاکر بسر کرینگے۔ تمہارے لئے بھی وہاں ایک خیمہ الگ کردیا جائیگا۔ مارشل نے ٹرناووس میں شب باش ہونا مناسب نہ سمجھا تھا۔ کیونکہ دشمن کا ٹھکانا ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا۔ مگر میں نے اپنی میں واپس جانیکی سکت نہ دیکھی۔ علاوہ بریں میں جانتا تھا کہ دوسرے دن مجھ سے یہ نہیں ہوسکیگا کہ اسی مسافت کو پھر طے کرکے ٹرناووس اور لاریسہ تک کی دس میل کی مسافت مزید طے کرسکوں۔

ایک جرمن افسر کی مہربانی

جرمن جنرل سٹاف کا ایک پنشن یافتہ افسر بیرن وان سوتن برگ ہے جس کی نسبت عام خیال تھا کہ اوسے قیصر جرمنی نے خاص اپنی طرف سے لڑائی کی نشانات اور اسکے حالات کی رپورٹ کرنے کے لئے بھیجا ہوا ہے۔ کمال شفقت و نوازش سے ہمارے ساتھ ٹھہرنے اور حفاظت کے انتظام کرنیکا ذمہ لیا اور پھر نہایت قابلیت اور حسن لیاقت سے جو جرمنوں کا قومی خاصہ ہورہی ہے۔ ان چھ سواروں کو جو ہماری خدمت حفاظت کیلئے پیچھے چھوڑے گئے تھے۔ دو دستوں میں تقسیم کردیا کہ ہر ایک دستہ چار چار گھنٹے گشت کرے۔ اور ردوف بک اور نیز اپنے اسکورٹ کے افسر سردیک کو ہر دو گھنٹوں کے بعد پہرہ داروں کا معائنہ کرتے رہنے کا حکم دیا۔ بیرن نے بذات خود بھی رات میں تین دفعہ گشت کی۔ مگر کسی طرح کا کوئی حادثہ نہ گذرا۔ اوس رات ٹرناووس میں جو خون گرا وہ صرف مرغیوں اور بکریوں کا تھا چھ خاندانوں کے سوا باقی کل یونانی آبادی شہر چھوڑ کر بھاگ گئی ہوئی تھی۔ ان خاندانوں سے کسی طرح کا تعرض نہ کیا گیا تھا۔ شہر میں مرغیاں اور کبوتر بکثرت اور چند مویشی بھی موجود تھے۔ یہ جانور کوفت زدہ اور گرسنہ سپاہیوں اور نیز ہمارے لئے ایسے موقعہ پر خاص نعمت الہی تھی۔ ایلیا نے نہایت خوشگوار چوزوں کا شوربا پکایا۔ جسے میں نے خشکہ کے ساتھ کھایا اور سیر ہوکر خوب میٹھی نیند سویا۔ جس سے میری ماہت اور سکت پھر عود کر آئی۔

دوسرے دن ہم دن نکلے لاریسا کیطرف جسپر کسیکوف پاشا کے قابض ہوجانیکی خبر ہمیں تھوڑی دیر پہلے ملگئی تھی روانہ ہوئے۔ ہماری جماعت میں میرے اور ایلیس کے علاوہ بیرن سوتن برگ۔ ردوف بک۔ ایلیا اور چھ سوار تھے۔ سارے تسلی ابھی تک ترہ درہ میں ہی تھے۔

ترکی رحمدلی

بیرحمی جانوروں سے ترک جیسی مہربانی اور رحمدلی سے پیش آتے ہیں۔ اوسکا ہمیں راستہ میں اپنی خوشنما نظارہ دکھیا۔ ایک چھوٹا سا بزغالہ جو ماں سے جدا ہوگیا تھا۔ سڑک پر تنہا بلبلاتا پھر رہا تھا۔ ایک سپاہی کو رحم آگیا اور اوسنے اوسے خرجی میں ڈال کر زین پر رکھ لیا۔ دریا پینیوس کے پل کے سرے پر ہمیں چند لمحوں کیلئے سنتریوں نے روک لیا۔ وہاں ہماری ایک دلچسپ اتفاقیہ ملاقات سے ملاقات ہوئی جس کا مختصر بیان شاندار معمر ترکی کرنیل سے ملاقات ہوئی۔ وہ سچی گرمجوشی اور حسن اخلاق سے جو تمام پرانی طرز کے تربیت یافتہ ترکوں کا خاصہ ہے ہم سے ملا۔ اور جب اس نے میمنی کو دودھ کیلئے چلاتا سنا۔ تو اوسی وقت

ایک بکری منگوا کر بچہ کو دودھ پلوایا۔ یہ پاشکوہ ہمراہ افسر پلیونا کے محاربوں میں سخت زخمی ہوا تھا۔ اور یوم مافیل ویلیار کی
لڑائی میں بھی اوسے خفیف سا زخم پہونچا تھا۔ اس نے تھوڑہ سے ہماری تواضع کی۔ ہم اوسکے پینے میں مشغول تھے۔ کہ ایک متغیر صورت
یونانی عورت وہاں آگئی۔ اور یہ شکایت کی کہ میرے بچے اس گاؤں میں ہیں جو پل سے دو میل بجانب جنوب ہے۔ مگر سنتری
کسیکو پل سے گذرنے نہیں دیتے۔ کرنیل نے عورت کو بدست خود کچھ کھانا دیکر ایک کارپورل کو حکم دیا۔ کہ اوسے بچوں کے پاس پہونچا
آئے۔ نحافت زدہ کارپورل کیلیے جو سایہ میں بیٹھکر دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا اس حکم سے سخت مصیبت نازل ہوگئی۔ مگر اوس کی پیشانی
پر کوئی بل نہ پڑا۔ اور فی الفور عورت کو ساتھ لیکر قانع و رضامند روانہ ہوگیا۔ ہم پونٹیں دو میل کے فاصلہ پر جا ملے تھے۔

کارپورل اور عورت کی روانگی سے چند منٹ بعد ایک اردلی سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا کرنیل کیلیے تحریری احکام لایا۔ جسکا
مضمون یہ تھا۔ کہ ترکی فوج کی کل صف پیشقدمی کرکے لاریسہ کو بڑھے۔ یہ حکم ملتے ہی بسرعت تمام بگل بجایا گیا۔ اور کرنیل کی رجمنٹ
پانچ منٹ میں صف بستہ و مرتب ہوگئی۔ راستہ میں ایک عجیب واقعہ گذرا۔ لاریسا جب چار میل کے فاصلہ پر رہگیا۔ تو میرن نے
گھوڑے کو تیز کرنا شروع کردیا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا۔ اور کہا کیا یہ زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ سب اکٹھے چلیں۔ اوسنے جواب دیا
کہ مجھے حتی الامکان جلد پہونچنا ضروری ہے۔ میں نے کہا۔ جلدی کی کوئی خاص وجہ تو نہیں نظر آتی۔ پھر دریافت کیا کہ تمہیں کیوں لاریسہ
ایسی جلدی ہی پہونچنا ضروری ہے۔ اس سوال پر اوسنے اپنا راز ظاہر کردیا۔ اور جواب دیا "کیونکہ میں جرمن ہوں مجھے سب سے پہلے لاریسا
پہونچنا چاہیئے"۔ یہ سنکر میری رگ حمیت بھی مشتعل ہوگئی۔ میری قومی غیرت کبھی گوارا نہیں کرسکتی تھی کہ دوسری قوم کا کوئی
شخص ایسی تعلی کی سے [illegible] اور میں اوسسے بازی جیت لیجاؤں۔ میں نے اوسسے کہا اگر یہ بات ہے تو چلو دیکھیں کون بڑھتا ہے
یہ کہکر میں نے بھی گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اور اوسے سرپٹ چھوڑدیا۔ دوڑ میں میرا گھوڑا افضل ثابت ہوا۔ میں تھوڑی دیر میں میرن
سے آگے نکل گیا۔ اور ٹھیک تین منٹ اوس سے پہلے یعنی اسکے پل پر جو لاریسا سے متصل ہے پہونچ گیا۔ مگر میں اوس سے عبور نہ کیا۔ بلکہ میرن کے ملنے کا انتظار
کیا۔ اوسنے شب گذشتہ مجھ سے نہایت شفقت آمیز سلوک کیا تھا۔ اور میں اوسے خفیف نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حتی کہ اگر اوسنے لاریسا پہلے پہونچنے
کیلیے اپنے جرمن ہونیکی دلیل پیش نہ کی ہوتی تو میں کبھی یہ دوڑ نہ لگاتا۔ جب وہ آپہونچا تو ہم دونوں دوش بدوش پل پر سے گذرے۔ ہمارے پہنچنے
سے کچھ ہی دیر پہلے گریسکوف پاشا نے پل کے پیچھے سے ڈاہنا بیٹل نکلوا کر پھنکوا دیا تھا۔ گریسکوف کے سوا ہم پہلے غیر ترک تھے جو لاریسا میں داخل ہوئے
بلکہ ترکی فوج پیدل بھی ہم سے پیچھے پہونچی۔ میر آوول کے سوار اور پلس دس منٹ بعد پہونچے۔ دیگر یورپین نامہ نگار مختلف راستوں میں
تقریباً ایک گھنٹہ بعد آئے۔ انمیں سب سے پہلے مسٹر بلیم نامہ نگار ٹائمز اور مسٹر ریڈن نامہ نگار تھے۔ ہمارے پہنچنے تک ترکوں کی ایک شاندار رجمنٹ جسکے
مصر پہونچنا پلٹن بالکل قریب پہونچ گئی تھی۔ اور آواز بلند خوش نصیبی کے نعرے لگاتی پل کے نعلی مرغزاروں پر سے آگے بڑھتی چلی آرہی تھی۔

ترکوں کی خوش اطواری

ہر جگہ ترکوں نے نہایت ہی قابل تعریف اور شایان حیرت نظام قائم رکھا۔ اور رعایا کے
جان و مال کی سلامتی میں کسیطرح کا خلل نہ پڑنے دیا۔ لاریسا میں ہر گلی کوچے کے
سر پر سنتری کھڑے کردئیے گئے۔ اور کسی کو بجز پاسپورٹ کے سوا اور کسی کو پیشہ شارع پر گھسنے کی اجازت نہ تھی۔ مختلف مقامات پر پہرے

متعین تھے۔ اونکو تاکیدی حکم تھا کہ جس سپاہی کے پاس ذرا سا بھی لوٹ کا مال دیکھیں اوسے فی الفور روک لیں [illegible]
گرسنہ سپاہیونکے حق میں واقعی یہ بڑی سختی تھی۔ کہ اونمیں سے بعض نے جو بھوکے تھے چھوٹے چھوٹے گوشت کے ٹکڑے یا سبزیاں ترکاریاں
اوٹھا لیے تھے وہ اونسے جبراً پھنکوا دیئے گئے۔ ان چیزوں نے جنکو اونکے مالک و متصرف دیتے (سپاہی) حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے چھوڑ کر جا رہے
تھے تھوڑی ہی دیر میں زمین پر چاروں طرف انبار لگ گیا۔ یونانیوں نے محاربہ سے پہلے ترکوں کو جو نہایت سخت اشتعال دلائے تھے اونپر خیال کرتے
ترکوں کا یہ شریفانہ برتاؤ اور حسن انتظام واقعی حیرت انگیز معلوم ہوتا تھا۔ کسی یورپین فوج کا برتاؤ اس سے بہتر نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ
بہت کم کا ویسا بھی پایا جاتا۔ اس شہر کا حسب دلخواہ انتظام ہوا۔ اور پھر بہت کم سپاہیوں نے کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔ اکثر یونانی باشندے بھاگ گئے تھے جو
بچے تھوڑے سے باقی تھے جو یونانی حکومت کے آخری دو دنوں کی نسبت ترکی تولیت و محافظت میں بہت اچھے رہے۔ کیونکہ یونانی
حکام شہر سے بھاگتے وقت تمام قیدیوں کو رہا کر کے اونہیں رائفلیں دے گئے تھے۔ ان پرندگان قفس خانہ نے یونانی بے قاعدہ سپاہیوں کی ہمراہی
اور اونکے ساتھ ملکر امن پسند باشندگان شہر کا ناک میں دم کر دیا تھا اور لوٹ مار کا بازار خوب گرم کر رکھا تھا۔ ان نا انصافوں نے بعض بعض شریف
عورتوں کی بے حرمتی کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا تھا۔ یہ سب باتیں ہمیں باقاعدہ یہاں کے باشندوں نے سنائیں اور وہ اتفاق سے [illegible] ایک پادری اور
ایک اطالین تھا۔ یہ باتیں ترکی ہیڈکوارٹر کے اسٹاف کی تاخت و تاراج کی انسداد کے لیے ہر ایک کوشش جو ممکن تھی کی [illegible]
اوٹھا لیجانے کی پاداش میں بید لگوائے گئے۔ لاریسا میں آتشزدگی کے صرف دو واقعے پیش آئے [illegible]
تک کل راستہ میں صرف تین لاشیں دکھائی دیں۔ دو یونانی سپاہیوں کی تھیں اور تیسری غیر فوجی شخص کی [illegible]
چند یونانی اسیران جنگ لائے جاتے دیکھے۔ تین سپاہی۔ ایک کپتان۔ اور دو غیر منتظم یا بے قاعدہ فوج کے سپاہی تھے [illegible]
قامت۔ بدوضع کمزور جسم اور کمینہ شکل تھے۔ اگر یونانی فوج کے باقی لوگ بھی ایسے ہی تھے۔ اور یہ اسیر اپنی سپاہ کا نمونہ تھے۔ تو پھر فراخ سینہ
مضبوط جسم۔ خوش شکل قوی الاعضا۔ اور ناقابل المغلوب عثمانی شیروں کے سامنے اونکا ایک لمحہ بھی ٹھہر سکنا ذرہ بھر تعجب انگیز
نہیں ہو سکتا۔ اور اسی سے یہ بھی صاف ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ یونانی گورنمنٹ اور اتھنیکی سبھا پر جنہوں نے بلا وجہ ایک ایسے
غنیم سے جو ہر لحاظ سے غالب و فائق تھا عمداً خود ابتدا کر کے لڑائی ٹھیری۔ کسی اہم مسئولیت اور ذمہ داری عاید ہو رہی ہے [illegible]
لاریسہ میں دس بڑی توپیں پانچ ہزار گراس رائفلیں ہر قسم کے سامان جنگ کی وافر مقدار اور خوب معمور گودام وغیرہ ہاتھ لگے۔

لاریسا میں ورود

[illegible] پہنچی اس کے طویل پل سے گذرنے کے بعد ہم پڑہو بازار کے سرے پر [illegible] جو پل اور دریا کے قریب [illegible] پر فضا موقع پر ایستادہ ہے تھوڑی دیر کھڑے رہ کر ترکی فوج پیدل کو شہر میں داخل ہوتے دیکھتے
رہے۔ پیدل پلٹن پلٹن شہر میں داخل ہو رہے تھے سپاہیوں کے چہرہ غبار آلود اور گرمی کی شدت سے عرق عرق ہو رہے تھے
مگر انداز سب کا متکبرانہ اور شجاعانہ تھا۔ بینڈ فاتحانہ سُرین بجا رہے تھے مگر افسوس ترکی جھنڈوں کے بینڈ صرف برائے نام
ہیں اور یورپین افواج کے بینڈوں کے سامنے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ بہر حال ترکوں کی یہ خوشی بیجا نہ تھی۔ انہوں نے

+ اگست ۱۸۹۹ء میں جلالتماب نے اس نقص و کمی کی بھی اصلاح کر دی ہے۔

ایک اہم مقام تھسلی کا دارالخلافت فتح کیا تھا۔ اور ترکی علم پھر دوسری دفعہ لاریسا پر لہرا رہا تھا۔ ہمارے قریب مسلمان باشندوں کا
ایک جم غفیر جمع ہو گیا تھا۔ ترکی فوج کی آمد پر اونکی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہ گئی تھی۔ پچھلے چند دن (بالخصوص جبکہ تمام
سالم شہر نے یونانیوں کو رہا کر کے مسلح کر دیا تھا۔ اور یونانی باقاعدہ فوج شہر کو اونکے رحم پر چھوڑ کر چلی گئی تھی) غریب مسلمانوں پر
سختی کے گذرے تھے۔ وہ کسی نہ کسی طرح ہماری خدمت کرنے کے بڑے مشتاق اور آرزومند پائے گئے۔ کسی نے ہمارے گھوڑوں کو تھامنے
رکھنے کیلئے درخواست کی۔ اور کوئی شراب اور روٹی لانے دوڑ آگیا۔ مسٹر ویلیڈن نے جو جابکدست فوٹوگرافر ہے۔ اس موقعہ پر بھی
جماعت کی جبکہ ہم سلطان کے باوردی گھوڑوں پر بیٹھے ترکی فوج پیدل کے بامسرت داخلہ کو دیکھ رہے تھے۔ تصویر اتار لی۔

یونانی مال و اسباب کی حفاظت

مصطفےٰ ناظم بے لاریسا پہلا ترکی گورنر مقرر ہوا۔ اوس نے فی الفور ہمارا
رہائش کیلئے انتظام کر کے ہمیں، ہیرن سونن برگ، مسٹر گہم اور مسٹر ویلیڈن کو
بنگلہ میں اتارا۔ لاریسا میں یہ سب سے بہتر مکان تھا۔ اور پرنس قسطنطین بھی وہیں فروکش ہوا تھا۔ بنگلہ کے رہائشی کمرے کاروبار
کے دفتر سے متصل تھے۔ اس سے عاقبت اندیش ہیرن کو بہتر ردو تو نہ ہوا۔ تاہم اوسنے احتیاط کر لینا مناسب سمجھا۔ اور اپنے سامنے
بنگلہ کے تمام دروازوں کو مہر سے مقفل کرا کر کمال احتیاط سے کنجیاں اپنے پاس رکھ لیں۔ بہترین کمرہ خوابگاہ جو بہ تکلف آراستہ تھا
ہمیں دیا گیا۔ اس میں دو پلنگ بچھے ہوئے تھے۔ اور ہر قسم کے کپڑے جا بجا بکھرے ہوئے تھے۔ جس سے واضح ہو رہا تھا کہ
اونکے مکین طلوع فجر کے قریب نہایت افراتفری کے ساتھ رخصت ہوئے تھے۔ اونکو دیکھ کر صاف معلوم ہو رہا تھا کہ
یہ کسی یونانی بنکر (صراف) کا مکان نہیں ہے۔ ہیرن کی خوابگاہ میں جو ہمارے کمرہ سے متصل تھی چند کتابیں پڑی تھیں یہ سب فرانسیسی
زبان میں تھیں۔ ایک ناول ژولیس ورنے، یوجین سو کی کتاب "اسرار پیرس" تھی۔ اور باقی ناول "نانا" اور نپولین سوم کی خفیہ تاریخ" جو فرانس کے بدنام ناول
نگار زولا کی تصنیفات تھیں۔ جنسے بقول ہیرن موصوف موجودہ یونانیوں کی تہذیب و علمی مذاق کا پورا پورا اندازہ ہو رہا تھا۔

ہمیں یہاں سے بہت تکلیف دہ اور غیر قدرتی کنوئیں کے پانی کا ذائقہ اور بو شبہ تھی۔* اور سے پینا منظور نہ کیا۔ اور شراب بہت دیر
کے بعد ملی۔ ترکی حکام نے فی الفور لاریسا کے سب سے بڑے ہوٹل اولمپی کے تہ خانوں کو جنمیں بے اندازہ شراب بند تھی مہر سے مقفل کر دیا تھا
ہم نے حکام کو کہا کہ ہم ہوٹل کے نرخ سے قیمت ادا کر دیتے ہیں۔ اور سے ہوٹل کے حساب میں بدلالت جمع کر لیا جائے۔ اور ہمیں تھوڑا
دیا جائے۔ انہوں نے مہروں کا توڑنا منظور نہ کیا۔ ہوٹل کا مالک اکثر دکانداروں کی طرح یونانی فوج کے ساتھ بھاگ گیا تھا
لیکن جب ترکوں کی خوش اطواری کا عام علم ہو گیا۔ تو یہ لوگ بتدریج واپس آ گئے۔ اور اسوقت اونمیں سے اکثر کو معلوم ہوا کہ
اونکی دوکانوں اور مکانوں کو ترکوں کے آنے سے پیشتر باشندہ یونانیوں اور بے قاعدہ فوجیوں نے لوٹ کھسوٹ لیا تھا۔ شہر میں
جو یونانی باشندے اپنے مساکن میں موجود رہے۔ اونکو ترکوں نے کوئی اذیت نہ پہنچائی اور [illegible]

* یعنی بدذائقہ یا کسی قدر گندہ ہے۔

پہونچے تو منزل القلعی آتشباری سے ہمارا استقبال کیا گیا۔ آتشباری کے ہوتے وقت چار سو قیدی تھے جنکو یونانی چلتے وقت رہا کرکے
مسلح کر گئے تھے بھیجے اور اسیوقت ایک پھٹنے والا گولہ سر کرگئے گویا بزبان حال اوسکو بتا دیا۔ تو نڈر ہو۔ کوئی پیچھو اپنی نہ دکھا دے ہمارے
پاس توپخانہ موجود ہے۔ گولا سر ہوتے ہی آتشباری بند کرکے ادہر اودہر روپوش ہوگئے۔ میں سنگی پل پر چڑھنے لگا ہی تھا کہ
ایک معمر آدمی میری طرف دوڑتا ہوا آیا اور اوسنے باواز بلند پکار کر کہا۔ پاشا خبردار پل کے نیچے سرنگ لگی ہوئی ہے۔ اس پر پہنچے
ہی تم سپاہیونکو توپیں لیکر کشتیوں کے پل کے راستے سے جو یونانیوں نے عارضی طور پر بنایا تھا گذرنے کا حکم دیا۔ اور خود بھی اوسی
کی نصیحت کے باوجود سنگی پل کے راستے ہی گیا۔ اور بخیریت دوسرے ساحل پر پہونچکر پانچ پلٹن کے ممبر سپاہیوں کو ڈائنامائٹ کے
بکسوں کی تلاش کرنیکا حکم دیا۔ اور تین بکس دستیاب ہوئے جو پانی میں پھینکوا دئے گئے۔ میں ابھی دریا کے کنارہ پر ہی تھا کہ
جس بڈھے[۱] نے مجھے خبردار کیا تھا۔ وہ ایک یونانی بدمعاش کی گولی سے شہید ہوکر فرش خاک پر گر پڑا۔ میں نے قاتل کو گرفتار کر لیا
اور حکم دیا کہ اوسے دیوار کے ساتھ کھڑا کرکے گولی مار دیجائے۔ مگر میرے آدمیوں نے مجھے بتایا کہ اسیر جنگ کو موت کی سزا دینے کیلئے
سلطانی اجازت کا پہلے حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اور اس رحیمانہ ترکی قانون کی طفیل یہ سفاک جانبر ہوگیا۔ لاریسا میں داخل ہوتے
ہی ہزارہا مسلمان خوشی کے نعرے مارتے ہوئے ہمارے استقبال کو آئے۔ ان بیچاروں کو مسلح یونانی بدمعاشوں کے ہاتھوں طرح طرح
کے جور و ظلم برداشت کرنے پڑے تھے۔ میں نے اوسیوقت اپنے نائب کرنیل مصطفےٰ بک کو لاریسا کا عارضی فوجی کمانڈر اور گورنر
مقرر کر دیا۔ اور یہ اونکی مستعدی۔ خوش اخلاقی اور احسان و مروت کی طفیل تھا کہ لاریسا میں فی الفور امن قائم ہوگیا۔ شہر
لوٹکھسوٹ اور تاخت و تاراج سے محفوظ رہا اور جو چند خاندان بھاگ گئے تھے وہ سب واپس آگئے۔ لاریسا خوبصورت شہر ہے
میں ولیعہد کے محل میں گیا۔ اوسے دیکھکر صاف ظاہر ہورہا تھا کہ مکین بڑی جلدی اور گھبراہٹ سے نکلے ہیں۔ خطوط اور کاغذات
ادہر اودہر بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے ایک خط اوٹھا کر پڑھا۔ وہ اس شکایت کے جواب میں کہ فوج کیلئے سامان رسد کافی نہیں ہے
جناب ولیعہد کا لکھا ہوا تھا۔ لاریسا کی فتح میں ہمارا ایک آدمی کا نقصان ہوا۔ ادہم پاشا دو دن بعد ۲۷ اپریل کو بروز شنبہ پہونچے اور اون کے
پہونچتے ہی میں قسطنطنیہ کو واپس چلا گیا۔ راستہ میں بمقام سالونیکا میری غازی عثمان پاشا سے ملاقات ہوئی۔ جو سرحدی مقام مذکور
میں قیام فرما تھے۔ میں پھر میدان جنگ کو واپس نہیں جاؤنگا۔ ایک نامہ نگار نے پاشا موصوف سے سوال کیا کہ لاریسا خوب محفوظ اور
قلعہ بند تھا۔ مگر یہ کیوں پاشا نے جواب دیا۔ یونانی لاریسا میں سب کچھ چھوڑ گئے تھے جسکی وجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتی۔ دو وادیاں ہیں
جنکے درمیان چھ نہایت بڑی سڑکیں لاریسا کو جاتی ہیں۔ ان پر نہایت پائدار مورچے بنے ہوئے تھے۔ مگر یونانی انکو سراسیمہ
خالی کر گئے۔ اور ہر ایک چیز پیچھے چھوڑ گئے۔ صرف توپیں وہاں موجود نہ تھیں۔ یہاں میں ضمناً یہ بتا دینا ضروری تصور کرتا
ہوں کہ یونانیونکا دستہ انجنیراں پوری پوری تعریف و توصیف کا مستحق ہے۔ لاریسا کی قلعہ بندیوں میں سنگی زینوں کے
راستہ معمولی فصیلوں پر چڑھتے وقت چھ ۱۲ سنٹی میٹر قطر کی کرپ توپیں پائیں۔ جنکو وہ پیچھے جنگ میں کار آمد ...

[۱] پیلا تھا۔ خلیفۃ المسلمین نے اس واقعہ کی اطلاع پہونچتے ہی بڈھے کے پسماندگان کیلئے معقول دائمی وظیفہ مقرر فرما دیا۔ مترجم

پہونچانے کیلئے سلاخ ہوتا ہے۔ اتار لیئے گئے ہوئے تھے۔ یہ پرزے بعد میں ریلوے لائن کے پاس سے دستیاب ہوئے
ان توپوں کے علاوہ سامان حرب اور کارتوسوں کی وافر مقدار اور سامان رسد۔ اجناس۔ چارہ۔ شفاخانہ کا سامان اور ادویات
کے وسیع ذخیرے ہمیں غنیمت میں ملے۔ اگر ان چھ توپوں سے کام لینے کیلئے صرف ساٹھ گولنداز ہی موجود ہو جاتے۔ کوئی اور
فوج ہوتی۔ تو پھر بھی ہم بالکل پامال ہو جاتے۔

اسی نامہ نگار سے گریکو پاشا نے ترکی فوج کے متعلق حسب ذیل رائے ظاہر کی "جو فوج اسوقت میدان جنگ میں موجود
ہے۔ وہ ان تمام فوجوں سے جنہیں پہلے ترکی میدان کارزار میں بھیجتی رہی ہے افضل و اعلےٰ ہے۔ اسکے افراد صفت و
ثنا سے بالکل مستغنی ہیں انکی تعریف ہو ہی نہیں سکتی" افسروں کی نسبت پاشا موصوف نے کہا کہ وہ سب عمدہ ہیں وہ
تمام تقریبًا گولز پاشا کی تعلیم و تربیت کے فیضان یافتہ ہیں۔ اسوقت میدان جنگ میں موجود ہیں سیف اللہ پاشا جنرل سٹاف
کا قابل تعریف اعلےٰ افسر ہے۔ اور تقریبًا تمام کمانڈر بالخصوص حقی پاشا۔ کرنیل انور بے۔ اور سابق کمانڈر توپخانہ جواب جرمنی کو
گیا ہوا شاندار دفتر میں موجود۔ کمانڈر توپخانہ علی رضا پاشا جسنے ترکی توپخانہ کو اعلیٰ ترین توصیف حاصل کرنیکے قابل بنانے
کیلئے آٹھ ہفتے دن رات کوشش کی ایسا دلاور افسر ہے کہ جہاں کہیں گولہ باری کی سب سے زیادہ بارش ہو اگر تو وہ اسجگہ موجود
پایا جاتا تھا۔ سپاہیوں کی اخلاقی حالت نہایت عمدہ ہے۔ ایکدفعہ ہمارا گذر ردیفی سپاہیوں کی ایک نئی پلٹن پر ہوا۔ میرے
ایجوٹنٹ (نائب) مصطفیٰ بے نے ان سپاہیوں سے پوچھا "تم اپنے خاندانوں سے جدا ہونے سے اداس تو نہیں ہوئے" جواب ملا "تمہارے
اداس ہونے سے کیا مراد ہے" پھر انہوں نے یکزبان ہو کر کہا "ہمارے تو بڑے نصیب ہیں کہ ہمیں اپنی ناچیز جانیں اپنے بادشاہ کیلئے نذر کرنے
کا ایسا موقعہ ملا ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے" اسیوقت دوسروں نے پکار کر کہا "کیا ہم اس مقصد کیلئے
اور اسی سعید دن کیلئے پیدا نہیں ہوئے تھے" سلطنت عثمانیہ کے مسلمانوں کی حب الوطنی۔ اور جانثاری کا اسی سے اندازہ ہو سکتا
ہے۔ حب الوطنی اور جانثاری اور مذہبی خدمت کا شوق اور جوش مردوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ ۱۸۷۷ء کے محاربہ روم و روس میں ایک عرب خاتون
اپنے قبیلے کے کئی سو سوار لیکر شریک کارزار ہوئی تھی۔ اور ایک لڑائی میں اسی شیر دل خاتون کی شجاعت و بسالت اور قائدانہ مشورہ
کی بدولت ترکوں کو روسیوں پر نمایاں فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نو عمر دوشیزہ کا نام فاطمہ تھا۔ اور متذکرہ صدر لڑائی ۲۵
اگست ۱۸۷۷ء کو آرمینیا کے کوہساروں میں بمقام قزل تپہ (سرخ پہاڑی) پر ہوئی تھی۔ محاربہ یونان میں بھی کئی غیور و جانباز
مستورات نے میدان جنگ میں جانا چاہا تھا۔ مگر امیر المومنین نے اس محاربہ کو ایسا نہ سمجھا۔ کہ عورتوں کو بھی جانثاری دکھانے
کا موقعہ دیا جائے۔ البانیا کے مسلمانوں کی حب الوطنی کے مزید حالات سر ایشمیڈ بارٹلٹ کی تحریر سے جو موجودہ حصہ میں مندرج
ہیں معلوم ہو جائینگے۔ ہمدردی اور اخوت اسلامی کا دریا تمام جہان اسلام کے ممالک میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ موجزن ہو رہا تھا۔ نجد کے امیر
محمد ابن الرشید مرحوم نے ۱۲ لاکھ سوار دینے اور شاہ ایران نے معقول فوج سے مدد کرنیکی درخواست کی۔ اور شمالی افریقہ و مصر کے اکثر ممالک سے
ہزاروں نوجوانوں نے غزا میں شامل ہونے کی اجازت چاہی۔ مزید برآں سلطنت عثمانیہ اور مصر میں اعانت حربیہ کیلئے ہندوستان نے کئی لاکھ پونڈ

دماغ مستعد تھے۔ ایک ایک مشغول نے مجروحین کی تیمارداری اور خبرگیری کا انتظام اپنی خرچ سے کیا۔ ہر جگہ مجروحین کی
طرح خوش دلی کے ساتھ روٹی پارچات تمباکو لیمونیڈ اور نقدی وغیرہ سے تواضع کیجاتی تھی۔ لاریب ایسا قومی جوش اپنی آپ نظیر ہے
تقلید جنوبی سابق خود ایسی میٹھی نیند سو رہے ہیں۔ جو خواب عدم سے کسی طرح کم نہیں۔

افریقہ کی اسلامی ریاستوں کے مسلمان جہالت نا واقفیت۔ اور عدم استطاعت کا بہانہ کر سکتے ہیں۔ روس کی مسلمان رعایا اور
اسی طرح چین اور جاوا کے مسلمان اپنے حکمرانوں کی جابرانہ پالیسی کا اگر کوئی اور عذر پیش کر دیں۔ تو ایک حد تک معذور
بھی سمجھے جا سکتے ہیں۔ لیکن مسلمانان ہند کے پاس کیا حجت ہے۔ انگریزی گورنمنٹ نے اونکو تعلیم سے مستفید کر دیا ہے۔ جس سے
وہ نہ فقط اپنی بلکہ کل مسلمانوں کی پستی سے واقف ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ موصوف نے اونکو اوس حد تک کامل آزادی دے رکھی ہے
جسکی کہ کوئی رعایا مستحق ہو سکتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہماری حکمران جماعت اپنے طرز عمل اور اپنی تعلیم و تلقین سے بالواسطہ
اور بلا واسطہ دونوں طرح سے اپنی محکوم رعایا کو قومی ہمدردی اور اخوت کا برسوں سے سبق سکھلا رہی ہے۔ یہ اسی خوش نصیب
اور با اقبال قوم کے فیضان حکومت و صحبت کا اثر ہے۔ کہ ہماری ہمسایہ قومیں ان تمام اوصاف سے جنسے ہر ایک قوم کا اپنی زندگی کو قائم
رکھنے کے لئے متصف ہونا ضروری ہے بہرہ ور ہو گئی ہیں۔ ہمارے ہم مذہب مصری مسلمان بھائی ۱۵ برسوں کی انگریزی حکومت کی طفیل
مردوں کی صف سے نکل کر زندوں کی قطار میں شمار کئے جانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ جو قوم ہیں جو بابرکت حکومت سینکڑوں برسوں
میں بھی قومی سپرٹ۔ قومی ہمدردی۔ اور قومی اتحاد و ائتلاف اور قوم کا درد پیدا نہ کر سکے کیا اوس کو من حیث القوم زندہ قوم کہا جا
سکتا ہے ہرگز نہیں۔ تاہم بخلاف امید اوسکے افراد سے ہم ابھی یہ امید رکھنے کی جرات کرتے ہیں۔ کہ شاید اپنے مصری بھائیوں کے انتباہ
و بیداری کے حالات پڑھنے سے اون میں سے بھی کسی کی عرق حمیت متحرک ہو جائے۔ اور وہ مسلمانان ہند کو من حیث الافراد بھی
مردہ ہو جانے کی سند ملنے سے بچا لیں۔

ہمارے ناظرین کو یہ غالباً معلوم ہوگا۔ کہ سن گذشتہ میں صرف چند محب ملک و ملت مصری اخبارات نے کئی لاکھ روپیہ اپنے مسلمان
بھائیوں سے منگوا کر اعانت مسلمانان کریٹ کے لئے جمع کر کے جزیرہ کو روانہ کیا تھا۔ چنانچہ اکیلے اخبار المؤید کو تقریباً دو لاکھ روپیہ دو تین
مہینوں کے اندر وصول ہوا۔ اعلیحضرت امیر المؤمنین نے نومبر گذشتہ میں فوج ردیف کے اسلحہ کی خرید کیلئے مسلمانوں کو
چندہ ادا کرنے کا حکم دیکر دوسری ایک طرح سے مسلمان رعایا پر لازمی کر دیا تھا۔ چنانچہ اس حکم کے مشتہر ہونے پر مصر کے
ایک عرب قبیلہ آل عبد اللطیف نے پانچسو پونڈ دار الخلافہ کو روانہ کئے۔ اسکے بعد مصر میں بھی ہندوستان کی طرح چند ماہ تک
مسلمانوں نے بالکل کروٹ نہ لی۔ اونکی یہ غفلت اور لاپرواہی دیکھ کر سخت افسوس ہو رہا تھا۔ مگر انگریزی حکومت کی تاثیر
سے قومی سپرٹ مصریوں میں سرایت کر چکی تھی۔ ہاں البتہ ویسا ہی کام کرنے کیلئے کسی تحریک کی ضرورت تھی۔ یہ تحریک اونکو
مصداق حد انتہا سے برانگیختہ کر دینے والا یہ واقعہ پیش آیا کہ فی الحال یونانی ساکنین مصر نے اپنی ریاست اور بادشاہ
کے لئے چندہ جمع کرنے سے پوری طرح ہو گئی۔ ملکی اخبارات نے اپنے ابنائے ملک کو ہدایت کر کے لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا

...ستے ہیں۔ چند نوجوان والنٹیر طلبہ بھی ان کو اپنی ہاں مزاحمت فیصلہ کا قصد سنایا۔ جس پر خوشی ظاہر کرکے کی سجاتے انھوں
نے اپنی خدمات شروع کر دیں اور کہا کہ پاشا آپ نے تو ابتدا حاصل کر لیا مگر یاد رکھیں حال یہ ہے کہ ہماری باری کب آئیگی
بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ [illegible] تاکہ اپنی خلافت عظمیٰ کی امداد اور اعانت پر ابھارنا شروع کیا اور ساتھ ہی یہ بھی جتا دیا کہ اصل غرض
کی مالی امداد ہی مقصود نہیں بلکہ برادرانہ اپنی ہمدردی اور جذبات اخوت کا اظہار ہے۔ آفرین ہے مصریوں کی حمیت اور غیرت پر کہ ان اپیل
کی یہ اپیل سنتے ہی مصر کے تمام اکناف و اطراف میں ہمدردی کا دریا موجزن ہو گیا۔ قاہرہ میں جہاں دس پانچ دوست مل بیٹھے تھے
انھوں نے وہیں اپنی جیبیں خالی کرکے سینکڑوں روپیہ جمع کر لئے اور انجمن اعانت کی بنیاد ڈال کر چندہ کی فراہمی شروع کر دی
اور تھوڑے عرصہ میں نوجوانان قاہرہ نے کئی کمیٹیاں قائم کر لیں جن میں سے ایک نے جیسا کہ پچھلے ہفتہ کے اخبار میں لکھا جا چکا ہے۔
خدیو الملک کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سرپرست بننے کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی۔ ۱۲ مارچ سے لیکر
۲۹ مارچ تک قاہرہ اور دیگر امصار مصر میں جو کارروائی فراہمی چندہ کے متعلق ہوئی ہے۔ وہ پچھلی ڈاک میں موصول شدہ اخبار
المؤید کے حوالہ سے ذیل میں درج کر دی جاتی ہے جس سے ہمارے ناظرین مصریوں کی عالی ہمتی اور فیاضی کا خود اندازہ کر لیں گے۔

صاحب الدولت سابق وزیر اعظم ریاض پاشا کے مکان پر ایک جماعت کثیر نے جمع ہو کر زیر صدارت وزیر موصوف اعانت عساکر عثمانیہ
کے جمع کرنے کے لئے بڑی کمیٹی قائم کی جس نے شوال ۱۳۲۹ھ یوم جمعہ ۱۷ مارچ چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور اسی دن چودہ
سو چالیس پونڈ مصری (ایک پونڈ مصری ۲۰ شلنگ یعنی تقریباً ۱۵ روپیہ کے برابر ہوتا ہے) جمع ہو گئے۔

۲۳ مارچ کو صاحب السعادت عمر لطفی پاشا پریسیڈنٹ لیجسلیٹو کونسل مصر کے مکان پر نماز ظہر کے بعد علماء کرام۔ اعیان دولت
اور تجار و الامرات کے جم غفیر کی ایک مجلس منعقد کی جس میں شیخ جمال الدین آفندی، قاضی قضاۃ مصر شیخ حسونہ النواوی شیخ الجامع
الازہر، مفتی دیار مصر، سید عبد الخالق سجادہ نشین [illegible] سید علی الببلاوی نقیب اشراف دیار مصر، شیخ سلیم البشری امام علماء
مالکی وغیرہ وغیرہ علماء کبار حسین پاشا و ثابت پاشا وغیرہ سابق وزرا۔ اسمٰعیل پاشا محمد وکیل مجلس شوریٰ قوانین [illegible] پاشا
چیف جج عدالت عالیہ اپیل و دیگر عہدہ داران اعلیٰ شامل تھے۔ سب سے اول لطفی پاشا نے چندہ کی ضرورت پر مختصر تقریر کی۔ ان کے
بعد قاضی کبیر نے ارشاد فرمایا کہ مساعدت دولت علیہ اور نصرت مولانا خلیفہ ذات و مال سے اب مسلمانوں پر فرض متحتم ہو گئی ہے۔ جامع
ازہر کے شیخ اعظم نے ارشاد کیا کہ عوام الناس کو دولت علیہ کی مساعدت پر آمادہ کرنا جو آج کل مسلمانوں پر فرض عین ہے حضرات
علماء پر واجب ہے۔ سب سے آخر دولت ریاض پاشا نے تقریر کرکے بیان کیا کہ قبل ازیں ۱۴۴۰ پونڈ جمع ہو چکے ہیں۔ اب چندہ کی کارروائی
شروع کیا۔ اس پر سب سے پہلے جناب قاضی مصر نے پچاس پونڈ مصری عطا فرمائے بعد ازاں دیگر حاضرین نے حسب توفیق زر چندہ لکھایا جس سے
کل تعداد ۱۹۰۰ پونڈ مصری ہو گئی۔ اس کارروائی کے بعد مختلف محلوں میں شاخیں قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی اور شیخ الازہر کی تحریک
پر منظور ہوا کہ پہلی شاخ جامع ازہر میں [illegible] ایک ایک شیخ شامل ہو گئے۔ چنانچہ اسی دن سب کمیٹیاں قائم کی گئیں

بقیہ حاشیہ [illegible] ۱۸۹۹ء [illegible] شروع [illegible] حکومت مصر نے [illegible]

اس سے بڑھ کر استقلال و عزم مردانہ کیا ہوگا کہ سخت سے سخت مجروح بھی اسپتال پہونچنے جانیسے انکار کرکے پھر میدان کارزار کو پلٹ جاتے ہیں۔ جرنیل سے لیکر ادنے ترین سپاہی تک سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور بے نظیر شجاع ہیں۔ الغرض

(بقیہ صفحہ سابقہ) حضرت عزتلو علی بیگ رضا فرزند شاکر پاشا مرحوم جمعیت الطفر العثمانی کی خدمت کیلئے عنقریب سرحد یونان کو روانہ ہونے والے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دیگر نوجوان بھی اس جوانمرد کی تقلید کرینگے۔ (المؤید ۱۶ مارچ) مندرجہ بالا رقم کے علاوہ احمد رشید پاشا نے ۲۵۰ پونڈ مصری اور محمود بک سبحان ممبر مجلس شوریٰ القوانین اور اعیان ضلع اسیوط نے پچاس پونڈ چندہ دیا۔

دولتلو غازی مختار پاشا عثمانیہ ہائی کمشنر متعینہ مصر نے ۱۵ مارچ کو زیر صدارت ریاض پاشا فراہمی چندہ کیلئے جلسہ کرنے منعقد ہونے کی خبر اعلیحضرت کو بذریعہ تار دی۔ جسکے جواب میں بارگاہ ہمایوں سے ریاض پاشا مع دیگر ممبران انجمن کیلئے نیز ممبران سب کمیٹی ہا اور چندہ دہندگان باہمت اہل مصر کا بذریعہ تار شکریہ ادا کرکے کمال خوشنودی کا اظہار کیا گیا۔ اور ساتھ ہی بنک عثمانیہ کی مصر والی شاخ کو حکم دیا گیا کہ کل زر جمع شدہ بغیر کمیشن لینے کے وصول کر لیا کرے۔ دولتلو غازی عثمان مختار پاشا نے چندہ دہندگان کی آسانی کیلئے ایک ریال سے لیکر سو ریال تک کے عثمانیہ نوٹ منگوائے ہیں۔ ایک ریال کی قیمت بیس قرش ہے۔ اور بغرض تسہیل انگریزی پونڈ کی قیمت ایکسو بیس قرش اور مصری پونڈ کی ۱۲۳ قرش قرار دی ہے (المؤید ۱۶ مارچ)

۱۵ مارچ کے سہ پہر کو سعادتلو ریاض پاشا، شیخ کبیر جامع ازہر، عمر لطفی پاشا و دیگر اعیان دولت خدیو المکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ وہ بھی اس کارخیر میں شریک ہو کر ممبران انجمن کی حوصلہ افزائی کریں۔ خدیو المعظم ڈیپوٹیشن سے بکمال تواضع پیش آئے۔ اور عنقریب چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اسکے بعد ڈیپوٹیشن پرنس حسین کامل پاشا (خدیو المکرم کے چچا) کے مکان پر۔ اور وہاں بھی فائز المرام ہوئے۔ بعد ازاں پرنس ابراہیم حلمی پاشا (خدیو کے دوسرے چچا) کے در دولت پر حاضر ہو کر معقول امداد کی درخواست کی جو بڑی خوشی سے منظور کر لیگئی۔ الغرض ڈیپوٹیشن خاندان خدیویہ کے تمام ارکان کے پاس فرداً فرداً گیا اور سب نے اس کارخیر میں بڑی خوشی سے شریک ہونا منظور کیا۔ البتہ حضرۃ المکرم کے بہنوئی پرنس جمیل پاشا طوسن اور خدیو کے برادر خورد پرنس محمد علی اپنے مکان پر نہ تھے وہ اپنے اپنے علاقوں کو گئے ہوئے تھے۔ اونکی طرف دولتلو ریاض پاشا نے خط لکھدئے۔ جو یقین کامل ہے۔ کہ مقرون باجابت ہونگے۔

غازی احمد مختار پاشا کی حرم محترم نے فنڈ ریز اعانت میں پانچسو پونڈ انگریزی چندہ دیا ہے۔ دولتلو غازی موصوف بذات خود پہلے ایکہزار پونڈ عطا کرچکے ہیں احمد فواد پاشا عزت نے ۱۰۰ سو پونڈ اور امارت آیہ فاطمہ خانم آفندی فاضل حرم پاشا موصوف نے تین سو پونڈ اور خانم کی والدہ مکرمہ نے ایک سو پونڈ اور پاشا ممدوح الشان کے برادر خورد عزیز بک عزت نے ۵۰۰ پونڈ اور حرم محترم نے ۲۰۰ پونڈ یعنی اس خاندان نے سترہ سو پونڈ (۲۵ ہزار روپیہ) چندہ دیا۔ اور عبد الحمید پاشا صادق اور محمود بک محرم رستم نادرہ نے ایک ایک سو پونڈ اور احمد کامی بک مہتمم درگاہ شیخ سے بیس پونڈ (۱۵ مارچ کو) المؤید کے دفتر میں روانہ کئے گئے۔ محکمہ اوقاف کے حاکم اعلیٰ احمد آفندی فواد نے انجمن فراہمی چندہ کو تار دیا ہے۔ کہ میں چھ ماہ تک اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ فنڈ اعانت میں دیا کرونگا (۱۷ مارچ) فواد پاشا کی تحریک پر دیگر ملازمان نے بھی تنخواہ کا پانچواں حصہ دینا شروع کردیا ہے۔ دولتلو یاور پاشا

ان بہادروں کی نبرد آزمائی۔ جانبازی۔ سرفروشی۔ سپاہگری۔ اور شجاعت و مردانگی کا منظر واقعی نہایت ہی شاندار اور
حیرت افزا تھا۔ ایسی ایسی پہاڑ و نیز جہاں گھوڑے اور خچر بھی بمشکل چل سکتے تھے ہمارے آدمی اپنی جان پر کھیل توپوں کو تقریباً کھینچ

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے تمام سب کمیٹیوں کو فراہمی چندہ میں سعی موفور کی تاکید کرنے کیلئے تو صدہا پرچے اور غیرت دلانے والے الفاظ
میں خطوط تحریر کیئے ہیں۔ اور سب کمیٹیوں کی تعداد بڑھانے کی بھی تاکید مزید کی ہے۔ چنانچہ ۱۰ مارچ کو پہلی ۲۴ کے علاوہ ۶۰ اور سب
کمیٹیاں قائم ہو گئی ہیں۔ ان میں سے ایک کمیٹی کے صدر مراکو کے سفیر متعینہ مصر ہیں ۱۵ مارچ کو قصبہ اسیوط میں والی ہمت مسلمانوں
نے جلسہ کر کے چندہ کی کارروائی شروع کی۔ نصرت و امداد سلطنت علیہ کے مسلمانوں پر فرض ہونے کے متعلق اکثر علمائے کرام نے
تقریریں کیں پہلے دن ۲۰۵ پونڈ مصری چندہ جمع ہوا۔ قصبہ منصورہ میں اسی تاریخ ۱۰۰ پونڈ چندہ جمع ہوا۔ ۱۰ مارچ کو
عالیجناب عدلی یکن الملکی نے اڑھائی ہزار پونڈ مجلس کبریٰ کے سکرٹری کو ارسال فرمائی۔ مصر کی مخدرات کو بھی یہ دیکھ کر کہ یونانیوں کی
عورتیں اپنے ہموطنوں کیلئے چندہ جمع کر رہی ہیں اور ملکہ یونان نے بذریعہ تار اونکا شکریہ ادا کیا ہے سخت غیرت آگئی ہے۔ اور اکثر
خاتونان عفت مآب نے چند دنوں سے بطور خود اپنی ملاقاتیوں سے روپیہ جمع کرنا شروع کر دیا۔ یہ سب عالی خاندان بیگمات ۱۵ مارچ
کو دولتلو ریاض پاشا کی حرم کے پاس جمع ہوئیں۔ اور انکو صدرۃ الانجمن النساء بنا کر ہر ایک نے اپنی اپنی واقف عورتوں سے روپیہ جمع
کرنے کا عہد کیا۔ چنانچہ ۲۰ مارچ کو اس انجمن نے بتیس پونڈ الہدیہ کو روانہ کئے۔ مندرجہ بالا سب کمیٹیوں کے علاوہ مدرسین مدارس کالج
بانوں اور تجارتی بانوں نے بھی علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ جس سے کمیٹیوں کی تعداد ۲۸ مارچ کو ۹۳ ہو گئی۔ نوجوانان مصر نے
پرنس ابراہیم پاشا مرحوم کے فرزند امیر جلیل محمد بک صلاح الدین کی زیر صدارت اپنی علیحدہ کمیٹی بنائی ہے۔ ۲۰ مارچ تک جنرل
کمیٹی قاہرہ کو ۳۰۰۰۰ پونڈ مصری وصول ہوئے۔ (المؤید ۱۸ مارچ) مصر کے قصبہ زقازیق اور روضہ میں وہاں کے علماء اور تاجروں نے
اعانت عسکریہ عثمانیہ کیلئے انجمنیں قائم کی ہیں۔ رقم جمع شدہ کی میزان اگلے ہفتہ بتائی جائیگی۔

ریاض پاشا عمر لطفی پاشا بلیغ پاشا و دیگر معزز ارکان انجمن مذکور نے ۱۸ مارچ کو خدیو کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول رقم چندہ
عطا کرنے کا شکریہ ادا کیا۔

امیر ہمام و جلیل پرنس عزیز بیگ برادر چچازاد خدیو عساکر عثمانیہ میں داخل ہونے کیلئے مصر سے جانیوالے ہیں۔ پرنس ممدوح
نے جرمنی میں فوجی تعلیم پائی ہے۔ اور جرمن و انگریزی فوج میں داخل رہ چکے ہیں۔ دولتلو پرنس جمیل پاشا داماد خدیو کے
بہنوئی نے ۳۰۰ اور انکی حرم نعمت ہانم آفندی نے ۲۰۰ پونڈ دئیے ہیں۔ ۱۸ مارچ کی صبح تک صدر انجمن کو ۵۷۵ پونڈ
مصری وصول ہوئے۔ مصر کے قصبات بار و سنہا و طنطا اور ابو قرقاص میں اعانت عسکریہ کیلئے ۱۸ مارچ کو انجمنیں قائم ہوئیں
ابو قرقاص کی انجمن نے پہلے دن پچاس پونڈ جمع کیے۔

دولتلو ریاض پاشا میر مجلس انجمن کبریٰ نے مصر کے ہر شہر اور ہر قریہ کے مسلمانوں کے نام علانیہ جاری کر کے یہ آیۂ کریمہ
الجود تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان اور ان کے تمام مسلمانوں کو حضرت سرور کائنات کا یہ حکم سنا کر

داخل ہوئی۔ اور اس فتحیابی کے بعد محاربہ کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔ جسکے حالات شروع کرنے سے پہلے یونانی افواج کی تازہ ترین کارروائیوں کی اجمالی کیفیت بتا دینا ضروری ہے۔

یونانی فوج نے باستثناء مجاہدین اور بیقاعدہ سپاہیوں کے دستے کے جنہوں نے ہر دو معرکہ آرائی میں قابل تعریف استقلال اور جوانمردی دکھائی۔ مگر میدان جنگ سے ہٹ آنیکا حکم ملنے کے وقت سے سپاہ کے حوصلے بیطرح پست ہو گئے۔

ولیعہد ۲۳ اپریل کا ہی ٹرناووس سے لاریسا چلا گیا تھا۔ جہاں اوسیدن سہ پہر کے دو بجے کے قریب سخت گولہ باری کی آواز سنائی دی۔ مگر اس سے لاریسا میں کسیطرح کا اضطراب یا تشویش پیدا نہ ہوئی کسی کو خطرہ کا وہم و گمان بھی نہ تھا اور ایک عظیم مذہبی رسم کی بجا آوری کیلئے زور شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں چھ بجے ولیعہد نے ہر دو کنندہ افواج کو ٹرناووس ہٹ آنے کا حکم بھیجدیا جسے سنکر سپاہ حیران رہ گئی۔ حکم مذکور کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ نہ اسے کوئی وجہ بتائی گئی۔ اسوقت بمقام ماتی بارہ ہزار یونانی بارہ ہزار ترکوں کے بالمقابل موجود تھے۔ تاریکی بڑھنے کیوجہ تک مراجعت باقاعدہ رہی فوج سوار پیچھے چل رہی تھی۔ جب وہ فوج پیدل کے عقب میں پہنچی تو یونانیوں نے تاریکی میں انہیں ترک سوار سمجھ لیا۔ اور ان پر آتشباری شروع کر دی۔ جس سے ناقابل بیان گھبراہٹ اور سراسیمگی پھیلگئی۔ اور تاریکی نے اس میں اور اضافہ کر دیا سپاہی تھے کہ پھینک پھینک کر بے تحاشا ٹرناووس کیطرف اٹھ دوڑے۔ اور چاروں طرف یہی آواز سنائی دیتی تھی۔ ترک آپڑے۔ ترک آپڑے۔ ٹرناووس پہونچکر بھی اس طوفان بے تمیزی میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ خوف نے سپاہیوں کو جامۂ انسانیت سے معرا کر دیا۔ وہ عورتوں اور بچوں کو کمال بیدردی ولاپروائی سے ادہر ادہر دھکیلتے ہوئے بازاروں میں سے بگٹٹ دوڑے جا رہے تھے۔ افسروں کی تمام کوششیں بیسود تھیں۔ کوئی انکی نہیں سنتا تھا۔ گرد وغبار نے تاریکی کو اور زیادہ کر دیا ہوا تھا۔ اور سب چیزیں اسکی پردہ میں نہاں ہو رہی تھیں۔ بھگوڑوں کا پہلا حصہ جنکا رنگ درو باختہ اور مردوں کی سی شکلیں تھیں۔ آدہی رات کے قریب لاریسا میں پہونچا جسکے بعد پھر تو ایک تانتا بندہ گیا۔ سوار بلا اسپ پیدل بلا اسلحہ اندھا دھند شہر میں گھسے چلے آ رہے تھے۔ جنکو دیکھکر شہر والوں کے بھی رہے سہے حواس گم ہو گئے۔ یہ طوفان ابھی زوروں پر تھا۔ کہ ایکبار گی چین ریلوے اسٹیشن پر لائے گئے۔ دریں اثنا ولیعہد نے جنگی کونسل منعقد کی اور شہر کی حفاظت کرنیکا فیصلہ کیا گیا۔ اس فیصلہ کے مطابق فوج کو پھر مجتمع کرنیکے لیے سڑکوں میں بگل بجائے گئے۔ مگر بیس سپاہی بھی حاضر نہ ہوئے۔ اس خبر سے کہ ترک شہر کے سامنے پہونچ گئے ہیں تشویش و پریشانی دو چند ہو گئی۔ اس افواہ سے شہریوں اور فوجیوں پر جو بیگانہ وحشت اور ہیبت طاری ہو گئی۔ قلم اسے بیان کرنے کا یارا نہیں رکھتا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ایک اور غلط افواہ مشہور ہو گئی کہ ولیعہد شہر سے چلا گیا ہے۔ جس سے تشویش و سراسیمگی کے ساتھ ہی عام

بقیہ صفحہ سابقہ اور بفرض محال اگر کوئی ہو بھی۔ تو ایسی فیاضی اور عالی ہمتی کا وجود مسلمانان ہند کی جماعت میں ملنا بیشک ناممکن ہے۔ لہٰذا بنا بریں المؤید کی روایت پر ہمیں شک ہی نہیں۔ بلکہ اس کو محض بے بنیاد کہنا پڑتا ہے۔

ناراضگی اور غیظ و غضب کی بھی کوئی انتہا نہ تھی۔ ہر ایک شخص ریلوے سٹیشن کیطرف اٹھ دوڑتا۔ اس دوڑ میں سب سے زیادہ تیز قدمی الطالین مجاہدین نے دکھائی۔ ان جوانمردوں نے عورتوں تک کو ادھر ادھر پٹک دیا۔ اور دیوانہ وار ٹرین میں جو چلنے کو تیار تھی گھس گئے۔ یہ وحشیانہ حرکت دیکھکر باشندوں سے ضبط نہ ہوسکا۔ انہوں نے مجاہدین پر چند ڈھیلے پھینکے۔ جسکا اونکی طرف سے بھی ترکی بترکی جواب دیا گیا۔ بالآخر ولیعہد چار ہزار سپاہی جمع کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ جنکو ساتھ لیکر وہ ورسالہ کیطرف سڑک سڑک روانہ ہوگیا۔ اور کرنیل سمولنسکی کو جو ریونی میں تھا فوراً حکم بھیجدیا۔ کہ وہ سپہ سالار کو رسالہ آملے۔ بھاگڑ میں بہت سے یونانی سپاہی ایسے بدحواس ہوگئے۔ کہ انہوں نے لاریسا میں بھی دم نہ لیا۔ بلکہ سیدھے ورولو تک بھاگے چلے گئے۔

ایک انگریز نامہ نگار ٹربادوس سے لاریسہ کیطرف یونانی پسپائی کی کیفیت حسب ذیل دلچسپ پیرایہ میں بیان کرتا ہے اوس نے یونانی فوج کی اس بھاگڑ کو بچشم خود معائنہ کیا تھا۔

"شب میں لاریسہ کو جانے والی شاہراہ کے راستہ مردہ اور قریب المرگ آدمیوں اور گھوڑوں سے متواتر ٹھوکریں کھاتا ہوا واپس گیا۔ تو میں نے راستہ میں نہایت ہولناک منظر مشاہدہ کئے۔ زمین سامان جنگ کے صندوقوں شکستہ گاڑیوں سازوسامان کے بکسوں۔ بستروں۔ سپاہیوں کے کمبلوں اور کھانے پکانے کے برتنوں سے جو خود پھینکدئے گئے تھے یا چھوٹ گئے تھے۔ اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے جو اوپر سے گذر رہے تھے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تھے۔ پٹی پڑی تھی۔ توپوں اور سامان حرب کی گاڑیاں دوسری گاڑیوں کے ساتھ ٹکری چھوڑدیگئی ہوئی تھیں۔ اور ان کی بےترتیبی میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہوا تھا۔ کئی گھوڑے بے سوار آوارہ پھر رہے تھے۔ کہیں کوئی بے اسپ سپاہی کسی گھوڑے کو کسی نہ کسی طرح پکڑنے کی کوششیں کرتا تھا۔ اور کہیں کوئی سپاہی راہ چلتے سوار کے پیچھے چھلانگ مار کر بیٹھ جاتا تھا۔

مجھے کئی میل اس طوفان بے تمیزی اور بے سروسامان جم غفیر کے ساتھ جو یکبارگی دیوانہ ہوگیا ہوا تھا راستہ طے کرنا پڑا۔ اکثر افسروں نے ان کی ترتیب قائم کرنیکے لئے اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کی۔ انہوں نے انتشاری کو بند کرنے کیلئے لیونیٹن بھجوائی اور بھاگڑ تھمانے کیلئے بڑی جدوجہد کیا۔ اسکے برعکس کئی افسر ایسے بھی تھے جنکے ہوش وحواس بالکل جاتے رہے تھے اور بعض اپنے سپاہیوں کیطرح خوفزدہ ہوکر بھاگے جا رہے تھے۔ ایک مستقل مزاج افسر کو میں نے بچشم خود اپنے آدمیوں کو سمجھانے کیلئے بڑی کوشش کرتے دیکھا۔ وہ پستول کا کندا اٹھا کر اپنے آدمیوں کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اور باواز بلند اونکو ہالٹ ہالٹ (ٹھیر جاؤ ٹھیر جاؤ) کا حکم دیا۔ مگر دہشت زدہ سپاہیوں [illegible] آندھی یا سیلاب کے روکنے کے برابر تھا۔ جنرل ماروکالیس نے جو ولیعہد کے پاس لایا گیا ہوا تھا شہر سے کچھ دور واپس آکر [illegible] ہنگامہ کو روکنے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ لاریسا سے دو میل ورے سڑک ایک نالہ پر سے گذرتی ہے۔ وہاں ایک افسر فوج پیدل کی نصف کمپنی کی مدد سے کنٹرول کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر پیچھے سے جو گھوڑوں کا سیلاب اور طوفان بے تمیزی جس کی تندی میں جاری سیلاب کیطرح لحظہ بلحظہ اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا ایسی بے ترتیبی سے پیہم بڑھتا چلا آ رہا تھا کہ اوسکی کوشش بار تصادم کیوجہ سے افسر مذکور کی تمام کوششیں بیکار ہوئیں۔

میں لاریسہ کے قریب پہنچا۔ سڑک دریا سالمیریا (پینیاس) کو ایک پل پر سے گذرتی ہے۔ یہاں میں گاڑیوں توپوں گھوڑوں اور آدمیوں

کا ایسا الجھاؤ پڑا ہوا تھا کہ گھنٹوں تک اس سے گذرنا ناممکن رہا۔ جب میں لاریسا میں داخل ہوا تو بازاروں اور کوچوں میں عجب ہڑبونگ دیکھی۔ توپخانہ پیدل فوج۔ فوج سواران۔ الغرض ہر قسم کے سپاہیوں کی ٹولیاں اسباب و سامان و بے شکست زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور بگلوں کی آوازوں یا زبانی احکام کو جو صفوں میں مرتب ہو جانے کے لیے دیئے جا رہے تھے گویا شتر کے برابر بھی سمجھتی نہیں۔ نظام دائیں کا خاتمہ بالخیر ہو چکا تھا۔ شہر میں پہنچے رات کے دو بجے مراجعت کی خبر سنی۔ اور انہوں نے بھی اسی وقت نکل کھڑے ہونے کی راہ فرار اختیار کی۔ جس سے بھیڑ کی مجنونانہ وحشت اور طوفان بے تمیزی کے عناصر میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور اس سیلاب عظیم نے متلاطم سمندر کی پر آشوب امواج بلا خیز کی طرح اندرون ملک کی طرف رخ کر لیا۔ لاریسا سے بجانب جنوب کئی رقت انگیز واقعات مشاہدہ کیے جا سکتے تھے۔ خورد و باشندے تو اندھا دھند دوڑے جاتے فوج کے منتشر دستوں سے مل رہے تھے۔ مائیں سونے چاندی کے برتنوں اور زیورات کو جنہیں وہ گھروں سے اٹھا کر ساتھ لائی تھیں ناکارہ اور ناچیز سمجھ کر راستے میں پھینک اپنے خورد سال بچوں کو اٹھائے چلی جا رہی تھیں۔ باشندوں کا بلا [illegible] الغرض سب مال و متاع ضائع ہو گیا۔ قصبہ [illegible] غضب آلود اور بپھرے ہوئے باشندوں نے چند بھگوڑے یونانی افسروں کو گرفتار کر کے انہیں گولیوں سے اڑا دینے کا حکم دیا۔ اجنبی نامہ نگاروں نے مداخلت کر کے ان کی جانیں تو بچا دیں مگر رہائی نہ دلا سکے۔ باشندوں نے انہیں ایک باغ کی جھونپڑی میں بند کر کے مقفل کر دیا۔ کئی میلوں کی مسافت طے کر لینے کے بعد بھی ترک سر پر آ پہنچے کی آواز ہیبت و خوف اور دہشت پھیلا دینے کو کفایت کر جاتی تھی یہ احمقانہ خیال اگرچہ ایک وہمی تعاقب کنندہ کے خوف سے پیدا ہوئی تھی ترکوں کے حق میں بلا شبہ نہایت مفید تھی۔ انکے سامنے ایک ایسی فوج تھی۔ جو زیادہ تر ملیشیا کے آدمیوں سے مرکب تھی۔ اور ابھی حال میں اسکی جمعیت تعداد مطلوبہ تک بڑھائی گئی تھی۔ اور جس کے افسر اپنے آدمیوں پر ناکافی اقتدار رکھتے تھے۔ اور جس کے سپاہی غیر مکمل تعلیم و تربیت یافتہ تھے۔ ایسی بے ربط اور بے نظام فوج میں نامسعود حوادثات کے ظہور پر افسروں اور سپاہیوں دونوں کا حواس باختہ ہو جانا لازمی امر تھا یونانی فوج کی قوت مدافعانہ پہلے ہی کچھ ایسی زبردست نہ تھی۔ تذکرہ صدر مشتبہانہ مراجعت بجانب لاریسہ سپاہیوں کو اپنے افسروں پر اعتماد نہ رہ جانے۔ اور خود افسروں میں پولیٹیکل اغراض متضاد کی بدولت رنجش پیدا ہو جانے [illegible] اور بھی کمزور ہو گئی۔ اور یونانی فوج آئندہ کارآمد ہو سکنے کے قابل نہ رہ گئی۔ صرف فوج ہی نہیں بلکہ محاربین کے حوصلے اور امنگیں بھی طبعی طور پر اپنی پہلی مساعی اور ناکامیوں کے بعد بالکل پست ہو گئیں۔

مسٹر [illegible] اپنی کتاب کے فصل ہفتم و ہشتم میں محاربہ پر ایک سرسری نظر اور محاربہ کے دوسرے دور کے عنوان سے فتح و قبضہ لاریسا تک کے مفصل حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

محاربہ پر ایک سرسری نظر

میری رائے میں [illegible] جنگ کی عام نظر ثانی کے لیے [illegible] مناسب ہوگا [illegible] جزئیات اور تفصیلی حالات [illegible] حالات یونانی [illegible]

کر اکثر حصوں میں فریقین کے مذہبی تعصب نے متعدد مقامات پر اسلامی و عیسائی آبادی میں بہت ہی اختلاف پیدا ہو جاتا ہے تاہم اوسنے سلطنت کو خود کرنا مشکل امر ہے
مارچ کے تھرڈ میں ہی یہ واضح ہو گیا تھا کہ یونانی گورنمنٹ ترکی کو لڑائی پر اکسانے کا عزم بالجزم کر چکی ہے۔ اسنے کریٹ میں

نہیں بلکہ فوری کر لیے ہفتہ میں ہی یہ امر واضح ہو گیا تھا مگر جب تک ابھی انفرادی الامر کو باقی تصفیہ ہو جانے کا کامل یقین تھا جو افسوس ہے پورا نہ ہوا۔ اور یونان کو ترکوں کی قوت
سے ایسا سبق مل گیا جو اسے کریٹ کی عملی آزادی کے باوجود سالہا سال کے دراز تک فراموش نہ ہوگا۔ اس وقت کی پولیٹیکل حالت کی نسبت جو عام رائے تھی۔ اس کا اندازہ ناظرین
کو مندرجہ ذیل مضمون سے جو ہم نے ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کے وکیل میں تحریر کیا تھا معلوم ہو جائیگا۔ "ترکی یونان اور دول یورپ جنوب مشرقی یورپ میں پولیٹیکل مطلع
تاریک ہو رہا ہے۔ اور یہ تاریکی ایسی ہی ناگہاں نمودار ہوئی ہے کہ یورپ سے بعض حالات معلوم ہو کر بے قرار رہتے ہیں اس کے وقتی اسباب و باعث کا دریافت کرنا مشکل امر ہے۔ تاہم جہاں
تک قیاس کام دیسکتا ہے اس طوفان کی تہہ میں بھی قبضہ مصر کا مسئلہ پنہاں نظر آتا ہے جنوری کے اخیر میں فرانس نے دوبارہ مصر کو لکھا ہے کہ تم براہ راست مصارف جنگ
سوڈان کیلئے انگلستان سے قرض نہیں لے سکتے۔ دو تین روز بعد روس فرانس سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور چند دن بعد تاریں آنی شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ کریٹ
میں بدامنی شروع ہو گئی ہے۔ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۶ء کے اخبار میں بعنوان رعایات سلطانی کا ذکر کر کے جو باشندگان کریٹ کو عطا کی گئی تھیں۔ ناظرین کو یہ
خوشخبری سنائی تھی کہ جزیرہ مذکور میں اب پورا امن و امان ہو گیا ہے" اور ساتھ ہی عیسائی سلطنتوں کی سابقہ چالوں کو مدنظر رکھ کر دعا مانگی تھی کہ "خدا کرے
عیسائی دول اس امن کو برقرار رہنے دیں"۔ افسوس جو اندیشہ اس حاشیہ جملہ میں ظاہر کیا گیا تھا وہ درست ثابت ہوا۔ کیونکہ ان باغیان کریٹ جنہوں نے فرمان
شاہی کے وصول ہونے پر بظاہر اطاعت و وفاداری کی قسمیں اٹھائی تھیں چار مہینے بھی بخت نہ بیٹھ سکے اور کل عہد و پیمان کو چٹ کر کے فساد شروع کر دیا (جیسا کہ اغلب تباہی کا گمان
ہے) کسی اجنبی طاقت یا طاقتوں کی اغوا سے پھر بہانہ سازی سکونت و مظلومیت کی دکھانے پر کمربستہ ہو گئے۔ شروع فروری سے اس فساد کی مسلسل خبریں
متعلق آنی شروع ہوئی خبریں پہنچنے لگیں پہلے بتایا گیا کہ مسلمان زیادہ قتل کئے گئے۔ اور عیسائیوں نے اکثر دیہاتوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کا ترکی
بہ ترکی جواب دینا۔ اور عیسائیوں کا دول اجنبیہ کو جہازوں کو بلانا شروع ہوتا ہے۔ اور یہ فوری یونان سے جہاز آ پہنچنے سے یہ معاملہ ایک پیچیدہ مشکل اختیار کر لیتا ہے
کریٹ کے پہلے فساد میں زار روس کا سلطان المعظم کو باغیوں کی سرکوبی نہ کرنے دینا۔ بلکہ انسے اہالی کریٹ کو منہ مانگی رعایتیں دلا دینا مسٹر کرزن نائب وزیر خارجہ انگلستان
کا پارلیمنٹ میں موجودہ فساد کو ایک بہت بڑا معاملہ سمجھنا اور سب سے بڑھ کر شاہ یونان کا جو انگلستان کے شاہی خاندان کی نسبت جرمنی روس و ڈنمارک کے
شاہی خاندانوں کا پروردہ یا بیوی سے تعلق سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ کریٹ پر جنگی جہازات اور سرحد ترکی پر فوج کا بھیجنا یہ کل امور ایسے ہیں
جو بظاہر امن قائم رکھنے کے منافی ہیں یہ کہ موجودہ فساد کا باعث بھی مسئلہ مصر کا بحث تصفیہ ہے اس کا دوسرے لفظوں میں مطلب ہو سکتا ہے کہ انگلستان کو اس سیاسی کی
مگر جن لوگوں نے کم از کم مسئلہ آرمینیا کو شروع ہونے کے وقت ہی سے انگریزی پالیسی پر بنظر تعمق غور کیا ہوگا۔ وہ مصارف جنگ سوڈان کے پردہ میں مسئلہ مصر
کو چھڑتے ہی کریٹ میں فساد ہو جانے کو اسی طرح انگریزی پولیٹیکل شاطروں کا ہتھکنڈا سمجھیں گے۔ جس طرح دو اور دو کو چار سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہم کئی دفعہ
ظاہر کر چکے ہیں اور اب تک کسی واقعہ سے ہماری رائے میں تغیر پیدا نہیں ہو سکا۔ کہ روس نے پطر اعظم کی وصیت کو اس حصے کی تعمیل کو جو فتح قسطنطنیہ کے
متعلق ہے وصیت کردہ کسی مصلحت کی تکمیل تک ملتوی کر دینا مناسب ہی نہیں بلکہ ضروری سمجھا ہے اور اسکے ساتھ ہی اوسکو یقین واثق ہو گیا ہے کہ اگر اس
مدعا کے حصول کیلئے سلطنت عثمانیہ کا قیام اور سد تقویت لوازمات سے ہے تو اسلئے برخلاف سابق جبکہ وہ خود سلطنت عثمانیہ میں بغاوتیں کرایا کرتا تھا
اب اوسکی پالیسی یہ ہو گئی ہے کہ ترکی کی طاقت کو ایسے خرخشوں میں صرف ہونے سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرے۔ اوسی پالیسی کو مدنظر رکھ کر اسنے

تھی ناپچاس ہزار ترکی فوج جمع ہوگئی مارشل نے اس موقعہ کو ہیڈ کوارٹر کیلئے پسند کیا نہیں بڑی عقلمندی ظاہر کی کیونکہ وہ ادس زاویہ کے اندر جو سلسلہ کوہ پنڈس کے بکاپار کی جنوب کو ختم کہا جا بنتا ہے رہا واقع ہے اور خواہ یونانی لشکر شرقی حصہ مقدونیہ پر حملہ کرتے یا مغربی حصہ دونو صورتوں میں

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہے ہکی جرات نہ پڑی چنانچہ جب ان لوگوں نے جنہوں نے اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنیکے لئے آرمینیا کے بیوقوف آرمینیوں سے حسن کشی اور نکبر بھی شروع کرائی تھی یہ دیکھا کہ اس شورش سے مطلب برآری نہیں ہوئی تو ۱۸۹۶ء کے اوائل میں کریٹ کے عیسائیوں سے بھی بغاوت کرا دی کہ جو کئی مہینے رہی تو یونان کی گورنمنٹ (گو رعایا اور فوج بیرحم ہنسا رخود کسی شخص باغیوں کیساتھ جو یونانی الاصل و لاد نسبہ ہیں جا ملے خود بالکل خاموش بلکہ اپنے ملک سے مجاہدین کی روانگی کو روکنے کیلئے ساعی رہی ہے، مگر اب فساد کے شروع ہوتے ہی گورنمنٹ یونان کا باین لیے کہ ساطی جسکی تفصیل ہم آگے کرینگے جزیرہ کریٹ کو جہاز اور تار پیڈو بھیج دیا جنہوں نے وہاں پہنچکر بلطائف الحیل ترکی علم کی سلامی اتارنے سے بعبارت سے انکار کیا چاہا مگر نہ بچ سکے اور علانیہ کہدیا کہ ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اگر تعجب خیز ہے تو ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر رہا ہے کہ یونان اپنی تنگ طرفی کیوجہ سے آخر اس شخص کی دام تزویر میں گرفتار ہو گیا ہے جو ہر حصہ دوسری سلطنتوں کو کئی دفعہ ہند کی کہانے کو باوجود سلطنت عثمانیہ کی برخلاف اکسانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جواب تک باوجودیکہ ممالک عثمانیہ کے تمام اندرونی صوبوں میں کامل امن ہو گیا ہے اور سلطان نے خود بخود ضروری اصلاحات نافذ کردی ہیں نئے نئے منصوبے تراشنے سے بس نہیں کرتا انگریزی پالیسی اور ڈپلومیسی کا جادو ایسا زبردست ہے اور اسمیں اثر ہے کی آنکھوں کیطرح ایسا جذبہ مقناطیسی ہے کہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور سلطنتیں یا قومیں بعینہ اسیطرح جسطرح کہ چھوٹے چھوٹے جانور خود بخود آسکے پھنسے کیطرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ انگریزی ڈپلومیسی انھی کا شکار بنجاتی ہیں اور اسکے گزند سے صرف وہی بچ سکتے ہیں جو اس سے زبردست ہوں یا اسنے بنا پہلو بچاتے ہیں۔ اس اگر یونان پر جسکا بادشاہ پہلے ہی سے انگلستان کے شاہی خاندان کا قرابتدار اور خزانہ انگلشیہ کا وظیفہ خوار ہے اس کا جادو چلگیا ہو اور وہ طمع ولالچ میں آکر انگریزی پالیسی کا آلہ بنگیا ہو تو کوئی عجب بات نہیں مگر یہ یاد رہے کہ اس پالیسی کو اس سے زیادہ کام نہیں دیسکتا کہ یورپ کی توجہ کو کچھ عرصہ کیلئے مصر کیطرف سے منعطف کردے

یونان کی پاس کل پانچ چھوٹے چھوٹے آہن پوش جہاز ہیں جنہیں حفاظت ساحل کا کام دینے والا دینی کروزر قسم کے ہیں بیٹل شپ (بحری جنگ کرنیوالا جہاز) کوئی نہیں تین کروزر میں تقریباً پانچ پانچ ہزار ٹن ہیں اور وہ جو بہت ہی پرانے ہیں پونے دو ہزار اور دو ہزار ٹن ہیں تارپیڈو کشتیوں کی تعداد سترہ ہے جنہیں چھ درجہ اول کی اور گیارہ درجہ سوم کی ہیں بری فوج کی تعداد بحالت امن ۰۰۰۰۰ ۳۳۸۰ آدمی ۳۷۹ ۳ گھوڑے اور ۱۲۰ تو پیں ہیں جو بحالت جنگ ایک لاکھ ہو سکتی ہے۔ بحری فوج کے ملاحوں اور بحری سپاہیوں کی تعداد ۵۰۰۳ ہے۔ ان اعداد سے صاف ظاہر ہے کہ یونان ترکی کے مقابلہ میں کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا جنکے جہازوں کے علاوہ دو بڑی آہن پوش جہاز جنمیں سے ایک ہزار ٹن کا۔ ایک ۹ ہزار ٹن کا اور باقی چھ ہزار چار چار سو ٹن کے ہیں) اور ۳۰ تارپیڈو کشتیاں ہیں اور جو میدان جنگ میں ایک ہفتہ کے اندر دس لاکھ فوج لاسکتی ہے سمندر یا خشکی میں ایک گھنٹہ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس لئے بالاجمالی زبونی کی شورا شوری کے منتشر ہو جانے کے بجائے دول یورپ کو یہ کہدینا مناسب سمجھا ہے کہ تم اسی وقت کو ہیں ایک خاص معاملہ کے لئے تمہاری توجہ کو تمام ایشیا کی طرف لگا دیا ہے راہ راست پر لانیکی کوشش کرو۔ گورنمنٹ عثمانیہ کو اس کی طمانیت ہے اسکے سوا خواہ کیسی ہی طمانیت دینا چاہو کہ کریٹ اور یونان کا مسئلہ بالآخر جو نتیجہ دکھلائیگا وہ تسلی بخش نہیں پائیگا جسطرح یونانی جزیرے کو اپنے تئیں احتیاطاً محسوس ہوئے پر اور خالباً ترکی حکام سے یہ دھمکی ملی ہے کہ اگر اس نے عثمانیہ علم کی سلامی نہ اتاری تو گویا کر قابل فتح کی جائیگی وہ قلعے کو چاہے شگاف کر دینے سے اس کو تحت الثریٰ کو پہنچا دیا جائیگا ترکی نشان کی سلامی اتار دی گئی۔ اسیطرح چند دن کے بعد وہ یونان کو واپس آ جائیگا۔ اور

اونکی پیشقدمی کو روکنے یا سانی روکا جاسکتا تھا۔ مزید برآں تھسلی و مقدونیہ کی شاہراہ پردرہ ملونا کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے وہاں سے جارحانہ پیشقدمی بھی بلا تردد ہوسکتی تھی۔ یونانی لاریسا اور ترکالا میں اور نیز سرحد اپارس پر بمقام آرٹا اپنی فوجیں جمع کر رہے تھے۔ محاربہ کیلیے سب سے زیادہ تحریک ایک زبردست اور وسیع الاثر خفیہ انجمن موسومہ اتھنیکی ہٹیاریا (قومی انجمن) سے ملی تھی۔ یہ انجمن گویا حکومت کے اندر ایک اور حکومت تھی۔ اور ایک وقت یونانی پالٹیکس اور سیاست کی عنان تقریباً محض اسی کے ہاتھ میں تھی۔ اوسکے ارکان میں یونانی پارلیمنٹ کے بے شمار ممبر اور یونانی فوج کے کثیر التعداد افسر شامل تھے۔ محاربہ سے ماقبل کی سہ ماہی میں وہ باضابطہ گورنمنٹ سے زیادہ طاقتور تھی۔ اُس کے خفیہ احکام کی تعمیل سے انحراف کرنیکا کسی کو یارا نہ تھا۔ اُس پوزیشن کنندہ جماعت کو جنگ کے گر یونیا پر حملہ کرنے سے ہی آتش حرب مشتعل ہوئی تھی۔ اسی خوفناک انجمن نے مسلح بتیار اور ترکی علاقہ میں بھیجا تھا۔

اتھنیکی ہٹیاریا

یہ اتھنیکی ہٹیاریا بلا شبہ نہایت ہی خوفناک اور شدید شرارت انگیز جماعت تھی۔ اس خفیہ انجمن میں یونان کے تقریباً نصف نوجوان شامل تھے اور اس کے منتظمین اور محرک نہایت ہی حریص شہرت و طامع اور ساتھ ہی تقریباً بالکل غیر ذمہ وار تھے۔ یعنے بظاہر انصرام مہام سلطنت سے کسیطرح کا باضابطہ تعلق نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرح کی مسئولیت اور نیک و بد کی جوابدہی سے آزاد تھے۔ اس انجمن کے دباؤ کی وجہ سے شاہ اور شاہی خاندان کو کریٹی سازش میں مجبوراً شریک ہونا پڑا اور اس خوفناک تحریک کا مقدم بننا پڑا جس کو وہ قابو میں نہ رکھ سکتے تھے۔ انجمن نے حکم صادر کیا۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہلاکت میں غرقاب ہونے سے بچا لینگے۔ اور انہی کی کوششوں سے باغیان کریٹ بھی تھوڑے سے عرصہ کے بعد فتنہ و فساد سے باز آجائینگے۔ ظن غالب ہے کہ اس قضیہ سے فارغ ہوتے ہی دول یورپ اصل مادہ فساد یعنے قضیہ مصر کا جو یورپ کے امن و امان کو ہر وقت خطرہ میں ڈالنے کا موجب بن رہا ہے۔ ضرور قطعی تصفیہ کرینگے یا تو انگریزوں کے مستقل قبضہ کی ضرورت کو تسلیم کرینگی۔ اور یا اُن کو صلح و نرمی یا سختی و دباؤ سے مصر کو چھوڑ دینے پر مجبور کرینگی۔

بہرحال اس معاملہ کا دوسرا رخ بھی ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ (گو اس امکان کے ظہور پذیر ہونے کی بظاہر کوئی توقع نہیں) یونان کو ایسی زبردست تحریک و ترغیب دی گئی ہو کہ اپنے سودائے خام سے باز نہ آئے۔ اسصورت میں ترکی کو یہ جنگ ایسا ہی بھی ویسی ہی طیار ہے جیسی کہ نرمی اور آشتی سے معاملہ کو سلجھانے کے لئے یونان کی سرکوبی کرنی پڑیگی۔ اور جب ایک دفعہ نائرہ حرب مشتعل ہوگیا۔ تو تمام یورپ میں جو اس وقت خشک بارود کا میگزین بنا ہوا ہے۔ چاروں طرف سے آگ لگ جائیگی جو بتدریج کل دنیا میں پھیلکر کئی تختوں کو نیست و نابود۔ اکثر تاجداروں کو بے تاج اور خدا کی ہری کھیتی کو خاک سیاہ کردیگی

والله نا صحنا من كل البليات

سے اور کریٹ میں اسلحہ و مفسدین بھیجے گئے۔ اوسکا دوسرا فرمان صادر ہوا۔ اور شاہ کو اسیوقت کرنیل واسوس اور اوس کی فوج کریٹ میں بھیجنی پڑی۔ تیسرا حکم جاری ہوا۔ اور گورنمنٹ نے بلا چون و چرا سرحد تھسلی پر فوج کی جمعیت تیز جمع کرنی شروع کردی یورپی دنیا کو اس وقت اس بات کا بہت کم علم تھا۔ کہ یہ اتھنیکی ہتیاریا یونانی اور یورپ میں کیسی زبردست طاقت رکھتی ہے۔

ایشیائے کوچک اور مصر کی یونانی آبادی کو بھی جہاد پر آمادہ کرنے کیلئے اتھنیکی ہتیاریا نے بڑی سرگرمی اور مستعدی سے کوشش کی۔ اور سلطان المعظم کی نو عمر یونانی رعایا میں سے ہزارہا کو اپنا مرید بنا لیا۔ اور قسطنطنیہ۔ سمرنا۔ اور اسکندریہ سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں یونانی لونڈے اور نوجوان جہاد میں شریک ہونیکے لیئے یونان کو چلے گئے۔ ترکی حکام نے ان مشتاق جہاد نوجوانوں کو روکنے کی چنداں کوشش نہ کی۔ مگر غالباً ترکی قلمرو میں پھر واپس آنے پر ان یونانی مجاہدین کو قدر عافیت معلوم ہوجائیگی البتہ مقدونیہ کی یونانی آبادی میں جو اپنے حکمرانوں سے کسیطرح ناخوش یا سودائے غزا و جہاد میں مبتلا تھی۔ اس انجمن اور نیز یونانی گورنمنٹ کی کوششیں بارور نہ ہوئیں۔ اپائرس کی یونانی آبادی پر البتہ تو بہت پڑی۔ لیکن عملی نتیجہ بہت تھوڑا نکلا۔

جوں جوں محاربہ میں یونانی شکست یاب ہوتے گئے۔ اتھنیکی ہتیاریا کی طاقت گھٹتی گئی۔ اور یہ ثابت ہوگیا کہ اوسکی پالیسی ملک کے حق میں نہایت ہی تباہی بخش تھی۔ بالآخر اتھنیکی ہتیاریا ایسی ذلیل و بے حقیقت ہوگئی۔ اور اپنے معراج شوکت سے ایسی گر گئی کہ اخیر میں ایم رالیس (جو اوس زمانہ میں وزیر اعظم تھے) نے اوسکے تمام کاغذات ضبط کرلئے۔ اور اوسکے کارکنوں پر فوجداری مقدمات دائر کردینے کی دھمکی دی۔ اس برمحل اور مناسب دلیرانہ کارروائی کے بعد اتھنیکی ہتیاریا کا پھر بہت ہی کم ذکر سنا گیا ہے۔

نازک وقت

یہ صاف ظاہر تھا۔ کہ جب مارچ کے اخیر میں برف پگھل جائیگا اور درے اور سڑکیں صاف ہوجائینگی۔ تو وہ وقت دونو ملکوں کے تعلقات کے حق میں نہایت نازک ہوگا۔ چنانچہ دونو طرف فوجوں کی جمعیت بہت بڑھادی گئی تھی۔ اور کشیدگی غضب تیز ہوگئی تھی۔

سرحد کا طول جسکے برابر برابر دونو فوجیں بالمقابل پڑی تھیں دو سو میل سے اوپر تھا۔ مشرق کیطرف سرحدی قصبہ پلاٹامونا کے قریب بحیرہ مجمع الجزائر سے شروع ہوکر بجانب غرب بحیرہ اڈریاٹک یعنی آرٹا اور پریویسا تک پھیلی ہوئی تھی۔ تمام سرحدی علاقہ کا حصہ کثیر نہایت کوہستانی اور بکھرا ہوا تھا۔ صوبہ تھسلی کی تقریباً کل سرحد پہاڑوں کے کراڑوں کے برابر برابر چلی گئی تھی۔ اور پہاڑیوں کی چوٹیوں پر ترکی و یونانی گڑھیاں ایکدوسرے کے بالمقابل موجود تھیں۔ سرحد اپائرس کے جنوبی حصہ کے محاذ دریائے آرٹا کے قریب یونانی علاقہ نسبتاً ہموار اور کھلا تھا۔ ترکوں کی طرف دو بڑے مرکز مقدونیہ اور تھسلی کیلئے الاصونا اور اپائرس کے لئے یانینا تھے۔ یونانیوں کیطرف محاربہ کے شروع میں علی الترتیب تھسلی کیلئے لاریسا اور اپائرس کیلئے آرٹا ہیڈ کوارٹر تھے

کاظم پاشا

مگر ترکی فوج کا حقیقی قاعدۃ الجیش اور اساس حرکات عسکریہ سالونیکا تھا۔ جہاں تک صرف [illegible] قسطنطنیہ سے ریلوے مواصلت کا سلسلہ مکمل ہوا تھا۔ یہاں کل فوجی نظم و نسق۔ اور فوجوں۔ اور ذخائر رسد وغیرہ وغیرہ کو آگے بھیجنے کا کام ایک نہایت ہی قابل اور ہوشیار افسر کاظم پاشا کے ہاتھ میں تھا۔ جو [illegible]

والی سالونیکا سے بھی قابل تعریف امداد ملتی رہی۔ اس قابل افسر کی کارگذاری کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً دو لاکھ فوج مع تمام ضروری سامان حرب و رسد کے جلد سے جلد بغیر کسی دقت یا رکاوٹ کے بغیر حیرت انگیز صفائی اور درستی و باقاعدگی کے ساتھ عین اوقات مقررہ پر حدود کو پہنچ گئی۔ ادہم پاشا اس حسن انتظام اور کامیابی کیلئے اعلیٰ درجہ کی تعریف و ثنا کا مستحق ہے۔ سالونیکا مناسطر ریلوے لائن کا اسٹیشن ترکہ فیرا جو سالونیکا سے پچاس میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹی سی بستی ہے۔ فوجی نقل و حرکت کیلئے انتہائی اسٹیشن تھا۔ وہاں سے بذریعہ سٹرک باربرداری شروع ہوتی تھی۔ اور ہر ایک چیز بارکش جانوروں یا بیدل سی گاڑیوں اور چھکڑوں پر لادا ہوا جو ۸۰ میل کے فاصلہ پر تھا پہنچائی جاتی تھی۔ مگر پھر بھی اصل قاعدہ الیسن سالونیکا ہی تھا۔ اگر ترکوں نے بحری طاقت کو کمزور نہ ہو جانے دیا ہوتا اور سمندر کے راستہ فوج و سامان بھیجتے تو ریل اور خشکی کے راستہ کی نسبت اوسکا نصف سے بھی کم وقت اور روپیہ صرف ہوتا۔

یونانیوں کیطرف وہی قاعدۂ الیسن وولو تھا جو بارونق بندر جو اتھنز سے ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۸۰ میل لمبی لائن کے ذریعہ لاریسا سے اور ۱۰۰ میل لمبی لائن کے ذریعہ فرسالوس ترکالا اور کالا باکا سے ملا ہوا ہے۔ دونو لائنیں ویلسٹینو میں ملتی ہیں جو وولو سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور اس اتصال کیوجہ سے جیسا کہ محاربہ میں ثابت ہو گیا جنگی لحاظ سے نہایت اہم مقام ہے۔ بحری غلبہ کیوجہ سے یونانی بآسانی وبسرعت اپنی فوجیں جمع کر سکے۔ اونکی تمام افواج سمندر کے راستہ پائریس سے وولو بھیجی گئیں۔ اور وہاں سے ریل پر تھسلی کے اندرونی مقامات کو گئیں۔ اتھنز سے سرحد کو جو خشکی کا راستہ جاتا ہے وہ طویل ہونے کے علاوہ ناقص بھی بہت ہے۔ اگر سمندری راستہ کھلا نہ ہوتا تو یونانی بمشکل فوجیں فراہم کر سکتے۔ اس سے آسٹریا کی تجویز کی جو اوسنے مارچ ۱۸۹۷ء میں وولو اور پائرس کے بحری محاصرہ کیلئے پیش کی تھی بکمال معقولیت بالبداہت واضح ہو رہی ہے۔ اس محاصرہ سے یونانی اجتماع افواج سے بالکل معذور ہو جاتا۔ اور بالفاظ دیگر کوئی محاربہ ظہور میں نہ آتا۔ اور اس سے بڑھکر یونان کے حق میں کوئی بھی ہمدردی اور مہربانی نہیں ہو سکتی تھی۔ بنا بریں رڈیکل فریق اور حامیان یونان کی اوس خفیف سی تحریک کے خوف سے جو انگلستان میں برپا ہو گئی تھی انگریزی گورنمنٹ کا محاصرہ کی شرکت کو منظور نہ کرنا نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔

دونو افواج کی جمعیت

اضلاع محاربہ تھسلی اور ایپائرس کی سرحد پر تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار عثمانیہ اور نوے ہزار یونانی فوج جمع تھی۔ تمام عثمانیہ فوج کا سپہ سالار ادہم پاشا تھا۔ جس کا ہیڈ کوارٹر ۲۰ اپریل تک الاصونا میں رہا۔ فوج مقیمہ ایپائرس رفتہ رفتہ سو جلت میں طبعی رکاوٹوں کے حائل ہونیکی وجہ سے ایک طرح سے ادہم پاشا کی کمان سے باہر تھی۔ اوسکے دو کمانڈر احمد حفظی پاشا اور مصطفیٰ تھے۔ اول الذکر کا ہیڈ کوارٹر یانینا کی مشہور قدیمی قلعہ میں اور آخر الذکر کا مقام لوروس تھا۔

لڑائی شروع ہونیکے وقت براہ راست ادہم پاشا کے زیر کمان جملہ اقسام کی نوے ہزار فوج تھی جو حمدی۔ حقی۔ نشاط۔ خیری ممدوح۔ اور سید رضا پاشا کے ماتحت چھ ڈویژنوں میں منقسم تھی۔ یونانی افواج مقیمہ تھسلی کا نامزد سپہ سالار ولیعہد تھا۔ اوس کے

دول عظام کو روانہ کیا مگر سلطان المعظم لڑائی کرنے کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۷۔ اپریل کو معاملہ رفت گذشت ہوگیا۔ انگریزی یورپین اخبار اسقدر کی
پیشتر یہی رائے رکھتے تھے کہ معاملہ بصلح طے ہو جائیگا۔ بہت تھوڑوں کا یہ خیال تھا کہ یہ تنازعہ باضابطہ محاربہ پر ختم ہوگا کیونکہ کوئی سوچ سکتا اور یونان
لڑکے کھیل سا مال تھا جو آخر الذکر سے رکھتے تھے۔ لیکن انگلستان دونوں دولتوں کی ایسی کم توقع تھی کہ ان کی دو ہو بجز نشان یکی پیدا کی
طرف سے اب تک ترکی فوج کے ساتھ رہنے کیلئے کوئی نامہ نگار نہ بھیجا گیا تھا۔ صرف دو اخبارات ٹائمز اور ڈیلی ٹیلیگراف کے نامہ نگار ادہم پاشا کے کیمپ میں
موجود تھے۔ راقم بھی بکا قابل نامہ نگار مسٹر [illegible]۔ اوائل اپریل کے شروع میں ادہم پاشا کے ہیڈکوارٹر میں پہونچا کر یونان کی یورش کی خبر
سنکر بینے بلا توقف مزید میدان کارزار کو جانیکا عزم کرلیا۔ اور ۱۰۔ اپریل کو اپنے ملک سے روانہ ہوگیا۔

محاربہ کے تین دور

ترکی محاربہ تھسلی کیا بلحاظ زمانہ اور کیا بلحاظ میدان کارزار کی طبعی بناوٹ اور جغرافی حیثیت کے تین دوروں میں منقسم ہے۔ پہلا دور اعلان جنگ اور ان معرکوں پر مشتمل ہے جو سرحدی گذرگاہوں پر حد فاصل پہاڑوں کے قبضہ کیلئے ہوئے۔ یہ دور ۱۷۔ اپریل روز جمعہ سے شروع ہوکر جمعرات ۲۲۔ اپریل کو ختم ہوا جب کہ تمام ترکی کالم یونانیوں کو کوہستانی دروں سے نکال کر تھسلی کے میدان کے دامن پر اپنے قدم جمائے۔

دوسرا دور بازمانی ملونا کی لڑائیوں اور درہ ریوینی کی تسخیر پر جو قبضہ ٹرناووس ولاریسا کا باعث ہوئیں مشتمل ہے۔ اور ویلسٹینو کی پہلی لڑائی بھی اسی میں شامل ہے۔ یہ ۲۳۔ اپریل جمعہ سے شروع ہوکر ۴ مئی سہ شنبہ کو ختم ہوتا ہے۔ اس عرصہ میں ادہم پاشا نے کھلے میدان میں یونانی فوج کی قوت مدافعت کو قطعی طور پر پامال کرکے دار الخلافہ اور تھسلی کے کل شمالی نصف پر قبضہ و تصرف کرلیا۔ اور یونانی افواج بزودی تمام ویلسٹینو۔ فرسالہ۔ و تریکالا کی لائن کو ہٹ گئیں۔ جہاں انہیں بے چون و چرا ہونے دیا گیا۔ ادہم پاشا شہر لاریسا میں ۲۷۔ اپریل روز یکشنبہ سے لیکر ۵ مئی تک جبکہ انہوں نے یونانیوں کی تمام جدید لائن پر حملہ کیا عملی طور پر بیکار رہے۔ ۳۰۔ اپریل کو بروز جمعہ حقی پاشا نے ویلسٹینو پر چھوٹا کام حملہ کیا وہ مشیر کی خلاف مرضی وقوع میں آیا تھا۔ مشیر کا مدعا صرف یہ تھا کہ یونانی پوزیشن کی دیکھ بھال اور استکشاف کیجائے۔ مگر یہ دیکھ بھال خونریز جنگ اور معرکہ آرائی تک طول پکڑ گئی۔ یہ درست ہے کہ ترکوں کا گولہ بارود بہت کچھ خرچ ہوگیا تھا۔ اور دیگر سامان رسد کے جمع کرنے میں بھی بہت دقتیں درپیش رہی تھیں لیکن ان سب باتوں کے لحاظ کے بعد بھی میری رائے میں دس دن کا توقف بہت ہی زیادہ تھا۔

تیسرا دور محاربہ کی باقیماندہ حصہ پر مشتمل ہے جو ۵ مئی سے شروع ہوکر ۲۰ مئی کو ختم ہوا۔ جس عرصہ میں ویلسٹینو۔ فرسالوس اور دوموکوس کے معرکوں میں یونانی کل جنوبی تھسلی سے نکال دئے گئے۔ سب سے زیادہ اور خطرناک لڑائیاں اسی دور میں ہوئیں۔ اور اسی میں ترکوں کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ ویلسٹینو اور فرسالوس کی لڑائیوں میں اونکے اتنے شہید اور مجروح ہوئے کہ اتنے باقی کل محاربہ میں نہ ہوئے۔ ان معرکوں میں یونانیوں کا بھی بہت نقصان ہوا۔

ترکوں کی پوزیشن

لڑائی شروع ہونیکے وقت چھ ترکی ڈویژن جن میں تخمیناً نوے ہزار آدمی تھے سرحد پر یا سرحد کے قریب موجود تھے۔ پہلا ڈویژن خیری پاشا کے زیر کمان ڈومینیک میں۔ دوسرا

نشاط پاشا کے زیرکمان سکوپیا میں۔ سوم و چہارم مجروح و عید پاشا کے زیرکمان الاصونا میں۔ پانچواں تقی پاشا کی پایتخت سکوپیہ کے مغرب میں بمقام ڈسکاٹا۔ اور چھٹا حمدی پاشا کے زیرکمان ٹیمپو قریہ میں تھا۔ علاوہ بریں فوج سواران کا ایک گروہ دو ڈویژن سلیمان پاشا کے زیرکمان بمقام ہیرمانی اور بارہ باتریوں کا ڈویژن توپخانہ رضا پاشا کی زیرکمان الاصونا پہونچا۔ ایک آٹھواں ڈویژن بھی محاربہ کے ختم ہونے سے چند دن پہلے وہاں جمع کر دیا گیا تھا۔ ان علاوہ اور دس ہزار آدمیوں کا ایک اور دستہ اسلام پاشا کے ماتحت ڈسکاٹا میں متعین کیا گیا تھا۔ دو ڈویژن حفظی پاشا اور مصطفی پاشا کی زیرکمان اپائرس میں تھے، اُن میں تیس ہزار کے قریب فوج تھی۔

تمام ترکی فوج پیدل مارٹینی ہنری رائفل اور بنی منگیر سے جو نہایت ہی کارآمد ہتھیار ہے مسلح تھی۔ صرف نشاط پاشا کے (دوم) ڈویژن کا ایک بریگیڈ نئی ماسر رائفل سے مسلح تھا۔ اس بریگیڈ کو ڈوموکوس کی لڑائی میں بہت نقصان پہونچا ساتویں اور آٹھویں ڈویژن بھی جو بعد میں فراہم ہونے کی وجہ سے شریک کارزار نہ ہوئے۔ ماسر رائفل رکھتے تھے۔ یونیفارم (وردی) نیلگوں۔ چھوٹا کوٹ و پتلون و سرخ تھے۔ پاؤں میں چمڑے کی بنی ہوئی جوتیاں تھیں۔ جو وردیاں میں نے دیکھیں۔ اون میں سے اکثر بوسیدہ اور کہنہ سال تھیں۔ چنانچہ محاربہ کے آخری دنوں میں سپاہی بالعموم یونانی وردیوں کو مختلف جنگوں میں غنیمت میں ملی تھیں استعمال کرتے رہے۔ البانویوں کے سر پر سفید رنگ کی فیس تھی۔ جو سر پر خوب جم کر بیٹھتی ہے۔ گراں کوٹ عام تھے۔ مگر ہر ایک سپاہی کے پاس نہ تھے۔ ہر ایک سپاہی کے پاس کندھے پر ڈالنے والی کارتوسوں کی پیٹی۔ اور ٹین کی بوتل پانی رکھنے کے لیئے تھی۔ اسباب دیگر سامان سپاہی حسب پسند وضع میں پیٹھ پر رکھتے تھے۔

اس ترکی فوج کا بہت ہی تھوڑا حصہ نظام یعنے کارکن فوج باقاعدہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تین چوتھائی ردیف یعنے ریزرو فوج کے سپاہی تھے۔ جنکی عمریں ۲۵ اور پچاس کے درمیان تھیں۔ زیادہ تر تیس اور پینتیس برس کے درمیانی عمر رکھتے تھے۔ یہ ردیفی سپاہی نہایت مضبوط۔ خوب تناور اور کمال جفاکش دہقانی لوگ تھے۔ جو تھکنے کا نام نہ جانتے تھے۔ اور بیماری بھی شاذ و نادر ہی ان پر غالب آ سکتی تھی۔ البانوی آٹھ دس ہزار کے درمیان تھے۔ مجھے جسقدر ترکی پلٹنوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ وہ علاقہ وار تقسیم کے اصول پر بھرتی کیگئی ہوئی تھیں۔ اور جس جس قصبہ یا ضلع سے آئی تھیں اونہی کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ جیسا کہ تھسالیہ میں تھے۔ پلٹنیں نہایت شاندار دیکھیں۔ مگر طرابزونی پلٹن خاص طور پر قابل تذکرہ ہے اوسکے سپاہیوں کو دیکھکر طبیعت کو خالص فرحت ہوتی تھی۔ وہ جہازی گرینیڈیر گارڈ پلٹن کے سپاہیوں ایسے طویل القامت اور مضبوط جسم تھے۔ اور جفاکشی میں تو اونسے بدرجہا زیادہ فائق تھے

عثمانیہ کیولری

فوج کیولری تعداد میں بہت تھوڑی مگر اوصاف اور خوبیوں میں بینظیر تھی۔ اوسکے تمام آدمی طویل القامت نہ تھے۔ اور عمدہ شہسوار تھے۔ گھوڑے دیکھنے میں پست قامت اور لاغر اندام مگر بلا کے جفاکش۔ ثابت قدم۔ اور مضبوط۔ اونکے قد چودہ پنجے کے درمیان تھے۔ رنگیں عربی خون کی بکثرت آمیزش

تھی جس شکست فاش کو انہوں نے ترکوں کے ہاتھوں بلکہ چھینوں تک بلا تکلف برداشت کیا اوس سے انگریزی گھوڑے چند روز نہیں ہی
راہی ملک عدم ہو جاتے۔ یونانیوں کو خیال تھا کہ ترکی کیولری چرکسوں سے مرکب ہے۔ کیونکہ سواروں کے سر پر سیاہ رنگ بڑے
کی کھال کی ٹوپیاں یا قلپاقیں تھیں۔ اور اس خیال کی وجہ سے انکے دلوں میں ترکی سواروں کی سخت دہشت بیٹھی ہوئی تھی
لیکن حقیقت یہ تھی کہ یونانی سواروں سے زیادہ چرکس نہ تھے۔ سواروں کے پاس بھی تلوار رائفل اور کندھے پر ڈالنے والی کارتوس کی
پیٹی تھی۔ اور وردی یہ تھی۔ چھوٹا کوٹ پتلون۔ اور لمبے بوٹ۔ اونکی زینیں پرانی طرز کی اور چوبی تھیں۔ اور رکابیں بہت
عجیب وغریب طرز و وضع کی مشرقی فیشن کی بڑی بڑی۔

ترکی توپخانہ نہایت عمدہ تھا۔ توپیں ۳۰۰ انچ قطر کی کرپ اور بارہ پونڈ وزنی گولا چلانے والی تھیں۔ خود توپیں اور
انکے متعلق گاڑیاں بہت اچھی حالت میں تھیں۔ گھوڑے خوب مضبوط اور دیو قامت تھے۔ فی باتری چھ توپیں۔ ساٹھ گھوڑے
اور اسی آدمی تھے۔ مگر ترکی توپخانہ نے محاربہ میں قابل تعریف کاردانی نہ دکھائی۔ بقول مسٹر بگہم افسر کافی تربیت یافتہ
اور گولہ انداز بخوبی ماہر نہ تھے۔ مسٹر موصوف یونانی توپخانہ کی نسبت عمدہ رائے رکھتے ہیں۔ اگرچہ ابتدا میں میدان کارزار میں رہا۔
بلکہ اوسکے بعد بھی یونانی توپخانہ کی کارگذاری بہت ردی رہی تھی۔ اسپی توپخانہ کی تین باتریاں (نو پونڈر توپوں کی)
کیولری ڈویژن کو ساتھ تھیں۔ اور تین باتریاں کوہی توپوں کی خچروں پر تھیں۔ توپخانہ کا افسر اعلے رضا پاشا گو اعلے تربیت
یافتہ نہایت ذہین و مستعد اور اول درجہ کا لائق افسر تھا۔ مگر توپخانہ نے بہت کم عملی و مفید کام کیا۔ فوج کا دستہ انجنیران
چنداں مضبوط اور قابل نہ تھا۔ طبی اسٹاف اور انتظام شفاخانہ جہانتک مجھے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ اچھا تھا۔ جسقدر جراح
اور ڈاکٹر میں نے دیکھے وہ قابل اور دل و شوق سے کام کرنیوالے آدمی تھے۔ اور آلات جراحی خیموں اور ادویات مسکنہ کا
وغیرہ کافی تھا۔ لیکن ڈمسٹینو کی دوسری لڑائی اور معرکہ ڈوموکس میں سامان ناکافی پایا گیا تھا۔

ترکی فوج کا جنرل اسٹاف (ارکان حرب) عمدہ تھا۔ اکثر قابلترین افسر جرمنی میں تعلیم و تربیت پائے ہوئے تھے۔ اور جرمن و
فرانسیسی بلا تکلف بول سکتے تھے۔ وہ تیز فہم مستعد ماہر اور محب وطن جنٹلمین تھے۔ دنیا میں کوئی ایسی فوج نہیں
جو اونکی موجودگی کو باعث فخر نہ سمجھے۔ جرنیلان ڈویژن عموماً کم لیاقت تھے۔ اور اون کے اسٹاف بھی ویسے اچھے نہ تھے
جیسے کہ ہونے چاہئیں تھے۔

یونانی فوج

یونانی فوج تعداد میں ترکی فوج کے دو ثلث تھی تھسلی و اپائرس میں کسی وقت نو ہزار سے زیادہ یونانی
فوج جمع نہ ہوئی۔ یونانی فوج پیدل فرانسیسی ساخت کی گراس رائفل سے مسلح تھی۔ اون کی وردی یہ تھی
نیلگوں چھوٹا کوٹ۔ کشادہ پتلون۔ اور فرانسیسی طرز کی ٹوپی۔ فوج نظام کا حصہ پست قامت۔ نحیف الجثہ۔ اور شجاعت
و استقلال سے بالکل معرا تھا اور زونی (کوہستانی) گھاگرے پلٹن کیطرح ایک قسم کا ننگدہ دار گھاگرہ پہنتے ہیں۔ اور اونکی
کی ٹوپی ترکی فیز سے بہت ملتی جلتی ہے۔ انمیں سے بعض خوبصورت جوان اور بلا کے قادر انداز تھے۔ کئی موقعوں پر

[illegible] اور [illegible] رسالہ میں یونانی [illegible] باقی [illegible] تھا۔ ترک ابھی چھ سو گز کے فاصلہ پر پہنچے
[illegible] یونانیوں کا [illegible] [illegible] جاتا۔

یونانی توپخانہ تعداد میں کم مگر توپیں اچھا بنا یا جاتا تھا توپیں کرپ اور افسر خاصے تربیت یافتہ تھے۔ فوج کیولری
نہ ہونے کے برابر تھی۔ کمسریٹ اور رسد رسانی کا انتظام بالکل ناقص اور سامان حرب پیچھے ذخیروں میں بالکل نا
کافی تھا۔ ملکی فوج کے علاوہ تقریباً پانچ سو اجنبی مجاہدین کا ایک دستہ تھا جس میں زیادہ تر اطالین اور انگریز تھے
اکثر اطالین کا رعب شروع شروع میں تو نہایت بڑا لانہ رہا۔ مگر مشق و مہارت نہ ہونے کی حالت بعد میں بہت سست ہو گئی
انگریز مجاہدین نے معقول شجاعت و شائستگی دکھائی بیقاعدہ افواج جنکو یونانیوں نے ہتھیار یا تو مرتب کیا تھا۔ محض مدد اور
الٹی کمزوری کا باعث تھیں وہ جس طرح پہاڑوں پر رہتے اور قتل کے پیشے میں سب سے آگے ہوتے تھے اسیطرح میدان مصاف
سے پیچھے پھرنے میں سب سے پہلے ہوتے تھے اونکی یہ خاصیت ایسی عام مشہور ہو گئی تھی۔ کہ جو اجنبی نامہ نگار یونانی فوج کے
ساتھ تھے۔ وہ جس وقت ان بیقاعدہ سپاہیوں کو مصاف کی صف سے پیچھے ہٹتے دیکھتے اسوقت سمجھ جاتے کہ لڑائی کا اختتام
اب قریب ہے۔ اعلیٰ یونانی افسروں میں سے صرف جنرل سموئنسکی نے نمایاں کارگذاری دکھائی۔ عام مطعون کرنیل مانوس کو
اگر افسر سے کافی کمک پہنچتی رہتی۔ تو غالباً وہ بھی اچھی کارگذاری دکھا سکتا۔

ترکی فوج کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار ہیں جو مسٹر کلایو بگھم کی قابل تعریف مختصر سی کتاب سے اخذ کئے ہیں۔ مسٹر موصوف
کے بیان کے مطابق ایک ترکی ڈویژن میں تخمیناً ساڑھے بارہ ہزار آدمی یا چھ چھ ہزار آدمیوں کے دو دو بریگیڈ ہوتے ہیں
ہر بریگیڈ میں تین تین ہزار آدمیوں کی دو دو رجمنٹیں اور ہر رجمنٹ میں ساڑھے سات سات سو آدمیوں کی چار پلٹنیں اور
ہر پلٹن میں چار چار کمپنیاں ہوتی ہیں۔ مزید براں ہر ڈویژن میں ۱۲۰ سواروں کا ایک رسالہ۔ تین باتریاں (فی
باتری چھ توپیں و اسی آدمی) اور تخمیناً ایک سو چالیس غیر مصاف کنندہ ہوتے ہیں۔ کیولری رجمنٹ میں ایک ہزار
سوار یا دو دو سو سواروں کے پانچ رسالے ہوتے ہیں۔ اور ایک آرٹلری پلٹن میں تین باتریاں یا اٹھارہ توپیں۔

ترکوں کی صحت

ترکی فوج کا عجیب ترین خاصہ یہ ہے۔ کہ ترکی سپاہیوں کی صحت بالعموم نہایت اچھی رہتی ہے۔ وہ
ایسی آبادی سے لئے جاتے ہیں۔ جو جنگی کاموں کیلئے دنیا بھر میں بہترین ہے۔ وہ یورپ اور ایشیا
کے عثمانی دہقانوں سے جو تندرستی اور سلامت روی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ بھرتی کئے جاتے ہیں۔ وہ بچپن سے سادہ
روٹی اور صاف پانی پر پرورش پاتے ہیں محرمات و منشیات کو کبھی چھوتے تک نہیں۔ اور گوشت بھی کم کھاتے ہیں
اس سادگی غذا کے علاوہ وہ کھلے علاقوں اور عمدہ آب و ہوا میں رہتے ہیں۔ شہروں کی غلیظ اور مضر آب و ہوا
سے اونہیں کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ان بواعث سے ترکی دہقان کی جسمانی ترکیب و بناوٹ ایسی مضبوط ہو جاتی ہے کہ
تکان یا بیماری اوس پر کوئی اثر نہیں کر سکتی اور وہ قلیل ترین خوراک پر نمایاں کارنامے دکھا سکتا ہے۔ امراض متعدی و

تناسلی اور اوسکے خطرناک نتائج بالعموم ترکوں میں نام ونشان نہیں پایا جاتا۔

ترکوں کی شجاعت و ثابت قدمی

شجاعت ترکوں کا قومی وصف روتی خاصہ ہی نہیں مذہبی شعار بھی ہے وہ نسلاً بعد نسل ان جواں مردوں کی پشت سے چلے آتے ہیں جو خوف یا دشمن کے مقابلہ سے پھیرنے کا نام تک بھی نہ جانتے تھے عثمانی ماں کے شکم سے ہی جادی حمیت وبسالت ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے جس مادرزاد شجاعت کو دینی مذہب سے اور تقویت پہونچ جاتی ہے۔ اوسکا مذہب اوسے تعلیم دیتا ہے کہ جو عثمانی اپنے مذہب دریے ملک کی حمایت میں لڑتا ہوا میدان جنگ میں شہید ہو۔ دائمی آسائش و آرام اور خلد بریں اوسکے معاوضہ میں ملتا ہے۔

محاربہ بلقان کے دوران میں عساکر عثمانیہ کو معقول غذا ملتی رہی۔ بقول مسٹر ٹرگیم اونہیں ہر روز چاول، شوربا، گوشت اور پنیر ملا کرتا تھا۔ حدود کو جانتے ہوئے جو سپاہی بیماری سے ناقابل ہوئے۔ اونکی تعداد نصف فیصدی سے زیادہ نہ تھی یعنے دو سو میں سے صرف ایک بیمار ہوا۔ کل شفاخانے بالخصوص ہالونیکا اور سرنجی کو ہسپتال نہایت پاکیزہ اور خوب آراستہ تھے۔ ڈاکٹر اور خدام بھی اعلےٰ تربیت یافتہ اور بڑے محنتی آدمی تھے سرلاڈ کا رڈ سٹنٹ اور عثمانیہ بیگم سانے بنام شفاخانہ ہلال احمر جو شفاخانہ بھیجا۔ اوسنے نہایت عمدہ کام دیا۔ اور ترکی سپاہی بڑے شوق سے خود وہاں معالجہ کراتے رہتے مختلف یورپین ممالک کی انجمنہائے صلیب احمر کیطرف سے بھی دونوں فوجوں کے ساتھ شفاخانہ کھولدئیے گئے ہوئے تھے جس صبر و تحمل سے ترکی مجروحین زخم کیوجہ سے حد درجہ کی سخت سے سخت تکلیف اور درد کو برداشت کرتے تھے۔ اوسکو دیکھکر بیاسا ... حیرت ہوتی تھی اجنبی شفاخانونکے ڈاکٹروں نے اس مضمون کی سینکڑوں روایتیں اور واقعات شائع کئے ہیں کہ ترکی مجروح تکلیف دہ تکلیف دہ جراحی عمل کی وقت بھی اف نہ کرتے تھے مسٹر بیگم عثمانیہ سپاہیوں کی شجاعت وبسالت پر جب ذیل لکھتا ہے۔ مگر میری رائے میں اوسنے اس شجاعت کا باعث و موجب بتانے میں ٹھیک انصاف سے کام نہیں لیا۔

ترکی فوجی افسروں کی نصف تعداد میں یا تو کم ثروت ترکی جنٹلمین ہیں۔ جو اگرچہ اپنے فن میں کوئی زیادہ قابل نہیں مگر نہایت خوش اخلاق اور خاصے شجاع ہیں اور زیادہ کہن سال پختہ کار۔ اور قومی البنیان لوگ ہیں۔ جو تیس چالیس برس کی فوجی خدمت کے بعد سپاہی یا سارجنٹی کے درجہ سے بتدریج کپتانی اور میجری کے رتبہ پر فائز ہوتے ہیں آخر الذکر کی عادات اور اطوار اور طریقے ابتک سارجنٹوں ایسے ہیں۔ مگر اونکو اپنے سپاہیوں پر بڑا اقتدار حاصل ہے اور شجاع اور جفاکش تو ایسے ہیں کہ ہم اسکا کبھی درست اندازہ کر ہی نہیں سکتے۔ بلکہ حق الامر یہ ہے کہ لفظ شجاعت کو ترکوں کیطرف منسوب ہی نہیں کیا جا سکتا۔ جہانتک میں غور و فکر کرنے کے بعد سمجھ سکا ہوں میری رائے میں ذہنی طور پر ترکوں میں خوف کو محسوس کرنے کی حس ہی موجود نہیں اور وہ خطرہ کی کچھ پرواہ ہی نہیں سمجھتے۔ برعکس ازیں البانوی اوسیارہ میں بہت محتاط ہے یہ حتی الامکان گولی سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور پناہ و آڑ کے فوائد کو خوب سمجھتا ہے۔

جوانوں سے بڑھا ہوا تھا۔ وہ برہنہ سر اپنے سپاہیوں کے آگے آگے گھوڑے پر سوار جا رہا تھا جب گولیاں سپاہیوں کے سر پر سے گذرنے لگیں تو اردلی نے عرض کیا "آپ گھوڑے سے نیچے اُتر آئیں" شیردل حافظ نے جواب دیا "میں عمر بھر گھوڑے پر سے نہ اترا اب کیوں اُتروں؟ بیٹا! بچے بے تکلف چلو" ایک منٹ بعد گولی آ کے بائیں بازو پر لگی جو بسبب کمزوری کے اُس کا بازو اکھڑ گیا۔ اُسکے ساتھ نے پھر گھوڑے سے اُتر کر واپس چلے جانیکے لئے عرض کیا۔ مگر بے سود۔ چند منٹوں کے بعد ایک دوسری گولی نے دائیں بازو کو پارہ پارہ کر دیا۔ تیسری گولی پیام اجل تھی۔ وہ سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے صدائے اللہ اکبر سے کہہ رہا تھا کہ گولی عین حلق پر آ لگی۔ اور رگ گردن کی نس کو توڑ دیا جس سے طائر روح فی الفور قفس عنصری سے پرواز کر گیا"۔

ڈیلی نیوز ایسا متعصب اخبار بھی اس بیاسی سالہ شجاع و جوانمرد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اُسکے الفاظ حسب ذیل تھے "کیا شجاعت و بسالت کی کوئی کہانی اُس داستان سے بھی زیادہ موثر اور رقت انگیز ہو سکتی ہے۔ جو آج صبح موصول ہوئی ہے۔ اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حافظ پاشا کس طرح شہید ہوا۔ یہ شیردل اسّی سالہ پیرمرد تھا۔ اکثر جوانمردوں اور بہادروں کے حالات مظہر ہیں کہ میدان جنگ میں انکی پرجوشی اور دلاوری اور جہاں معرکہ کا رن ہو وہیں پہنچ جانیکے باوجود کہ اُنھیں کوئی صدمہ و آسیب نہیں پہنچتا رہا۔ اس بہادر کے ساتھ اسکے برعکس معاملہ گذرا جو بدرجہ غایت موثر اور آشفتہ خیز ہے۔ آخری گولی اس مجروح خستہ جان کیلئے پیام رحمت تھی اُسنے اُسکی تکالیف کا فی الفور خاتمہ کر دیا۔ اور اُسے اُسی شاندار شہادت کا مرتبہ بخش دیا جسکا وہ متلاشی تھا۔ اور جسکی ہی خاطر اُسنے کمان کو چھوڑنا منظور کیا تھا۔

حمدی پاشا و معرکہ قریہ

انتہائی بیسٹر پر حمدی پاشا نے بتدریج اُن یونانیوں کو جنہوں نے ترکی قلمرو میں داخل ہو کر قریہ پر حملہ کیا تھا۔ پسپا کر دیا۔ الاسونا سے اُسے دو پلٹن فوج پیدل اور توپخانہ کی کمک بھیجی گئی۔ ۲۲۔ اپریل تک یونانی نیزروس اور ضلع ریپانی سے کئی میل پیچھے ہٹ گئے تھے اس مراجعت کنندہ یونانی فوج کا ایک حصہ دریائے پینی اسکے اُس پل سے جو وادی ٹمپہ کے پائیں تھا عبور کر کے جنوب مشرق کی طرف ساحل کے برابر برابر دیلوکو ہٹا۔ اور گذرنے کے بعد پل کو توڑتا گیا۔ سر ہی گرفتاری اور مشکلات اسکا باعث ہی شکستگی ہوئی تھی۔ یونانی میمنہ کا حصہ کثیر درہ ریپانی کے راستہ قلب لشکر کو جو ٹرناووس کے سامنے ولیلہ۔ باقی کے درمیان صف آرا تھا ہٹ گیا۔

اُن بلندیوں پر جو جنوب مغرب میں ملونا سے دوماسی تک پھیلی ہوئی تھیں۔ تین دن تک متفرق لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں نشاط پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکودیا اور خیری پاشا کا ڈویژن مقیمہ داسی پہلے تو یونانی حملوں کو روکنے میں مصروف رہا۔ پھر اُنھوں نے یونانی حملہ آوروں کو سکوپیا اور ریوینی دروں کے راستہ تھسلی میدان کو پیچھے ہٹا دیا۔

کوہی سلسلہ جو حد فاصل کا کام دیتا ہے۔ ملونا سے تخمیناً چند میل تک بیبارگی جنوب کیطرف کو جھک گیا ہے

اور قلعہ ٹرناووس تک جو ہموار میدان میں واقع ہے جو اس عظیم کوہی سلسلہ کے جنوب مغربی دامن سے شروع ہوتا ہے پس جس وقت سے خیری پاشا درہ ریوینی سے میدان میں داخل ہونے کے قابل ہو گیا۔ یونانی قلب لشکر کی حالت جو ٹرناووس سے دس میل بجانب شمال ماتی سے دلیانیک پھیلا ہوا تھا نازک اور مراجعت اشد ضروری ہو گئی تھی۔ پہلے شروع شروع میں تو خیری پاشا کو سمولینسکی کے پرزور حملہ کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو ہی سنبھالے رہنا کسی قدر مشکل ہو گیا تھا مگر دوسرے کمانڈروں کی ناکامی سے سمولینسکی کی کامیابی بھی خاک میں مل گئی۔ اور ۲۳ اپریل کو اسے مجبوراً اپنا دستہ درہ ریوینی کے راستہ لاریسا ہٹا لیجانا پڑا۔ نشاط پاشا کا ڈویژن مقیمہ سکوپیا۔ دماسی لودوتونا کے درمیان کی گھاٹیوں اور کگاروں سے یونانیوں کو نکالنے میں مشغول رہا جس سے وہ ۲۱ کو فارغ ہوا۔ اس تاریخ صرف ایک مقام یعنی کرتیری کی سرنال اور تقریباً صعب الحصول چوٹی جس کے پائیں میں ٹرناووس واقع ہے۔ یونانیوں کے قبضہ میں رہ گئی۔ ۲۱۔ اور ۲۲ کے درمیان ترکوں نے اسپر کئی دھاوے کئے۔ مگر بے سود۔ ۲۰۔ اور ۲۱۔ کو اسپر لگاتار آتشبازی ہوتی رہی۔ اسکا بھی کچھ اثر نہ ہوا پہاڑی کی طرفیں عمودی ہی نہ تھیں۔ یونانیوں نے اسپر خوب مستحکم مورچے بھی تیار کر لئے ہوئے تھے چنانچہ ترکوں کے ان فضول حملوں میں دوسو سے زیادہ شہید و مجروح ہوئے۔ کرتیری کو فتح کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہ تھی ترک اسے محصور کر کے بلا خرخشہ آگے بڑھ سکتے تھے کیونکہ گو وہ درہ سکوپیہ کے ناکہ پر واقع تھی۔ مگر ٹرناووس کے شاہراہ کی اس مقام سے کوئی حفاظت نہ ہو سکتی تھی۔ نہ وہ وہاں سے کسی طرح زد میں تھی۔ بالآخر یونانی اس موقعہ کو ۲۳ اپریل کی رات کو جس رات کہ وہ بے تحاشا وسراسیمہ وار لاریسا کو بھاگے تھے خالی کر گئے۔

یونانی فوج مقیمہ تھسلی

محاربہ کے شروع میں یونانی فوج مقیمہ تھسلی جو تعداد میں ساٹھ ہزار سے متجاوز تھی دو جیوش میں منقسم تھی۔ جنکے ہیڈ کوارٹر لاریسا اور تریکالہ میں تھے۔ جنرل مقریس اور ماورومیکالیس انکے کمانڈر تھے۔ یونانی گو تعداد میں ترکوں سے کم تھے۔ مگر ایک تو وہ پہاڑی سرحد کے اندرونی جانب پر تھے دوم انکے پاس ترکوں کی نسبت عمدہ وسائل نقل و حرکت و آمد و رفت موجود تھے۔ انکے ہمیشہ ہی قاعدۃ الجیش دولوسے دونوبر ہی قواعد الجیش تک ریلوے جاتی تھی۔ چنانچہ اگر یونانیوں میں اسقدر لیاقت یا شجاعت ہوتی کہ وہ ترکوں کے طویل او متفرق خطوط مدافعت کے کسی ایک موقعہ پر کل طاقت مجتمع کر کے پرزور حملہ کر دیتے تو اغلب وجوہ ترکوں کے حق میں اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوتا۔ مگر یونانی افسر نالائق محض تھے۔ اور یونانی جنرل سٹاف کی یہ حالت تھی کہ اسنے سبقدستی چھوڑ محافظت کے پہلو کیلئے بھی کوئی نقشہ یا پلیس تجویز نہ کی ہوئی تھی۔ بقول منشر بنٹ برلی جنرل مقریس کے زیر کمان بمقام لاریسا او اس سے شمالی علاقہ میں ۴۵ ہزار فوج تھی۔ نامہ نگار مذکور اس جنرل کی بہت تعریف کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ وہ خوش طبع ہوشیار اور مستقل مزاج افسر تھا۔ اسکی عمر ساٹھ سال سے متجاوز۔ اور قد لمبا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کے سپہ سالار اعلے ہونے پر وہ سٹاف کا افسر اعلے بنایا گیا۔ جنرل ماورومیکالیس بھی طویل القامت اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر رکھتا ہے۔ بقول مسٹر

ہرسے وہ انتظامی معاملات میں بڑا سخت گیر ہے۔ مگر عملی لیاقت حربیہ میں مقریں سے کم ہے۔

ولیعہد و جنرل سمولنسکی

مسٹر مذکور شاہزادہ قسطنطین کی کم لیاقتی کا ذکر کرکے یونانی کمانڈروں اور جنرل سٹاف کو سخت ملعون کرتا ہے کہ وہ لاریسا کو محفوظ و مورچہ بند یا اسکی سرکوں کی ناکہ بندی کرنے سے سخت مجرمانہ غفلت کے مرتکب ہوئے۔ ولیعہد پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُسنے کسی لڑائی میں عملی حصہ نہ لیا۔ مگر میرے خیال میں ایسا کرنا سپہ سالاری کے فرائض میں داخل نہیں۔ مسٹر برے جنرل سمولنسکی کی جو بویرین الاصل اور ۵۴ سال کا ہے بہت تعریف کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اُسنے صرف سات کمزور بٹالینوں سے ایک ہفتہ تک ایک لشکر ترکی ڈویژن کو درہ ریوینی میں داخل نہونے دیا۔ اور صرف اُسوقت اپنی جگہ سے ہٹا۔ جبکہ دوسری یونانی فوج ۲۳ اپریل کو دہشت زدہ و سراسیمہ ٹرناووس سے فرار ہوئی۔ جنرل مذکور کی قابلیت اور کامیابی کی نسبت میری غالباً رائے بھی یہی ہے

مسٹر برے کی رائے

مسٹر برے مراجعت کی ایک غلط حکم کے متعلق بھی جو ولیعہد نے ۱۹ اپریل کی دوپہر کو صادر کیا تھا عجیب داستان سناتے ہیں۔ بظاہر اُسپر مشکل اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ مگر یونانی افسروں بالخصوص ہیڈکوارٹری سٹاف سے ایسی عجیب و غریب حرکتیں سرزد ہوتی رہی تھیں کہ اگر یہ داستان بھی درست ہو تو کچھ عجب نہیں مسٹر موصوف کا بیان ہے کہ تین گھنٹوں کے ہی بعد اُس حکم کو منسوخ کرکے پھر آگے بڑھنے کا حکم نافذ کیا گیا مگر دریلوا فوج گرفسووالی کی پہاڑی کو چھوڑ چکی تھی۔ اور دوسرے دن ترکوں نے اُسے پھر فتح کرنے کی کوشش میں جنرل ماوروسیکالیس کے دو ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ مسٹر برے نے اپنی تحریروں میں دلیلر کے عوض موضع درہ لی لکھا ہے جو صریح غلط ہے۔ درہ لی موضع بابا کے قریب وادی ٹیمپ کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور دلیلر تالی سے تخمیناً تین میل بجانب شرق اور ٹرناووس سے نو میل بجانب شمال مشرق واقع ہے۔

۲۳ مئی کی شام کو ممدوح پاشا کی فوج کے دلیلر پر قابض ہونے سے ہی یونانی میمنہ شکست یاب ہوا تھا۔ اور لاریسا کی طرف مراجعت کرنا لازمی ہوگیا تھا۔ مراجعت یونانی فوج کو کمال تباہی سے بچانے کے لیے بیشک ضروری تھی۔ مگر اسکے اندھا دھند بھاگڑ میں مبتدل ہو جانے کی کوئی وجہ موجود نہ تھی۔

مسٹر موصوف جولائی ۱۸۹۷ء کے رسالہ فورٹ نائٹلی ریویو میں یونانی فوج کے نظام اور اسکے افسروں کے متعلق حسب ذیل رائے تحریر کرتے ہیں۔ "جنرل کریس نے اپنی ۳۵ ہزار فوج کو لاریسا اور ٹرناووس کے درمیان مقیم رکھا تھا تاکہ وہ اس غنیم پر جو ایک دوسرے سے میلوں دور دروں کے دہانوں پر مقیم تھا۔ حملہ کرنے کا کام نہایت آسانی سے لے سکتا تھا۔ یہی نہیں۔ وہ اس سے بھی زیادہ کر سکتا تھا۔ وہ ادہم پاشا کے الاسونا سے روانہ ہونے سے بہت پیشتر اپنی فوج وادی ٹیمپ میں سے گذار کر کوہ اولمپس کی شرقی ڈھالوں کے دامن دامن ترکی قلمرو میں داخل ہو سکتا اور یونانی بیڑہ کی مدد سے ترکوں کے بیسز پر موثر حملہ کر سکتا تھا۔ یونانی دریا بینی اسکے خروشاں دہانہ سے کو جا بجا چٹانوں اور درختوں سے

سے کہ لاریسا اور تھیسلی کے حصہ کثیر کی حفاظت کا عارضی انتظام کر سکتے تھے۔ اس راستے سے کمک پہنچ سکتی پر دریا کا پانی پھیل جاتا جو ترکوں کی پیشقدمی میں بہت کچھ حارج ہوتا۔ اگر پل توڑ دئے گئے ہوتے تو ترک دریا سے بآسانی عبور نہ کر سکتے۔ اسی طرح اور سڑکوں کے انتظام کئے جا سکتے اور کئے جانے چاہییں تھے مگر نہ کئے گئے۔ جنرل اور وپالیس بھی اپنی پوزیشن سے ترکوں پر جو ہوا سی سے کالا باکا تک دونوں پہاڑوں کی ترکی جانب پر مقیم تھے۔ جوابی حملہ کرتا تھا جو اُنہے نہ کیا۔ حالانکہ جتنا ترکوں سے لڑائی کا وہ مشتاق تھا۔ ایسا کوئی اور یونانی نہ تھا۔ یونانیوں میں لڑائی کیلئے جو جوش پھیلا ہوا تھا۔ اُسکی کیفیت پہلے ذکر ہو چکی ہے۔ مگر با ینہمہ اشتیاق محاربہ کیلئے جسے خود انہوں نے برپا کیا۔ ان جوانمردوں سے کوئی معقول تیاری نہ کی اور ایسے ملیا اس شہید ہار ہیں کو دے کہ اُنکے پاس نہ کوئی خبر رسانی کا صیغہ تھا۔ نہ نقشہ اور دوربینیں تھیں اور نہ سگنلنگ آئینوں پر انحصار تھا بیں ڈالکر مقررہ علامتوں کے ذریعہ باہم گفتگو کرنا) کے لئے کافی سامان تھا۔ اور افسر ایسے نالائق کہ اُن سے بدتر کبھی کسی فوج کو نصیب نہیں ہوئی۔ کل کاکیشی دسفید رنگ) اقوام میں سپاہی جہاں تک مجھے تجربہ ہوا تقریباً یکساں اوصاف رکھتے ہیں۔ فوجوں کی باہمی قدر و منزلت اور کارگزاری قابلیت میں جو کچھ فرق ہے۔ وہ صرف افسروں اور تربیت کی وجہ سے ہے۔ جس ملک کی فوج کے افسر اچھے اور تربیت عمدہ ہوئی۔ وہ قابل ہو گئی۔ اور جسکے ویسے نہ ہوئے وہ ویسے اور نالایق بنگئے۔ یونانی افسر تب تک ترکی گولوں اور گولیوں کی بوچھاڑ شروع نہ ہوتی تھی خوب جوانمردی دکھائی دیتے مگر اُسوقت ترکی تمام ہوجاتی اور فی الفور محفوظ جگہ جا چھپتے۔ بیشک بعض اُن میں ایسے بھی تھے جو اُسوقت ثابت قدم رہتے۔ اور بہادری سے اپنا فرض ادا کرتے۔ مگر ایسے بہت ہی تھوڑے تھے اور وہ بھی جب کوئی گولہ اُنکے قریب جاکر پھٹتا تو نہایت عجز و خلوص سے اپنے جسموں پر صلیب کا نشان بناتے اور اپنے خطرہ سے متردد سے معلوم ہوتے تھے

مسٹر ڈلن کی رائے

مسٹر ای جے ڈلن یونانیوں کا مشہور خیرخواہ اور دوست جولائی ۱۸۹۷ء کی کنٹیمپوریری ریویو میں یونانی فوج پر بالفاظ ذیل سخت لعن طعن کی ہے۔

”یونانی گورنمنٹ اچھی طرح سے جانتی تھی کہ یونانی فوج کو کارزار کے لئے مطلقاً کبھی تربیت نہیں ملی۔ اکثر اعلیٰ افسر ایسے اوصاف کی وجہ سے مقرر اور ترقی یاب ہوئے ہیں جو میدان کارزار اور کیمپ کی بجائے دربار، دل اور ایوانوں اور تھیٹری جلسوں کے زیادہ حسب حال ہیں۔ اور کہ چند شاذ مستثنیات کے علاوہ ایسے افسر شاذ ترقی کر سکتے ہیں اور نیز اُنکی کارگذاری کی توان سے قطعاً امید نہیں ہو سکتی۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ وقتاً فوقتاً تکمیل تعلیم کے لئے جو نوجوان افسر ممالک غیر کو بھیجے جاتے ہیں۔ وہ بلا استثناء سفارشی نہ تھے۔ جنکے زبردست اور بارسوخ دوست اور رشتہ دار یا ملک میں موجود ہوتے تھے اور ذاتی لیاقت یا دماغی و ذہنی یا جنگی اوصاف کی بجائے زیادہ تر ایسے ہی لوگوں کی سفارش پر بھیجے جاتے تھے اور بنا برایں وہ ممالک غیر کی تعلیم و اقامت سے کوئی فائدہ اُٹھانے کی قابلیت ہی نہ رکھتے تھے۔ وہ اس سے بھی بخوبی واقف تھے کہ یونان میں جنگی تدبیرات کا کوئی نام و نشان نہیں جانتا۔ اور کہ فوج کے کسی صیغہ کو بھی اُن فرائض کے ایک شمہ تک کا سرانجام

کر سکتا نہیں سکھایا گیا۔ جو اُسے بوقت جنگ یکبارگی بہت بڑے پیمانہ پر سر انجام دینے پڑ گئے۔ یونانی فوج کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ اُس میں نظام و اطاعت کا نام و نشان بھی نہ پایا جاتا تھا۔ جو وہ افسر بنکنے کے شائق اور امتیاز حاصل کرنیکے موقعہ ملنے کے خواہاں ہوتے۔ اُن سے اُنکے اعلے افسر بطور قاعدہ کلیہ بزمانہ امن کمال کج خلقی سے پیش آتے۔ اور یہ اعلے افسر بجائے خود ہر وقت اپنے اعلے افسروں پر نکتہ چینی ہی کرتے رہتے۔ بلکہ یہ یقین رکھتے کہ جو بدتر سے بدتر الزام بھی اُن پر لگائے جا رہے ہیں۔ وہ بالکل درست ہیں۔ ایسے یقین کا ماحول پر جیسا بُرا اثر پڑ سکتا اور پڑتا ہے اُسے بیان کرنیکی احتیاج نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ بری و بحری فوج کو ہمیشہ انتخابی مشین کا اہم جزو سمجھا جاتا رہا ہے۔ اور وزراے اسکے افسروں وغیرہ کی رایوں کی مدد سے اپنے اپنے فریق کو برسر حکومت رکھتے ہیں۔ قوم روپیہ ادا کرتی ہے۔ اور وزیر اعظم اُسکو خرچ کرنیکے لئے آدمی منتخب کرتا ہے اور پھر یہ بھی نہیں دیکھتا کہ وہ اُسے کس طرح خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس اصول پر چلتا ہے کہ خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ ان لوگوں میں سے بعض شاہی خاندان کی سفارشوں پر مقرر اور ترقی یاب ہوتے ہیں اور بعض راسخ اشخاص کی دھمکیوں یا درخواستوں پر قابلیت اور لیاقت کے لحاظ سے کہ اعلی اوصاف کے افسر فاتح ہو سکتا ہے بہت کم منتخب کئے جاتے ہیں

تمام سرحدی گھاٹیوں اور کوہی دروں پر ترکوں کے قابض ہو جانے سے لڑائی کا پہلا دور ختم ہوا۔

محاربہ کا دوسرا دور

محاربہ کا دوسرا دور ۱۸ اپریل سے شروع ہو کر ۴ مئی کو ختم ہوا۔ ماتی ولیلار کی لڑائیاں بتاریخ ۲۳ اپریل یونانی فوج کی بھاگڑ، مزاحمت ٹرناووس لاریسہ ترکالہ اور تمام شمالی تھسلی پر ترکوں کا قابض ہو جانا اس دور میں شامل ہے۔

معرکہ ماتی و ولیلار

۲۳ اپریل بروز جمعہ۔ ادہم پاشا صبح سات دن کے ساڑھے نو بجے درہ ملونا پہنچے۔ اور دو گھنٹے دیکھتے رہے اور کارروائیات مستقبلہ کی تجویز کرتے رہے۔ تمام نامہ نگاروں کو عام حکم مل چکا تھا کہ اُس دن کوئی تار نہیں بھیجا جا سکیگا جس سے اُنھوں نے قیاس کر لیا کہ آج کوئی اہم کارروائی ہونیوالی ہے اُنکا یہ قیاس درست ثابت ہوا تھوڑی دیر بعد اطلاع پہنچ گئی کہ انتہائی میسرہ پر حمدی پاشا ریپانی سے میدان تھسلی میں داخل ہونیوالا ہے اور انتہائی میمنہ پر خیری پاشا ۲۰ ریوی میں زرکوس یا ٹرناووس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

بارہ بجنے ۱۸ اپریل کو ممدوح پاشا تیسرا ڈویژن ایک مستقل بریگیڈ زیر کمان محمد پاشا اور کیولری ڈویژن لیکر درہ ملونا سے میدان میں اُتر گیا تھا۔ وہاں اُسنے چشمہ قرہ دیرہ سے چار میل بجانب غرب اپنی افواج کو صف آرا کیا اور ۲۱ و ۲۲ کو فریقین کے توپخانے بے اثر سے گولہ باری کرتے رہے حقی پاشا ۲۱ اپریل کو ایک بریگیڈ لیکر ڈسکاٹا سے ملونا پہنچ گیا۔ حیدر پاشا چوتھے ڈویژن سے درہ ملونا کی سڑک کو درست اور توپخانہ کے گذرنے کے قابل بناتا رہا۔ مستقل بریگیڈ انتہائی میسرہ پر تھا۔ وہ اُسی دن چھٹے ڈویژن زیر کمان حمدی پاشا سے ملحق ہو گیا۔

۱۱ بجے سے شروع ہو کر چار بجے تک شدت کے ساتھ گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں کے پاس چھ اور یونانیوں کے پاس پانچ بیٹریاں تھیں

ایسے دلچسپ نہیں۔ محلسرا۔ قدیم حرمسرا شاہی (دالکی سرائے)۔ توناق (گورنر کا محل)۔ جو بڑے چوک میں واقع ہے۔ بنک اور الہی پولی
یہ سب بڑے بڑے عالیشان مکانات ہیں۔ فرینچ طرز کے مطابق مربع شکل کے بڑے بڑے بنگلے بھی بیشمار ہیں جنمیں
سے بعض میں ترکی خاندان رہتے ہیں۔ تھیسلی کے زمین کے حصہ کثیر پر ابھی تک مسلمانوں کا ہی قبضہ و تصرف ہے۔ مسجدوں
کے علاوہ ابھی تک کئی مینار ایستادہ ہیں جو تھیسلی پر صدیوں تک ترکوں کا قبضہ رہنے کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان میناروں
سے جہاں کہیں وہ ہوں منظر کی دلفریبی میں جو اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ سیاحان مشرق سے پوشیدہ نہیں۔ اکثر مینار
یونانیوں نے گرادیئے ہیں جب سارے مینار کھڑے تھے۔ اسوقت شہر کی خوبصورتی ایسے بہت ہی بڑھی ہوئی تھی

لاریسا کی کیا حالت تھی

ہمنے لاریسا کو شہر خموشاں پایا۔ تمام مکان بلا مکین تھے۔ اکثر کے مالک انکو باحتیاط تمام مقفل کرگئے تھے اور دروازوں کے آگے کوئی نہ کوئی
روک رکھ گئے تھے۔ ان مکانوں کے کل دریچے بھی بند تھے۔ بعض کے دروازے ٹوٹے ہوئے تھے۔ اور اندر تمام اسباب
بکھرا ہوا نظر آرہا تھا۔ شمال مشرقی جانب کا محلہ بالکل تاراج اور منہدم پایا گیا۔ یہ کل یونانی قیدیوں اور بے قاعدہ سپاہیوں
کی کارروائی تھی۔ جن بدذاتوں نے یوم و شب گذشتہ اپنے ہمقوم مردوں اور عورتوں کو بھی ستانے اور بے حرمت
کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرکے جو کچھ ہاتھ لگا اُسے لوٹ لیا تھا۔ سٹیشن پر ہر قسم کا اسباب بکھرا پڑا تھا۔

۱؎ ترکی سپاہ کی خوش اطواری۔ فوجی برجستگی اور بے نظیر تیاری اور یونانیوں کی بداطواری کے متعلق "ٹائمز" ایسے متعصب اخبار
کے نامہ نگار کو بھی شروع اپریل میں حسب ذیل اعتراف کرنا پڑا۔
"ترکی مورچے نہایت مضبوط اور ناقابل فتح ہیں۔ فوج کا سامان پوشاک سب طرح سے مکمل ہے اور سپاہی نہایت تربیت یافتہ
اور فرمانبردار ہیں۔ انکو ہر روز قواعد کرائی جاتی ہے۔ وہ نہایت بشاش و خوش اور لڑائی کے بہت خواہشمند ہیں۔ کئی پلٹنوں نے
عہد کیا ہے کہ ہم تنخواہ نہیں لینگے۔ اور جب تک ضرورت ہو ملک و مذہب کی خدمت میں جنگ کرینگے۔ یونانی قصبہ آرٹا کے مقابل ۲ ہزار
ترکی فوج جمع ہے تمام سرحد پر ہراولوں کی چوکیاں منتشر۔ راہ گذاروں اور ناکوں کی حفاظت کیلئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر زبردست باتریاں
نصب کی گئی ہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مقدونیہ کے دہقان بغاوت کردینگے۔ وہ لوگ بالکل خاموش اور بڑی خوشی سے ترکی
افواج کی رسد رسانی میں مصروف ہیں۔ ترکی سپاہ بخوبی جانتی ہے کہ اگر اسے اجازت دیجائے تو وہ ۱۵ دن کے اندر یونانیوں کے
ایک ایک سپاہی کو تھیسلی سے باہر نکالدیگی۔ سرحد مقدونیہ و یونان پر کوئی بچے جمع نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایک لاکھ جرار و نبرد آزما اور
تجربہ کار بہادروں کا مجموعہ ہے۔ اکثر افسر نوجوان ترکی جماعت سے ہیں جو جانثاری میں دوسرے افسروں سے کم نہیں۔ ادہم پاشا
سپہ سالار گو فیلڈ مارشل کا اعلیٰ ترین فوجی عہدہ رکھتے ہیں ابھی عمر میں صرف ۵۲ برس کے ہیں۔ گذشتہ جنگ روم و روس
میں پلیونا کے محاصرہ کے زمانہ میں شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے ماتحت تھے وہ ایک پلٹن کے کرنیل اور پھر ایک
دستہ کے قائم مقام بریگیڈیر ہوگئے۔ اور بے نظیر شجاعت اور کمال استقلال و تحمل کی وجہ سے بڑے نامور ہوگئے۔ ترکی نظام

دہشت زدہ باشندے۔ شفیقہ کو جبکہ ہراساں وخوفزدہ سپاہ کا سیلاب شہر میں اُمنڈ آیا تھا ہزاروں کی تعداد میں وہاں جمع ہوگئے تھے۔ خود سٹیشن اور اُسکا متصلہ میدان بیشمار صندوقوں۔ تھیلوں۔ ٹوکریوں اور ہر قسم کے

تتمہ صفحہ سابقہ

رسد رسانی و فراہمی فوج ایسا معقول ہے کہ باوجودیکہ بذریعہ سمندر۔ و ریل و سڑک طویل مسافت طے کرنی پڑتی ہے ہمیں (۲۲ اپریل) صرف الاصونا میں ایک لاکھ سپاہیوں کے لئے پندرہ دن کی خوراک وساماں جمع ہوگئے ہیں عبدالکریم پاشا والی مناسطر اپنے صوبہ میں امن قائم رکھنے میں بڑی مستعدی دکھا رہے ہیں بمقام سوروچ اُنھوں نے کئی اہلکاروں کو فوجی رسد رسانی کے متعلق نامعقول سخت گیری کرنے پر قید کر دیا۔ اور اکثر قزاقوں کو گرفتار کر لیا ہے۔

" یونان میں یونانی ترکوں کو طرح طرح کی اذیتیں دے رہے ہیں۔ اور اُنکی بیحرمتی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے وہ لوگ ترکی ٹوپی کو دیکھکر ایسے جل بھن جاتے ہیں کہ کسی ترک راہ گزر کے سر پر اسے دیکھتے ہی اُسے فوراً اُتار کر پاؤں کے نیچے کچلنا شروع کر دیتے ہیں۔ اسکے برخلاف ترک اپنے علاقہ میں اپنی جبلی شرافت اور سچی تہذیب کا پورا ثبوت دے رہے ہیں یہاں کے فوجی صدر مقام الاصونا میں یونانی عیسائی بکثرت آباد ہیں۔ جنکے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ اور اُنکی عورتیں بلاخطر گلی کوچوں میں پھرتی ہیں۔ کوئی اُنکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا۔ حتی کہ وہاں خود یونانی قونصل تک ابھی موجود ہے اور یونانی جھنڈا اُس کے مکان پر لہرا رہا ہے اور ترک اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے"

کیا دنیا میں کوئی دوسری قوم ایسی عالی حوصلگی دکھا سکتی ہے۔ ترکوں کی یہ عالی ظرفی ملک کی یونانی رعایا تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ جیسا کہ ناظرین کو تاروں کے مطالعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ اُنھوں نے یونانی شہروں میں بحیثیت فاتح داخل ہونے پر بھی حیوانی مادہ کو اپنی طبعی انسانیت پر غالب نہیں ہونے دیا۔ مگر اس امر کا اُنکو کافی موقعہ بھی نہیں ملا کیونکہ ہمارے انکے انڈین اخبارات کے بہادر۔ رحمدل اور فرشتہ سیرت یونانی بمصداق چور کی داڑھی میں تنکا۔ اپنے مسلمان ہموطنوں پر جور و ستم کرنیکا خمیازہ بھگتنے کے خوف سے ترکی افواج قاہرہ کے تھسلی میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنے اپنے شہروں اور دیہات کو خالی کر کے جنوب کی طرف بھاگ گئے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر یہ بزدل مہکڑے ملک کو چھوڑ کر نہ بھی فرار ہوتے تو بھی اُنکو کوئی اذیت یا تکلیف نہ پہنچتی۔

ایک دوسرے انگریزی اخبار کا نامہ نگار ایلاسونا سے ترکی فوج کے چند دیدہ حالات ۲ اپریل کو اس طرح لکھتا ہے۔ "میں نے کاسہ برایسے جو ایلاسونا سے قریب ترین ریلوے سٹیشن ہے اُتر کر ۲۰ میل تک سڑک پر سفر کیا جو نہایت عمدہ حالت میں ہے سارا ضلع اچھی طرح مزروعہ ہے اور موسم کھلا برف بہت کچھ پگھل گئی ہے۔ صرف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر باقی ہے۔ راستہ میں میں نے یابوؤں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھیں جن سے ترکی فوج کی بار برداری کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ جانور نہایت سخت تعجب خیز طور پر جفاکش۔ بڑے بڑے بوجھ اُٹھا کر بعض اوقات چالیس چالیس میل ایک دن میں طے کر جاتے ہیں۔ پیدل سپاہ نے بھی اپنے آپ کو اس موقع پر ہر طرح قابل اور جفاکش ثابت کیا ہے کیونکہ ترکی جوان نہایت باقاعدہ کوچ کرتے ہوئے دو دن کا لگاتار سفر کے بندوقوں اور کارتوسوں کے گٹھوں سے لدے ہوئے مقام مقصود پر تازہ دم پہنچے ہیں۔ جس جس رستہ سے میں گذرا ہوا ہر ایک بدن نہایت تنومند اور پورا پورا سپاہی ہر جگہ ترکی نظر آتا تھا جو بہت زیادہ افغانی

پولنڈوں اور ٹرنکوں کے ملبہ سے پٹا ہوا تھا سب بخت شہری اپنا کل منقولہ اسباب ساتھ لیگئے تھے۔ مگر حکام سے بھرپور ٹرینوں میں اسباب ساتھ نہیں رکھنے دیا تھا۔ اور شہریوں کو سب سامان پیچھے چھوڑ جانا پڑا تھا جسے رہا شدہ قیدیوں اور بھگوڑے سپاہ کے نقطہ سے جو نیز شہر کی لوٹ میں شامل ہو گئے تھے۔ لوٹ لیا۔ بلکہ میں ایک بڑے ٹرنک پر مشہور (انگریز خاتون) مسٹر اور مسٹن چانٹ کا نام موٹے موٹے حرفوں میں نقش تھا۔ ایک انگریز نامہ نگار نے خاتون مذکور کی اس عجیب یادگار کا بمسرت تمام فوٹو اتار لیا

لاریسا میں ہر جگہ یونانیوں کی دہشت زدہ بھاگڑ کے آثار دکھائی دے رہے تھے۔ بدمعاشوں نے صرف مذکورہ صدر محلہ کو ہی لوٹ کر ازسرتا پا خالی نہیں کر دیا تھا۔ بلکہ دیگر محلوں کے اکثر مکان بھی لوٹ لئے تھے۔ بارکوں کا کچھ حصہ بھی جلا ہوا تھا۔ ڈاکٹر و خدام تک یونانی مجروحین کو ہسپتالوں میں لاوارث چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ترکوں کو دس قلعہ شکن توپیں صحیح سالم قلعہ سے پانچہزار سے زیادہ گراس رائفلیں اور سامان حرب کی کثیر مقدار غنیمت میں ملی۔

جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ادہم پاشا نے اپنی فوج کو یونانیوں کی تقلید اور پیروی سے روکنے کے لئے پورا پورا انتظام کیا۔ البتہ البا نویوں نے جو ہمیشہ سے شورہ پشت اور سرکش چلے آتے ہیں پہلی رات کسیقدر لوٹ کھسوٹ کرنیکی کوشش کی مگر میڈ کوارٹری سٹاف نے انکو فی الفور روک لیا۔ کئی ارذلوں کو بید کی سزا دیگئی اور دو کے لئے گولیوں سے مار دئے جانیکا حکم صادر کیا گیا۔ مگر اس نہایت ہی سنگین سزا کو بعد میں معاف کر دیا گیا۔ اسوقت لاریسا میں جس قدر یورپین موجود تھے۔ وہ بلا استثنا اس امر کی شہادت دینگے اور تصدیق کرینگے کہ مشیر اور اُن کے شافٹ نے نظام و امن قائم رکھنے کیلئے نہایت

۵ۓ یہ خاتون انگلستان سے یونانی مجروحین کی تیمار داری کے لئے یونان گئی تھی۔

بقیہ صفحہ سابقہ۔ سپاہیوں کی فاقہ کشی اور بے لباس موشی اُڑی تھیں وہ بالکل لغو اور سراسر جھوٹ ثابت ہوئیں۔ کیونکہ انکی وردیاں اعلیٰ درجہ کی مکمل تھیں اور رسد کا سامان بے نقص اور مکلف۔ سب سے بڑھکر تعجب ناک سپاہیوں کا پرلے درجہ کا جوش اور سرگرمی تھی بجائے اسکے کہ لوگ مضطرب، آزردہ یا لاپرواہ ہوتے۔ لڑائی کے واسطے پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ دیہات اور ملکی خدمات پر مامور لوگوں کی بیتابیاں عرضیاں دن بدن چلی آ رہی ہیں۔ بدیں درخواست کہ ہمکو بطور والنیٹروں کے فوج کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت ملے ایک چھوٹے سے گاؤں کے پاس سے میرا گذر ہوا جہاں پچاس تنومند جوانوں نے سلطانوں کے ساتھ شامل ہونے کے واسطے درخواست کی۔ کرا دیرا اور ایلاسونا کے درمیان سرنجی سے آدھے راستہ پر میں گورنر کے ساتھ کھانا کھانے کے واسطے ٹھہرا۔ یہاں ایک وسیع ہسپتال تیار ہو رہا تھا۔ یہاں کوئی ایک کرپے تھے جن میں سامان گولہ بارود کے موجود تھیں۔ یہاں پہنچکر میں فوجی صدر مقام میں لیجایا گیا۔ جہاں ادہم پاشا کمانڈر انچیف غایت درجہ کی خوش خلقی سے میرے ساتھ پیش آئے۔ پیاس سمج میں ایک چھوٹے سے مکان میں مقیم ہیں۔ داڑھی رکھتے ہیں۔ میانہ قد۔ اور عمر کوئی ۵۵ برس کی ہوگی۔ چہرہ سے متانت بہر غائر خوض نمایاں اور سیدوری آنکھوں سے فہم و فراست ٹپک رہی ہے۔ تھوڑی تھوڑی فرانسیسی بول لیتے ہیں۔ اور اپنا مطلب اچھی طرح ظاہر کر سکتے ہیں

قابل تعریف اور بیجد کوشش کی ہیں اس امر کی حلفاً شہادت دیسکتا ہوں۔ کہ جبتک میں تھسلی میں رہا۔ ترکی فوج ہرزم کی تاخت وتاراج سے قطعاً محترز رہی۔ اور رعایا پر خفیف سا تشدد بھی نکیا گیا۔ اکثر علاقوں میں مثلاً جھیل فرلہ کے کناروں پر کثرت با رونق دیہات موجود تھے جو ہر قسم کے مویشی۔ بھیڑ بکری۔ اور مرغیوں وغیرہ سے بھرے ہوئے تھے پچھلے دنوں میں ترکی سپاہیوں کو رسد کیطرف سے بہت دقت رہی۔ اور انہیں بہت کم غذا دستیاب ہوتی رہی۔ مگر حالانکہ اُنکی آنکھوں کے سامنے یہ دیہات اور اذوقہ موجود تھی۔ اُن میں سے ایک شخص نے بھی کبھی رعایا کی کسی چھوٹی سی چیز تک کو ہاتھ نہ لگایا

ولیعہد یونان

شاہزادہ ولیعہد بہادر کی نسبت ہمنے لاریسا میں عجیب وغریب داستانیں سنی ہیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ اُسے بہت برا مشورہ ملا۔ میرے خیال میں غالباً خود شہزادہ ہی شتابکارانہ اور احمقانہ مراجعت کا اس قدر ذمہ وار نہیں جس قدر کہ اُسکا کوئی منظور نظر تیز وطرار یا ور۔ مگر ساتھ ہی اس امر کو بھی فراموش کرنا نہ چاہیے کہ ہزیمت فاش اور متوحشانہ بھاگڑ کے وقت تمام نظام وانتظام اور ادب واحترام مفقود ہو جاتا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ یونانی سپاہیوں میں کئی سرباختہ اور ناراض آدمی موجود تھے۔ یونانیوں کا بھی فرانسیسوں کیطرح یہ قاعدہ اور خاصہ ہے۔ کہ خواہ اُنہیں اپنی ذاتی بزدلی اور نالایقی کی بدولت شکست ملی ہو۔ وہ کل الزام افسروں پر تھوپتے ہیں۔ اور یہ پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ "ہمیں ان لوگوں نے برباد کیا"۔ الغرض خود سری اور واجب یا ناواجب خفگی یہانتک بڑھ گئی تھی۔ کہ بقول مسٹر پرے کئی سپاہیوں نے ولیعہد اور اُسکے سٹاف کی طرف بندوقیں سیدھی کر دیں۔ اور کسی قدر امن وانتظام قائم ہونے تک بھگوڑے سپاہیوں کے کینہ جو کے غیظ وغضب سے تاج وتخت یونان کے ولیعہد اور سپہ سالار کو بچانا ضروری ہوگیا۔ اور اس ضرورت کی وجہ سے ولیعہد بتاریخ ۲۴ اپریل اپنی فوج کو چھوڑ کر چپت ہوگیا۔ گو یہ ضرورت ایسی نہ تھی کہ اس نامردانہ کارروائی کے لئے وجہ ہوسکے۔

شنبہ کو علی الصبح جو ٹرین سب سے پہلے سٹیشن سے چھوٹی۔ اُس پر شہزادہ اور اُسکا سٹاف سوار ہوگیا۔ اور بدنصیب شہری جنسے تمام گاڑیاں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں باہر نکالدیے گئے۔ فقط شہزادہ اور سٹاف ہی اس ٹرین پر سوار نہ ہوئے بلکہ اُنکے گھوڑے بھی اس ٹرین پر سوار کرا دیے گئے۔ اور کل جماعت براہ ولسیتنو فرسالہ کو روانہ ہوگئی جو ریل کے راستہ لاریسا سے پچاس میل سے زیادہ ہے۔ مگر خشکی کی سڑک کے راستہ جو بالکل سیدھی جاتی ہے اور نہایت عمدہ حالت میں تھی۔ صرف ۲۴ میل ہے جس مسافت کو گھوڑوں پر بآسانی تمام چار گھنٹوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔ فوج کے خوف وہراس کو کم اور بھگوڑوں کو پھر مرتب کرنے کی کچھ کوشش کرنا۔ شاہزادہ بہادر کے فرض منصبی میں ہی داخل نہ تھا۔ بلکہ اُسکے مرتبہ اور شان کا بھی یہی اقتضا تھا۔ اگر اُس سے یہ نہ ہو سکا تھا تو کم از کم اتنا تو کرتے کہ وہ اور اُسکا سٹاف سڑک سڑک بھگوڑوں کے ہمراہ فرسالہ کو جاتا۔ جہاں بعد میں ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ شاہزادہ کے مشیروں نے یونانی سپاہیوں کی خفگی۔ سرباختگی اور بےحواسی دیکھکر اُسے

ایسا کرنے کا مشورہ دیا اور بحالات موجودہ یہ مشورہ عین دانائی پر مبنی تھا۔ مگر اُسے بہادرانہ کوئی نہیں کہیگا۔ یونانیوں کی نالائقی اور بدذاتی میں مطلقًا کلام نہیں۔ ایا پیرس کی ہزیمتوں کے بعد قوم و سپاہ نے کرنل مانوس سے جو وحشیانہ سلوک کیا اُسکے سلسلہ اسی واقعہ اور دیگر معاملات حرب کے متعلق ایک نامہ نگار نے اپنے خیالات حسب ذیل ظاہر کئے تھے۔

ترکی جنرلوں کے مقابلہ میں یونانی جنرلوں کی ناقابلیت } "میں پچھلے خط میں تحریر کرچکا ہوں کہ میدان جنگ سے نہ معلوم کیسی خبریں آئیں گی بڑی امید ہے سوا ایسا ہی ہوا ہے کیونکہ جسوقت میں خط روانہ کرچکا۔ اُسکے تھوڑی ہی دیر بعد بیشتر اخباروں میں بڑے بڑے موٹے حروف میں ادہم پاشا کی واپسی! چھپا ہوا دیکھا۔ چونکہ تمام نامہ نگار کو جو کہ ترکی فوج کے ہمراہ ہیں ادہم پاشا کی قابلیت حسن تدبیر کی تعریف میں ایک ساتھ رطب اللسان ہیں۔ اسلیئے انکے اچانک واپس بلائے جانے سے اسکے سوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ترک تباہ کرنے کے لیئے بڑھ رہے تھے واپس کرنے کی دیوانگی ایسے وقت میں جبکہ فتح و شکست میں شک ہوا اور پھر ایسے جرنیل کو واپس طلب کرنا جس نے اپنی فوج کے ذریعہ سے تمام معترضین سے تعریف لی ہو کسی بڑی مصیبت کے آثار معلوم دیتے ہیں۔ یورپ کا مرد بیمار جو اپنی اس آخری کوشش میں اپنی زائل شدہ طاقت کو حاصل کرنا چاہتا ہے پھر ایک دفعہ سلطانی محل کی بدکرداری اور سازش سے اپنی سعی میں ناکام رہیگا ادہم پاشا کی جگہ پلیونا کے بہادر غازی عثمان پاشا کی تقرری نے عین طوفان میں گھوڑے نہ موڑ لینے کے خوفناک خطرہ کو کم نہیں کیا۔ تاہم مشیران سلطنت نے قسطنطنیہ میں ادہم پاشا کے تنزل کا بیڑا اُٹھا لیا ہوا تھا جس توقف کی وجہ سے ادہم پاشا کے دشمنوں نے اسے ناقابلیت اور بزدلی کا الزام لگایا تھا۔ وہ صرف اسلیئے تھا کہ یہ زبردست آدمی ترکی فوج کی قوت کو ایک مرکز میں لاکر اپنے دشمن پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ ادہم پاشا کو طلبی کا پیغام پہنچا لیکن وہ پیغام فتح کی خوشخبری سنکر منسوخ کردیا گیا جس وقت اس کام کا انتظام مکمل ہوگیا تو یونانیوں کو جو چوکیوں کی فتح کو بڑی رنگین عبارتوں میں تحریر کررہے تھے معلوم ہوگیا کہ جنگ ایک سائنٹیفک اصول پر بنایا گیا ہے۔ انکے جرنیل ترکی فوج کے جرنیل کے مقابلہ میں ہیچ۔ اور انکی فوج ترکی کے سامنے ناکارہ جیسا کہ وہ درہ ملونا پہ توپوں کے گولوں سے تباہ ہوکے بھاگے ویسا ہی وہ میدان ٹرناؤس سے پیٹھ دکھا گئے۔ وہ لاریسا کی حفاظت نہ کرسکے اور اس بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے کہ انہیں سرا و پاؤں کی خبر نہ رہی اور تھسلی کے زرخیز علاقہ پر ادہم پاشا قابض ہوگیا۔ اس بے سروسامانی اور پراگندگی نے رہا سہا کام بھی بگاڑ دیا۔ درہ رونی میں جس طرح یونانیوں کی فوج میسرہ نے ترکوں کی فوج کو روکے رکھا۔ اگر ان کا قلب بھی اسیطرح ادہم پاشا کے قلب کا مقابلہ کرتا رہتا جو پہاڑ کے سانپ جیسے درون دیوار میں پیچ کھائے ہوئے تھا تو اُسکا واقعات جنگ پر بڑا ضروری اثر پڑتا۔ اگر یونانی اُس درہ میں ادہم پاشا سے لڑتے اور اس درہ کی سلسلہ رسل و رسائل کو جسکا بیڈ کوارٹر الاسونا ہے توڑ دیتے تو ادہم پاشا کی حالت بہت ہی نازک ہوجاتی نہیں۔ اگر وہ صرف اڑے ہی رہتے تو اس صورت میں بھی اسکا سلسلہ رسل و رسائل کبھی خطرہ سے خالی نہ ہوتا۔ لیکن جب یونانی فوج کا قلب پیچھے ہٹا دیا گیا تو یونانی فوج میسرہ کے سلسلہ رسل و رسائل کو توڑ دینے کا خطرہ جاتا رہا۔ کرنل سمالنکی جو درہ رونی میں یونانی فوج کا کمانڈر تھا ایک بہادر اور ہنرمند جرنیل ثابت ہوا۔ سنے بھاگ جانے کے پہلے حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ ایک اور حکم ہوا جس کی سنے تعمیل کی اور اپنی فوج کو

بخوبی ثابت ہو رہا ہے کہ یونانیوں کی بدمعاشانہ سیہ کاری اور خیانت کیا کچھ کر سکتی ہے - انگریز و دیگر تمام اقوام کے اجنبی نامہ نگاروں اور نیز اطالین و انگریز مجاہدین کی متفقہ شہادت سے ثابت ہو رہا ہے کہ یونانی ہزیمت یابی پر بالخصوص سخت بزدل مجنون ظالم اور مقتول ہو جاتے ہیں

بقیہ صفحہ گذشتہ) باقاعدہ واپس یونانی فوج میسرہ کی مدد کے لئے آ حاضر ہوا -

"قنزل" دلیعہد کونسل - گورنمنٹ - ایتھنز - یونانی افسر - باقاعدہ یا بے قاعدہ فوج والنٹیر انہیں سے کوئی ایک یونانی فوج کے لاریسا سے بھاگ جانیکا ذمہ دار ہو تاہم یہ ایک نہایت ہی شرمناک اور افسوسناک واقعہ تھا جس سے تاریخ یونان کے صفحے ہمیشہ کیلئے سیاہ رہینگے - اس بھاگ جانے کو یا شکست کو مراجعت کے لفظ سے پکارنا اسے ایک ایسے نام سے نامزد کرنا ہے جس سے اسکا کچھ تعلق نہیں - تمام دنیا کی فوجوں نے کسی موقعہ پر اس اندھی اور دیوانہ گھبراہٹ کی تکلیف اٹھائی ہو - جنگ فرانس و پرشیا میں ایک موقعہ پر جرمن فوج اس گھبراہٹ سے بھاگ اٹھی کہ اسنے دیکھے منہ اڑا کے جانا قبول کیا لیکن مقابلے کیلئے اپنے قدم نہ جمائے - نیز انگریزی افواج میں بھی کئی بار ایسی ہل چل پڑ چکی ہے - ایک کارسپانڈنٹ جو ان پناہ گزینوں اور انکے حیوانوں میں جنکو سوڈانی عرب لوگ جب چاہتے کوچے نکالتے اور جا بجا مارتے ہوئے جوپایوں کی طرح ہانکتے ہوئے انگریزی جنرل میک نیل کے ضریبہ سے سواکم کی طرف لے جا رہے تھے شامل تھا - بیان کرتا ہے کہ ان کی حالت ایسی متوحش اور سہمی ہوئی تھی جیسی کہ ان باقاعدہ اور بیقاعدہ فوج - والنٹیر ، کام لگی - مرد عورت اور بچوں کی تھی - جبکہ وہ ایک دوسرے پر گرتے اور گرے ہوئے کو پاؤں سے روندتے - گروہ در گروہ لاریسا سے فرسالہ کی طرف بے سر و سامانی سے بدحواس ہو کر بھاگ رہے تھے - اور طرفہ یہ ہے کہ نہ ہی تو کوئی دشمن انکا تعاقب کر رہا تھا اور نہ ہی کوئی دشمن سپاہی کسی کی نظر میں پڑتا تھا - ترکوں کے خون کی پیاسی یونانی فوج جنہوں نے سلاطین یورپ کی نصائح کی کچھ پرواہ نہ کی تھی - لاریسا میں سر کے بل گری - یہ اپنی سب سے مضبوط مورچوں کی حفاظت نہ کر سکی - اور ترکوں کے مقابلہ سے صرف اسلئے خوف زدہ ہوگئی کہ چند ادمیوں نے رات کے وقت باواز بلند یہ کہنا شروع کر دیا تھا "ترک آ پہنچے ہیں آ لیا" یہ امر ہے جو مراجعت کے نام سے پکارا جاتا ہے -

"اس جنگ روم و یونان کی ایک بڑی بھاری خصوصیت یہ ہے کہ لڑائی کے حالات قریبًا مفقود الخبر ہیں جس وقت واقعی جنگ ہو رہی تھی - اس وقت فوج جانبین میں کوئی نامہ نگار موجود نہیں تھا - گو پہاڑی ٹٹوؤں پر سوار ہو کر دروں کے مشکل گزار رستوں پر چڑھنے کے نقشے محب وطن دہقانوں کے جنگی جوش کے بیشمار بیانات اور طرفین سے زخمیوں اور قیدیوں کے ساتھ طرز سلوک کی بحیثیت تفصیلیں شائع کی جا چکی ہیں - مگر جہانتک جنگ کے حالات جو ہمیں تاروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں - وہ صرف سرکاری رپورٹوں اور خطوں سے اخذ کر کے مرتب اخبار کئے جاتے ہیں - جنگ اکثر توپوں سے شروع اور سنگینوں کے حملے پر ختم ہوتا رہا ہے - اور عمومًا چند ہفتوں سے لیکر کی حالت میں معلوم نہیں ہوتا کہ نامہ نگار بوقت جنگ کسی طرف موجود ہوں - انہوں نے اپنے اپنے اخبار میں کوئی ایسا مضمون نہیں بھیجا جس سے وہ اپنا عندیہ خاطر خواہ ظاہر کر سکتے ہوں - ڈیلی نیوز نے جسے آرچی بلڈ فوربس کے زمانہ سے لیکر آج تک اس کام میں ملکہ ہے - شائد اوروں کی نسبت کچھ زیادہ لکھا ہو - گو رٹیو اور ٹائمز کے نامہ نگاروں نے جو لاریسا میں بال بال بچ گئے تھے - اس تعداد کی بہت خوفناک تصویر دی ہے تاہم اس مختصر سی لڑائی میں یونانیوں کی شکست اسقدر حیران کرنیوالی نہیں جس قدر جنگ کے نامہ نگاروں کی فراری - اسکا باعث غالبًا یہی ہو سکتا ہے کہ چونکہ جنگ سرحد پر بہت سے مقامات پر چھڑی ہوئی تھی - اور نامہ نگار اکثر اس مقام پر جاتے تھے جہاں کہ لڑائی کا زور ہو بقیہ

محبّان یونان کی حسرت و پرغضبی

جب لاریسا کی فتح کی خبر انگلستان میں موصول ہوئی تو محبّان یونان انگریزوں کے گھروں میں ماتم برپا ہو گیا۔ انکے دماغ مختل ہو گئے اور عجیب و غریب خبریں بکنے لگ گئے۔ بطور مثال ۲۷ اپریل ۱۸۹۷ء کی اخبار ڈیلی کرانیکل کے ایک لیڈنگ آرٹیکل کا کچھ اقتباس ناظرین کی دلچسپی کیلئے

ہندوستان کے اکثر اینگلو انڈین اخبارات کو حزن و اندوہ کا بھی اُسوقت کوئی حد و حساب نہ رہ گیا تھا۔ انکو بہادر یونانیوں سے جنکو سپیشنٹ کے پہلوان تصور کیا گیا تھا بڑی بڑی امیدیں تھیں۔ مگر جب ایک ہفتہ میں ہی یہ کل اُمیدیں خاک میں ملگئیں تو ولایتی اخبارات کیطرح وہ عجیب مضحکہ انگیز خبریں بکنے لگ گئے جس میں کچھ تو یونانیوں پر طیش ظاہر کیا جاتا اور کچھ پیچ و تاب کھا کھا کر کبھی ترکوں کو سمجھ دئے جاتے اور انہیں بلقانی عیسائی ریاستوں کے اتحاد کی دھمکیاں دیجاتیں۔ بطور نظیر اس موقعہ پر متذکرہ صدر اخبارات کے چند مضامین مع اُن ایڈیٹوریل ریمارکس کے جو خادم قوم و ملت وکیل امرتسر نے اُن پر تحریر کئے بجنسہ ذیل میں درج کردئے جاتے ہیں

یونان کی شکست۔ اور اسپرایٹ انگریزی اخبار کا نوحہ

جنگ روم و یونان کے چھڑنے سے پہلے ہی جیسا کہ ہم ترکوں کے مفصل اور سچے حالات ہدیہ ناظرین کر چکے تھے۔ اُن سے بخوبی واضح تھا کہ یونان ترکوں کے سامنے مطلق کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اور جو ایسی ہیئت اس شجاع قوم عثمانی کی ظاہر کی تھی اس سے بھی ثابت تھا کہ حضرت امیر المومنین اپنی طاقت سے بہت کچھ دبا کے رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اسی باعث انہوں نے متواتر یونان کی حمایت پر دول یورپ کو لکھا کہ اس کو سمجھا دو۔ مگر حمایتی کی گدھی نے عاقی کو لات مارنے کی جرأت کر ہی دی۔ اور باوجود اسکے کہ ترکوں نے دول یورپ کی درخواست پر اس شوریدہ سر قوم کی پہلی خطا معاف کر دی تھی اور اسوقت تک عام حملہ کا حکم نہ دیا جبتک کہ یونان کی باقاعدہ سپاہ باغیوں کے ساتھ ملکر ترکی کی سرحد عبور نہ کر آئی تھی۔ اور صرف اسی پر اکتفا کیا تھا کہ عثمانی جوانوں نے انکو ایک جنگل میں گھیر کر انکے ہتھیار چھین لئے اور انکو مار بھگایا تھا۔ مگر آخر کار ترکوں کو مجبوراً تو دہی اس نکمی سی بے حقیقت قوم کو سزا دینے کیواسطے جنبش کرنی پڑی۔ مگر وہ بھی اس طرح کہ جب یونانی اپنے سفاہت کے جوش سے اُبل کر سرحد عبور کر آئے تو ترکی سپاہ پہلے خود بخود پیچھے ہٹ آئی صرف اس غرض سے کہ دول یورپ کو بعد میں کوئی عذر نہ باقی رہے کہ پہل ترکوں کی طرف سے ہوئی تھی لیکن آخر کار وہی مثل ہوئی۔ "کمزور کا غصہ زیادہ مار کھانے کی نشانی" ترکوں کو حرکت کرنی پڑی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج ترک مقام دومکو کے قریب موجود ہیں جہاں سے ایتھنز دار السلطنت یونان صرف ستر میل کے قریب رہ گیا ہے۔

یورپین پریس اور نیز ایجنسیوں نے اس موقع پر بھی معمولی اور عادی طرفداری تعصب اور غلط بیانی سے کام لیا۔ مگر صداقت چھپی نہیں رہ سکتی۔ لاہور کا روزانہ سول ملٹری گزٹ بھی یونانیوں کی اس زک پر بہت کچھ جھنجھلایا اور کھسیانا ہو کر خود ہی یونانیوں پر لعن طعن کر رہا ہے۔ اور ان پر ہنسی اڑا رہا ہے۔ مگر در اصل یہ اس نے ایک مرثیہ لکھا ہے۔ جس میں برابر سخت درد دل اور قلق کے ساتھ ساتھ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور وہ کسی مقام کی طرف اسوقت تک کوچ نہ کرتے تھے۔ جبتک انہیں معلوم نہ ہو سکے کہ جنگ کا دلچسپ کرشمہ ہونیکا ہو، اور جونہی کہ ادہم پاشا نے کسیطرف دھاوا کیا وہ چپڑا ہوا یونانیوں کے قلب تک جا پہنچا اور لڑائی ختم ہو گئی۔ جو کچھ باقی رہ جاتا تھا وہ نامہ نگاروں کے حصے آتا تھا۔ یعنی ایک مقام ترنوو شکست کے خطرات بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے مقام پر جنگ کے ناقابل اندازہ مہیب آثاروں کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔

ناظرین معاف رکھیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ مسٹر جہ جسے تمام اچھے آدمی کمال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جو زن و بچہ صغیر و کبیر مرد و عورت سب کو یکسر قتل عام کرانیوالا ثابت ہوچکا ہے جس کی یہ ناگفتنی بدبختی روز روشن کی طرح ہویدا ہوچکی ہے۔ جو انسان [حاشیہ صفحہ سابقہ] اب ہم بحری لڑائی کو لیتے ہیں۔ اور ہمارے خیالات پر کیا ایک تغیر لاحق ہوجاتا ہے۔ یونانی بیڑہ نے سرحد کی ہر ایک حد پر ٹین کی سے کے بار اپنی طاقت جمع کردی اور اپنے حیطہ نرد میں یونانی ہر مقام پر کامیاب ہوتے رہے۔ ہم سنتے ہیں کہ ترکی بیڑہ اب تک ڈارڈ نیلز (دردانیال) میں کھڑا ہے۔ کیونکہ کپتان اسکو سمندر میں چلاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ اخبارہ میں بھی آغاز جنگ سے پہلے ہی ہم کہہ چکے ہیں کہ ترکی جہازوں کو گولڈن ہارن میں پچھلے ۱۱ برسوں سے کیڑے کھا رہے ہیں۔ مگر ہمکو یہ امید نہ تھی کہ یہ جہاز اس قدر ناقابل ثابت ہونگے۔ نتیجہ یہ کہ یونانی بیڑہ کی مطلق مزاحمت نہ ہوئی۔ اور مشرقی ساحل پاس بیڑہ نے جو سر بھرا کلام لکھ دانہ ہوا تھا۔ یا ما سو اور لتوجزی کے شہروں پر حملہ کیا۔ اور ترکوں کے انتظامات کسرپٹ کو برباد کردیا۔ اگر یونانیوں نے اپنی طاقت کا تمام ترحد سے بڑھکر اندازہ نہ کیا ہوتا تو اب تک نہ وہ صرف اسی قابل ہوگئے ہوتے کہ ترکی سلسلہ رسل و رسائل ہی کو منقطع کردیتے بلکہ اس قدر کافی فوج خشکی پر اتار دیتے جو ان کے عقب میں بہت ہیبتناک ثابت ہوتی۔ کسی بیڑہ کا بسلسلہ حد واقعہ ساحل بحر پر سے ایک فوج کے ساتھ متحد ہوکر کام کرنا حملہ کرنے کا ایک نہایت ہی خوفناک طریق ہے جس کا تصور میں آنا ممکن ہوسکتا ہے بلکہ یہ ترکوں کی برتری بدرجہا تم اس سے بڑھکر کسی اور ذریعہ سے ثابت نہیں ہوسکتی کہ وہ نہایت جرأت سے اتنی گنجایش دیکھ سکتے تھے کہ انہوں نے اپنا سلسلہ رسل و رسائل تمامتر غنیم کے بیڑہ کی زد میں کھلا چھوڑ دیا۔ اور ادہر خشکی پر یونانی فوج کا یہ حشر ہوا کہ جب ترکوں نے رخ کیا۔ اس کے پیر اکھڑ گئے۔ اور حواس باختہ ہوگئی۔ یہ بھی اغلب تھا کہ ایک ایسی فوج کو جس کے انتظامات کسرپٹ ایسے خفیف ہوں جیسی کہ ترکی فوج کے اور جس کا گذارہ اس لوٹ مار پر ہو جو اس کے سامنے آجائے بلکہ کسرپٹ کے تباہ ہونے سے بھی چنداں دقت نہیں لاحق ہوسکتی۔

اب ہم مغربی ساحل کی طرف پھرتے ہیں اور ادہر بھی یونانیوں کا طریق جنگ اسی طرح دیکھتے ہیں۔ یونانی فوج نے ترکی قلعہ پر دیبا کر خاموش کردیا۔ اور سمندر کے کنارے کنارے جزیرہ کارفو کے مقابل بڑھی اور یونانی خشکی کی فوج کے ایک پہلو کی پشت پناہی جو جنیا کی طرف بڑھ رہی تھی۔ مگر یہاں پھر ثابت ہوا کہ ترکی سپاہ کا دل و گردہ تمام مجموعہ استادی فن جنگ سے برتر واقع ہے۔ یونانیوں کا نہایت شجاعت سے مقابلہ کیا گیا۔ اور ابھی آدھا سفر ہی طے کیا تھا کہ انہوں نے شکست فاش کھائی۔ اس طرح صاف ظاہر ہے کہ اپنے بیڑہ کی مدد سے یونانیوں کو سرحد کے ہر ایک کنارہ پر بلحاظ فن جنگ کے فائدہ رہا ہے۔ مگر اس فائدہ سے ترکوں کی جنگی قوت کی برتری کے مقابلہ میں کچھ ہاتھ آیا۔ بیارے مشفق ریوٹر کبھی موقعوں پر ہمکو بتا چکے ہیں کہ ترک بلحاظ توپ خانہ۔ رسالہ اور تعداد کے یونانیوں سے بدرجہا بڑھکر ہیں مگر یونانیوں کو ہر طرح معذور رکھنے کی تمام خواہش کو مد نظر رکھکر بھی اس میں کچھ کلام نہیں کہ ساٹھ ہزار فوج سے جو خود اپنے ہی پہاڑوں اور پہاڑی قلعوں اور کمینگاہوں میں جمع ہو اور جس کے پہلو پر ایک خوفناک بیڑہ ہو جس کے سامنے غنیم کا عقب تمام تر اس بیڑہ سے اس سرے تک زد میں کھلا ہوا ہو یہ توقع ہونی چاہیئے کہ وہ اچھی طرح لڑتی نہ یہ کہ سیدھی گھر کو بھاگتی۔

اگر یونانیوں نے ذرا خفیف سا بھی کچھ عرصہ تک مقابلہ کیا ہوتا تو یہ لعنتیا بلقان میں شورش فساد کے آثار صاف کالا تھے۔ اور مرطبی

اور قطعی فیصلہ کن تجاویز و تدابیر کے سوچنے میں مصروف بتایا جاتا ہے۔ یہ شخص فرحاں و خنداں اپنی ڈکیتیوں اور ریشہ دوانیوں کو
ایک چھوٹی سی عیسائی قوم کو پامال و معدوم کرنیکے لئے لگاتار بھیج رہا ہے اور ڈو طاقتور عیسائی بادشاہ ایک طرح سے غلامانہ
(بقیہ صفحہ گذشتہ) گو سول نے دیگر اقوام کو غیرت اور جوش دلانے کے لئے کی ہیں لیکن اس اندھے متعصب کو یہ نہ سوجھا کہ جس وقت اُن
خلیفۃ المسلمین کے حکم پر چلنے والے بندے اس بھید سے (جس سے وہ قریبًا پہلے ہی آگاہ ہیں) واقف ہوجائیں گے تو وہ اپنی
تقویت اور دین متین کی حفاظت کے لئے کیا کیا کچھ نہ کرینگے لیکن جب اُلٹے دن آتے ہیں ایسی ہی افتاد ہو ہی جایا کرتی ہیں بقول
حضرت داغ ؎ تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی ؎ بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی ؎۔ دیگر آپ نے جہاد کا راگ الاپنا شروع
کردیا ہے۔ لیکن ہم بڑے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ریاستیں جنکا نام لیکر لفظ جہاد وہ اپنی قلم سے نکال رہا ہے اور بیان کرتا
ہے کہ وہ محض کسی پولیسی کی وجہ سے اس سچی جہاد میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس بے تعلقی کا اندازہ حضور نے غلط قیاس کیا ہے
وہ ریاستیں جانتی ہیں کہ پرانے جہادوں کے کیا نتایج ہوئے تھے اور کس طرح اُنکے رچرڈ شیر دل بادشاہ انگلستان جو کل دول یورپ
کی فوجیں جمع کرکے بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھڑا لینے کے لئے صلاح الدین پر حملہ آور ہوا تھا صلاح الدین کی فوج
ظفر موج کے سامنے لومڑی کی طرح دم دبا بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔

ہم سول سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ آیندہ جہاد کے مسئلہ کو نہ چھیڑیں۔ غالبًا آپ کو یہ تو معلوم ہی گیا ہوگا کہ ۳۱ لاکھ
بدوؤں نے جہاد کیلئے حضرت سلطان المعظم امیر المؤمنین و خلیفۃ المسلمین سے درخواست کی ہے اور نیز ایران کی ۱۹ ہزار فوج خادم الحرمین
الشریفین کی خدمت کیلئے سرحد آرمینیا پر منتظر احکام کھڑی ہے۔ کہیں ایسا نہو کہ دول نصاریٰ کو لینے کے دینے نہ پڑجائیں اور بجائے نازنین
لیڈیاں ہارپ (سارنگی) کی تاریں خوشی کی راگ بجانے کی بجائے اپنے سروں کے بالوں کی تاریں بنائیں اور جیسا کہ بلوؤں کی شکست
سے تمام سکاٹ لینڈ ماتم کدہ ہورہا تھا تمام یورپ ان پری پیکر لیڈیوں کے بینوں اور نوحوں سے مرثیہ خانہ بنجائے۔

ہم اپنے معزز ہمعصر سے التجا کرتے ہیں کہ اُن کی یہ آہ و زاری اور شیون بکا کبھی کام نہ آئیں گے۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ بجائے
ایسے مضامین شایع کرنے کی اس معاملہ کے سلجھانے کی تدابیر پبلک کے سامنے پیش کریں۔ چونکہ دوسرے شخص کا مافی الضمیر خود اسی
طرز کلام سے ادا ہوسکتا ہے لہذا ہم سول کا ترجمہ بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

"غنایم فتح" ۔۔ ڈوموکوس سے (یونانی افواج کا) مراجعت کرنا اور سلطان کا [illegible] کردینا ۔ ہفتہ جنگ کا اختتام خیال
کیا جاسکتا ہے۔ اگر تمام طاقتیں بالاتفاق کارروائی کریں تو اب صرف غنیمت کی تقسیم باقی ہے۔ اگر کوئی واقعہ جنگ کو اسکی موجودہ حد
سے بڑھانیوالا پیش نہ آگیا تو غالبًا یہ کارنامہ تاریخ ہفتہ جنگ کے نام سے یاد کیا جاویگا۔ کیونکہ جیسا کہ ہمنے لاریسا سے اچانک مراجعت
کے وقت لکھا تھا۔ یونان کی ہزیمت علانیتہ ہوگئی تھی اور ترکوں کی فضیلت تسلیم ہوچکی تھی اور جو کچھ کہ اس کے بعد واقع ہوا محض
تباہی کا نتیجہ رہا ہوا تھا۔ اب دو ختم جنگ کے [illegible] میں کوئی چیز سوا ترکوں کے اعلیٰ تدبر کے معلوم نہیں ہوتی جو خانہ برباد یونانیوں کی
غلط [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] سلامتی کا کوئی [illegible] میں [illegible] ترکوں کی [illegible] کا ایک [illegible] دوسری [illegible] کی فوج

اُسکی امداد کر رہی ہیں بلکہ اُن میں سے ایک نے تو اپنے افسر اولین صف جنگ میں لڑنے کے لیے بھیج رکھے ہیں۔ ہندا کی شان اور نیرنگی قسمت سے آج یہ صورت پیش نظر ہے جسپر کوئی عیسائی مشکل سے اعتبار کر سکتا ہے۔ مسلم وحشی چھیدیوں کی بہادرانہ مساعی اور جد و جہد سے

بقیہ صفحہ گذشتہ کا کثیر التعداد ہوتا ہے سلطنت عثمانیہ ایک لاکھ ستر ہزار یونانی فوج کے مقابلے میں جسمیں کل قابل جنگ آدمی شامل ہیں سات لاکھ فوج میدان جنگ میں لا سکتی ہے۔ البتہ ترکی تھسلی کی دور دراز سرحد پر اپنی تمام فوج اکٹھی نہیں کر سکتی تاہم یہ ظاہر ہے کہ اس جگہ یہ فوج یقیناً یونانیوں سے بہت زیادہ ہے یعنی اسی ہزار کے مقابلے میں دو لاکھ یعنی ایک کے مقابلے میں دو سے زیادہ۔ ادہم پاشا نے اپنی اس زیادتی کو ہر موقع پر پورے پورے طور سے استعمال کیا ہے۔ بار بار درہ ملوناٹربنو۔ لاریسا۔ ولیسٹرینو۔ فرسالہ۔ اور آخرش ڈوموکوس پر فوج کو اس طرح پر پھیلا دینے سے کہ یونانی فوج اس میں گھر جائے اور اُن کا عقب خوف زدہ ہو جائے کی حکمت پر عملدرآمد کیا ہے اور ہر ایک موقع پر صرف خوف ہی کافی ہوتا رہا ہے۔

اب ذرا واقعہ کے یونانی پہلو پر چلیے۔ ظاہر ہے کہ محض ایک جھوٹ ہونے کے باوجود بھی اُنھوں نے پیشتر اسکے کہ وہ لڑائی کرتے ضرور اس فوج کے اندازہ کا مقابلہ کرنے کے لئے قطعی خیال کر لیا ہوگا۔ انکا طریقہ دیوانگی یا احاطہ تجسس سے بہت دور نہیں ہے ترک سرحد تھسلی پر اپنے موروثی دشمنوں سے جو کسی وقت یونان کی طرح ترکوں کے غلام اور انکی رعایا تھے۔ اور اب یونانیوں ہی کی طرح اُن کی ہر ایک مشکلات سے فائدہ اُٹھانے اور گذشتہ مظالم کا بدلہ لینے اور اپنے ذہن نشین فواید کے حاصل کرنے کے لیے مشتاق رہتے ہیں گھرے ہوئے ہیں۔ سرویا۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو بھی ترکی پر حملہ کرنے کے وہی بواعث رکھتے ہیں جو یونانی رکھتے تھے۔ ہر ایک جگہ اپنی حدود کے پرے یونانی اپنے ہزارہا ہم مذہب اور ہم ملک آدمیوں کو دیکھتے تھے کہ ایک اجنبی کافرانہ ظالم گورنمنٹ کا جوا پھینکنے کیلئے بڑی بیصبری سے تملا رہے ہیں اور اُن کا ایک ہی وقت اس مقدس جہاد میں شریک ہونا اس امر پر محمول ہے کہ قومی رہنما کو اُنکے سرداروں اور وزراء کی ڈپلومیٹک دور اندیشی نے روک رکھا ہے کیونکہ اپنے مربیوں کے باقاعدہ احکام کے جو یورپ کے بادشاہوں ہی میں فرماں پذیر ہیں سرویا جرمنی کے احکام کا پابند ہے۔ بلگیریا اور مانٹی نیگرو روس کے۔ اور سرویا روس اور آسٹریا کی سرپرستی میں ہے۔ لیکن آغاز جنگ کے وقت یونانی یہ امید کرنے کے ہر طرح سے حقدار تھے کہ لوگوں کے جذبات اور سچے دین کا جوش اور صدیوں کی موروثی نفرت بادشاہوں کی ڈپلومیسی یا دور اندیشی کے مقابلہ میں بہت زبردست ثابت ہوگی۔ اگر ریاستہائے بلقان ایک ہی وقت اپنی قسمت یونان کے ساتھ وابستہ کر دیتیں تو جنگ کسی اور ہی صورت میں واقع ہوتا۔

سرویا کی فوج بوقت امن … ہزار ہے اور ضرورت کے وقت … ہزار باقاعدہ فوج میدان میں لا سکتا ہے۔ بلگیریا کی فوج بحالت امن ۴۰۰۰۰ اور جنگ کے وقت ۱۲۰۰۰۰ ہو سکتی ہے۔ سرویا بھی اسی طرح ۲۰۰۰۰ اور ۱۰۰۰۰۰ فوج تیار کر سکتا ہے۔ مانٹی نیگرو کے پاس جو ریاستہائے بلقان میں سب سے چھوٹی ریاست ہے کوئی باقاعدہ فوج نہیں۔ لیکن وہ ضرورت کے وقت ۲۵۰۰۰ ہزار بیقاعدہ فوج مہیا کر سکتا ہے۔ اس تخمینہ سے دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ پانچ ریاستیں ملکر ترکی کی فوج سے جو وہ میدان میں لا سکتی ہے کہیں زیادہ ہو سکتی ہیں۔ مزید برآں ترکوں کو دشمنوں کے ملک میں جنگ کرنا پڑے گا۔ حالانکہ تمام صوبجات اُن کے پیچھے بغاوت کر رہے ہونگے

بلقان کی تمام حصوں سے پیچھے ہٹا دئے گئے تھے۔ اب پھر یورپ میں فاتحانہ حیثیت سے پیشقدمی کر رہی ہیں۔ ہلال صلیب کو دیکھے چلا جا رہا ہے۔ مسیحی دنیا کا مقدس نشان اب نشان فتح و ظفر نہیں رہ گیا۔ قسطنطین (بانی قسطنطنیہ) کو فرشتوں نے آتشین صلیب
بقیہ صفحہ گزشتہ کوئی قیام ممکن نہ ہوگا اور سلسلہ رسل و رسائل مسدود ہوگا۔ اور کوئی بیڑہ جہازات خوراک اور ذخیرہ بہم پہنچانے کیلئے موجود نہ ہوگا۔ یونانیوں کی پالیسی ظاہر تھی۔ یہ صرف ایک ٹھیراؤ تھا جب تک ریاستہائے بلقان میں قومی جوش ٹھنڈا نہ ہو جائے اور وہ کھلے طور سے ان کی طرف ہونے کا اظہار نہ کر دیں۔ یہ بات لاریب ہو جاتی اگر یونانی اپنے خیال کے لحاظ سے استقلال سے مقابلہ کرتے اور ترکی کو پلیوناکر دکھاتے۔ لیکن جس کھیل نے یہاں ان کو تباہ کیا۔ یہ ان کی کوشش کے لئے سخت مہلک تھی۔ اور اس بعد وہ اپنی حالت سنبھالنے کے ناقابل ہو گئے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یونانیوں نے محض محتاج استقلال ہونے کی وجہ سے وہ موقعہ ہاتھ سے کھو دیا ہے جس کی وہ کبھی امید کئے ہوئے۔

اب یہ سوال کرنے کا وقت ہے کہ مشرق کا مرد بیمار اس دلیرانہ جانداری کے غیر متوقع اور ناخوشگوار اظہار سے کیا حاصل کریگا۔ سلطان واقعی وہ وہ مطالبات کر رہے ہیں جن کی انہیں ضرورت سے بہت معذور نہیں۔ تاہم اس کے تمام حصول بقیہ کی سولہ کروڑ روپیہ اور رعایات بین الاقوام کی منسوخی کے مطالبات کسیقدر نہایت ہی قابل گرفت ہیں۔ صرف سوال یہ ہے کہ کونسی سلطنت اس واقعہ کو کافی سخت قرار دیکر بند کریگی اور وہ پھر خود بخود اس سوال میں الجھ جائیگی تا ہم کونسی دو سلطنتیں ایسا کرینگی۔ ایک پنجاب اخبار نے پچھلے دنوں بیان کیا ہے کہ اتحاد یورپ کیا ہے تین مطلق العنان۔ دو غلام۔ اور ایک مجنون۔ اور یہ بالکل بجا کہا ہے مطلق العنانوں میں ایک آسٹریا اور غلاموں میں سے ایک اٹلی اتحاد ثلاثہ کے رو سے جرمنی سے ملے ہوئے ہیں۔ فرانس روس کا غلام ہے اور انگلستان لارڈ سالسبری کی اس قسمیہ پالیسی کی وجہ سے کہ وہ تن تنہا کچھ نہیں کرینگے۔ جبتک سلطنتیں متفق نہوں رکا ہوا ہے۔ اس لئے صرف یہی دو نوجوان شہنشاہ ہیں جو اس واقعہ کیلئے کسی کام آسکتے ہیں۔ اس کا کافی ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ سلطان نے سفیروں کے متفقہ نوٹ پر کوئی نوٹس نہیں لیا اور زار روس کے پہلے ہی اشارے سے اس نے قطعاً جنگ بند کر دی ہے جرمنی نے سلطان کو اول درجہ کے مدبر دیئے اور روس نے مہربانی سے ریاستہائے بلقان کو روکے رکھا۔ بات یہ ہے کہ یہ دونوں مطلق العنان اپنی دستکاریوں کے نتائج سے کافی طور پر ڈر گئے ہیں یا؟

اس مہینے کی ایک معاصر میں ایک نامہ نگار قسطنطنیہ سے دار الخلافہ کی حالات کی اندرونی جانب سے علانیہ علم اور سلطان سے ذاتی واقفیت کیوجہ سے عبدل کا یورپ کی عام رائے سے بہت ہی علیحدہ نظارہ پیش کرتا ہے لیکن یہ بھی اقرار کر لیتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو اپنی تازہ کارروائیوں اور جنگ کی سخت آزمائش سے اپنی پالیسی کو فتحمند انجام کیساتھ نہایت مستقل رہا ہے۔ یہ نامہ نگار خیال کرتا ہے کہ عبدل اول درجہ کا ڈپلومیسٹ ہے جس کی کہ پیش نظر ایک بڑا خیال رہتا ہے یعنی جو ایک مسلم اسلام کا خلیفہ بننے کا خیال۔ اسی مطلب کے اس نے آزمایا۔ ایک خاص خاص قسطنطنیہ کے بازاروں میں جیسا بہتوں کے قتل کی اندازہ لگایا گیا ہے۔ ان واقعات نے پھر ایک دفعہ اپنی مسلمان آبادی میں جوش پیدا کر دیا ہے اور انہیں اتحاد کا خیال دلا دیا ہے کہ جیسا کہ مسلمانوں

ملتی ہیں۔ ولسٹینو کے فتح ہوتے ہی دولو تقریباً اور غرسالوس قطعاً بے پناہ ہو جاتا۔ اور یونانی کبھی اُن کو بچا نہ سکتے اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اگر ترک فی الفور ہماری جمعیت کیساتھ ولسٹینو پر حملہ کر دیتے تو باغلب وجوہ بلا مزاحمت اس کمال موقعہ پر قابض ہو جاتے۔ دس دن بعد حملہ کرنیکا یہ نتیجہ ہوا کہ ادہم پاشا کو ولسٹینو سے سمولنسکی کو نکال لینے پر کئی سو بہادر آدمی ضائع کرنے پڑے۔ میں مشیر کی خدمت میں یہ عرض کرنے سے نہ چوکا کہ وہ اپنی فوج میسرہ کو بلا توقف ولسٹینو اور دولو پر بڑھا دیں۔ مشیر ممدوح نے فرمایا "میں تمہاری صلاح سے اختلاف نہیں کرتا۔ مگر میری تجویز یہ ہے کہ بظاہر ڈرپوک بنکر اور جلد جلد پیشقدمی نہ کر کے یونانیوں کو کھلے میدان میں جمکر لڑائی کرنے کا حوصلہ دلاؤں" یہ بتانا فضول ہے کہ یہ تجویز بالکل خود بیہودہ تھی۔ یونانی شجاعت اور اوصاف سپاہیانہ میں ناقص اور ان سے معرا ہیں۔ مگر عیاری اور مکاری میں کامل دستگاہ رکھتے ہیں۔ وہ ایسی بیوقوفی کب کر سکتے تھے کہ اپنے محفوظ پہاڑی موقعوں اور مورچوں کو چھوڑ کر کف دست ہموار میدان میں ادہم پاشا کے مقابلہ پر آ جاتے اور اُسے یہ موقعہ دیتے کہ وہ انہیں بالکل معدوم کر دے۔ ادہم پاشا کا یہ خیال عجیب مضحکہ خیز تھا کہ وہ بیکاری سے یونانیوں کو دام فریب میں پھنسا سکیگا۔ کیا وہ اندھے تھے اور یہ نہ دیکھ سکتے تھے کہ پاشائے موصوف کے پاس نوّے ہزار شاندار عثمانی موجود ہیں۔ اور نیز کیا وہ میدان تھسلی کی دامن پر ترکوں کے جوہر بہت ہی اچھی طرح سے نہ دیکھ چکے تھے کہ پھر کھلے میدان میں انکے سامنے آنیکی جرأت کرتے۔ ایسے کم تجربہ لڑکے کو بھی یہ خیال نہایت عجیب معلوم ہوا۔ اور ہم سب بھی جبکہ ایک رات از حد متین اور کم گو شیر نے خلاف معمول بڑے جوش میں آکر اپنی تجویز کی توضیح و تشریح کی بمشکل تبسم کو روک سکے۔ اسوقت میرے اور الیس کے سواء دو نامہ نگار بھی مشیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے خیال میں مشیر کے توقف کی دراصل یہ وجہ نہ تھی۔ اور نہ ہی اسوجہ کو وہ خود بھی درست وجہ سمجھکر کہہ رہے تھے۔ بلکہ ہمارے تقاضا پر جو دلیل معذوری کی انہیں سب سے پہلے سوجھ گئی وہی بتا دی۔ فی الحقیقت اس کا سبب کچھ اور ہی اور اس عذر سے بدرجہا زیادہ اہم تھا۔ ممکن ہے واقعی باعث سامان حرب اور گولہ بارود کی قلت تھی۔ ادہم ایسا خوش اخلاق اور فراخ دل آدمی ہے کہ میری رائے میں وہ جواب دینے سے انکار کر کے دوسرے کی دلشکنی کرنا کبھی پسند نہ کرے۔ کسی نہ کسی حجت سے اُسے خوش کر دینا ضروری سمجھتا ہے

اس موقعہ پر یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ادہم پاشا سے بڑھکر شریف اور کامل جنٹلمین کبھی عالم خیال میں بھی نہیں دیکھا جا سکتا۔ وہ عثمانی شرفا کا بہترین و کامل نمونہ۔ باوقار۔ رحمدل۔ کم گو۔ منکسر مزاج اور ساتھ ہی کمال خوش طبع و ظریف مزاج ہے۔ ہر شخص ادہم کا ثنا خواں اور اُس پر فریفتہ تھا وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے وعدہ پر تم کامل بھروسہ کر سکتے ہو۔ اور جو اپنی عزت و ناموس پر ذرا سے الزام یا بہتان کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے اُسے رات ہی آٹھ آٹھ کام کرتے دیکھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ کبھی سوتے ہی نہیں۔ دو دو بجے رات گئے اور پانچ پانچ بجے صبح کے سویرے کے وقتوں میں نے اُسے بیدار اور کام میں منہمک دیکھا۔ صرف ایک دفعہ میں نے انکو آرام کرتے ہوئے پایا

میں اُنہیں ملنے گیا۔ سہ پہر کا وقت تھا۔ اور گرمی نہایت تیز پڑ رہی تھی۔ اُنکے یاور نے بہت کہا کہ [illegible] اصرار [illegible] پاشا

آرام کرنے کیلئے عرض کیا تھا۔ وہ میری درخواست قبول کرکے ذرا لیٹ گئے ہیں۔ اگر آپ اِس وقت آنکھ بیدار نہ کریں تو

کمال مہربانی ہوگی۔" میں ساری دنیا کے معاوضہ میں بھی اپنے [illegible] اور شیر دل عسکری کے آرام میں کبھی مخل

منظور نہ کرسکتا تھا۔ چنانچہ [illegible] گوارا کرسکتا تھا جیسا [illegible] شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔ اور ہم کی شب بیداری

[illegible] گیا۔ تو مستعد

کا اس سے کچھ اندازہ ہوسکتا ہے [illegible]

[illegible] اُس وقت رات کا ایک بجا تھا۔ مارشل نے فی الفور اُنکو اندر بلالیا۔

اور آدھا گھنٹہ ایک طرف بڑی توجہ کیساتھ اُن سے لڑائی کے کل حالات جزو کل سنتے رہے اور دوسری طرف نقشہ کو

دیکھتے رہے۔ ابھی سورج طلوع نہ ہوا تھا کہ بارہ ہزار سپاہ کا ایک سالم ڈویژن غنیم کی ہزیمت خوردہ بریگیڈ کی کمک کیلئے

سڑک پر چلا جا رہا تھا۔

ترکوں کی خوش اطواری

میں نے اپنی اقامت کے کل دوران میں صرف ایک دفعہ ادہم پاشا کو

آزردہ پایا۔ اُسوقت اُنہوں نے مجھے بتایا کہ سفراء دول نے [illegible] کی [illegible]

بتا کر یا بہانہ سے شکایت کی ہو کہ عثمانیہ سپاہی تھسلی میں سخت ظلم و ستم کرتے ہیں۔ ایسی صریح بے بنیاد اور جھوٹی شکایت سے ادہم پاشا

ایسے صاف باطن اور [illegible] جنرل کو سخت [illegible] پہنچنا الٰہی امر تھا۔ گر ایسے اُن کے [illegible] میں [illegible] غضب

کی آمیزش پھر بھی بالکل موجود نہ تھی اُن کی خفگی ویسی ہی تھی جیسی کہ شریف آدمیوں کی نہایت کمینہ اور الزام تراشی

الزام دہی پر ہوتی ہے۔ تھسلی میں ترکی فوج کا برتاؤ ایسا قابل تعریف رہا تھا کہ جس قدر انگریزی فوج مذکور کے ساتھ تعلق

انہیں بھی یہ جھوٹا الزام سنکر ادہم پاشا سے بھی بڑھکر طیش و غضب آگیا۔ ہم سب نے فی الفور یکجا جمع ہوکر ایک طویل ٹیلیگرام

سفراء کی [illegible] بھیجدیا۔ اور اُسمیں بیان کیا کہ ہم حلفاً و ایماناً اسبات کی شہادت دیتے ہیں کہ ترکی فوج ایسی خوش اطوار

کوئی فوج اب تک ہمارے مشاہدہ سے نہیں گذری۔ [illegible] ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ بلکہ یونانی حکومت

کے وقت سے بہت زیادہ اہتمام و احتیاط سے اُن کی [illegible] نگہداشت [illegible] کسی گاؤں۔ شہر یا قصبہ

میں کوئی لوٹ کھسوٹ نہیں ہوئی۔ نہ کسی عیسائی کو جسمانی تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اس امر کی تصدیق خود یونانی باشندے

کر رہے ہیں اور وہ ترکوں کے معاملہ سے ہر طرح خوش ہیں۔ لاریسا میں جو تھوڑی بہت تاخت و تاراج ہوئی۔ وہ خود

یونانی قیدیوں اور اراذل کی کارروائی تھی۔ جسکا ترکوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی کامل انسداد کردیا۔ اب تک صرف

ایک یونانی قریہ دلیلر میں آتشزدگی کا واقعہ ہوا ہے۔ مگر وہ بھی صرف لڑائی کا نتیجہ تھی۔ بلامبالغہ ترکی سپاہ کا رویہ

کمال حیرت انگیز اور نہایت ہی قابل تعریف رہا ہے۔ ایسی خوش اطواری شاید کسی مہذب سے مہذب یورپین فوج

سے بھی ظہور میں نہ آتی۔" یہ تار فرانسیسی زبان میں بھیجی گئی۔ کیونکہ تار بابوؤں کو صرف اُنہیں تاروں کے بھیجنے کی اجازت

تھی جو فرانسیسی یا ترکی میں ہوں سوا ندو وہ انہیں زبانوں کو سمجھ سکتے تھے - اسپر حسب ذیل اشخاص کے دستخط تھے مسٹر ایشمیڈ
بارٹلٹ ممبر پارلیمنٹ - کلاڈ بنگھم نامہ نگار ٹائمز - جارج آرانگمری - نامہ نگار سٹینڈرڈ - ڈبلیو پیل نامہ نگار ڈیلی ٹیلیگراف -
ملاحظہ صفحہ ۲۴۷ کی فتح ام درمان کے موقعہ پر ۲ ستمبر ۱۸۹۸ء کو اور اس کے بعد جو وحشیانہ حرکات مصری و سوڈانی پلٹنوں
گورہ افواج اور ان سب کے انگریز افسروں سے ظہور میں آئیں - وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں رہ گئیں - اور خود کئی شریف النفس
انگریز ان پر دلی نفرت کیساتھ سخت لعن طعن کر رہے ہیں - ہزاروں مجروح درویشوں کی تیمارداری اور مرہم پٹی کی بجائے
کمال بیدردی کیساتھ میدان جنگ میں سے گزرتے وقت ان کو سنگینوں اور گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا - شہر میں داخل ہونے کے بعد
کئی دن رات لوٹ مار کا بازار گرم رہا - عورتیں علانیہ بے حرمت کی گئیں اور کسی گھر میں کپڑے کا ایک ٹکڑا تک نہ چھوڑا گیا نقد
اور قیمتی اشیا کا تو کیا ذکر ہے - مہدی کی لاش کو تیرہ برس بعد قبر سے اکھاڑا گیا کسی بہادر (جنرل گارڈن متوفی کے جوانمرد بھتیجے)
نے اس کا سر کاٹ لیا کسی شریف و رحمدل انگریز نے ہاتھوں کی اور کسی نے پاؤں کی انگلیاں اپنے ہموطن دوستوں کو
ولایت لیجا کر اپنی بہادری کے ثبوت میں دکھانے کیلئے کاٹ لیں - اور پھر باقی جسم کو سخت بے حرمتی کے بعد دریائی جانوروں کی خوراک
کیلئے نیل میں پھینکوا دیا گیا مسجد کو حالانکہ کل شہر میں ایک ہی مسجد تھی - اور اس عام خونریزی قتل عام و عالمگیر تباہی کے بعد بھی
اسمیں پچاس ہزار مسلمان باقی رہ گئے تھے فوج کی قواعد گاہ اور میگزین بنا لیا گیا - اور پھر لطف یہ کہ ان حرکات پر نادم ہونے کی بجائے
انکی ضرورت و معقولیت ثابت کرنے کیلئے عجب سوفسطائیانہ دلایل پیش کی جاتی ہیں - لارڈ کچنر پاشا والی سوڈان و خرطوم بڑے
فخر سے اقبال کرتے ہیں کہ ہاں مہدی کی لاش ہمارے ہی حکم سے ذلیل کیگئی تھی - اور ملکوتی صفات لارڈ کرومر انکے اس فعل کی
بڑی گرمجوشی سے تائید کر رہے ہیں - خدا کی شان ہے کہ اسی گلیڈسٹون کے بیٹے کو جو محض روایات کی بنا پر ترکوں کو ظالم اور وحشی
پکارا کرتا - اور یورپ کو انہیں یہاں سے نکال دینے کی نصیحت کرتا تھا - اب خود اپنے ہمقوم افسروں و افواج کے ان ابلیسانہ افعال
پر [illegible] ہیں - اور مسٹر ڈیمنڈ وبنٹ وغیرہ حقیقی اور خالص عیسائی ان شیطانی کرتوتوں پر تہ دل سے نفرین
بھیج رہے ہیں - ترکی سپاہ کے برتاؤ کے متعلق متذکرہ تار کے مقابلہ پر مظالم درمان کی نسبت مسٹر جی این بینٹ کی تحریر بجنسہ
یہاں درج کر دینا مناسب ہوتا تھا - اس تحریر کے شائع ہونے پر چند دیگر انگریز نامہ نگاروں اور ایک جرمن اتاشی نے جو سردار کچنر کے
ساتھ تھے اس کی تردید کرنے کی کوشش کی تھی - مگر ان تردیدوں کی متذکرہ صدر اقبال سے اب کوئی وقعت نہیں رہ گئی - اس
موقعہ پر "وحشی و ظالم و سفاک" درویشوں کی نسبت یہ بتا دینا بیجا نہ ہوگا کہ ان کی وحشت و سفاکی کی بدولت تو انکے یورپین
قیدی سولہ برس کی حراست کے بعد بھی زندہ و صحیح سالم پائے گئے - اور کئی (جیسا کہ مہم سوڈان کے محرک سلاطین پاشا سے
سلوک کیا گیا) قیدیوں کو خلیفہ اور مہدی نے اعلیٰ مدارج عطا کئے - غلام کنیزیں - اور انعام و اکرام عطا کئے - اور مہذب
و شائستہ فاتحین نے - ام درمان میں تقریباً کسی درویش کو اسیر ہونے کیلئے زندہ ہی نہ چھوڑا - اور اس [illegible]
کی [illegible] جو اسیر ہوئے انکو بھی سخت حراست میں رکھا ہوا ہے گویا وہ نہایت ہی خوفناک جرائم پیشہ بدمعاش ہیں - مسٹر بنٹ

رائج۔ اے گوین۔ نامہ نگار راشٹر ایجنسی۔ بی ڈبلیو سٹیونس نامہ نگار ڈیلی میل۔ ہملٹن ویلڈن نامہ نگار مارننگ پوسٹ

بقیہ صفحہ گذشتہ کی تحریر میں ایک معاصر کی رائے ہے حسب ذیل ہے۔

درویشوں کو انکے پہلے حملہ میں شکست دیکر جب ہماری فوج امدرمان کیطرف بڑھی تو میں بھی کرنل لیوس کی دیسی بریگیڈ کیساتھ تھا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ بائیں طرف جبل سرغام کے نشیب میں انگریزی کمک کے شاگرد پیشہ اور دیسی ملازم سفید پوش مجروحان جنگ میں جنکو ہماری توپ یا لی میٹفورڈ بندوقوں کی گولیوں نے زخمی کردیا تھا پھرتے ہوئے نظر پڑے۔ یہ لٹیرے رائفلوں بھالوں اور سونٹوں سے مسلح تھے۔ جو خدا جانے انکو کسطرح ملگئے تھے۔ بدقسمت زخمی جو نزع کی حالت میں جسطرح ہوسکا رینگ کر اپنے جسم کو موسم گرما کی سخت دھوپ سے بچانے کیلئے چٹانوں اور جھاڑیوں کے سایہ میں لیگئے تھے۔ ان دیسی ملازموں نے بڑی بیرحمی سے ان کو سونٹوں اور گولیوں سے روانہ عدم کیا۔ یہ بزدل ملازم درویشوں سے اس قدر ڈرتے تھے کہ زمین پر پڑی ہوئی لاش کے قریب جانے سے پہلے اس پر چند گولیاں سر کرلیتے تھے اور جب اس طرح اطمینان ہوجاتا کہ وہ بالکل بیجان ہے تو اسکے قریب جاکر اسلحہ اور کپڑے اسکے جسم سے اتار لیتے۔ چونکہ یہ پس وپیش کی احتیاط کے بغیر بے پروائی سے زخمیوں پر گولیاں چلاتے تھے اسلئے اکثر گولیاں ادھر ادھر نکل کر خود ہمارے سپاہیوں کیلئے باعث خطر ثابت ہورہی تھیں۔ چنانچہ وارک رجمنٹ کے چار آدمی ان بے پناہ گولیوں سے مجروح ہوئے۔ واقعی بے لگام شاگرد پیشہ کا انگریزی سپاہ سالار کی آنکھوں کے سامنے اسطرح قتل و غارت کا بازار گرم کرنا نہایت شرمناک تھا۔

یہ قتل عام صرف عربی زخمیوں تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ مجروحوں کے قتل کرنیکا حکم عام دیدیا گیا تھا۔ خواہ ایسا حکم دیا گیا تھا یا نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ سوڈانی شاگرد پیشہ نے اپنی راہ میں بیسیوں زخمیوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا۔ درویش چند گزوں کے فاصلہ پر پڑے تھے۔ ان پر بیدردی سے گولیاں چلائیں سنگینوں کے وار کئے گئے۔ انکو نیزوں سے بھالوں سے روانہ عدم کردیا گیا۔ ایک حبشی نے ایک نوکدار بھالا اٹھایا اور یہ دیکھکر کہ ابھی اسکے مالک میں کوئی دم باقی ہے تو اسقدر زور سے اسکے چہرے میں چبھو دیا اور پھر اپنا بوٹ اسکے سر پر رکھکر زور سے اس خون آلودہ آلہ کو نکالکر آگے بڑھا۔ دو عرب کسیقدر فاصلہ پر دم توڑ رہے تھے فوراً گولیوں سے چھید کر روانہ عدم ہوئے۔ بعض اوقات اس قدر قریب سے گولیاں چلائی جاتی تھیں کہ زخمیوں کے گوشت کی جلنے کی بو سے دماغ پھٹا جاتا تھا۔ سوڈانی ملازم بھی لاشوں پر سنگینیں آزماتے تھے جنکا مرغ روح بہت عرصہ پہلے پرواز کرچکی تھی۔

اس کشت وخون کے عمل میں تو کسی کو مجال انکار نہیں لیکن اسکے متعلق تین سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ کیا زخمیوں کو ہلاک کرنا ذاتی بچاؤ کیلئے تھا؟ اسپر مسٹر بینٹ حسب ذیل ریمارک کرتے ہیں۔

محاربات سوڈان کے تجربوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلح زخمی درویش کے قریب پہنچنا خطرے سے خالی نہیں۔ ایسی مثالیں بھی مل سکتی ہیں جنمیں زخمی دشمنوں نے انگریزی سپاہیوں کو نشانہ اجل بنایا ہے حتی کہ ایک ایسا جو زمین پر زخمی پڑا تھا۔

دیباچہ مؤلف و مترجم جرمن مصنف شاف نے لڑائی کا پہلا دور قریب ڈیڑھ سال پر ختم کیا ہے سر السٹیر بار ثابت ہوا ایشیا کو دوسرے دور میں شامل کرتے ہیں۔ مگر میں نے جرمن نویسندہ کی تقسیم کو صحیح سمجھ کر سر موصوف کی تقسیم کا خیال نہیں کیا۔ اور انکی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کو اٹھتے اور انگریزی دستہ پر گولی چلاتے دیکھا لیکن گولی نقصان پہنچانے کے بغیر ہمارے سروں کے اوپر سے گذر گئی۔ ایک اور موقعہ پر ایک درویش نے دفعتاً اٹھکر پے در پے کئی مصری سواروں پر ہتھیار سے حملے کئے قبل اسکے کہ اسے روانہ عدم کیا جاتا تھا۔ وہ سات آدمیوں کو مجروح کر چکا تھا۔

بہرکیف ایسی مثالیں جنہیں انتہی درویشوں سے ہماری فوج کو گزند پہنچی۔ نہایت کم ہیں۔ بس ان شاذ و نادر وقوعات پر زخمیوں کے قتل عام کا حکم دینا کسی طرح بھی جائز متصور نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک شخص جو سوڈان کے محاربات کا کسیقدر بھی تجربہ رکھتا ہوگا۔ وہ تسلیم کریگا کہ اگر کوئی زخمی کسی سپاہی کو نشانہ اجل بنانے کیلئے بندوق اٹھائے یا بھالا مارنے کا ارادہ کرے تو سپاہی پر اسکا خون مباح ہو جاتا ہے لیکن غیر مسلح نہتے اور بیکس بے بس زخمیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارنے کے جواز پر کوئی دلیل پیش نہیں کیجا سکتی۔ افسوس ہے کہ ام درمان میں بعد جنگ ایسی ہی خوفناک حالت دیکھنے میں آئی اور مجروح درویشوں کو جو میدان میں غیر مسلح بحالت نازک پڑے تھے بلا ضرورت نہایت بیدردی سے سنگین آزمائی گئی اور انہیں نشانہ بندوق بنایا گیا۔

دوسری دلیل یہ پیش کیجاتی ہے کہ درویش ہمیشہ قابو پانے پر ہمارے زخمیوں کو قتل اور مقتولوں کی اعضاء مثلہ کر دیتے تھے۔ بلاشبہ انگریزی فوج کا یہ دعویٰ صحیح ہے لیکن کیا تل الکبیر کے سامنے ہماری اس قبیح حرکت کی خبر درویشوں کو نہ پہنچی ہوگی کہ گو انہوں نے زخمیوں کے اعضا تو بریدہ نہیں کئے مگر ان کو قتل ضرور کر ڈالا اور وہی الزام انگریزی فوج پر بھی لگا سکتے ہیں مزید براں ایک مہذب شائستہ فوج جو ایک یورپین سپہ سالار کی ماتحتی میں ہے اس سے ایسی حرکات کا وقوع میں آنا اسکی شان سے بہت مستبعد ہے۔ نیز اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مہدی اور اسکے خلیفہ نے کسی یورپین یا گورے چمڑے کے قیدی کو حالانکہ انہوں نے خود اسکے برخلاف ہتھیار اٹھائے تھے قتل کرنا پسند نہیں کیا۔

ایک زخمی درویش اسوجہ سے کہ دشمن کے ہاتھ سے کٹنے کی موت مرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ نہایت خوفناک ہو جاتا ہے اور قبل اسکے کہ بیرحم سنگین اسکے جسم میں داخل ہو کر اسکی زندگی کا خاتمہ کردے وہ ایک اور کافر کو قتل کرکے ثواب حاصل کرنیکی کوشش کرتا ہے۔ لیکن مجھے اس خیال کی صحت تسلیم کرنے میں کلام ہے۔ اگر جنگ تل الکبیر اور سوڈان کی ابتدائی لڑائیوں میں ہم زخمیوں سے ایسی بدسلوکی نہ کرتے تو زخمی ہم سے مہذبانہ سلوک کی توقع رکھکر کبھی ہمارے سپاہی کی بندوق یا بھالے سے جان لینے کی کوشش نہ کرتے۔ ایک افسر جسے میں جانتا ہوں بظاہر مقتول درویشوں کی قطاروں کے قریب سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے گذر رہا تھا۔ کہ اتنے میں ایک درویش نے بڑی تکلیف اور مشکل سے اپنے آپکو اٹھا کر افسر مذکور کی طرف بندوق چھتیائی جب افسر نے چلا کر اسے بندوق کو ہاتھ سے رکھدینے کیلئے کہا اور زخمی کو بھی یقین آگیا۔ کہ وہ اسکی جان لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ تو اس نے فوراً بندوق پھینکدی اور عبا کا دامن اٹھا کر سخت محبت کی مسکراہٹ سے اپنے جسم کا نصف نچلا حصہ دکھلایا۔

اس سے بھی ناظرین کی مزید دلچسپی درانکا ہی کیلئے اس سے پہلے حصہ میں جن سے وہ متعلق ہیں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ محاصرہ لکھنؤ اور بھرپور مقابلوں کے حالات جو ۲۰ اپریل تک ہوئے دوسرے حصہ میں درج کئے جائینگے

بقیہ واقعات تسخیر قندھار بعض اوقات دشمن اور سپاہیوں کی بھی ان درویشوں پر جو ہماری انگریزی گولوں سے زخمی ہو گئے تھے شفقت ظاہر کی۔ چنانچہ جب ایک مذہبی بالاشتی القلب یورپین سپاہی لیمسفورڈ بٹنعق کی سنگین اس مجروح کی چھاتی میں گھونپنے کو تیار تھا اٹھ کے سر کٹا کر پھر ایک جوان لڑکا ہوا اس بزدلانہ قتل کی کارروائی کو دیکھا اسنے اپنے ہاتھ سے بچانے کی قسم رکھکر یہ تصور کر لیا کہ عنقریب اسکا بھی کوئی دم میں یہی انتظام ہونیوالا ہے۔ میں آگے بڑھا اور اس لڑکے کو چند بسکٹ دیئے ایک اور پلٹن کے سپاہیوں نے اسے پانی کا گھونٹ پینے کیلئے دیا۔ لڑکے نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیکر پوچھا کہ میرا باپ قتل کیا گیا ہے؟ میں سوال کا جواب نہ دے سکا۔ لڑکا تقریباً ایک میل تک میرے ساتھ لنگڑاتا ہوا گیا۔ بعدہ وہ ان قیدیوں کے گروہ میں شامل کر دیا گیا جنکو گرفتار کر کے ام درمان سے جا رہے تھے۔

اگر سردار کچھ کو رخصیوں کی غداری اور دغابازانہ گولیوں کے سبب تکیا اندیشہ تھا تو وہ اپنی سپاہ کو میدان کے ان قطعات سے جہاں زخمی درویش بکثرت پڑے تھے بچا کر لیجا سکتے تھے۔ ایک رستہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنا کچھ مشکل نہ تھا چونکہ دشمنوں کے فائر کچھ زیادہ فاصلہ پر نہیں پہنچتے تھے اسلئے ہمارا نقصان اٹھائے بغیر ایک ایسی راہ اختیار کر سکتا۔ جہاں نسبتاً مجروح کم پڑے ہوئے ہونے ممکن تھا۔

ام درمان پر قبضہ کر لینے کے بعد ہماری توپوں نے مفروروں پر گولے برسانے شروع کر دیئے اسپر سٹیفنٹ لکھتے ہیں۔

تسخیر ام درمان کے متعلق ایک اور بھی نہایت قابل افسوس واقعہ ہوا جب ہم درویشوں کے آخری حملہ کو شکست دیکر تیزی سے ام درمان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ تو وہ بلند اور ام درمان کے جنوبی دروازوں کو جاتے تھے مفروروں سے بھرے ہوئے تھے۔ بیکار سواروں اور پیادہ درویشوں کے بیادہ دستوں کے پیچھے بہت سے دیسی باشندے جنکا لڑائی سے کچھ تعلق نہ تھا اور کثیر التعداد زن و مرد اور بچے اونٹوں گھوڑوں اور گدھوں پر اپنا اسباب لادے عجب سراسیمگی سے جنوبی رخ کیجانب رواں تھے۔ انسانی ہجوم اور چار پایوں کی کثرت سے طوفان بدتمیزی برپا تھا اور دیوانہ وار بھاگے جا رہے تھے۔ ایک دوسرے پر گرا پڑتا تھا عین اس حالت میں ہلکی توپ کو گرنیکا حکم دیا گیا۔ توپچی بلند مقام سے اچھی طرح مفروروں اور شہر کی دیواروں کو دیکھ سکتے تھے۔ بیرحمی سے بے تامل ان بازاروں پر جو انسانوں اور حیوانوں سے معمور تھے آگ برسانی شروع کر دی ایک بازار جو دریا کو جاتا تھا اسپر میکسیم توپ کے اس کثرت سے گولے پڑے کہ گویا گولوں کا طوفان آگیا اور بدقسمت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہزار رسالہ ہمروں میں جا ملے۔

فی الواقعہ فاتح لشکر مجاز ہے کہ وہ دشمن کی مفرور فوج پر آگ برسا یا سواروں کے تعاقب میں بھیجے لیکن جب کثیر التعداد جنگ سے بے تعلق اشخاص اور زن و مرد بچے مفروروں کے ساتھ شامل ہو جائیں تو اسی حالت میں ایسی سرگرم انواع کے گولہ باری کرنا ایک نہایت نازک فرض اور ذمہ داری مول لینے کے برابر ہے۔ دوسرے دن پانچویں ستمبر ام درمان کے بازاروں میں پڑی ہوئی شمار کی گئیں

نے ثابت کر دیا ہے کہ ان سلطنتوں کی اغراض اب ایک دوسرے سے ایسی متضاد اور مغائر ہو گئی ہیں کہ وہ کوئی کام یکدلی
اور متفق الرائے ہو کر نہیں کر سکتیں۔ اسلئے بلا تامل یقین سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہی دول عظام میں جو بظاہر سب ملکر یونان کو سمجھاتی
اسے بالا بالا شہ دیتی رہی تھیں۔ چنانچہ ایک خفیہ دور سے پردہ یونان کی پیٹھ ٹھونکتی رہی ہیں۔ اسوقت تک ایسی سلطنت کا نام انگلستان
بتایا جاتا ہے۔ اور دوسری سلطنتوں کے افعال بھی اسی خیال کی تائید کرتے ہیں تاہم دول یورپ کی ایمانداری اور دوستی
پر نہایت بھروسہ کر لینا سخت غلطی ہے جس میں کوئی کلام نہیں اگرچہ ابھی پورے طور پر عمل سے انکی بدنیتی کامل طور پر ثابت نہیں ہوئی اور جہاں تک انسانی عقل
قیاس کر سکتی ہے یا انسانی فراست پر اعتماد ہو سکتا ہے یہ سلطنت اسوقت سلطنت عثمانیہ کو بچا نہیں سکیگی۔ خیر یہ بات تو پھر کہی
گئی ہیں اسبات کا سخت افسوس ہے کہ کل مسلمانوں کو ہونا چاہئے کہ یونانی مفسدین کی شورہ پشتی اور کریٹ میں مسلمانوں کے کشت
و خون نے سلطان المعظم کو آخر اپنی پالیسی چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور جب انکو یقین ہو گیا کہ زیادہ دیر تک خاموش رہنا مگر
صوبجات ممالک محروسہ میں بھی جہاں یونانی رعایا کی آبادی کچھ کم نہیں شورش برپا کر دینے کا موجب ہو گا۔ اور یونانی حملہ آوروں کی
گوشمالی نہ کرنے میں سخت سے سخت خطرات پیدا ہونیکا قوی احتمال ہے تو حضرت امیر المومنین نے افواج قاہرہ کو ترکی سرحد کی جانب بڑھنے کا حکم دیدیا۔ میدان
جنگ سے جو خبریں اس ہفتہ موصول ہوئی ہیں وہ تاروں کے کالم میں درج ہیں۔ میدان جنگ سے صحیح خبروں کا پہنچنا مشکل ہے ہر ایک فریق اپنے حق میں مفید خبریں
مشتہر کرتا ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ ترکی افواج بہت جلد یونان کی فوج کا جو اسوقت سب کی سب سرحد پر جمع ہے قلع قمع کر کے
تھسلی پر قابض ہو جائیگی اور اسپر قبضہ ہوتے ہی ظن غالب ہے کہ اول تو خود یونان یورپ سے صلح کرا دینے کا ملتجی ہوگا ورنہ یورپ کی
کوئی نہ کوئی سلطنت ضرور بیچ بچاؤ کر کے ترکوں کو خاص یونان تک پیشقدمی کرنے سے روک دیگی۔ یورپ کیطرف سے ایسا ہونا کوئی نئی بات
نہیں ۱۸۷۶ء میں سرویا نے جب بغاوت کر کے ترکی علاقہ پر حملہ کیا تھا اور ترکی افواج نے بہت جلد اسکو ہزیمت پر ہزیمت دیکر
اسکے دار الخلافہ بلگریڈ پر پیشقدمی شروع کر دی تھی تو جھٹ روس بیچ میں کود کر عارضی صلح کرا دی تھی ہاں اسوقت اتنا فرق ضرور ہے کہ
یورپ کی بعض دول عظام ایک دوسرے کیساتھ جنگ کرنے پر بھی بظاہر تلی بیٹھی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ وہ اس جھگڑے کی آڑ میں آپس میں گتھ
جانے کیلئے کوئی بہانہ ڈھونڈھ لیں۔ اکثر لوگ تعجب کرتے نظر آتے ہیں کہ ترکی کی سرحد پر کئی لاکھ فوج جمع ہے اور یونان کی کل
فوجی کائنات صرف پچاس ساٹھ ہزار ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ باوجود آٹھ دس دن گذر جانیکے ترکی فوج کل یونانی لشکر کا کام
تمام نہیں کر سکی اسکا سہل جواب یہ ہے کہ یونانی فوج مضبوط پہاڑی مقامات میں قلعہ بند ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایسے مضبوط
مقامات سے حملہ آور فوج اسکی تعداد خواہ کسیقدر زیادہ ہو گھنٹوں یا دنوں میں بچاؤ کرنیوالی فوج کو نہیں نکال سکتی۔ اسکے واسطے کچھ مہلت
درکار ہوتی ہے۔ جو اب قریب الاختتام ہے عساکر عثمانیہ کو سرحدی مقامات کے فتح کرنے اور یونانی فوج کا ستیاناس
کرنے میں ابھی اور پانچ سات روز صرف کرنے پڑینگے۔ اسکے بعد تھسلی چھوٹا صوبہ یونان کے جنوبی کونے تک کل مطلع صاف ہے اور یونان کی
حملہ کے سیلاب کو روکنے سے بالکل عاجز و بیبس ہوگا۔ تاروں میں ناظرین کئی خبریں اس مضمون کی بھی پائینگے کہ یونانی بیڑے
مختلف ترکی بندرگاہوں کو برباد کر رہے ہیں۔ ان خبروں کے غلط ہونیکی وجوہات ان خبروں کیساتھ ہی تاروں کے کالموں میں

فوج کردی گئی ہیں۔ جنگی تاروں میں ریوٹر ایجنسی نے اب اور شوشہ چھوڑا ہی کہ ترکی بیڑہ جہازات جو ۲۰ مارچ کو قسطنطنیہ سے پہنچنے
ہوا تھا ابھی تک دردانیال میں پڑا ہوا ہے اور اسکے کپتانوں نے رپورٹ کی ہے کہ ہمارے جہازات سمندر میں جانیکے قابل
نہیں لیکن ناظرین اسلامی خبروں میں پڑھ لینگے کہ عرصہ ہوا بیڑہ مذکور کا ایک حصہ سالونیکا اور دوسرا سمرنا میں پہنچ گیا اہم
خبروں میں ترکی آہن پوش جہازات جو کچھ کہ سمندروں میں کر رہے ہیں اسکی کیفیت درج کردی گئی ہے۔ اگر ترکی جہاز سمندر
میں چلنے کے قابل نہیں تو وہ کسی طرح ہوسکتا ہے کہ کریٹ میں کسطرح پہنچے اور کیا کر رہے ہیں یونانی جہازوں کو گرفتار اور کریٹی
باغیوں پر گولہ باری کر رہے ہیں برخلاف ان رپورٹوں کے جنگی خبر یہ ہی مشہور ہوا ہے آہن پوش جہاز کے کپتان نے اعلیٰ حضرت کو
رپورٹ کی ہے کہ جہاز جنگی جہاز کی اوسط رفتار سے نصف میل تیز چلا ہی یہ اسی جہاز کی کیفیت ہے جو ۱۸۵۵ء میں
تیار ہونے کے بعد اب پہلی مرتبہ سمندر کو گیا ہی تو جو جہاز قبل ازیں سمندر میں سینکڑوں مرتبہ گشت کر چکے ہیں۔ انکی نسبت
یہ اعتراض جس قدر بے بنیاد ہوسکتا ہی اسکی تشریح کی ضرورت نہیں۔

آج ہی کی تاروں میں ناظرین شیر پلیونا غازی عثمان پاشا کے سپہ سالار مقرر ہونے کی خبر دیکھینگے۔ اس تار کا یہ مطلب
نہیں کہ مارشل ادہم پاشا اس منصب جلیلہ کے قابل نہیں پائے گئے یا یونان کی طاقت ایسی بڑھ گئی ہے کہ اسکے زیر کرنے کیلئے
غازی عثمان پاشا جیسے کمانڈر کی ضرورت پائی گئی ہی۔ غازی عثمان پاشا کا نام ہی دشمنوں کا دل دہلانے کیلئے کافی ہی
اور ان کی ذات خاص موجودگی کا جو اثر پڑیگا وہ محتاج بیان نہیں لیکن جہاں تک قیاس ہوسکتا ہی اس نامور ہیرو کی
تقرری ان وجوہات سے نہیں ہوئی۔ بلکہ غالباً اسلئے کہ سرحد یونان پر اسوقت تقریباً ایک لاکھ فوج جرار جمع ہو چکی یا ہو جانیوالی
ہے اور اس قدر جرار فوج کی اعلیٰ کمان جو ہماری ہندوستان کی تمام فوج سے تعداد میں زیادہ ہو صرف ایک مارشل پر چھوڑ
دینی کبھی مناسب نہیں۔ اسکے واسطے نہایت تجربہ کار معتبر اور بلند مرتبہ افسر چاہیے جو عثمان پاشا سے بڑھکر اور کون ہوسکتا
تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ آیا یہ جنگ صرف ترکی اور یونان تک محدود رہتا ہی یا کہ اس عالمگیر جنگ کا جس کا کل دنیا کو انتظار ہے
پیش خیمہ ثابت ہوتا ہی۔ اسکے متعلق پیش از وقت کوئی رائے زنی کرنے کی نسبت واقعات کا منتظر رہنا انسب معلوم ہوتا ہی
اور بصورت موجودہ اس امر کوئی پختہ رائے قائم کرسکنا بھی قریباً محال ہی (از وکیل ۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء)

مصر میں سلطان اعظم

کی مالی امداد کے لئے بڑے جوش کے ساتھ چندہ جمع ہو رہا ہی بقول مصر
جامع العلوم ایک ہمارا ملک کے بھولے اپنا ہی پیٹ پالنے والے مسلمان ہیں کہ کروٹ تک نہیں لیتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ بالکل نادار ہیں
لیکن جب کبھی روپیہ صرف کرکے دنیا کے کمانے کی امید ہوتی ہے۔ تو پھر انہی مفلسوں کے پاس کہاں سے دولت ابل پڑتی ہی
کوئی انہیں عیاشی کا نیا طریقہ بتادے تو بیوی کا پاجامہ بھی بیچ ڈالیں لیکن اسلام کی جڑ پر تیشہ رکھا ہوا ہے تو ان کی جوتی سے
اس غفلت کے جرم میں بنیادی نتیجہ تو کچھ عرصہ بعد انکو خود ہی معلوم ہو جائیگا لیکن حاجت کی بات معلوم کرنا بھی کوئی وشوار بات
نہیں کیونکہ آخر مصری بھی تو مسلمان ہی ہیں یا کوئی فرشتہ ہیں؟ اسکندریہ کے ایک گداگر نے اپنی کل نقدی و اسباب ایک ہی ڈھنڈ

ہیں دیدیا۔ یہاں کوئی جیسا بنیا بھی گوارا نہیں کرتا۔ وہاں ہر سپاہی چند صندوق اپنی پشت پر رکھ کر بستے تھے۔ اگر یہاں بھی رکھدیے جاتے تو کیا کوئی آفت آجاتی۔ مگر یہ کام تو جب ہو کہ خدا نے اپنی توفیق دی ہو۔

ایک انگریزی اخبار کا نامہ نگار ۲۱ اپریل کو لندن سے جنگ روم و یونان کے متعلق ایک خط لکھتا ہے کہ وہ تصدیق کرتا ہے کہ آخری مرتبہ یونانی سرحد روم و یونان کو جب عبور کر آئے اور انہیں سے جس قدر زخمی اور قیدی ترکوں کے ہاتھ آئے انہوں نے خود اقرار کیا کہ ہمارے کمانیر یونانی باقاعدہ فوج کے افسر تھے۔ ترکوں کو اس سے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کی معقول دلیل ملگئی جو قابل تعریف تحمل سے ترک ان شورش انگیز اور سفلہ پن اور چھچھورا پن سے اُبلتے ہوئے یونانیوں کے مقابلہ پر خود اپنا بچاؤ کر رہے تھے۔ اس میں کچھ کلام نہ تھا۔ انہوں نے صرف ایک شرط کی تھی کہ یونان کی باقاعدہ فوج ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک نہ ہو۔ چونکہ یہ شرط ٹوٹ گئی اسلئے انجام کار لڑائی کی نوبت آئی۔ یہاں اکثروں کا خیال ہے کہ جرمنی کی تحریک پر ترکوں نے لڑائی شروع کی۔ یونانی باقاعدہ فوج کے افسروں کی موجودگی نے جو حملہ آوروں میں شریک تھے معقول عذر ترکوں کیواسطے پیدا کر دیا اور ترکی فوج آگے بڑھی۔ ابھی چند سال ہوئے اکثر رہے ہیں کہ یہ کہنا ایک عام رواج تھا کہ ترکی فوج بالکل ٹوٹی پھوٹی اور نکمی ہو گئی ہے اس میں۔ تو کبھی کسی کو کلام نہیں ہوا کہ ترکوں میں سپاہ گری کے قابل تعریف اور بے نظیر جوہر موجود ہیں مگر کسی شخص کو بھی یہ اُمید نہ تھی۔ اور نہ کوئی اسکے واسطے تیار کیا تھا کہ سب سے پہلے جو نامہ نگاران جنگ ادہم پاشا کے کیمپ میں پہنچینگے انکی تحریروں سے یہ معلوم ہوگا کہ وہ ترکی فوج درحقیقت کیسی ہے جس کی نسبت کہا گیا تھا کہ اسکے پاس کپڑے نہیں ہیں اسکے سپاہی بھوکے مرتے ہیں اور انکو تنخواہ تک نہیں ملتی۔ اب انہوں نے جو حالات بھیجے ہیں انکو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں نے جس شجاعت اور جوانمردی کا میدان کارزار میں اظہار کیا ہے جرمن سپاہ بھی اس سے بڑھکر ثابت نہ ہو سکی۔ وہ توپخانہ ترکوں کا جس کو سمجھا جاتا تھا کہ بالکل بیرنگ اور توپیں ہیں گھوڑے بالکل ندارد اور گولہ بارود نام کو نہیں۔ اب وہ کیا بن گیا؟ کہیں باتریاں میدانی [illegible] ہیں گھوڑے نہایت درست۔ سپاہی اور جانور سب عمدہ سے عمدہ اعلےٰ درجہ کی حالت میں اور اعلےٰ سے اعلےٰ بارود اور شتابی اور پھرتی بے نظیر اب رہی پیدل فوج اسکی نسبت صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ پہلے ہی دن کی لڑائی میں جس دلاوری سے انہنے یونانیوں کے مورچے یکے بعد دیگرے سنگینوں کی نوک پر رکھکر فتح کر لئے اس سے ثابت ہو گیا کہ ابتک اسکی وہ جرأت، حوصلہ، دلاوری۔ اور ہمت دور نہیں ہوئی ہے جسکے بل پر عثمان پاشا کو بینظیر عالیشان [illegible] حاصل ہوئی تھی۔ میلونا کی لڑائی میں جو جنگ کی کامیاب ابتدا ترکوں کیواسطے ہوئی اور جس سے ان کی نمایاں فتح کا آغاز ہوا۔ پہاڑوں کی حالت کے باعث طرفین توپخانہ اور پیدل فوج سے ہی کام لے سکے مگر یونانیوں کی فوج ہی وہ گت بنی۔ اور بری طرح جیسے کہ پاس توپخانہ ہی سرے سے نہ تھا۔

وہ میلونا کا ترکوں کے ہاتھ میں آنا تھا کہ یونانیوں کے صدر مقام لاریسا اور وولو تک اور اگر ادہم پاشا کو پسند ہو تو خود ایتھنز تک نہایت اطمینان سے ترکوں کیواسطے سڑک صاف ہوگئی۔ ترک جوں جوں آگے بڑھتے گئے اپنے [illegible] مقام سے

مسلمانوں کو چاہیے کہ اگر انہیں کچھ جوش اخوت ہی اور وہ حصول ثواب کے طالب ہیں تو قربانی کی سب کھالیں اس کار خیر میں دیدیں جو صاحب اس کار خیر میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ قربانی کی کھالیں ہمارے دفتر میں بھیجدیں انکو باضابطہ رسید دفتر ہذا سے دیجائیگی اور جمیع رقم رسید با اخبار انگریزی تفصیل جنرل معینہ بمبئی سے منگوا کر مشتہر کیجائیگی۔ جو صاحب کھالیں دفتر ہذا میں ارسال فرمائینگے انکی تحریر پر مزدور کو حق الخدمت بھی دیا جائیگا۔ بیرونجات میں جو صاحب اس نیک کام میں حصہ لینا چاہیں وہ کھالوں کو فروخت کرکے نقد روپیہ دفتر ہذا میں بھیجدیں۔ با رسوخ اصحاب بالخصوص خریداران اخبار وکیل کو چاہیے کہ وہ اپنے اپنے شہروں اور قصبوں کی کھالیں جمع کرنے سے اجر عظیم کے مستحق بنیں۔

ہمنے تجویز کی ہی کہ امسال عید الضحیٰ کی نماز کے موقعہ پر امرتسر کی عیدگاہ میں مسلمانان مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کے امدادی چندہ کیلئے صندوق رکھا جائے۔ امید ہی کہ اور شہروں کے مسلمان بھی اسکی تقلید کرکے سعادت دارین حاصل کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہمعصر فری پریس لکھتا ہے کہ بمبئی کے ہندوؤں میں بازدہ دلچسپی سے اس بات کا مشورہ ہو رہا ہی کہ اعلیٰحضرت سلطان المعظم کو حال کی فتح کی مبارکباد کا تار ایشیا کی ہندو پارٹی کی طرف وزیر صیغہ خارجیہ کے نام روانہ کیا جائے۔ ادھر ہمعصر جامع العلوم مراد آباد جسکے ایڈیٹر ماسٹر انبا پرشاد صاحب ہندو ہیں بہت زور سے ترکوں کے امدادی چندہ کی تحریک کر رہا ہی اور نہایت پرجوش الفاظ میں مسلمانوں کو حمیت و غیرت دلا رہا ہی۔ مگر افسوس اسلامی نام کے مسلمان ہیں کہ چندہ دینا اور مبارکباد کے تار بھیجنا تو در کنار۔ خلیفۃ المسلمین کیلئے دعا مانگتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ البتہ سندھ اور سرحد سے جو دعائیں اس ہفتہ ہمارے دفتر میں پہنچی ہیں اور جس دلی جوش اور خلوص و صداقت سے اعلیحضرت سلطان المعظم کیلئے وہاں دعائیں مانگی جاتی ہیں اس سے پایا جاتا ہی کہ وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں ابھی بہت کچھ نور ایمان باقی ہی۔ ایک منظوم دعا جو سندھ سے موصول ہوئی ہی اسکے چند اشعار ہم ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور استقامت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

مومنو تم اب سے بدرگاہ خدا
سینۂ دل کر جانب حق رجوع
کر دو سلطان عالیشان کی
جو کہ ہے خادم ترے دربار خدا
واسطے صدیق و صادق کے بجز
واسطے عثمان بن عفان کے
آمین

ہاتھ اٹھا کر سب کہو ملکر دعا
التجا کیجے خدا سے باخضوع
حضرت سلطان بن سلطان کی
اور ہے خادم خیر الوریٰ
روم کے سلطان کو دے فتح و ظفر
شادمان خاقان بن خاقان رہے
واسطے خاتون جنت فاطمہ

ساتھ میرے تم بھی ہو شامل دعا
یا الٰہی یا الٰہ العالمین
یعنی سلطان الزمان عبد الحمید
اسکا ہو حامی و ناصر خدا
واسطے عادل عمر کے یا اللہ
واسطے حیدر امام المتقین
سلطنت ترکی کی ہو دائم قائم

میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو
مہر ختم انبیا فخر رسلین
ابن شاہ نامور عبد المجید
واسطے شافع امم بدر الدجا
کر شکستہ شاہ روم کے دشمن سپاہ
باظفر ہووے امیر المومنین
از وکیل محمد صدیقی سکنہ

جنگ روم و یونان کا پہلا عشرہ

مشہور مثل ہے کہ گیدڑ کی جب شامت آتی ہے تو شہر کیطرف بھاگتا ہے یہی نوبت یونانیوں پر گذری ہے۔ یورپ کے "مرد بیمار" کی تو سانسیں اکھڑ گئی چلی جاتی ہیں۔ اور یورپین پریس کی راستبازی کا نتیجہ تھا کہ دنیا پر ظاہر کر دیا تھا کہ ترک بھوکے قلاش ہو رہے ہیں سپاہیوں کو تنخواہ نہیں ملتی۔ جہاز بالکل نہیں۔ توپیں زنگ آلودہ ہیں۔ بس ایک حملہ ہوا نہیں۔ اور یونانی ترکوں کو معہ توپ بندوق کے یورپ سے نکال باہر کر دینگے لیکن ہم اب بھی اس الم میں تھوڑی سی شرم باقی ہے۔ اب وہی متعصب یورپین پریس کان دبا کر مجبوراً اخلاقی طور پر اپنے جھوٹ اور دھوکا دہی کا اقرار کر رہے ہیں۔ یونانیوں کی جو تہذیب اور شائستگی بھری صفائی معرکہ کے متعلق ظاہر ہوتی ہے۔ انکی نسبت سب سے پہلے ہم ایک انگریزی نامہ نگار قاہرہ کی چٹھی سے چند فقرے یہاں اخذ کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ یہاں یونانیوں میں انتہا درجہ کا جوش ہے۔ ہر اوٹل اور ہر قہوہ خانہ میں مجمع ہوتا ہے۔ میدان جنگ سے یونانیوں کیطرف جو تار آتا ہے سراسر جھوٹ سے لبریز ہوتا ہے اور یونانیوں کا اسپر ایمان ہوتا ہے۔ یورپین پریس میں ان خبروں کی تردید ہوتی ہے اور جو اصلی حقیقت معاملہ کی یورپین پریس ظاہر کرتا ہے اسپر یونانی لوگ اعتبار نہیں کرتے۔ اور اپنی قوم کیطرف سے موصول شدہ جھوٹی اور از سرتا پا غلط خبروں پر کامل اعتبار رکھتے ہیں۔ دار السلطنت ایتھنز سے جو خبر آتی ہے اور جنہیں یہاں کے یونانی خوب خوب لکھکر شائع کرتے ہیں عرض کرتے ہیں وہ سب بے شرمی اور بے حیائی کے درجہ جھوٹ ہوتے ہیں"۔ ان خبروں کا نتیجہ یہ تھا کہ جس شخص کو اصل معاملہ نہ معلوم ہو۔ وہ ان سے بجز اسکے اور کچھ یقین نہیں کر سکتا کہ پریویسا فتح ہو گیا یونانی جینینا کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور سرحد ترک و جینینا کے مابین جسقدر علاقہ ہے سب یونانیوں کے باپ دادا کی ملک بن گیا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پریویسا کو یونانی جہازوں کے ہاتھوں نہایت خفیف سا نقصان پہنچا تھا کہ ترکی توپوں نے تمام یونانی بیڑہ کا منہ پھیر دیا اور ترکی آرٹا کا ترکوں کے قبضہ میں آنا بالکل معمولی بات ہو گئی۔ کرنل منوس کے ماتحت مقام پنٹی پلاڈیا پر یونانیوں کو ترکوں نے خوب ہی بھگا بھگا کر مارا۔ یہ مقام جینینا اور آرٹا کے عین وسط میں ہے۔ اب ہم یہاں (قاہرہ میں) آخری جنگ کی خبر آنیکے منتظر ہیں جسکا مطلب یہ ہوگا کہ فرسالہ پر یا اسکے جوار میں فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ ترکوں نے وولو پر قبضہ کر لیا۔ آرٹا فتح ہو گیا۔ اور اب ترکی فوج ایتھنز پر حملہ آور ہے۔

اسکے بعد یہی نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ایک اخبار فرانسیسی زبان میں شائع ہوتا ہے جس کے معاون اور سرپرست یونانی ہیں۔ اسمیں ایک بیرسٹر صاحب نے ایک مضمون لکھا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ "ترکوں کو سرحد یونان اور ایسا تا روکنا اور وہاں سے مقابلہ کرنا اور لڑنا سراسر غلطی تھی۔ اصلی مقام جہاں انکو روکنا یونانی افواج کے لئے مناسب تھا" لیکن اب اسکے بعد سنیئے کہ مناسب مقام ترکوں کے روکنے اور آخری جنگ کرنیکا ایتھنز تھا۔ اور اسکا کچھ مضائقہ نہیں کہ ترک باقی تمام ملک یونان عبور کر لیتے۔ بہرحال یونانیوں کو پایۂ تخت پر تمام جمعیت فراہم کر کے آخری لڑائی لڑنا بہتر تھا! آخر میں نامہ نگار لکھتا ہے کہ جسقدر یونانی الیتین و ایتھنز پر یونانی سپاہ کی جو شامت آئی تو پارس میں بھاگ گئی یہاں البانوی تھا بعد ازاں انکی [illegible]

منتشر ہو گئی۔ البانوی افسر نے اپنے جوانوں کو مخاطب کرکے کہا "ان لوگوں کیلئے کارتوس خراب کرو صرف تلوار سے انکی خبر لو" چنانچہ البانیوں نے ۱۷ سو یونانی معہ اٹالین والینٹیروں کے کاٹ رکھدیئے۔ اور بمشکل ۳ سو جان بچا کر بھاگ سکے!

یہ ذکر بھی کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ شاہ یونان سے حال ہی میں ایک فرانسیسی اخبار نامہ نگار نے ملاقات کی ہے۔ شاہ نے بہت کچھ بیتابانہ ہو کر سوالوں کے جواب دیئے ہیں اور اپنی فوج کی نامردی پر بہت واویلا کی ہے۔ مگر ایک بات خاص طور پر یہ بیان کی ہے کہ جو کچھ بعض یورپین سلطنتوں نے میرے ساتھ کیا اسکی قلعی کھولنے کا ابھی موقع نہیں ہے۔ اور جبوقت وہ راز ظاہر ہونگے تمام دنیا کو وہ چالبازیاں اور فریب معلوم ہوجائینگے جنکا میں شکار بنا ہوں!

غرض سرحد پر ترکی فوجیں جمع تھیں اور یونانی بزدلانہ حملوں سے انکو تنگ کر رہے تھے۔ مگر ترکوں کا تحمل تھا کہ سوائے اپنے بچاؤ کے انہوں نے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا بصرف اسلئے کہ قسطنطنیہ سے لڑائی کا حکم ابھی تک موصول نہوا تھا۔ ادہم پاشا نے باب عالی کو اطلاع دیچکے تھے کہ سپاہ کا روکنا دن بدن مشکل ہوتا جاتا ہے۔ مگر حضرت سلطان المعظم اپنی حسب عادت تحمل اور بردباری کو حتے الامکان ہاتھ سے نہ دینا چاہتے تھے۔ آخرکار عاصم بک ترکی سفیر متعینہ ایتھنز نے وزارت صیغہ خارجیہ یونان کو ذیل کا نوٹ پیش کیا

یونان کی زیادتی اور چھیڑ کے باعث دونوں سلطنتوں میں سفارتی تعلقات قطع ہو گئے ہیں۔ یونانی سفیر متعینہ قسطنطنیہ و دیگر قونصلوں کو سلطنت عثمانی سے چلے جانیکا حکم ملا ہے۔ اور اسیطرح ترکی سفیر متعینہ یونان کو قسطنطنیہ واپس آنیکا حکم موصول ہوا ہے۔ اس اعلان کے بعد تمام رعایا یونانی کو لازم ہے کہ ۱۵ دن کے اندر ترکی عملداری سے چلی جائے عثمانی رعایا کو بھی جو سرزمین یونان میں سکونت پذیر ہے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھی پندرہ دن کے اندر عملداری مذکورہ چھوڑ دے۔

۱۷ اپریل کو سفیران عثمانی کو جو یورپ کی اور سلطنتوں کے درباروں میں متعین تھے ایک گشتی مراسلہ بھیجا گیا جسمیں مفصل کیفیت واقعات تازہ کی مندرج تھی۔ اور یونانیوں نے جو کرانیا پر یورش کی تھی اسکا ذکر تھا اور اس امر کا اعلان تھا کہ یونانی باقاعدہ سپاہ ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک تھی۔

اس گشتی مراسلہ میں اس امید کا اظہار کیا گیا تھا کہ طاقتہائے یورپ اصول انصاف کو مدنظر رکھکر اس بارہ میں متفق ہونگی کہ جنگ کی تمام ذمہ داری یونان کے سر ہے۔ اور آخر میں یہ درج تھا کہ ترکی کو فتح کی مطلق خواہش نہیں۔ بلکہ ایک امر تازہ ثبوت اسکی امن پسندی کا یہ ہے کہ وہ اپنی فوجیں سرحد سے ہٹانے پر رضامند تھی۔ اگر یونان اپنی فوجیں سرحد اور کریٹ سے بلالے۔

اب ۱۷ اپریل کو سرحد پر یہ حالت تھی وہ اس روز شام کی ایک تار سے واضح ہو جو ایلاسونا سے جو درہ ملونا کے دامن میں واقع ہے ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار نے بھیجا تھا۔ اور جو حسب ذیل ہے "میں ابھی کاریا سے آیا ہوں جہاں تمام دن کشت و خون ہوتا رہا ہے مجھکو یہاں سے چلا تھا اور تین گھنٹہ سفر کرکے کاریا پہنچ گیا لڑائی جاری تھی۔ اور میں حمدی پاشا کے خیمہ کے پاس سے اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔ پانسو فٹ نیچے حصہ فوج کے کمانڈ میں خیمہ زن وہ پہاڑیوں پر جمع ہو گئے تھے جو ایک دوسرے کے بالمقابل ہیں اور جنکے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہے تو پخانوں کی حیثیت جسمیں یونان کی باقاعدہ فوج شامل ہے راستہ آٹھ بجے سرحد پر آئی۔ اور وادی کو تک

مقتولین کے کپڑے اتار لیجاتے ہیں۔ مگر ترک جب وہاں پہنچتے ہیں نہایت احترام سے انکو اٹھا کر سایہ دار مقامات پر دفن کر دیتے
ہیں آج رات ترکی فوج تھسلی میں ان خیموں میں آرام کریگی جو یونانی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ ع

اے روبہک چرا ننشستی بجائے خویش * با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

جب سے عساکر عثمانیہ نے مونا پاس پر قبضہ کر لیا ہے وہ برابر یونانیوں کی قلمرو میں بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اب تھسلی کا دار السلطنت
انکے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ پچھلے ہفتہ میں کچھ جنگ ہوئی۔ مگر لاریسا بلا کسی کشت و خون کے ترکوں کے ہاتھ آگیا۔ اور یونانی
مارے ڈر کے بھاگ گئے۔

جمعہ کے دن علی الصباح ترکوں نے مقام ماٹی پر حملہ کیا۔ اسکو قصبہ یا قریہ تو نہیں کہہ سکتے البتہ ایک مختصر سا پہاڑی مقام
ہے۔ جس میں ایک چھوٹا سا گرجا واقع ہے۔ اور چند سرو اور شیریں پانی کے چشمے بھی موجود ہیں۔ لڑائی صبح سے شام تک
متصل جاری رہی۔ اور یونانی فی الجملہ میدان میں اڑے رہے ولیعہد یونان (کمانڈر انچیف) اور پرنس نکولس بھی یہاں جنگ میں موجود
تھے اور کہا جاتا ہے کہ پرنس نکولس نے بہت کچھ جوانمردی دکھائی۔ یونانیوں کے میمنہ کا سردار کرنیل ماسٹراپاس تھا جسکے تحت
میں آٹھ ہزار پیادہ فوج تھی۔ اور میسرہ کا کمانڈر کرنیل سٹراس تھا جس کے زیر کمان پانچ ہزار جوان تھے۔

توپخانہ میں ۳۴ توپیں تھیں جو ماٹی کی سڑک سے ولیسٹنو تک فوجی آئین کے مطابق لگی ہوئی تھیں۔ علاوہ اس مجموعی پیادہ
کے پانچ دستہ سواروں کی فوج کے تھے جنکی تعداد بھی پانچ ہزار سے کم نہ تھی۔ اس کے مقابلہ میں ترکوں کی کل پیادہ فوج نو ہزار سے زیادہ
نہ تھی۔ اور تقریباً تین ہزار رسالہ کے سوار تھے اور توپیں ۲۴ تھیں (رپورٹر ٹائمز کا رسپانڈنٹ اب دنیا کو کیا منہ دکھائیگا۔ جو ترکوں کی ہر ایک فتح کو انکی
کثرت تعداد سے منسوب کرتا تھا) طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتشباری مسلسل طرفین سے جاری رہی۔ مگر قریب ایک بجے کے
ترکوں نے یونانیوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اور شام کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے انکا میمنہ اور میسرہ بڑی جوانمردی کیساتھ توڑ دیا۔ اور
قلب لشکر میں بھی سخت تزلزل واقع ہو گیا۔ اس موقع پر ترکوں کے سواروں نے واقعی بسالت اور جوانمردی کی داد دی اور ایسے سخت
حملے کئے کہ معاندین کے چھکے چھوٹ گئے۔ اگرچہ لڑائی کم و بیش رات تک جاری رہی۔ مگر شام کو قریب چھ بجے کے کرنیل ماسٹراپاس
نے کرنیل سمولینسکی کمانڈر ریزرو فوج کو ایک تار اس مضمون کا دیا "مجھے شکست ہوئی ہے۔ اور مجبوراً کیمپ کو جارہا ہوں تم اپنی
عقل و قیاس کے مطابق کام کرو" لڑائی کی یہ صورت دیکھکر ایک مجلس کل افسران فوجی کی منعقد کی گئی۔ جس کے صدر ولیعہد
یونان تھے (انہیں اچھا سرا بابر ہو سکے انہیں) جنہوں نے یہ قرار دیا کہ فوراً ہر طرف بھاگ جانا قرین مصلحت ہے چنانچہ ایسا
ہی عمل میں آیا (اور وہ فوجیں جو قسطنطنیہ میں اپنا علم گاڑنے گھر سے نکلی تھیں نہایت ذلت کیساتھ کمال بے ترتیبی میں الٹے پاؤں
بھاگ گئیں) مقام ولیسٹینو پر جو لڑائی ہوئی اسکی یہ صورت ہے کہ عساکر ترکی کے کمانڈر نے جب دیکھا کہ حریف کا میسرہ کسی قدر نسبتاً
کمزور ہے تو اس نے یہ عقلمندی کی کہ ایک دستہ فوج پیادہ کے ساتھ فقط اسی پر حملہ کیا۔ اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان پر بیچ میں سخت
نہ جا پڑے۔ بلکہ ہر طرف سے دور دور کے سپاہی اپنے اپنے مقام سے حملہ آور ہوں اس کا فائدہ یہ ہوا کہ یونانیوں کا توپخانہ بیکار

صفت ضائع ہو گیا کیونکہ ترکی سپاہی جو دو دو کر کے حملہ پر جا رہے تھے اپنے آپ کو فوجی قاعدہ کے مطابق بچا کر جاتے تھے برخلاف
اسکے یونانی جو پرا باندھے ہوئے سامنے کھڑے تھے ترکوں کے توپخانہ کی زد سے بالکل نہ بچ سکے اور ترکوں کی ایک گولی بھی
ضائع نہ گئی۔ ترکی افسروں کی اس ہوشیاری اور یونانیوں کی حماقت کا یہ نتیجہ ہوا کہ انکی صفیں بالکل ٹوٹ گئیں اور اُن کے پاؤں
اُکھڑ گئے اور بہت بے سر اسیمگی اور بدحواسی میں اُنہیں میدان جنگ سے بھاگنا پڑا اور ترکوں نے بڑی پھرتی اور سرعت سے پیچھے
بعد دیگرے اُنکے مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اتنی بڑی لڑائی میں ترکوں کے فقط دس جوان کام آئے اور ۸۰ زخمی ہوئے اور یونانیکے مقتولین
اور مجروحین کی تعداد بہت زیادہ تھے۔ میسرہ کا یہ انتظام کر کے ترکی کمانڈر نے دو دستے پیادہ فوج کے قلب لشکر پر بھیجے جنہوں
نے جا کر انکو نہایت کشت و خون کیساتھ پسپا کیا جب قلب اور میسرہ پر یونانیوں کو ایسی فاش شکستیں ہوئیں تو ترکوں نے آسانی
کیساتھ پاس کے دو قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ یونانیوں کی یہاں تو یہ گت ہوئی اب اُس فوج کا حال سنیے جو مقام ند یرو سے
ہی تھیں۔ اُنہوں نے اول مقام ڈماسی میں سخت شکست کھائی جب وہاں سے پسپا ہوئی تو چاہا کہ ویکلا پر قبضہ کریں مگر
وہاں سے بھی ترکوں نے مار کر بھگا دیا۔ حمدی پاشا جس نے پچھلی دو شکستیں دی تھیں۔ ان بھگوڑوں کا تعاقب کرتا ہوا اپنے صدر
مقام کار یا سے مارشل ادہم پاشا کی فوج میں جا ملا اور دونو جنرلوں نے باتفاق ہمدگر سنیچر کے روز صبح کیوقت ٹرنیوس پر قبضہ
کر لیا۔ جسے یونانیوں نے ایک دن پہلے بوقت شب بلا کسی حملہ کے ڈر کے مارے خالی کیا ہوا تھا۔ اُسی روز یعنی سنیچر کو جو تار
ادہم پاشا نے قسطنطنیہ کو بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں سلیدا کی کا پہاڑ جو بڑا کارآمد مقام شمال میں واقع ہے۔ ہمارے سپاہیوں
نے ۳۰ ماہ جال کو لے لیا ہے۔ حمدی پاشا کی فوج کل مقام کار یا سے آکر مقام لاری میں ہماری فوج سے آ ملی ہے اور
ہماری فوج نے قصبہ ٹرنیوو پر جو لاریسا سے دو گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے۔ آج کے روز قبضہ کر لیا ہے۔
ادہم پاشا نے جو دوسرے روز یعنی اتوار کو سرکاری طور پر قسطنطنیہ کو مراسلہ بھیجا تھا۔ اُسکے الفاظ یہ ہیں۔ " لاریسا حضرت
اقدس کے قدموں کے تلے ہے۔ ہمارے دستہ سواران نے اُس پر بلا مزاحمت قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی مارے خوف کے چھوڑ
بھاگے ہیں اور ہمکو بہت سا سامان جنگ اور بارود یہاں ہاتھ لگا ہے " ادہم پاشا خود متعجب تھا اور ظاہر کرتے تھے کہ یونانیوں نے ایسا مضبوط مقام
کیونکر اسطرح چھوڑ دیا۔ مگر حق یہ ہے کہ یہ سب کچھ اس حکمت عملی کا ثمرہ ہے جو ترکی کمانڈر نے بعد فتح دلیلار کی تھی اور وہ یہ تھی کہ مارشل ادہم پاشا
نے بعد فتح دلیلار یہ حکم دیا تھا کہ ترکی میسرہ اپنے آپکو ایک حلقہ کی صورت میں قائم کر کے یونانیوں کے عقب کو روکے۔ تاکہ اُنہیں
واپس جانا نہ ملے مگر البانیا کے سپاہی جو شبخون کرنا اور خاموشی کیساتھ حملہ آور ہونا خلاف وضع بلکہ موجب عار سمجھتے ہیں انہوں
نے بجائے اسکے کہ اس حکم کی تعمیل اندھیری رات میں چپ چاپ کرتے یہ کیا کہ کوچ کیوقت بہ آواز بلند گانا شروع کیا جسکی
آواز سے یونانی خبردار ہو گئے۔ اور دشمن نے اپنے آپکو نرغہ میں پھنستا دیکھکر محض اس آواز سے ایسے لوگ سرعت سے بھاگے کہ صبح کیوقت انکی
[illegible] مارشل ادہم پاشا نے بطریق استہزا وہ سہروں بابی زبان سے یہ بھی کہا۔ " کہ ان البانیا کے سپاہیوں کی
[illegible] یونانیوں کو بھاگنے کا موقع ملگیا " ورنہ میں آج شب کو ضرور کرون پرنس کو اپنے خیمہ میں

مہمان کرتا اور نہیں آج ار میرے ساتھ ڈنر کھانا پڑتا۔ بعد فتح لاریسا اگرچہ یونانیوں کے پاس شاہانہ کی چوٹی تھی۔ لیکن جب انہوں نے لاریسا کا حال سنا تو وہ ایسے بیدل ہوئے کہ بھاگتے ہی بن آئی۔ اس مقام پر بھی ترکوں کو بہت سا مال غنیمت اور اسباب حرب اور خوراک ہاتھ آیا۔

اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ جو یونانی فوج کے ساتھ ہے۔ وہ لاریسا کی فتح کی نسبت اس طرح پر رقمطراز ہے جو سراسیمگی اور بے ترتیبی لاریسا سے واپسی کے وقت یونانی فوج میں واقع ہوئی ہے۔ وہ غلط فہمی کے سبب سے وقوع میں آئی کمانڈر انچیف اور اُن کے سٹاف نے جب دیکھا کہ ترکی رسالہ ہمارے میمنہ کا ستیاناس کر رہا ہے۔ اور وہ متواتر حملوں کی تاب نہیں لا سکے۔ بلکہ اُنکے پاؤں اُکھڑنے والے ہیں۔ تو انہوں نے حکم دیا کہ شام ہوتے ہی فوجیں لاریسا میں واپس آجائیں یہ حکم بذریعہ برقی روشنی کے اس یونانی فوج کو بھی پہنچایا گیا۔ جو پہاڑوں پر پڑی ہوئی تھی۔ ساڑھے آٹھ بجے شب کے یہ حکم پہنچا اور فوج نے اسی وقت حرکت شروع کی سپاہیوں کا یہ حال تھا۔ کہ سارے دن کے تھکے ماندے بھوک اور تشنگی سے عاجز ہو رہے تھے علاوہ ان سب باتوں کے ترکوں کے توپخانہ نے انکا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ایسی بدحواسی کی حالت میں وہ اس برقی روشنی کے حکم کو یہ سمجھے کہ ترکوں نے کل پہاڑی مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ سمجھنا ہی ان کی بدحواسی کی لئے کافی تھا۔ کہ یکایک ایک آواز آئی کہ ترکی رسالے بڑھے چلے آتے ہیں۔ اس آواز سے ان کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے۔ اور سراسیمگی اور بے ترتیبی اور بدحواسی کمال کے درجہ کو پہنچ گئی زیادہ غضب یہ تھا کہ اندھیری رات میں جب دوست و دشمن کو تمیز کرنا نا ممکن تھا۔ اپنے سایہ سے بھی ڈر لگتا تھا۔

اس یاس کے عالم میں ایک دستہ سپاہیوں کا لاریسا میں ایک بجے رات کے پہنچا۔ اُن کے پہنچنے کی خبر لاریسا میں دفعتاً پھیل گئی اور شہر کے باشندے اسیوقت اپنا اپنا بوریا بدھنا باندھکر بھاگنے کو تیار ہو گئے۔ صبح کیوقت کراؤن پرنس بھی بسواری ریل لاریسا کو روانہ ہو گئے دیکھوں نہ ہو سے از صدف گوہر شاہوار بنایا ہیروں پھٹا تھکتو از خانہ بدر سے آئی

اسی روز یعنی اتوار کو صبح کے چھ بجے عساکر عثمانیہ نے لاریسا پر قبضہ کر لیا یہاں ترکوں کو چھ بڑی توپیں اور بہت سا اسباب حرب اور خوراک علاوہ ایک پہاڑی توپخانہ اور بہت سے قیدیوں کے ہاتھ لگا۔ ترکی کمانڈر نے داخل ہوتے ہی مختلف جوانب میں سواروں کے دستے یہ حکم دیکر روانہ کیے کہ اگر یونانیوں میں سے کوئی بقیۃ السیف رہا ہو تو ان کا قضیہ بھی پاک کر دیں۔ مارشل ادہم پاشا نے شہر میں داخل ہوتے ہی سخت احکام جاری کر دیئے کہ کوئی سپاہی کسی کا مال وغیرہ نہ لوٹے اور کسی قسم کی دست اندازی نہ کرے۔ اس حکم کی یہانتک تعمیل ہوئی کہ ایک ترکی سپاہی جسے ایک قمیص ایک کھلی ہوئی دکان سے ہاتھ لگی تھی خود گرفتار کیا گیا۔ اور قمیص مالک کو واپس کی گئی۔ یونانی زخمیوں کی نسبت یہ حکم ہوا کہ وہ ریڈکراس ہاسپٹل کے سپرد کئے جائیں۔ اور اُن سے ترکوں نے نہایت انسانیت اور رحمدلی کے ساتھ سلوک کیا

یہی کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ قریب چار سو قیدی ترکوں کے پاس ہیں۔ اور چار پانچ سو شہر کے باشندے بھی لاریسا میں ہیں۔ جن کے ساتھ ترکوں کا برتاؤ نہایت قابل تعریف ہے۔

ان لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ تین دن پہلے سے یونانی سپاہیوں نے شہر کو لوٹنا شروع کیا ہوا تھا۔ اور ان کی شورہ پشتی یہاں تک اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اکثروں نے بیکس عورتوں کی عصمت میں بھی خلل اندازی کی۔ اور اس معاملہ میں انہیں ہم مذہبی کا پاس بھی نہ رہا۔ اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ جب دو سپاہی آپس میں کسی امر پر بگڑ جاتے تھے تو علانیہ آپس میں جنگ ہو جاتی تھی اور کشت و خون کی نوبت پہنچ جاتی تھی

اسی کارسپانڈنٹ کی رائے ہے کہ لڑائی کا پہلا مرحلہ تو طے ہو چکا ہے اور متخاصمین کی حالت اور جوانمردی دیکھکر یہ رائے قائم کرنا کچھ مشکل نہیں کہ یونانیوں کیلئے مناسب بلکہ ضروری یہ ہے کہ وہ اس شوخ چشمی سے باز آئیں اور اپنے آپکو ترکوں کے رحم پر چھوڑ دیں چھوڑ دیں جسقدر روپیہ سرکاری بنک وغیرہ کا ہاتھ لگا ہے اُسکا یہ انتظام ہوا ہے کہ صندوقوں میں مقفل کرکے مہریں لگائی گئی ہیں اور اس کام کیواسطے ایک مجلس مسلمانوں کی قائم کی گئی ہے جس کے سپرد یہ اہتمام ہوا ہے پیر کی صبح کو سب عیسائی دکانداروں نے اپنی اپنی دکانیں کھولیں وہ سب معاملہ کی یہ صورت دیکھکر رضامند تھے۔

رپوٹر کا کارسپانڈنٹ جو عساکر عثمانیہ کے ساتھ لارلیسا میں داخل ہوا تھا لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ یونانی باشندے سب کے سب بھاگ گئے ہیں۔ مگر حسن اتفاق سے ایک ایسا شخص مجھے وہاں ملا جس سے کسی قدر حالات معلوم کر سکا اس نے بیان کیا کہ ہفتہ کی شب کو سب لوگ بھاگتے رہے فقط چند والنٹیر رہ گئے تھے جو اس تاک میں رہے کہ اپنی فوج نکلے تو ہم لوٹ مار شروع کریں چنانچہ ایسا ہی کیا کہ جہاں اپنی فوج نے قدم باہر نکالا وہیں ان بدبختوں نے جھاڑ پھیر شروع کر دی جیلخانوں کے دروازے کھولدیئے اور وہاں سے جسقدر بدمعاش آزاد ہوئے وہ بھی ان کے ساتھ تاخت و تاراج میں شریک ہو گئے اور خوب ہی جی بھرکر شہر کے باشندوں کو لوٹا جب کچھ سامان [illegible] تو مسلمان باشندوں کے مکان پر پہنچے وہاں [illegible] شروع کیں مختصر یہ ہے کہ یونانیوں نے بہت برا سلوک مسلمانوں سے کیا یہاں تک کہ جب کبھی ان میں سے کوئی بازار میں جاتا تھا۔ تو یہ انکی ٹوپیوں سے پھندنے توڑ لیا کرتے تھے

اسی کارسپانڈنٹ کی تحریر کے رو سے ظاہر ہے کہ لارلیسا سے یونانیوں نے جمعہ کی شب سے بھاگنا شروع کیا تھا۔ کیونکہ جو نہی اس سے کہ انہیں ملیلو کی شکست کی خبر ملی انہوں نے بھاگنے کی ٹھان لی تھی مشہور ہے کہ [illegible] پرنس نے ہر چند چاہا کہ ذرا ٹھہر کر [illegible] نہ مانا۔

اسی کارسپانڈنٹ کا بیان ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے مستحکم مقام سے یونانی یوں بھاگ نکلے جس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور نہیں ہو سکتی کہ ان کے حواس بالکل پراگندہ ہو گئے تھے۔

آگے چلکر ٹائمز کا کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ لارلیسا بذاتہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے کہ ترک جیسے شجاع سپاہیوں کی زد کی ایک عرصہ تک تاب لاسکتا جنکے سواروں کی پھرتی اور جنگی توپخانہ کی اعلے مشاقی ثابت ہو چکی تھی۔ البتہ اب جو مورچہ کو [illegible] یونانی فوج نے قائم کرلیا ہے [illegible] ایسا مقام ہے جہاں یونانی کچھ عرصہ تک اڑ سکتے ہیں یہ مقام ایک بڑا تاریخی مقام ہے یہیں قلب [illegible] شکست دی تھی اور پھر اسی جگہ سیزر نے سینٹ کی فوجوں کو جو پومپی کے تحت کمان تھی زیر [illegible] اپنے پرانے شعار کو نہ چھوڑا اسی طرح سابق میں بیرونی دشمنوں کے ہاتھ سے

بادشاہوں کو شکستیں دی تھیں ویسا ہی اب کے بھی ترکوں نے یونانیوں کو زک دی۔ ان حسابوں یونانی اپنے آبا و اجداد کی غلطی کا بدلا لینگے
اب مقام فرسالا پر چالیس ہزار یونانی فوج جمع ہے اور مورچہ بندی عام رائے کے مطابق سرحد کی مورچہ بندی سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ غازی عثمان پاشا واپس بلائے گئے ہیں ظاہر جب ابتدا میں صورت کسیقدر مشوش ہو گئی تھی تو انکا تقرر بحیثیت سردار اکبر عمل میں آیا تھا۔ مگر جب پے در پے متواتر فتح پر فتح ہونے لگی تو ادہم پاشا کی قابلیت پیش نظر رکھکر انہیں واپسی کا حکم آگیا۔ اور غازی موصوف کو یہ حکم مقام دیریا پر ملا جہاں سے وہ سلونیکا میں تشریف لیگئے۔ اب وہ اسی مقام پر احکام ثانی کے انتظار میں ٹھہرے ہیں
ترکوں کو شوق شہادت اس درجہ تک ہو رہا ہے کہ ایک لڑائی کے موقعہ پر البانیا کی دو پلٹنیں دور نکل گئیں تو ان کے افسروں نے ہر چند انہیں واپسی کا حکم دیا اور یہ سمجھایا کہ ایسے مقام پر جہاں دشمن کثیر تعداد میں قریب ہے اور ہماری کمک بہت مسافت پر ہے زیادہ رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ مگر انہوں نے یہ کہکر کل شبانہ روز وہیں مقام کیا کہ ترکوں کیلئے لڑائی سے واپس آنا ان کی وضع کے خلاف ہے"۔

یونانی افواج کا بھاگنا

ریوٹر کا کارسپانڈنٹ مقام اتھنز سے لکھتا ہے میں ابھی چند روز ہوئے یہاں آگیا ہوں اور اسلئے یہیں سے ان حالات کو لکھونگا جو میری آنکھوں کے سامنے وقوع میں آئے تھے میں اپنا خط جمعہ کے روز مقام ٹرنوو سے لکھا تھا اس روز دن بھر میں طرفین کی برابر لڑائی دیکھتا رہا اس میں کچھ شک نہیں کہ یونانیوں کا ہمیشہ اقبال یہ لشکر قائم رہا مگر ترکوں نے ہمت کا ستیاناس کر دیا تھا اور برابر دو میل تک موضع کوٹادی میں مارتے مارتے آگئے تھے جب شام ہو کے چھ بج گئے تو عام خیال یہ تھا۔ کہ اب لڑائی میں کچھ وقفہ پڑ گیا ہے مگر ہمارے دیکھتے دیکھتے ترکوں کی دو چھوٹی توپوں نے مقام کوٹادی اور ویلیر پر سخت آتشباری شروع کر دی اور اسی جانب سے انکی ایک اور جمعیت نمودار ہوئی اور یونانیوں کی فوج پر آتشباری کرنے لگی اور ایک پہاڑی توپخانہ ویلیر اور کوٹا کے درمیان نصب کر دیا۔ اسی اثنا میں یونانیوں کی آتشباری میں ضعف کے آثار نظر آنے لگے اور ہمارا خیال یہ تھا کہ فریقین کا سامان یہیں اٹکا رہ گیا اور کوئی فیصلہ نہ ہوا مگر ایکا ایک کوٹادی کے عقب کے جنگلوں میں ترکوں کا ایک زبردست رسالہ کمین سے نکلا ہوا نمودار ہوا اور میدان میں آکر دیگر چند سواروں کے دستوں سے جو نالہ [illegible] سے آ رہے تھے شامل ہو گیا۔ ان سواروں نے جو برق و باد کیطرح آ رہے تھے آتے ہی موضع کوٹادی اور ویلیر میں آگ لگا دی اور ایکساں ان کی آن میں جہاں تک نظر کام کرتی تھی سوا آگ کے شعلوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا
اب مجھے یقین ہو گیا کہ کل صبح پھر لڑائی شروع ہو گی چنانچہ اسی غرض سے میں شب کو موضع ٹرنوو میں چلا گیا اور وہاں جا کر ایک مکان میں جا ٹھہرا جو ایک دیہات میں واقع تھا میرے ساتھ لفٹننٹ ومٹن بھی تھا جو سوئیڈن سے بغرض سیر جنگ آیا ہوا تھا جب رات کے گیارہ بجے تو میرے دل میں خیال آیا کہ سونے سے پہلے ایک نظر میدان جنگ کو دیکھ لوں چنانچہ میں باہر نکلا اور سیر کرنے لگا۔ اتفاقاً میری نظر ایک بارود کی گاڑی پر پڑی جو میدان جنگ کیطرف سے واپس آ رہی تھی مجھے دیکھکر تعجب ہوا کہ یہ بارود سے لدے چھکڑے کیوں واپس آ رہے ہیں جب میں نے اسکی بابت لوگوں سے پوچھی تو معلوم ہوا کہ یہاں سے عقب ہٹنے کا حکم آگیا ہے کہ ترک

کورتسوالی سے درعالیاس کے سپہ سالار بڑی جمعیت کیساتھ گھوڑے اڑاتے ہوئے آرہے ہیں اس لئے اس مقام سے فوراً بھاگ جانا چاہئے
چنانچہ تعمیل اس حکم کے کل یونانی فوج بھاگ گئی ہے میسرہ کے چند نقیب اسیت جمعیتیں تو پہلے ہی فرار ہوگئی تھیں - رہا قلب میمنہ سو وہ
لاریسا کیطرف فرسکا رکی سڑک کے رستہ سے لوٹ مار بھاگ رہے ہیں اور کرون پرنس اور جنرل سمکرس وہاں پہلے ہی سے پہنچکر اپنے ڈیرے
ڈال چکے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ آٹھ بجے شب سے ہوا ہوگا کیونکہ ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے یہ حکم ہوا تھا کہ ممالک غیر کے
والنٹیر لاریسا کیطرف بھاگ جائیں - چنانچہ وہ فوجی آئین کے مطابق نصف شب کو وہاں پہنچے -

اس بھاگڑ کیوجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یونانیوں کے میمنہ کو شکست کامل کرنیل سمولینجل تھا ترکوں نے ٹکڑے ٹکڑے
کرڈالا تھا - اور انکو ترکوں کے بڑھ جانے سے واقعی جان کے لالے پڑگئے تھے اور میسرہ کو جو کورتسوالی کے پہاڑوں پر تھا ترکوں نے پہلے ہی
شکست دی تھی - چونکہ میری گاڑی بخط وغیرہ لیکر پہلے ہی لاریسا کو روانہ ہو چکی تھی اس لئے میں نے اور لفٹننٹ ویسٹرن نے عزم
کرلیا کہ ہم پیادہ ہی جائینگے ابھی ہم کوئی میل بھر چلے ہونگے کہ اسٹنڈرڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ گاڑی میں سوار ہمیں ملے -
اُس نے مجھے اپنی گاڑی میں بیٹھنے کو کہا اور ہم نے اسکی دعوت کو قبول کیا - کوئی میل یا ڈیڑھ میل گئے ہونگے کہ ہمیں اسی راستہ میں یونانی
سپاہی بھاگتے ہوئے دکھائی دیئے انکی حالت ناگفتہ بہ تھی پاؤں میں آبلے پڑے ہوئے تھے چار دن کی فاقہ کشی و محنت شاقہ اور ترکوں
کی سخت آتشباری نے انہیں بالکل بیکار کر دیا تھا - اُن کے چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں اور ہوش و حواس بالکل مفقود تھے - وہ
ایسے دبک کر چپ چاپ جا رہے تھے - گویا انکے منہ میں زبان نہیں - حالانکہ یہ انکی عادت کے خلاف ہے - رات سخت اندھیری تھی
اور ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا تھا فقط جنوب و مشرق کیطرف سونیو کے ٹاوی اور دیلیجن میں جو آگ لگ رہی تھی - وہ بیچاروں کے لئے
روشنی کا سہارا تھا - رستہ میں کہیں یونانیوں کے توپخانے اور اُسکے متعلق گاڑیاں اور خچروں کی قطاریں اور ہزاروں اسباب
کے صندوق دکھائی دیئے جو ترکوں کی زبردست آتشباری سے جو ایک بہادر سے بہادر فوج کو عاجز کر دینے کی قدرت رکھتی ہے بے
بے ترتیب پڑے تھے ان کے ساتھ ہی بہت سی گاڑیاں دکھائی دیں جن میں یہاں کے باشندے کھچا کھچ بھرے تھے انکے شور
واویلا سے کلیجہ دہلتا تھا بیکس عورتوں اور معصوم بچوں کی حالت نہایت درد انگیز تھی - اور اس طوفان بے تمیزی میں فوجی اور غیر
فوجیوں میں کوئی تمیز نہ تھی - سب کے سب بکمال بے قاعدگی اور پریشانی کے ساتھ بھاگنے میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے - ایسی
مصیبت میں اورونی رنگروٹوں کی مایوسانہ چیخیں زخموں پر نمک کا کام دیتی تھیں جس مقام پر قزل کارا اور ترنوو کی سڑکیں ملتی
ہیں وہاں بہت سے آدمی جمع ہوگئے - اور بباعث قلت مکان آس پاس کے مزروعہ کھیتوں کا سخت نقصان ہوا
اب یہ بگھوڑے اپنی جانکاہ مصیبتوں کو بھول گئے اور بجائے اپنے حال پر نوحہ کرنیکے افسروں کو ان کی نالائقی کے
واسطے گالیاں دینے اور ملامت کرنے لگے اور وہ وہ لعنتیں اور پھٹکاریں دیں کہ جن کا کوئی ٹھکانا نہیں
اسوقت ہماری گاڑی نہایت آہستگی کیساتھ ہزاروں ناکردہ گناہ اور مسکین عورتوں اور بچوں میں سے گذر رہی تھی جنکے
اسباب کی گٹھڑیاں لدی ہوئی تھیں - اور جو کمال بے ترتیبی اور سراسیمگی سے اپنی جانیں بچانیکے لئے نکلے تھے - ان میں سے

تو وحشت زدہ ہو کر بھاگتے جاتے تھے اور بعض مارے خوف و ہراس کے قدم تک نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں پر ہمیں ٹائمز کا کارسپانڈنٹ
ملا اور ہم نے اُسے اپنی گاڑی میں بٹھا لیا۔ کیونکہ اُسکا اپنا گھوڑا اور سارا اسباب کھو گیا تھا۔ اور وہ خود بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک
پہنچا تھا۔ میں نے اُسے اشارہ سے دکھایا کہ یونانی درہ بوغازی پر برقی روشنی کے ذریعہ سے اپنے سپاہیوں کو واپسی کا حکم دے
رہے ہیں۔ میں ابھی یہ دکھا نہ چکا تھا۔ کہ اتنے میں ایک سخت شور ہوا جسنے فوج کے رہے سہے اوسان بگاڑ دیئے۔ یہ آواز اُس سڑک کیطرف سے اور آس پاس
کے کھیتوں سے آ رہی تھی جہاں قافلوں کے قافلے مفلوک یونانیوں کے جا رہے تھے۔ پہلے تو کوئی مفہوم اُس آواز کا معلوم نہ ہوا۔ مگر بعد میں
جب آواز قریب تر ہو گئی تو یہ سنائی دیا "کہ ترک پھر آ پڑے" ابھی اس وحشتناک خبر کے حق و باطل قرار دینے کا وقت ہی نہ ملا تھا۔ کہ اتنے میں کوئی
دس بارہ گھوڑے بے سوار دو کے بگٹٹ دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے جو بائیں طرف سے سرتوڑ آ رہے تھے اور اُن کے ساتھ بہت سے
سپاہی بھی تھے جو کمال بدحواسی میں باواز بلند کہتے جاتے تھے کہ "بھاگو بھاگو ترک آ پہنچے"۔ ایسے وقت میں جبکہ تاریکی اپنے پورے جوبن پر تھی
اور بھاگنے والوں کے دل پہلے ہی سے اندر ہی اندر بیٹھے جاتے تھے اور ہوش و حواس غائب ہو رہے تھے۔ اور عقب میں کوئی دستہ سواروں
کا بھی نظر نہ آتا تھا جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کر سکیں اس ہولناک آواز نے صور اسرافیل کا کام کیا جس کا یہی نتیجہ ہوا کہ سب
کے سب یکبارگی آگے کو ٹوٹ پڑے اور وہ بے ترتیبی عمل میں آئی جسکا مفصل بیان میں آنا ناممکن ہے لوگ کمال بیرحمی سے جانوروں کو
تیز چلنے یا آگے سے ہٹ جانے کیلئے مار رہے تھے۔ عورتیں اور بچے اور جوان و سپاہی ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے
اور ہر ایک دوسرے پر بھاگنے میں سبقت کرتا جاتا تھا۔ سینکڑوں اس کشمکش میں زمین پر گر پڑے۔ اور گاڑیوں گھوڑوں اور آدمیوں کے تلے
آ کر کچلے گئے۔ بیسیوں چھکڑے جن میں فوجی سامان اور دیگر خانہ داری کے اسباب بھرے تھے الٹ گئے اور اُنکے ساتھ ہی گھوڑے بیل خچریں گدھے
کیسے کیسے طعمہ اجل ہوئے۔ ہماری گاڑی پر بھی دو سپاہیوں نے سوار ہونے کا ارادہ کیا جب ہم نے انہیں منع کیا تو انہوں نے چاہا
کہ اپنی بندوقوں سے ہمیں مار ڈالیں چنانچہ جب دھمکی دیکر سوار ہوئے تو اُن کے بوجھ سے ہماری گاڑی جسپر آگے ہی فوق العادت بوجھ
لدا ہوا تھا الٹ گئی اور ہم سب کے سب گر گئے اور گاڑی بالکل چکنا چور ہو گئی میری ٹانگ میں ضرب آئی مگر اسی حال سے افتاں و خیزاں
چل پڑا یہاں میرے سب ساتھی اندھیرے میں مجھ سے جدا ہو گئے۔ فقط ایک ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مجھے مل گیا باقی نہ معلوم کہاں گئے
اسوقت یہ جگہ میدان محشر کا نمونہ تھا۔ جسے قیامت صغریٰ کہنا مبالغہ میں داخل نہیں بدحواس سپاہی ملکر آس پاس کے زمیندار بے چارے
اپنے ہموطنوں پر گولیاں چلانے لگے۔ چاروں طرف سے بندوقیں چل رہی تھیں اور مظلوم عورتوں اور بے زبان حیوانوں کے سینے اُن کے
آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے درہ شپکل اور پلونا کے مشہور و معروف کشت و خون دیکھے ہیں ولیکن یہ خونریزی اور
بے تمیزی جو یہاں آ کر دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ عمر بھر یاد رہیگا۔ تمام میدان میں ان بزدلوں کی بندوقوں سے چراغاں ہو گیا تھا۔
میں ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا ایسے وقت میں ساتھ قائم رکھنا ضروری سمجھکر اسے ایک کھائی کیطرف سڑک کے ایک کنارے پر
لے گیا۔ مگر وہاں بھی دم لینے کی مہلت نہ ہوئی اور لوگ پھر آ پڑے اور ایسا ریلا کیا کہ ہم دونو خندق کے اندر گر پڑے اور دس بارہ
آدمی مجھ پر آ پڑے۔ جب میں نے مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور اٹھ کھڑا ہوا تو دیکھا ایک سپاہی نے بلا وجہ مجھ پر اپنی

بندوق خالی کردی۔ اور اگر میں جلدی اپنے آپ کو گرا نہ دیتا تو یقیناً مر گیا ہوتا۔ یہ گولی فقط تین انچ میرے سر سے اوپر گذری۔

شہر جان تو بچ گئی۔ مگر رفیق سفر نہ معلوم کدھر کو چلا گیا۔ یہ ایسا وقت نہ تھا کہ میں اسکی تلاش یا انتظار کرتا ناچار تن بتقدیر میں
بھی جدھر کو منہ اٹھا چل پڑا۔ کبھی خندق میں گرتا تھا کبھی باہر نکل آتا تھا۔ اور مزروعہ کھیتوں میں جو ان بزدلوں کے ہاتھ سے ویران
ہو چکے تھے جا پہنچتا تھا۔ غرضکہ اسی بیم و رجا کی حالت میں افتاں و خیزاں میں دوڑتا نکل گیا۔ حالانکہ چاروں طرف سے
گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی یہ حالت کوئی تیس منٹ تک رہی اسکے بعد مغرب کیطرف سے بگل کی آواز آئی جس میں بندوقوں
کے فیر چلانا روکے گئے۔ مگر ایسے طوفان بے تمیزی میں ایسے حکموں کی جو تعمیل ہوا کرتی ہے وہ ظاہر ہے چنانچہ مدت مدید کے
بعد خدا خدا کر کے گولیاں بند ہوئیں اور بیچارے حواس باختہ رہگذروں کو فی الجملہ اطمینان کی صورت دکھائی دی یہ دار و گیر فقط کسی
خاص مقام پر محدود نہ تھا۔ بلکہ جتنے میل تک یہی عالم تھا چنانچہ میں برابر دیکھتا گیا۔ کہ رستے میں انسانوں اور جانوروں کی لاشوں کے پشتے
لگے ہوئے تھے۔ اور ہزاروں صندوق بارود و اسباب حرب کے کمال پریشانی اور بے ترتیبی سے پڑے ہوئے تھے ساتھ ہی الٹے
ہوئے چھکڑے گاڑیاں توپوں کے بستر سپاہیوں کے کمل اور بیشمار ٹین کے استعمالی بکس زمین پر جابجا نظر آتے تھے۔ خاصکر اسوقت سخت پریشانی
ہوتی تھی۔ جبکہ کوئی گھوڑا دوڑتا ہوا کسی ٹین کے بکس سے ٹکرا جاتا تھا۔ اور اسکی آواز سے ڈر کر کودنے لگتا تھا تو اسکے ساتھ اور جانوروں
کا بدلگام ہونا اور بیچارے بچوں یا مفلوک الحال عورتوں کا بدحواسی میں دوڑنا اور بسا اوقات جھپٹ میں آکر دب جانا واقعی آٹھ آٹھ
آنسو رلاتا تھا۔ جسقدر توپیں اور بارود کے صندوق رستے میں پڑے ہوئے تھے وہ رہگذروں کی طے مسافت میں اور سدراہ
ہوئے سواروں نے گھوڑوں کے تنگ اسغرض سے کاٹ ڈالے تھے۔ کہ وہ پورے زور سے دوڑیں اسپر قیامت یہ ہوئی کہ
اکثر پیادے گھوڑے کی طمع سے سواروں کو قتل کر کے آپ گھوڑے پر چڑھ جاتے تھے۔ بعض یونانی افسروں نے اگرچہ گلا
پھاڑ پھاڑ کر سپاہیوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا۔ مگر صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں کرنیل یا رمونچل جو پہلے سے لاریسا میں
پہنچا ہوا تھا۔ اگرچہ یہ حال سنکر واپس آیا مگر اسکی بھی کچھ پیش نہ گئی .... ایک
اور افسر لاریسا سے دریل اسطرف محض اسغرض سے آیا کہ لوگوں کو اطمینان دلائے۔ چنانچہ ایک کمپنی کے نصف سپاہیوں نے
ایک مقام پر ڈیرہ بھی کیا مگر باقی اسی حال سے لاریسا تک پہنچے۔

جس میں لاریسا میں پہنچا تو شہر میں سخت شور اور اضطراب تھا ہزاروں سپاہی بلالحاظ کسی فوجی آئین یا اپنے افسروں کے
حکم کے جہاں جسکا سینگ سمائے اسیطرف کو بالکل بے مہار چلے جاتے تھے اور جہاں اطمینان کی جگہ نظر آتی وہیں پڑ رہتے تھے یہاں کے
لوگوں کو رات کے دو بجے اس تباہی کا علم ہوا۔ اور اسیوقت اپنے اپنے مکان سے نکل کھڑے ہوئے ایک طالبہ کے والدین نے عالم
بدحواسی میں اپنے آپ کو بندوق مارکر مار ڈالا۔ فقط ترکوں کا نام ان کی وحشت اور ہراس کا سبب ہو جایا کرتا تھا۔ جہاں کسی نے
لفظ ترک منہ سے نکالا انکے ہوش اڑ جاتے تھے۔ رات بھر یہی عالم رہا۔ البتہ جب پچھلے پہر چاند نے اپنی صورت دکھائی تو کسی قدر
امن کی صورت پیدا ہوگئی مگر صبح تک کم و بیش اضطراب رہا لیکن صبح ہوتے ہی وہ وحشت اور دیوانگی تو دور ہوئی۔ البتہ اس کا

اثر اتنا باقی رہا کہ اب لوگ اودھر اُدھر بازاروں میں پھرنے لگے اور آئندہ تدبیر کرنے پر مائل ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ اس امر کا صحیح اندازہ بہت مشکل ہے کہ کتنے آدمی اس دار و گیر میں کام آئے بعض ۱۰۰۰ بعض ۵۰۰ تخمینہ لگاتے ہیں۔ لیکن صحیح تعداد قائم کرنا بہت مشکل ہے البتہ اتنا لکھنا خالی از مبالغہ ہے کہ بہت سی گاڑیاں لاشوں سے لدی ہوئی جابجا نظر آتی تھیں۔

پانچ اخباروں کے کارسپانڈنٹ اس مصیبت میں گرفتار ہوئے تھے۔ اور حُسنِ اتفاق سے پانچوں صحیح و سالم جانبر ہوگئے۔ ان میں ایک تو ٹائمز کا اور دوسرا السٹریٹیڈ لنڈن نیوز کا۔ اور تیسرا مانچسٹر گارڈین کا اور ایک سویڈن کے ایک اخبار کا اور پانچواں میں تھا۔ ڈیلی کرانیکل کے کارسپانڈنٹ نے یہ ہوشیاری کی کہ رات بھر ٹرلو میں رہا اور جہاں سویا تھا۔ اُس مکان کی کھڑکی پر یونین جیک (نشان انگریزی) اس غرض سے لٹکا دیا کہ جب ترک آئینگے تو مجھے انگریز سمجھکر چھوڑ دینگے۔ وہ ہم سے کسی قدر بعد لاریسا میں پہنچا۔ السٹریٹیڈ لنڈن نیوز کے کارسپانڈنٹ کی سب تصویریں نقد و جنس اور اسباب غارت ہوگیا۔ اور وہ فقط یک بینی و دو گوش لاریسا تک پہنچا

صبح کیوقت ایک فرانسیسی بھگوڑے نے لاریسا کے چوک میں یہ شور مچانا شروع کیا کہ یونانیوں کی اس واپسی میں ایک فوجی حکمت مد نظر تھی۔ خیر یہ اُسکی فضول گوئی ہے۔ بات تو یہ ہے کہ جہاں جہاں یونانیوں نے ترکوں کا مقابلہ کیا ہے وہاں وہ دستی سے اڑے رہے مگر اُن کا جنرل ترکی جنرل کی لیاقت اور تدبیر کے پایہ کا نہ تھا۔

؎ کہاں اُس نوجوان کے نازکی طاقت تمہیں من ۔ ابھی سر رشتہ تو ہو جو چرخ پیر تو کھینچو ❊

اُس کی چال زبردست پڑی اور یہ میدان ہار گیا۔

اسوقت افسروں نے یہ کوشش کی کہ اپنی پراگندہ فوجوں کو حتی الامکان ترتیب دیکر جنوب و مغرب کے راستہ فارسلا پر کھینچ دیں چنانچہ بہت سے بھوکے سپاہیوں کو بے آب و دانہ روانہ بھی کر دیا بعض اُن میں سے ایسے بھی تھے جنہوں نے روٹی کا ٹکڑا جمعہ کے دن سے نہ چکھا تھا
اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سرحد کی ساری لائن جو سمندر سے مقام ریونی تک تھی وہ یونانیوں کے ہاتھ سے نکل گئی ہے البتہ ریونی سے لیکر ایپیرس تک ابھی یونانیوں کا قبضہ ہے۔ اگر ادہم پاشا کو یہ خبر ہوتی تو وہ ضرور اپنے سواروں کو آگے بڑھاتا اور ریلی کی طرف و ولو اور لاریسا کی ریلوے لائن قطع کر دیتا مگر چونکہ ایسا نہ ہوا۔ اس لئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اُسکو خبر نہ تھی یا کوئی اور گہری حکمت ہوگی۔ اتنے میں ایک تار اس مضمون کا آیا کہ زخمی سپاہیوں کو ایک سپیشل ٹرین و ولو بھیجدو۔ اور ایک اور سپیشل ٹرین میں کروان پرنس مع اپنے سٹاف کے فارسلا کو براہ ولسٹینو روانہ ہوئے۔

جسوقت یہ خبر عام ہوئی کہ لاریسا سے بھاگنا چاہئے اُسوقت کیفیت سخت دردانگیز تھی الہ دات کا سماں پھر آنکھوں میں آگیا۔ اور وہی نقشہ بعینہ دکھائی دینے لگا ہزاروں باشندے عالم یاس میں گم صم کھڑے تھے زبانیں تالو سے لگ گئی تھیں اور وہ ہاتھوں سے اپنے گلے پکڑ کر ترکوں کو دکھاتے تھے جس سے اُنکی مراد یہ تھی کہ ترک آکر ہمارے گلے کاٹ ڈالینگے مگر اسوقت اس حسرتناک نظارہ پر ترس کھانے یا غور کرنے کی فرصت کسے حاصل تھی۔ آناً فاناً ہزاروں آدمی شہر سے باہر فارسلا کی سڑک پہ غول کے غول سخت سراسیمگی کی حالت میں نظر آتے تھے

بعض خوش نصیبوں کو اسباب اور بچوں کے لئے گاڑیاں اور چھکڑے مل گئے تھے مگر اکثر عورتیں اور ننھے ننھے بچے یا پیادہ اسباب کی گٹھریاں سر پر لادکر روتے چیختے اور دھاڑیں مارتے جا رہے تھے۔ اور ہر ایک کی زبان سے یہ کلمہ نکل رہا تھا کہ ہائے بیچارے یونان تیرا کیا حال ہوا جس سے یہ مراد تھی کہ وہ فقط اپنی تباہی نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ قوم کی غارت خیال کر رہے تھے۔

اسکے بعد ایک اور سپیشل ٹرین وولو کیطرف روانہ ہوئی جسمیں فقط چھکڑے لگے ہوئے تھے۔ اس گاڑی میں قریب تین ہزار باشندے سوار ہوئے جنہیں اعلیٰ گاڑی کی کچھ تمیز نہ تھی باہر کے والنٹیروں نے اپنے ذمہ اُن لوگوں کی حراست لی جو بباعث ضعف یا ناتوانی اس ٹرین میں سوار نہ ہو سکتے تھے۔ اُسوقت ان بیکسوں کی مایوسانہ نگاہیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں۔ جو بار بار پھر کر وحشت زدہ نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ کہیں سرکیشیا کے سوار نہ آپڑیں۔ بہت سے لوگ بلا انتظار کسی ریل کے اوّل وقت پا پیادہ چلے گئے اُنہیں سے جہانتک ممکن ہوا راستہ میں ایک گاڑی پر سوار کئے گئے جو مقام وولو سے محض اسی غرض سے روانہ کیگئی تھی۔ ڈیڑھ بجے دن کے لاریسا بالکل خالی ہو گیا چونکہ لاریسا میں انتظام حمل سپاہ مفقود تھا اسلئے میں وہاں سے وولو چلا گیا جو چالیس میل کی مسافت پر واقعہ ہے جہاں میں سنیچر کے روز قریب سہ پہر پہنچا۔ وہاں جاکر میں نے ویسی ہی وحشت اور اضطراب کا معاینہ کیا جو لاریسا میں تھا۔ ہزاروں آدمی جانیں بچانے کیخاطر لحظہ بلحظہ جمع ہوتے جاتے تھے اور عام طور پر یہ بات شہرت پذیر تھی کہ ترک تھوڑی دیر میں یہاں پہنچا چاہتے ہیں۔ بندر میں سوائے ایک سرکاری جہاز کے اور کوئی سٹیمر نہ تھا۔ اور یہ جہاز بھی اُسی دن محض زخمیوں کو سوار کرکے ایتھنز لیجانیکے واسطے آیا ہوا تھا۔ البتہ چھوٹی چھوٹی بہت کشتیاں تھیں جن میں متموّل اور آسودہ آدمیوں کو اُنکے اسباب سمیت جگہ مل گئی جو جزیرہ یوبیا اور دیگر جزائر کیطرف بھاگ گئے اُن لوگوں کیا بجز چند کے سرکاری جہاز کی ڈیک پر بھی جگہ نہ مل سکی۔ میں نے چاہا کہ وولو سے تار بھیجوں۔ مگر یہ نہ ہوسکا اسلئے میں نے ٹھان لیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر کسی ایسے مقام پر جاؤں جہاں سے خط و کتابت ممکن ہو۔ چنانچہ ایک کشتی بھی مل گئی لیکن جب میں اسکے اندر بیٹھ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں نے بڑے زور سے شور و غل کیا کہ باہر آجاؤ یہ کہتے ہی بہت سے آدمی حملہ کرکے میری کشتی کے اندر آگئے اور مجھے زور سے باہر نکالا۔ اُن کی غرض اس سے یہ تھی کہ جب ہم جان بچا نہیں سکتے تو کسی اور کو کیوں ایسا موقع ملے چنانچہ اُنہوں نے زور سے آواز دی "ہم سب ایک ساتھ مرینگے"

اسوقت مسٹر مرلینی انگریزی وایس کونسل نے مسٹر ایجرٹن سفیر انگریزی متعینہ ایتھنز کو تار دیا کہ یہاں صورت بہت نازک ہو گئی ہے اور اُن سے درخواست کی کہ ایک جنگی جہاز ہماری حفاظت کے لئے بھیجدو

اب زخمیوں کو دونوں ہسپتالوں یعنی فوجی ہسپتال اور مسٹر رالی اور مس رائڈر اور ڈنبر کے ہسپتال سے گھاٹ پر لیگئے اسمیں بھی خوف تھا کہ کہیں اس جہاز پر بھی باشندے اُسیطرح حملہ نکریں اسلئے رات کو بندرگاہ میں لیگئے اور زخمیوں کو ڈاکٹروں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار کرکے وہاں تک پہنچایا جو جہاز جس کا نام تھسلیا تھا آدھی شب کے وولو سے روانہ ہوا جہاں فقط چند زخمی سپاہی مس رائڈر اور ڈنبر کے چارج میں رہے۔ مگر بعد میں یہ لوگ بھی انگریزی کونسل کے پاس آگئے اور مسٹر رالی نے یہ خوف دکھایا کہ اپنے ہسپتال میں جو کچھ حفاظت کی ضرورت ہوگی وحشت اور اضطراب کی یہی حالت رہی اور دوسرے روز اتوار کو حالات کے

یونانیوں کا الیسٹر تھا لیکن لوگوں نے کوئی خوشی کا اظہار نہ کیا جو اس دن کو ہمیشہ رسماً ہوا کرتی تھی اس روز حالانکہ ایک توپ بھی مارسیلیا سے پہنچ گئی۔ مگر لوگوں کی وحشت میں کچھ کمی نہ ہوئی

اس توپ کو کوئی گھوڑا یا کوئی اور جانور کھینچکر نہ لایا تھا بلکہ چند آدمی اور بہت سے لونڈے لئے آتے تھے اور ایک سپاہی ان سب کا نگران تھا۔ بعد میں چند توپیں وولو سے جہاز میں روانہ کی گئیں اس سے لوگوں کو کوئی اطمینان نہ ہوا۔

رات کیوقت بہت سی کشتیاں غائب ہو گئیں۔ چونکہ مجھے کوئی اطمینان نہ تھا کہ پیریس میں کس وقت پہنچ سکوں اس لئے میں نے مناسب خیال کیا کہ ایک کشتی کرایہ پر لیکر لوپس میں جو جزائر اوری میں واقع ہے چلا جاؤں جب میں وہاں پہنچا تو بخط مستقیم ایڈی سوس میں چلا گیا۔ وہاں ایک اور کشتی لی جس پر سوار ہو کر مقام کالیکس میں پہنچا اسکے پہنچکر ایک اور کشتی لی اور اس میں بیٹھکر اور دلیس میں پہنچا یہاں سے بذریعہ خشکی میں اتھنز میں پہنچا اور حالت میری یہ تھی کہ کامل چار روز اور پانچ شب میں میں نے اپنے کپڑے یا بوٹ نہیں اوتارا تھا۔

ایک انگریز والنٹیر کے مشاہدات

اخبار ٹائمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ اتھنز حسب ذیل تحریر کرتا ہے: مجھکو جنگ ملونا کے عجیب حالات ایک ایسے شخص سے پہنچے ہیں

جو خود لڑائی میں شریک تھا۔ یہ شخص ایک انگریز والنٹیر تھا جو اب اتھنز کے ہسپتال میں ایک زخم سے بیکار ہو کر پڑا ہوا ہے۔ اور یہ زخم اسکو جنگ [illegible] لگا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ غیر ملکی والنٹیر لاریسا کی بارکوں میں بدھ کی شام تک ٹھیرے ہوئے تھے وہیں ایک ہفتہ تک ان کو آرام رہا اور وہ سب کے سب اس بوجہ تعویق سے اکتا گئے آخر الامر نصف شب کے وقت کوچ کا حکم آگیا اور لوگ خوش خوش روانہ ہوئے مگر انہیں کیا خبر تھی کہ آگے کیا ہوگا۔ رستہ سخت ناہموار تھا۔ اور جابجا پتھر و سنگریزے پڑے تھے اور سب کے سپاہی آبلہ پا ہو گئے تھے بعضوں کا تو یہ حال ہوا کہ اس آبلہ پائی کے سبب سے وہ آگے جا نہ سکے اور مجبور ہوئے کہ وہیں رہ جائیں طلوع آفتاب کے وقت یہ لوگ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جو یونانیوں کے مورچہ منصوبہ مقام ملونا کے مغرب میں واقع تھا ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ترکی توپخانہ سے آتشباری کا آغاز ہوا۔ مگر چونکہ یہ والنٹیر پہاڑ کی آڑ میں تھے اسلئے وہ گولوں کے [illegible] سے محفوظ رہے [illegible] توپیں چلتی رہیں مگر تعجب یہ ہے کہ یونانی افسر بکثرت مارے گئے یہانتک کہ ہر پانچ پانچ [illegible] میں ایک افسر ضرور [illegible] جمعرات کو دن بھر توپ کی لڑائی رہی اور ایک بندوق بھی فریقین میں سے کسی نے نہیں چلائی شب کو یونانیوں نے اپنی پیادہ فوج کو [illegible] مقامات پر نصب کر دیا کیونکہ احتمال تھا کہ ترک شبخون کرینگے جب آتشباری بند ہوئی ہم نے چاہا کہ ذرا آرام کریں مگر خیمے نہ ہونے کے سبب سے اپنے کمبل لیکر زمین پر پڑ رہے یہاں ہم بہت بری حالت میں اٹھے بدن پر شبنم تھا اور سردی کی مارے ہڈیاں ٹھٹھر گئی تھیں۔ دو وقت معلوم ہوا کہ ترک بہ نسبت ہماری پیادہ فوجوں پر حملہ کر رہے ہیں پہلی لڑائی تو نہایت مختصر تھی فقط بیس ہزار گولیاں چلیں دو نو میں ترکوں کو شکست ہوئی۔ اور انہیں واپس جانا پڑا اور صبح نو بجے یعنی جمعہ کی صبح کو معاملات کی صورت میں کوئی تغیر واقعہ نہ ہوا تھا اور ہم لوگ اپنے [illegible] مقامات پر قائم تھے طلوع آفتاب کے وقت فریقین کے توپخانہ نے آتشباری شروع کی۔ مگر ترکوں

جہاں سے دریا کا گذر ہوتا ہی اگرچہ ان دنوں میں خشک پڑا تھا میں سمجھ ہی جاتا تھا - کہ مجھے ضرب آئی ہے مگر ایسے نازک وقت میں بڑے بھاری حزم اور احتیاط سے بعید نہ تھا - یا یوں کہیں کہ خود اپنی مرگ کا بہانہ لیا تھا - اسلیئے ہزار جتن سے ہر قدم پر ٹھوکریں کھاتا میں لاریسا میں جا پہنچا یہاں حالت کیا بیان کروں کہ کس درجہ بدانتظامی اور بدسلیقگی تھی جس وقت میں ایک بازار میں افتاں وخیزاں جا رہا تھا - تو یکایک غول کے غول سپاہیوں نے ایک شراب خانہ کا رخ کیا اور مجھے بھی اُسی میں دھکیل دیا وہاں جا کر میں نے شراب پی جب وہاں سے نکلا تو رستہ میں ایک مکان مجھے دکھائی دیا میں بے تکلف اُسکے اندر چلا گیا اور ڈیوڑھی کے پاس فرش پر اندر پڑا لیٹ گیا - چونکہ تکان راہ اور طرح طرح کے درد کے مارے چور ہو رہا تھا - مجھے وہیں نیند آگئی جب کچھ عرصہ کے بعد میں بیدار ہوا تو اب مجھے معلوم ہوا کہ میری زخم خوردہ ٹانگ میں بالکل جنبش نہیں خوبی قسمت سے مجھے وہاں ایک انگریزی اخبار کا کارسپانڈنٹ دکھائی دیا - وہ مجھے دیکھتے ہی ڈاکٹر کو بلانے چلا گیا - ابھی اسے گئے ہوئے کوئی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا - کہ وہ اپنی گھوڑی کو سرپٹ دوڑاتا ہوا میرے پاس آیا اور یہ ہولناک خبر سنائی کہ میں کیا کروں ترک آگے بڑھے آتے ہیں - میرا اسجگہ پر مزید قیام خالی از خطرہ نہیں اسلیئے میں جاتا ہوں میں نے ہمت کر کے اپنے ہاتھ بڑھائے اور اُسکی گھوڑی کی گردن میں ہاتھ ڈال کر ساتھ چلنے کو تیار ہوا - اُسنے بھی ناچار گھوڑے کو تیز کیا اور میں اس بیتابی سے اُسکے ساتھ چل پڑا - آگے چل کر حسن اتفاق سے ایک اور انگریزی کارسپانڈنٹ ملا جس کے پاس ایک بائیسکل تھا - اُس نے مجھے اُس پر بٹھا دیا - اور میں نے ایک ٹانگ سے اُسے چلایا اور اسطرح خدا خدا کر کے ریلوے سٹیشن پر آپہنچے - یہاں وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور میں ایک گاڑی میں بیٹھ گیا - ریلوے سٹیشن پر ایک ہولناک مجمع تھا - فوجی اور ملکی افسر عورتیں - بچے دیہاتی اور شہری سب ملے جلے تھے اور گاڑی میں جگہ حاصل کرنیکے لیئے ایکدوسرے جان کے دشمن بنے ہوئے تھے سپاہی نہایت بزدلی اور کمینہ پن سے معصوم بچوں اور بیکس عورتوں کو زور سے نکال نکال کر اپنا اُنکی جگہ لے لیتے تھے بے قاعدگی اور بے سلیقگی اس زور پر تھی کہ جو سپاہی سٹیشن پر نگرانی اور انتظام کیلئے متعین ہوئے تھے وہ بجائے پہرہ دینے کے خود ہی گاڑیوں میں کود پڑے اور جنہیں اندر جگہ نہ مل سکی وہ بے تکلف چھتوں پر جا بیٹھے اور جنہیں [illegible] نہ آدمی - انہوں نے یہ کمال کیا کہ ان بالا نشینوں پر مسلسل گولیاں چلائیں (راہ سے ہمدردی اور [illegible]) اور ان صاحبوں نے بھی اُن کا جواب گولیوں سے بخوبی دیا - اور اسطرح گاڑی سٹیشن سے چلی گویا ایک مردہ خانہ تھا یا ایک میدان کارزار تھا جو حرکت کر رہا تھا - جو لوگ اس گاڑی میں نہ جا سکے اُنکی مایوسی اور نا خوشنودی سخت دردانگیز تھی - اُن کے چہروں پر مردنی چھا گئی اور اس وحشت میں جو انتشار اُسوقت سے ہو رہا تھا - جب گولیوں کی آواز شہر کے نواح کے قریب تر آنے لگی کیونکہ یقین ہو جاتا تھا - کہ ترک اب بالکل متصل آگئے ہیں - بہت سے افسر اور سپاہی [illegible] جانے کے لئے والسٹینو میں اتر پڑے جب ہم وولو میں پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر قریباً ایک ہزار آدمی کے محض اپنے احباب اور عزیزوں کے نیک و بد کے حالات دریافت کرنے کے لئے آئے ہوئے تھے میں وہاں سے ریڈ کراس ہاسپٹل کے انتظام میں چلا گیا - یہاں مجھے بہت آرام ملا -

ہمارا خاص کارسپانڈنٹ مقام [illegible] پہنچا [illegible] کو موڑ اس ساری رات کوچ کر کے چلا آیا تھا - کہ اس [illegible] کے گھڑ سوار [illegible] خود بخود چھوڑ گئے تھے کہ یکایک ترکوں نے جنگی جمعیت سات ہزار جوانوں کی تھی اُس پر حملہ کیا - یونانی فوج باوجودیکہ [illegible] مقابلہ میں بگڑی [illegible] مگر جب شام ہوئی اور بارود

اور سامانِ جنگ بھی پاس نہ رہا تو ناچار پیچھے ہٹنا پڑا۔ یونانیوں کے ڈیڑھ سو سپاہی کام آئے اور زخمی بھی بہت ہوئے آج
صبح (ہفتہ) کو یونانی دو رجمنٹیں پیادوں کی اور ایک ایرڈلی رجمنٹ اور چھ توپیں پھر میدان میں لائے اور ترکوں نے خود بخود
پھر یہ مقام چھوڑ دیا ہے۔ ترکوں نے سب یونانی قیدیوں کو مسخ اور قتل کر دیا ہے مگر قسطنطنیہ میں اس آخری خبر
کی تکذیب نہایت حقارت سے کی جاتی ہے (العہدۃ علی الراوی)

افواج متعینہ جینینا کے کمانڈر نے قسطنطنیہ میں یہ تار دیا ہے کہ ہفتہ کے روز ساڑھے سات گھنٹہ کی سخت لڑائی کے
بعد ہماری فوج نے قلعہ بیش یونار پر قبضہ کر لیا ہے۔ جہاں یونانیوں نے مورچہ بندی کر رکھی تھی اور جس جگہ پر وہ ہماری سرحد مقام
لوروس سے عبور کر کے قلعہ نشین ہو گئے تھے بعد اس فتح کے ہماری فوج نے مقام پنٹی پیگوڈیا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔
یونانیوں کے تین سو آدمی اس لڑائی میں کام آئے اور ۲۱۹ زخمی ہوئے اور ۴۲ زندہ گرفتار ہوئے اور ترکی
سپاہیوں میں سے ۱۸ شہید اور تین زخمی ہوئے اور ہماری فوج کو بہت سی بندوقیں اور سامان حرب ہاتھ لگا۔

اب یونانیوں نے قریب و جوار کے مقامات پر مورچہ بندی کی ہے ہمارا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں البانیہ کے سپاہی کسی بات پر بگڑ بیٹھے
تھے اور شہریوں کو بھی دھمکایا تھا مسلمانوں نے نکلنا شہر چھوڑ دیا۔ ممالک غیر کے قونصلوں نے اطلاع دی کہ عیسائیوں کی حالت
نہایت نازک ہے اور جہیں بھی اپنی جان کا خطرہ ہے کیونکہ والی شہر کے باشندوں کو بندوق اور بارود نہیں دیتا تاکہ اہل البانیا کی بندوق کو
نکال باہر کریں پس سفیران ممالک غیر نے بابعالی میں درخواست کی کہ بہت جلد شہریوں کی حفاظت کا انتظام کیا جاوے۔ لیکن سب باغی
سپاہی رستے پر آگئے ہیں۔ اور بجا آوری احکام پر آمادہ ہیں روا رہے انصاف یہاں تو بنی نوع انسان کی ہمدردی نے فرشتہ طینت
سفیروں کو بابعالی میں درخواست دینے کے لئے مجبور کیا کیونکہ عیسائیوں کو ہتھیار نہ ملے تھے کہ وہ مسلمانوں کو قتل و غارت کریں
اس وقت وہ صفات ملکی کہاں گئے تھے جب سر بازار مسلمانوں کی ٹوپیوں کے پھندنے اکھاڑتے تھے اور انہیں بڑا
گالیاں دیتے تھے سچ ہے۔ ع تم وہ ظالم کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہم کو

ایتھنز کی حالت اگرچہ پیرس کی طرف سے کچھ بری خبریں موصول نہیں ہوئیں مگر پھر بھی یہاں کی حالت سخت نازک ہے
مجلس الوزرا نے شہر کے باشندوں کے پاس درخواست کی کہ سب مسلح ہو کر سرحدی فوج کی امداد
کریں اور سنا ہے کہ فقط ایتھنز میں تیس ہزار بندوقیں جمع ہو گئیں ہیں۔ صیغہ داخلیہ نے حکم دیا ہے کہ تمام ملک میں فوجی جماعتیں قائم کی جاویں
سرحد پر نئی فوجیں بھیجنے کا اہتمام بڑی سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ اور ایتھنز کی پولیس بھی اس کام کیلئے مسلح ہو رہی ہے شہری پولیس بھی جلد
بھیجی جاتی ہے۔ مگر چونکہ قیدیوں نے جیلخانوں کے قفل توڑنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس لئے یہ تجویز بالفعل موقوف رہی۔ مونٹ کالکیس
کے قید خانہ سے ایک سو قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگ گیا ہے۔ شاہ یونان نے جمعہ کے روز ایک فرمان جاری کیا ہے کہ
نیشنل گارڈ کے دو دستہ جو ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۴ء میں قائم ہوئے تھے مسلح ہو جائیں۔

موجودہ پیپر نیوڈیشوں کا تذکرہ ۔۔۔ سے تھا ۔۔۔ ہزار ۔۔۔ کو قسطنطنیہ ۔۔۔ پادریوں کی سواری

کا تماشہ دیکھنے جمع ہوئے اور شاہ بھی اپنی ملکہ سمیت گرجے میں نماز پڑھنے چلے گئے شفقت کا سماں واقعی دیدنی تھا جب شہر و پولیس کی فرقے کے
پادریوں نے ...... وہاں بآواز بلند بازار میں کھڑے ہو کر فوجوں کی فتح و ظفر کیلئے دعا مانگی لوگ چپ چاپ پاس دعا کو سنتی رہی
مگر کبھی کبھی کوئی نوحہ و بکا کی آواز جو عزیزان رفتہ کی یاد میں بے اختیار نکل جاتی تھی ساری مجلس کو درہم برہم کر دیتی تھی مگر دوسرے دن یعنی
ہفتہ کو جب مقام مائی کی تباہی کا حال معلوم ہوا۔ تو ساری خوشی جو یونانی جہازوں کی کارروائیوں کی کہی جاتی تھی ملیا میٹ ہو گئی اور
بجائے خوشی اور فرحت کے بیدلی اور یاس ہر ایک کے چہرے پر نظر آنے لگی اور ہر ایک متنفس کے دل میں ایک عجیب وحشت اور ہراس
پیدا ہو گیا یونانی بھی عادات اور خصائل میں فرانسیسیوں سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں وہ اخبارات جو ابھی کل ہی بادشاہ کی تعریف اور ستائش میں
میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور کہتے تھے کہ اسکی بدولت ہمیں یہ دن نصیب ہوا ہے کہ ہم میدان میں ایک صلیبی جنگ از سر نو
تازہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں آج برملا اسی بادشاہ اور اسکے ولیعہد بلکہ کل خاندان شاہی کو برا بھلا کہنے سے عار نہیں کرتے اور بعض تو ولیعہد
پر بطرح دل کے بخار نکال رہے ہیں ایم ریلی کا قول ہے کہ لالیسا اور ٹرینو و یونانیوں نے محض ولیعہد کے سٹاف کی ناقابلیت کیوجہ سے چھوڑ دیا ہے
جنرل گبرالڈی بھی بہت سے اٹالین والنٹیر ساتھ لیکر ہفتہ کے دن پہنچ گیا ہے لوگوں نے بڑے تپاک سے اس کا استقبال کیا ہے

دول عظام عام خیال ہے کہ اگرچہ بعض سلطنتیں بیچ بچاؤ پر آمادہ ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ یونان کا معاملہ صلح و صفائی
سے انجام پذیر ہو اور آرام نہ لگے مگر انہیں تامل اسی میں ہے کہ جبتک یونان خود درخواست صلح نہ کریں اور اپنی فوجیں
کریٹ سے واپس نہ بلا لے تبتک اس بات کا صورت پذیر ہونا ناممکن ہے جرمنی کا ایک سرکاری اخبار لکھتا ہے "اگر یورپ کی دول عظام پھر صلح کرانے پر
مائل ہو تو بنظر حالات ناحیہ ضروری ہے کہ یونانیوں سے کمنی اقرار لیا جاوے کہ وہ دول عظام کی تجویز کے لفظ بلفظ کاربند ہونگے۔ روما دارالسلطنت اٹلی میں
معتبر اور مستند آدمیوں کی رائے ہے کہ یونانی عمداً اس لڑائی کو اس غرض سے طول دینگے کہ شاید دول یورپ میں کچھ بد مزگی یا اختلاف پیدا ہو جائے
کونٹ مراویف وزیر خارجیہ روس نے جو مراسلہ دول یورپ کے نام بھیجا ہے اسمیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اول
کوئی سلطنت جنگ روم و یونان میں مداخلت نہ کرے۔ دوم جو فیصلہ دول یورپ نے کریٹ کے بارہ میں کیا ہے وہ بدستور بحال و برقرار سمجھا جائے۔
پیرس میں بدھ کے روز ایک نیم سرکاری خبر جسکی اشاعت ہوئی ہے عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ صلح کی کوشش بڑی سرگرمی سے
جاری ہے اور پیرس لنڈن سینٹ پیٹرزبرگ اور روم (اٹلی) کے وزرا کسی اچھے موقع کے منتظر ہیں کہ معاملہ صفائی پذیر ہو جائے
جرمنی کو ہر ایک معاملہ سے بروقت اطلاع دیجاتی ہے اور وہ بھی دوستانہ معاملات سے ناراض نہیں اور یہی حال سلطنت آسٹریا کا ہے
سر الفرڈ ملمور نے اپنی ایک تقریر میں جو اس نے بمقام لولٹن ہفتہ گذشتہ میں کی تھی یہ بیان کیا ہے کہ پچھلے دن مسٹر گلیڈسٹون کے پاس گیا جنہوں نے
مجھ سے یہ کہا ہے کہ تم جہاں جاؤ لوگوں کو میری طرف سے یہ پیغام دو کہ یہ لڑائی فقط ان چھ سلطنتوں نے کرائی ہے یونانیوں کو تھسلی میں لڑنے کا شوق نہ تھا
ان سلطنتوں نے کریٹ سے وہی سلوک کیا ہے جو ترکی کیا کرتے تھے اور انہوں نے ہی یونانیوں کو تھسلی سے نکال کر بھگا دیا ان چھ سلطنتوں نے چست
شرافت بلکہ انسانیت کا خون محض امن قائم رکھنے کیلئے کیا۔ مگر جو یہ لڑائی ہوئی دکھلائی ... محض طالع ... پر قوت سے پوچھو کہ تیری حیثیت شرافت
اور انسانیت ہو لارڈ ... کیسل کے کس کو نہ ... اس وقت تری جب ... اور یونانی ... ترکوں کی قلمرو میں حملہ آور ہوئے تھے اور جب

یہ نامرد معصوم بچوں اور عاجز بیکسوں کو محض اس الزام پر کہ وہ کلمہ گو ہیں بے مروت ہو کر قتل و غارت کرتے رہے اور تیرے بھولے بھالے
سے ایک کلمہ خیر نہ نکلا۔ تیرا منشا شاید یہ تھا کہ ترکوں کے ہاتھ سے سارا ملک یکے بعد دیگرے اور تیرے بھائیوں کی گیدڑ بھبکیوں سے
نکل جاوے۔ مگر شاید تجھے معلوم نہیں ہے ع چراغے را کہ ایزد برفروزد ٭ کسے کو تف زند ریشش بسوزد

جیمس ٹائمز کے انتخاب پر تعجب آتا ہے کہ اس نے اپنے اخبار میں دول عظام کا عنوان جما کر اور سلطنتوں کی رائے کا اظہار کر کے
اسی ذیل میں اس معزول النصب اور مطرود سٹمبولے کے ہوئے بیٹھنے کے نہ بیان کو بھی جگہ دی ہے حالانکہ ایسی رائے کے اظہار کا زیادہ
تر موزوں موقع وہ تھا جہاں لنڈن کے پاگلخانوں اور وہاں کے ساکنین کے حالات ناظرین طبع کیلئے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔

قسطنطنیہ رائٹر کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ حسب ذیل لکھتا ہے اس ہفتہ میں عزت بک کا عزل ایک ایسا واقعہ ہے جو فی الحال
کسی قدر سمجھنا مشکل ہے۔ بظاہر وجہ اس تنزل کی یہ ہے کہ عزت بک نے ادہم پاشا کی دو تاروں کو سلطان کے حضور میں بروقت
گوش گذار نہ کیا۔ ان تاروں میں ادہم پاشا نے بارگاہ عالی میں یہ عرض کیا تھا کہ یونانیوں نے ہماری قلمرو میں حملہ کیا ہے اسلئے میری جانثاری تازہ ہو گئی ہے مجھے اجازت عطا ہو
میں ان کا مقابلہ کروں عزت بک نے ان تاروں کو محض اس غرض سے دبا رکھا کہ اس اثنا میں شاید مصالحت ہو جاوے۔ بعض کا یہ بیان ہے کہ عزت بک کے عزل
کا باعث وزیر صیغہ جنگ ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عزت بے نے ڈائرکٹر تلیغراف کو لکھا کہ جسقدر تار ادہم پاشا کی طرف سے آیا کریں وہ بجائے وزیر صیغہ جنگ
کے میرے پاس بھیجے جائیں۔ ہمارا یونانی کارسپانڈنٹ خبر دیتا ہے کہ ایڈمرل ہوبی پاشا نے اپنا ارادہ ظاہر کر دیا ہے کہ اگر جہازوں کو ڈارڈنلز سے عبور کرنے کا
حکم ہوا تو میں اپنا استعفا داخل کروں گا۔ کیونکہ وہ جنگ کے قابل نہیں۔ اول تو یہ خبر یقیناً غلط ہے اور راوی بھی غیر معتبر ہے۔ نقط یونانی اسکی صداقت کی
کافی شہادت ہے اور اگر یہ بالفرض محال صحیح ہو تو اس عیسائی امیر البحر کی نامردی اور نمکحرامی قابل صد نفرین ہے۔ نامردی اسلئے کہ لڑائی کا نام
سنتے ہی بھاگنے کو تیار ہو اور نمکحرامی اسلئے کہ اگر جہاز نکمے تھے تو آپ نے کونسا تیر مارا کا جہاز ترکوں کی نذر کیا تھا جسکے معاوضہ میں آجتک بیٹھی ہوئی تنخواہ کھا رہے ہیں؟

باب عالی نے جمعہ کو دن ۱۲ بجے اور پلٹنیں تیار کرنے کی طلب کیں اسی دن دول عظام کے سفیروں نے جمع ہو کر یہ قرار دیا کہ باب عالی کی خدمت میں لکھا جاوے کہ یونانی
رعایا جو صیغہ خارجیہ اور ہسپتالوں اور قونصلوں اور کلیساؤں کے پاس ملازم ہے انہیں سلطنت عثمانیہ میں رہنے کی اجازت دیجاوے اور نیز یہ بھی قرار
دیا کہ اگر انہیں اخراج ہی کرنا منظور ہو تو ہم کسیقدر مہلت دیجاوے۔ صرف قسطنطنیہ میں چالیس ہزار اور کل قلمرو عثمانیہ میں دو لاکھ یونانی آباد ہیں
جمعہ کے دن قسطنطنیہ کی تمام مساجد میں یہ نوٹس پڑھ کر سنایا گیا تھا کہ امن پسند یونانیوں سے کوئی مسلمان مزاحم نہ ہو کیونکہ ہماری فقط دو فوجیں محدود
ہیں جو سرحد پر کام کر رہی ہیں۔ دیانت شخص کا کام ہے جیسی گلیڈسٹون نے دیا ... ان کا خطاب دیا تھا محمد عربی علیہ السلام کی بھی تعلیم ہے اور انکے
خلیفہ برحق کیلئے یہی عملدرآمد موزوں تھا۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین اگرچہ عثمانیہ سرکاری دفتروں میں سفارتوں کی
یہ بیجا دست اندازی یا سفارش ناگوار گذری۔ مگر باب عالی نے اتنا منظور فرما لیا ہے کہ جو یونانی قونصلوں کے پاس ملازم ہیں ہسپتالوں میں نوکر
ہیں یا ملک کے تابع ہیں وہ بلاد عثمانیہ میں رہ سکتے ہیں (اس سے ظاہر ہے کہ مذہبی مقامات کے مجاور یا صیغہ خارجیہ کے متعینہ
موقوف اور جلاوطن ہوگئے ہیں اور واقعی ایسا ہونا اقتضائے حکمت اور حزم تھا۔)

ہمارا کارسپانڈنٹ مقیم استنبول لکھتا ہے کہ ترکوں کے پاس اس وقت روپیہ کی کمی نہیں ان کا خزانہ معمور ہے پانچ لاکھ پونڈ قرضہ سکا

انتظام انہوں نے لامہینہ ہوسوں کے ... کی کفالت پر کیا ہے اور تین لاکھ پونڈ ان چندہ میں سے باقی خزانہ میں نقد
موجود ہے - اور یہ چندہ فقط فوج کی امداد کیلئے ہوا تھا -

۲۹ اپریل کو تینتیس یا چالیس انگریز ایتھنز کی طرف والنٹیر بنکر روانہ ہوئے اور مسٹر کیپٹی ہیں نے جو لندن میں اس کام کیلئے مقرر ہیں انکا سفر خرچ
ادا کیا خاص لنڈن کے ایک رئیس والے نے پچاس اور آدمیونکے سفر خرچ ادا کرنیکا وعدہ کیا ہی بکنگھم کی لارڈ میر کو سرکاری طور پر حکم آیا ہی کہ وہ جتنے
آدمیونکو تم یونان کیلئے بھرتی کرتے ہو یہ قانون انگلستان کے رو سے ناجائز ہی یہ سنکر سب والنٹیروں نے اپنا عزم روانگی فسخ کر دیا ہی دو چلے گئے
بلکہ میدان میں جاکر وہ وہ کار نمایاں کئے جنکا ادنیٰ نمونہ اسی اخبار میں دیا گیا ہی اسکی معافی نہ معلوم اس ایکٹ کی کس دفعہ سے قیاس کی گئی

بلگیریا اور سربیا

بلگیریا والوں نے درخواست کی تھی کہ سلطنت عثمانیہ مقدونیہ میں پانچ اور برات عطا کرے اور نیز انکو سکنٹ
اور منسترمیں تجارتی ایجنٹ مقرر کرنیکی اجازت دیجاوے سلطان المعظم نے رضامندی ظاہر فرمائی - مگر روسی
سفیر نے بلگیریا والونکو ڈانٹ بتائی کہ یہ وقت ایسی درخواستونکا نہیں اور علاوہ بریں اگر اسکا نتیجہ برا ہوا تو اسکا خمیازہ بلگیریا کو اٹھانا پڑیگا
آخر الامر سلطان المعظم نے فرمایا کہ اختتام جنگ پر یہ معاملہ پیش ہوگا - کہ ان پانچ مقامات میں سے تین میں یہ حق دیا جاوے
سرویا کے [illegible] کو [illegible] کے دن حضرت سلطان المعظم نے شاہی [illegible] اس [illegible] کا عطا کیا ہو [illegible]
والا تیھا سے [illegible] ایک [illegible] سو روپے [illegible] ہیں -

یوم جشن المسلمین

ایک شہر متوالی اور اسکا [illegible] بالعموم بلاد اسلامیہ میں بلکہ جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں یکم
وشیش [illegible] ہی مگر امرتسر کے مسلمانونکو ۲۰ مئی ۱۸۹۷ء کا جشن [illegible] تک بھولیگا
کیونکہ اسدن جو انہوں نے سلطانی فتح کی خوشی میں منائی ہی اسکی کیفیت عمر بھر انکے دماغ میں تازہ رہیگی ۲۷ مئی ۱۸۹۷ء کو ہماری
مطبع سی شیخ غلام محمد مالک اخبار وکیل کیطرف سے ایک اشتہار مضمون کا شایع کیا گیا کہ بمبئی کی مسلمانوں کی تقلید میں یہاں بھی مسلمان اس فتح
عظیم کے حصول پر بارگاہ الٰہی میں شکریہ ادا کریں اور حضرت سلطان المعظم کی خدمت اقدس میں مبارکباد کا تار روانہ کریں اس اشتہار کا شایع
ہونا تھا کہ لوگونکی عقیدتمندی اور ارادت نے حقیقی جوش کی صورت اختیار کی اور ہزاروں ارادتمند غول کے غول اس ثواب آخرت میں
شامل ہونیکے لئے نہ فقط میاں محمد جان صاحب مرحوم کی مسجد میں (جہاں جمع ہونیکی دعوت تھی) جمع ہوئے بلکہ دیگر مساجد
میں بھی بکثرت جمع ہوئے - مگر میاں صاحب مرحوم کی مسجد کا نظارہ واقعی قابل دید تھا اس دو منزلہ عالیشان مسجد میں مناسب
فرش و فروش اور سائبان وغیرہ ضروریات لگائے گئے تھے جسکا اہتمام ہمارے مکرم مسٹر محمد امام الدین منیجر وکٹوریہ
میڈیکل ہال کے سپرد تھا - اور جنہوں نے اپنے کار مفوضہ کو نہایت سلیقہ اور قابلیت سے انجام دیا اور اس مبارک کام کے انتظام
اور انصرام میں اپنے ضروری بنج کے کاموں کو محض حمیت قومی کے لحاظ سے نظر انداز فرمایا جزاک اللہ -

ابھی بارہ بجنے کو تھے کہ لوگونکی آمد شروع ہوئی لو بڑے زور سے چل رہی تھی اور آفتاب نصف النہار پر بھی مانند الشمس
کی افواج قاہرہ کیطرح پوری گرمیوں پر تھا مگر سچے ارادتمندوں کی حقیقی ارادت اور عقیدتمندی کیلئے یہ کیا اس سے بڑھ کر حرارت

بھی مانع نہ ہو سکتی تھی چنانچہ لوگوں نے مطلق اس گرمی کا خیال نہ کیا اور شہر کے پرلے سرے اور مقامات بعیدہ سے آکر وقت پر لگ کے
وقت سے پہلے شامل ہونے اُنکے دلوں میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ ہمارے بھائی اسی تمازت اور شدت حرارت میں ہفتہ دن رات
تیس تیس گھنٹے دشمنوں کو مارتے اور اُن سے لڑتے اور توپوں بندوقوں کی زد اُٹھاتے پہاڑوں پر چڑھے رہتے ہیں تو ہمیں
مسجد کے بیس بائیس زینے چڑھنے میں کہاں کی تکلیف ہوگی ابھی ایک بجنے میں کچھ عرصہ باقی تھا کہ مسجد باوجود وسیع
ہونے کے تل رکھنے کو جگہ نہ تھی چنانچہ اول مولوی غلام حیدر صاحب دہلوی نے وعظ فرمایا جس میں اخوت اسلامی کے حقوق نہایت
قابلیت اور متانت سے توضیح بیان کئے بعد ازاں فریضہ نماز سے فارغ ہو کر مولوی ولی محمد صاحب مشہور واعظ جالندھری
نے ممبر پر جلوہ افروز ہو کر سامعین کو اپنی دلکش تقریر اور ترغیب نہایت مؤثر الفاظ میں کی۔ اور آیۂ کریمہ فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ کی
تفسیر بڑی معقولیت سے فرمائی۔ اس کے بعد حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین اور امیر المؤمنین کی بقائے عمر و دولت
اور فتح و نصرت کیلئے نہایت عجز اور جوش سے دعا کی گئی۔ اس وقت کی رقت اور خضوع اور خشوع واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتا
تھا۔ بیساختہ لوگوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا بہے جاتے تھے مختصر یہ کہ اسکے بعد مولوی غلام حیدر صاحب نے پھر اُٹھکر
سامعین کو تار کا مضمون جسکا روانہ کرنا تجویز تھا سنایا۔ سب نے بالاتفاق اُس پر اپنی رضامندی ظاہر کی چنانچہ جمہور نے اُس وقت
یہ قرار دیا کہ حضرت اقدس کی خدمت عالی میں یہ تار روانہ کیا جاوے۔

بعد ازاں مولوی عبد السبحان صاحب نے اپنی دلاویز وعظ سے حاضرین کو داخل حسنات کیا اتنے میں نماز عصر کا وقت آگیا
اور کل حاضرین نے مولانا و بالفضل اولانا مولوی غلام رسول صاحب مفتی اور امام مسجد کے پیچھے فریضہ عصر ادا کیا۔ اور بعد
از نماز عصر بھی دعا اُسی خضوع و خشوع کے ساتھ مانگی گئی۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے بقائے دولت کیلئے دعا مانگی گئی جسکے
سایۂ عاطفت میں ہمیں یہ آزادی حاصل ہے کہ ہم خلیفۃ المسلمین کے ساتھ اسطرح علی الاشہاد اظہار عقیدتمندی اور
خلوص کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہ مبارک مجمع قریب چھ بجے شام کے رخصت ہوا۔ اگرچہ لوگوں کا جی ابھی سیر نہ ہوا تھا
اور بیٹھے کو اور بہانہ چاہتے تھے۔ شام کو وقت شہر کی بہت مسجدوں بلکہ مسلمانوں کے مکانوں پر روشنی کی گئی۔ اکثر
مساجد میں وعظ کی مجلسیں بڑی زور شور سے ہوئیں۔

فہرست کتب

سفر وضہ مظالم آرمینیا یہ کتاب مولوی محمد انشاء اللہ صاحب کی تالیف ہے۔ اس میں عالی دماغ اور فاضل مؤلف نے معاملات متعلقہ ٹرکی اور مسئلہ آرمینیا کے مختلف پہلوؤں پر بدلائل شائستہ و براہین بالغہ بحث کی ہے۔ تمام صاحبان نے جنہوں نے اس کتاب کے مضامین کو پڑھا ہے نہایت زور سے انکی جامع اور بسیط ہونیکی تعریف کی ہے اردو زبان میں ایسی جامع کتاب جو روم کے متعلق پولیٹیکل حالات سے کمال آگاہی دے سکے آج تک تالیف نہیں ہوئی ہے۔ پیغام مسٹر برلن عہد نامہ سین سٹی فانو خطوط نپولین بوناپارٹ۔ تقریر گلیڈسٹون وغیرہ کے علاوہ آرمینیا کا نقشہ بھی شامل کر دیا ہے۔ ہر انصاف پسند کو علی العموم اور مسلمانوں کو علی الخصوص یہ کتاب ضرور دیکھنی چاہئے۔ (عہ)

واقعات روم یہ کتاب ایک ایماندار امریکن انگریز کی تصنیف ہے جسکو مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر الانعام آباد نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مجملاً وہ تمام ترقیاں درج ہیں جو موجودہ سلطان کے عہد میں ہوئی ہیں۔ اس میں لائق مصنف نے کوئی صیغہ بغیر ذکر کے نہیں چھوڑا دیوے کے حال ہی سے شروع کیا ہے اور تمام ضروری محکموں کی کیفیت نہایت وضاحت سے سمجھائی ہے اس میں فاضل مترجم کے نوٹ اصل کتاب کے لطف کو دوبالا کئے دیتے ہیں۔ اس کتاب کو دیکھنے کے وقت غور سے پڑھنے والا ایسا محو ہو جاتا ہے کہ گویا وہ خود ٹرکی میں بیٹھا ہوا ہر صیغہ اور محکمہ کی پڑتال کر رہا ہے اس کتاب اور سفر وضہ مظالم آرمینیا وغیرہ کے دیکھنے کے بعد روم کے متعلق بہت ہی حالات کم معلوم کرنا باقی رہ جاتا ہے جو وہاں خود جا کر دیکھنے سے متعلق (۱۲)

محاربات پلیونا یہ کتاب ایک انگریز نوجوان نے جو ۱۸۷۷ء میں سترہ برس کی عمر میں بطور والنٹیر عساکر عثمانیہ میں داخل ہو کر غازی عثمان پاشا شیر پلیونا کے ما تحت پلیونا کے قیامت تک یاد رہنے والے قیامت خیز معرکوں میں شریک رہا تھا ۱۸۹۵ء میں بزبان انگریزی تحریر کی تھی اس کتاب کا ترجمہ مولوی محمد انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر الانعام آباد نے ابنائے ملک کو ان معرکوں کے مفصل حالات سے آگاہ کرنیکے لیے اردو زبان میں کیا ہے اور حسب ضرورت جابجا مفید حواشی بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ نیز میدان پلیونا کے چاروں محاربوں کے رنگین نقشے بھی دیدیئے ہیں۔ کتاب کے تین حصے ہیں قیمت فی حصہ (عہ)

قسطنطنیہ اس کتاب میں اسلامی دار الخلافہ کی گذشتہ تاریخ دینے کے بعد شہر کی موجودہ کیفیت وہاں کی پبلک عمارات اور شاہی عمارات دلفریب سینری اور منظر اور ترکوں کی موجودہ طرز معاشرت اور خلقی اوصاف دربار سلطانی و ارکین دربار کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے اور ضمناً آرمینیوں کی طبعی خباثت بھی واضح کر دی گئی ہے۔ اس کتاب میں انگلستان کے مشہور سیاح اور مورخ مسٹر موریس کرافورڈ اور لیڈی ہیکسمور صاحب کی کتابوں کا ترجمہ دینے کے علاوہ گبن ڈمنڈ ویر ایڈورڈ ڈاکٹر لیسی اور دیگر مستند یورپین و ٹرکی مورخین کی کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ قیمت عہ

مفصل فہرست آدھ آنہ کے ٹکٹ آنے پر مفت ارسال کی جاتی ہے۔

(۲۳) فریق حفظی پاشا

(۲۴) فریق عثمان غنی پاشا

(۲۵) فریق سعد الدین پاشا

(۲۶) رضا پاشا سر عسکر

(۲۷) گزیکوف پاشا اتابیق توپ خانہ

(۲۹) منیر پاشا ناظر التشریفات

(۲۹) عزت بک سکرٹری دربار ہمایوں

(۳۰) وزیر اعظم خلیل رفعت شاہ

(۳۱) توفیق پاشا وزیر خارجیہ

(۳۲) میر لوا رضا پاشا افسر توپ خانہ

(۳۳) میر لوا رسعادت لوا براہیم پاشا

(۳۴) جنرل ماقریس یونانی

(۳۵) فریق علمی پاشا

(۳۶) عثمانلی سپاہی

(۳۷) عثمانلی البانوی

(۳۸) ایک نوعمر عثمانلی مجاہد

(۳۹) البانوی کوہستانی

(۴۰) البانوی دہقان

(۴۱) میر لوا محمد پاشا

(۴۲) میر لوا محمد طاہر پاشا

(۴۳) میر آلائی احمد شوکت بک

(۴۴) قائم مقام حید رغنی بک

(۴۵) میر لواء سعاد تلو مظہر پاشا

(۴۶) میر لوا سعاد تلو بنفوفسکی پاشا۔

(۴۷) موسیو ملای وزیر اعظم یونان

(۴۸) قائم مقام کاظم بک

(۴۹) میر آلائی علی بک

(۵۰) محی الدین بک فوجی قومانداں دولو

(۵۱) میر لواء شکری پاشا افسر توپ خانہ یانیا و فوج

(۵۲) قائم مقام عزتلو جانی بک افسر ارکان حرب جس نے معرکہ لبش پینار میں بے نظیر بسالت دکھائی

(۵۳) محاربہ یونان کا تمغہ سلطانی

(۵۴) ابراہیم بک ناظر التشریفات سلطانی

(۵۵) غالب بک ناظر التشریفات وزارت خارجیہ

(۵۶) جاوید بک شہید فرزند خلیل رفعت پاشا

(۵۷) نقشہ میدان جنگ تھسلی

(۵۸) نقشہ محاربات ملونا و ولیلز ۱۸ و ۲۰ اپریل

(۵۹) ایضاً

(۶۰) ۲۵-اپریل ۱۸۹۷ء کو فریقین کی پوزیشن کا نقشہ

(۶۱) سہ رمئی کو فریقین کی پوزیشن کا نقشہ

(۶۲) اول معرکہ ولستینو۔

(۶۳) ایضاً

(۶۴) معرکہ ڈوموکوس

(۶۵) ایضاً

(۶۶) ۲۰ رمئی کو فریقین کی پوزیشن

(۶۷) نقشہ ترمیم سرحد

۲۱۸۴
۱۶۶
۱۷۲
۵۲۵

اتمام شد

ہر قسم کی ترسیل زر

مشتہر کے

نام ہو

نمونہ کے پرچہ کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے

ہندوستان کی ... علاوہ فوجی تجارتی و تعلیمی صنعتی مسائل پر بحث کرنیوالا

اخبار وطن لاہور

دفتر جمیلہ ایجنسی لاہور سے ایک قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے ۱ جنوری ۱۹[illegible]ء
سے شائع ہونے لگا ہے جس کے پرزور آرٹیکلوں مفید مشورون اور ... کی حمایتی
نے ملک کے نامی گرامی قدردانوں اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے
دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبروں کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہنچانے
میں اپنا نظیر نہیں رکھتا اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی
پرچہ نہیں ہے - اسکی طرز تحریر - آزادی - سچی ہمدردی - اعلےٰ درجے کے لٹریچر نے ثابت
کر دیا ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو اخباری دنیا میں لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے
اسکی اشاعت کے مقاصد یہ ہیں :-

جو امور ملک اور قوم کی تمدنی - اخلاقی حالت کی اصلاح اور اون کو ممتاز و معزز
اقوام و ممالک کے ہم پلہ بنانے مین ممد ہون - اون کو اہل ملک کی خدمت مین
پیش کرے - اور حاکم و محکوم کے اُن تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان
نثاری اور حکام کی رعایا پروری کے اصل الاصول ہین - اسکے ضمن مین رعایا
کے واجب مطالبات اور جایز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین عرض کرے - اور
گورنمنٹ کی حکمت عملی جو انتظام ملک سے متعلق ہے - اس سے رعایا کو آگاہ کرے
اور جو غلط فہمیان کسی فریق کی طرف سے عمل مین آئین ان کے اظہار مین متانت
شایستگی اور آزادی کے ساتھ ایسا طریق عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیے
اور استحکام سلطنت کا باعث ہو علاوہ برین فوجی - زرعی - تجارتی و صنعتی معلومات

مفیدہ ضروریہ کا بہم پہونچانا اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیئے اب ملک
کل ملک مین کسیطرح کا انتظام موجود نہین - اور بالخصوص اسکا فرض اہم ہوگا
کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین برادرانہ اتفاق
قایم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہونچتے
ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے ۔

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیئے	۱۰ شلنگ	۶ شلنگ
امرا سے	عـ/	ـے/
دیگر معاونین سے	للعہ/	عـہ/
کم استطاعت طلبا سے بشرط تصدیق	ـہ/	عـہ

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہو سکتا

المشتھر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے۔)

محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان ۱۸۹۷ء

تین حصوں میں

جسمیں ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان اور انگلستان کے مشہور مدبر و نویسندہ سر ایشمیڈ بارٹلٹ کی کتاب کارزار تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ حسب موقع بیشمار نئی نئی اور ضروری باتیں اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے ایزاد کر دیئے گئے ہیں اور تمام نامور پاشاؤں اور جنرلوں اور یونانی افسروں کی نہایت عمدہ تصویریں اور میدان کارزار اور مختلف لڑائیوں کے نقشے درج کر دیئے گئے ہیں۔

مصنفہ شیخ مولوی محمد انشاءاللہ زمیندار انعام آباد و چہار ضلع گوجرانوالہ

حصہ دوم

[illegible] پریس لاہور میں جناب مولوی محمد انشاءاللہ
مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

حصہ دوم

فہرست مضامین محاربات تفصیلی حصہ دوم

تنبیہ: حصون کی فہرست تصاویر پہلے حصہ مین دیدی گئی ہے۔

حصّہ دوم

تاریخ جنگ روم و یونان

محاربہ تھیسلی کا دُوسرا دور

(۱۲) فصل دوازدہم

از لاریسا تا فرسالہ

سب سے پہلا بڑا شہر

لاریسا بقول جرمنی مورخ پہلا بڑا شہر تھا جسپر فاتح و منصور ترکی فوج قابض ہوئی ترکی سپہ سالار اور اسکے افسروں کو اس بات کا بڑا خیال تھا کہ شہر میں جو ناگمان اور غیر مترقبہ طور پر ہاتھ آگیا تھا۔ سپاہ کیطرف سے کسیطرح کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ اور حتی الامکان باقیماندہ باشندوں کی مرضی اور خوشنودی کے برخلاف کوئی امر ظہور میں نہ آنے دیا جائے ۔

ترکون کی خوش اطواری اور البانیون کی مفسدی

اجنبی نامہ نگاروں کو توقع تھی کہ ترک شہر میں داخل ہوکر جبر و ستم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرینگے۔ ان کی یہ توقع بالکل غلط ثابت ہوئی۔ باتفاق رائے فاتحین کے ہر طبقہ و جماعت کی خوش اطواری۔ نیک چلنی اور حسن سلوک کا معترف و انکا کامل نظام و باترتیبی کی مدح میں رطب اللسان ہیں۔ اور تحریر کرتے ہیں کہ باشندوں کے مال و اسباب اور املاک کی حفاظت کیلئے جو بندوبست کے چند پولیسی انتظام اور تدابیر ضروری تھیں انکو بہی نہایت اعتدال اور ایسے طریقہ سے کہ کسی کو ناگوار نہ گذرے عمل میں لایا گیا جونہی کسی سپاہی کو کوئی ایسی چیز لیجاتے دیکھا جاتا جسپر لوٹ کا مال ہونیکا شبہ ہوتا تو اسی فی الفور قبضہ کر لیتے اور اسکو مال غنیمت جہاں سے اٹھایا تھا وہیں واپس جا کر رکھ آنے یا جہاں افسر تجویز کرے سوا اسی جگہ رکھدینے کا حکم دیتے۔ خوش قسمتی سے شہر دو البانیوں کی جمعیتیں بعد اُسکے شہر سے باہر رکھی گئیں۔ کیونکہ ایسے طمع خیز

موقعوں پر ان سے اپنی طبیعتوں پر پورا پورا اقتدار رہ سکنے کی توقع نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ناظرین اس کمزوری سے البانیون کی نسبت کوئی بُری رائے نہ قایم کر لیں۔ وہ اس بارہ میں بہت کچھ معذور ہیں۔ انکے حصہ کشور کو ابھی تک تہذیب و شایستگی کی ہوا نہیں لگی۔ اور وہ ایسے علاقوں کے باشندے ہیں جو ہنوز اُسی حالت میں ہیں جس حالت میں قدرت نے ان کو ابتدا میں پیدا کیا تھا۔ شایستگی و تمدن کا ابتک وہان تقریباً کوئی دخل نہیں ہوا +

یونانیوں کے سراسیمہ بھاگنے کے نشان

جنرل سٹاف کے افسروں نے نلادرنگ شہر اور اسکے مضافات متصلہ میں گشت کی۔ جس کے دوران میں انکو محقق ہو گیا کہ دیرونہ یونانی فوج کی سراسیمگی اور بدحواسی کی نسبت جو قیاس کیا گیا تھا وہ بالکل درست تہا۔ وہ سب حیران تھے کہ یونانیوں نے مقابلہ کے بغیر شہر کو کیوں چھوڑا وہ نہایت محفوظ موقعہ پر واقع تہا۔ سامنے کیطرف دریا سالموریا کو ستم نہایت مستحکم پناہ کا کام دے سکتا تھا۔ مورچوں اور فصیلوں پر بارہ قلعہ شکن توپیں معمولی باتریوں کے علاوہ موجود تہیں۔ مناسب موقعوں پر سپاہیوں کیلئے گڑھے کہدے ہوئے تھے۔ اور کوئی کارآمد موقعہ مورچوں سے جو نہایت عمدگی سے بنے ہوئے تھے خالی نہ تہا۔ مزید برآن سالموریا کے پل کو منہدم کرنے کے لئے سب سامان تیار تہا۔ مگر یونانیوں پر کچھ ایسی دہشت مسلط ہو گئی کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے۔ اور کسی چیز سے فایدہ نہ اٹھایا۔ میدانی (فوجی) اسپتال مجروحین کے علاج معالجہ کیلئے ابھی پورے طور سے مرتب اور آراستہ بھی نہ کئے جا سکے تھے کہ موجود ڈاکٹر مکمل دوا فرجدید ترین لوازمات سمیت ادھی نیم مرتب حالت میں چھوڑ دیئے گئے۔ انگریزی اور فرانسیسی ساخت کے صندوقوں سے ہسپتالی بسترے۔ ادویات اور آلات ابھی پکچہ نکالے گئے تھے۔ اور کچھ صندوقوں میں ہی بند تھے۔ جو سامان نکالا جا چکا تہا۔ اوس کے بھی عجب بے ترتیبی کیساتھ جابجا انبار لگے ہوئے تھے۔ بیش قیمت سامان مرہم پٹی نفیس ملمون۔ فلالینون وغیرہ سے نوواردوں نے تولیوں اور جھاڑنوں کا کام لیا۔ یونانی فوج کے اعلے افسر شہر کے بہترین مکانات میں فروکش ہوئے تھے۔ جہان وہ اپنے نقشے اور تمام خط و کتابت تک پیچھے چھوڑ گئے۔ ناظرین خیال رکھیں کہ یہ کل کچھ ابھی ان بہادرون پر گزرا جو ف پاشا کی چھوٹی سی فوج کے نمودار ہونے پر جس میں چار سو کے زیادہ سوار نہ تھے مستولی ہوئی تہی! +

غازی عثمان پاشا کی تقرری کی خبر اور ادہم پاشا کی رائے صورت معاملات پر

اسی دن ترکی ہیڈکوارٹر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ شیر پلیونا غازی عثمان پاشا دونوں افواج (مقیمہ اپایرس وتھیسلی) کے اعلے کمانڈر مقرر ہوئے ہیں۔ مگر لارسیا کی فتح اور یونانیوں کے شوخشانہ بھاگنے کی وجہ سے اس خبر سے ترکی ہیڈکوارٹر میں کوئی کھلبلی نہ پیدا ہوئی۔ اور نہ مارشل ادہم پاشا کو کسیطرح کی کچھ تشویش لاحق ہوئی۔ پاشا موصوف نے ایک اجنبی نامہ نگار کو شرف ملاقات عطا کرکے معاملات کی صورت حال پر اظہار اور کھلم کھلا اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی :-

"یونانیوں کو اگرچہ کامل شکست نہیں ہی مگر وہ ایسے شکستہ دل اور بےاوسان ہو گئے ہیں کہ وہ لارسیا کو جیسے حال میں اسہولت

نے مستحکم اور مورچہ بند کیا تھا۔ بچانے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور توپیں اور سامان و گودام پیچھے چھوڑ کر فرسالہ کو ہٹ گئے۔ ایسا کرنے سے
انہوں نے تھسلی کے کل میدان اسکے قصبات لاریسا۔ تریکالا دکاروتسترا اور نیز وولو کی سڑک کو جو یونانیوں کا حقیقی قاعدہ آپریشن تھا
ہمارے ہاتھ میں چھوڑ دیا ہے۔ اس سڑک کا یونانیوں کے تصرف میں نہ رہنا ہمارے لئے جنگی لحاظ سے جیسا کچھ کہ
قابل قدر اور مفید ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ اسی بندرگاہ کی راستے کل یونانی فوج ترکی سرحد کو بھیجی گئی تھی۔ اسی کے راستہ
یونانی سپاہ کو کمک اور رسد وغیرہ پہنچتی رہتی تھی۔ اور بندرگاہ کا راستہ جنوبی یونان سے سلسلہ رسل و رسائل قائم رکھنے
کیلئے سب سے قریب اور آسان ہے۔ یہ درست ہے کہ وولو پر ابھی ہمارا قبضہ نہیں ہوا۔ اور یونانی اسی طرف اور اسی طریق سے پیچھے
ہٹے ہیں کہ اس سڑک کی جو درہ ٹنگلوس میں سے گذرتی ہے کچھ عرصہ حفاظت و مدافعت کر سکتے ہیں۔ اور خود شہر کی حفاظت یونانی
جہاز کر سکتے ہیں۔ لیکن وولو۔ لاریسا ریلوے لائن ہمارے تصرف میں ہے۔ اور نیز یونانی اب اس لائن سے بھی جو متذکرہ صدر لائن
کو ویلیسٹینو میں ملتی ہے۔ اور فرسالہ کے پاس سے گذرتی ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بالفاظ دیگر ترکی فوج اس وقت تھسلی
کی جو یونان کا زرخیز ترین اور سب سے بارونق صوبہ ہے۔ پوری پوری مالک ہے۔ اور اس کی پوزیشن اور وضع اقامت
ایسی ہے کہ یونانیوں کے دوسرے خط مدافعت پر حملہ کرنے سے پیشتر سرحدی درون کے راستہ جس قدر اور جس طرح چاہے کمک
منگوا سکتی ہے"۔

فرسالوس ترکی ہیڈکوارٹر میں ۲۷ اپریل کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یونانی فرسالوس کے قریب ایک مستحکم و مورچہ بند موقعہ
کو ہٹ گئے ہیں۔ اور نیز وولو کے شمال مغرب میں اس موقعہ پر بھی جہاں ویلیسٹینو کا ریلوے اتصال ہے جمعیت
کثیر قابض ہیں۔ فرسالوس اس معرکہ کا میدان جنگ ہونے کی وجہ سے جس میں قیصر جولیس سیزر نے ۲۲ ہزار فوج سے اپنے رقیب پامپی
کو جس کے پاس دگنی فوج تھی ۴۸ سنہ قبل مسیح میں شکست دی تھی قدیم الایام سے مشہور چلا آتا ہے۔ وہ جیسا کہ پہلے بتایا جا
چکا ہے بے ثمر اور بھیانک سلسلہ کوہستان اوتھریس کی ان شاخوں پر واقع ہے جن کے قریب ہی وہ زرخیز میدان شروع
ہوتا ہے جسے دریائی انی پی اس سیراب کرتا ہے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ جس میں چھ ایک ہزار باشندے آباد ہیں۔ ایک مدور مخروطی شکل کی پہاڑ
کے دامن سے لیکر تقریباً چوٹی تک منزل بمنزل چلا گیا ہے۔ یہ پہاڑی تخمیناً تین سو ساٹھ فیٹ بلند ہے۔ شہر سے اوپر سطحی
زمانہ کا ایک مدور شکل برج کھڑا ہے جس سے ترک تھسلی کو یونان کے حوالہ کرنیکے وقت تک زندان کا کام لیتے رہے تھے۔ اس برج پر کھڑے
ہونے سے تمام شہر اور میدان کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ نگاہ میدان سے گذر کر بجانب شمال الیمپس کی چوٹیوں پر اور نیز
شمال مشرق اوسا اور پیلی آن کی چوٹیوں پر جا ٹھہرتی ہے۔ زمانہ قدیم کی عمارات تقریباً معدوم ہو گئی ہیں۔ صرف قلعہ کوہ پر ایک سے
ہیراکی زیر زمین عمارت کے کھنڈرات اور قدیم قلعہ کی دیو سار دیواروں کے نشان باقی ہیں۔ کسی زمانہ میں فرسالوس تھسلی
کے مقتدر ترین اور نہایت ہی آباد شہروں میں داخل تھا۔ اس کی سابقہ عظمت و جلال کا اب ایک شمہ بھی باقی نہیں رہ گیا ہے
وولو کے بندرگاہ کیساتھ وولو۔ تریکالہ۔ کالاباکا لائن کے ذریعہ سے پیشتر مواصلات قائم ہو جانے سے اُسے کوئی فائدہ نہیں پونچا۔ اور اس سے

اس کی رونق و خوشحالی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ سٹیشن قصبہ سے بہت دور ہے۔ غبار آلود شاہراہ
جو لاریسا سے شروع ہو کر میدان میں سے ہوتی ہوئی آتی ہے فی الجملہ بہت اچھی حالت میں ہے۔ فرسالہ سے وہ چونہ دار
چٹانوں کے پہاڑوں کے گرد چکر لگاتی ہوئی ڈیڑھ کوس کو اور وہاں سے وسطی یونان کو بڑھتی چلی جاتی ہے فرسالہ سے اس شاہراہ
کے راستہ ڈیڑھ کوس سات گھنٹوں کی مسافت پر ہے۔

یونانیوں نے اسی کوہستانی علاقہ میں جو میدان فرسالوس کے وسط میں واقع ہے اپنی پوزیشن نہایت عمدہ موقعہ پر قائم
کی۔ انکا میمنہ ایوالی سے ملحق تھا اور میسرہ پہاڑی سلسلہ کے متوازی کچھ کو خم کھاتے ہوئے تھا۔ بمقام ویلسٹنو اُن بلندیوں نے جو
پلاؤ تپہ کی بارکوں اور شہر کے درمیان تھیں۔ اور نیز سینو سیفالیہ کی پہاڑیوں نے یونانیوں کو مدافعت کے لئے بڑا کام دیا۔
بلا تردد و نقصان لاریسا پر قابض ہو جانے سے طبعی طور پر ترکی کمانڈروں کو غنیم کا فی الفور تعاقب کرنے کی ترغیب لگی۔
تاکہ یونانیوں کی گھبراہٹ اور بے ترتیبی سے فائدہ اٹھا کر بشرط امکان تمام یونانی فوج کو مزید جدال و قتال سے بیکار کر دیا جائے۔ یہ
صاف ظاہر تھا کہ پیشقدمی کسطرف اور کس مدعا کیلئے ہونی چاہئے۔

سب سے اہم مدعا پیش نظر تھا کہ یونانیوں کو وولو یعنی سمندر سے ہٹا دیا جائے۔ یونانیوں کی مصافی کارروائیوں کا بڑا
دارو مدار اسی مقام پر تھا۔ یونانی فوج کی شہرگ وہی تھا۔ اور اسی مقام سے سمندر و خشکی کے رستہ مزید کمکیں پہنچ جاتیں۔ یونانی
فوج کا حوصلہ اور طاقت پھر سنبھل سکتی اور اس کے رخنے پُر ہو سکتے تھے۔ بالفاظ دیگر دشمن کی مدافعت و مقابلہ کے تمام امکان کو
شکوفہ میں ہی مٹا دینے کیلئے لاریسا کے قبضہ کے بعد فی الفور جمعیت کثیر کا وہاں روانہ کرنا نہایت ضروری تھا۔

ویلسٹنو مصافی و تدبیری لحاظ سے جس مقام کو سب سے اول مسخر کرنے کی کوشش کیجاتی لازمی تھی وہ ویلسٹنو تھا۔ یہ
مقام تین ریلوے لائنوں کا محل اتصال اور اس احاطہ کی ناک پر واقع ہے جو تھسلوی میدان سے
پہاڑوں میں سے ہوتی ہوئی بندر کو جاتی ہے۔ اسکی جنگی اہمیت میں اس سے بھی بہت اضافہ ہو گیا ہے کہ وولو میں پائریس کو مراجعت
کرتے وقت اس موقع سے تعاقب کنندہ غنیم کی مزاحمت کنندہ فوج کو بچانیکے لئے مزاحمت کیجا سکتی ہے۔ اگر ترک لاریسا سے بخط
مستقیم فرسالہ پر پیشقدمی کرتے تو ویلسٹنو یونانیوں کے قبضہ میں ہونے کیصورت میں ترکی میسرہ کیلئے نہایت خطرناک مقام ہو سکتا تھا
بنا بریں ولیعہد قسطنطین نے ان تمام فوائد سے متمتع ہونے کیلئے جو وولو کے آمد مقام سے حاصل ہو سکتے تھے۔ ویلسٹنو پر
قابض رہنا ضروری تصور کیا۔ یونانی بیڑہ وولو کے بندر میں لنگر زن تھا۔ اور تمام ریلوے کو موٹو انجن وہاں جمع تھے۔ ترک ٹیولان
سے کوئی رولنگ سٹاک نکالنے یا انجن نہ ہونے کیوجہ سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے تھے۔ بمقام ویلسٹنو اور اس کے اردگرد یونانی
یونانی افواج اسطرح سے تقسیم کیگئیں کہ وہ ان تمام مستحکم بلندیوں پر جو باہم ملکر نعل اسپ کی شکل بنا رہی تھیں قابض ہو گئیں۔ ایک
پہاڑی اس نعل کے وسط میں ہے۔ وولو کی سڑک وہیں سے شروع ہوتی ہے۔ بجانب غرب اس پہاڑی کے دامن میں سیفالو کا گاؤں
واقع ہے جس پر ترک قابض تھے اور دوسری طرف ویلسٹنو ہے جو ترکی پوزیشن سے نظر نہیں آتا تھا۔ اسی پہاڑی کے متصل جھیل تھرلہ

کا ذخاف اپنی ایک زرخیز و سرسبز گھاٹی میں چمکتا ہے جھیل کی چاروں طرف گھنے جنگل موجود ہیں جن میں کہیں کہیں رخنے پڑے ہوئے ہیں۔ اوران رخنوں میں سے دیہاتی مساجد کے مینار جلوہ دکھاتے ہوئے نظارہ کی دلفریبی کو اور بڑھا رہے ہیں۔ پلاڈیتہ کی بارکیں ویلسٹنو سے شمال مشرق میں ہیں۔ ریلوے ہی نہیں بلکہ وہ شاندار جنگی شاہ راہ بھی جو وُلو کو جاتی ہے۔ ان بارکوں کی زد میں ہے۔ اور یہیں لحاظ یہ مقام بندر اور اس کے اسٹوروں کی حفاظت کیلئے نہایت اہم اور کارآمد تھا۔ پلاڈیتہ بارکوں کے قریب ایک سڑک وولو کی سڑک سے جدا ہو کر براہ پرسی فلی ہالمیروس کو اور وہاں سے براہ ستورپلی بندر نیا منزلہ کو جاتی ہے۔ سینو سیفالیہ کی پہاڑیاں سلسلہ کوہستان قرہ طاغ سے متعلق ہیں۔ ادہم پاشا نے فی الفور ایک اکتشافی جماعت لاریسا سے غنیم کے تعاقب میں بھیجدی۔

ولسیٹنو پر پہلا مقابلہ فریقین میں نئی پوزیشنوں پر قایم ہونیکے بعد پہلا مقابلہ ۲۷ اپریل کو ہوا۔ سلیمان پاشا کے زیر کمان جو کالم وولو کی طرف بھیجا گیا تھا۔ اس کا بمقام ویلسٹنو دشمن سے تصادم ہو گیا۔ اس کالم میں چار بٹالین۔ آٹھ نہایت کمزور رسالے (تیرہویں و چودہویں کیولری رجمنٹ) ایک کوہی اور دو آپی باتریاں تھیں دو رسالے ہراول دستہ کی کمک کو آگے بھیجے گئے۔ انکو یونانیوں نے پسپا کر دیا اور پاؤ گھنٹہ بعد کیولری بریگیڈ پر سامنے کی طرف وولو کی سڑک سے اور بائیں ہاتھ کی طرف پلاڈیتہ سے گولہ باری شروع ہو گئی جس کے جواب میں ترکی توپخانہ نے بھی گولہ باری شروع کر دی۔ یونانی گولہ اندازوں نے اس موقعہ پر بلا کی نادر اندازی دکھائی۔ ان کے پہلے گولے بھی عین ترکی توپوں پر آ کر گرے مگر پھٹا ایک بھی نہ۔ اس درست نشانہ بازی سے مجبور ہو کر ترکی باتریوں کو تین حصوں میں منقسم ہو جانا پڑا۔ تاریکی شروع ہو گئی تھی۔ اور یونانیوں کا میسرہ ترکی کیولری کی مراجعت کا راستہ مسدود کرنیکے لئے رضالوم کیطرف بڑھ رہا تھا۔ پس توپوں کو بچانے کے لئے اب بسرعت تمام انہیں پیچھے ہٹا لیجانا نہایت ضروری ہو گیا تھا۔ کیونکہ مراجعت کیلئے صرف ایک ہی پل موجود تھا باتریوں کو مراجعت کا موقعہ دلانے کے لئے تیرہویں رجمنٹ پھر غنیم کے قلب اور سلیمان پاشا اس کے میسرہ کیطرف بڑھا۔ دریں اثنا باتریاں سرپٹ رفتار سے پل پر سے گذر گئیں جس کے بعد دل تیرہویں اور چودہویں رجمنٹ با آہستگی واپس ہٹیں۔ ترکی کیولری چرکسوں کے طریق سے لڑی یعنی پشت توسن پر ہی رہ کر آتشبازی کرتی رہی جس سے طبعی طور پر دشمن کو کچھ نقصان نہ پہنچا یا پہنچا تو بہت خفیف لیکن اشد خطرہ کے باوجود ترکی سواروں کے حوصلے برابر قائم رہے۔ اور انہوں نے حیرت انگیز بسالت وشجاعت دکھائی۔ دشمن کے سامنے سے وہ نہایت آہستگی اور لاپروائی کیساتھ پیچھے ہٹے۔ صرف اس وقت گھوڑوں کو کسیقدر تیز کیا جب کہ اُن کے اور دشمن کے درمیان ایک گاؤں حائل ہو گیا وہ مغربی کی مشرق کیطرف گئے۔ وہاں انہیں بروصہ کی ردیف بٹالین آملی جس نے فی الفور طابیہ یعنی مورچہ بنانا شروع کر دیا۔ اور اسکی پناہ میں کوفتہ و ماندہ فوج نے جسے ابھی تک کھانا اور پانی نہ ملا تھا۔ آرام کیا ۲۸ اپریل کو اسمد کی ردیف بٹالین ایک میدانی باتری سمیت بطور کمک پہنچ گئی۔ ۲۹ کو کرنیل محمود بک لا نمائندہ غازی احمد مختار پاشا عثمانیہ چیف کمشنر مصر کا بیٹا پہنچ گیا۔ اور اس کی زیر ہدایت ۲۹ و ۳۰ کو غنیم کے مورچوں پر حملہ کیا گیا۔ کرنیل محمود نے

نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام کیا۔ مگر دریخوالہ نیم کو بھی جو ابھی تک فرسالہ دومکو ریلوے لائن پر مصروف تھا کم از کم
آٹھ پلٹنوں کی کمک پہنچ گئی تھی۔ اس نے ۳۰ اپریل کی دوپہر کو ترکی میمنہ کو دو گھنٹے کمال دلاوری سے لڑ کے پسپا کر دیا جس پر
میسرہ کو بھی جو پلاؤپتہ اور رضالوم کی طرف تھا پیچھے ہٹنا پڑ گیا۔ اس پسپائی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد ترکوں کو دس
پلٹنوں اور دو باتریوں کی کمک پہنچ گئی۔ مگر ترکی کمانڈروں نے فیصلہ کیا کہ جب تک فرسالہ فتح نہ ہو جائے۔ اب یونانیوں پر پھر
حملہ نہ کیا جائے۔ ۳۰ اپریل کی لڑائی میں کرنیل محمود بک نے شجاعت و استقامت اور جوانمردی و بسالت کا عجیب شاندار
اور قابل ذکر نمونہ دکھایا۔

محمود کا حملہ فوج پیدل کو کچھ موقعہ دلانے کے لئے اس نے اعلے افسروں سے دشمن کے ایک مورچہ پر جو پہاڑی کے کرارہ پر تھا۔
اپنی رجمنٹ سواران کے ساتھ حملہ کرنے کی اجازت طلب کی جس کو اجازت ملنے پر اُس نے حملہ کر کے فتح کر لیا۔ اثنائے جنگ میں اس کا
بیش قیمت گھوڑا دشمن کی گولیوں سے ہلاک ہو گیا۔ مگر یہ جوانمرد پیدل اپنے سواروں کے آگے آگے بڑھتا گیا۔ ایک یونانی
کپتان نشانہ باندھ کر پیہم اس پر گولیاں چلاتا رہا مگر کرنیل کا بال بیکا نہ ہوا۔ بالآخر ایک اناطولین کارپورل سوار نے
اس کپتان کا کام تلوار سے تمام کر دیا لیکن افسوس خود بھی شہید ہو گیا۔ کپتان کی بندوق بھری ہوئی تھی۔ کارپورل نے
بحالت غضب ایک ہاتھ سے اس بندوق کو پکڑ لیا۔ اور دوسرے ہاتھ سے بندوق والے پر جو اسکے پیارے افسر کو نشانہ بنا
رہا تھا تلوار کا ہاتھ صاف کیا۔ رائفل اس چھپا چھپٹی میں سر ہو گئی۔ اور اسکی گولی نے بہادر و جان نثار کارپورل کو وہیں جام
شہادت پلا دیا۔ محمود کے اس حملہ میں گھوڑوں کے علاوہ ۳۲ سوار شہید و مجروح ہوئے۔ مگر جب وہ مورچہ پر قابض ہو گیا۔
تو تین طرفوں سے اس پر رائفلی بوچھار شروع ہو گئی۔ اور پھٹنے والے گولے بھی پڑنے لگ گئے۔ اس سے مجبور ہو کر انہیں لاچار
واپس ہٹ آنا پڑا۔ مگر گولیوں کی تابڑ توڑ بارش کے باوجود ترکی سوار قابل تعریف باترتیبی سے پیچھے ہٹے۔ بے ترتیبی اور
گھبراہٹ کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔

پلاؤپتہ کی سطح مرتفع نے یونانیوں کی پوزیشن کو مدافعت کیلئے ایسا مستحکم کر دیا ہوا تھا کہ ترک اُسے توڑنے میں
کامیاب نہ ہو سکے۔ ریلوے اور میدان دونوں اس بلندی کی زد میں تھے۔ پلاؤپتہ کے مسخر ہو جانے پر یونانی ریلوے لائن
سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتے اور انکی فوج کو رسد وغیرہ پہنچنے کا رستہ بند ہو جاتا جس سے وہ سخت نرغہ میں مبتلا ہو جاتی۔ کیونکہ جس
کوہستانی علاقہ میں وہ موجود تھی۔ وہاں سے بہت ہی کم رسد و چارہ دستیاب ہو سکتا تھا۔ پلاؤپتہ کی اس اہمیت کیوجہ سے
ترکوں نے اسے بہر نوع فتح کرنیکا عزم کر لیا ہوا تھا۔ گو وہ یقیناً جانتے تھے کہ اُسے فتح کرنیکی کوشش میں بہت نقصان اٹھانا پڑیگا۔
مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جب ایک دفعہ یہ فتح ہو گیا۔ تو دومکو خود بخود ان کے قبضہ میں آ جائیگا۔ جہاں انہیں صرف
تھوڑی سی فوج رکھنی پڑے گی۔ میسرہ کی باقی کل فوج فرسالہ پہ بازو کیطرف سے حملہ کرنیکے لئے فارغ ہو جائے گی۔ دومکو
پر اب تک جتنی لڑائیاں ہوئی تھیں وہ در اصل خفیف سی سرسری لڑائیاں تھیں جو چشم دید شاہدوں کا بیان

ہے کہ یونانی گولہ باری کی نشانہ بازی اچھی نہ تھی۔ اور ان کے گولے بھی نہ پھٹتے تھے۔ مگر ترکوں کی آتشباری خوب موثر اور نہایت سریع تھی۔ ترکوں کے گولنداز نسبتاً بہت زیادہ باحوصلہ اور قادر علی النفس تھے۔ یونانیوں کی طرح وہ بے حوصلہ اور مضطرب نہیں ہو جاتے تھے۔

ان معرکوں میں کل چار پانچسو آدمی ضائع ہوئے۔ ان میں بھی پہلی لڑائیوں کی طرح مصاف کنندگان کے زیادہ تر انتہائی جوارح اور اعضاء کو چٹانوں کے ٹکڑوں اور پرخچوں سے جو گولوں کے لگنے سے اڑتے تھے زخم پہنچے۔ یونانیوں نے ایسی تابڑ توڑ آتشباری کی تھی کہ تعجب ہوتا ہے کہ ترکوں کا ایسا خفیف نقصان کیسے ہوا۔ کرنیل محمود بک کیولری کے جوانمرد کمانڈر نے ایک جنگی اتاشی سے ذکر کیا کہ تقریباً دو میل مربع رقبہ پر گولیوں کی پیہم بارش ہوتی رہی تھی۔

اس بہادر افسر کا گھوڑا اس دلیرانہ حملہ میں جو اس نے یونانی پوزیشن کے بازو پر کیا تھا۔ ہلاک ہو گیا۔ اور وہ بھی گھوڑے کے ساتھ زمین پر گر پڑا۔ اور بمشکل جانبر ہوا تھا۔

ویلیٹینو کی اس باستقلال اور معقول حفاظت و مدافعت کا فخر کرنیل سموینسکی کو حاصل ہے۔ جو اس کامیابی کی طفیل کرنیل اتسوس اور کرنیل مانوس کا ہمسر ہو گیا۔ اور اعلیٰ تعریف و توصیف کا مستحق ہے +

جنگ فرسالہ

ادہم پاشا کو لاریسا سے پیشقدمی کرتے وقت بشرط امکان اپائرس کی ترکی فوج سے تعلق و ارتباط قائم رکھنے کیلئے اپنی افواج کو بجانب غرب پھیلا دینا ضروری تھا۔ لیکن علاقہ کے کوہستانی دشوارگذار اور صعب المرور ہونے اور نیز اس وجہ سے کہ بڑی بڑی مسافتیں طے کرنا تھیں۔ اسے اسطرف فوجیں بڑھاتے وقت نہایت احتیاط کو مد نظر رکھنا لازمی ہو رہا تھا جس حزم و احتیاط کا ترکوں کے میمنہ کی کارروائیوں پر بھی طبعاً بہت اثر پڑا۔

ترکی سپہ سالار کا منشاء یہ تھا کہ غنیم کے میسرہ کو پلٹ دینے سے اسے فرسالہ کی پوزیشن چھوڑ دینے پر مجبور کرے۔ اس غرض کیلئے حقی پاشا کا ڈویژن جو شروع میں تھیسلی اور اپائرس کے درمیان سلسلہ رسل و رسائل و تعلق باہمی کو قائم اور آمد و رفت کے رستہ کو کھلا رکھنے کیلئے ڈسکاٹا میں مقیم کیا گیا تھا ترناووس اور لاریسہ کی فتح کے بعد بسرعت لاریسہ بلوا لیا گیا۔ جہاں وہ ڈبل کوچ کرتا ہوا پہنچا۔ دوسری طرف اول ڈویژن زیر کمان خیری پاشا کو جینے کوہستان میں بمقام ڈاسی لڑائی کی تھی۔ زیرکوس۔ تریخالہ کاردشا اور سکولپڑی پر قبضہ کر لینے کے بعد فوج کا انتہائی میمنہ بن کر آگے بڑھنے اور بمقام پوزارا کی جو یونانیوں کی پوزیشن بمقام فرسالہ کے میسرہ کو معرض خطر میں ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ اسکے ساتھ ہی پانچ ڈویژنوں نے ادہم پاشا کی زیر کمان سامنے کیطرف سے فرسالہ پر پیشقدمی کی مگر میمنہ حسب مراد رفتار سے پیشقدمی نہ کر سکا۔ علاقہ کٹھن اور کوہستانی۔ اور باشندے ترکوں کے دشمن تھے۔ مزید برآں ملکی افواج کی باربرداری کے انتظام کی مشکلات سے اور زیادہ ور تنگ ہو گیا۔ فوج کو رسد کے معاملہ میں تھیسلی کے زرخیز علاقہ بالخصوص دلفریب وادی ٹمپہ سے بہت مدد ملی۔ جو رسد و سامان کیا تھا ختم ہو نیوالا تھا اس کی پال گئی۔

ترناووس اور لاریسہ کے تباہی بخش واقعات کے بعد یونانی فوج میں عظیم تغیر و تبدل کئے گئے۔ تقریباً تمام جرنیلوں کی جگہ نئے

آدمی بھیجے گئے۔ اور اعلےٰ سٹاف افسر ساپونٹ سارا کی جگہ ایک جنرل سٹاف افسر لفٹنٹ کرنیل امبرشی کمانڈر انچیف
کے زیر فرمان عمل پیرا ہونیکے لیئے مقرر کیا گیا۔

یونانی فوج کا حصہ کثیر ان بلندیوں پر جو فرسالہ سے بجانب شمال ہیں قائم تھا۔ ادہم پاشا کی فوج ان کی طرف بہت
آہستگی کے ساتھ بڑھی۔ چنانچہ فوج ہراول کے سوار کہیں ۴ مئی کو جاکر ایک طرف سوباسی اور دوسری طرف مسکولوردلی
پہنچے۔ سوباسی فرسالہ سے بجانب شمال آٹھ میل کے فاصلہ پر اور آخر الذکر مقام وہاں سے بجانب غرب ۲ میل کے فاصلہ پر
فرسالہ تریکالا لائین پر واقع ہے۔

دوم پنجم و ششم ڈویژن ان سواروں کی اوٹ میں اُن سے تھوڑی دور پیچھے یونانی پوزیشن کے شمال و شمال مغرب میں جمع تھے
اور باقی فوج ابھی فرسالہ سے تقریباً ایک دن کی مسافت پر تھی۔ ترکی فوج حملہ آور کا میمنہ کا مغرب کیطرف بہت دور تک پھیلا ہوا
تھا جس سے انہوں کو بھی صاف نظر آرہا تھا کہ ترک میدان کارزار پر یونانیوں کے بازو پر سے چکر کاٹ کر عقب میں جا پہنچنے کا
ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ معافی تدبیر اوّل ڈویژن کی شاطرانہ چال سے علاوہ تھی۔ ۳ مئی کو یہ ڈویژن پورزا اکی جو فرسالہ سے چودہ
میل بجانب غرب ہے پہنچگیا ہوا تھا جہاں سے اسے مسلسل پیشقدمی کرکے یونانی پوزیشن کے عقب میں پہنچنا تھا۔ متذکرہ صدر تینوں
ڈویژنوں کے پیچھے چہارم و ہفتم ڈویژن بشرط ضرورت کام دینے کیلئے ریزرو میں تھے۔

ترکی فوجکی صف اوّلین نے بتاریخ ۵ مئی علی الصباح چار بجے کیوقت حرکت شروع کی۔ مارشل کا منشاء تھا کہ فیصلہ کن حملہ ۶
مئی کو کیا جاوے تاکہ خیری پاشا کو یونانیوں کے میسرہ پر پہنچنے کیلئے کافی وقت ملجائے۔ مگر ۵ مئی کو جب وہ میدان جنگ میں پہنچے
تو پیدل فوج غنیم سے گتھ چکی تھی۔ فرسالہ لاریسا سے تخمیناً بائیس میل بجانب جنوب ہے۔ یونانی ان پہاڑیوں کی ڈھلوانوں پر
جو میدان فرسالہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں نہایت عمدہ موقعہ پر قائم تھے۔ اور وہاں خوب مستحکم مورچے تیار کر لیے ہوئے تھے۔ ان کے
دونوں بازوؤں پر جنگل موجود تھا۔ اور توپخانہ کا زیادہ حصہ میمنہ پر نصب تھا۔ شروع شروع میں یونانی گولے خوب نشانہ پر گرے۔
غالباً ان کے گولہ اندازوں نے گذشتہ چند دنوں میں اپنے نشانوں کو خوب پختہ کر لیا۔ اور مختلف مسافتوں کا اچھی طرح اندازہ اور ناپ
لیا تھا۔ مگر دوپہر کے قریب ترک شجاعانہ دھاوا کرکے غنیم کو اسکی پوزیشن سے ہٹا دینے میں کامیاب ہوگئے۔ اور یونانیوں نے ترکی حملہ
کی تاب نہ لاکر ان بلندیوں کی طرف جو میدان کے دوسرے کنارہ پر تھیں مسلسل ہٹنا شروع کردیا۔ اس پسپائی کیوقت وہ ترکی توپوں
کی صاف زد میں رہے۔ اور بالخصوص انکی میمنہ کو بہت نقصان پہنچا۔ مگر انکے ریئر گارڈ یا دستہ عقب نے باقی فوج کو بچانے
کے لئے مردانہ وار اپنے تئیں قربان کردیا۔ پسپائی کے شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ بھر کی فرصت نہ دی
نہ انکی آتشباری ایک لحظہ کیلئے مدہم پڑی یا بند ہوئی۔ جب حملہ آور بلندیوں کے بالائی کرارہ پہ جہاں سے کل میدان
زیر نظر تھا پہنچے تو دشمن کی سراسیمگی و بیچارگی اور اپنے دوسرے دستوں کی مسلسل پیشقدمی دیکھکر ان کے حوصلے اور بڑھ گئے
دائیں بائیں دونوں طرف ترکی فوج پیدل کے کالم سیاہ گھٹا کی طرح آگے بڑھے جا رہے تھے۔ اور زیر پا فرحت بخش میدان

تنگ ہوگئی ہے اور اوسکے پیچھے اوتھریس کے سیاہ و مہیب پہاڑ سر بفلک کھڑے ہیں تمام میدان یونانیوں سے جو بسرعت قدم
اٹھائے چار ہے تھے بھرا ہوا تھا سب کا رخ ایک سنگی پل کیطرف تھا جو ایک چھوٹے سے نالہ پر بنا ہوا تھا۔ ورنیولا ترکی توپخانہ
آگے بڑھکر جا بجا نہایت عمدہ موقعوں پر قایم ہوگیا تھا۔ اور بھگوڑے یونانیوں کے کالموں پر گولہ پر گولہ پھینک رہا تھا۔ ہر
گولہ کے گرنے پر جب گرد و غبار کا طوفان سطح زمین سے اوٹھتا تو بھگوڑوں کی رفتار اور تیز ہوجاتی۔ اون کو عقبی دستے
سپاہیونکے کھڑے ہونے کے لیئے گڑھے کھود لئے تھے جہاں سے وہ مسلسل آتشباری کرتا رہا لیکن ترکی فوج پیدل کی کثرت آخر انکی
بہادرانہ مدافعت پر غالب آگئی ترک اونکو یکے بعد دیگرے ایک سے دوسری پوزیشن کو دھکیلتے گئے۔ ترکوں کی شیرانہ شجاعت
واقعی قابل دید تھی اونہوں نے کسی پناہ یا اوٹ کی حفاظت کو منظور نہ کیا اور بلا توقف و قیام برابر بڑھتے چلے گئے حتی کہ
رائیفلیں سر کرنے کے لیئے کسی وقت گھٹنے کو بھی زمین پر نہ لگایا چلتے چلتے آتشباری کرتے رہے جب کہ یونانی پل پر سے گذرنے
کے لیئے جمع ہو رہے تھے ایک ٹرین فوج لیکر وولو کیطرف سے آرہی تھی ایک پھٹنے والا گولہ اس ٹرین کو لگا جس سے یونانیوں
کو بہت نقصان پہونچا جس وقت یونانی بتدریج پل سے گذر گئے اور دریا اونکو اور انکے تعاقب کنندگان کے درمیان
حائل ہوگیا۔ تو اون کے نیم مردہ جسموں میں پھر کسیقدر جان پڑگئی اور لڑائی میں بھی تھوڑا سا وقفہ پڑگیا لیکن ادہم
پاشا نے اس فتح کے بعد بلا توقف فرسالہ کیطرف بڑھنے جانیکا عزم کرلیا وہ ایک باتری لیکر میدان میں اتر آئے۔ رائفل بردار
کی ایک صف آگے کردی اور غنیم پر پھر حملہ کردیا جس کے دوران میں ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ اسدن پہلے ایسی سخت
لڑائی نہ ہوئی تھی ایک چھوٹے سے موضع پر جو بجانب میمنہ تھا۔ ایسی تابڑ توڑ آتشباری کیگئی کہ ترکی سپاہی دھوئیں میں
نظر نہ آتے تھے۔ رہی سہی کثیر گولوں نے پوری کردی اور ترک موضع پر قابض ہوگئے۔ یونانی فرسالہ کو ہٹ گئے اور حملہ کرنیکے لیئے
فی الفور چھ ترکی بلٹنیں صف آرا کردیگئیں۔ سورج غروب ہونا شروع ہوگیا تھا مگر جب تک ذرا بھی روشنی رہی۔ ترک شہر پر برابر
گولے پھینکتے رہے۔ باتری پر باتری پیچھے سے چلی آکر شہر کے گرداگرد قایم ہو رہی تھی۔ حتی کہ چاروں طرف سے شہر توپخانہ
کے حلقہ میں آگیا۔ بالآخر تاریکی نے گولہ باری کو بند کرادیا اور یونانی تاریکی سے فایدہ اوٹھا کر اپنی کل پوزیشنوں کو
خالی کرگئے اور پہاڑوں میں پناہ جالی کیونکہ مراجعت کا رستہ معرض خطر میں تھا اور ترک فرسالہ ڈوموکوس کی سڑک
پر قابض ہوچکے تھے۔ دوسرے دن جب حمدی اور ممدوح کے ڈویژن فرسالہ کی متصلہ بلندیوں پر قابض ہوگئے
تو پھر حمدی پاشا کو ڈویژن کو بریگیڈ زیر کمان حسن پاشا نے خود شہر پر بھی قبضہ کرلیا شہزادہ ولیعہد بہادر کا کل سامان
چھ توپیں اور بہت سامان حرب غنیمت میں ملا۔ ایک اجنبی افسر جو موقعہ پر موجود تھا ۵ ۲۰ مئی کے محاربات ولیشنو
فرسالہ کی کیفیت جنگی مبصر کے پہلو سے اسطرح بیان کرتا ہے "معرکانہ حمدی اور ممدوح کے تینوں ڈویژن متوازی صفوں
میں آگے پیچھے اسطرح سے صف آرا ہوکر کہ ایک ڈویژن سب سے آگے دوسرا اوس کے پیچھے دائیں ہاتھ اور تیسرا
اور تھوڑے سے فاصلہ پر پہلے کے بائیں ہاتھ تھا میمنہ کیطرف سے بڑھے یہ تینوں اسطرح جدا جدا مرتب ہوکر یونانیوں

کی پوزیشن کی طرف بڑھے اوسکو انہوں نے قرہ دمری تکیہ اور فرسالا کی سڑک کے برابر جو موضع تاتاری سے میدان
کی طرف اترتی ہے رائفلی گڑھوں سے مستحکم کیا ہوا تھا یونانیوں کی جمعیت وہاں چار اور آٹھ پلٹنوں کے درمیان تھی اور
ہر ایک باتری میسرہ پر نصب تھی سہ پہر تک مسلسل گولہ باری اور آتشباری ہوتے رہنے کے باوجود یونانی اپنی جگہ پر
قابض رہنے کے بعد آخر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے اور وہ کامل باترتیبی کے ساتھ بلندیوں کے کرارہ سے میدان کو ہٹے
اونکے تعاقب میں صرف حسن پاشا کا بریگیڈ تین میدانی باتریاں اور ایک کوہی باتری لیکر آگے بڑھا - ترکی گولے خوب نشانہ
پر گرتے رہے - جو عموماً یونانی دستہ عقب کے سکرمشروں (پھیل کر اور متفرق ہو کر لڑنے والوں) کی پتلی سی صف پر
پھٹتے دکھائی دیتے رہے - لیکن بایں ہمہ دوسرے دن جب ہم اوس موقعہ سے گذرے تو گولہ باری کے مؤثر ہونے کی کوئی
علامتیں نہ دیکھیں ہمنے کسی مجروح کو سڑک کے رستہ واپس جاتے نہ دیکھا اور مقتولین کی بھی بہت کم تعداد دیکھی -

پس ان لڑائیوں میں زیادہ نقصان ہونیکی روایتوں کو کسیقدر مشتبہ سمجھنا مناسب ہے باضابطہ طور پر ترکوں کے نقصان
کی تعداد ۲۳۰ ظاہر کیگئی تھی میدان میں بھی حملہ آوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے یونانیوں نے ایک پوزیشن تیار کی
ہوئی تھی - موضع ورتیسلی کو محفوظ کر کے اوسکے گرد رائفلی گڑھے کھود لئے گئے تھے - آٹھ تازہ دم پلٹنیں اور ایک باتری میمنہ
کے عقب میں جمع کیگئیں اور اسیوقت چار پلٹنوں کا ایک کالم اوس پہاڑی سے جو فرسالا کے عقب میں ہے میدان
میں اتر آیا - الغرض وہاں تقریباً ۲۳ پلٹنیں یا دو انفنٹری ڈویژن موجود تھے لیکن رات نے اس تصادم کا خاتمہ
کر دیا - اس معرکہ کو لڑائی نہیں کہا جا سکتا وہ محض تصادم تھا - صبح کو جب ترک آگے بڑھے تو انہوں نے فرسالا
کو خالی پایا یونانی ڈوموکوس کو ہٹ گئے تھے -

ویلسٹینو کا دوسرا معرکہ

اوسیدن جبکہ قرہ دمری پر لڑائی ہوئی ویلسٹینو میں بھی لڑائی ہوتی رہی تھی ہر اوسی دستہ کو مصر کے بعد جس پر ترکوں کو شکست پہنچی تھی - اونہوں
نے حقی پاشا کی کل ڈویژن کو جمع کر لیا تھا - یونانی وادی کے جنوب مغربی گوشہ میں ایک نہایت مستحکم موقعہ پر جہاں سے میدان اور
ولو کی جنگی سڑک اونکی زد میں تھی قابض تھے - رائفلی گڑھوں اور مورچوں سے اس موقعہ کے طبعی استحکام کو ایسا مضبوط
کر لیا تھا کہ سامنے کی طرف سے حملہ کر کے اوسے فتح کرنے کی کوشش کا نتیجہ خواہ حملہ کنندہ قوم کی جمعیت کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو بجز
سخت نقصان اوٹھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا وہاں دو ہزار سے زیادہ یونانی فوج مقیم تھی کیونکہ حالانکہ اجنبی
کے قونصلوں نے ولو کو ترکوں کے سپرد کرتے وقت بیان کیا تھا کہ دو ہزار سپاہ وہاں سے جہازوں پر سوار ہوئی ہے -
اس کے علاوہ کچھ فوج خشکی کے رستہ بھی بجانب جنوب المیروس کو ہٹی تھی - خالی کارتوسوں کی مقدار سے جو انبار پر پڑے
لگے ہوئے تھے ثابت ہو رہا تھا کہ حقی پاشا کی فوج پیہم و مسلسل آتشباری کرتی رہی تھی - جو عمودی بلندیوں پر ساتھ ساتھ
حفاظت کی خندقیں کھودتی ہوئی آگے بڑھی تھی چٹانی زمین پر قدرتی قلیل آلات و اوزار سے یونہی خندقیں کھودنا

سہل کام نہ تھا چہ جائیکہ دشمن بھی اوپر سے تابڑ توڑ گولوں اور گولیوں کی بوچھار کر رہا ہو مگر فرسالا کی فتح نے اونکو طویل معرکہ آرائی سے بچا لیا۔ اس فتح سے ترک فرسالا کیطرف سے ویلیسٹینو کے عقب میں پہنچکر یہاں کی یونانی فوجکی مراجعت کا رستہ بند کرنیکو قابل ہو گئے تھے پس اگر یونانی ویلیسٹینو کو خالی کرتے اور مزاحمت و مدافعت پر قایم رہتے تو اسکا نتیجہ کامل بربادی کے سوا اور کچھہ نہ ہوتا۔ سات مئی کی رات کو ممدوح پاشا کا کل ڈویژن حقی پاشا کو مدد دینے کیلیے فرسالا سے بھیجا گیا مگر یونانی اسکو پہنچنے سے پہلے پسپا ہو چکے تھے چنانچہ اسی تاریخ کی شام کو ادہم پاشا چلتے ہوے ویلیسٹینو کے ریلوے سٹیشن پر آ پہنچے۔

یونانیوں نے فرسالا کی متصلہ پوزیشن کے چھن جانے پر زیادہ تر اون معرکوں کی وجہ سے جو ترکوں کے میمنہ پر ہوئے فرسالا کو خالی کیا تھا اور یونانی میسرہ اس لیے پسپا ہوا کہ خیری پاشا کی پیشقدمی سے عقب کیطرف ہٹنے کا رستہ مسدود ہونے لگا تھا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ مراجعت کمال باترتیبی سے کیگئی ہیں لیکن اس بیان کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ مراجعت کی شروع ہی سے صلاح و تجویز کر لیگئی ہوئی تھی تاہم ایسی پوزیشن پر قایم ہونا جسپر مستقل طور سے نہیں بلکہ صرف عارضی طور پر قابض ہونیکا ارادہ ہو جنگی آداب کی لحاظ سے ہمیشہ سخت غلطی متصور ہوتا ہے۔ اس پوزیشن پر عارضی طور پر قابض ہونا صرف اوس صورت میں مناسب معقول ہو سکتا تھا کہ اگر ترکوں نے ٹرناووس اور لاریسہ کی بھاگڑ کا مستعدی کے ساتھ سر توڑ تعاقب کیا ہوتا کیونکہ ایسی صورت میں فوج کی ہیجان و انتشار کو دفعیہ اور اوس کی پراگندہ صفوں کو مرتب و جمع کرنے کیلیے سب سے پہلے محفوظ موقعہ سے فایدہ اوٹھانا قرین مصلحت ہی نہیں بلکہ ایکطرح سے لازمی ہوتا۔ مگر ترکوں نے کوئی تعاقب نہ کیا تھا۔ اور ایسی صورت میں پہلے ہی سے پسپائی کا ارادہ کر کے اس موقعہ پر قایم ہونا گویا خود فوج کو مزید مراجعت پر اور شکستہ دل بنانا تھا۔ یونانی کمانڈروں کو ایسے موقعہ پر قایم ہونا لازم تھا جہان سے وہ جمکر مقابلہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہوں اور جسے وہ اس غرض کیلیے مناسب تصور کرتے تھے۔

یونانیوں کو فرسالا کے موقعہ پر قایم ہونے سے صرف یہ فایدہ پہنچا کہ کرنل سمولنسکی کیلیے ویلیسٹینو پر قابض رہنا آسان ہو گیا اور خوش قسمتی سے اوسے وہاں ایک ایسی فوجی کامیابی حاصل ہو گئی جسنے اسکو بعض اور دیگر معدودے چند واقعی قابل یونانی افسرون کا ہمسر بنا دیا۔

کرنل سمولنسکی کو مراجعت کا حکم ۵ مئی کی شام کو وصول ہوا۔ اسلیے اوسنے آلمیرو دکرتا سنی کیطرف ہٹنا مناسب سمجھا۔ یہ مراجعت فرسالا کی متصلہ پوزیشن سے دست بردار ہو جانیکا لازمی نتیجہ تھی۔ یونانی فوج کا بڑا حصہ ڈوموکوس کیطرف ہٹا جہاں کی پہاڑی پر سنے افور کئی توپیں نصب کر دیگئیں۔ جب ۶ مئی کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہو گیا کہ یونانی تا حال ویلیسٹینو پر بالاستحکام قابض ہیں تو ترکوں نے اونکو وہاں سے نکالنے کیلیے نہایت ہی قابل تعریف مستعدی دکھائی۔ ایکطرف فرسالا کے قریب کے ڈویژنوں میں سے ایک کو دو بجے سہ پہر ویلیسٹینو کو روانہ ہو جانیکا حکم دیا گیا دوسری طرف جو فوجیں ٹرناووس کے راستہ لاریسہ پہنچ رہی تھیں۔ اونکو ویلیسٹینو کے حملہ میں شریک ہونیکی لیے فوراً بھیجا گیا

اور یہ فیصلہ ہوگیا کہ ۵ مئی کی دوپہر کو تین ڈویژن غنیم کی پوزیشنو پر حملہ کریں۔ ترکوں نے ان دنوں میں اتنی لمبی مسافتیں طے کین کہ اونکا خیال کرکے حیرت ہوتی ہے۔ ۸ مئی کو علی الصبح ولسیٹنو اور رضالوم (ریزومائیلوس) کو درمیان دو ڈویژن حملہ کیلیے بالکل تیار کھڑے تھے۔ اور تیسری کا عنقریب پہنچ جانا قطعًا یقینی تھا مگر عین حملہ کے وقت معلوم ہوگیا کہ سب تیاریان فضول تھیں۔ چالاک وعیار غنیم پھر ہاتھ سے نکل گیا ہے۔

حقی پاشا[۵] کا ڈویژن قلب لشکر کے میسرہ کی حفاظت اور ولسیٹنو کو قریب کے دروں پر قابض رہنے کیلیے ولسیٹنو کے قریب مقیم رکھا گیا۔ اس ڈویژن کی کچھ فوج نے بطور سکیسر دستہ جبل پیلی اون پر گشت کرکے ہالمیروس کی سڑک پر قبضہ کرلیا اور بمقام اکیشی اپنے ہراول کو مقیم کردیا۔ اس قبضہ کی بدولت اون ڈہلوان سطحوں پر جو ہالمیروس کیطرف نشیب کہاتی جاتی ہیں۔ دستہ مذکور اور ایک یونانی بریگیڈ میں جسکی ساتھ دو یا تین باتریان تھیں خفیف سی لڑائی ہوئی یونانی ہالمیروس کے میدان کو دہکیل دیے گئے مگر ترک اونکا تعاقب نکر سکتے تھے کیونکہ یونانی بیڑہ جہازات کا حصہ کثیر ہالمیروس کے سامنے لنگر انداز تھا۔ ۸ سے لیکر ۱۱ مئی تک ترکی میسرہ پر صورت معاملات یہ رہی جو اوپر مذکور ہوچکی ہے۔

۱۱ مئی کو ترکی افواج فرسالہ کے گرد جمع ہوگئیں اور اونکو اسطرح سے تقسیم کیا گیا۔ اول۔ دوم سوم چہارم و ششم ڈویژن پہلی صف میں۔ ممدوح وخیری کے ڈویژن دوسری صف میں اور حمید پاشا کا ڈویژن قلب کے عقب میں بمقام تکیہ رکھا گیا ہیڈکوارٹر بھی تکیہ میں تھا۔ اور ابعیدی چوکیوں کی صف جنہیں صف اولین کے ڈویژنوں سے آدمی مامور کیے گئے تھے میل سوا میل فرسالہ کے جنوب میں تھی۔ دس بٹلین تریخالہ پر قابض ہونے کے لیے بھیجدی گئی تھین۔

ساتواں ڈویژن (زیر کمان حسنی پاشا) جو پہلے کاٹرینا میں رکھا گیا تھا تمام وکمال لاریسہ میں جمع ہوچکا تھا۔

---

[۵] حقی پاشا سپہ سالار اردوی سوم (فریق سوم) جنگ سے پہلے صدر جنداِرمہ (یعنی پولیس کمشنر) سلطنت عثمانیہ تھے سنہ ۱۸۔۔ء میں فوج میں داخل ہوئے۔ مدرسہ حربیہ سے نکلتے ہی عہدہ لفٹننٹ سے ممتاز ہوئے حقی پاشا مانٹی نیگرو کی لڑائی پر روانہ کیے گئے تھے وہاں وہ اپنی کمپنی سمیت استوار ومحکم مقام پر حملہ آور ہوئے جس کا رنمایاں کے صلہ میں عہدہ کول آغاسی یعنی ایجوٹنٹ میجر ترقی پائی سنہ ۱۸۵۶ء میں سلطان عبد العزیز خان مرحوم کے ایڈیکانگ مقرر ہوئے۔ اور عہدہ میر آلائی لفٹنٹ کرنل سے ممتاز ہوئے۔ اسکے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم کے دوم چیمبرلین مقرر ہوئے اور سنہ ۱۸۶۶ء میں ہمراہ رکاب ہمایون سلطانی بطور اول چیمبرلین سفر یورپ میں شریک رہے سنہ ۱۸۷۶ء تک ارض روم کی کونسل کے چہارم درجہ کے رکن رہے سنہ ۱۸۷۷ء اور سنہ ۱۸۷۸ء کے معرکہ میں بمقام قارص حقی پاشا نے جنگ الاجہ داغ میں نمایان بہادری ظاہر کی جسکے صلہ میں میرلوا یعنی بریگیڈیر جنرل کے عہدہ سے ممتاز ہوئے سنہ ۱۸۸۔ء میں قسطنطنیہ کو واپس آئے۔ اور جنداِرمہ دیوانی کی صدارت کو سرفراز ہوئے اور فریق یعنی ڈویژنل جنرل سے ممتاز ہوئے۔ حقی پاشا ایرانی وضع کے آدمی تھے لیکن اول درجہ کے ریاضی دان نامور سپہ سالار شجاع اور ہمدرد ملک وقوم تھے افسوس کہ جنگ سے چند ماہ بعد بمقام تھیسلی اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء میں رحلت ہوگئی۔

اور درہ ملونا سے ٹرناوس تک کے رستہ کی حفاظت کا کام نو وارد ملکی دستون کے سپرد تھا۔ الغرض ساتوں ڈویژن اول۔ دوم۔ سوم۔ چہارم۔ پنجم۔ ششم۔ ہفتم لاریسا۔ وولو۔ فرسالہ میں مثلث کی شکل میں مقیم تھے۔ میمنہ ترنچالہ میں تھا جہان ایک مضبوط برگیڈ مامور تھا۔

سپاہ کو ۵ مئی سے ۱۱ مئی تک کے مسلسل جد وجہد اور صعب محنت کے بعد کافی آرام ملگیا تھا۔ مزید برآن جارحانہ کارروائی کو جاری رکھنے کیلئے کمان میں ایک ایسا تغیر ہوگیا تھا جسے سب نے نہایت پسند کیا یعنی شہزادہ ہم باشاکل ترکی افواج مقیمہ تھسلی وایاپیرس کے اعلے کمانڈر بنا دیئے گئے تھے۔ اور اس تغیر سے فوجی کارروائیوں کے انصرام کے متعلق وہ ربط واتحاد حاصل ہوگیا تھا جسکی اشد ضرورت تھی۔ اور اس امر کی پختہ توقع ہوگئی تھی کہ اب پھر جارحانہ کارروائیوں کے شروع ہونے پر دونون فوجین ایک ہی مدعا مد نظر رکھکر ایک دوسرے کے دوش بدوش کارروائی کرینگی۔

ترکی صف اولین فرسالہ سے وولو تک پھیلی ہوئی تھی۔ اسکے بالمقابل یونانی ڈوموکوس سے ہالمیروس تک قابض تھے ڈوموکوس میں اونکا ایک کمزور آرمی کور (دو ڈویژن) اور ہالمیروس میں انفنٹری کا ایک مضبوط برگیڈ۔ ایک رسالہ۔ دو یا تین باتریان اور بیڑہ جہازات کا زبردست حصہ موجود تھا۔ جو یونانی فوج ۶ مئی کو ولسٹینو میں مقیم تھی اور اُسی دن رات کے وقت وولو سے جہازون پر سوار ہوگئی تھی اُسکا کچھ حصہ ڈوموکوس کی فوجکی کمک کو بھیجدیا گیا۔

یونانی فوجکی نسبت بالکل بجا طور پر یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اوسوقت اوسکی حالت کچھ اچھی نہ تھی جس فوجکا ہفتوں سے پسپائی کے سوا اور کوئی کام نہ رہا ہو۔ جو اس اثنا میں ایکدفعہ جو اس باختہ بھی ہوچکی ہو۔ جسے اپنے افسرون پر کوئی بھروسہ نہ رہا ہو اور جسمیں تربیت ونظام جنگی کا نام ونشان نہ ہو جسکا حصہ کثیر تعجیل وجلدی میں جمع اور مسلح کیے گئے افراد پر مشتمل ہو اور جسکے افسر فریقانہ وجبرہ بندیونکی جذبات کا شکار رہوں۔ اور اور تو کیجی جلون اور الفاظ سے مانوس ہوں مگر فرضِ جنگ کے نام سے بھی ناواقف ہوں۔ ایسی فوجکو بھلا کس طرح جنگی اغراض کے لیئے کافی کارآمد سمجھا جاسکتا ہے ان خرابیون کے ساتھ اون امور کو بھی مستزاد کرونیا ضروری ہے کہ سامان حرب کے محفوظ ذخیرہ میں نمایان قلت اور توپون کی تعداد میں بہت کمی ہوگئی تھی کیونکہ ہر مراجعت کیوقت گولہ بارود کی وافر مقدار اور ایک یا دو باتریان پیچھے چھوڑ دیجاتی رہی تھیں تجربہ کار اور تربیت یافتہ افسرون کے فقدان کیوجہ سے یونانی سادہ ترین جنگی اصولون کی خلاف ورزی کے مسلسل مرتکب ہوتے رہتے تھے۔ بطور مثال ایک امر کا بتا دینا کفایت کریگا۔ بعیدی چوکیان بالعموم صف سے اتنے فاصلہ پر بٹھائی جاتی تھیں کہ اون کو پسپائی کے وقت اپنی فوج کو جاملنے کیلیے بالکل بلا امداد لمبے لمبے فاصلے طے کرنے پڑتے تھے سپاہیوں کے آرام وآسایش کا بھی کوئی کافی انتظام نہ تھا۔

ٹرناووس اور لاریسا کیطرح فرسالہ اور ولسٹینو میں بھی یونانی اپنی مراجعت کے رستہ کو کھلا اور محفوظ رکھنے قایم رکھنے میں کامیاب رہی۔ اس وقت تک ترکون نے ان دونوں باتوں کیطرف کچھ توجہ نکی۔ وہ صرف

اسی پر کاربند ہے کہ غنیم کے ایک بازو پر تمام فوج جمع کر دینے سے اسے پسپائی پر مجبور کر دیا جائے اونہوں نے دشمن کی مراجعت
کا راستہ بند کر کے اسے مکمل تباہ یا اسیر ہو جانے پر مجبور کرنے کی کوشش نہ کی اگر خیری پاشا کا ڈویژن فرسالہ پر ٹھیک مقررہ
وقت پر پہنچ جاتا تو یقیناً ولی عہد بہادر کی فوج کا کام تمام ہو جاتا۔ اسی طرح اگر ولسٹینو و دوما سڑک پر حملہ کیا جاتا تو سمندر سے
تعلق ہو جانے کیوجہ سے یونانیوں کی ترکی تمام ہو جاتی۔

غنیم پر بلحاظ تعداد فائق ہونیکے باوجود ترکوں نے اسکا کوئی نمایاں ثمرہ نہ اوٹھایا۔ اونکا بیڑہ جہازات کمزور ہونے کیوجہ سے
اونکو محاربہ میں کوئی مدد نہ دے سکا اور بنابریں یونانی اپنی بحری طاقت کی طفیل جو اون کو متحرک قاعدہ الجیش اور اساس
حرکات کا کام دیتی رہی۔ یکے بعد دیگرے نیا امن ڈھونڈ لینے اور فیصلہ کن نبرد آزمائی سے بچتے رہنے میں کامیاب ہوتے
رہے۔ اگر یونانیوں کے پاس تربیت یافتہ و خوب منتظم فوج ہوتی جو تعداد میں خواہ زیادہ نہ ہوتی مگر مسلسل حرکت اور
معرکہ آرائی کی شقت و تکلیف کا باستقامت مقابلہ کرنیکی قابلیت رکھتی تو وہ اس فوقیت سے بے نظیر اور بیش بہا فائدہ اوٹھا
سکتے سمندر کے ساحل پر جابجا عمیق خلیجیں موجود ہیں یونانی جہاز ان خلیجوں میں داخل ہو کر بآسانی تمام خشکی پر
فوج اوتار سکتے تھے جو یہ جمعیت کثیر ترکی فوج کے مراحل دستوں پر مسلسل حملہ کرتی رہکر اون کو تباہ کر سکتی تھی اور جب پیچھے
سے ان دستوں کو کمک پہنچ جاتی تو جھٹ جہازوں پر سوار ہو کر غائب ہو سکتی تھی۔

یونانیوں نے مراجعت کیلئے دو مختلف راستے اختیار کرنے میں بھی غلطی کی۔ اونہوں نے کچھ فوج فرسالہ کیطرف
ہٹائی اور کچھ دوموکیطرف اگر وہ سب کے سب دومو لوٹتے تو محاربہ کا حقیقی قاعدہ و اساس اونکو قبضہ میں رہتا جو ریلوی
لائنوں بحری اتصال اور ایک بندرگاہ تھا کہ فوج کو براہ راست وہاں سے کمک اور رسد وغیرہ پہنچ سکتی مگر غالباً
اونہوں نے یہ سمجھا کہ ایسا کرنے سے ایتھنز کا رستہ غنیم کیلئے کشادہ ہو جائیگا۔

اگر وہ ایتھنز کی ہی حفاظت کرنا چاہتے تھے تو انہیں واجب تھا کہ دومو کی سڑک کو کھلا چھوڑ دیتے اور لامیہ کی
طرف ہٹتے کیونکہ ایتھنز کو صرف یہیں سے ہو کر رستہ جاتا ہے۔ اس صورت میں دومو کا چند دن پہلے اتنے غنیم کے قبضہ میں چلا جانا
کوئی وزن نہیں رکھتا تھا۔ مگر اس معاملہ میں بھی یونانیوں سے غلطی ہوئی۔ وہ ایتھنز کا رستہ فرسالہ سے بند نہیں کر سکتے تھے
بلکہ صرف کوہستان اوتھریس سے ولسٹینو اور بلا فیتہ کی پوزیشن جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہو گیا نہایت مستحکم تھی اور
کل یونانی فوج بھی وہاں سمائی ہو سکتی تھی۔ اگر اعلیٰ کمان کرنیل ماتوس کے سپرد کیجاتی۔ اور کل فوجی طاقت وہاں مجتمع
ہوتی تو غالب وجوہ ادہم پاشا کبھی اوسکو بازو پر چھوڑ کر ایتھنز کیطرف بڑھنے کی جرات نہ کرتے بلکہ پہلے دشمن کو
پوزیشن سے ہٹا لینا ضروری تصور کرتے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر ایسا مستحکم و محفوظ پوزیشن میں جسے مورچوں سے
سے بآسانی اور بھی محفوظ کیا جا سکتا تھا معقول فوج موجود ہوتی تو ترکی فوج برابر کئی دن تک متواتر حملہ کرتے
رہنے کے بعد بھی بمشکل اس مدعا میں کامیاب ہو سکتی۔

"جب ماسیو گوی اعلان کو پڑھ چکا تو ہم سب اسی آواز بلند لوگون کو سنانے کے لیئے جھروکہ پر آگئے مدت العمر میں پہلے کبھی ایسا رقت انگیز نظارہ نہ دیکھا تھا ہم نے زرد زرد اور اوپر کو اوٹھائے ہوئے چہروں کا متلاطم سمندر دیکھا جو اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے والے الفاظ کو سننے کے لیئے چوں گوش دروزہ دار بہ آواز اللہ اکبر عجب بیصبری کے ساتھ منتظر کھڑے تھے. قایممقام نے اعلان کو بلند پڑہنا شروع کیا مگر اوسکی آواز ایسی پست تھی کہ کوئی مطلب نہ سمجھہ سکا - لوگون نے پکارنا شروع کیا "بلند آواز سے پڑہو ہم کچھ نہیں سن سکتے تھے" اسپر ماسیو گوی نے از سر نو پھر شروع سے باواز بلند پڑہنا شروع کیا اور اس دفعہ مطلب لوگوں کے ذہن نشین ہوتا گیا اور جب اونکو اعلان کا مدعا معلوم ہوگیا تو کل انبوہ نے بے اختیار خوشی کی ایک لنبی سانس لی اور پھر یکبارگی سب بیساختہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ پکار اوٹھے خداوند کریم سلطان کی عمر دراز کرے - ترکو - دیر تک سلامت رہو" اعلان کے پڑہے جانے کے وقت میں تین یونانی جنگی جہازوں کی سیاہ شکلیں بندرگاہ میں دکھائی دیتی رہی تھیں - یونانی امیر البحر کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا تھا - اسپر نجیب بک نے مجھے اور چند دیگر نامہ نگاروں کو یونانی کمانڈر کا فیصلہ معلوم کرنے کے لیئے اوس کے جہاز پر بھیجا لیکن ہمیں گھاٹ پر ہی دول اجنبیہ کے جہازوں کے کپتان امیر البحر کا پیغام لیئے آتے ملگئے اوسنے کہلا بھیجا کہ "جب تک مجھے یہ اطمینان نہ ہوجائے کہ ترکوں نے فی الواقع با من و امان شہر پر قبضہ کیا ہے میں بندرگاہ میں رہونگا" یہ سنکر نجیب بک نے سپہ سالار کیطرف سے جواب دیا کہ "سلطان المعظم کی افواج اپنے شہر کے باشندوں کی جنہنے اطاعت قبول کرلی ہو حفاظت کرنا اچھی طرح سے جانتی ہیں پولیس کے فرائض ادا کرنے کے لیئے صرف ایک پلٹن شہر میں داخل ہوگی - باقی فوج باہر خیمہ زن رہیگی امیر البحر براہ مہربانی تشریف لیجائیں - ورنہ ہم اوسکی موجودگی سے جو نتائج پیدا ہونگے اونکے ذمے وار نہیں ہونگے -

(۱۲) فصل دوازدہم

جنگ ڈومو کوس ارشل ادہم پاشا نے ۴ مئی کو فرسالہ میں اور اوسکے ارد گرد زبردست جمعیت فراہم کرلی - اس کے علاوہ میمنہ و میسرہ میں بمقام تریکالہ و ولسٹینو ایک ایک زبردست ڈویژن موجود تھا پندرہ مئی کو ہیڈ کوارٹر کے افسروں نے غنیم کی پوزیشن کی گرد آوری کی جس کے دوران میں انکو

ل اس کی فتح پر ادہم پاشا نے جلالت مآب کی خدمت میں ۲۹ - اپریل کو یہ تار ارسال کیا تھا :- آج ۲۹ - اپریل کی شام کے ۶ بجے تریکالہ کو فوج ظفر موج نے فتح کرلیا اور شہر میں داخل ہونے سے پہلے خبر ملی کہ یونانیوں نے دو سو دائم الحبس قیدیوں کو رہا کردیا اور ہزار بندوق مع دیگر سامان حرب کے اہالیان شہر کو بغرض حوالہ کرکے چلتے ہوئے کہ اونسے ترکوں کا مقابلہ کریں (باقی حاشیہ بر صفحہ ۱۷)

معلوم ہوا کہ وہ ڈوموکوس کے شمال میں ایک نہایت مضبوط موقعہ پر قایم ہے اوسکی پوزیشن کا سامنا چھ میل میں پھیلا ہوا ہے اور چاروں طرف مورچوں اور رائفل گڑھوں کی چھ قطاریں اوپر نیچے تیار کر لیگئی ہیں۔

۷ امئی کو اس پوزیشن پر حملہ کرنیکا حکم صادر ہوا۔ اور مندرجہ ذیل افواج کو پیشقدمی کی ہدایت کیگئی بجانب میمنہ خیری پاشا کا ڈویژن ایک کالم میں ڈوموکوس کی شاہ راہ کے دائیں ہاتھ ہرشی عمر اور یکر یلر کر رستہ سیو یا اور سکاریتا کو اور نشاط پاشا کا ڈویژن جس میں تین بریگیڈ کر دیئے گئے تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کے دونوں طرف آگے بڑھے۔

قلب میں حمدی پاشا کا ڈویژن جس میں دو بریگیڈ تھے۔ دو کالموں میں شاہ راہ کی مشرق میں ورتیا ورتواتی۔ سکاریا۔ اور کروسوبا کے راستے پورناری پر بڑھے۔

میسرہ پر ممدوح پاشا کا ڈویژن قرہ چالی (کرتالی) اور گرکلی کے رستہ غنیم کے میمنہ اور خط مراجعت کی طرف جائے۔ اور حیدر پاشا کا ڈویژن قلب کی عقب میں ادہکر پیشقدمی کرے۔

حملہ کی تاریخ سے ایک دن پہلے یعنے ۶ امئی کو حقی پاشا کو ہالمیروس پر پیشقدمی کرنیکا حکم ملچکا تھا۔ تاکہ وہ سترہ مئی کو ہالمیروس کے شمالمغرب میں قرہ دانتی کے قرب وجوار میں غنیم پر ایک ساتھ حملہ کرنے کے لیے اپنی کل فوج سمیت ادہم پاشا کا اگر ہاتھ بٹا سکے۔

میجر ناکنروان سونن برگ کی یادداشتوں کے مطابق جسے جرمن گورنمنٹ نے باضابطہ طور پر حالات جنگ کی خبر دینے کے لیے ترکی فوج میں بھیجا ہوا تھا ادن تینوں ڈویژنوں نے جنہوں نے ایک ساتھ غنیم پر حملہ کرنا تھا، امئی کو علی الصبح چار اور پانچ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶) کیدان (کمانڈر) پہلی فریق کا خیری پاشا شہر میں داخل ہوا اور یہ اشتہار شایع کیا کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر جس شخص کے پاس سرکاری ہتھیار ہیں گیا وہ نذر پائیگا اور نیز جسکے پاس فوجی نیزہ ہو یا جسکو اسکی اطلاع ہو وہ حاضر کرے ورنہ اخفا کرنیوالا بھی مستوجب سزا ٹھیرایا جاویگا۔"

قصبہ مذکور اور قصبہ فارو سیکے کل باشندوں نے بلا تمیز مذہب و قومیت سردار دول کے پاس اپنی دلی اپنی حالت زار اور ظلم کے متعلق حسب ذیل عریضہ ارسال کیا۔ پندرہ سولہ برس سے ہم لوگ یونانیوں کے دست ظلم سے تنگ اور انکی چوری چکاری سے سخت مجبور ہوگئے تھے اوسپر طرہ یہ ہوا کہ جب یونانی لشکر ترکوں کے ہاتھ سے ہزیمت اوٹھا کر فرار ہونے لگا تو بھاگتے بھاگتے ہی ہمارے سرسبز کھیتوں اور ہر قسم کے مال و اسباب کو تباہ و برباد کرکے ہمکو بے عزت کیا۔ ہرچند ہم چیختے چلاتے رہے لیکن ہماری فریاد وزاری پر کوئی متوجہ نہیں ہوتا تھا۔ یہانتک کہ ترکی لشکر آپہنچا اور تب ہمکو امان ملی۔ یہ قوم ہماری زراعت کی محافظ ہماری ننگ و ناموس اموال و متاع کی نگہبان اور حفظ صحت کیلئے پوری پوری ساعی ہے۔ پس ہماری درخواست ہے کہ ہماری ردی حالت اور ترکی عساکر کے ترحم اور معدلت کی حکایت اپنے بادشاہوں کو سنادیں اور عرض کریں کہ آئندہ ہمیشہ کیلئے ہمکو یونانی گورنمنٹ کے حوالہ نکریں اور انکے دست تعدی سے نجات دلانے میں ساعی ہوں۔

بجے کو درمیان حرکت کی۔ بجز موصوف کی تحریر کردہ حالات باقی کل نامہ نگاروں کی تحریر و بنیر صفائی بیان۔ عملی تجربہ و مہارت سلامت و وضاحت اور اہم معاملات کو نظر انداز نہ ہونے دینے میں بہت ہی فوقیت رکھتی ہیں۔ دس بجے صبح کے وقت خیری پاشا کی ڈویژن کا ہراول عین نہایت میمنہ پر بمقام سیو یا غنیم کے سر پر پہنچ گیا۔ اگرچہ وہاں یونانیوں کی ایک تھوڑی سی کمزور و ضعیف اور پوسیدہ کیوبی موجود تھی مگر خیری پاشا نے اون کے مقابلہ کے لیے ایک سالم انفنٹری رجمنٹ کو صف آرا کیا اور اس طرح نہایت قیمتی وقت کا ایک گھنٹہ ضائع کیا گیا۔ کیونکہ اس صف آرائی اور فضول تیاری کی وجہ سے وہ گیارہ بجے سے پہلے سیو یا پر قابض نہ ہو سکا۔ حمدی پاشا کے ڈویژن کا ہراول بھی دس بجے کے قریب دشمن سے گتھ گیا اور اس طرف سے شام تک آتشباری کی آواز برابر سنائی دیتی رہی۔ قلب میں حمدی و نشاط اور میسرہ پر خیری پاشا کو بہت سے بڑی صعوبت پیش آئی۔ نشاط کے ڈویژن کا ہراول غنیم کی پوزیشن کے سامنے جو ڈومو کوس کے مقابل تھی دوپہر کے قریب پہنچا اور سوا ۱۲ بجے غنیم کی سب سے بالائی صف نے چار انچ قطر کی چار کرپ توپوں سے اوسپر گولہ باری شروع کر دی۔

خیری پاشا کے ڈویژن نے سیو یا کو فتح کرنے کے بعد ۳ بجے کے قریب غنیم کی چار پلٹنوں اور کئی میدانی باتریوں سے جو سٹلاری اور بالا بستی کی درمیانی بلندیوں سے اوتر کر میدان میں صف آرا ہوتی تھیں۔ نبرد آزمائی شروع کی۔ یہ بلندیاں ڈومو کوس کے قریب بائیں ہاتھ کی طرف ہیں۔ اسی وقت یونانیوں کی دوسری صف نے نشاط کی فوج پر تین باتریوں سے گولہ برسانا شروع کر دیا۔ سوا تین بجے نشاط کی ہراولی باتری ان شجاعت کے ساتھ پیشقدمی کر کے یونانی توپخانہ سے ۸۰۰ سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی۔ ساڑھے تین بجے دوسری ترکی باتری اُس سے جا ملی اور چار بجے تک وہاں ۱۱ باتریاں جمع ہو گئیں۔ جو ترکی قلب سے یونانیوں پر رات پڑ جانے تک مسلسل گولہ باری کرتی رہیں۔

تین بجکر ۳۰ منٹ پر نظام برگیڈ (یعنی اینڈریانوپل کی ۳۰ انفنٹری و پندرہویں رجمنٹیں) جو ماسر رائفل سے مسلح تھا۔ یونانیوں کی چہارم سوم دوم و اول صفوف کی انفنٹری پوزیشنوں سے ٹکرانے کو بڑھا جہاں یہ صفیں پانسو قدم کی قطار سے آئی تھیں بلکہ اندر کی طرف زاویہ بنا رہی تھیں حملہ کرنے کے لیے ناقابل اعتبار۔ وہ حیرت انگیز شجاعت کے ساتھ اس طرح بڑھا کہ کبھی تھوڑی دیر کے لیے ٹھیر جاتا پھر یکبارگی تیزی کے ساتھ دوڑ کر کچھ فاصلہ طے کر لیتا۔ حملہ کیا ہی صرف ایک رجمنٹ صف آرا ہوئی دوسری ریزرو میں رہی پیشقدمی سڑک کو دائیں ہاتھ کی طرف کے علاقہ میں سے کی گئی۔ جب حملہ کنندہ برگیڈ یعنی رجمنٹ نمبر ۵ ایک ہزار گز کا فاصلہ [illegible] اسپر ٹوپی و رائفل آتشباری کی اندھا دھند بارش شروع ہو گئی۔ غنیم کی پوزیشن ابھی تیرہ سو گز کے فاصلہ پر تھی جسپر اس رجمنٹ نے بالکل امداد طلب کرنا تھا غنیم کو بے انتہا غالبہ فوقیت کی باوصف یہ شجاع رجمنٹ مردانہ وار آگے بڑھتی گئی حتی کہ غنیم صرف چار یا پانسو گز کے فاصلہ پر رہ گیا۔ وہاں پہنچ کر رجمنٹ مذکور نہایت استقلال و ثابت قدمی سے اپنے موقعہ پر قائم ہو گئی۔ ایک متنفس بھی پیچھے نہ ہٹا اور سب کے سب یکی پیچھا نہ تک ایک غنیم اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اس رجمنٹ میں چھ چھ سو آدمیوں کی چار بٹالینیں تھیں جنمیں سے چھ سو اور آٹھ سو کے درمیان اس جنگ میں شہید ہوئے۔

شام کے چھ بجے کے قریب اب پہلی مرتبہ بریگیڈ کی دوسری رجمنٹ اپنی رفیق رجمنٹ کی مدد کیلئے آگے بڑھائی گئی تب تک ایک سپاہی بھی حالانکہ اوسکے اسقدر آدمی ضایع ہو چکے تھے اوسکی مدد کو نہ بھیجا گیا تھا۔ ڈرینولا خیری نے بھی بالآخر غنیم کو اپنے سامنے سے پسپا کر کے نشاط کے میمنہ پر اپنی فوجکو از سر نو صف آرا کیا۔ اور ادھر نشاط کے دوسرے ڈویژن نے پورناری کو فتح کر لیا۔ شام کے سات بجے کے قریب نشاط کا تیسرا بریگیڈ صف آرا ہو کر آگے بڑھا۔ ترکونکو یقین تھا کہ یونانی اونکے حملہ کے جواب میں متذکرہ صدر رجمنٹوں پر بالمقابل دھاوا کرینگے۔ اور اسی بالمقابل حملہ کو روکنے اور اسکا مقابلہ کرنے کے لئے تیسرا بریگیڈ آگے بڑھایا گیا تھا مگر بہادر یونانیوں نے کوئی حملہ نہ کیا۔

توپی مبارزت تاریکی کے بعد تقریباً سوا نو بجے بند ہوئی۔ یونانیونکی پوزیشنوں میں ساری رات الاؤ جلتے رہے مگر اگلی کی صبحکو معلوم ہو گیا کہ وہ تمام موقع چھوڑ کر رفو چکر ہو گئے ہیں۔ اور یہاں بھی اپنی توپیں پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ اونہیں اس لئے پسپا ہونا پڑا۔ کہ ممدوح پاشا اون کے بازو پر پہنچ گیا تھا۔

حمدی پاشا کی ڈویژن کا مقابلہ دس بجے کے قریب دروال کے قرب و جوار میں ہوا جہاں سے اُسنے یونانیوں کے دستہ مقدم کو اپنی بڑی اور اصل پوزیشن کیطرف ہٹا دیا۔ اس ڈویژن نے کسیقدر تساہل و سستی کے ساتھ حرکت کی مگر شام کے قریب وہ پورناری تک پہنچ جانے میں جو ڈیڑھ کوس کے شمال المشرق میں ہے کامیاب ہو گیا۔ ۱۵ مئی کی رات کو یونانی میمنہ پر شب باش ہوا۔ حمدی کا ہمسایہ میسرہ پر ممدوح پاشا تھا جو صبح کیوقت غنیم کو سیاٹہ سے نکالکر پھر گرگلی پہنچگیا تھا اور اسطرح دروہ فورکا سے وہ بھی اُسیقدر فاصلہ پر تھا جتنے فاصلہ پر کہ یونانی تھے اور اسی امر نے یونانیونکو ۱۵ مئی کی درمیانی رات کو ڈیڑھ کوس سے چلنے پر مجبور کیا مگر چلتے ہوئے ترکونکو دھوکا دینے کے لئے الاؤ وغیرہ روشن چھوڑ گئے جنکی روشنی سے اس مرتبہ بھی ترک دھوکہ کھا گئے۔ اور یہی سمجھتے رہے کہ یونانی برابر موجود ہیں اونکو کہیں صبح کے پانچ بجے اسبات کا پختہ علم ہوا کہ یونانی پوزیشنیں خالی ہو چکی ہیں۔

میجر فاکنر نے اس لڑائی کے حالات متذکرہ صدر رفو چیانہ اختصار کیساتھ تحریر کئے ہیں جنکے مقابلہ پر ڈیلی نیوز کے نامہ نگار کی مطول و مشرح دلچسپ تحریر کا درج کر دینا نامناسب نہوگا۔ نامہ نگار مذکور یونانی ہیڈ کوارٹر کے ساتھ تھا۔ ۱۷ و ۱۸ مئی کی لڑائیوں کی کیفیت قلمبند کرتے ہوئے وہ تحریر کرتا ہے کہ یونانیونکو یقین تھا کہ اب اور لڑائی نہیں ہوگی۔ اور دربا طن اون کو توقع تھی کہ فریقین میں نامہ و پیام شروع ہو گیا ہے جسکا نتیجہ التوائے جنگ ہوگا۔

نامہ نگار مذکور جب یونانی لشکر میں پہنچا تو اُسنے فوجکے عقب میں صورت حال نہایت ہی ابتر پائی۔ سپاہی تر بتر و خستہ حال بارش اور کوہی سردی میں بے پناہ فرش خاک پر لیٹے ہوئے تھے خیموں کا سایہ اور بچاؤ بھی اونکے لئے موجود نہ تھا۔ شر کین گاڑیاں جنپر مجروح۔ بیمار اور سامان و گودام بار تھے اٹی ہوئی تھیں اور تمام کمان بیجو سکے ساتھ دشمن کے پہنچنے سے حتی الامکان فی الفور دور نکل جانے کے لئے ادہر اُدہر دوڑ رہے تھے۔ ڈرینولا ترک تین سڑکوں کے رستہ جو جاکر دہاری کی جوٹیو نہر سے ہوتی ہوئیں فرسالہ سے جنوب کو آتی ہیں۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے انمیں سے مغرب کیطرف

کی مواضع ریاضی و درہ زالی سے درمیانی موضع تارلی ہی اور مشرقی ترلا رسی گذرتی ہی۔ آخر الذکر سڑک کے رستہ جو
ترکی کالم چلا آرہا تھا اوسی جنرل سمولنسکی کے دستہ کو ولیعہد کی فوج سی منقطع اور یونانیوں کے میمنہ کو معرض خطر میں ڈالنے کا حکم تھا
ولیعہد اون پہاڑی سلسلوں میں سی ایک کی کراڑے اور ڈہلوانوں پر جو جبال کاسی یاری سی بجانب جنوب میں متصرف
تھا موضع ڈوموکوس اسی سلسلہ کی وسط میں ہی اور اوس سی چند میل بجانب شرق کت زیری اور کیتی کی ہیں۔ یونانی
میسرہ درہ اگوریانی کے دہانہ پر قابض تھا لامیہ فرسالہ کی ریلوی لاین اس درہ میں سے بن رہی تھی۔ یونانیوں کو اس بازو
کو درہ مذکور سے چھن جانیکا اندیشہ تھا یونانی پوزیشن نعل کی شکل میں تھی جسکا دایاں بازو دوسرے سی چھوٹا تھا۔
جس کے اسی پر یونانی میسرہ (یا پانچ ہزار پیدل) قایم تھا۔ اوسکی بلندی پر تین کوہی باتریاں نصب تھیں۔ پوزیشن کی قلب یعنی
بمقام ڈوموکوس متصل پہاڑیوں پر بتدریج میدان کیطرف ڈہال کہاتی ہیں وہ میدانی باتریاں چند کوہی توپیں اور بارہ
لیکن بارہ ہزار تک پیدل فوج موجود تھی میمنہ پر چار میدانی باتریاں اور چند کوہی توپیں جابجا نصب تھیں۔ کیتی کی
اور کت زیری میں چھ چھ توپیں تھیں۔ اس بازو پر بارہ ہزار فوج پیدل تھی مذکورہ سپاہ کے علاوہ ۷ ہزار
انفنٹری ڈوموکوس کو مغرب میں ایک پہاڑی ڈھلان کی ڈھال پر ریزرو میں تھی۔ اور دو چھوٹے ایسے قلعوں کی کہ توپیں
بھی مندرجہ بالا توپخانہ سے علاوہ تہیں۔ ان میں سے ایک پرانی قلعہ پر جو شہر سے اوپر ہے نصب تھی۔ اور
دوسری ڈوموکوس کی مشرق کیطرف والی ایک پہاڑی کی چوٹی پر جہاں سے کل میدان نظر آتا تھا الغرض یونانیوں
کی کل جمعیت ۳۵ و چالیس ہزار کے درمیان تھی پانسو سوار بھی اسی تعداد میں شامل ہیں۔ ترکی فوج حملہ آور
میں غالباً پچاس ہزار آدمی تھے جنرل ماروسکالیس یونانیوں کی قلب کا اور ماکریس میمنہ کا کمانڈر تھا۔

نامہ نگار مذکور لکھتا ہے۔ دہوپ کی روشنی میں ڈوموکوس کی بلندیوں سے ترکی پیشقدمی کا نظارہ فی الواقع نہایت
ہی شاندار اور دلفریب تھا۔ پانچ رسالے فوج پیدل کے آگے آگے پھیل کر جاتی ہوئی قطاروں میں آگے بڑھ رہی تھی
سرپٹ گھوڑے دوڑائے چلے آرہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد دو مرا ایلی ترکی باتریاں اپنی فوج پیدل کی مزید پیشقدمی
کو دشمن کی آتشباری سی پناہ دلوانیکی لیے یونانیونکی پوزیشن کے بالمقابل ایک موقعہ پر کھڑی ہوگئیں ادہر دونوں
کرپ توپوں نے اپنے کل توپخانہ کو گولہ باری شروع کرنیکا اعلان کردیا اور دونوں طرف سی دہواں دہار گولہ باری
شروع ہوگئی جسکی تیزی میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا گیا یونانیونکو نہ صرف یہی فوقیت حاصل نہ تھی کہ وہ بلند سطح پر تھے
بلکہ اونکی گولہ اندازوں نے گزشتہ چند دنوں میں کل مسافتوں کا نہایت احتیاط کیساتھ اندازہ کرلیا ہوا تھا چنانچہ اونکو اپنی
توپونکی شست اوسیدہ درست کرنیکی بہت ضرورت پیش آئی توپیں آتی تہیں جو علاوہ ہمت افزائی کے دشمن کی ہلاکت کا بہی باعث ہوئیں
بندوقوں کا شعلہ آنا فانا ایک سرے سے دوسرے سرے تک کل صف میں پھیل گیا اور دونوں طرف کی توپخانوں نے بعد واز گرجنا
شروع کردیا یونانیونکی آتشباری زیادہ موثر تھی کیونکہ ایک تو انکے گولہ انداز نامعلوم محفوظ جگہ سے توپیں چلا رہے تھے۔

دوسرے اونکو اپنی تمیز ادہر اودہر ہٹانیکی ضرورت نہتھی۔ بنابرین ترکی لشکر مشرقی اور اونکی مدد کنندہ دستونکو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ سہ پہر کے چار بجے کے قریب ترکوں نے پہلے سے زیادہ ثبات و مردانگی سے یونانی میمنہ پر دہاوا شروع کردیا۔ ترکی بازجیاں شہر کے دونوں بازوؤں پر نمودار ہوکر آہستہ آہستہ آگے بڑہنے لگیں اور ساتھ ہی انکی پناہ میں فوج پیدل نے متوازی صفوں میں باتریوں سے بجانب غرب قابل تعریف استقامت و عزم دلاورانہ کے ساتھ اون مورچوں پر جہاں اوپزوفی اور اطالین والینٹر قابض تھے آتشباری کرتے ہوئے آگے بڑہنا شروع کردیا۔

اطالین مجاہدین کا اصلی کمانڈر ریکیوٹی گاری بالڈی اوسوقت غیر ملکی یونانیوں کی پلٹن میں تھا۔ اور اوسکی جگہ سپہ سالاری بر سر کمان تھا۔ یہ مجاہدین اوپزیوں کی کمک کیلئے ان مورچوں کے پیچھے گئے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر لڑائی نہایت شدت اور تیزی کے ساتھ ہوئی۔ ترک بے نظیر استقلال و پامردی سے آگے بڑہے آرہے تھے اور ادہر اطالین اونپر کمال اطمینان و استقامت کے ساتھ گولیوں کی سچ مچ تابڑتوڑ بارش کررہے تھے۔

نامہ نگار اطالین مجاہدین کی شراب فروش عورت کی جو اسوقت تیمارداری کا کام کررہی تھی بہت تعریف کرتا ہے وہ لکہتا ہے کہ یہ چہوٹی سی پھرتیل عورت جو کمال لاپرواہی کے ساتھ گولوں اور گولیوں کی مسلسل بوچھار میں پھرتی رہی جو کوئی زخمی ہوکر گرتا جہٹ اوسکی مدد جاکرتی جسکے پاس کارتوس ختم ہوجاتے اوسے کارتوس پہنچادیتی اور خود سب طرح سے محفوظ مصئون رہی۔ سرخ جاکٹ نے اوسکی ملاحت و دلفریبی کو اور دوبالا کردیا ہوا تھا۔

درینولا ترکی میسرہ بتدریج آگے بڑہا چلا آرہا تھا۔ اور انکے قلب نے بھی بڑہنا شروع کردیا تھا جنرل ماروماکیس نے جہٹ پٹ تین ہزار آدمی ریزرو فوج سے ڈومو کوس کی پوزیشن کے استحکام کیلئے بہیجدیئے اوسوقت کل یونانی فوج مصروف کارزار تھی ترکوں نے یونانیوں کے میسرہ پر بھی درہ اکوریانی کو چہیننے کیلئے نہایت تیزی کے ساتھ دہاوا کردیا۔ تھا شام کے سات بجے لڑائی دونوں طرف سے مدہم پڑگئی اور غروب آفتاب تک بتدریج بالکل بند ہوگئی۔ صرف دونوں کے چند توپیں ترکی صفوں پر گولہ برساتی رہیں کہ اتنے میں یکبارگی یونانی کیولری جسنے لڑائی میں بہت کم حصہ لیا تھا میدان سے نکلکر درہ فورکا کی سڑک سڑک پیچھے ہٹتی جاتی دکہائی دی۔

اس وقت تک اون تمام لوگوں کا جو لڑائی کو یونانیوں کی صف کے قلب سے دیکہتے رہے تھے یہی خیال تھا کہ حملہ آور اپنی شجاعت کثرت کے باوصف یونانی پوزیشنوں کی صف کو نہیں توڑ سکے۔ اور لڑائی کا قطعی فیصلہ کرنیکے لیے کل بھی ضرور لڑائی ہوگی یہ تنہا اسی امر پر بھی متفق الرائے تھے کہ جس استقامت و پامردی کے ساتھ نوعمر سپاہی اور وہ لوگ جو باقاعدہ تربیت یافتہ سپاہی نہیں۔ آج لڑے ہیں۔ وہ بے انتہا تعریف کی مستحق ہے مگر درین اثنا ترکوں نے کثرت تعداد کی طفیل سہ پہر کے دو اور تین کے درمیان یونانیوں کے انتہائی میمنہ کو جو کیتی کی بستی تہا پلٹ دیا تھا اور وہاں کی سپاہ تہوڑے سے مقابلے کے بعد موضع پورنیچی کی طرف ہٹ آئی تھی جہاں پہنچکر جنرل ٹاکریسی نے کمک کے پہنچ جانیکے لیے جسکے لیے اسنے سخت تاکید کردی تھی و نیز

کا مقابلہ کرینگی کوشش کی مگر کمک کے نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ زیادہ دیر موضع مذکور میں نہ ٹھیر سکا اور بسرعت تمام واپس ہٹ آنے پر مجبور ہو گیا۔ رات کے آٹھ بجے اوسکی فوج میں ایسی بھاگڑ پڑ گئی کہ ڈومو کوس کی پوزیشن پر قایم رہنا ناممکن ہو گیا چنانچہ پاکریسی کی پسپائی کی خبر سنتے ہی کل فوج کو مراجعت کا حکم دیدیا گیا۔ رسالہ اور پلٹنوں کی مراجعت کیطرح اس مراجعت کیوقت بھی رستہ چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ سڑک گودام و سامان حرب کی چھکڑوں جنگی گاڑیوں اور ٹرانسپورٹ و کمسریٹ کی جانوروں وغیرہ سے ہی نہیں رکی ہوئی تھی بلکہ ہزاروں باشندے بھی اس خوف سے کہ ترکوں کے قابو میں آجانے پر اونکی بڑی گت بنیگی سراسیمہ وار دوڑے چلے جا رہے اور پریشانی و بےترتیبی کو اور زیادہ پریشان بنا رہے تھے۔

انگریزی نامہ نگار کی تحریر میں جو اسلیئے بیشک بہت اچھی ہے کہ اوسنے بچشم خود ڈومو کوس کی لڑائی کا مشاہدہ کیا تھا تونانیوں کی بہت تعریف کیگئی ہے اور ایسا کرنیمیں اوسپر طرفداری کا الزام بھی وارد نہیں ہو سکتا۔ اوسنے وہی کچھ دیکھا جو قلب میں گذرا اور یہ مسلمہ امر ہے کہ اوس موقعہ پر ترکوں کی نسبت یونانی بہت کچھ فایدہ میں تھے اور اونکو اپنی پوزیشن کے طبعی و مصنوعی استحکام کی وجہ سے ترکوں پر بہت فوقیت حاصل تھی۔ نامہ نگار مذکور اپنی تحریر کے خاتمہ پر ولیعہد کے متعلق تحریر کرتا ہے کہ وہ ایک متصلہ پہاڑی کی چوٹی سے ایک مکان کے جھروکہ سے جہاں اسکا ہیڈ کوارٹر تھا لڑائی کو دیکھتا رہا اور پھر صبح آیندہ کو گاڑی پر سوار ہو کر کچھ سوار دنکو اردلی میں لیئے ہوئے تار راتزا کو روانہ ہو گیا رستہ میں لامیہ نہ ٹھیرا جہاں اوسنے بلحاظ حالات موجودہ اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کرنا چاہیے تھا۔

۱۸ مئی کو ترکوں نے سامنے کیطرف سے ڈومو کوس پر قبضہ کر لیا جہاں اونہیں اسلحہ[۱] و سامان حرب کی مقدار کثیر دستیاب ہوئی میمنہ و قلب یعنی خیری، نتاط و حیدر کے ڈویژن ڈومو کوس سے اوتر کر اوسمیں داخل ہوتے ہیں۔ وہ ڈومو کوس کی متصلہ پہاڑیوں کو وادی تھیسالی اور تھریس سے جدا کرتا ہے۔ ان پہاڑ وغیرہ سے میدان لامیہ کو جو دری جاتے ہیں۔ اون میں سب سے اہم درہ فورکا ہے۔

۱۸ کی شام کو ممدوح اور حمدی کے ڈویژن درہ کے سامنے ایک دوسرے سے ملاقی ہوئے اوسپر یونانی ابھی تک قابض تھے جنکو مجروحی لڑائی کے بعد ترکوں نے شمالی سرے سے درہ کے اندر دھکیل دیا۔ ۱۸ و ۱۹ مئی کی درمیانی رات کو حمدی کی ڈویژن کی تین پلٹنیں غنیم سے بالکل متصل بعیدی چوکی کے فرایض پر مامور تھیں ترکی فوج کی ہیئت عمومیہ اسوقت حسب ذیل تھی:۔ خیری، نتاط اور حیدر کی تینوں ڈویژن ڈومو کوس اور ورتینی کے درمیان تھے۔ حمدی اور ممدوح کے ڈویژن ان ہی آگے در ورتینی، پالا ماس اور فورکا بین بشکل مثلث قایم تھے یہ دونوں ڈویژن بالخصوص

[۱] مجاہد، ڈومو کوس میں ترکوں کو زمینوں۔ دردیوں اور سامان جنگ و رسد کے علاوہ حسب ذیل غنیمت ملی۔ بارہ قلعہ شکن توپیں ۱۰ انچی یعنی دس انچ قطر کی اور ۱ ۱/۲ ۴ انچ قطر کی چھ کوہی توپیں ۱/۲ سنٹی میٹر (۳ انچ قطر کی) ۹۵ گاڑیاں گولہ بارود کی، ۱۸۱۳۴۳ چھوٹے بڑے گولے، بارہ ہزار صندوق رایفل کارتوسوں کے ۱۶۳۷۹ گراس قسم کی رایفلیں اور ۶۰ گاڑیاں باربرداری کی:

محمد صبح پاشا کا جو میسرہ پر تھا مغرب کیطرف بہت آگے نکلجانیکی وجہ سے باقی فوج سے ایکطرح سے بالکل جدا ہو گیا تھا۔

۱۹ مئی کو علے الصبح حمدی کے ڈویژن کی بعیدی یونانیوں کو معلوم ہو گیا کہ درہ فورکا شالی پڑاؤ ہے جسپر شاہ راہ کے راستہ لامیہ کی طرف فی الفور پیشقدمی کیئے جانیکا حکم صادر ہو گیا ۱۹ مئی کی دوپہر کو بالکل اچانک اور غیر مترقبہ طور پر دشمن سے ایک اور مقابلہ ہو گیا۔ جبال اوتھریس کی جنوبی شاخوں کے آخری سلسلہ کے مقام تارانابیس جو لامیہ سے دو میل شمال میں ہے غنیم کی دس بٹالین معہ دو یا تین باتریوں کو ایک نہایت مستحکم موقعہ پر متصرف پائی گئیں۔ درہ فورکا سے مراجعت کر جانے کے بعد غنیم کی یہ تھی اور یہ جنگی لحاظ سے کسیطرح سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ کیونکہ اگر یونانیوں کا منشا مزاحمت کرنیکا تھا تو اس غرض کے لیئے لامیہ کے متصلہ علاقہ کی نسبت درہ فورکا بدرجہا زیادہ مناسب و کارآمد تھا۔ اور سرحد کے قریب ہو جو اسکی طبعی بناوٹ سے ان کو مدافعت میں زبردست مدد مل سکتی تھی۔ مزید برآں اس پسند کردہ پوزیشن سے لڑائی شروع ہو جانے کے بعد مراجعت کرنا ایسا مشکل تھا کہ عقل کبھی باور نہیں کرسکتی تھی کہ یونانی وہاں جمکر مقابلہ کرنے کی کوشش کرینگے۔ پسپائی کے وقت ان کو لامیہ کے میدان سے گذرنا پڑتا جہاں ترکی باتریاں جو یقیناً بلندیوں کے آخری سلسلہ پر فوراً نصب کر دیجاتیں انکو فی الواقع بھون ڈالتیں۔ یہ معاملہ اس لحاظ سے بھی نہایت حیرت انگیز ہو رہا تھا۔ کہ یونانیوں کو جنہوں نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کے مراجعت کرنے سے پہلے ہی واقعی کمال کر دکھایا تھا۔ ایسی جرأت کہاں سے پیدا ہو گئی ہے کہ ایسے موقعہ پر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ جہاں سے وہ تاریکی سے پہلے بآسانی بیدخل کر دیئے جا سکتے تھے۔

یہ بلا مبالغہ عقدہ لاینحل تھا مگر جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں سقراط و بقراط کی عیار فرزندوں نے تھوڑی ہی مدت میں اسے حل کر دیا چھ ترکی بٹالین جن میں زیادہ تر البانوی تھے اور جو سب سے آگے تھیں حملہ کیلئے صف آرا ہونے لگ گئیں۔ ترکی باتریوں نے موقعہ پر قبضہ قائم ہونا شروع کر دیا اور یونانیوں نے مسلسل آتشباری کی بوچھاڑ شروع ہو گئی جو برابر دو گھنٹے ہوتی رہی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نازو دوم افواج کی کمانیں پہنچ رہی تھیں۔ اور سپاہی انتظار حملہ کا ہی کر رہے تھے کہ یکایک یہ خیال پیدا ہو گیا کہ غنیم کی مراجعت کا راستہ بند ہو گیا ہے اور چار بجے کے قریب کل نقشہ جنگ بدل گیا ایک گاڑی جسپر سفید جھنڈا نصب تھا اور یونانی صفوں کے قریب پہنچی جو باقی فوج کو لامیہ کی طرف بتدریج مراجعت کر جانیکا حکم دے رہا تھا تاکہ رات کی تاریکی میں کام ہو سکے۔ جب ان لڑائی نے درمیانی فاصلہ کو طے کر لیا تو دس منٹ کے بعد گاڑی سے چند افسر اترے [illegible] کے پیچھے آ اترا۔ ان کے اشارہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی خاص کام کے لیئے آئے ہیں۔ گورنمنٹ شاہ یونان کے ساتھ ... یونان گیا تھا۔ در اصل انجمنوں کی وکالت کا کام کیا کرتا تھا اور شام کو شروع ہی میں لامیہ کا گورنر

مقرر کیا گیا تھا۔ وہ یہ خبر لایا کہ ٹرکی نے اصولاً التوائی جنگ کو منظور کر لیا ہے اونسے کہا مجھ ۱۹ مئی کی صبح کو ایتھنز سے اس امر کی باضابطہ اطلاع موصول ہوئی جسکی ساتھ مجھسے یہ درخواست کیگئی تھی کہ میں یونانی ہیڈ کوارٹر کو فی الفور اس سے مطلع کر دوں میںنے خبر ملتے ہی جو گاڑی پہلے نظر پڑی اوسے بیگاری پکڑ لیا اور اوسکو ایک گدیلی کا سفید غلاف پھاڑ کر سفید جھنڈا بنا لیا۔ ترکی سٹاف کا افسر اعلےٰ سیف اللہ پاشا حسن اتفاق سے موقعہ پر موجود تھا اوسنے گورنر کو پیغام کے جواب میں کہا کہ اس صورت میں آتشباری کو بیشک فی الفور بند کر دینا ضروری ہو گیا ہے لیکن لڑائی کے باقاعدہ التواء کیلئے ولیعہد کیطرف باضابطہ درخواست کا موصول ہونا ضروری ہے۔ فریقین میں کل گفتگو جرمن زبان میں ہوئی کیونکہ یونانی گورنر اور سیف اللہ دونوں اس زبان کو کامل اُستاد تھے اور اس کے ذریعہ ایک دوسری کا مطلب بہتر طور پر سمجھ سکتے تھے۔

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ شہزادہ بہادر اپنے میمنہ کو شکست یاب ہو کر پسپا ہو جانے پر ڈوموکوس کی مضبوط پوزیشن کے خالی کئے جانیکا حکم صادر کرنیکو بعد سترہ مئی کی رات کو اسپی گاڑی پر تارت ساکو ہٹ گئے تھے۔ وہاں سے اُنہنے اور جنوب کیطرف بمقام الاماناں اپنا ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیا تھا چنانچہ اُسے التوائی جنگ کی منظوری کی خبر ۱۹ مئی کی دوپہر سے پہلے نہ ملیکی اس خبر کے موصول ہوتے ہی فی الفور چند ہیڈ کوارٹر ہی افسر میدان کارزار کو بھیجدیئے گئے کہ ترکی کمانڈر سے طبقہ جیادت کے تعین کیلئے گفتگو کریں

چشم دید شاہدوں کا بیان ہے کہ لڑائی کا التواء پر مصاف کنندہ صفوں کا زائدہ بعینہ ویسا تھا جیسا کہ زمانہ امن کی تمرینات اور مشق و قواعد کیوقت "ہالٹ" (ٹھہر جاؤ) کے حکم پر فوج کا ہوتا ہے دونوں طرف کی سپاہی جو ابھی ایک دوسرے پر آگ برسا رہے تھے بلکٹوں اور سگرٹوں وغیرہ کی تحایف ایک دوسرے کو دینے کے لیے فی الفور ایک دوسرے کی طرف لپک پڑے اور جسطرح بن پڑا اشاروں کنایوں سے باہم بات چیت لگ گئے ہر ایک کے چہرہ پر یہ مسرت آمیز طمانیت برس رہی تھی کہ خدا کا شکر ہے کہ وہ ایک دوسرے کو گولیوں کا نشانہ بنانیکی مجبوری سے آزاد ہو گئے ہیں اور بالعموم سب نے یہ رائے ظاہر کی کہ وہ لڑائی سے سخت آزردہ ہو رہے تھے۔ یہ طبعی انسانی خوشی کہ اب اونہیں ایک دوسرے کو ذاتی دشمن نہیں سمجھنا پڑیگا۔ باقی سب جذبات پر غالب آ رہی تھی۔ اور التوائی جنگ کی ساتھ ہی قومی بغض اور مذہبی منافرت بھی یکبارگی سرد و خاموش ہو گئی تھی۔

ترکوں نے اس میل جول میں نہایت شرافت دکھائی اونہوں نے فاتح ہونیکا کوئی گھمنڈ نہ دکھایا۔ نہ یونانیوں پر کسیطرح یہ آشکارا ہونے دیا کہ وہ اونکو حقیر سمجھتے ہیں۔ برعکس ازیں اون کی معمولی متانت و نقاہت کے ساتھ اسوقت مردانہ شرم و حیا اور خود ضبطی بھی شامل ہو گئی ہوئی تھی اور اون کے بشروں سے ہی صاف واضح ہو رہا تھا کہ تنگ دستانی و فخر و مباہات کا اونکے دل و دماغ میں نام و نشان تک موجود نہیں نہ وہ کسیطرح اون فوجکو جسے بدوران محاربہ ہر موقعہ پر اونہوں نے شکست دی تھی کسیطرح بھی حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔:۔

قابل قدر موقعہ ہے۔ اوسکی ایک طرف خلیج لامیہ کی ارد گرد کی دلدلی نشیب زمینیں ہیں اور دوسری طرف سر بفلک پہاڑ جنمیں سے صرف پک ڈنڈیاں گذرتی ہیں۔ اس درہ کو فتح کرنیکے لیے اب بھی حملہ آوروں کا کثیر التعداد ہونا ضروری ہے۔
اٹھارہ مئی کو معرکہ درہ فورکا اور ۱۹ مئی کا معرکہ جو سلسلہ آوتھریس کی شاخوں کے قریب ہوا۔ صرف عقبی دستوں کی مصافات تھی زیادہ دیر تک مقابلہ کرنا یونانی کمانڈروں کا شعار نہ تھا۔ ان معرکوں سے اونکا مدعا صرف یہ تھا کہ فوج کا باقیماندہ حصہ کو بخیریت پسپا ہونے اور درہ تھرموپائلی پہنچکر اوسپر قابض ہو جانیکا موقعہ ملجائے تاہم ولیعہد کرمیڈ کو ارٹر کی سقدر پیچھے ڈال الامانا تک) ہٹا دیئے جانیکا فوج پر اچھا اثر نہ پڑا۔ اور اسمیں اور فوج میں جیسا کہ چاہیے تعلق نرہگیا۔ اس موقعہ کے متعلق ایک انگریز نامہ نگار نے اپنی مراسلت کے خاتمہ پر یہ عبارت تحریر کی "شاہزادہ بہادر نے حتے الامکان بہت جلد الامانا پہنچنے کی کوشش کی اور وہانسے وہ قصہ دنیا میں شائع کیا جو موجودہ یونان کی تاریخ میں منحوس ترین داستان ہے"۔

یونانیوں کا بیان ہے کہ اون کے چھ سو آدمی ڈوموکوس میں قتل و زخمی ہوئے۔ ترکوں کا اس سے تگنا نقصان ہوا ہوگا انگریز وقائع نگار کی تحریر میں نوعمر یونانی سپاہیوں کی شجاعت اور ثابت قدمی کی تعریف ناظرین کی نظر سے گذر چکی ہے لیکن ترکوں کی نسبت بھی کل شاہد باتفاق یہ رائے بیان کرتے ہیں کہ حملہ ڈوموکوس میں اونہونے اون کٹھن مہموں کو جو اون کے ذمے ڈالی گئیں ایسی جانثاری سرفروشی اور استقامت سے پورا کیا جو فی الواقع بے نظیر تھی۔ پندرہ سے لیکر بیس میل تک کی مسافت طے کرنیکے بعد کل ڈویژن نے بغیر اسکے کہ اونہوں نے کوئی زیادہ عرصہ دم لیا یا باقاعدہ طور پر کھانا کھایا ہو ایسی پوزیشن پر حملہ کر دیا جو نہایت ہی مضبوط و مستحکم نہ تھی۔ اور جہاں سے کل میدان جسکو عبور کرکے وہانتک پہنچنا تھا زد میں تھا۔ یہ پوزیشن طبعی طور پر اور مورچوں سے ہی مضبوط و مستحکم نہ تھی بلکہ وہاں بشمار توپخانہ بھی موجود تھا۔ جسے جابجا مناسب موقعوں پر خوب محفوظ جگہوں میں جہاں سے دشمن دور ہی سے دیکھا اور اسپر تباہی بخش آگ برسائی جاسکتی تھی نصب و تقسیم اور توپوں کی سیدہ درست کرنے اور مسافتوں کے ناپنے کے لیے یونانیوں کو کافی ملگیا تھا۔

ان واقعات سے ترکی توپخانہ کو اپنی انفنٹری کی امداد و دستگیری کرنے اور اوسے ایسے موقعہ پر پہنچکر قابل بنانے کیلیے جہاں سے وہ یونانیوں پر موثر طریق سے آتشباری کرسکے ۴۴ سو گز کے فاصلہ پر سے ہی گولہ باری شروع کردینی پڑی تھی۔ جن حالات کی موجودگی میں ترکوں نے اپنے توپخانہ کو پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل کیا اور بتدریج پیشقدمی کرتے ہوئے دشمن پر گولہ باری کی اونکے لحاظ سے انکی یہ کارروائی کامل تعریف و توصیف کی مستحق ہے اور اس سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ ترکی توپخانہ کے افسر و گولنداز موجودہ زمانہ کی جنگ و جدال کی ہر ایک ضرورت و مطالبہ کو پورا کرنے اور جیسا موقعہ پڑے فی الفور اوسکے حسب حال اپنی وضع بدل لینے اور اسمیں بلا تکلف پورا اترنے کی پوری پوری قابلیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ عام معلوم امر ہے کہ زمانہ امن ترکی توپخانہ کو چاند ماری کی بہت کم مشق کرائی جاتی ہے اور عموماً فوج توپخانہ کو قواعد و تمرینات کر لینے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اس مزید ہزیمت یابی سے شکستہ دل ہو کر ولیعہد نے (اپنے پھوپھی زاد بھائی) زار سے بذریعہ ٹیلیگرام التجا کی کہ وہ مداخلت کرکے جنگ ملتوی کرا دے۔ ترکوں کی جمعیت ہم سے چوگنی ہے اور اونکا مزید مقابلہ کرسکنا ناممکن ہے۔ زار نکلس نے اس درخواست کو منظور کرکے فی الفور خاص اپنی طرف سے ایک ٹیلیگرام سلطان المعظم کی خدمت میں ارسال کیا۔ اور اوسیں جلالت مآب کی حدلی اور جب امن کا نہایت خوشامد آمیز الفاظ میں واسطہ ڈالکر التوائے جنگ کی درخواست کی۔ عبدالحمید نے بجواب زار کی تلطف آمیز فقرات کا شکریہ ادا کرکے خواہش ظاہر کی کہ زار جنگ ملتوی ہی نہ کرائیں۔ بلکہ کوشش کرکے فریقین میں صلح بھی کرا دیں۔ ادہر اوسیوقت ادہم پاشا کو جنگ ملتوی کر دینے کا حکم بھیجدیا گیا۔

ایتھنز سینٹ پیٹرزبرگ، قسطنطنیہ اور ترکی ہیڈکوارٹر میں ٹیلیگرافی نامہ و پیام قابل تعریف سرعت و تعجیل کے ساتھ ۱۹ مئی کی دوپہر تک ہوتا رہا۔ اسی تاریخ سہ پہر تک کیوقت لامیہ کی گورنر کو التوائی جنگ کی منظوری کی اطلاع ایتھنز سے موصول ہوگئی مگر یونانی اس اثنا میں بھی اپنی شرارتوں اور تعلی بازی سے باز نہ آئے۔ ایم تھیوٹوکی وزیر داخلیہ اور ایم پوٹاکس یاس وزیر محکمہ مذہبی اٹھارہ مئی کو لامیہ پہنچے اور وہاں اونہوں نے فوجکو گورنمنٹ کیطرف سے قایمقام ہوکر لنبا چوڑا لکچر سنایا جسمیں اوسکی بزرگونکی بہادریونکو یاد دلاکر اپنی جگہ پر قایم رہنے کا حوصلہ دلایا گیا۔ اور جرات دلانیوالی الفاظ میں تھرموپائیلی کی تاریخی درہ کی جوانمردانہ حفاظت کرنیکی تاکید کیگئی۔ کرنیل سمولنسکی جو بصلہ خدمات حسنہ جرنیل بنا دیا گیا تھا۔ بتعمیل حکم سوپلی اور ہالمیروس سے حرکت کرکے بتاریخ اٹھارہ مئی باقیماندہ فوجکو آملا اور ولیعہد نے اوسے درہ تھرموپائیلی کی محافظ فوجکی کمان سپرد کردی۔

جس روز سے ہیڈکوارٹر بہت ہی پیچھے ہٹا کر الامانا میں قایم کیا گیا تھا۔ اوسی دن سے یونانی فوجکی مختلف دستے کے یونانی کمانڈر عجب مخمصہ اور تردد میں مبتلا ہوگئے تھے کیونکہ بعد مسافت کیوجہ سے وہ سپہ سالار کے ساتھ باآسانی نامہ و پیام نہیں کرسکتے تھے۔ اس وقت سے پیدا شدہ پریشانی میں فوجکی ما جلانہ و سراسیمہ وار مراجعت بتاریخ ۱۹ مئی جبال اوتھرس میں عقبی دستہ کی طبقہ بانہ مدافعت باشندگان لامیہ کی بھاگڑ اور التوای جنگ کے متعلق کسی خبر کی عدم موصول سے حیرانی اضافہ ہوگیا تھا۔ ایسے ناظرین باآسانی قیاس کرسکتے ہیں اگر کو علم تھا کہ التوائی کے لیے باہم نامہ و پیام ہو رہا ہے اور وہ اوسکی نتیجہ کا کمال بیصبری کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔

بالآخر جب اوسکی خبر جبال اوتھرس میں پہونچگئی تو ترکی ہیڈکوارٹر اوسیوقت ۱۹ مئی کی شام کو ڈموکوس کو ہٹ گیا اور دوسرے دن وہاں فریقین میں التوای جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہوگیا جسکی مضمون حسب ذیل تھا:-

فریقین میں ۱۷ دن کیلئے جنگ ملتوی کیا گیا ہے۔ اس میعاد کی ختم ہونے پر پھر اوسکی تجدید ہوسکتی ہے۔ دونوں کی اندر بالمقابل افواج کی مابین آٹھ سو میٹر (تقریباً ۸۷۶ گز) عریض یک طبقہ حیادت کا بطالعہ حد فاصل کی حدبست قایم کیجائیگی اس علاقہ کو دونوں فریق کی دو دو سٹاف افسر وال خارجیہ کی جنگی اتاشیوں کی مدد سے سرانجام دینگے بدوران متعدنہ کسی

آٹھ سو میٹر تقریباً ۷۵۰ گز عریض "طبقہ حیادت" یا علاقہ حد فاصل کی حد بست قایم کیجائیگی۔ اس کام کو دونوں فریق کے
دو دو سٹاف افسر دول فارمبیہ کے جنگی اتاشیوں کی مدد سے سرانجام دینگے۔ بدوران[۵۱] مدت کوئی فوج سامنے
کی طرف یا بازوؤں پر کسیطرح کی حرکت نہ کریگی"۔

یونانی ڈیلیگیشن کے ساتھ فرنچ سفیر کا جنگی اتاشی میجر بیرن وان وسپہ فن اور ترکوں کیطرف سے اتشاک جو المرد
سیف اللہ پاشا مع چند افسروں کے کمیشن میں شامل ہوا جنہوں نے ۱۲ مئی کو یہ کام شروع کر دیا۔ تعیین حد بست کے بعد پہلا کام یہ کیا
کہ طبقہ حیادۃ کے قریب نظام اور خوب تربیت یافتہ سپاہ کو متعین کیا گیا۔ لامیہ چونکہ طبقہ حیادۃ میں رکھا گیا اسپر کسی فریق کی
فوج قابض نہ رہی۔ دوسرا یہ کام کیا گیا کہ اطالین مجاہدین کو یونانی فوج سے جدا کر دیا گیا۔ یہ لوگ بلاشبہ دوموکوس کے محاربہ
میں کمال شجاعت سے لڑے تھے اور انکے تین سو آدمی ضائع ہو چکے تھے لیکن ۱۸ مئی کو جھلی ست کی لڑائی میں یونانی قابل نفرت بزدلی
اختیار کی ہوئی انکو دشمن کی نرغہ میں پھنسا چھوڑ کر خود رفوچکر ہو گئے تھے۔ ترکوں نے انکا کسیقدر احاطہ کر لیا تھا۔ اور وہ بڑی مشکلوں کے
ساتھ ہی مخلصی کو رہا ہو گئے تھے۔ اسی کمینہ برتاؤ کی وجہ سے انکے دلوں میں یونانیوں کی طرف سے سخت کدورت بیٹھ گئی تھی۔ اور
محاربہ کے آخری چند ہفتوں میں اس کدورت کی وجہ سے انکی آپس میں کئی دفعہ لٹھم پٹھ ہو گئی تھی۔

یونانیوں نے ۱۹ مئی کی لڑائی جو تھسلی میں آخری معرکہ آرائی تھی اور اسمیں ترکوں کے تین سو شہید و مجروح ہوئے تھے۔
بالغالب جو اسطے کی تھی کہ التوائے جنگ سے پیشتر جو وہ جانتے تھے کہ عنقریب ہونیوالا ہے حتی الامکان زیادہ سے زیادہ علاقہ
اپنے تصرف میں رکھکر لامیہ کو سامنے کسی موقعہ پر انعقاد معاہدہ التوائے جنگ کا انتظار کریں۔ تاکہ لامیہ انکے قبضہ میں باقی
رہے مزید برآں ہو موقعہ پر ترکوں کا مقابلہ کرنیسے باقیماندہ فوج انکے تعاقب سے محفوظ تھرموپائیلی پہنچنے کے قابل ہو گئی۔ مگر
یہ سب کچھ اسی شیخی پر کیا گیا تھا کہ التوائے جنگ کا حکم بروقت پہنچ جائیگا اور ترکوں کو اس عقبی دستہ کو معدوم کرنے کا
موقعہ نہیں ملسکیگا۔ انکی خوش قسمتی سے ویسا ہی ظہور میں آیا جیسا کہ انہوں نے سوچ رکھا تھا۔

ترکی چیف سٹاف افسر نے غنیم کا حد مناسب سے زیادہ پاس و لحاظ کیا کہ ایک یونانی اہلکار کے سفید جھنڈا لیکر ہوتے
پہنچ جانے پر لڑائی بند کرا دی۔ اُسے چاہیئے تھا کہ جب تک سپہ سالار التوائے جنگ کو منظور کر کے ضروری احکام نافذ
نہ کرتا لڑائی کو برابر جاری رہنے دیتا۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ پیشتر اسکے کہ مشیر احکام صادر کر سکتے یونانیوں کا عقبی دستہ
بحال تباہ و پراگندہ لامیہ کو پسپا کر دیا جاتا۔ اور فی الفور تعاقب کرنے پر شہر ترکوں کے قبضہ میں آ جاتا۔

محاربات تھسلی پر سرسری غور کرنیسے ایک یہ نتیجہ مترتب ہوتا ہے کہ محاربہ تین مختلف دوروں میں منقسم ہے جنمیں سے
ہر ایک میں علاقہ کا ایک حصہ فتح کرنیکے لئے چند معرکے ہوئے۔ پہلا دور پندرہ اپریل کو جبکہ یونانی فوج نظام نے بارڈر [illegible]
شروع کی جسمیں شروع ہو کر ٹرناووس لاریسہ کی مراجعت اور یونانیوں کے فرسالہ، ویلاؤ تیرا اور ولیسٹینو کی پوزیشنوں میں
قایم ہو جانے پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرا دور لاریسہ پر ترکوں کی پیشقدمی بجانب فرسالہ یعنی ۲۵ اپریل سے شروع ہو کر یونانیوں کی مراجعت

[۵۱] التوائے جنگ

بجانب ڈوموکوس ہالمیروس و ترکون کی بتاریخ ۸ مئی ڈولوپرنا کا بقبضہ ہوجانے پر ختم ہوتا ہے تیسرا دور ۱۸ مئی کے معرکہ ڈوموکوس و یونانیونکی مراجعت بجانب درہ فورکا اور وہاں سے بجانب جبال اوتھریس پر جہاں یونانیوں نے آخری مقابلہ کیا ختم ہوا۔

دوسرا نتیجہ یہ اخذ ہوتا ہے کہ یونانی فوج بالکل ناتیار محاربہ کو جنگ میں اُتری اجتماع فوجکا کوئی باضابطہ منصوبہ اصلاً موجود نہ تھا۔ اس امر کا کوئی انتظام نہ کیا گیا کہ مشغول کارزار فوجکو جسقدر نقصان پہونچے اسکی تلافی کیلئے پیچھے سے رنگروٹ پہونچتے رہیں مختلف دستوں میں بہت ناقص رشتہ مواصلت موجود تھا۔ سپاہیونکا سازوسامان ناکافی اور افسر بہت کم تھے۔ مزید برآن یونانی فوج تھیسلوی سرحد پر تقریباً تقریباً دو مساوی حصوں میں تقسیم کردیگئی تھی۔ جو ایکدوسرے سے ناقابل گذر کوہستانی علاقہ میں کئی دنوں کی مسافت پر تھے۔ پھر ہر ایک حصہ نے بجائے خود اپنی افواجکو کل سرحد پر پھیلا رکھا تھا۔ جو طول میں تقریباً دو سو میل تھی۔ سرحد پر ایسی ترتیب صف آرائی نہ حملہ کیلئے کارآمد ہوسکتی تھی اور نہ بالالتزام مدافعت کیواسطے اور اسی ایک غلطی کیوجہ سے لازمی طور پر کوہستانی دروں کی حفاظت کے متعلق متواتر غلط احکام صادر ہوتے۔ تعداد میں اگر ترکوں سے کم۔ پھر مختلف چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم اور ادنے افسر تقریباً مفقود۔ ایسی صورت میں یونانیوں کی مقبوضہ و محفوظ پوزیشنوں کے طبعی استحکام کے باوصف انکا متواتر شکستیں کھاتے جانا کبھی تعجب خیز ہوسکتا ہے۔ تاہم اسمیں کلام نہیں کہ یونانی سپاہی من حیث الافراد قابل تعریف شجاعت اور استقامت سے لڑے۔

محاربہ کے انصرام پر کلی طور سے رائے ظاہر کرنیکا ابھی وقت نہیں پہنچا۔ اور اُسپر جن غلطیونکا الزام لگایا جاسکتا ہے انپر ابھی بحث کرنا مناسب نہیں لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ شکستوں کا سب سے بڑا باعث یہ تھا کہ کمان کے اعلیٰ ترین مناصب پر ناقابل اشخاص مامور کئے گئے تھے۔ محاربہ کی تاریخ میں ذمہ داری کے عہدوں کی تقرریاں ایک دلچسپ واقعہ ہیں اور گو انپر قطعی رائے ظاہر کرنا ابھی تک ناممکن ہے مگر واقعات معلومہ کے مقابلہ سے یہ امر صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یونانی گورنمنٹ اس سے محض ناواقف تھی یا اس نے عمداً اس سے اغماض کیا کہ انصرام محاربہ کیلئے سب سے مقدم چیز کیا ہے۔ بسا اوقات یونانی کمانڈر انچیف کے اعلانات کو مردوم میں تمیز نہیں کرسکتے تھے۔ سردست اس قسم سے بخوبی آگاہی ہوگئی ہے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ یہ آگاہی دیرپا ہوگی؟ محاربہ کے فتنلج ہی سے گورنمنٹ پر یہ زور دیا جا رہا تھا کہ سمولنسکی کو اعلیٰ کمان تفویض کیجائے صرف وہی ایک شخص ہے جو میدان کارزار میں یونان کے ناموس کو بدنامی سے بچا سکتا ہے۔ بالآخر اس مطالبہ کو مان لیا گیا۔ اور رالی نے اپنی ضائع شدہ ہردلعزیزی کو پھر کسیقدر بحال کرنے کیلئے یہ تجویز اور قسطنطنو کی شجاع کو سپہ سالار بنادیا۔ اس دباؤ کی وجہ بیش محاربہ کے بعد یونانی شہزادوں پر بڑی سختی سے حملے کئے گئے یونان کے روزانہ اخبارات نے شاہی خاندان کو ذلیل و بے عزت کرنے کیلئے محاربہ کیوقت تو ایسے سخت مضامین اور کارٹون شائع کئے کہ دیگر اقوام مشکل سے اندازہ کرسکتی ہیں کہ کبھی ایسے مضمون شائع ہوتے ہونگے! ایک کثیرالاشاعت اتھینزی اخبار نے محاربہ میں ملنے والے فوائد کی مسخری سے ایک کارٹون شائع کیا جسمیں ایک سالم ٹرین مرغیوں۔ ترکاریوں اور سامان خوردنی سے بھری ہوئی دکھائی گئی ہے جسکا شہزادہ ولیعہد کے سامان کیطرف اشارہ تھا جو فرسالہ کی مراجعت کے وقت وہاں سے بھیجا گیا تھا۔ ایک ہفتہ وار اخبار موسومہ "رومی او

مطلب تھا تعاقب کرو اور تم مجھے نہیں پکڑ سکو گے میں تم سے تیز بھاگ سکتا ہوں۔ سال ماقبل بمقام مارتھان (یونان کا ایک شہر) چند مختلف اقوام کے افراد میں پیدل دوڑ کی بازی لگی تھی جس میں یونانی فوقیت لے گئے تھے اس نظم کو آخر میں اس معاملہ کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا تھا۔ تھسلی کے ایک ممبر پارلیمنٹ مسٹر فیلاریتوس نے بطریق استہزا نہیں بلکہ بسخت متانت اور خفگی کے ساتھ ایک اخبار "ایمپرس" میں مضمون شائع کر کے مطالبہ کیا اگر لڑائی کو جاری رکھنے کا واقعی منشا ہے تو ولیعہد کو سپہ سالاری سے برطرف کر دیا جائے۔ سرکاری طور پر جو یہ مشتہر ہو گیا ہے کہ شہزادہ فرما کی لڑائی میں ولیعہد جمعیت شامل ہو کر لڑتا رہا تھا وہ بالکل غلط ہے یہ ولیعہد صف فرسالہ کو ایک مکان کا ایک دریچہ تھی جہاں سے شہزادہ بہادر بیش قیمت دوربین سے مسلح ہو کر لڑائی کر رہے تھے۔ یہ مکان خاندان "کنسوبی" کا تھا شک ہے تو دریافت کر لو۔ اخبارات نے شاہی خاندان پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ وزارت کو بھی گردہ ہو گئی حتی کہ کئی ایسی اخبارات نے بھی جو صوبۂ وزیر اعظم (رالی) کی مخالف نہ تھے اسے سخت سرزنش اور لعن و تشنیع کی کہ وہ اپنی سابقہ بہتر اصولوں وعدوں کو باوصف شاہی خاندان کا غلام ہو گیا ہے۔ اور آزادانہ محب وطن اور رزمیہ پالیسی کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ اخبار "اکروپولیس" نے ایم رالیس کو متنبہ کیا کہ "تم نے وزارت کو شروع تو بہت اچھی طرح سے کیا تھا کہ جب بد سلوکی سابق جسے ڈیلیانیس نے رائج کیا تھا۔ بادشاہ کا ایجوٹنٹ مسزارت کی ایوان شوریٰ میں بغرض مداخلت ہو کر وزراء کی اجلاس میں شامل ہوتا تھی اسے کمرہ سے نکال دیا مگر افسوس اس پہلی کے بعد پھر تمہاری ضمیر پر بھی پردہ پڑ گیا۔" اگر ایسی فوج جنگی کل محاربہ میں ایک نتیجہ بھی حاصل نہ کی ہو اور صرف ہزیمتیں اور شکستیں ہی کھاتی رہی ہو اور جس نے لاریسا و ولسٹینو وغیرہ ایسی نہایت عمدہ اور خوب مستحکم مقامے دشمن کی حوالی کر دیئے ہوں۔ اگر وہ بالآخر تمام اخلاق ارتباط و نظام اور سکت و حوصلہ سے معرا ہو گئی ہو تو پھر کیا کسیکو تعجب ہو سکتا ہے ترکوں نے اپنی کل کارروائیوں کو پہلی اچھی طرح سے سوچا اور وزن کیا اور بہ دانشمندی و استقلال ان کو عمل میں لائے بادی النظر میں یہ ضرور پایا جاویگا کہ کسقدر تامل و تاخیر سے کام لیا گیا مگر متعلقہ کے لحاظ سے یہ دونوں باتیں بالکل بجا تھیں شروع شروع میں ترکی سپہ سالار کو پوری آزادی حاصل نہ تھی قسطنطنیہ سے مسلسل ہدایتیں صادر ہوتی رہیں اور پھر عثمان پاشا کو روانہ کیا گیا جب ادہم پاشا کو کامل اختیار ملگئے تو انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ قابل تعریف کمانڈر ہیں۔ انہوں نے ایسے موقعوں پر جہاں سے تھسلی پر بآسانی حملہ ہو سکتا تھا غنیم کی فوج محافظ سے زیادہ فوج جمع کی اور پیشقدمی کے وقت تمام دستوں کو خوب قابو اور نظر میں رکھا اور ہر ایک ڈویژن کے کمانڈر کو بالوضاحت جتا دیا کہ تم نے یہ کام کرنا ہے البتہ یہ درست ہے کہ پاشائے موصوف نے غنیم کو تباہ کرنیکی بجائے اسے صرف پیچھے دھکیلے جانے پر ہی اکتفا کیا یہ نقص اس امر ہی پا بخصوص واضح طور پر واضح ہو رہا ہے کہ ترکوں نے ہر جگہ غنیم پر اپنے میمنہ سے فیصلہ کن حملہ کیا یہ کام اپنے میسرہ سے جس حد تک پہنچ گئی ہوئی تھی یونانیوں کی میمنہ کے برخلاف نہ لیا حالانکہ یونانیوں کا سمندر کیساتھ تعلق اسیطرف تھا۔ اگر پاشائے موصوف غنیم کو فرسالہ کے پیش میں مصروف رکھکر ورینو لا ایک زبردست فوج جسکے ساتھ کیولری اور توپخانہ بھی کافی ہوتا۔ ڈومکوس کیطرف یونانیوں کی مراجعت کرنیکا راستہ بند کر دا اسطرح انکو اپنی قاعدۃ الجیش اور مرکز تا سے براہ راست تعلق رکھنے سے محروم کر دینے کیلئے یونانیوں کے میسرہ کو پیچھے دبا دیتا تو باعتبار جو معافی لحاظ سے ایسا کرنا زیادہ مناسب و مفید ہوتا۔

ڈومو کوس کی محاربہ کی بعد بھی غنیم کو مزید تعاقب سی یہی نتیجہ حاصل ہوتا یعنی انکی مراجعت کا رستہ بند ہوجاتا لیکن یونانیوں نے جیسا کہ مذکور ہوچکا ہے۔ اس مصیبت کی انسداد کیلئے کمال عقلمندی سی زبردست انتظام کرلیا ہوا تھا وہ انتظام کیا تھا یہ کہ التوائی جنگ کیلئے نامہ پیام شروع کردیا تھا جسکی منظوری عین موقعہ پر پہنچ گئی بنا بریں میدان جنگ پر جو صاف فوقیت حاصل ہوئی وہ سی حسب توقع شاندار فوائد نہ اٹھائی جاسکی

جرمن سٹاف افسر لکھتا ہی کہ اس عام بحث کو چھوڑ کر جزئیات کی متعلق صرف یہی بتا دینا کافی ہے کہ ترکی فوج جسکی طبیعت خوش شگفتہ اور حوصلی خوب بڑھے ہوئے تھے ہر موقعہ پر کمال شجاعت جانبازی اور طمانیت کی ساتھ لڑی۔ جو امر اس وجہ سے اور بھی زیادہ قابل تعریف ہو رہا ہے عساکر عثمانیہ کو عموماً ایسے موقعوں پر دھاوا کرنا پڑا جو نہایت مستحکم طور پر مورچہ بند تھی اور انکی حفاظت جانتوڑ کر کیگئی تھی

ایک بریگیڈ کی بجائے اگر کل انفنٹری ۶۵ء۷ ملی میٹر (۳ انچ قطر کی نال رکھنی والی) ماسر رائیفل سی مسلح ہوتی تو ترکوں کو بہت کم نقصان اوٹھانا پڑتا۔ یونانیوں کی گراس رائیفل جو ماسر رائیفل سے زد بھی کم رکھتی ہے اور نشانہ بھی الرسٹے (جلد جلد فایر نہ کرنے والی) بھی ہے بہتر ہی مارٹینی رائیفل کے جو پہلے تھی جو ترکی انفنٹری کے پاس تھی اوسکی بڑی سے بڑی زد ایک ہزار میٹر (تخمیناً ۱۱سو گز) ہے۔ فریقین کے توپخانی قریباً یکساں تھی یعنی دونوں میں کروپ توپیں تھیں مگر اسکا گولہ بارود ناکافی تھا پھٹنے والی گولوں پر عموماً شاید درست مقدار کو نہ لگائے جاتے اور دونوں فوجوں کی نشانہ بازی بھی اچھی نہ تھی جسکا ثبوت اسی امر سے ملتا ہے کہ مجروحین میں سے صرف ایک فیصدی ایسے ہوتے تھے جو پھٹنے والی گولوں سے زخمی ہوئے گھوڑ سوار دونوں فوجوں میں ایسی تھی جو اپنی فرائض منصبی کو درست ادا کر سکے۔ اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ گھوڑے ادنے قسم کے تھے تاہم ترکی سوار باقاعدہ کام کرنے اور منفرد ہو کر خبر رسانی کا کام دینے کی دونوں فرائض موجودہ طریقہ حرب کی اصول کی مطابق ادا کرتے رہے۔ ترکی فوج میں کمسریٹ کا انتظام معقول تھا۔ کیونکہ ترک سادہ مزاج ہوتے ہیں اور اونکی ضروریات بہت ہی کم ہیں اسکا اندازہ اسی سی ہو سکتا ہے کہ ایک سپاہی کو یومیہ خورد و نوش کیلئے صرف پاؤ بھر آٹا درکار ہوتا ہی مزید برآن فوج کی ساتھ بارکش مویشی بافراط موجود تھے۔ ہر ترکی پلٹن کی ساتھ دو سو اور ہر باتری کی ساتھ ڈیڑھ سو گھوڑے تمام سامان حرب۔ اسباب خیمہ اور افسروں کا اسباب اوٹھانیکی لیے ہوتے تھے یہ جانور دیکھنی میں فقط متحرک میتیں اور لاریسا سے جہاں یونانی گورنمنٹ نے اپنی بڑی مقدار جمع کر رکھی تھی مسلسل ضروری سامان فوج کو پہنچاتی رہیں۔

یونانی کمسریٹ کی حالت ناگفتہ بہ تھی ہر ایک چیز عین اوس وقت جبکہ ضرورت آپڑتی بہم پہنچانیکی کوشش کیجاتی چنانچہ جب فوج کو لگاتار بسرعت مراجعتیں کرنی پڑیں تو عدم تیاری کیوجہ سی کمسریٹ کا شیرازہ بالکل پراگندہ ہوگیا۔

انتظام شفاخانہ کی متعلق یہی بتانا کافی ہوگا کہ عثمانیہ بنک نے ایک فوجی شفاخانہ میدان جنگ کو بھیجا جو لاریسا میں قائم کیا گیا اس میں مجروحوں مریضوں کی رہائش کی گنجائش تھی یونانیوں کو یونان کی انجمن صلیب[1] احمر اور نیز جرمنی کی انجمن ہلال احمر نے قابلقدر مدد دی جرمن انجمن نے ایک سو مریضوں کی تیاری اور انکی لا سامان بھیجا اور اوسکی ڈاکٹر شامیس کی قریب بمقام حاجیا مارینا میں پہنچے

[1] روس سوئٹزرلینڈ وغیرہ کئی ممالک کی انجمن ہائے صلیب احمر اور قسطنطنیہ کی انجمن ہلال احمر کیطرف سے بھی سرکاری فوجی شفاخانوں کی علاوہ کئی شفاخانے ترکی مجروحین کی معالجہ کیلئے میدان جنگ میں قائم کئے گئے تھے۔ اور بالآخر ایک ہسپتال خاص سلطانی محل یلدز سرای کی احاطہ میں تیار کیا گیا جسکا ذکر آگے مفصل

ہیں یونانیوں نے مرکزی کرارہ کے علاوہ ان شاخوں پر بھی جو نیچی کی ایک مورچہ تیار کر رکھے تھے ولسٹینو سے دو میل بجانب شمال مغرب
سرحد کے پر غالو دو شاخی سلسلوں کیا بیچ نشیب میں واقع ہے اسکو ترکوں نے ۲۴ کو فتح کر کے ۲۴ کی شام تک اسپر باستقلال مردانہ قبضہ
قایم کر رکھا اپنی پوزیشن کے قلب کے متصل ایک چھوٹی سی مدور پہاڑی پر بھی یونانیوں نے مورچے تیار کر کے وہاں ایک باتری نصب کر رکھی
تھی لاریسا و ولو ریلوے لاین ولسٹینو میں ہو کر گذرتی ہے وہاں سے ایک شاخ عین بجانب مشرق ولو کو جو دس میل ہے اور دوسری بجانب جنوب مغرب
خم کھاتی ہوئی فرسالوس (چتالجہ) کو جاتی ہے ولسٹینو پہاڑیوں کے دامن میں نہایت خوشنما اور دلفریب موقع پر واقع ہے اور چاروں طرف سے درختوں سے
گھرا ہوا ہے۔ ولسٹینو کے عین سامنے بجانب شمال تین میل پر معقول آبادی رکھنے والا قریہ ہے ۲۳ اپریل کی پہلی لڑائی میں ترکی ہیڈ کوارٹر
یہیں تھا وہ کرکی سے بجانب جنوب مشرق چھ میل اور ولسٹینو سے بجانب شمال ساڑھے تین میل ہے۔ ریزو میلوس کے سامنے اور داہنے ہاتھ
ایک خوب گھنا اور سایہ دار جنگل ہے جو ولسٹینو کیطرف دو میل تک چلا گیا ہے اسکا عرض دو سو سے لیکر آٹھ سو گز تک جا بجا
مختلف ہے۔ ترک اگر چاہتے تو پیشقدمی کے وقت اس سے خوب کام لے سکتے تھے مگر انہوں نے اور ہم کسی لڑائی میں
فایدہ نہ اوٹھایا۔ یونانیوں نے اسمیں بھی مورچہ بندی کی ہوئی تھی۔ ۳۰ اپریل کو اسکا جنوبی حصہ یونانیوں سے بھرا ہوا
تھا۔ اسکا علم ہمیں سہ پہر کے قریب ہوا۔ اور بری طرح سے ہوا ہمارے تلف ہونے میں تھوڑی سی ہی کسر باقی رہ گئی تھی

محمود کی غلطی

لڑائی ۲۹ اپریل کو اسطرح شروع ہوئی۔ غازی مختار کے فرزند محمود بیک نے ولسٹینو کیطرف گرد آوری کی اسکے سوا
علی پاشا کی ڈویژن کی دو بٹلین ایک باتری اور دس سالونیکی چھے تقریباً چھ سو سوار بھی اسکا
ہمراہ تھا اسینو سیفالو کی بلندیوں کے برابر ولسٹینو کے جنوب مغرب سے گذر کر یونانیوں کے میسرہ کو پلٹ دے اور پھر بازو سے ہوتا ہوا
یونانیوں کے عقب میں ریلوے سٹیشن پہنچ جائے مگر محمود بیک کو کرنیل سمولینسکی کی جمعیت کا اندازہ کرنے میں سخت غلطی ہوئی۔ کرنیل [illegible] کے بیان
بقول مسٹر بیرلے جو بمقام ولسٹینو یونانیوں کے ہمراہ تھا دس ہزار اور میرے خیال میں کم از کم بارہ ہزار فوج تھی اسمیں کوئی شک
نہیں کہ سمولینسکی کو اوسدن زبردست کمک پہنچی تھی خود کئی ٹرینیں فوج سے بھری ہوئی سٹیشن میں داخل ہوتی دیکھیں
جنکے پہنچ جانے سے تھوڑی ہی دیر بعد یونانیوں نے بڑی تیزی کے ساتھ جارحانہ کارروائی شروع کردی۔

۲۹ کو خفیف سی لڑائی ہوئی محمود بیک دو بٹلین لیکر کرکی سے بجانب غروب ولسٹینو کیطرف روانہ ہوا۔ اور شہر سے بجانب غرب
دو میل کے فاصلہ پر پہنچ گیا پیدل فوج سینو سیفالو کی کراروں کے برابر برابر یونانیوں کے میسرہ کو الٹنے کی کوشش کرنے لگی آگے بڑھی پیچ
سواروں نے بائیں ہموار علاقہ کی گرد آوری کی اور توپخانہ نے یونانی توپوں سے تھوڑی سی مبارزت کی محمود نے کمک طلب کی اور تھوڑی
دیر نے ایک اور بٹلین بھیجدی۔ دوسرے دن لڑائی علی الصبح شروع ہو گئی۔ ترکوں نے موضع کیفالو پر قبضہ کر لیا۔ اوسوقت محمود بیک سے ایسی
حیرت انگیز مہورانہ حماقت سرزد ہوئی کہ کیوالری کو اس سے سخت نقصان پہنچا اور اسدن ترکوں کو ہزیمت بھی زیادہ تر اسکی وجہ سے ہوئی
اوسنے ترکی سواروں کو درمیانی پہاڑیوں کی یونانی مورچہ پر جہاں فوج پیدل قایم کی تھی حملہ کرنیکا حکم دیا سواروں نے بڑی خوشی سے
اس حکم کی تعمیل کی وہ تابڑتوڑ آتشباری کے باوجود گھوڑوں کو سرپٹ چھوڑ شیر کی طرح ادھر کو دوڑے محمود سب سے آگے تھا۔

انہوں نے ایک مورچہ پر فوراً قبضہ کرلیا۔ اور محمود نے اپنے ہاتھ سے ایک یونانی کپتان کو جو اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہ لیتا تھا اور ریوالور سے کئی سواروں کو نشانہ بنا چکا تھا۔ تہ تیغ کیا۔ لیکن ایک اور مورچہ جو پہلے سے بدرجہا مضبوط تھا ابھی سامنے کھڑا تھا۔ اور صرف وہیں سے نہیں بلکہ دونوں بازؤوں سے بھی سواروں پر غضب کی آگ برس رہی تھی جس سے مجبوراً سواروں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس حملہ میں پچاس سوار شہید و مجروح اور تقریباً نصف گھوڑے ناکارہ ہوگئے۔

یونانی نامہ نگار کا بیان

اخبار اسٹینڈرڈ کا خاص نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اس حملہ کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:-
"ساڑھے دس بجے کے قریب تقریباً پندرہ سو ترک سواروں نے اوس یونانی بازو کو ہٹانے کی کوشش کی جو موضع ولستینو پر حملہ کنندہ ترکی انفنٹری میں خوفناک تباہی برپا کر رہی تھی سواروں کا حملہ تہورانہ اور احمقانہ تو ضرور تھا مگر ساتھ ہی کمال شاندار اور ایسا تحیر انگیز کہ اوس کا نظارہ کبھی مدت العمر تک فراموش نہیں ہو سکتا۔ سوار پہاڑ کی ڈھلوان سطح پر سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہماری توپوں کی طرف بڑھے آرہے تھے اور اونکی درخشان تلواروں کی لپک تا دہوپ کی روشنی میں چکاچوند کا عالم پیدا کر رہی تھی۔ جب وہ قریب پہنچ گئے تو باٹری نے توپیں عین سیدہی کر کے اونپر پے در پے شلکیں کرنا اور فوج پیدل نے جو توپوں کے سامنے زمین پر لیٹی ہوئی کمین میں بیٹھی تھی تابڑ توڑ رائفل کی باڑہیں مارنا شروع کر دیا۔ سواروں نے اس بلائے ناگہان کے نازل ہونے پر یکبارگی گھوڑوں کی باگیں روک لیں جس سے گھوڑے سیخ پا ہوگئے اور بھاگڑ لگ گئی۔ اتنے میں ایک ترک پیدل دستہ نے جو موضع ولستینو کے مضافات سے بسرعت بڑہا آرہا تھا از جانب یسار ان جانباز سواروں پر گولیوں کی بارش شروع کر دی جس پر انہوں نے فی الفور فیصلہ کر لیا کہ اب ہمیں یہ کرنا چاہئے۔ وہ کاواکا کی طرف پلٹ گئے اور [illegible] کی شکل میں [illegible] بلکہ پہاڑی کے میدان کو پھر اوسی مقام کو ہٹ گئے جہاں سے اونہوں نے حملہ کیا تھا۔ یونانی توپوں سے [illegible] اونہیں سخت نقصان پہنچا رہی تھیں سوار پیچھے پلٹ کر ٹولیوں میں منتشر ہو گئے یونانی فوج پیدل اور گولندازوں نے خوشی کا بلند نعرہ مارا۔ جنرل سمولنسکی اور اسکا اسٹاف بھی جو اس تہورانہ حملہ کو بغور دیکھ رہے تھے اپنی خوشی کو ضبط نہ کر سکے وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ نعرہ میں شریک ہو گئے اور جنرل بکمال جوش کے ساتھ بآواز بلند پکار اٹھا "امید ہے میرے سپاہی اب ان خوفناک ترک سواروں کو دیکھ لیا ہوگا انہیں سمجھنا چاہیے کہ اب تک جو کچھ سمجھتے تھے" یونانی سواروں کے تعاقب کیلیے عجب بے چینی ظاہر کر رہے تھے جنگی افسر مقتول ہوکے سواروں کے مجروح پھرتے ہی جنرل سمولنسکی نے یونانی بازو کی شجاعانہ مدافعت کی کامیابی کی خبر بذریعہ تار ولیعہد کو دی جنہوں نے فرسالہ سے جواب میں سپاہ کو مبارکباد کہلا بھیجی پیغام مبارکباد فوج کو دوپہر سے تھوڑی ہی دیر بعد پہنچا"

محمود کی اس کرتوت پر سید کو ادرہم سخت ناخوشی ظاہر کی گئی ہے کہ بیرون ادہم پاشا کی پوری ڈویژن کا حملہ بہت کمزور تھا [illegible] حصہ [illegible] ناقابل ہو گیا بیان کیا جاتا ہے کہ نشانہ کی بریگیڈ نے بھی [illegible] حکم سے ڈوموکوس پر وہ تہور انداز حملہ کیا تھا جس میں کوئی ۲۵ فیصدی شہید و مجروح ہوئے تھے اگر یہ روایت درست ہو تو سلطان المعظم کا یہ نو عمر پادشاہ اس نقصان عظیم کا جو تفصیل ہی مخصول [illegible] عثمانیہ کو اوٹھانا پڑا۔ دو سو سوار پیچھے کم از کم پندرہ سو آدمی اوس کی بے جوشی [illegible] کی نذر ہوئے۔

---

۵ جرمن [illegible] ریوالور [illegible]

نعیم پاشا کے سواروں کو پسپائی کے وقت کیفالو اور اوسکے قریب جوار کی پیدل فوج نے دشمن کی تاخت و آتشباری سے محفوظ رکھا۔ سات ہزار دو سو یونانیوں نے اب بتعداد کثیر اور خوشی کے نعرے مارتے ہوئے اس پیدل فوج پر حملہ کیا سرمست یونانیوں نے اُسپر تابڑ توڑ باڑیں چلائیں مگر خوشی و سرمستی نے اون کے حواس بجا نہ رہنے دیئے تھے۔ ان باڑھوں سے ترکوں کو کچھ نقصان نہ پہنچا۔ ورینولا حقی پاشا نے بریگیڈیر نعیم پاشا کے زیر کمان چار پلٹنیں اور دو باتریاں ریزومیلوس پر قابض ہونے اور یونانیوں کو انتہائی میسرہ سے پیچھے ہٹا دینے کے لئے اپنے میسرہ کیطرف روانہ کردی ہوئی تھیں۔ یونانی اسطرف پلاؔ دیتہ کے دامن اور اون کھیتوں میں جو دلیستینو کیطرف بلند ہوتی جا رہی تھے اور نیز ان پست کراروں پر جو شہر مذکور کے بائیں ہاتھ تھے بجمعیت کثیر خوب محفوظ مورچوں میں مقیم تھے۔ یہ سوچکر کہ کنیسہ ریزومیلوس کے گھڑیال کے مینار سے کل لڑائی کا مشاہدہ کما حقہ ہو سکیگا ہم اوسپر چڑھ گئے اور لڑائی کے آخری چار گھنٹے وہیں بیٹھے رہے۔ یہ مینار ساٹھ فیٹ بلند تھا۔ نعیم پلاؔ دیتہ اور ریزومیلوس کے درمیان ہموار زمین پر تھا۔ اوسکے پاس دو باتریاں اور دو رسالے تھے ان باتریوں نے ۱۷ اپریل کی لڑائی میں کوئی کام نہ دیا۔ اور رسالے بھی مزروعہ کھیتوں میں جو ریزومیلوس اور جنگل کے وسطی حصہ کے درمیان تھے بیکار پھرتے رہے دو پیدل پلٹنوں کا کچھ حصہ ریزومیلوس میں اور اوسکے سامنے مقیم تھا اور باقی حصہ جنگل میں سے بڑھ رہا تھا۔ دوسری دو نوں پلٹنیں اور بھی دور ہی مورچوں کیطرف پیشقدمی کر رہی تھیں کچھ دیر بعد ان پلٹنوں نے پلاؔ دیتہ کے ڈھلوان سطح کے مورچوں کو ہلّہ کر کے فتح کرنیکی کوشش کی مگر یہ ہلّہ بھی مجموعہ کے ہلّہ سے کچھ کم مشکل یا احمقانہ نہ تھا۔

دوپہر کے قریب ہم گھوڑوں پر سوار بریگیڈیر نعیم پاشا کے پاس گئے۔ وہ کمال بےفکری کے ساتھ لڑائی کی رفتار کو جو دونوں سروں میسرہ اور انتہائی میمنہ پر بڑی تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی دیکھ رہا تھا۔ یہ دونوں معرکے ایکدوسرے سے بالکل جدا الگ نہایت شدت کے ساتھ ہو رہے تھے اونمیں کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ایک معرکہ ہم سے جنوب مشرق میں ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر سکیّا آن کے دامن میں اور دوسرا بجانب جنوب مغرب اڑہائی میل کے فاصلہ پر کیفالو کے ارد گرد ہو رہا تھا۔ ترکی قلب میں کوئی لڑائی نہ ہو رہی تھی۔ وہاں کی فوج ریزومیلوس سے نصف میل بجانب جنوب صف آرا ہو کر خاموش کھڑی تھی۔ نعیم پاشا پچاس ایک برس کی عمر کا پست قامت اور بے حیثیت سا افسر ہے۔ رنگ خاکستری سانولا ہے۔ اوسکی شکل و شباہت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے سپاہی کے درجہ سے ترقی کی ہے۔ وہ بکشادہ پیشانی اور خوش اخلاقی کیساتھ پیش آیا۔ مگر چونکہ نہ وہ اور نہ اوس کے سٹاف کا کوئی افسر ترکی کے سوا کوئی اور زبان جانتا تھا گفتگو بے تکلف نہ ہو سکی۔ نعیم کے پاس کوئی دوربین نہ تھی۔ اوسنے میری دوربین لیکر دونوں معرکوں کو جو اُسکے یمین و یسار پر ہو رہے تھے تھوڑی دیر نہایت غور سے دیکھا۔ پھر فی الفور ایک اردلی کو پلاؔ دیتہ کیطرف بھیجدیا۔ جسکی روانگی کا نتیجہ جلد منکشف ہو گیا۔ یسار کی بازو کی دونوں پلٹنیں چیونٹیوں کیطرح پہاڑیوں کی عمودی سطح پر یونانیوں کی آتشباری کے باوجود جنہوں نے ان ڈھلوانوں پر یکے بعد دیگرے مورچوں کی کئی قطاریں تیار کی ہوئی تھیں چڑھنے لگ گئیں۔

خطرناک گشت دہوپ نہایت تیز تھی۔ اسدن جیسی دہوپ میں نے مدت العمر میں نہ دیکھی تھی۔ پلاؔ دیتہ کے پتھر و سایہ ڈھلوان کے نیچے پتھروں سے مجروح سپاہیوں کو بے انتہا اذیت پہونچی ہوگی اوسکا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں ہے۔ دو بجے

[illegible]

اس تمازت کو برداشت نہ کرسکا اور ایک توپی گاڑی کے نیچے پناہ لینے کی کوشش کی جس میں کامیاب نہ ہوسکا حالانکہ وہاں پہلے ہی تین گولنداز موجود تھے میں باہر نکل آیا اور مسٹر مانٹگمری کی معرفت نعیم پاشا سے سر سبز و خوشگوار جنگل میں جو ہمارے دائیں ہاتھ موجود تھا جانے کی اجازت چاہی پہلے تو وہ رضامند نہ ہوا لیکن آخر اجازت دیدی اور ہم یعنی میں مسٹر مانٹگمری۔ ایلس اور چار سوار ادہر روانہ ہوگئے ہمارا لفٹننٹ روڈوف بک باقی ہسکورٹ کے ساتھ پیچھے رہا ہم راستہ میں دو رسالوں کے پاس سے جو کشت زار میں خاموش کھڑے تھے اور نیز کچھ فوج پیدل سے جو ہمارے دائیں ہاتھ آہستہ آہستہ آگے جا رہی تھی گذرے جنگل میں داخل ہوتے ہی میں گھوڑے سے زخمیوں کی طرح گر پڑا۔ اور ایک درخت صنوبر کے ٹھنڈے سایہ کے نیچے خوب مزے لیکر لیٹنے لگ گیا مسٹر مانٹگمری اور ایلس نے کہا کہ ہم جنگل سے گذر کر دوسری طرف کے علاقہ کی گرداوری کرنا چاہتے ہیں میں نے بخوشی انہیں اجازت دیدی اور دو سوار انکے ساتھ کردیئے وہ خوش خوش اس مہم پر روانہ ہوگئے اور میں سو گیا ایک گھنٹہ بعد تمام گرد و پیش آتشباری ہونے سے میری آنکھ کھل گئی اور اوٹھکر کیا دیکھتا ہوں کہ ترکی لشکر عین میرے سامنے ایک لمبی صف باندھے ہوئے درختوں کی اوٹ سے دشمن پر جو نظر نہیں آتا تھا باڑیں چلا رہے ہیں اوسوقت مجھے اپنی جماعت کیطرف سے سخت تردد لاحق ہوگیا کیونکہ وہ اُسی طرف گئی تھی چند ایک ترک بندوقیں بھر رہے تھے میں سوار ہو کر انکے پیچھے جنگل جنگل جانے ہی لگا تھا کہ ریز و میلوس کیطرف سے وہ جنگل کے وسط سے نمودار ہوگئے۔ اور میں نے صدق دل سے کلمہ شکر پڑھا وہ تھوڑی دیر میں بخیریت میرے پاس پہونچگئے اونہوں نے بیان کیا کہ جنگل سے گذرتے وقت ہمنے کئی مورچے دیکھے مگر یونانی کوئی نہ دیکھا۔

درحقیقت بہت سے یونانی جنگل کے جنوب مغربی دامن میں کمینگاہ میں لیٹے ہوئے تھے مگر چونکہ وہ اپنے قلب لشکر سے جو کیفالو کے سامنے تھا کسیقدر فاصلہ پر تھے اونہوں نے آتشباری کرنیسے اپنی موجودگی کی خبر ہونے دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور میری چھوٹی سی جماعت انکی نظر عنایت اور لطف کریمانہ سے محفوظ رہی۔ وہ کیفالو کیطرف تقریبًا ایک میل تک بڑھی گئی۔ اور پھر دانائی سے کام لیکر جنگل کے نسبتًا محفوظ حصہ میں سے ہوتی ہوئی واپس آگئی۔

ہمیں جلد معلوم ہوگیا کہ جنگل میں اور زیادہ ٹھیرنا خطرہ سے خالی نہیں ہم ترکی لشکر کی پہلی صف میں تھے۔ مزید برآں سبکو بھوک بھی بہت لگی ہوئی تھی ہم ایلینا کو کھانے سمیت میناکنیہ میں چھوڑ آئے تھے سب کی یہی صلاح ہوئی کہ وہاں چلکر کھانا کھایا جاوے واپسی کے وقت ہمیں ترکی پیدل فوج کی چند صفیں ملیں جو لشکر مشرقی کی کمک کیلئے جنگل کو جا رہی تھیں جنگل میں آتشباری خوب تیزی کیساتھ ہو رہی تھی کیونکہ ترکی دونوں نالوں پر غالبًا سامنے کی مدد پہاڑی کی یونانی بیٹری کو محفوظ ہونیکے لیئے جسے نعیم پاشا اور اوسکے اسٹاف کی چند گولیوں سے ابھی ابھی تواضع کرنی شروع کی تھی۔ آہستہ آہستہ درختوں کیطرف پیچھے جا رہے تھے ہمیں میناکنیہ میں نامہ نگار مسٹر سیل مسٹر گوئین اور مسٹر سٹیونس پائے وہ وہاں سے ساڑھے پانچ بجے تک لڑائی کو دیکھتے رہے جو جیانتہ تک یکساں شدت کیساتھ جاری رہی پہلی اونکیطرف سے پے در پے رائفل فائر ہوئے لیکن آخر آگئی ہی کیفالو کیطرف سے گو آواز دیسی بلند نہ آئی مگر مقدار میں وہی کم نہ تھی کیفالو کو ہماری کو مورچوں سے

یونانیوں نے بالفور ریشار کا پر توپیں چلانے شروع کیں کیونکہ وہ حالانکہ غنیم انکی زد سے بہت دور تھا انکا تار
بارہ پر بارہ چلاتے رہے۔ پلا دیتہ پر بھی آتشباری نہایت سخت تھی جو غنیم کا زیادہ نقصان رساں ثابت
ہوئی کیونکہ وہاں بالمقابل افواج ایک دوسرے کے بہت قریب تھیں۔

پیلی اور ن و صالح سر اسطرف وولو کی جانب ترکوں نے جس پہاڑی پر حملہ کیا وہ کم از کم دو ہزار فیٹ بلند اور اسکی سطح نہایت عمودی اور چٹاندار تھی ایسی پہاڑی پر یونہی چڑھنا بڑا مشکل کام تھا چہ جائیکہ ایسی صورت میں کہ اوسکی چوٹی پر غنیم مورچہ بندی کئے ہوئے ہو اور دھندلا کہ سا رہا ہو ایسی صورت میں اسپر چڑھنا بیشک ناممکن تھا اور غالباً ترکوں کے سوا اور دنیا بھر میں اور کوئی فوج ایسا کرنیکی کوشش کرتی لیکن غنیم کی پلٹنیں حیرت انگیز ثبات سے ایک چٹان سے دوسری چٹان پر کودتی ہوئی عمودی پہاڑی پر چڑھ گئیں اگرچہ اونکو سخت نقصان پہنچا تھا مگر بالآخر چوٹی پر پہنچ گئیں جہاں افسوس کوئی پناہ نہ تھی جسکی وجہ سے آگے بڑھنا ناممکن ہو گیا تاہم وہ اپنی جگہ پر قایم رہکر بارہ بجے سے چھ بجے تک دشمن پر آتشباری کرتے رہیں۔ ساڑھے چار بجے یونانیوں نے جنکو بہت سی کمک پہنچ گئی تھی سب مورچوں بالخصوص پلا دیتہ سے ترکوں کو پیچھے دھکیلنے کیلئے جان توڑ کوششیں کیں۔ رائفلی آتشباری کی باڑیں مسلسل اور ناقابل برداشت شدت و تیزی کیساتھ ہو رہی تھیں یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یونانی بالمقابل دھاوا کر رہے ہیں اور ترک اونکو مقابلہ پر اپنی جگہ پر قایم رہنے سے روکتے ہیں تاہم یونانی ہماری دوربین سے نظر آ رہے ہیں کہ وہ ڈھلوان سطح پر نیچے کیطرف دوڑتے ہوئے اور پھر دوسری طرف اوپر چڑھتے ہوئے دیکھے گئے تھے اونکا کچھ حصہ شاخی کاروں کے درمیانی نشیب میں جمع ہو کر جنگل کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔ باقی فوج سامنے کی جانب نیچے کیطرف جھکا کم از کم پانچ ہزار گز کے فاصلہ پر تھی اور نیز ترکی انفنٹری مقیم کیطرف اوپر سے دنبالہ باڑ میں چلا رہی تھی۔

پلا دیتہ کیطرف بھی آتشباری اسی شدت کے ساتھ مگر زیادہ موثر طریق سے جاری تھی۔ رائفلی باڑھوں کی مسلسل کڑکڑاہٹ میں گونج رہی تھی۔ آنکھیں یہ مشاہدہ کر رہی تھیں کہ یونانی بلند ترین چوٹیوں سے سیلاب کی طرح اوس جگہ کی طرف جہاں ترکی چٹانیں اور پتھروں کے پیچھے لیٹے ہوئے یونانیوں کی تابڑ توڑ بوچھار کا بالاستقامت جواب دے رہے تھے امڈے چلے آ رہے ہیں اور یہ صاف نظر آ رہا تھا کہ ترکی فوج نے جس کام کا بیڑا اوٹھایا ہے اسکے لیے اوسکی جمعیت بہت ہی تھوڑی ہے۔ دو سینالوکی پہاڑیاں اور پیلی اور نکی چٹانی بلندیوں کو چھ کمزور سی پلٹنوں سے فتح کرنا ایسا کام تھا جسے رستم و اسفندیار یا خالد و ضرار بھی انجام نہیں دیسکتے۔

پانچ بجے کے قریب یونانیوں نے ریزو میلوس کے گاؤں پر گولہ باری کی۔ اونکو دو گولے عین ترکی اسباب خچروں اور توپی گاڑیوں کے بیچ میں گرے۔ یہ سامان و مویشی گرجہ کے نشانہ کے قریب جمع تھے غنیم باشانے انکا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ یونانی توپیں بہت دور کے فاصلہ پر دور تھیں اور نیز ان گولوں سے چنداں نقصان بھی نہ ہوا تھا۔ چھ بجے کے قریب ترکوں نے اپنے بعیدی لشکروں کو پیچھے ہٹانا اور مواضع گرد و جمع ہونا شروع کر دیا۔ اور فوج پیدل کر دہ وقت اور چند سوار جو انتہائی دستہ پر پہاڑیوں کی بعیدی شاخوں کی آڑ میں نظر سے پنہاں تھے ریزو میلوس کیطرف آتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔

جب ہم ساڑھے چھ بجے روانہ ہوئے اوس وقت ترک ہٹتے آرہے تھے مگر کمال وقار اور تمکنت کے ساتھ اونکو گرمی کی شدت
سے سخت تکلیف پہنچی تھی اور کارتوس بھی تقریباً ختم ہو گئے تھے لیکن پھر بھی کہیں سات بجے کے قریب جا کر ترکی انفنٹری
بلا و بیتہ اور کیفالو سے پیچھے ہٹی۔ اور کمال باقاعدگی اور استقامت کے ساتھ ریزو میلوس میں سے گزر کر اوپر
گئی۔ یونانیوں نے مستعدی کے ساتھ کوئی تعاقب نہ کیا۔

ترکی مجروحین

میں سخت حیران ہوں کہ وِلستینو کی اس پہلی لڑائی کے ترکی مجروحین کہاں گئے گو اونکی تعداد یقیناً بہت
ہونی چاہیے تھی میں نے بہت کم دیکھے۔ کیفالو کی طرف تو غالباً مجروحین کو اونکے ساتھی اوٹھا لائے مگر بلا و بیتہ کی
عمودی ڈھلوانوں پر سے انہیں ساتھ لانا ناممکن محض تھا اور یہ یقینی امر ہے کہ وہاں کئی سو ترک مجروح ہوئے تھے لیکن مجھے اس
امر کی کوئی شہادت نہیں ملی کہ یونانیوں نے ان مجروحین کو اسیر کر لیا تھا اور اونکی مرہم پٹی کی تھی اور لازمی طور پر یہ سوال
پیدا ہوتا ہے کہ پھر ان مجروحین کا کیا حشر ہوا دوسرے دن ہمیں ایک نہایت بیہودہ نظارہ دیکھا جس سے طرح طرح کے
شبہات پیدا ہوتے ہیں اور خیال گذرتا ہے کہ ان بیکس مجروحین کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا ہوگا۔

ہم لڑائی کے خاتمہ تک ٹھہرنا چاہتے تھے مگر مسٹر گوین نے کہا دیکھو ترکی نظام فوج گاؤنکو چھوڑ کر کلی کو جا رہی ہے اور صرف اونکی دو
کی ایک پلٹن پیچھے رہ گئی ہے۔ یہ کوہستانی اگرچہ بہت سی خوبیاں رکھتے ہیں مگر با انتظامی اور ضبط علی النفس اون خوبیوں کی فہرست
میں داخل نہیں اگر انکو ہمارے گھوڑے پسند آجاتے تو یقیناً ہمارا بھی وہی حال ہوتا جو لاریسا کی بھاگڑ کے وقت یونانی فوج
کے ہمراہی انگریز نامہ نگاروں کا ہوا تھا کہ یونانی سپاہیوں نے بلا تامل اونکے گھوڑوں بلکہ گاڑیوں پر بھی تصرف کر لیا تھا۔
تاہم مراجعت کنندہ ترکوں میں بے ترتیبی کا نام و نشان نہ تھا۔ وہ ایسی لاپروائی اور بیفکری سے پیچھے ہٹے جا رہے تھے گویا
کسی چھوٹی سی تفریح پر گئے تھے اور سارا دن جو جانگداز لڑائی کرتے رہے تھے وہ ہوئی ہی نہ تھی۔ یونانی اگرچہ اپنے مستحکم مورچوں
میں خوب لڑے تھے مگر وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ حملہ کرنیکی صورت میں مورچوں سے نکلکر کھلے میدان میں جانا پڑیگا جہاں
ترکوں کا مقابلہ کبھی نہیں ہو سکیگا۔ چونکہ ہمکو ترکی سپاہیوں کے شاندار اوصاف اور نیز یہ امر معلوم ہے کہ بالخصوص جب وہ مدافعت کے
پہلو پر ہوں تو انہیں مغلوب کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے ہم جنرل سمولنسکی کی قناعت خاموشی پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتے
ورنہ ضرور یہ رائے دیتے کہ اسے اسی شام اپنے حملہ کو خوب موثر کرنا اور نیم کے کل بریگیڈ کو اسیر کر لینا یا تباہ کر دینا واجب تھا
جس میں حیل تک کوئی ترکی کمک موجود نہ تھی۔ سمولنسکی کے پاس نیم کی نسبت دگنی سے زیادہ فوج تھی جسے بہت کم نقصان
اوٹھانا پڑا تھا اور فتح سے اوسکے حوصلے خوب بڑھے ہوئے تھے برعکس ازیں گو ترک کسی طرح شکستہ دل اور بے ہمت نہ ہوئے
تھے تاہم اونہیں سخت نقصان پہنچا تھا اور وہ سخت کوفتہ و ماندہ اور گرسنہ تھے لیکن جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں۔ بایں ہمہ
سمولنسکی نہایت احتیاط کرتا تھا اور رستی پر تھا جتنی فوج اوسکے پاس تھی ویسی کے ساتھ کھلے میدان میں ترکوں پر حملہ کرنا نہایت خطرناک اور جوکھم کا
کام تھا اور اگر حملہ میں ناکامی ہوتی تو اسکا نتیجہ بہت برا ہوتا ہاں اگر سمولنسکی کے پاس شجاع اور بخوبی منتظم فوج ہوتی تو نیم کا بچنا

یقیناً تباہ ہو جاتا۔ اخبار ڈیلی نیوز مورخہ ۲۸ مئی میں اوسکے خاص نامہ نگار کیطرف سے اس معرکہ کے متعلق جو مراسلت شائع ہوئی اوسکا آخری حصہ یہ ہے: "کل کے محاربہ میں میرے اندازہ کے مطابق یونانیوں کا حسب ذیل نقصان ہوا:- چودہ قتل ہوئے ایک افسر اور ایک سارجنٹ بھی اس تعداد میں شامل ہے اور ایک سو بیالیس زخمی ہوئے یہ لوگ زیادہ تر ترکی انفنٹری کی آتشباری سے ہلاک مجروح ہوئے اور بہت ہی کم ترکی گولوں سے جنمیں سے اکثر تو یونانی صفوں سے باہر گرتے رہے اور جو معدودے چند اندر گرے اونمیں سے بہت ہی تھوڑے پھٹے چونکہ دشمن آتے کے وقت لاریسا کیطرف اسقدر پیچھے ہٹ گیا کہ نظروں سے غایب ہو گیا لہذا آج باطمینان خاطر کل کے میدان جنگ کی گشت کی ہمارے میمنہ کو الٹنے کی کوشش میں ترکوں کو ہماری انفنٹری اور اوبزینوں کی تباہی بخش آتشباری سے جو پہاڑیوں کی ڈہلوان سطحوں پر قابض تھے یقیناً سخت نقصان پہنچا ہوگا۔ گندم کے کھیتوں کی لمبی قطاروں میں جا بجا لاشیں پڑی ہوئی تھیں جنمیں سے اکثر نے یونانی خوجکی وردی کے کچھ حصے پہنے ہوئے تھے۔ جو غالباً اونکو لاریسا کے گوداموں سے ملے ہونگے یونانی میسرہ پر جو دسیتنو سے اوپر تھا۔ ترکی کیولری کا حملہ محض پاگلانہ فعل تہا ترکی سواروں نے دو مورچوں کے بالمقابل جب پہاڑی کی عمودی ڈہال پر چڑھنے کی کوشش کی میں اسکی بائیں میں کھڑا ہوا اس حملے کو دیکھتا رہا تھا۔ ان مورچوں میں دو سو سپاہی مقیم تھے غنیم نے بموقع پر جو تہہا بہ بسالت دکھائی یونانی اوسکے مقدل سے معترف ہیں مگر قریب ترین یونانی مورچہ سے دو گز کے فاصلہ تک بہت تھوڑے سوار پہنچ سکے تھے پہاڑی سے نیچے نسبتاً زیادہ ہموار زمین پر بھی گندم کے سرسبز کھیتوں میں جا بجا سواروں اور گھوڑوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اگر یونانی سپہ سالار چاہتا تو کل ایک تازہ دم رجمنٹ فرسالہ سے بھیج دیتا ہے رستہ ترکوں کی مراجعت بجانب کرکی کا رستہ بند کرنے کو بھیج سکتا تھا۔ اور اسطرح وہ تمام فوج جو کل کے حملہ میں شریک ہوئی تباہ یا گرفتار کیجا سکتی تھی سپہ سالار نے ایسا نہ کیا اور سمولنسکی کی فوج دو دن رات مورچوں اور خندقوں میں رہنے سے ایسی تکان زدہ ہو رہی تھی نیز اوسکی جمعیت اتنی تھوڑی تھی کہ وہ کوئی موثر جنگی حرکت نکر سکتی تھی۔"

کرکی پہنچنے تک ایسا ہوا کہ تھک گیا کہ میں اسمیل کو بسفر کرکی لا رینا جانیکی بجائے دمیں سے جانیکا عزم کر لیا مگر مسٹر مانٹگمری اور ایلس ایس چلے گئے کیونکہ اوسدن ہم نہایت عمدہ کھانا تیار کئے جانیکا حکم دے آتے تھے اور اون دونوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی رات کی تاریکی اور سڑک پر جا بجا خیموں اور باربرداری جانوروں کی قطاریں ملنے کیوجہ سے اونہیں سڑک پر بہت دیر ہو گئی۔ تاہم وہ نعیم کے قاصد سے پہلے پہونچگئے اور آدہی رات سے کچھ بعد لڑائی کے حالات محل میں آدہم پاشا کو جا سنائے جسنے بشیر نہایت شفقت کے ساتھ ملا اور فی الفور زبردست کمک کرکی کو روانہ کر دی +

مہمان نوازی عثمانی — دریولا میں بمقام کرکی ایک آسودہ حال ترک کے مکان میں شب باش ہوا اسکا نام حسن آفندی تھا۔ اور اوسکا ایک خاص خوشنما بنگلہ تھا آفندی نہایت ذکی اور کمال ہستواضع شخص ثابت ہوا اُسنے دو دن بڑی تکلف کے ساتھ میری مہمانداری کی اور خوراک یا مکان کا کرایہ کیلیئے ایک حبہ لینا کا بھی روادار نہ ہوا میں نے بہت منت سماجت کی کہ وہ خوراک کا خرچ لے لے۔ اوسنے ایک نمانی۔ حتی کہ میں اوسکے نوکروں کو بھی تھوڑا انعام لینے پر بمشکل رضامند کر سکا اور یہ بھی صاحب خانہ کی غیبت میں یہ واقعہ شاذ نہ تہا۔ بلکہ مفصلات میں عثمانیہ قوم کے کل افراد کا یہی قدیم دستور ہے وہ مہمانوں کی

میں حقی پاشا سے نہ ملا اور نہ کوئی خبر ملی۔ حقی پاشا نے کہا کہ انہوں نے ایلس کو شب گذشتہ لاریسہ کے متصل دیکھا تھا۔ یہ سنکر میں آگے بڑھ گیا
اور تقریباً چار میل دور گیا ہونگا کہ سامنے سے مسٹر مانٹگمری اور ایلس ٹھیک ٹھیک کمان منگری کے ساتھ کرانی کیطرف آتے نظر آگئے۔ انہوں نے میرے دوڑ
و پریشانی کا حال سُنکر منہ سے بھی شکریہ ادا نہ کیا بلکہ کہا ہم جاتے ہیں آؤ ہم پاشا سے ملیں۔ کھانا نہایت لذیذ تھا۔ خوب سیر ہوکر کھایا۔ وعدہ
بالکل بھول گیا تھا۔ تخت ہو کر سو گئے۔ شب بیتے اسیوقت حلف اٹھائی کہ پھر کبھی متردد نہ ہونگا۔

ہم سب کرانی کیطرف روانہ ہوگئے اور تھوڑی دیر آرام کرنیکے بعد ترکی چوکیوں کے گرد چکر لگایا۔ یہ پکٹ کرانی کے گرد اگرد مشرق جنوب
مشرق اور جنوب میں نہایت مناسب موقعوں پر قائم کیے گئے تھے۔ اور ان کے سنتری خوب ہوشیار تھے۔ جب ہم اپنے دو دوستوں یعنی
پرنس نیوٹلیش کے ارنوطوں کے پاس پہنچے تو وہ ہمارے گرد جمع ہوگئے اور طرح طرح کی فوجی لوٹ یونانی خود بیان و تیور گراس
رائفلیں۔ پستول۔ تلواریں اور کارتوس پیٹیاں خریداری کے لیے پیش کیں۔ یہ چیزیں انہیں میدان جنگ سے دستیاب ہوئی تھیں
اور وہ جانتے تھے کہ ایلس کو اسلحہ جمع کرنیکا شوق ہے۔ اُس نے اس قسم کی بہت سی یادگاریں خریدیں۔ مگر انگلستان کو
واپس جاتے وقت اُنکا حصہ کثیر ہمارے یونانی گرفتار کنندگان نے ناجائز طور پر ضبط و غصب کر لیا۔

گشت سے فارغ ہو کر ہم نے حقی پاشا سے کرانی سٹیشن میں جہاں وہ مقیم تھے ملاقات کی۔ وہ گرم گو۔ روشن چشم۔ ملنسار۔ بہت مہمان نواز اور
مسافر پرور جنٹلمین ہیں۔ پاشا موصوف نے قہوہ سے ہماری تواضع کی اور فی الفور اپنے فوجی ڈاکٹر کو بلوا کر انہیں کے سر پر پٹی بندھوائی
اس سے پہلے ہمیں رخصت نہ دی۔ دوسرے دن پاشا موصوف نے لاریسا واپس جانیکے لیے اپنی گاڑی مجھے پیش کی کیونکہ میرا گھوڑا تھک گیا ہوا تھا
جب وہ گاڑی آئی تو میں نے دیکھا کہ ایک معمولی قسم کی بلا کمانی چوبیہ گاڑی ہے جسمیں زراعتی قسم کا چارہ و بھوسہ لادا جاکر اکٹھا زیادہ
مناسب ہو سکتا تھا۔ تاہم پاشا کی نوازش میں کوئی کلام نہیں۔ میں سوار ہونے ہی لگا تھا کہ ایک نامہ نگار نے مجھے اپنی گاڑی
میں بٹھا لیا۔ اور مجھے حقی پاشا کی گاڑی کی یہ آزمائش نہ کرنی پڑی کہ سفر میں کیسا کام دیتی ہے۔

استکشاف کے
علی الصبح ہم ایک ترکی استکشافی جماعت کے ساتھ ریزو میلو اور رونٹینو کیطرف گئے۔ اس کام پر دو پلٹنیں بھیجی گئیں ایک
ارنود دستہ کی پرنس نیوٹلیش اور دوسری فوج نظام کی تھی۔ یہ کرمنسک کی قاعدہ ہوئی تھی۔ ریلا و دارصف باندھ کر آگے بڑھیں جنوب کیطرف جا کر ایک
سرا ریلوے لائن کے متصل تا جو پہاڑیوں کے گرد سے گذرتی ہے اور دوسرا بجانب شمال جھیل قرلہ کے قریب تھا۔ چھ سواروں کی ایک چھوٹی سی
جماعت جو ایک دفعدار اور ایک کپتان کے تحت تھی آگے آگے تھی۔ ہم ان سواروں کے ساتھ تقریباً ریزو میلو تک گئے۔

وہ نہایت احتیاط سے آگے بڑھ رہے تھے۔ ہر پانچویں دسویں منٹ جہاں کہیں اونہیں کوئی ایسا موقعہ نظر آتا جسکے پیچھے غنیم کو
لیے چھپنا ممکن ہو سکتا یا وہ فوراً ٹھہر جاتے۔ بجانب جھیل کے قریب ایک گاؤں میں ایسے لوگ دکھائی دیے جو یونانی
بے قاعدہ سپاہیوں کے مشابہ تھے۔ دو سوار گاؤں کی جستجو اور پڑتال کو بھیجے گئے جیسے ہمارے قریب تھی ادھر گاؤں کے
گرد ایک معمولی سی دیوار موجود تھی اور عین بائیں جانب ایک قبرستان تھا جسکی چار دیواری پست تھی۔ یونانی ایسے قبرستان
باوقات میں افسر انفنٹری کو انکی پناہ دیواروں سے خوب پناہ ملتی ہے جب [illegible]

تھے ہمیں نہایت تردد رہا کہ وہ بخیریت واپس آسکیں۔ ایک سیدہ اوس دروازہ کیطرف گیا جو دیوار میں تھا اور دوسری چکر کاٹ کر گانوں کی دائیں طرف ہمیں ہر لحظہ یہ توقع تہی کہ ان جانباز سوار و نپر اب گولیاں برسیں۔ مگر کوئی گولی نہ چلی یونانی معمولی گذریئے ثابت ہوئے اور ہم سیدہے ریز و میلو کیطرف روانہ ہو گئے اور تو ہماری آگے آگے ہو لیئے۔

سواروں کہیتوں میں سے گذرنے کے لیے جو متذکرہ صدر جنگل کے دائیں ہاتھ تھے ہمسے جدا ہو گئے تھے وہاں پہنچتے ہی اونہوں نے کسی چیز کا بڑی سرگرمی کے ساتھ تعاقب کیا مگر پکڑنے پر معلوم ہوا کہ وہ معمولی یونانی دہقان تھا جو کہیت کی لنبی لنبی فصل میں چھپا ہوا تھا میری خیال میں وہ جاسوس تھا جسنے عمدًا سادہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ مگر اُسے چھوڑ دیا گیا اور کوئی تکلیف نہ پہنچائی گئی۔

کرلی کے قریب یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے کئی گانوں لوٹ لیئے تھے مسٹر مانٹگمری نے جو ہمسی کے سٹینڈرڈ میں اسکے متعلق حسب ذیل تحریر کیا: "آج صبح کے سات بجے میں ایک ستکشافی جماعت سواراں کیساتھ میدان سے گذرا۔ ہمنے یونانی موضع حاجی سی کو بالکل خالی پایا کیونکہ کل سہ پہر کو پچاس یونانی پہاڑ دنسے اُتر کر یونانی باشندوں کو مملوکہ و مقبوضہ پچاس مویشی چھین لیگئے تھے۔ ترنا دوس کی بہا کے وقت سے یونانیوں نے تاخت و تاراج کا بازار گرم کر رکھا ہے جس سے میدان کے دہقان سخت غضب آلود ہو رہے ہیں اور علانیہ داد و یلا کر رہے ہیں کہ ہمارے ہم مذہب و ہم قوم ہمسے ترکوں کی نسبت بدرجہا بدتر اور ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں یہی کیفیت موضع مسرکی (چوماقلی) کی تھی۔ اوسمیں ایک سو گھروں کی آبادی ہے سڑک کی دونوں طرف میدانمیں گھاس خشک کھڑی ہے۔ مگر اُسے کاٹنے اور جمع کرنے والا کوئی نہیں۔ حالانکہ وہ پندرہ دنوں سے قابل درو ہے یہ موضع حمدی پاشا کے ڈویژن سے پانچ کیلو میٹر بجانب جنوب ہے جب میں وہاں گیا اوس سے پہلے کوئی ترکی فوج وہاں داخل نہیں ہوئی۔ مگر ایک بھی باشندہ وہاں موجود نہ تھا صرف چند چور بلی پانچ کتے اور کسیقدر سور دکھائی دیتے تھے سوروں نے خالی مکانوں میں بسیرا کر لیا ہوا تھا۔ ویرانی کیوجہ یہ بھی کہ جو قیدی لاریسا کی جیلخانہ سے رہا کر دیئے گئے تھے وہ رستہ میں سرکنلی سے گذرے تھے اور وہاں کے ہر ایک گھر کو لوٹ لیا تھا۔ سڑک اور مکانوں کے گرد خالی کارتوس پڑے ہوئے تھے جس سے ثابت ہو رہا تھا کہ قیدیوں کو گانوں پر متصرف ہونے کے لیئے دیہاتیوں سے تھوڑی سی لڑائی کرنی پڑی تھی۔ مگر کہیں کوئی لاش یا خون کا دہبہ دکھائی نہ دینے سے یہ خیال گذرتا ہے کہ شاید قیدیوں نے محض گانوں کی لوٹ کی خوشی میں کچھ بندوقیں چلائی ہونگی۔"

وحشت البیانم ریز و میلو میں ہمنے ایک عجیب ہیبت انگیز اور متنفر خیز نظارہ دیکھا ایک ترکی سپاہی کی لاش بری طرح سے جھلسی اور جلی ہوئی ایک چھوٹی سی دیہاتی گاڑی یعنی ارابہ پر جو بنز اقریبًا جلی ہوئی تھی پڑی تھی آگ گاڑی کے نیچے روشن کیگئی تھی اور اوسکے شعلوں سے گاڑی اور اوسکا سوار دونوں تقریبًا خاکستر ہو گئے تھے سپاہی کی ٹانگیں گھٹنوں سے نیچے صحیح سلامت تھیں اور اُسکی وردی اور جوتی نیز کوٹ کے تھوڑے سے حصے سے ہمیں اوسکا عثمانی سپاہی ہونا متحقق ہو گیا تہا۔ اوسکے گھٹنے پر زخم موجود تھا ممکن ہے کسی اور جگہ پر بھی ہو جسکا نشان جلجانیکی وجہ سے معدوم ہو گیا ہو۔ یہ ثابت کرنا ہمارے امکان سے باہر تھا کہ اس بدقسمت کے نیچے جب آگ روشن کیگئی تھی تو آیا وہ اُسوقت

چار پانچ سو گز کے فاصلہ پر پہنچکر وہاں البانوی ایک جھونپڑے کے کنارے پر جو میدان میں تھا پھیل گئے۔ اور قریب قریب ایک گھنٹہ تک ایک دوسرے پر پے درپے باڑہیں چلاتے رہے پھر ترکی کمانڈر کے حکم سے واپس ہو جانیکا بگل بجا دیا گیا مگر ارنوودوں نے ماننے کا نام نہ لیا اسپر بگلچی کو ایک افسر کیساتھ آدھا فاصلہ آگے بھیجا گیا۔ لیکن ارنوود برابر باڑہیں چلاتے رہے آخر افسر نے انکے پاس جاکر بگلچی سے واپسی کا بگل بجوا دیا اور پھر کہیں جا کر وہ جنگ بند ہوئی۔ دس بجے تھے ہوئے دو دو تین تین کی ٹولیوں میں پیچھے ہٹے جب وہ گاؤں پہنچے تو مسٹر مانٹگمری نے انسے گفتگو کی یہ سب کے سب نہایت مضبوط قوی ہیکل اور انتہا کے نڈر اشخاص تھے جنکو جیسا کہ ان کی کارروائی سے ثابت ہو گیا ان کی تفریح بخش کھیل اور اول درجہ کی ہنسی و تمسخر تھی۔ جنگل والے البانوی بھی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بنا کر واپس آنے لگ گئے۔ انکے چہروں سے ثابت ہو رہا تھا کہ وہ واپس آنے پر رضامند نہیں تھے دونوں جماعتوں سے ایک آدمی ہلاک ہوا صرف دو تین زخمی ہوئے یہ امر واقعی حیرت بخش ہے اور اسی سے یونانیوں کی نشانہ اندازی کا بیہودہ اور بالکل ناقص ہونا صاف ظاہر ہو رہا ہے دونوں جماعتوں کی واپسی پر ہم مینار سے نیچے اتر آئے اور درختوں کے ایک جھنڈ کے سایہ میں دوپہر کا کھانا کھایا اور اس وقت تین بجے کا عمل تھا اور ہم باطمینان بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں چاروں طرف غیر معمولی اسناٹا دیکھکر میں کچھ متحیر سا ہو گیا میں قبرستان کی بلند دیوار پر چڑھ گیا اور دیکھا کہ ترکی سپاہیوں کا آخری دستہ گاؤں کی شمالی جانب سے آہستہ آہستہ باہر نکل رہا ہے اور دوسری طرف یونانی سکر مشر (ہراول) بسرعت جنگل سے ریزومیلو کیطرف بڑھ رہے ہیں میں نے اپنی پارٹی کو تعجیل واپس ہٹنے کا حکم سنا دیا۔ اور چند لمحوں میں ترکوں کے عقبی دستے سے جا ملے پھر ہم آہستہ آہستہ کرلی کیطرف روانہ ہو گئے جہاں میری حقی پاشا سے طویل گفتگو ہوئی۔ وہ نہایت شفقت سے پیش آئے اور فرمایا کہ کسی دنوں تک لسٹینو پر واقعی حملہ نہیں کیا جائیگا۔ پھر کمال نوازش اپنی گاڑی پیش کی۔ انکی پیشگوئی درست ثابت ہوئی لسٹینو پر ۵ مئی سے پہلے فیصلہ کن حملہ نہ ہوا۔ میرا گھوڑا ایسا تھک گیا تھا کہ اوسمیں چلنے کی سکت باقی نہ رہی تھی۔ ایک جرمن نامہ نگار نے مجھے بڑی مہربانی سے اپنا گاڑی میں جگہ دی جسپر مجھے حقی پاشا کی گاڑی پر جانے کی ضرورت نہ رہی۔

لاریسا میں آخری دن

ہم لاریسا رات کو آٹھ بجے پہنچے اور کہا گیا کہ بعد مشیر سے بہت حسن گفتگو ہوتی رہی اسی گفتگو کے دوران میں آدہم پاشا نے یونانیوں کو بیکار رہنے سے میدان میں نکلنے کی ترغیب دلانے کی عجیب و غریب تجویز سنائی تھی۔ پاشا موصوف نے کہا کہ بعد میں پہلے کوئی معرکہ کی کارروائی نہ ہوگی میں بھی پیچھے گھر میں نہایت ضروری کام تھے جسے بتاسف تمام علی الصبح سالونیکا روانہ ہو جانیکا انتظام کر لیا مجبوراً مجھے ویلی کا چھوڑ نا پڑا اور پہلا ٹاٹا کا نہ بینا۔ الیسکٹروس کے ساحلی رستہ کو دیکھنے کی بڑی خواہش تھی جسکے الاصونا اور سرفیجے کی مشہور گھاٹی جیسے قوچیں وغیرہ بدولت گذرتی رہی تھیں مذکورہ صدر رستہ سے جانیکا فیصلہ کیا۔

ولسٹینو کی جنگ

معاہدہ کا تیسرا اور آخری دور ہم روہ ۵ مئی ہے پیشقدمی بجانب فرسالا اور ولسٹینو سے شروع ہو کر ۱۲ مئی کو معرکۂ دومکو اور ۱۵ مئی کو معاہدہ التوائے جنگ پر ختم ہو گیا ہے اس دور میں پہلے دونوں دوروں کی نسبت لڑائی بہت زیادہ سخت ہوئی۔ تمام یونانی پوزیشنیں بالخصوص ولسٹینو اور ڈومکوس کی نہایت مستحکم تھیں۔ جون جون یونانی خا

صف آرا کی آتشباری فی الواقع نہایت ہی سخت تھی انگریزی جہاز ایڈ کا کمانڈر کپتان بلہم یونانیوں کے سب سے اگلے مورچوں میں تھا اوس نے مجھ سے ذکر کیا کہ یہ قیاس میں نہیں آسکتا کہ کبھی اس سے زیادہ سخت کوئی آتشباری ہو سکتی ہے یا کوئی فوج اوس سے زیادہ شجاعت و ثبات دکھا سکتی ہے جو ترکوں نے پیشقدمی کے موقعہ پر دکھائی ہم اُس دن بندر وولو میں ایک اطالی جنگی جہاز میں منتظر بیٹھے تھے اور آٹھ بجے سے لیکر ساڑھے چار بجے تک لڑائی کا شور و غوغا سنتے رہے تھے اوس سے زیادہ مہیب جنگ کبھی قیاس میں نہیں آ سکتی گولہ باری نہایت ہی سخت اور مسلسل نہ تھی بلکہ رائفلی آتشباری بھی غضب ڈھا رہی تھی میدان جنگ سے متواتر فتح و نصرت کی خبریں چلی آ رہی تھیں جن سے یونانی پھولے نہ سماتے تھے سموولنسکی نے خبر دی کہ جتنے ترکوں کے ساتھ متواتر حملوں کو پسپا کر کے غنیم کو سخت نقصان پہنچایا میرے سپاہی دشمن کے خون میں تیر رہے ہیں مگر اصل کیفیت یہ رہی کہ جب ۵ مئی کی شام کو لڑائی ختم ہوئی تو اسوقت تک ترکوں نے یونانیوں کے مورچوں کی دو قطاریں فتح کر لی ہوئی تھیں اور تیسری قطار سے صرف چار سو گز کا فاصلہ پر تھے یونانی مورچوں کی کل چار قطاریں تھیں ہاں یہ درست ہے کہ ۵ مئی کی لڑائی میں یونانیوں کا چنداں زیادہ نقصان نہ ہوا جسکے برعکس ترکوں بالخصوص البانیوں کو جو حملہ کنندہ فریق تھے بہت نقصان پہنچا یونانیوں کا پانسو سے زیادہ قتل و مجروح نہ ہوئے دوسرے دن ۶ مئی کو سموولنسکی ولیسٹینو کو چھوڑ کر بجانب جنوب ہالمیروس کی طرف ہٹ گیا اوسے ایسا کرنے کے لئے ولیعہد کا حکم پہنچ چکا تھا لیکن اگر حکم نہ بھی پہنچتا تو بھی فرسالہ کے فتح ہو جانے اور باقی یونانی فوج کے ڈوموکوس کو ہٹ جانے کی وجہ سے مراجعت اسکے لئے ضروری ہو گئی تھی اگر وہ ولیسٹینو پر قائم رہتا تو ترک اوسے ہر طرف سے گھیر کر اپنے احاطہ میں لے لیتے اس مراجعت کا قابل تعریف انتظام کیا گیا کسی طرح کی بے ترتیبی نہ ہونے پائی اوسکا عقبی دستہ شجاعانہ استقامت کے ساتھ ترکوں کا مقابلہ کرتا رہا اور اسطرح ترکوں کو سموولنسکی کی فوج کی روانگی سے ۳ گھنٹے بعد تک علم نہ ہوا کہ اونکا دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے یہ دستہ ۸ مئی کی رات تک ہالمیروس کی سربلند پہاڑیوں پر قابض رہا پھر رات کے وقت وولو جا کر وہاں سے جہاز پر سوار ہو گیا ادہم پاشا نے ۶ مئی کو فرسالہ سے ولیسٹینو پہنچ کر حملہ کیا پاشا تیلمن افرونبرن لیکر ۶ مئی کی شام الشرقی بیابان سے ہو اور وولو کے قریب پہنچا جہاں غنیم کی کوئی مقاومت نہ پائی پھر وہ ولیسٹینو کو اور وہاں سے فرسالہ کو ہٹ گیا یہ وہی برن ڈوموکوس کی معرکہ میں شریک ہوا تھا۔

وولو میں سخت ابتری پھیلی ہے

ورسینو وولو لڑائی کے بعد خوفناک تشویش مستولی ہو رہی تھی یونانی سپاہ اور بھگوڑے وارد (مئی کو ۶ ...) ولیسٹینو سے بندرگاہ میں لگاتار داخل ہوتے رہتے تھے جہاز پر سوار ہو کر ایتھنز کی دفعہ روانہ ہونگا جسمیں شہر کے پادری بالخصوص عورتوں بچوں اور مجروحین کو بہت نقصان پہنچا انگریزی قونصل مسٹر برن نے مجھسے ان واقعات بیان کیا کہ وولو میں سخت ابتری پھیلی ہے اور جنگی تعاقب کے شہر کی طرف بڑھنے پر سخت مشکلات پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اونکو ایکطرف آگ اور دوسری طرف پانی ہوگا یعنے ایک طرف یونانی جنگی جہاز بندرگاہ میں موجود ہونگے اور دوسری طرف شہر میں ترک فوجیں بھرے ہونگی۔

میں نے مسٹر برن کو تشفی دلائی کہ ترکی سپاہ کا خوش اطوار ہے اور اس سے شہر والوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی پھر اُسے رخصت کی کہ جونہی لڑائی ختم ہوا ادہم پاشا کے پاس قاصد بھیجکر اون سے ترکی سپاہ کو اردلی سٹاف اور انتظام سپاہ کی حفاظت و

حمایت کی التجا کیجائی، تو قنصلوں نے اس مشورہ کو پسند کیا اور ۸ رمئی کو علی الصبح ویسٹنو روانہ ہو گئے جہاں مشیر اون سے بہ شفقت پیش آئے اور حفاظت مطلوبہ کا انتظام کر دینے کا وعدہ کیا چنانچہ انور بیک کو وولو پر قبضہ کرنیکے لیئے دو بلٹنین اور ایک رسالہ دیگر فی الفور روانہ کر دیا اور اُسکے ہاتھ اہالی شہر کیطرف یہ اعلان بھیجدیا کہ اگر انہوں نے بلا مقابلہ اطاعت قبول کر لی تو انکو جان و مال کی حفاظت کیجائیگی۔ انور بک نے اعلان مذکور شہر داروں کے جم غفیر کو با آواز بلند پڑھکر سُنایا جو اُسے سُنتے ہی باغ باغ ہو گئے اور سلطان المعظم کی درازی عمر کیلیئے زور شور سے نعرے لگائے۔

دولو میں ترکوں کے داخلہ کی حالات مسٹر سٹیونس[1] نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں تحریر کیئے ہیں جن لوگوں نے موجودہ یونانیونکو دیکھا ہے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ مسٹر موصوف نے اپنی تحریر میں مبالغہ کو بالکل دخل نہیں دیا۔ اونکا بیان ہے کہ یونانی باشندے عجیب پریشان تھے جسقدر بھاگ سکے وہ بھاگ گئے ہوئے تھے پھر بھی بازاروں میں دو رویہ بیشمار لرزان و ترسان باشندوں کی صفوں کی صفیں کھڑی تھیں جنکو یہی توقع تھی کہ بس وہ اب ایک آن کے مہمان ہیں۔ ترک داخل ہوتے ہی سب کو تہ تیغ کر دینگے بعض نے خاص احتیاط کیلیئے ترکی ٹوپیاں پہن لی ہوئی تھیں اور جب انور بیک داخل ہوا تو فرنگیانہ ٹوپیوں کیطرح سلام بجا لانے کیلیئے اونکو سروں سے اتار دیا۔ انہیں بھرا بھی یہ یاد نہ رہا کہ ترک کبھی ٹوپی سر سے نہیں اٹھاتے۔ کئی ہمارے گھوڑوں کو تھامے رہنے کیلیئے دوڑے آئے سلطان کی فوج کے ساتھ تین نامہ نگار، دو قواص اور ایک سوار شہر میں داخل ہو کر اسپر متصرف ہوئے تھے۔ باشندے یا تو نگے و دوبا اس حملہ کنندہ جماعت کے پیچھے پیچھے ٹون ہال کیطرف چل پڑے۔ اہالی شہر ایسے خوف زدہ ہو رہے تھے کہ کچھ عرصہ تک باضابطہ قبول اطاعت کی دستاویز پر دستخط کرنیکے لیئے شہر کا کوئی رکن دستیاب نہ ہو سکا آخر ایک معزز ملگیا۔ اور اُسنے دستاویز پر دستخط کر دیئے جسکے بعد سلطان کے یاور نے چہروکیں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ امن پسند اور سلامت رو باشندوں کی جان و مال کی حفاظت کریگی۔ اسکے سنتے ہی ڈرپوک اور دہشت زدہ یونانیوں میں پھر از سر نو جان پڑ گئی۔ اور وہ عثمانیہ رحم و کرم سے ایسے خوش ہوئے کہ بیساختہ سلطان المعظم کی درازی عمر و ازدیاد اقبال کے لیئے نعرے لگانے لگے اور وہی یونانی جو صبح کیوقت ذات شوکت سمات کو ظالم بدذات کہہ رہے تھے اب شہر کی ... دعائیں کر رہے تھے۔

قنصلونکو تھوڑا سا اس امر سے اندیشہ تھا کہ کہیں یونانی جہاز ترکوں کے داخل ہونے پر شہر پر گولہ باری شروع کر دیں مگر میر البحر قدیم امیر البحر ساشیلوس ایسا بیوقوف نہ تھا کہ چند ترکوں کو نقصان پہنچا سکنے کی توقع پر ایک یونانی شہر کو برباد کر دیتا وہ اوسی شام ہالکیروس کو روانہ ہو گیا ترکی سپاہ کا چلن دیگر مقامات کیطرح دولو میں بھی قابل تعریف تھا۔ دولو اور ویلیسٹنو ترکوں کو سامان حرب و رسد کی وافر مقداروں کے علاوہ چھ توپیں غنیمت میں ملیں یہاں ... ترکوں نے پہلی مرتبہ یونانیوں نے ایسی چیزوں کو جو غنیم کے کارآمد ہو سکتی تھیں کسیقدر تلف کیا اونہوں نے بری ... کی کل تاربرقی سلسلونکو کاٹ دیا۔ اور دولو کو موٹو (ریلوی) انجنونکو توڑ پھوڑ دیا۔

[1] یہ صاحب لارڈ کچنر کے ہمراہ ... میں بغرض ... تشریف لائے اور یہاں کے متعلق کئی عجیب مضامین سلسلہ وار ... کے اخبار میں شائع کیئے۔

ویلیسٹنو کی دوسری لڑائی کے درست حالات معلوم کرنا کسیقدر مشکل کام ہے اوسکی کیفیت سپاہی بہترین پیرایہ میں مفصل و شرح رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار نے جو یونانی فوج کے ساتھ تھا تحریر کی ہے جسے یہاں بجنسہ درج کر دیا جاتا ہے:

"ترکی حملہ پہاڑی کارا ڈاؤن کی شمال مغربی جانب شروع ہوا۔ یہ پہاڑی موضع ویلیسٹنو کے عین اوپر واقع ہے ترکوں نے ایک پہاڑی پر جہاں سے کارا ڈاؤن کسیقدر بلند ہے ایک کوہی باتری نصب کی ہوئی تھی اور ادہر یونانیوں نے مذکورہ صدر پہاڑی پر ایک کوہی باتری قایم کی ہوئی تھی۔ لڑائی کی ابتدا ان دونوں باتریوں لڑکی اور تھوڑی ہی دیر میں یہ واضح ہو گیا کہ ترکوں نے حاجی بیگ سے یونانی پوزیشن پر اور ریز ومیلو سے ہو کر ویلیسٹنو اور اوس درہ پر جو ولو کی طرف جاتا تھا حملہ کرنیکا ارادہ ترک کر دیا اب یونانی میمنہ کو یونانی میسرہ سے جدا کرنے اور یونانیوں کو ایکطرف سے دوسری طرف حسب ضرورت فوج بھیجنے کے قابل نہ چھوڑنے اور ریلوے لائن کو مقام ایلو الیہ [?] منقطع کرنیکا ارادہ کیا ہے۔

اس جدید نقشہ حملہ کی وجہ سے جنرل سمولینسکی کو اپنی صف کارخ عین شمال سے شمال مغرب رویہ کرنا پڑا۔ یہ کام اوسنے سہ پہر سے پہلے بخوبی طے کر لیا۔ کارا ڈاؤن پہاڑی اور متصلہ بلندیوں کی یونانی باتریوں نے حسب معمول قابل تعریف کام دیا۔ اور ترکونکو ویلیسٹنو کیطرف آگے بڑہنے نہ دیا۔

ایک اور دو بجے کے درمیان ترکی فوج پیدل کارا ڈاؤن پر حملہ کرنے کیلئے اپنی طرف کی بلندیوں سے آگے بڑہی اور یونانیوں نے آتشباری شروع کی جسکا یونانی فوج پیدل نے ترکی پر ترکی جواب دیا۔ گولہ باری خوب زور پر تھی کہ بارش بڑے زور سے شروع ہو گئی۔ اور ترک مطلع کی تاریکی سے فائدہ اوٹھا کر آگے بڑھ آئے مگر یونانی پیدل فوج بارش میں بھی برابر لگاتار باڑہیں چلاتی رہی بارش کے تھمنے پر یہ غلط خبر اڑی کہ ترکی سوار حملہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس سے یونانی پیدل فوج کی صف چند لحظوں کیلئے ڈگمگا گئی چند جگہوں سے وہ شکستہ ہو گئی اور سپاہی پیچھے ہٹ گئے۔ مگر افسروں نے اونکو پھر قابو میں کر لیا اور آتشباری بلا توقف اسی زور و شور سے ہوتی رہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ترک ایک سرے سے دوسرے سرے تک پسپا کر دیئے گئے۔

۵ بجے کے قریب ترکوں کو غالباً لاریسہ سے اور کمک پہنچ گئی یونانی فوجمیں اوس وقت یہ مشہور ہو رہا تھا کہ غازی عثمان پاشا ترکی کمانڈر ہیں۔ وہ ایک پہاڑ کے پہلو پر جمعیت کثیر جمع نظر آ رہی تھی جہاں سے وہ یونانی میسرہ بالخصوص ویلیسٹنو کے سامنے کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں اور سطح مرتفع پر حملہ کرنیکے لیے جسے انگریز باقاعدگی اور خوبصورت صف بندی کیساتھ آگے بڑہے ترکوں کو پاس توپخانہ تھوڑا تھا اور اونکی کوہی باتریاں بھی کارہ کام نہ دیا تاہم اونکی پیدل فوج قابل تعریف باقاعدگی سے باڑہ پر باڑہ چلاتی ہوئی باقاعدہ صفوں میں آراستہ آگے بڑہی آتی تھی لیکن اونکی آتشبازی بھی بالکل ردی تھی۔ گولیاں کرہ ہوائی میں پہنچ جا کر یونانی صفوں سے بہت پیچھے جا گرتی تھیں۔ ان کے مقابلہ پر یونانیوں کی دوسری آتشباری بالکل صحیح تھی [?] ہمہ تن ثابت قدمی کیساتھ اپنی مورچوں پر قایم رہکر باڑہ پر باڑہ چلاتی رہیں اونکی صفیں کبھی نہ ڈگمگائیں اور یونانی توپخانہ بھی قابل تعریف کام دے رہا تھا اسکی گولہ باری کیوجہ سے ترکی صفوں میں گڑبڑ [?] تھی اس لیے حملہ کی تاب نہ لا کر ترک تھوڑی دیر کیلئے پیچھے ہٹ گئے اور تازہ کمک سے آراستہ ہو کر یونانی باتریوں اور گولیوں کی اندہا دہند بارش سے بالکل لاپروا رہکر [?] نہایت شاندار طریق سے پھر آگے بڑہے

لیکن اس دفعہ بھی اونکو پہلے رک جانا اور پھر لغزش کہا کر ہٹ جانا پڑا۔ پہاڑیونکی سطحیں مردوں اور زخمیوں سے پٹ گئیں۔ ترکوں نے دو مزید پلٹنونکی کمک پہنچ جانے پر پھر تیسری مرتبہ کارا داؤں اور روستینو کی متصلہ پست پہاڑیونکے سلسلہ پر جوانمردانہ حملہ کیا۔ جنرل سمولنسکی دوسرا اسکو بلیاف بنا ہوا اپنی فوج میں بہ جوش بھرتی سے ادہر اودہر چکر لگا رہا تھا۔ اور سپاہیونکو اونکے بزرگوں کے کارنامے یاد دلا کر تاکید کی کہ بشرط ضرورت وہ آخری دم تک لڑتے رہیں اور جب تک تھسلی کی مقدس سرزمین انکے خون سے سیراب نہو جائے لڑائی سے ہاتھ نہ اُٹھائیں۔ یہ الفاظ جادو کا کام کر گئے۔ سپاہیوں میں فی الفور بے انتہا جوش بھر گیا اور باقاعدہ و بیقاعدہ کل سپاہی حتیٰ کہ غیر مصافی لوگ بھی رائفلوں کو خوب مضبوطی سے پکڑ کر ترکی توپونکی عموماً بے تکی گولہ باری کے علی الرغم ثابت قدمی اور استقلال کے ساتھ اپنی پوزیشن کی حفاظت کیلئے جمع ہو گئے۔

"بالآخر یونانی صفیں بہادر ترکوں پر چند بار ٹہیں چلانیکے بعد مورچوں کی پناہ سے باہر نکل آئیں اور وحشیانہ پرجوشی سے غنیم پر حملہ کر دیا جس سے لحظہ بھر کیلئے ترکوں کے قدم ڈگمگا گئے۔ اور پھر وہ اپنی طرف کے پہاڑی سلسلوں کی پناہ جا لینے کیلئے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹ گئے اور یونانیونکو اس معرکہ میں شاندار فتح نصیب ہوئی صفونکا رخ بدلنے کے باوجود اور حالانکہ دشمن کی تعداد غالباً اون سے زیادہ تھی۔ یونانی شام کے وقت برابر ہر موقعہ پر بدستور قابض متصرف تھے۔ ترک دن بھر کی لڑائی میں انکو پیچھے نہ ہٹا سکے تھے دونوں فریق لڑائی پر ایسے تلے ہوئے تھے کہ اگر رات نہ پڑجاتی تو وہ ابھی بس نہ کرتے سمولنسکی نے اس کمال مستحکم موقعہ کو منتخب کرنے سے نہ صرف اپنی قابلیت کا کامل ثبوت دیدیا۔ بلکہ یونانیوں کی عزت بھی رکھ لی مزید برآن اس معرکہ میں یونانیوں نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اُنمیں اعلے درجہ کے سپاہیانہ اوصاف موجود ہیں۔ اور کہ اگر افسر قابل ہوں تو وہ بعد کی و بہ شجاعت لڑ سکتے ہیں جنرل سمولنسکی کو اچھی طرح سے معلوم تہا کہ ترکوں نے ابھی اوسکی خلاصی نہیں کی چنانچہ اُسنے اپنی پوزیشن کے استحکام کیلئے کمک کی درخواست کر دی فریقین کے نقصانات کا اندازہ کرسکنا قطعاً ناممکن ہے۔

۶ مئی کے معرکہ کے متعلق اپنی نامہ نگار نے حسب ذیل تحریر کیا۔ "دوسرے دن پہر تڑکے سے لڑائی شروع ہو گئی صبح کی نورانی روشنی میں میدان جنگ کا نظارہ کمال دلفریب تھا پائیں میں پست پہاڑیوں سے محیط وہ میدان موجود تہا جسکی صرف شمال جانب جہاں وہ تھسیلی کے میدان عظیم سے ملحق ہوتا ہے پہاڑیوں سے خالی تھی۔ اور افق میں جھیل قرلہ کا درخشان پانی اور کوہ اولمپس کی برف پوش چوٹیاں چمک رہی تھیں۔

"دوکا را داؤں کے شمال مغرب میں بارہ چودہ ہزار ترک پہاڑیوں کے ایک سلسلہ پر قابض تھے ایک ہی باتری بلند ترین چوٹی پر اور ایک میدانی باتری وستینو کے مشرق میں ایک اور پہاڑی کی چوٹی پر نصب تھی سلسلہ کا رداؤں پر فرسالہ کی سڑک جسکی مغربی جانب کی زد میں ہے۔ یونانی انفنٹری صف آرا تھی اور وستینو سے اوپر کی سطح مرتفع پر میدانی توپوں کی ایک باتری نصب تھی۔ اس پوزیشن اور مشرقی جانب کے میدان کے درمیان کی تین چوٹیوں پر کوہی باتریاں اور وستینو سے شمال مشرق کی طرف کے میدان میں ایک یونانی میدانی باتری نصب تھی جو ترکی فوج کے میسرہ کو سخت نقصان پہنچاتی رہی کارا داؤن اور

جھیل قرلہ کو ساحل کے برابر سرپٹ گھوڑے دوڑاتے جاتے دیکھا۔ اونکے دائیں ہاتھ یونانیوں کی میدانی پوزیشن کیطرف توپخانہ کی لمبی قطار بڑھ رہی تھی ادھر موضع حاجی عیسی اور پہاڑیوں کو درمیانی علاقوں سے ترکی انفنٹری کے کالم عزم بالجزم کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے"

"تین بجے ترکی توپ خانہ نے موضع ریزومیلو کو درختوں سے الگ کھلے میدان میں قایم ہو کر یونانی قلب پر جو ولیسٹینو اور ریزومیلو کے درمیانی میدان میں تھا گولہ باری شروع کر دی اور یہ فی الفور معلوم ہو گیا کہ توپخانہ میں گران وزن توپیں بھی شامل ہیں۔ غالباً یہ وہی تھیں جو ترکوں کو لاآریا میں ملی تھیں۔ ان توپوں سے انہوں نے یونانی پوزیشن کو شمالی حصہ میں خوفناک تباہی کردی پانچ بجے یونانی باتریوں کا گولہ بارود قریب الاختتام ہو گیا جبکہ جنرل سمولنسکی نے حکم دیدیا کہ توپخانہ کا حصہ کثیر بتدریج وولو کیطرف ہٹا دیا جائے اس حکم کی تعمیل کے دوران میں ترکوں نے بڑی توپوں سے پہلے سے زیادہ تیزی و سرعت کے ساتھ گولے برسانے شروع کر دیئے۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد موضع ولیسٹینو اور نیز مغربی جانب کا کرارو پر قابض رہنا ناممکن ہو گیا کچھ عرصہ بعد ترکوں نے شمال اور مغرب کیطرف سے بہ ثبات مردانہ پیشقدمی کی اور ساڑھے سات بجے ولیسٹینو پر قابض ہو کر اوسے آگ لگا دی ریلوے پل کو اڑا دیا۔ اور ولیسٹینو فرسالہ لائن کو کاٹ دیا"

"یونانی فوج کامل طور پر ہزیمت یاب ہوئی اور وولو کیطرف جانیوالے پہاڑی درہ ترکوں کے لیے بالکل کھل گیا میمنہ کیطرف یونانیوں نے اپنا توپخانہ سہ پہر سے ہی ہٹانا شروع کر دیا تھا۔ اور ایک بجری میدانی باتری اور نیز چند کوہی توپیں بخیریت وولو پہنچ گئی تھیں جہاں انکو جو جنگی جہاز ولو کی بندر میں موجود تھے چڑھا دیا گیا۔ رات سخت تاریک تھی مراجعت کنندگان کی سہولت و راہنمائی کیلئے پہاڑوں کی اطراف پر الاؤ روشن کر دیئے گئے تھے جن سے سڑک کا پتہ ملتے رہنے میں بڑی مدد ملی بارہ سے زیادہ توپیں پیچھے چھوٹ گئیں یا ترکوں نے چھین لیں"

تخمیناً دس بجے ورح ایک ٹرین پر وولو پہنچے گران وزن توپوں کی ایک ترکی باتری نے ٹرین پر چھ سات گولے چلائے مگر اوسے کوئی نہ لگا میری خیال میں اکثر مجروح میدان جنگ میں ہی چھوڑ دیئے گئے مقتولین کی تعداد کا درست اندازہ نہیں کیا جا سکتا تاہم یہ یقینی امر ہے کہ یونانیوں کی نسبت ترکوں کا زیادہ نقصان ہوا کیونکہ جب تک ترکوں نے دس سنٹی میٹر توپوں سے کام نہ لیا یونانیوں کی گولہ باری سے زیادہ موثر تھی دو تین بجے کے قریب جنرل سمولنسکی کی پراگندہ و ہزیمت خوردہ فوج دو جدا جدا حصوں میں منقطع کر دی گئی دستہ یسار کو جنرل مذکور نے پرسیفالار کو رستہ ہالمیروس کو ہٹایا جہاں اُسے یونانی بیڑہ جہازات کی امداد کی توقع تھی مگر یہ دستہ کیسی ترتیب کے ساتھ ہٹا اسکی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

"دستہ یمین یعنی اوسکا بقیۃ السیف بحال خستہ و تباہ وولو کیطرف گیا۔ رات کی تاریکی میں پہاڑوں سے گذرتے وقت اس مراجعت و پسپائی کی بھی ویسی ہی مٹی پلید ہوئی جیسی کہ ٹرناوس سے لاریسہ کیطرف کی مراجعت کی ہوئی تھی اوس مراجعت کیطرح اس میں بھی بے تحاشا بندوقیں سر کیگئیں مگر خوش قسمتی سے یہ رہی آدمی کیطرف نہ چھوڑی گئی تھیں کیونکہ اسوقت کسی قسم کی بھی غنیم کے تعاقب کا خوف دامنگیر ہو رہا تھا صرف بہ تاعذر جا ہی مقصد پہالہ پہنچنا کبھی کبھی ہوا میں ہند دقیں چلا دیتے رہے جمعرات کی رات اور بدھ کے دن وولو میں

اونکو ترکی انفنٹری کی آتشباری کا بری طرح سے آماجگاہ بننا پڑا۔ اونکی میمنہ کو بالخصوص بہت نقصان پہنچا اور ۲۰ رسالہ یا عقبی دستہ نے باقی فوج کو بچانے کے لئے میدان میں اپنی جانیں نثار کیں۔ جب ہم اوس زمین پر پہنچے جسے مراجعت کنندہ غنیم نے خالی کیا تھا تو وہاں ہتھیار مرے پائے انمیں کئی نہایت ہی خوبصورت سڈول جسم گھنگریالے بالوں والے قوی نبیان نوجوانوں کی لاشیں تھیں ان کی شکلیں پرانے زمانہ کے یونانی سنگتراشوں کے بنائے ہوئے دیوتاؤں سے بہت کچھ ملتی جلتی تھیں۔ افسوس ایسی قیمتی جانیں بے حصول رائگاں گئیں۔ مراجعت شروع ہونیکی دیر تھی کہ پھر ترکوں نے غنیم کو ایک لحظہ کیلئے فرصت نہ دی۔ نہ اپنی آتشباری میں کچھ فرق آنے دیا کرانہ کی چوٹی پر پہنچکر عجیب شاندار نظارہ آنکھوں کے سامنے نمودار ہوگیا۔ دائیں بائیں ترکی انفنٹری کے کالم بڑھ رہے تھے۔ زیر پا خوبصورت میدان سبز مخمل کیطرح بچھا ہوا تھا اوسکا عرض چار میل کے قریب تھا اور دائیں ہاتھ دور تک چلا گیا تھا۔ دولوکے قریب پہنچکر اور نیز اون پہاڑیوں کے دامن میں جو شہر فرسالہ کو احاطہ کئے ہوئے ہیں یہ تنگ ہوگیا ہے۔ اوس سے پرے اور تھریس کی دیوار کیطرح سیاہ اور عمودی پہاڑ کھڑے تھے۔ تمام میدان یونانیوں سے بھرا ہوا تھا جو بسرعت اوس سنگی پل کیطرف جو میدان کے وسط میں ایک چھوٹے سے نالہ پر ہے چلے جا رہے تھے اونکی صفوں کی ترتیب کہیں اچھی اور کہیں ناقص تھی۔ ترکی توپخانہ نے آگے بڑھکر نہایت بلند موقعوں سے بھاگتے ہوئے دستوں پر پے در پے گولے برسانا شروع کردئیے۔ ہر گولہ کے گرنے پر بھگوڑوں کی تیز رفتاری میں اور اضافہ ہوجاتا تھا مگر اونکے عقبی دستہ نے جا بجا ٹیلے سے مورچے تیار کرلئے ہوئے تھے جنکی اوٹ سے وہ پیہم باڑیں چلاتا رہا۔ لیکن ترکوں کی انفنٹری کی تعداد بہت زیادہ تھی وہ اسکے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھیر سکا اور ترک اسے ایک موقعہ سے دوسرے موقعہ کو پیچھے دھکیلتے چلے گئے۔ ترکوں کی شجاعت پر سارا دسوقت عش عش کر رہے تھے اونہوں نے کسی پناہ کی آڑ لینا بہادروں کی شان سے بعید سمجھا اور لگاتار سیدھے ہی بڑھتے چلے گئے بندوقیں سر کرتے وقت بھی گھٹنے ٹیکنے کا نام نہ لیا۔

ترکی توپخانہ کی کارگذاری کے متعلق رائیٹر ایجنسی کے نامہ نگار مسٹر گوین نے حسب ذیل تحریر کیا۔ آجکی لڑائی بالکل خلاف توقع ظہور میں آئی۔ آدہم پاشا کا صرف یہ منشا تھا کہ آج اپنی فوج کو غنیم کی پوزیشن کے سامنے جمع کرکے کل اسپر فیصلہ کن حملہ جائے مگر دونوں فوجوں کے مقدمۃ الجیش میں مٹھ بھیڑ ہوگئی اور تھوڑی ہی دیر میں لڑائی عام ہوگئی یونانی نہایت محفوظ موقعہ پر مقیم تھے۔ فرسالہ کے سامنے کا میدان چار میل عریض ہے اور اوسکے وسط میں ایک دریا بہہ رہا ہے شمال کیطرف پست پہاڑیوں کا سلسلہ ہے اور شمال کیطرف سے آنیوالے راستے اونکی زد میں ہیں یونانی فوج ترکی حملہ کے انتظار میں اس سلسلہ پر خوب مضبوط مورچے بنا کر مقیم تھی لڑائی صبح کے نو بجے شروع ہوئی پہلے اول دستوں میں ایک دوسرے کے ہٹانیکو بعد یونانی توپخانہ نے آگ برسانی شروع کی اور اسکے گولے بیرحمی نشانہ پر گرتے رہے مگر ترک دشمن کی آتشباری کے سامنے سینہ سپر ہوکر حیرت انگیز لاپروائی اور ثابت قدمی کیساتھ آگے بڑھتے گئے اسوقت یونانیوں سے سخت مہلک غلطی ہوئی وہ پہاڑیوں پر رہکر دشمن کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنیکی بجائے فوراً ہی میدان میں اتر گئے جو اسجگہ سے ترکی توپخانہ کی زد میں تھا۔ البتہ یونانی انفنٹری کی ایک کمپنی نے قابل تعریف جوانمردی دکھائی۔ وہ دیر تک کثیر التعداد دشمن کا نہایت بہادری سے مقابلہ کرتی رہی لیکن بیچ کوئی اور دستہ اوسکی کمک و دستگیری کیلئے موجود نہ تھا اسکی یہ بیباکانہ استقامت محض فضول تھی۔ اوسے

بالآخر حملہ آوروں کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ مراجعت خاصی باترتیبی سے کیگئی اور عقبی دستہ نے اوسکی کافی حفاظت کی
جو کبھی چھوٹی چھوٹی پوزیشنوں پر قابض ہوکر کچھ کچھ دیر ترکوں کی پیشقدمی کو روکتا رہا۔ ترکوں نے حسب معمول یہاں بھی تہوّر اور
تیزی سے کام لیا مگر یہہ مقابلے بہت تھوڑی تھوڑی دیر کیلیے کئے گئے۔ یونانی عموماً سیدھے کھڑے رہکر بندوقیں سر کرتے رہے۔ بہت تھوڑوں
نے گھٹنے ٹیک کر یا لیٹ کر آتشباری کی۔ یونانیوں نے پہاڑیوں کو خالی کیا ہی تھا کہ ترکی توپخانہ نے اونپر قایم ہوکر غنیم کی صفوں
میں قیامت برپا کردی اوسوقت کا نظارہ سخت درد انگیز اور ساتھ ہی شاندار بھی تھا۔ مراجعت کنندہ یونانی سب طرفوں سے
سنگی پل کیطرف دوڑے جارہے تھے۔ دریا کو عبور کرنے کیلیے صرف یہی ایک رستہ تھا۔ یونانی انبوہ انبوہ ہردم بڑھتی ہوئی سیلاب
کیطرح اس ایکموقعہ کیطرف جمع ہورہے تھے اور ترکی باتریاں اس جم غفیر پر پے در پے گولے برسارہی تھیں جو عین نشانہ پر گرتے اور خوفناک تباہی
برپا کرتے رہے۔ میدان کے وسط میں دریا کے شمالی کنارہ پر موضع وسیلی واقعہ ہے۔ وہاں ترکوں کا جواب چاروں طرف سے میدان میں داخل ہوگئے تھے۔
یونانیوں کی ایک زبردست جمعیت سے مقابلہ ہوگیا۔ یونانی ایک پہاڑی کے پیچھے چھپے ہوئے تھے دشمن کو قریب پہنچنے پر اونہوں نے لگاتار باڑہیں
چلانا شروع کردیا۔ مگر ترکوں نے کچھ پروا نکی۔ اونہوں نے اپنی صفوں کو پھیلانیکی بھی ایک لحظہ کا توقف نکیا اور حسب معمول شیروں
کی طرح سیدھے بڑھتے چلےگئے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ایک گولی چلائے بغیر محض اخلاقی اثر سے ہی گاؤں فتح ہوگیا۔ یونانی یہ تہوّر و ثبات دیکھکر ایسے خوف زدہ ہوئے
کہ وہ ترکوں کے قریب پہنچنے کا انتظار نکرسکے اور بسرعت تمام واپس ہٹ گئے گولیوں کی تابڑ توڑ بارش میں ترکوں کا دلیرانہ
وار آگے بڑھتے جانا بلاشبہہ کمال شاندار نظارہ تھا۔

سنہ ۴۸ قبل مسیح میں جولیس سیزر نے ۲۲ ہزار سپاہ سے اسی میدان جنگ میں پامپی اور اوسکی ۴۵ ہزار فوج کو کامل
شکست دی تھی۔ یونانی فوج کا حصہ کثیر لڑائی میں شامل ہوئے بغیر ۵ مئی کی رات کو ڈوموکوس کو ہٹ گیا۔ وہ فرسالہ سے پندرہ میل
بجانب جنوب اور تقریباً ناممکن التسخیر پوزیشن ہے۔ فرسالہ میں ترکوں کو بہت توپیں اور سامان حرب کی وافر مقدار دستیاب
ہوئی۔ ترکوں کے تخمیناً تین سو اور یونانیوں کے اس سے دوگنے قتل و مجروح ہوئے اس لڑائی کے حالات بہترین پیرایہ میں
مسٹر مانٹگمری نے تحریر کیئے ہیں جو اونکی اخبار سٹینڈرڈ میں حسب ذیل شایع ہوئے۔

"از تاتاری صبح پنجشنبہ۔ یہ گاؤں ننغلہ اور فرسالہ کے درمیان اوس پست سی سلسلہ پر واقع ہے جو میدان لاریا کو میدان فرسالہ سے جدا کرتا ہے
کل صبح ترکی فوج تین کالموں میں فرسالہ کیطرف بڑھی حمدی پاشا کا کالم جو وسط میں تھا موضع سوریکب کے رستہ بڑھا۔ ممدوح پاشا
میسرہ پر تھا جسکا ڈویژن بگلانچے میں سے گذرا اور نشاط کا ڈویژن جو میمنہ پر تھا بوغلار کی سڑک سے آیا۔ خیری آول ڈویژن میدان میں
بہت آگے تھا۔ [illegible] دن کے وقت [illegible] کے قریب پہنچگیا ہوا تھا۔ عزم یہہ تھا کہ پہلے دن یونانیوں کو پہلی پوزیشنوں سے دریا
کیطرف ہٹا دیں پھر تعاقب کیا جائے اور [illegible] مزید فوج کو پہنچ جانے پر آج ہو مگر یونانیوں کی کمزور مدافعت پر ترک جو غنیم سے دست
بگریبان ہونیکے شایق تھے آگے بڑھے گئے جس سے [illegible] حرکت لڑائی میں بدلگئی اور ترکوں کو فتح عظیم نصیب ہوئی۔ فرسالہ پر
[illegible] یونانی [illegible] بہت سا سامان حرب [illegible] یونانی [illegible] مراجعت میں

پیچھے چھوڑ گئے دستیاب ہوئی سب سے اول ملوح کا دشمن سے تصادم ہوا۔ یونانی اون چند چھوٹی سی پہاڑیوں پر جو قرہ دمری سے
تین اور فرسالہ سے تخمیناً ۶ میل شمال میں میدان تریخالہ کے حاشیہ پر واقع ہیں مقیم تھے تو پونے ساٹھ بجے گولہ باری آغاز کی مگر یونانی جلد اپنی
باتریونکو پیچھے ہٹا لیگئے اور دشمن کے قریب ملوح قرہ دمری پر قابض ہو گیا۔ اب فریقین کی تمام پیدل مصروف پیکار ہوئی اور دیر تک
مسلسل آتشباری کا ایک تانتا لگا رہا۔ یونانی پیچھے اور متصل پہاڑی کے جنگل میں بالاستقامت قابض تھے۔ تین گھنٹوں کی لڑائی کے بعد مینے
ترکوں کو اوس پہاڑی کی چوٹی پر سے گذرتے دیکھا۔ اور یونانی وہاں سے قطعاً پیچھے ہٹا دیے گئے۔ میں سپیر مین آگے بڑھ کر وہاں پہنچ گیا
اور چوٹی سے فرسالہ کے ہموار میدان کا جو پہاڑیوں کے دامن میں تھا خوب نظارہ کیا۔ شہر عین میرے سامنے تھا اوس وقت
تین کا عمل تھا۔ اور تینوں ترکی ڈویژن صف بستہ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تا حد نگاہ کی بالمقابل کوئی دوسرے دونوں کی نسبت
بہت زیادہ یعنی تقریباً دس ہزار یونانی فوج تھی۔ مگر نسبتاً اوسکی بہت کم مزاحمت کیگئی۔

محمدی کا ایک چھوٹی سی یونانی فوج نے جو تاتاری میں اور اوسکے ارد گرد موجود تھی قابل تعریف مقابلہ کیا میں یہ خط اسی مقام
سے لکھ رہا ہوں یہاں دلیرانہ مزاحمت کی طفیل یونانیوں کا باقی لشکر گاس گوناری کو جو تا حد خط پیشقدمی کے سامنے تھا ہٹ جانیکے قابل ہو گیا
تاتاری سے ایک پلٹن پیچھے ہٹ کر الی پی اسکے پل سے عبور کر گئی۔ مگر باقیماندہ سپاہ جو تقریباً دو ہزار تھی۔ این روی دریا کے میدانی ٹیکروں پر
برابر قابض رہی میدان یہاں پہاڑیوں سے بالکل صاف تھا اور گو بعض اوقات دھوئیں کی وجہ سے نظر اچھی طرح سے کام نہ کر سکتی
تاہم لڑائی کی تمام جزئیات صاف صاف نظر آتے رہے۔ میدان میں یونانی جابجا چھوٹے چھوٹے دیہات میں توقف کرتے گئے جنہیں جب تک کہ
صرف رائفلی و توپی آتشباری ہوتی رہتی وہ برابر قابض رہتے مگر جب ترک اونکی باڑھوں کے علی الرغم بہ ثبات مردانہ اور کمال ترتیب
صفوں میں بڑھتے ہوئے قریب پہنچ جاتے تو یونانی فی الفور گاؤں خالی کر کے پسپا ہو جاتے کچھ عرصہ سے ترکی باتریاں اون پہاڑیوں پر قائم
ہو کر جہاں سے اونکی انفنٹری نے یونانیوں کو نکالا تھا جہاں کہیں یونانی مجتمع ہوتے دیکھتے گولے برسا رہی تھیں اور ایک کوہی باتری بالخصوص
اوس گاؤں کیطرف جسپر یونانی قابض تھے نظر عنایت مبذول کیے ہوئی تھی۔ یونانی باتریاں بھی جواب دیتی رہیں مگر اونکی گولہ باری محض
فضول تھی اونکے اکثر گولے پھٹنے کے بغیر نرم زمین میں دور تک دھنس جاتے رہے لیکن گو یونانی مسلسل پیچھے ہٹ رہے تھے اور ترکی باتریاں
جن میں سے چند ابھی شراپنل گولے چلا رہی تھیں اونپر لگاتار سخت آتشباری کر رہیں اور اونکو نقصان پہنچا رہی تھیں مگر اس مزاحمت میں اسکی
ابتری اور بھاگڑ کا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا۔ وہ خاصی باترتیبی و باقاعدگی سے پیچھے ہٹے۔ ترکی ڈویژن اب دوش بدوش موضع وایلی
کیطرف جہاں یونانیوں کی معقول جمعیت جمع تھی بڑھے جا رہے تھے۔ اور کئی باتریاں حملہ میں اونکا ہاتھ بٹا رہی تھیں لیکن یونانی
اب لڑائی سے کافی سیر ہو چکے تھے ترکی فوج کا اوسطرف بڑھتے ہی وہ جلد جلد چند باڑھیں چلانیکے بعد میدان سے ہٹتے ہوئے آلی آکر
پل کو ہٹ گئے جسکو عبور کرتے وقت ترکی گولوں سے اونکو یقیناً بہت سخت نقصان اوٹھانا پڑا۔ اب تاریکی شروع ہو گئی تھی
لیکن ترکی انفنٹری فرسالہ کے قریب پہنچ گئی ہوئی تھی جسپر صرف ایک ہی باڑھیں چلا رہی تھی بلکہ باتریاں بھی اب گولہ برسا رہی تھیں —

نوٹ اس گولے کا موجد جنرل شراپنل تھا۔ یہ ایسے پھٹنے والے گولے کہتے ہیں جنمیں گولیاں اور تھوڑا سا بارود رہتا ہے میں فاصلہ مقررہ پر ان کے پھٹنے کیلئے ... ہوتا ہے

بتدریج دونوں طرف سے آتشباری بند ہوگئی اور اتنے میں چند ترک جو بلا اجازت آگے چلے گئے تھے خبر لائے کہ یونانی شہر کو خالی کر رہے ہیں جسپر ترک فی الفور شہر میں داخل ہوگئے اور یونانیوں کی عقبی دستہ کو وہاں سے نوکدم بھگا دیا۔ سارا دن ترک ایسی ثابت قدمی و مردانگی سے لڑے کہ اونکا مقابلہ فی الحقیقت ناممکن تھا اونکی طرف سے کوئی نامناسب تعجیل و شتابکاری یا تیزی ظہور میں نہ آئی بلکہ متانت و استقامت کے ساتھ لگاتار یکساں رفتار سے آگے بڑھے اگرچہ غنیم کے گولے اور شل اونکی صفوں میں عموماً رخنے ڈالتے رہتے تھے یہ رخنے فوراً پر کردی جاتے اور صف ساکت و خاموش اسطرح سے آگے بڑھتی چلی جاتی کہ یہی نہیں کہ گویا سپاہیوں کو غنیم کی گولہ باری کی کچھ پروا ہی نہیں۔ بلکہ یہ کہ فی الحقیقت ہی اونکو خبر نہیں کہ کوئی گولے برس رہے ہیں ایسے شجاعوں کے سامنے بھلا کون غنیم ٹھیر سکتا تھا یونانی شروع شروع میں اچھے نہ لڑے۔ اونکی پوزیشن قدرتاً ہی محفوظ و مستحکم نہ تھی بلکہ مصنوعی مورچوں سے بھی حسب معمول اسے خوب مضبوط کرلیا گیا ہوا تھا۔ مگر اونہوں نے بڑی بیدلی سے ترکی پیشقدمی کی مزاحمت کی لیکن میدان میں جاکر جہاں وہ ترکی باتریوں کی زد میں تھے وہ نسبتاً بہت زیادہ استقامت و پامردی سے اپنے اپنے موقع پر قایم رہے اور بعض پلٹنوں نے ایسا جوانمردانہ عزم و استقلال دکھلایا کہ محض اون کی طفیل باقی فوج باقاعدگی کے ساتھ مراجعت کرسکی۔

"از فرسالہ پنجشنبہ کی دوپہر۔ حمدی پاشا کا کل ڈویژن آج صبح کے چھ بجے شہر میں داخل ہوا۔ اور ادہم پاشا مع سٹاف ابھی یہاں پہنچے شہر بالکل خالی پڑا تھا۔ باشندوں کا حصہ کثیر دو تین دن پہلے اور باقی لڑائی شروع ہوتی ہی نوچکر ہوگئے ہونگے کیونکہ لاریسا کیطرح یہاں کوئی ایسی علامتیں نہ پائی جاتی تھیں جن سے ثابت ہو سکتا کہ باشندے بتعجیل و سراسیمگی فرار ہوئے ہیں۔ اون مجروحین کی زبانی جو پیچھے چھوڑ دئیے گئے تھے ہمیں معلوم ہوا کہ یونانی شہر میں داخل ہوتے ہی ہٹنے شروع ہوگئے۔ ترکی شراپنل اور شیل گولوں نے اون کو ایسا ڈرا دیا کہ انہوں نے شہر میں توقف کرنیکا نام نہ لیا اور وہ مورچوں کو ہٹ گئے۔ وہ شہر میں دو ہزار آٹھ سو شیل اور رائفلوں کے کارتوس اور بسکٹوں کی مقدار عظیم پیچھے چھوڑ گئے۔ ترک ان شیلوں سے کام لیسکیں گے کیونکہ اونکی توپوں کی جسامت بھی وہی ہے جو یونانی توپوں کی ہے۔

"یہ یقینی امر معلوم ہوتا ہے کہ مراجعت پہلے سے سوچی سمجھی ہوئی نہ تھی کیونکہ فرسالہ اور اسکے مضافات میں نہایت ہی مضبوط و مستحکم مورچے تیار کئے گئے ہوئے تھے اور چونکہ متصلہ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر نصب شدہ باتریاں شہر کے تمام رستوں اور ناکوں پر خطرناک آگ برسا سکتی تھیں حملہ آور نقصان عظیم اٹھائے بغیر اس پوزیشن کو فتح نہ کرسکتے تھے۔ میری رائے میں اس اچانک مراجعت کا اسوجہ سے عزم کیا گیا ہوگا کہ یونانی فوج ایسے بے اوسان اور شکستہ دل ہو رہی ہوگی کہ اسے مضبوط مقام کی بنا پر بھی اور زیادہ لڑائی کر سکنے کا بھروسہ نہ رہا ہوگا۔ فرسالہ کی تسخیر سے یونانیوں کیلئے دیلستینو پر قابض رہنا ناممکن ہوگیا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ اگر اوسے فی الفور خالی کرکے وہ مشرقی ساحل کی سڑک کو رستہ سے فوراً نہ ہٹ گئے تو کوئی چیز اونہیں کامل تباہی سے نہ بچا سکے گی"

"کل کی لڑائی میں سپہ سالار کے اعلیٰ سٹاف افسر سیف اللہ پاشا نے بالخصوص ممتاز و نمایاں شجاعت دکھائی جبکہ [illegible] دمری کے سامنے کی پہاڑی پر لڑائی زور و شور سے ہو رہی تھی تین البانی پلٹنوں نے نامناسب تیزی و تعجیل کے ساتھ حملہ کر دیا جس سے یونانیوں کی توپوں اور رائفلوں کی آتشباری کا رخ اونہی کیطرف ہوگیا۔ اس مہیب بوچھار سے اونکے قدم لڑکھڑانے لگے ہی تھے کہ سیف اللہ

فی الفور متزلزل صف کی کمان اپنے ہاتھ میں لیکر اُسے درست و ثابت قدم بنا دیا - اور پھر پیشقدمی میں کچھ فاصلہ تک اس کے آگے آگے رہے - اسی دن بعد ازاں موضع برگلی کے حملہ میں بھی پاشا موصوف نے آگے ہو کر البانویوں سے دھاوا کرایا"۔

فرسالہ و ولسٹینو کی تسخیر اور ڈولو کے قبضہ سے یونانیوں کا خط آمد و رفت بالکل متغیر ہو گیا - اب تک وولو قاعدۃ الجیش رہا تھا - اور تمام سامان و کمک براہ سمندر وولو تک آکر ریل پر ولسٹینو کے رستہ لاریسا - ترنالہ اور فرسالہ کو بھیجا جاتا تھا - اب یہ امر ناممکن ہو گیا اور لامیا یعنی اس کا بندر ستائیلیڈا یونانی فوج کا جو ہالمیروس کے جنوبی دامن سے ڈوموکوس تک پھیلی ہوئی تھی - جدید بحری قاعدۃ الجیش ہو گیا - مگر لامیا سے کوئی ریلوے لائن نہ جاتی تھی - مزید برآں یہ علاقہ نہایت دشوار گذار اور کٹھن ہے جس سے یونانیوں کو دامنی کے بعد ٹرانسپورٹ میں سخت مشکلات درپیش آئی ہونگی مگر اس کے مقابل جسقدر یونانیوں کی مشکلات بڑھیں - اسیقدر ریلوے لائن کے تصرف سے ادہم پاشا کو ٹرانسپورٹ میں آسانی و سہولت ہو گئی -

یونانی فرسالہ اور ولسٹینو میں ہزیمت کھانیکے بعد ہالمیروس ڈوموکوس لائن کو ہٹ گئے ۔ ہالمیروس سے ولسٹینو بیس میل بجانب جنوب اور ڈوموکوس فرسالہ سے بجانب جنوب مغرب بارہ میل اور لاریسہ سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر لاریسہ - لامیہ کی شاہ راہ پر واقع ہے - ہالمیروس سے ڈوموکوس بخط مستقیم ۲۵ میل ہے -

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی کا مدعا یہ تھا کہ ڈوموکوس اور ہالمیروس کے درمیانی کوہستانی علاقہ سے گذر کر یونانی فوج کو دو حصوں میں منقسم کر دیا جائے - پاشا موصوف نے ولیعہد کی کل فوج پر مراجعت کا راستہ بند کر دینے کیلئے ڈوموکوس کے میمنہ سے گذر کر اس کے عقب میں درہ فورنکا کے قریب لامیہ کی سڑک پر قابض ہونیکی بھی کوشش کی جنرل سمولنسکی ہالمیروس میں اور ولیعہد ۳۵ ہزار فوج سمیت جو سترک مورچوں کی پناہ میں تھی ڈوموکوس میں تھا - کل محاربہ میں یونانیوں نے عمدہ موقعے منتخب کرنے اور انکو ہنر و سلیقہ سے مورچہ بند بنانے میں بلاشبہ بڑا کمال دکھایا - جیسی انہیں انجینرانہ قابلیت تھی اس سے اگر چوتھائی شجاعت و استقامت بھی ان میں موجود ہوتی تو باغلب وجوہ محاربہ کا وہ نتیجہ نہ ہوتا جو ہوا -

۷ مئی کو ولسٹینو فرسالہ لائن سے یونانیوں کے اخراج کے بعد پھر بدستور سابق بیکاری و توقف کا پُر اسرار و ناقابل الفہم دورہ آگیا - بعض ان توقفوں کا باعث یہ بتاتے ہیں کہ قسطنطنیہ سے یکے بعد دیگرے متضاد احکام موصول ہوتے تھے بعض کی رائے میں گولہ بارود کی قلت انکا باعث تھی - اور دوسرے انہیں ترکوں کے قومی خاصہ تساہل و سہل انگاری پر محمول کرتے ہیں میری رائے میں اس آخری توقف کا باعث جو ۷ مئی سے ۱۵ مئی تک کیا گیا غالباً مذاکرات صلحیہ تھے جن کی سلسلہ جنبانی اسوقت شروع ہو گئی ہوئی تھی - ایم ریالیس نے ۱۱ مئی کو مجھ سے ذکر کیا کہ دول عظام نے بلا درخواست خود بخود پیغام بھیجا ہے کہ اگر یونان چاہے تو وہ مداخلت کرنیکو تیار ہیں - اسکا صاف لفظوں میں یہ مطلب تھا کہ یونان نے درپردہ دول سے التجا کی ہے پس ممکن ہے ترکی گورنمنٹ نے مزید خونریزی نہ ہونے دینے کیلئے اپنے سپہ سالار کو سردست خاموش رہنے کا ایما کر دیا ہو - فرسالہ سے واقعی پیشقدمی ۱۵ مئی کو کیگئی -

اس مہلت سے یونانیوں نے ڈوموکوس کے طبعی استحکام کو انسانی ہنر و لیاقت و محنت سے بعد مضبوط کر لینے کا فائدہ اٹھا لیا جس سے

اوس حصن حصین کو فتح کرنا اور بھی مشکل ہو گیا۔ ۱۲ مئی کو حقی پاشا دیسٹینو سے بجانب جنوب ہالمیروس کیطرف بڑہے جسکو جنرل سمولنسکی نے تقریباً بلا مزاحمت خالی کر دیا۔ مگر اُسنے ملکی اخبارات کو یہ تار بھیجدیا کہ مینے ہالمیروس کو خود نہیں چھوڑا بلکہ اعلےٰ حکام کے حکم سے آپکی پیشقدمی بجانب ہالمیروس کیوقت ایک بعیدی چوکی کے یونانی سواروں نے ہمارے دوست مسٹر مانٹگمری اور مسٹر بیرن کرنیگلیشین کو گرفتار کر کے سخت بیحرمت کیا تھا۔ سمولنسکی لامیہ یا سپاپی کیطرف جو ۲۵ میل بجانب جنوب مغرب تھا ہٹ گیا۔ ۱۴ مئی کو ترکی فوج تیمہ اپاریس کا ایک حصہ مت زودوسے مغربی تھیسلی میں داخل ہو کر ترسیخالہ میں اسلام پاشا سے جو ادہم پاشا کی تہائی میمنہ کا کمانڈر تہا۔ آملا مشیر دونوں دونوں صفوں کی ترکی افواج کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا ہوا تھا۔

بیکاری کے ان دس دنوں میں جنوبی تھیسلی میں سامان رسد کی قلت عظیم سے بہت دقت رہی اور چونکہ یونانی دریائی پی اسکے جنوبی کوہستانی حصے آباد علاقہ کو ہٹ گئے ہوئے تھے اونہیں ترکوں سے زیادہ قلت رسد سے تکلیف پہنچی۔

ادہم پاشا کی آخری پیشقدمی

ادہم پاشا کی زیر کمان براہ راست اوسوقت پانچ ڈویژن فرسالہ میں موجود تھے حیدر پاشا جو تہا ڈویژن لیکر درہ ملونا سے آگیا تھا۔ ممدوح و حمدی تیسرا و پانچواں ڈویژن لیکر ولیسٹینو اور وولو کو واپس لگئے تھے۔ اور نشاط و خیری دوم و اول ڈویژن سمیت ۵ مئی سے وہیں مقیم تھے۔ ان پانچوں ڈویژنوں میں توپخانہ اور سواروں سمیت ساٹھ ہزار آدمی تھے۔ یونانی فوج کو پامال کرنیکی کارروائی کے متعلق حقی پاشا کی حرکت بجانب ہالمیروس پہلا مرحلہ تھی۔ مشیر کو امید نہ تھی کہ سمولنسکی ایسی جلد پسپا ہو جائیگا انکو خیال تھا کہ ہالمیروس اور ڈوموکوس کو درمیانی علاقہ سے گذر کر ممدوح پاشا کو ولیعہد اور سمولنسکی کی فوجوں میں حائل ہو جانے تک حقی پاشا سمولنسکی کی فوج کو مشغول رکھ سکیں گے۔ ممدوح ۱۵ مئی کو فرسالہ سے جنوب مشرق کیطرف روانہ ہوا۔ اور ۱۶ مئی کو عام پیشقدمی کی تیاریاں مکمل کر لیگئیں۔ پانچوں ڈویژنوں کا فرسالہ میں جائزہ لیا گیا اور سوار آگے روانہ کر دیئے گئے کل فوج شام کو سات بجے جنوب رویہ روانہ ہوئی اور پانچ گھنٹوں کے سفر کے بعد ڈوموکوس سے پانچ میل کے فاصلہ پر شب باش ہوئی۔ مسٹر بگہم کا بیان ہے کہ پہلی رات کیوقت دشمن پر حملہ کرنیکا ارادہ کیا گیا تھا مگر پھر اسے ترک کر دیا گیا۔

ترکی فوج پر پہنچنے سے پہلے ناشتہ کھا کر صبح کے چھ بجے پھر آگے روانہ ہو گئی۔ فوج حملہ کنندہ بطرح مرتب کیگئی۔ ممدوح پاشا ڈوموکوس سے ۴ میل کے فاصلہ پر بجانب مشرق یعنی ترکی فوج کے میسرہ پر تھا اوس سے ورے حمدی پاشا کا ڈویژن تھا جسے یونانی میمنہ کو الٹنے کیلیے یہ حکم ملا تھا کہ وہ ڈوموکوس سے تین چار میل بجانب مشرق گذر کر یونانیوں کیلیے لامیہ کیطرف مراجعت کرنیکا رستہ بند کر دے۔ اسکے بعد نشاط پاشا کا ڈویژن ڈوموکوس کے عین بالمقابل تھا۔ نشاط کے ماتحت اسلام پاشا کے زیر کمان ایک بریگیڈ فوج نظام کا تھا۔ یہ نظام فوج ایڈریانوپل سے آئی تھی۔ اور جدید ماسر رائیفل سے مسلح تھی۔ نشاط اور حمدی کے ڈویژنوں سے دو میل عقب میں حیدر کا ڈویژن ریزرو میں تھا۔ انتہائی میمنہ پر ڈوموکوس سے بجانب شمال مغرب خیری کا ڈویژن تھا۔

قلعہ ڈوموکوس

مسٹر بگہم قلعہ ڈوموکوس کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے: "ایک وسیع و فراخ وادی ہے جو دس میل لمبی اور پانچ ایک میل چوڑی ہے اور کہیں کہیں اور راہیں کہیت موجود ہیں مگر زیادہ حصے

خود روگھاس ہے۔ ایک سر بفلک پہاڑی اوپر کو اٹھتی چلی گئی ہے اس پہاڑی کا سامنا قدرتی منزلوں سے جو ایک دوسرے کے اوپر بلند ہوتی چلی گئی ہیں بنا ہوا ہے۔ شاہ راہ ان منزلوں کے گرداگرد چکر کاٹتی ہوئی چوٹی تک چلی گئی ہے جہاں عین قلعہ کوہ پر ڈوموکوس کا شہر اور قلعہ واقع ہے۔ اور کل میدان اسکی زد میں ہے۔ نظارہ کی دلفریبی میں کوئی کلام نہیں مگر اوس وقت اوسکی طبعی استحکام کا خیال باقی سب باتوں پر غالب آ رہا تھا ایسی مضبوط و مستحکم پوزیشن غالباً ابتک بہت ہی کم جرنیلوں کو مدافعت کیلئے نصیب ہوئی ہوگی سب سے نچلی منزل پر پیدل فوج مورچوں کی تین یا چار قطاروں میں موجود تھی۔ فوج کی موجودگی کا علم صرف مورچوں کی سیدھائی سے ہوسکتا تھا ان سے پرے ریزرو فوج کے دستی انبوہ در انبوہ کھڑے تھے ہر منزل کے پیچھے اور اوپر توپیں ہی توپیں نصب تھیں جنکی نالیں مورچوں کے جھروکوں سے دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ سلسلہ اسیطرح منزل بمنزل چوٹی تک چلا گیا تھا جہاں قلعہ کی فصیلوں پر چار گران وزن قلعہ شکن توپیں چڑھی ہوئی تھیں "

ڈوموکوس کے حملہ میں ترکوں سے پے در پے غلطیاں سرزد ہوئیں مگر میرے پاس اس غرض کیلئے کافی شہادت موجود نہیں کہ میں یہ ثابت کرسکوں کہ ان غلطیوں کا جن سے فائدہ بہت کم اور نقصان بہت زیادہ ہوا فلاں شخص ذمہ دار تھا حسب معمول ادہم پاشا کی شاطرانہ تدبیر اسموقعہ پر بھی نہایت اعلیٰ تھی تدبیر مذکور یہ تھی کہ حمدی و ممدوح غنیم کے بازو سے اوسکے عقب میں پہنچکر مراجعت کا رستہ بند کردیں۔ مگر اسکے ساتھ ہی حسب معمول ڈویژنل کمانڈروں کی کارروائی اسموقعہ پر بھی ناقص رہی۔ اور انہیں سے ایک نے نہایت مہلک خوفناک مگر محض فضول غلطی یہ کی کہ ڈوموکوس کی سر بفلک بلندی کو سامنے کیطرف سے اور واحد بریگیڈ سے حملہ کرکے فتح کرنیکی کوشش کی۔

اس حملہ کے متعلق کم از کم تین امر توضیح طلب ہیں (۱) کیوں اسلام پاشا کو ڈویژن کو تنہا ایسے مقام پر حملہ کرنیکا حکم دیا گیا (۲) کیوں پھر اس بریگیڈ کو مزید پیدل فوج یا توپخانہ سے کمک نہ پہنچائی گئی۔ اور اُسے اسکے حال پر چھوڑ دیا گیا (۳) کیوں خیری پاشا تمام لڑائی میں پر خاموش کھڑا رہا۔ اور اُسنے آخر الذکر کو مدد دیکر یا یونانیوں کی توجہ کو اُسکی طرف سے ہٹانے کی کوشش نہ کی۔ انکے ساتھ یہ چوتھا سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیوں حمدی پاشا نے یونانی میمنہ پر مشغول کارزار ہونے میں اسقدر دیر لگائی بلکہ یہ پانچواں سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ کیوں ممدوح لامیہ کی سڑک پر قابض نہ ہوسکا وہ پندرہ کو روانہ ہوا تھا۔ اور براہ دوزی یقیناً ۱۸ مئی کی صبح تک یونانیوں کی مراجعت کے راستہ پر قابض ہوسکتا تھا حمدی پاشا کے توقف کی نسبت مسٹر گیمم یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اُسے نہایت مشکل کوہستانی علاقہ سے گذرنا پڑا تھا اوس نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہ کی تھی۔ بالآخر پاشا موصوف کی نسبت مسٹر ممدوح یہ لکھتے ہیں —

"یہ تقریباً محض حمدی پاشا کی ہی متحملانہ و باصبور پیشقدمی کی طفیل تھا کہ ایک دن میں لڑائی ختم ہوگئی۔ اور دونوں فریق جنہیں نہایت خونریزی سے بچگئے جو دوسرا ہونیکی صورت میں یقیناً وقوع میں آتی" —

معرکہ میں اولین حرکت حمدی کی جو پہلی وادی وادی ترکی میسرہ کیطرف اور پھر پہاڑیوں میں سے جنوبیہ قرہ چالی کی طرف بڑھا اوسکا ڈویژن تھوڑی دیر بعد پہاڑی دروں اور گھاٹیوں میں غائب ہوکر پھر کہیں شام کے پیچھے نمودار ہوا۔ مگر دیکھنے والا کی نگاہ انتظار ہی سے اوسکی موجودگی کا پتہ بتلا رہا تھا خیری پاشا میسرہ پر تین میل سیدھا بڑھکر اوس نشیبی علاقہ میں جو ڈوموکوس کے شمال مغرب میں ہے

محفوظ و مصئون سارا دن ہمارے ہاتھ رہا +

فوج نظام کا شاندار حملہ۔ ادہم پاشا مع چہارم ڈویژن اور رضا پاشا مع فوج توپخانہ ڈوموکوس سے چار میل بجانب شمال نشاط پاشا کے پیچھے ریزرو میں رہے۔ الغرض لڑائی کا کل بوجھ صرف نشاط پاشا کے دوم ڈویژن بلکہ اس کے بھی صرف ایک ہی بریگیڈ پر پڑا۔ تمام شاہد متفق الرائے ہیں کہ یہ نہایت ہی ظالمانہ غلطی تھی جس کا ارتکاب محض بلا ضرورت کیا گیا۔ اور فضول سینکڑوں بہادر جانوں کو قربان کر دیا گیا۔ چھوٹی سی تمہیدی لڑائی کے بعد اسلام پاشا کا بریگیڈ دو بجے یونانی پوزیشن کیطرف بڑھا۔ اس بریگیڈ میں چھ پلٹنیں یعنی تقریباً پانچہزار سپاہی تھے۔ جو سب کے سب نوعمر نظام اور ماسر رائفل سے مسلح تھے۔ یونانی مورچوں سے تخمیناً دو ہزار گز کے فاصلہ پر انکو کھڑا کر دیا گیا۔ جہاں وہ کالم کی ہیئت چھوڑ کر لمبی صف میں مرتب ہوئی ہی تھی کہ یونانی توپخانہ نے اپنر شراپنل گولے برسانے شروع کر دیئے جس سے انکو بہت نقصان پہنچا۔ اس پر نشاط نے دو بیٹریوں سے یونانیوں پر گولے برسائے۔ مگر ان کا کچھ اثر نہ ہوا۔ خیری نے بھی اسوقت ایک واحد بیٹری سے چند گولے سر کئے۔ اس شاندار انفنٹری کیلئے جو یقینی موت کے منہ میں بھیجی گئی تھی۔ میدان کارزار میں کسی طرح کی پناہ یا آڑ موجود نہ تھی۔ زمین کا ڈھلوان بہت ہموار تھی جس پر صرف کہیں کہیں فصل دار کھیت موجود تھے صف آرا ہو کر ان نوعمر عثمانی سپاہیوں نے بہ ثبات مردانہ آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ توپ گولہ باری کیساتھ اب رائفلی آتشباری کی بھی اپنر ہلاکت بخش بوچھاڑ ہونے لگی تھی مگر انہیں سے ایک آدمی کے بھی قدم نہ ڈگمگائے۔ مسٹر نگھم کا بیان ہے "کسیوقت بھی اس صف میں کہیں بل نہ پڑا پایا۔ تمام کارروائی کو گویا تفریحی مہم سمجھ رہے تھے۔ اور اس امر پر نازاں تھے کہ تفریح مذکور میں انکو سب سے پہلے جانیکا حکم دیا گیا ہے"

مسٹر جی۔ ایسے سٹیونس اس بہادرانہ حملہ کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"دفعتہ ہم دیکھتے ہی کی دیر تھی کہ یونانی صفوں سے نمونہ جہنم طوفان اٹھ آیا۔ دائیں بائیں اور سامنے کے مورچوں سے حیرت انگیز تیزی کیساتھ باڑھ پہ باڑھ شروع ہوگئی۔ یہ ایسی تابڑ توڑ پڑ رہی تھیں کہ انسان کو خواہ مخواہ یہ خیال گذر جاتا کہ ہمارا (ترکی) بریگیڈ جو قربانی پر چڑھایا جا رہا تھا۔ ماسر رائفلوں سے مسلح نہیں۔ بلکہ یونانی ان سے مسلح ہیں کل مورچوں سے توپی اور رائفلی آتشباری کے شعلے سرخ بجلی کیطرح چمک رہے تھے اور دھوئیں کے بادل اٹھ اٹھ کر پہاڑیوں کے گرد جمع ہو رہے تھے لیکن ایں ہمہ نوعمر سپاہی آگے بڑھتے گئے۔ یونانیوں کی تباہی برپا کن بوچھار در بوچھار کے سامنے انکی منفرد آتشباری کچھ بھی حقیقت نہ رکھتی تھی مگر پھر بھی وہ آگے بڑھے گئے تا آنکہ اتنے میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یونانی میمنہ کے اولین مورچوں سے آدمی سراسیمہ وار پیچھے بھاگ رہے ہیں ہمیں بعد میں معلوم ہوا یہ اولین مجاہدین تھے جو اپنے مقتولین کو بھی وہاں چھوڑ گئے لیکن یونانی قلب پر پہلے سے زیادہ تیزی اور کثرت کے ساتھ آگ اور سیسہ برس رہا تھا تاہم یہ بہادر مسلسل بڑھے جاتے تھے حتیٰ کہ یونانی مورچوں سے پانسو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئے اور وہاں پہنچکر وہ کھڑے ہو گئے۔ بیشبہ یونانی اور ترکی جنگی آتشباری کے سیلاب بلاخیز نے یقیناً کسی آدمی کو سیدھا کھڑے نہ رہنے دیا ہوگا۔ لیکن پھر بھی یہ بے نظیر شجاع ایک قدم پیچھے نہ ہٹے اور برابر اپنی ماسر رائفلوں کو سر کرتے رہے"

یہ آتشباری کہیں چار بجے جا کر مدہم ہوئی۔ اور اسوقت بھی غالباً اس لئے کہ دونوں فریق کے پاس کارتوس ختم ہو گئے ہونگے اسلام پاشا کا بریگیڈ یونانی مورچوں سے پانچسو گز کے فاصلہ پر تو پہنچ گیا مگر اس پیشقدمی میں اسکے بارہ سو سے زیادہ یعنی کم از کم بیس فیصدی

آدمی ضائع ہوئے۔ ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے :۔ " درآنحالیکہ ان کے ساتھی یعنے خیری کے اول ڈویژن والے عقب میں ایک بلندی کے پیچھے محفوظ کھڑے تھے۔ ان بہادروں کو دائیں بائیں اسطرح ہلاک اور زخمی ہوتے دیکھتے رہنا بلاشبہ نہایت ہی ظالمانہ اور دردانگیز منظر تہا "

نشاط نے آخر ساڑہے چار بجے اپنے دوسرے بریگیڈ کو ایڈریانوپل کی رجمنٹوں کی کمک کیلئے آگے بڑہایا۔ چونکہ یونانیوں کے پاس اسوقت تک شریپنل گولوں کا ذخیرہ ختم ہوچکا تہا۔ یہ فوج پانچ بجے کے قریب بخیریت و بلا نقصان مصافی صف تک پہنچ گئی جس پر یونانی اپنے مورچوں کی پہلی قطار کو چھوڑ کر پہاڑی پر ہٹ گئے۔ اس مراجعت کیوقت یونانیوں کو نشاط کے ڈویژن کی رائفلی آتشبازی سے سخت نقصان پہنچا۔ ساڑہے پانچ بجے رضا پاشا بھی توپ خانہ لیکر پہنچگیا۔ اور انفنٹری کی آتشباری کے ساتھ اس نے بھی شیل در شریپنل غنیم پر پھینکنے شروع کردیئے۔ یہ توپیں وقت مناسب سے پورے تین گھنٹے بعد شریک کارزار ہوئیں۔ مگر اس توقف کا الزام رضا پاشا پر لگانا مناسب نہیں۔ وہ نہایت مستعد اور کمال لائق و قابل افسر ہے۔ اور اسکی ہمیشہ پہلی صف میں رہنے کی خواہش ہوتی ہتی۔

جو یونانی اس آتشباری سے بچ رہے انہوں نے مورچوں کی دوسری قطار میں پناہ جالی۔ یہ مورچے ڈومو کوس کی ڈہلوان سطحوں پر خوب موقعہ بموقعہ بنے ہوئے تھے۔ اور تقریباً ناممکن التسخیر نظر آتے تھے۔ اگر خیری پاشا بھی اپنا ڈویژن لیکر شامل ہوجاتا۔ اور کل ترکی توپ خانہ سے مستعدی کا کام لیا جاتا۔ تو غالباً سامنے سے حملہ کرنیمیں کامیابی ہوجاتی۔ لیکن اس صورت میں بہی حملہ کنندہ فوج کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا۔ اور اگر یونانی واقعی جوانمردی و ثابت قدمی سے لڑتے تو شاید بالکل ہی ناکامی ہوتی۔

اس نازک وقت پر حمدی پاشا کے یونانیوں کے میمنہ پر پہنچ جانے سے اس سامنے سے حملہ کرنیکے جوکھم کو برداشت کرنیکی احتیاج نہ رہی۔ پاشا موصوف یونانی میمنہ کو جو کرنیل ماسٹراپاس کے زیر کمان تہا لگاتار پیچھے ہٹاتے آکر موضع کیٹیا اور قرہ زالی پر قابض ہوگیا تہا۔ حمدی کا ہر اول دستہ مشرق کیطرف سے ڈومو کوس کے بالکل قریب سوا چھ بجے پہنچا۔ اور اسنے پہنچتے ہی پائینی یونانی مورچوں اور نیز یونانی توپخانہ پر کمال تیزی سے آتشباری کرکے عام تباہی برپا کردی۔ کرنیل ماورومیکالیس سخت زخمی ہوا۔ اور یونانی بسرعت تمام ڈومو کوس کی پہاڑی کی بالائی منزلوں اور قلعہ کیطرف ہٹنے لگ گئے۔ قلعہ سطح میدان سے تین سو فیٹ بلند ہے۔ مگر افسوس حمدی اور نشاط دونوں کے ڈویژنوں کی سپاہ ایسی کوفتہ و تکان زدہ ہورہی تہی کہ اس شام یونانیوں کی پسپائی سے فائدہ نہ اٹھا سکی۔ اور انکا تعاقب کرسکی۔ ساڑہے سات بجے آتشباری ختم ہوگئی۔ اور تھکی ماندے ترک انہی پوزیشنوں میں شب باش ہوئے جنکو انہوں نے ایسی بہادری سے فتح کیا تہا۔ یونانیوں کو تاریکی میں دشمن کے پنجہ سے نکل جانیکا پھر موقعہ مل گیا۔ اور حسب معمول اس موقعہ سے فائدہ اٹھا نیمیں انہوں نے ذرہ بھر درنگ نہ کیا۔ رات پڑتے ہی ولیعہد اور اسکے سٹاف نے مراجعت کا حکم دیدیا۔ اور یونانی افواج پاؤں سر پر رکھہ بسرعت تمام رفوچکر ہوگئیں۔

سٹینڈرڈ کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تہا معرکہ ڈومو کوس کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتا ہے :۔

" ساڑہے گیارہ بجے ترک آگے بڑہتے آتے دکہائی دیئے۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے فرسالہ لامیا سڑک کے دائیں ہاتھہ جو ڈومو کوس کے نیچے پہاڑیوں میں سے گذرتی ہے۔ او میدان میں بخط مستقیم فرسالہ کو دکہائی دیتی ہے ایک باتری قایم کرلی۔ ساڑہے تین بجے تک ترکی توپیں یونانی توپوں کی طاقت معلوم کرنیکے لئے جا بجا مورچوں وغیرہ پر بند یقیں متفرق طور پر آتشباری کرتی رہیں۔ اسوقت ترک اور تین باتریاں

ترک اور تین باتریاں آگے بڑھا لائے۔ اور انکو پہلی باتری کے دوش بدوش قایم کر دیا ادھر اوسیوقت فوج پیدل نے واقعی پیشقدمی شروع
کر دی پیدل جمعیت کثیر فرسالہ کی سڑک سڑک جبال و تہریسن کے دامن پر سے بڑھتے ہوئے ایک چھوٹی پہاڑی کیطرف جو کوہانشتر کی شکل میں یونانیوں کے
مورچوں کے سامنے تین میل کے فاصلہ پر میدان میں تھی بڑھی کل میدان میں صرف یہی پہاڑی ایک عمدہ پناہ تھی ترکوں نے اوسکے پیچھے اپنی فوج جمع کی
پھر صف آرا ہوکر آگے بڑھی۔ ترکی توپوں نے اس پیشقدمی سے پہلے مسلسل گولہ باری شروع کر دی تھی انکے جواب میں یونانیوں کی دونوں
۵ انچی میٹر کی کرپ توپیں جنمیں سے ایک قدیم قلعہ پر اور دوسری متصلہ پہاڑی کی چوٹی پر تھی گولے برسانے لگ گئیں ترک انکی خوب زد
میں تھے اور ان سے ایسا عمدہ کام لیا گیا کہ ترک کچھ عرصہ پیشقدمی کو جاری نہ رکھہ سکے۔ ترکی سواروں کے ایک دستہ نے سڑک سڑک آگے بڑھنے
کی کوشش کی مگر متذکرہ صدر توپوں کے وزنی گولوں نے اونکو پراگندہ کر دیا۔ اور وہ بلا تاخیر جھٹ پٹ پہاڑی کے پیچھے چلے گئے۔ اس سے
یونانی کمال خوش ہوئے۔ اور غنیم کی کیولری کی پسپائی پر نہایت زور و شور سے خوشی کے نعرے بلند کیے۔ مگر ترکی انفنٹری آتشباری کے
علی الرغم لگاتار آگے بڑھی آتی تھی یکے بعد دیگرے پلٹنیں ثابت قدمی و جوانمردی سے یونانیوں کی اگلی صفوں کیطرف بڑھے اگر یونانیوں کی ان میدانی توپوں نے
لگاتار گولہ باری کی باوجودیکہ وہ کوس کی پہاڑیوں پر نصب تھیں ان صفوں کو پیچھے کیطرف دھکیلتی گئیں۔ ترکوں کا عزم یونانی قلب کو توڑنا اور لامیہ کی
سڑک پر قابض ہونیکا نظر آرہا تھا۔ اور انہوں نے ایسے استقلال و اصرار سے حملہ کیا کہ مورچونکی خندقوں کو تقریبًا فتح کر لیا۔ اور یونانیوں سے
دست و گریبان ہو جانے اور بندوق سنگین استعمال کرنیکو تیار ہی تھے کہ تین سو اطالین مجاہد زیر کمان تیرپانی سو شارٹے
بازو پر سے ایسی تباہی بخش آتشباری صنوبر کے درختوں کی اوٹ سے جو برلب سڑک تھے شروع کر دی۔ اور ایسی استقامت سے اپنے موقعہ پر
قایم رہے کہ ترکوں کو تھم جانا پڑا۔ آخر جب کارتوس نہ بچے تو اس دستہ کو پیچھے ہٹنا پڑا تو اوسوقت تک اسکے بارہ قتل اور ۱۰ زخمی ہوئے۔ واپسی کے
وقت جس مورچہ اور صف سے وہ گذرے وہیں یونانی فوج نے خوشی کے نعرے بلند کر کے اونکی حوصلہ افزائی کی۔ اونکے زخمی جو کہ بہت ہوئے قریب ترین
فوجی ہسپتال کو کسی کی امداد بغیر پہنچ گئے اور وہاں جاتے ہی فرش خاک پر گر پڑے۔ بجائے کمال بشاشت و شگفتگی کے ساتھ سگرٹ طلب کیے
یونانی مجروحین کی شکستہ دلی اور رونی صورت کے مقابلہ پر اونکی بانکپن و بشاشت واقعی حیرت انگیز تھی لڑائی ذات یونانی سپاہ
کے حوصلہ نکو پامال کرنا شروع کر دیا تھا۔ دو سو مجروح سپاہی صفوں سے نکلکر اوس میدانی شفاخانہ کو جو لامیہ کی سڑک پر سب سے پہلے تھا چلے گئے۔ وہاں
ڈاکٹروں اور ہمراہیوں پر اوسوقت کام کا بہت زور پڑ رہا تھا۔ اسیوقت کرنیل مادرو میکالس کمانڈر میمنہ کو گولی لگی اور اوسکے بھتیجے کو جو
اردلی بھی تھا سر پر گولی لگی۔ آخر الذکر کی جان ہسپتال لیجاتے وقت رستہ میں ہی نکل گئی چھ بجے کے قریب یونانی قلب پر ترکی حملہ تھم چکا
ختم ہو گیا اور سپاہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی۔ لیکن اسوقت یونانی میمنہ پر جسکے حالات کو ہم کچھ عرصہ سے بنظر تردد و تشویش دیکھ رہا
تھا۔ ترکوں نے بسرعت تمام فیصلہ کن حملہ کر دیا۔ کرنیل ماکریس کمانڈر میمنہ اس طوفانی سواد کو جمع ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اور بار بار مکاتا
کمک کیلئے درخواست کر رہا تھا جسکے بہت توقف کے بعد ایک ساتھ بھیجی گئی۔ بالآخر ریزرو فوج جس میں تین ہزار سپاہ ۵ ادن پہاڑ توپوں
سے جو لامیہ سڑک پر تھے اوسکی مدد کو پہنچ گئے مگر اس عرصہ میں بہت سے بر درست ترکوں کے مقابلہ پر پسپا کر چکے تھے
انصاف کیا تھا کچھ حقیقت نہیں کہہ سکتی تھی میمنہ کی شکست کثیر سے لامیہ سڑک کا رستہ بند کر دیا تھا بلا تاخیر چلے آ رہے تھے

پھر اب یہ راز کھلا کہ قلب ترکوں نے صرف یونانیوں کی توجہ کو منعطف رکھنے کے لیے محض بغرض فریب ہی حملہ کیا تھا۔ انکے
اصل مدعا یونانی میمنہ تھا۔ یہ کیفیت دیکھکر باقیماندہ ریزرو فوج یعنی تین ہزار انفنٹری اور پانسو سوار سات بجے درہ فورکا کیطرف لامیہ سڑک کی
حفاظت کیلئے بھیجدیے گئے۔ ادہر اگلی صف کی فوجونکو اپنے موقعہ پر قایم رکھکر باقی فوج کی مراجعت باقاعدگی کیساتھ شروع ہوگئی
صرف وزنی کرپ توپیں قلعہ اور پہاڑی کی چوٹی پر پیچھے چھوڑی گئیں۔ صف اولین کی فوجکو حکم دیا گیا کہ وہ آدھی رات کو بخاموشی تمام چپ چاپ
پیچھے ہٹ آئے۔ ولیعہد معہ سٹاف سواروں کا ایکدستہ لیکر اور فوجی ہسپتال سب سے پہلے مراجعت فرما ہوئے اور انکی تھوڑی دیر بعد کل فوج روانہ ہوگئی۔

درہ فورکا کا ترک

علی الصبح عثمانیہ سپاہیوں نے ڈومو کوس کو ناقابل تسخیر اور عمومی قلعوں اور چوٹی کو بالکل خالی
پایا مورچے بھی بالکل خالی پڑے ہوئے تھے البتہ گولہ بارود کے صندوق اور سامان وافر موجود تھا جنگ
بھگوڑے یونانی پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ چار گران وزن توپیں بھی بدستور قلعہ پر موجود تھیں لیکن یونانیوں کا کہیں نام و نشان نظر نہ آتا تھا۔ محمد رضا
پاشا کو جو حمدی کی بیسر پر تھا حکم تھا کہ درہ فورکا کے نزدیک کسی جگہ قابض ہوکر وہ یونانیوں پر مراجعت کا رستہ بند کردے مگر بدقسمتی
سے دشوار گذار پہاڑیوں اور گھاٹیوں کے رستے میں حایل ہونیکی وجہ سے وہ بروقت نہ پہنچ سکا صرف اوسکی ہراولی لشکر متعددن کا
یونانی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق سے ہمیشہ آگے رہنے والا سیف اللہ پاشا اس رستہ میں موجود تھا وہ قریب ترین ڈویژن سے جسقدر فوج
بہم پہنچا سکا اوسے جھٹ پٹ جمع کرکے غنیم کے تعاقب میں روانہ ہوگیا ادہم پاشا ابھی بہت دور تھی۔ مگر حمدی کی ڈویژن سے سیف اللہ نے چار پلٹنیں
اور تین رسالے حاصل کرلیے ان چند سواروں اور ایک بیٹری کیساتھ اسنے سڑک درہ فورکا تک جو ڈومو کوس سے بجانب جنوب مشرق دس
میل کے فاصلہ پر ہے دشمن کا تعاقب کیا وہاں اسنے غنیم کی زبردست فوج درہ پر قابض دیکھی جسپر اسے اپنی پیدل فوج (چار پلٹنوں) کے
آپہنچنے کا انتظار کرنا پڑا۔ یہ پلٹنیں ۱۸ مئی کو پہر کے تین بجے جاکر پہونچیں۔ انکے پہنچتے ہی سیف اللہ نے کل فوج سے دشمن پر حملہ کردیا
جو پیشقدمی میں بھی اوسپر مسلسل و سریع آتشباری کرتی رہی۔ یونانی دہاوا شروع ہوتے ہی فوراً یہاں سے بھی فوجکر ہوگئے اور تقریباً
ناممکن الفتح درہ اور اوسکی چوٹیوں کو غنیم کے حوالہ کرگئے۔ لامیہ سے ورے یہ آخری حصن حصین اور قابل مدافعت مقام تھا جسکا قبضہ ملجانا
ترکوں کے حق میں نہایت ہی مفید تھا۔ دوسرے دن (۱۹ مئی) حمدی کا کل ڈویژن پہنچگیا اور وہ درہ میں سے گذر کر اوس میدان
میں جو درہ سے سمندر تک پھیلا ہوا ہے داخل ہوگیا۔

جب حمدی کا ڈویژن درہ فورکا سے نیچے اترا تو اوسنے یونانی فوجکی باقی حصہ کو لامیہ کے سامنے صف آرا دیکھا۔ دو روزہ
کی سریع مراجعت کے دوران میں بیشمار سپاہی اپنی اپنی پلٹنوں سے اوہر اودہر منتشر اور فرار ہوگئے تھے چنانچہ ولیعہد کے پاس ڈومو کوس کی نسبت
نصف آدمی بھی نہیں رہگئے تھے۔ تقریباً پندرہ ہزار سپاہیونکی ایک صف لامیہ سے تین میل بجانب پہاڑیوں کی ایک پست
سے کرایہ پر پرا باندہے کھڑی تھی۔ دونوں فریقوں میں تہوڑی دیر بعد آتشباری شروع ہوگئی۔

لڑائی کے دوران میں لامیہ کے حکام نے کہلا بھیجا کہ ہم اطاعت کو تیار ہیں۔ ترک باامن امان ہمارے شہر پر قبضہ کرلیں
سیف اللہ نے جواب دیا کہ جبتک شہر اور ترکوں کے درمیان یونانی فوج حایل ہے ہم کسطرح شہر میں داخل ہوسکتے ہیں۔ ہاں شہر والے اگر ملجانا

فوج ہکو کی ہزیمت کے بعد اگر انہوں نے مزاحمت نہ کی تو انہیں کوئی گزند نہیں پہنچیگا +

التوائے جنگ کا معاہدہ ۔ زوال کے قریب لڑائی خاصی تیز اور ایک سرے سے دوسرے تک عام ہوگئی لیکن دو بجے کے قریب یونانی آتشباری یکلخت بند ہوگئی۔ اور یونانی قلب میں سفید جھنڈا بلند کر دیا گیا۔ اسکو دیکھتے ہی دونوں فوجوں میں بگلوں نے "آتش کس" یا "آتشباری بند کر دو" کا حکم سنا دیا۔ اور دو یونانی افسر جھنڈا لئے ترکی صفوں کی طرف بڑھے۔ ادھر سے سیف اللہ پاشا نے اُن سے ملاقات کی اور ۲۴ گھنٹوں کے لئے التوائے جنگ منظور کر لیا۔ اس پر کل یونانی فوج لامیہ کے پاس سے گذر کر جہاں اس نے ایک لحظہ توقف نہ کیا۔ تھرموپیلی کی طرف ہٹ گئی۔ ادہم پاشا ڈوموکوس ہی رہے تھے۔ عارضی التوائے جنگ کی خبر انہیں وہیں پہنچائی گئی۔ قسطنطنیہ سے بھی انکو معاہدہ ترک مخاصمت کے احکام موصول ہوچکے تھے۔ دوسرے دن ۲۰ مئی کو علی الصباح ولیعہد کا یاور ترکی ہیڈکوارٹر میں وارد ہوا۔ اور پندرہ دنوں کیلئے التوائے جنگ کا باضابطہ معاہدہ ہوگیا۔ سرحد اپائرس میں بھی آرٹا کے سامنے اسیطرح عہدنامہ کیا گیا۔ ۱۳ جون کو پچھلی میعاد کے منقضی ہونے پر مذاکرات صلحیہ کے اختتام تک پھر اس معاہدہ کی تجدید کی گئی۔ اور ہر فریق کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہے تو چوبیس گھنٹوں کا نوٹس دیکر اس عہدنامہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔ تحریر معاہدہ کے بعد دونوں فوجوں کے سٹاف افسروں نے ایک ہزار گز عریض منطقہ حیادہ (منطقہ بیطرفی ۔ حد فاصل) کی تعیین کی۔ ترکوں نے ۲۱ مئی کو لامیہ پر قبضہ کر لیا مگر جب اُسے حد فاصل مقرر کنندہ کمیشن نے یونانیوں کی طرف رکھا تو فی الفور اس سے واپس چلے گئے۔ ایک مہینہ کی لڑائی میں جو بتاریخ ۱۷ اپریل درہ ملونا کی لڑائی سے شروع ہو کر فی الحقیقت بتاریخ ۱۷ مئی معرکۂ ڈوموکوس پر ختم ہوئی۔ ترکوں نے یونانیوں کو اس تمام علاقہ سے جو ۱۸۸۱ء میں انہیں ترکی سے دلایا گیا تھا نکال کر پھر پرانی سرحد تک قبضہ کر لیا۔ اپائرس میں فریقین کی وضع وہی رہی جو محاربہ کی ابتدا میں تھی +

جنگ اپائرس ۔ محاربہ کے مغربی تھیٹر یعنے اپائرس میں بقول جرمن مورخ ترکوں کو علاقہ کی طبعی بناوٹ کی وجہ سے مجبوراً بچاؤ کے پہلو پر رہنا پڑا ۔ جارحانہ پہلو اختیار کرنے سے فی الحقیقت کچھ فائدہ نہ پہنچتا ۔ اس کا نتیجہ صرف یہ ہوتا کہ ترکی فوج خلیج کارنتھ تک پہنچ جاتی مگر واقعات کی عام رفتار پر اس سے کچھ اثر نہ پڑتا۔ جنوبی اپائرس میں سب سے اہم مقام پریویسا[1] ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی مقامات سٹرونیا، فلپئی، پنگاڈیا بھی خاصے اہم ہیں۔ ترکی قلعہ پریویسا اوس تنگ آبنائے کے شمال میں واقع ہے جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے۔ خلیج مذکور دور تک اندر چلی گئی ہے۔ اور صوبہ اکارنینا کو کسیقدر اپائرس سے جدا کرتی ہے۔ پہاڑی

[1] یہ قلعہ موجودہ صدی کے شروع میں ترکوں کے قبضہ میں آیا تھا مفصل تاریخ کے لئے دیکھو تاریخ خاندان عثمانیہ جلد دوم +

صرف یانیا کی سڑک کے ذریعہ عبور کیا جا سکتا ہے اس جزیرہ نما میں جو زیادہ تر کفدست میدان ہے پہاڑیوں کا ایک اعلیٰ سلسلہ موجود ہے جس سے تمام علاقہ زد میں ہے اسپر ترکوں نے توپخانہ نصب کر رکھا تھا قصبہ پریویسا اور اوسکے جنوبی ترکی قلعے حمیدیہ۔ پانتو کراٹو سینٹ جارج اور پالو پیارو گوخا کنارے سے قریب ہموار ساحل پر واقع ہیں بغیر خالی کئے یہ کسی عمدہ موقعہ پر قائم نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ وہ پہاڑیوں کے بلند کرارہ کی ترکی توپوں کی پوری پوری زد میں تھے شہر اور قلعے چاروں طرف سے زیتون کے درختوں کے بڑے گھنے جھنڈوں سے گھرے ہوئے ہیں۔

آپارس کے بڑے بڑے قصبے جہاں یونانیوں کی آبادی زیادہ ہے پانیا برات۔ اور کوریٹیا ہیں صوبہ آرکانیا میں یونانیوں کا سب سے بڑا قلعہ آرٹا ہے اسکے شمال اور جنوب میں مورچے بنے ہوئے ہیں جس سے وہ خاصہ مضبوط مقام ہو گیا ہے قصبہ آرٹا جو ایک غلیظ و بدحیثیت پرانا شہر ہے مگر ایک عالیشان ترکی قلعہ رکھتا ہے میدان میں دریا۔ آراکتوس یا آرٹا کے کنارے پر واقع ہے یہ دریا شہر کے گرد نیم دائرہ کی شکل میں بہتا ہوا بجانب جنوب خلیج آرٹا میں جا گرتا ہے قصبہ آرٹا کے جنوب میں پہاڑیوں کا ایک سلسلہ تخمیناً پانسو فیٹ بلند ہے جو دریا کے برابر کو بریٹا کے قریب چلا گیا ہے اس کرارہ پر وسیع پرانی بارکیں ہیں جنکے سامنے یونانیوں نے کئی باتریاں ۵ انچ قطر کی توپوں کی اور ایک باتری چار چار انچ قطر کی دو توپوں کی نصب کر رکھی تھی ایک باتری کا رخ آرٹا کے پل کیطرف دوسری کا عمارت کیطرف اور ایک کا گرجے کی نہر کیطرف تھا۔ اس سلسلہ کے بالمقابل ترکی علاقہ میں پہاڑی ڈھلوانوں پر جو بتدریج شمال کیطرف اٹھتے چلے گئے ہیں عمارت گرجے [illegible] اور [illegible] کیرنا واقع ہیں۔ ان سب مقامات میں ترکی سپاہ اور توپخانہ موجود تھا اور ان سے شہر آرٹا اور یونانی باتریاں کامل طور پر زد میں تھیں۔ اس نقص کی تلافی کے لیے یونانیوں نے اپنی طرف بمقام ٹیپا رمار کی ناڈا میں دو باتریاں نصب کر رکھی تھیں۔

اپیریس میں یونانی جنرل ڈیمنیڈس وسط مارچ سے ۲۸ ہزار فوج لیکر [illegible] مقام میں جو تھے پہلا ڈویژن مقدمہ یانیا میں اور دوسرا ڈویژن جنوبی علاقہ میں بمقام لوروس و فیلیپیاڈا میں مقیم تھا ترکی کمانڈر کے پاس کل فوج ۲۳ پلٹنیں انفنٹری جنمیں سے ۸ فوج نظام کی تھیں ۸ کوہی توپیں اور [illegible] کیولری تھی آغاز محاربہ پر ترکوں کے پاس آرٹا کے بالمقابل ۷ ہزار آدمی اور بارہ توپیں بمقام ملاکہ [illegible] اور چار ہزار آدمی بمقام نیکوپولیس [illegible] ہزار اور بمقام یانیا پانچہزار آدمی تھے۔ یونانیوں کے پاس کرنل ماؤس کے زیرکمان انفنٹری کی چار رجمنٹیں (ششم، نہم، دہم [illegible]) رائفلمینوں کی دو پلٹنیں (دہم و سوم) کیولری کی دوم رجمنٹ، دو میدانی اور تین کوہی باتریاں آرٹا میں تھیں۔ بعد میں ان کو تین ہزار ریزرو (مستحفظ افواج) کے سپاہیوں اور دو ہزار مجاہدین کی کمک پہنچ گئی جس سے کرنل ماؤس کے پاس کل فوج ۱۶ ہزار کے قریب ہو گئی۔

یونانیوں کے دو بڑے مرکز آرٹا و پیلیا تھے جو وادی آرٹا سے باہم ملے ہوئے تھے جہاں تک رسد بندرگاہ کا [illegible] آتا تھا۔ زیادہ تر فوج آرٹا میں مقیم تھی جہاں پانچہزار آدمی تھے موضع [illegible] کے فاصلہ پر ایک بلندی پر واقع ہے تین ہزار فوج تھی مدافعت کی دوسری صف میں جو کوموٹی سے خلیج آرٹا کے قریب پانی تک تخمیناً [illegible] راستہ میں چلی ہوئی تھی چھ سو آدمی [illegible] تک [illegible] دریا کی [illegible] گھاٹوں کی حفاظت اور بصورت ہماری فوجی حرکات کو دشمن سے مخفی رکھنے کیلیے دریا کے بائیں کنارہ پر تین چار ہزار آدمی متعین تھے۔ آرٹا سے لیکر [illegible] تک کی قلعہ بندی پر [illegible] توپیں نصب تھیں جو زیادہ تر کوہی تھیں لیکن یونانیوں کے پاس کل ۲۶ توپیں

تھیں۔ یونانیوں نے جو موقعے پسند کیے تھے وہ فی الجملہ عمدہ اور خاصے مضبوط تھے اور گئی ترکی موقعوں وہاں سو ندیں بھی یونانیوں نے انکو موجود
اور توپوں سے بھی خوب مستحکم کر لیا ہوا تھا یونانیوں کے اندازہ کے مطابق ترکی فوجیں ۲۲ ہزار سے زیادہ آدمی تھیں اور ۴۸ سے زیادہ توپیں تھیں
جنمیں سے تین ہزار سپاہ اور ۲۴ توپیں قلعہ پریویسا میں مامور کیگئی تھیں۔ یہ قلعہ آبنائے پریویسا پر جو خلیج آرٹا کو جاتی ہے واقع ہے۔ دریا کے
دائیں کنارہ پر مقام کیاناوفلی پیڈیا ترکی عساکر کے اساس حرکات تھے۔ انکے علاوہ ایک ترکی پوزیشن آرٹا و پیٹا کے بالمقابل تھی عین آرٹا کے
بالمقابل پل کے دہانہ پر ایک ہزار البانویوں کی ایک بٹالین متعین تھی۔ ایک اور بٹالین پل سے چار میل کے فاصلہ پر مقیم تھی وہ اس فوج
کی جز و تھی جسکا قلب عمارت میں تھا آبدگری نیز اسکی یونانی سرحد سے دو ہزار گز کے فاصلہ کے بعد پھیلی ہوئی تھی۔ ترکوں کی تیسری
صف مدافعت جو یانیا کی سڑک کی حفاظت پر مامور تھی نیٹی پیگا ڈیا میں تھی۔ یونانی فوج کو باغیوں یا مفسدوں سے بھی بہت مدد ملی جنکی
جمعیت کثیر اصینکی ہشیار یا نے اپنے خرچ سے مرتب و تیار کی تھی۔ اور اکثر ممتاز و متمول آدمی اون کے سرگروہ تھے کل دستہ کا سپہ سالار
سکالٹ سوڈیموس تہا۔ جو ٹریکوپیس کی وزارت کے عہد میں ضلع آگری نیان کیطرف سے پارلیمنٹ یونان کا ممبر رہ چکا تھا
تمام مفسدوں کی وردی اپنی علیحدہ تھی۔ مگر اونکا دستہ فوج باقاعدہ میں شمار نہ کیا گیا۔

تھیسلی کیطرح اپائرس میں بھی ترکوں نے حملہ میں سبقت کی اور آرٹا پر گولہ باری کرنے سے لڑائی کا آغاز کیا انہوں نے شہر کے
شمال مغرب کیطرف کی بلندیوں پر ساڑھے تین انچ قطر کی سولہ توپیں نصب کر کے تین دن رات گولہ باری کی پہلے دن بھی کبھی
کبھی گولہ باری کیجاتی رہی آتشباری ایسے موثر طریق سے کی گئی کہ یونانیوں نے مشہور کر دیا۔ ترکی توپخانہ میں جرمن افسر ہیں
اس گولہ باری کا ایک مدعا یہ بھی تھا کہ آرٹا کے پل اور نیز خود شہر پر حملہ کرنے کے لیئے رستہ صاف کیا جائے۔

بتاریخ ۲۰- اپریل صبح کے چار بجے اون تمام ترکی بیٹریوں نے جو شہر کے مقابل نصب تھیں یونانی مورچوں پر گولونکی باڑ شروع
کر دی۔ رائفل گروہوں سے بھی جو دریا کے کنارہ کے برابر کھودے گئے ہوئے تھے بسرعت رائفل باڑہیں سر ہونے لگیں۔ اوسوقت ترکوں کے
ایک دستہ نے یونانیوں کی توجہ دوسریطرف ہٹانے کیلئے ایک موقعہ سے دریا سے گذرنیکی کوشش کی اور دوسریطرف ایک زبردست
دستہ نے پل پر حملہ کر دیا مگر چونکہ محافظین کی جمعیت ہر جگہ معقول تھی ترک دونوں کوششوں میں ناکام رہے اور حملہ کنندہ دستوں
کی جانبازی و شجاعت جن کے کئی افسر بھی شہید و مجروح ہوئے کوئی فائدہ نہ بخش سکی۔

۲۲- اپریل کی آدہی رات کو ترکوں نے تیسری مرتبہ پل پر حملہ کیا ترکونکو امید تھی کہ رات کیوقت دشمن غافل ہوگا مگر اون کی توقع
درست ثابت نہ ہوئی اور وہ اس حملہ میں بھی کامیاب نہ ہوئے متصلہ بیٹریوں نے حملہ کنندہ کالمونکو حتی الامکان مدد دی مگر اسکا بہ نتیجہ
اثر نہ ہوا اور وہ رات کی تاریکی میں اپنے موقعوں کو واپس ہٹ آئے۔ ۲۳ کے دن دس بجے کے قریب ایک لبانوی نے یونانیوں
کو جھنڈی کے اشارہ سے مطلع کیا کہ ترک رات کو پیچھے ہٹ گئے ہیں اور تمام متصلہ دیہات اور قلعونکو خالی کر گئے ہیں یہ اطلاع غلط نہ تھی
حملہ کنندہ دستے فی الحقیقت تمام انکے علاقہ کو چھوڑ کر درہ قلب پیٹیا کو واپس چلے گئے تھے جب یہاں یونانیوں کو جو اس نواح میں زیادہ تر تعینات تھے
اس مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ جوق در جوق آرٹا میں داخل ہو کر ترکونکی ... دائگی پر پاگلانہ پر جوش خوشی ظاہر کرنے لگے بانسند و لنا

ترکی جنگی خانہ پر قبضہ کر لیا اور یونانی جھنڈا ترکی بارکوں اور جنگی خانہ پر بلند کر دیا گیا۔ جب چار ہزار یونانی فوج نے اون مورچوں اور بارکوں پر جنہیں ترکوں نے گولہ باری کیلیے تیار کیا تھا قبضہ کیا تو یونانی باشندوں اور فوجوں کی پرجوشی و وارفتگی کا کوئی حد و حساب نہ رہا گیا سب اس خیال و توقع میں سرمست ہو گئے کہ بس اپائرس میں ترکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ دمبدم "یانینا کیطرف بڑھو" کے آوازے بلند ہو رہے تھے سادہ لوح و سہل الاشتعال دہقانوں کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ فتح اپائرس کی آزادی کا پہلا زینہ ہے تین دن کی ترکی گولہ باری سے آرٹا کو کوئی قابل ذکر نقصان نہ پہنچا۔ بہت کم گولے شہر تک پہنچے اور انہیں سے اکثر نہ پھٹے۔

کرنیل مانوس نے اسیوقت تعاقب کا حکم دیدیا۔ اپنے ڈویژن کا ایک حصہ لیکر اُسنے بمقام بانی آرٹا کو عبور کیا۔ اور فلیپیڈیا کیطرف روانہ ہو گیا۔ دوسری طرف ایک بریگیڈ او پندرہ سو مجاہدین نے سیرونیا پر جو درہ نیٹی پیگاڈیا سے بارہ میل بجانب جنوب ہے قبضہ کر لیا۔ اس پیشقدمی پر وہ ترکی بریگیڈ جو ابتک آرٹا کے سامنے مقیم رہا تھا۔ لوروس کیطرف ہٹ گیا اور وہاں فلیپیڈیا کے نیچے مقیم ہو کر ۲۲ اپریل تک یونانیوں کے حملہ کا انتظار کرتا رہا۔ مختصر سی لڑائی کے بعد جسمیں ترکوں کے کئی سو آدمی اور چند توپیں ضائع ہوئیں وہ درہ نیٹی پیگاڈیا کیطرف جو طبعاً نہایت مستحکم موقعہ ہے ہٹ گئی۔ ۲۳ اپریل کو مانوس نے فلیپیڈیا پر قبضہ کر لیا اور اسیوقت اُسے مزید خوشخبری موصول ہوئی کہ ترک عمار پر جو آرٹا کے بالمقابل مضبوط ترین ترکی قلعہ تھا۔ اب اور زیادہ عرصہ قابض نہیں رہ سکتے درہ نیٹی پیگاڈیا کیطرف مراجعت کر جائیں اور وہاں تک تمام علاقہ کو خالی کر دینے کی خبر جب قسطنطنیہ میں پہنچی تو سخت حیرت اور ناراضگی پھیلگئی۔ اسیوقت یانینا کو تاکیدی احکام بھیجے گئے کہ درہ نیٹی پیگاڈیا کو جو یانینا کی کلید ہے فی الفور کمک پہنچائی جائے اور اپائرس میں لڑائی کیلیے دو نئے ڈویژن اور مرتب کئے جاویں انہی دنوں یہ افواہ بھی مشہور ہو گئی کہ احمد فیضی سپہ سالار واپس بلا لیا جائیگا البانوی سپاہ کے باغی ہو جانے سے یانینا میں بھی سخت تشویش اور ہلچل برپا ہو گئی اور اس بغاوت کیوجہ سے تمام فوجی حکام کی جو میدان جنگ سے دور بیٹھے تھے ادہر توجہ منعطف ہو گئی بغاوت مذکور سے حملہ کنندہ افواج نے خوب فایدہ اوٹھایا ۲۳ و ۲۴ اپریل کو کرنیل مانوس کی افواج اور ان متعدد ترکی دستوں میں جو درہ میں آگے بھیجے گئے تھے نئی معرکہ آرائیاں ہوئیں مگر صورت معاملات کی عام حالت پر اون سے کوئی اثر نہ پڑا۔ ان دنوں کی کارروائیوں کا کل لب لباب یہ ہے کہ یونانی باین توقع و جہتا کہ رعایا باغی ہو کر اون کی اعانت کریگی درہ کے دہانہ کے قریب مورچے تیار کر کے اونمیں مقیم رہے اور ترکوں کی افواج اور توپخانہ کو پراگندہ کرنے کے لیے جابجا ایکساتھ حملے کرتے رہے۔

۲۷ سے لیکر ۳۰ اپریل تک نیٹی پیگاڈیا کے قریب جو معرکہ آرائیاں ہوئیں اونکا ابھی تک مفصل و معتبر حالات مشتہر نہیں ہوئے جسقدر حالات ابتک شایع ہوئے ہیں وہ ایکدوسرے سے متضاد اور مجمل سے ہیں۔ اخبار ڈیلی نیوز کا نامہ نگار جو یونانیوں کے ساتھ تھا اور کئی معرکے اُسنے بچشم خود معاینہ کئے تھے انکے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے:

"خلیج آرٹا کو جو پہاڑ احاطہ کئے ہیں اون سے دو سڑکیں از جانب جنوب یانینا کو جاتی ہیں۔ ایک پریویسا فلیپیڈیا اور لوروس کی وادی سے ہو کر گذرتی ہے یہ سڑک قابل گذر ہے اور جنگی اغراض کیلیے کارآمد ہو سکتی ہے دوسری آرٹا سے براہ خانوپولس۔ قوہزادسی اور قرواسار اس نیٹی پیگاڈیا کو جو درہ نیٹی پیگاڈیا میں واقع ہے جاتی ہے۔ خانوپولس سے پرے سڑک بہت مشکل اور دشوار گذار ہو گئی اسکے دونوں طرف نہایت مضبوط موقعے

موجود ہیں دونوں سڑکیں قلعہ پنٹی پیگاڈیا میں جو دہانہ کے سرے پر ہے آپس میں ملتی ہیں قلعہ سے تخمیناً ڈیڑھ دو میل بجانب جنوب لیان توپ
جنگی سڑک کو جو یانیا کو جاتی ہے ایک عمیق گھاٹی بغل کی طرف سے آملی ہے اس گھاٹی کے دونوں طرف سر بفلک پہاڑ کھڑے ہیں پانچ
دن کی منفرق لڑائی کے بعد یونانی پنٹی پیگاڈیا تک بڑھ کر اوسپر قابض ہوگئے اونکی فوجیں طویل و تنگ پہاڑی درہ میں کسقدر
بکھری موجود تھیں اونکا منشا یہ تھا کہ جونہی پریویسا فتح ہو جائے یانیا کی طرف بڑھ کر اوسپر یونانی علم بلند کر دیں۔

یونانی افواج کے منتشر ہونیکی وجہ سے ایک پلٹن جو موضع کوندروزا کی تک بڑھ گئی ہوئی تھی ترکوں کے قابو آگئی انہوں نے
بتاریخ ۲۴ اپریل اوسپر اچانک حملہ آور ہو کر اوسکا قلع قمع کر دیا پلٹن مذکور کے تین سو قتل دو سو زخمی اور ساٹھ اسیر ہوئے ۲۴ اپریل
کو یونانی خانوپولوس کے قریب درہ میں سے گذرنیوالی فوجی سڑک کے مشرق میں ایک ایسی پوزیشن میں قایم تھے جو طبعاً نہایت مضبوط تھی
مگر اوسمیں یہ نقص تھا کہ ایک جنگل و ا پہاڑی کراوہ کی جو دو آدمی کو دہانہ پر تھا زد میں تھی اور ترک اس کراوہ پر قابض تھے یونانی
پوزیشن کی کلید ایک سطح چوٹی کی پہاڑی تھی جسکی بناوٹ ایسی تھی کہ وہ ترکوں کے حملہ کے برخلاف قدرتی مورچہ کا کام دیسکتی تھی
اور چونکہ یونانی وہاں بجمعیت کثیر موجود تھے وہ اس سے معقول فایدہ اٹھا سکتے تھے یہاں کرنیل پوزاریس چھہ ہزار فوج کے ساتھ مقیم تھا
تین ہزار یونانی ۱۰ توپوں سمیت اس سے جنوب میں دو کیلو میٹر سے اسپل کے فاصلہ پر قومونداریس میں تھا اور اس مقام سے بجانب جنوب
اور ایکہزار آدمی آٹھ توپوں سمیت تھے ریزرو فوج جسمیں چھ سو آدمی اور چار توپیں تھیں موضع قرداسارا میں تھی ۲۷ اپریل کو
فریقین میں جزوی ہنگامہ آرائی ہوئی لیکن ۲۸ و ۲۹ کو ترکوں کی جارحانہ پیشقدمی کی وجہ سے سخت معرکے ہوئے۔

یہ لڑائیاں ۲۸ اپریل کو علی الصبح شروع ہوئیں ابتدا ایک ترکی بریگیڈ نے خانوپولوس کے قریب کی یونانی پوزیشن پر جہاں کرنیل
پوزاریس تھا حملہ کرنیکی کی لیکن اس حملہ سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا یونانی پوزیشن میں پہاڑیوں کے کراوہ پر چھ سو ایوزونی چار ہزار یونانی
سپاہ اور دو توپیں اور درمیانی بلند پوزیشن پر چھ سو اور ایوزونی معہ دو توپوں کے تھے ترکی بریگیڈ میں چار ہزار سپاہ اور کچھ توپیں تھیں بریگیڈ
مذکور نے اس موقعہ پر پے در پے حملہ کر کے کراوہ کو فتح کرنیکی کوشش کی یونانی گو پہلے دن اپنی جگہ پر قابض رہے لیکن ترکوں کے عزم بالجزم
اور متواتر حملوں سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ مقابلہ بہت کی کمک کی سخت ضرورت ہے اس ہراول پوزیشن اور خانوپولوس کے درمیان
ساٹھ سے چھ ہزار یونانی فوج اور تیس توپیں موجود تھیں بنابریں پوزاریس کو بآسانی تمام کمک پہنچائی جا سکتی تھی لیکن سخت تعجب ہے کہ کوئی
کمک نہ بھیجی گئی ۲۹ کو ترکوں نے پھر بالفعل آتشباری شروع کی جو پہلے روز سے بہت تیز ہوتی رہی سہ پہر کے قریب آتشباری کی شدت و تیزی بہت
اضافہ ہو گیا اور اس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ ترک پوری مستعدی کی طاقت سے حملہ کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں مگر اسکے مقابلہ پر یونانی عجب حیرت انگیز کار روائی
کر رہے تھے کمک تو خیر نہ بھیجی وہ بھی کہ وقت نامعلوم وجوہات سے وہ یونانی توپخانہ بھی جو بلند پوزیشن پر تعینات تھا خاموش ہو گیا اور ساڑھے تین بجے توپوں کو
لیجا رہی گئی تاہم ترک بالفعل آتشباری پھر شروع کرکے حملہ کرنیکے لیے یونانیوں کے سینہ کے سامنے پہنچ کا موقع مجتمع کیا تو درمیانی بلند کی یونانی توپیں بھی
خاموش ہو گئیں اور پیشتر اوسکے بعد جمعیت تمام خانوپولوس کی طرف ہٹ گئیں۔ البتہ کراوہ پر کی ایوزونیوں نے حملہ کنندگان کی تباہی خیز آتشباری کا
جوانمردی سے جواب دیا اور حملے سے ویسی ہی جمعیت کے مقابل پانچ بجے تک اپنی جگہ پر قایم رہے لیکن آخر انکو پہاڑی کی چوٹی سے بیدخل ہونا پڑا مگر وہ پھر بھی

رالی نے کرنیل مانوس سے دریافت کیا کہ اگر اپایرس میں پھر لڑائی شروع کیجائے تو کیا فتح کی کچھ امید ہے اور کیا ایسی صورت میں
جب کہ ترک تھیسلی پر قابض ہیں اپایرس میں لڑائی شروع کیجا سکتی ہے کرنیل نے دونوں سوالوں کا اثبات میں جواب دیا۔
اسپر نئی فوج فراہم کیگئی اور مذاکرات صلحیہ کے دوران میں حتی الامکان اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے اور ایک دو مقامات
غنیم سے معاوضہ میں حاصل کر لینے کو لیئے مزید کمک اور سامان جنگ اپایرس کو بھیجدیا گیا اور کرنیل مانوس نے اس مدعا کو مد نظر
رکھکر محاربہ کا نیا نقشہ تجویز کیا جسکا بڑا مقصد یہ تھا کہ یانیا پر یویسا اور نیکوپولس کو ترکی کمک نہ پہنچنے دیجائے اور جسقدر
جلد ممکن ہوسکے کوئی اہم موقع غنیم سے چھین کر اوس سڑک پر جو یانیا اور پریویسا و نیکوپولس کے درمیان ہے قبضہ کر لیا جائے
یہ دونوں چھوٹے سے قصبے صوبہ کے انتہائی جنوبی گوشہ اور خلیج آرٹا کے دہانہ پر واقع ہیں۔

یونانیوں کی ازسر نو جارحانہ کارروائی سے جو واقعات ظہور پذیر ہوئے مختلف نامہ نگاروں کے بیانات موازنہ و مقابلہ سے
اون کی کسیقدر درست کیفیت حسب ذیل استنباط کیجا سکتی ہے۔ یہ معرکے ۱۲-۱۳- اور ۱۴ مئی کو دریا لوروس
اور دریا آرٹا کے درمیانی ضلع میں ہوئے۔ یانیا اور آرٹا کی شاہراہ اسی ضلع میں سے گذرتی ہے۔ اور اسمیں کئی
پہاڑی سلسلے موجود ہیں جن کی چوٹیاں فراخ اور جنگلوں سے ڈھنپی ہوئی ہیں۔ ان سلسلوں کے سامنے فراخ نشیب
اور گھاٹیاں ہیں اور بایں وجہ ضلع مذکور میں مدافعت کیلئے نہایت عمدہ موقعے موجود ہیں۔

۱۴ مئی کی سہ پہر کو کرنیل بیرکوآریس ایک کالم کے ساتھ جس میں ایک بریگیڈ فوج پیدل تین رسالے اور دو باتریاں تھیں عمارکی
بلندیوں کیطرف بڑھا اور وہاں غنیم سے اوسکی جزوی لڑائی ہوئی اوسیوقت ایک دوسرا کالم آٹھ پلٹنوں اور دو باتریوں کا کرنیل گونفی پولوس
کے زیر کمان براہ کالپوس لوروس کیطرف بڑھا تاکہ ترک اسپر پہلے سے قابض نہ ہوجائیں تیسری کالم کو کرنیل ڈوکساس کو زیر کمان مقام
پلاک سے اوپر دریا آرٹا کو عبور کرکے مقام مذکور کی ترکی فوج کو وہیں روک رکھنے کا حکم دیا گیا اور مارکوبوٹساریس کو مجاہدین کو یہ
حکم ملا کہ یانیا کی سڑک پر کسی مضبوط مقام پر قابض ہوجائیں اور اگر ترک پریویسا سے نکلکر کوئی دھاوا کریں تو اوسے پسپا کردیں۔
بیرکوآریس کو تاکیدی حکم دیا گیا کہ جو مورچہ بند پوزیشن اوسکے حصہ میں رہ گئی ہے وہاں وہ بالکل مدافعت پر رہے تاکہ اگر ضرورت پیش آئے تو گونفی
پولس کے بریگیڈ کو جسنے مجاہدین اپایرس کی دستگیری و اعانت کیلئے لوروس سے عبور کرکے آگے بڑھنا تھا مدد پہنچا سکے ✦

مگر بیرکوآریس نے بتاریخ ۱۳ مئی مقامات سترینیا، خانوپولوس اور گریبی نتزا کی ترکی پوزیشنوں پر حملہ کرکے غنیم کے ساتھ نہایت سخت
معرکہ آرائی شروع کردی۔ ان پوزیشنوں میں ترکوں نے خوب مضبوط مورچے تیار کرکے اونپر توپیں چڑھا دی ہوئی تھیں اور
وہاں ترکی فوج کی معقول جمعیت جسمیں حال میں ہی ۲ ہزار سپاہ زیر کمان سعد الدین کی کمک پہنچی تھی مقیم تھی۔ نہایت سخت توپی
مبارزت کے بعد جسمیں آرٹا کے متصل یونانی قلعوں کی توپوں نے بھی حصہ لیا یونانی جانباز کھیلکر حیرت انگیز استقامت
و پامردی سے غنیم کی صفوں میں کود پڑے اور اوسے پیچھے ہٹا دیا مگر ترک اور تازہ دم کمکی فوج کے آپہنچنے سے بہ تکلف سنبھل گئے
حالانکہ یونانیوں کی چار اینچ قطر کی توپوں نے بھی ایسے میدان میں آکر اونپر گولہ باری شروع کردی تھی تھوڑی دیر بعد رات پڑگئی اور

لڑائی ختم ہوگئی اس معرکہ میں یونانیوں نے فاتحانہ پیشقدمی کرکے کثیر التعداد فوج کے مقابلہ پر اپنی جگہ کو قابل تعریف شجاعت و استقلال سے قایم رکھا۔ رات کے ساتھ ہی کوہستانی بارش موسلادھار شروع ہوگئی۔ مگر توپوں کی مبارزت کو یہ بھی نہ روک سکی۔ ایک پہاڑی پر تھی اور دوسری پر جو پہلی کے بالمقابل تھی یونانی توپخانہ نصب تھا مگر آخر پہاڑی کو ہمنے اسکو بھی بند کرادیا۔ بارش سردی اور بھوک سے دونوں فوجونکو اس رات سخت تکلیف پہنچی۔ ۱۴ مئی کو بروز جمعہ صبح کے نو بجے ہیر کتاریس نے گولفی نوپولس کو بریگیڈ سے ایک پلٹن کی کمک پہنچ جانے پر جارحانہ کارروائی پھر شروع کردی۔ اوسنے فوجکو تین کالموں میں منقسم کیا۔ ایک کالم وردکیا فلے اور دو دوسرے مذکورہ پرے اور مشرق کیطرف تے خان پولس پر سامنے اور عقب سے حملہ کرنیکے لیے آگے بڑھے۔ حملہ معقول تیزی کے ساتھ شروع ہوا۔ اور شروع شروع میں کامیابی کی بہت کچھ امید ہوگئی۔ یونانیوں کی بدقسمتی سے وہ بلندیاں جنپر ترک قابض تھے کثیف کوہرین چھپی ہوئی تھیں مگر ترک وہاں سے یونانیوں کی نقل و حرکت کو جو نشیب کے میدانوں میں تھے بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ چنانچہ جب ہیر کتاریس کی فوج صف بستہ آگے بڑھی۔ دو ترکی باتریوں نے جن میں سے ایک میں چار انچ قطر کی گراونزن توپیں تھیں یونانی کالمونکو دو طرفہ آماجگاہ بنالیا۔ ترکی پوزیشن میں مزید برآن تین کوہی توپیں بھی تھیں۔ اونہوں نے یونانی توپخانہ پر مسلسل گولے برسانے شروع کیے اسے بتدریج خاموش کرادیا۔ ایسے حالات کی موجودگی میں یونانی فوج پیدل کی بیباکانہ پیشقدمی اور متہورانہ حملہ کا ناکام رہنا صاف ظاہر تھا البانی رجمنٹیں مورچہ بندیوں کے پیچھے لیٹی ہوئیں اور پہاڑی کے کرارہ پر کی باتریاں حملہ کنندہ آویزیوں اور انفنٹری پلٹنوں پر لگاتار گولوں اور گولیوں کی بوچھار کر رہی تھیں۔ ایک انگریزی نامہ نگار جو لڑائی کا مشاہدہ کر رہا تھا یونانیوں کی شجاعت و استقامت کی بہت تعریف کرتا ہے۔

سہ پہر کے چار بجے ہیر کتاریس نے تینوں کالموں سے آخری حملہ کیا۔ بندوقوں کی باڑھوں کی بہرہ کرنیوالی آواز اور اسکی صدائے بازگشت اور گونج جو پہاڑیوں کی اطراف سے ٹکرانے سے پیدا ہو رہی تھی۔ گویا لڑائی کا آخری سین تھی پھر یکلخت ایسی موسلادھار بارش شروع ہوگئی کہ گویا آسمان پھٹ گیا ہے کوہستانی علاقہ کی زمین اوس سے بالکل پھسلنی اور ناقابل گذر ہوگئی اور آتشباری آہستہ آہستہ مدہم پڑکر آخر بالکل خاموش ہوگئی اور پانچ بجے تین دن کی لڑائی خاتمہ ہوگیا۔ دریںولا بارش بدستور موسلادھار ہوتی رہی اور یونانی برابر اپنے موقعہ پر قایم رہے یہ رات بھی فریقین کے حق میں نہایت عذاب کی رات تھی جسکی مصایب کا نقشہ ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے نہایت واضح اور موبمو کھینچا ہے —

(۱۵ مئی شنبہ کو) صبح کی روشنی نمودار ہونے پر گبر ودا اور خانوپولس کے میدان کارزار کا معاینہ کرنا پھر ممکن ہوگیا نامہ نگار مذکور کا بیان ہے کہ مطلع صاف ہونے پر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ترک رائفل گڑھے کھودنے اور مورچہ بندیاں تیاریاں کرنے میں بسرگرمی مصروف ہیں اور دوسری طرف اون کے سواروں کی کئی جماعتیں جابجا میدان کی گرد آوری کر رہی ہیں لیکن تین دن کی لڑائی اور بارش نے دونو فریق کی حرارت کو سرد اور اونکی سکت ہمت کو زایل کردیا ہوا تھا کسی فریق کو عام معرکہ آرائی کی جرات نہ پڑی علاقہ مصاف کو بسیر بارش اور دھند ابھی تک سایہ ڈالے ہوئے تھیں۔ صرف کبھی کبھی کسی منفرد بندوق کی آواز سنائی دیجاتی تھی۔ یہ آوازیں گولفی نوپولس کے بریگیڈ کی طرف سے آرہی تھیں جسکی کوشش صرف لوروس کے پل کے قریب غنیم سے مختصر سی لڑائی کرنے پر محدود رہی ہے۔

محاربہ اپایرس میں شروع ہی سے یونانیوں کی قسمت گردش میں اور کوئی منحوس ستارہ اونپر جلوہ فگن ہا۔ بے نظیر ثابت قدمی شجاعت کیا وصف یونانی کو ہی منفعت زیادہ نہ اٹھا سکے اور صرف یہ کر سکے کہ غنیم کو اپنے علاقہ میں داخل نہونے دیا غالباً اتبک کسی محاربہ میں جو محاربہ اپایرس ایسا بے ثمر اور بلا منفعت رہا ہو کبھی اسقدر نقصان کثیر نہیں ہوا۔ اپایرس میں یونانی کمانڈر کی کوششیں اس امر پر منحصر رہیں کہ جہانتک ممکن ہو سکے زیادہ علاقہ پر تصرف کر کے اہم موقعوں پر قبضہ کر لیا جائے اور اس غرض کے حصول کیلیے اوس نے اپنی افواج کو جدا جدا حصوں میں منقسم اور منتشر کر دینے کی غلطی ہو گئی حالانکہ ترکونکو جو تعداد میں پہلے ہی اسکی فوج سے زیادہ تھی دو مزید ڈویژنوں کی کمک پہنچ گئی ہوئی تھی کرنیل مانوس کا مدعا و مقصد یہ تہا کہ ترکونکی یونانی رعایا کی امداد سے پریویسا نیکوپولس پنٹی پیگاڈیا اور یانینا پر قبضہ کر لیا جائے اوسکی بہی یونانی گورنمنٹ کیطرح یہ رائے تھی کہ تھیسلی کے مقابلہ پر اپایرس کو ضرور فتح کر لینا چاہیے تاکہ انعقاد صلح کیوقت عوض معاوضہ کر لیا جا سکے۔ اور ترک فتح کا کوئی پھل ملنے کا مطالبہ نہ کر سکیں۔

یہ امیدیں متذکرہ صدر غلطیوں اور فروگذاشتوں کیوجہ سے ہی نہیں بلکہ اسوجہ سے بہی باطل ثابت ہوئیں کہ رعایا نے جو کسی حکم میں پڑنا نہیں چاہتی تھی اپنے ہم مذہبوں اور ہم قوموں کا ساتھ دینا پسند نہ کیا۔ اور اپنے حال میں مگن رہی۔

معاہدہ ہدنہ کی تکمیل پر کرنیل مانوس کمان سے واپس بلا لیا گیا اور کورٹ مارشل کے ذریعہ اسکی تحقیقات و تجویز کیگئی۔ اوسکی جگہ فاتح ریوینی و ولسٹینو جنرل سمولنسکی کا بھائی کرنیل سمولنسکی اپایرس کی فوج کا کمانڈر بنایا گیا یونانی کمانڈر سے اوسکی گورنمنٹ نے سلوک کیا اوسکے عین برعکس ترکی سپہ سالار احمد فیضی پاشا کی کمال قدر افزائی کیگئی۔ جلالتمآب نے اُسے طبقہ عثمانیہ کی مرصع بالماس حمایل عطا کر کے پاشا موصوف اور اوسکی زیر کمان فوجکو حسن خدمات کے صلہ میں شاہی سلام کہلا بھیجا۔

محاربہ کے دونوں میدانوں کے حالات کے خاتمہ پر ترکی فوج کے کل نقصانات کی تعداد درج کر دینا نامناسب نہوگا۔ ترکی وزیر حربیہ نے اون کی تفصیل سرکاری طور پر حسب ذیل ظاہر کی: تھیسلی میں نو سو شہید اور ۲۴سو مجروح اور اپایرس کے معرکوں میں ۱۹۱ شہید اور ۲۴۶ زخمی جملہ ۱۰۹۱ شہید اور ۲۶۶۴ زخمی ہوئے۔ شہدا میں دو پاشا، ۲۷ سٹاف افسر اور ۵۴ اعلیٰ افسر کل ۸۳ یعنی ۸ فیصدی افسر تھے جس سے بڑھکر ترک افسروں کی ذاتی شجاعت و بسالت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

مسٹر الشمیلڈ بارٹلٹ اپنی کتاب کے فصل پانزدہم میں محاربہ اپایرس کے حالات حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:۔

"محاربہ تھیسلی کی نسبت اون معرکوں کے حالات جو مغربی تھیٹر یعنے اپایرس میں ہوئے بہت کم وضاحت کیساتھ معلوم ہوئے ہیں وہاں ترکی فوج کے ساتھ صرف ایک انگریز نامہ نگار تھا اور یونانیوں کے ساتھ بہی کوئی زیادہ نامہ نگار نہ تھے برعکس ازین تھیسلی میں ترکی ہیڈ کوارٹر کے ساتھ چھ سات اور یونانی فوج میں بیسیوں نامہ نگار تھے اور بنا بریں تھیسلی میں جسقدر واقعات گذرے اونمیں سے ہر ایک کے متعلق کسی نہ کسی نامہ نگار کی تحریر ضرور موجود ہے اپایرس میں افواج محاربہ پر ترکوں کے دو ڈویژن تھے ایک احمد حفظی پاشا کے زیر کمان یانینا میں اور دوسرا مصطفیٰ پاشا کے ماتحت لوروس میں یونانیوں کا ایک ڈویژن کرنیل مانوس کے زیر کمان آرٹا میں مقیم تھا جسکی جمعیت متعدد کمکوں سے اتنی بڑھ گئی کہ کرنیل مذکور اپایرس پر حملہ کرنے کیلیے ۱۵ ہزار فوج کی گنجایش نکال سکا پہلے حملہ میں یونانیوں کو خاصی کامیابی ہوئی کرنیل مانوس اٹھارہ میل تک ترکی علاقہ میں داخل ہو گیا جس سے یانینا میں بہت کچھ

تشویش پھیلگئی بلکہ مسٹر ڈکن تو یہانتک لکھتا ہے کہ اوسکے پاس اس امر کا کافی ثبوت موجود ہے کہ جو ترکی ڈویژن فلپ پیڈیا سے پسپا
کیا گیا تھا۔ وہ سخت خوفزدہ و سراسیمہ حالت میں یاینیا میں داخل ہوا۔ اور کہ اگر کرنیل مانوس بلا تاخیر تعاقب کو چلا جاتا تو وہ باسانی
تمام یاینیا اور کل صوبہ ایپائرس پر قابض ہو جاتا مگر میری رائے میں کل معاملہ صرف یہ ہے کہ یونانیونکو پہلے حملہ میں کامیابی ہوئی اور
اونہوں نے فلپ پیڈیا پر قبضہ کر لیا مگر جب پیچھے سے ترکوں کو زبردست کمک پہونچگئی تو پہلا اونہوں نے درہ پینٹی پیگاڈیا میں یونانیوں
کی پیشقدمی کو روک دیا اور پھر جارحانہ پہلو اختیار کر کے یونانیونکو بہ نقصان کثیر آرٹا کی طرف دھکیل دیا۔

صوبہ مذکور میں محاربہ کی صورت و رفتار حسب ذیل رہی۔ ۱۹۔ اپریل کو یونانیوں نے بہ جمعیت وافر دریا آراکتوس کو عبور کرکے
ایپائرس پر حملہ کیا۔ اور فریقین میں خونریز لڑائی ہوئی۔ اوسیدن ایک سابق ممبر پارلیمنٹ سکالٹ سوڈیموس نے ۲۵ میل بجانب شمال سرحد عبور
کرکے مقام سیراکو پہ جو یاینیا سے ۱۲ میل بجانب جنوب مشرق واقع ہے۔ قبضہ کر لیا ۱۲ کو بھی لڑائی ہوتی رہی جسمیں یونانیونے تین ترکی دیہات
فتح کر لیئے اور بمقام ملا احتساز ترکوں کے بالمقابل حملہ کو پسپا کرنیکا دعوی کیا دوسرے دن کرنیل مانوس فلپ پیڈیا تک جو آرٹا سے
۱۲ میل ہے بڑھ گیا اور ترک قصبہ مذکور کو خالی کر گئے پھر یونانی ٹیلگراموں نے اطلاع دی کہ ۲۳ کو پینٹی پیگاڈیا میں داخل ہو گئی تھی لیکن ساتھ
ہی بیان کیا کہ ترک اسی شام قصبہ کو پھر فتح کرنے کی کوشش کر رہے تھے اسی تاریخ کے ترکی ٹیلیگراموں نے خبر دی
کہ اون کی فوج نے پینٹی پیگاڈیا کو پھر دشمن سے چھین لیا ہے ۔

۲۳ اپریل کو بروز جمعہ یونانیوں کو بمقام پینٹی پیگاڈیا جو ہزیمت پہونچی اوسنے بعینہ اوسیطرح جسطرح کہ اوسیدن کے معرکہ ترناوا
دیلونے شمالی تھسلی کو ترکوں کے قابو میں کر دیا تھا ایپائرس میں یونانیوں کی پیشقدمی کے سیلاب کو ہمیشہ کیلئے روک دیا۔ یونانی
اخبارات خوب رنگ آمیزیاں کر کے لمبی چوڑی مبالغہ آمیز تاربرقیاں شایع کر رہے تھے مگر اونکی باوصف کرنیل مانوس یاینیا کیطرف اور آگے نہ بڑھ سکا
۲۶ و ۲۷ اپریل کو پینٹی پیگاڈیا کے قریب سخت لڑائی ہوئی جسکی نسبت خود کرنیل مانوس نے اطلاع دی کہ وہ غیر منفصل رہی اوسنے اپنے عقب کی
محافظت کیلئے کمک کی درخواست کی اور دو ہزار سپاہ کرنیل بیرک تاریس کے زیر کمان ایتھنز سے بھیجدیگئی۔ ۲۷ اپریل کی شام کو آرٹا سے
یونانی کمانڈر نے حسب ذیل معنی وار ٹیلگرام ارسال کیا "یکے بعد دیگرے پینٹی پیگاڈیا۔ سکوروں۔ یانیا اور متزوو کیطرف بڑھتے
جاکر ایپائرس پر حملہ کرنیکی ابتدائی تجویز کی تعمیل یوم گذشتہ کے واقعات کیوجہ سے عارضی طور پر ملتوی کر دیگئی ہے"

اس تاریخ سے بعد ایپائرس میں یونانیوں کو کوئی فتح حاصل ہونے کی پھر کوئی خبر سننے میں نہ آئی ۲۸ اپریل کو کرنیل مانوس
کا سٹاف مع توپخانہ آرٹا کو واپس آگیا اور متصلہ ترکی علاقہ کے عیسائی دہقانیونکا جم غفیر بھی شہر میں اُمڈ آیا مسٹر کلیمنٹ ہیرس پینٹی پیگاڈیا

سلہ یہ شخص انگریزی بیڑہ جہازات متعینہ کریٹ کے امیر البحر ہیرس کا برادر زادہ تھا جو والنٹیر ہوکر یونانی فوجمیں شریک ہوا اور زخمی ہوکر ترکوں کے ہاتھ
اسیر ہوگیا کچھ عرصہ تک اوسکی کسیکو خبر نہ ملی آخر اوسکا بھائی تلاش کیلئے خود ایپائرس گیا اور وہاں سے اخبار ٹائمز کو جسکا نامہ نگار ایتھنز سے یونانیوں
پر و نیز ترکی فوج متعینہ ایپائرس پر نہ فقط عیسائی بلکہ مسلمان رعایا پر بھی طرح طرح کے ظلم وستم کرنیکا الزام لگا رہا تھا شروع جولائی سنہ ۱۸۹۷ء
میں ترکی فوج کی خوش انتظامی اور رحمدلی کے متعلق حسب ذیل تحریر کیا ہے "میں ۴۰ ہزار ترکی فوجمیں تین چار ہفتہ پھرتا رہا مگر میں نے ایک ناشائستہ
حرکت نہ دیکھی" ... "وہ نیز مجھکو کبھی ایک لفظ بھی بد اخلاقی کا سننا پڑا"

رنش بکار رہیں ہی مفقود الخبر ہوا تھا۔ یونانیوں نے اپنی ایک بلٹن کی شجاعت و بسالت کی تعریفوں کے جسنے ایک زخمی میجر اور ایک کپتان کی لاش کو ضیم کے تصرف میں نجانیدیا تھا طومار باندہ دیئے و ایسی بڑی وہ بالخصوص یہ لکہ کرنیل نے گذرنے دقت یونانیوں کے عقبی دستہ کو سخت نقصان پہنچا

۵ مئی کو حفظی پاشانے اطلاع دی کہ ترکی افواج آرٹا کر بالمقابل قبل بردنی کی چوٹی پر قابض ہو گئی ہیں ایتھنز سے مراجعت کر

متعلق سرکاری طور پر جو ٹیلیگرام بھیجے گئے تھے اونمیں کرنیل مانوس کو بانیوجہ معذور بتایا گیا کہ "وہ کمی دنوں سے کمک کیلئے تاریں بھیجرہا تھا مگر ایتھنز میں اوسوقت ایسی پریشانی مستولی اور پولیٹکل فریقوں میں اسقدر باہمی چپقلش ہو رہی تھی کہ اس بحران سیاسیہ کی وجہ سے جسمیں گورنمنٹ مبتلا ہو رہی تھی ان تاروں کیطرف کچھ توجہ نہ کیگئی۔ اور کمانڈر مذکور کو بالآخر مجبوراً واپس ہٹ آنا پڑا"

۴ مئی کو یونانی اخبارات نے شائع کیا کہ "۶۰ مجاہدین کا دستہ ایک نوجوان حسین عورت کے زیر کمان اپائرس کو روانہ ہوا ہے" اس دستہ کے متعلق پھر کوئی خبر نہ سنی گئی ۸ مئی کو کرنیل مانوس اپائرس سے واپس بلا لیا گیا۔ اور اُسکی جگہ کرنیل واسوس جسکی تمام عالم میں کریٹ کی بدولت شہرت پھیل گئی ہوئی ہے مقرر کیا گیا۔

یونانیوں نے ۱۱ مئی کو ۱۴ ہزار فوج کی جمعیت سے جو تین جماعتوں میں منقسم کیگئی تھی اپائرس پر حملہ کرنے کی دوسری کوشش کی دو بریگیڈ کرنیل بیرکتاریس کے زیر کمان فلپ پیڈیا اور لوروس کیطرف بڑھے اور تیسرے بریگیڈ نے کرنیل بوٹساریس کی زیر کمان خشکی کیطرف نیکوپولس پر جو پیا کی عقب میں ہے حملہ کیا اور سمندر سے یونانی اگنبوٹوں نے اوسپر گولہ باری کی۔ انمیں سے دو بریگیڈوں نے ترکی فوج پر جو عثمان پاشا کی زیر کمان گبرودو سے سٹریدینا تک ایک مضبوط پوزیشن میں مقیم تھی حملہ کیا۔ اور ۱۴ و ۱۵ مئی کو گبرودو میں جو آرٹا سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے خونریز معرکہ آرائی ہوئی ایک بریگیڈ نے شمال کیطرف جا کر فلپ پیڈیا کی سڑک اور دوسرے نے مغرب رویہ جا کر دریا لوروس کے پل پر قابض ہونے کی کوشش کی ان حملوں کا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو کمک اور رسد پہنچنے کا رستہ بند کر دیں اخبار ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے جو یونانیوں کے ساتھ تھا ۱۴ مئی کو انکی پیشقدمی کے متعلق حسب ذیل تحریر کیا۔

"یہاں کے فوجی حکام نے پھر دوبارہ جارحانہ پہلو اختیار کرنیکا عزم کر کے منگل کی شام کو بتاریخ ۱۱ مئی اوزینوں کی ایک بلٹن پیدا ر توپوں (طوپ ناروہ) کی ایک باتری سمیت ارٹا پل سے پار بھیجدی او سبدہ کی سہ پہر کو کرنیل بیرکتاریس نے آٹھ ہزار آدمیوں کا ایک بریگیڈ (نہم و دہم رجمنٹ) جنداریہ کا ایکدستہ تین رسالے اور دو باتریاں ساتھ لیجا کر عمارتی کی پہاڑیوں کے قلعہ پر تصرف کر لیا اور پھر اوس جنگلدار میدان میں جو ترکی چوکیوں کے بالمقابل تھا۔ دمدمہ بندیاں تیار کر لیں۔ اوسوقت ایک اور بریگیڈ جسمیں نہم رجمنٹ اوزینون کی تیسری بلٹن اور دو باتریاں ہیں۔ کرنیل گولفی نوپولس کے زیر کمان متذکرہ صدر میدان کی دوسری جانب کی برابر لوروس کے اوس پل کیطرف بڑھا جسپر سے فلپ پیڈیا کو رستہ جاتا ہے یہ مقام یانینا پریویسا کی شاہراہ پر واقع ہے وہاں ترکی جمعیت کثیر موجود تھی ایک اور بریگیڈ موسوم دوم بریگیڈ کرنیل ڈوکاس کے ماتحت پلاکہ کیطرف بھیجا گیا کہ بمقام پرامانا واگ

۱؎ ناظرین کو یہ بتانیکی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کہ جرمنی مورخ تاریخ بالا غلطی اور جانشین کا نام اور بتاتا ہے یونانی گورنمنٹ نے ۸ مئی کو کرنیل واسوس کو کریٹ سے واپس آجانیکا حکم دیا تھا غالباً اس حکم کی تاریخ سے مسٹر ایشمیڈ کو کرنیل مانوس کی واپسی کی تاریخ میں مغالطہ ہو گیا ہے۔

تا دریائے آرٹا کو عبور کر کے پلاکہ کی ترکی فوج سے مصروف پیکار ہو۔ دوسری طرف بوٹ زآریس کو دو ہزار آدمی پریویا کو بتعلق کرنے
اور وہاں کی فوج کو باہر نہ نکلنے دینے کے کام پر مامور کئے گئے۔ ترک میدان میں بمقام فلپ پیڈیا یسٹر یونیا و خانوپولس اور درہ نیمی پیگاڈیا
کے دہانہ پر اور ان دیہات کے بالمقابل میدان کی دو طرفہ بلندیوں اور نیز اون دو بلند پہاڑیوں پر جو میدان کی اسطرف ہیں اور انمیں
سے ایک بارہ سو فیٹ بلند ہے اور اس ایک بغلی پہاڑی پر جو تین سو فیٹ بلند ہے مضبوط مورچہ بنا موقعہ پر قابض تھے اور
توپیں بھی اون کے پاس بافراط موجود تھیں انہوں نے دو کوہی باتریاں بعید ترین پہاڑی سے لیکر میمنہ کیطرف کی بغلی پہاڑی
تک جابجا تقسیم کر رکھی تھیں۔ اور دس سنٹی میٹر قطر کی توپوں کی ایک باتری سٹر یونیا میں تھی۔ میں یہ اندازہ نہیں کر سکا کہ ان
موقعوں پر کسقدر ترکی فوج پیدل مقیم تھی مگر اونکی آتشباری کی مقدار و شدت سے واضح ہو رہا تھا کہ اسکی جمعیت ضرور معقول ہوگی"

اخبار سٹینڈرڈ کے نامہ نگار نے یونانیوں کی ناکامی کے حالات بتاریخ ۷ امئی حسب ذیل تحریر کیے ہیں "اپاریس کی تازہ ترین
مصاف کے مندرجہ ذیل حالات جو سرکاری منبعوں سے معلوم ہوئے ہیں اس سے ناظرین کو بھی بخوبی معلوم نہیں ہو جائیگا کہ یونانی
محاربہ کا انصرام کسطرح کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اونہیں وہ گڑبڑ اور پریشانی بھی جو یونانی فوج میں مستولی ہو رہی ہے اور نیز اونکی
کارروائیونکی رپورٹوں میں پائی جاتی ہے معلوم ہو جائیگی بتاریخ ۱۳ امئی کرنیل گولفی نوپولوس کو چار ہزار سپاہ دیکر دریا
آوروس کے پل کو فتح اور پریویا کی ساتھ ترکوں کا سلسلہ آمد و رفت منقطع کرنیکا حکم دیا گیا۔ کرنیل بیرکتاریس کو جسکے پاس یونانی
فوج جنداریہ اور پولیس کی چیدہ تین اڑھائی ہزار آدمی تھے متذکرہ صدر مہم میں مدد دینے اور اوسکی بیس کی حفاظت کرنیکا حکم ملا
کرنیل بوٹساریس کو جو دو ہزار اپاری بھی مجاہدین کے دستہ کا کمانڈر تھا بیڑہ جہازات کی توپوں کی پناہ میں بمقام نیکوپولس خشکی پر
اُترنے اور اُدہر کے ترکوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف رکھنے کا حکم دیا گیا۔ کرنیل بوٹساریس نے اپنے کار مفوضہ کی درست تعمیل کرکے
نیکوپولس کی متصلہ پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا مگر کرنیل بیرکتاریس نے ہدایات کی پیروی کرنے کی بجائے باین خیال کہ میں باسانی گبر دو کو فتح کر سکونگا
اوسپر حملہ کر دیا گبر دو نہایت مضبوط مقام ہے وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقعہ ہے اور صرف ایک نہایت ہی دشوار گذار اور
تھوڑی درہ کے رستہ سے وہاں تک پہنچا جا سکتا ہے وہاں دو ہزار ترک موجود تھے اور اونہوں نے درہ کو دمدمہ بندیوں سے خوب مضبوط
کیا ہوا تھا مگر ان تمام مشکلات کے باوجود کرنیل بیرکتاریس نے ترکی دمدمہ بندیوں کی پہلی قطار کو دست بدست لڑائی کر کے فتح کر لیا
اوسوقت رات پڑ گئی اور باقی لڑائی دوسرے دن پر ملتوی ہو گئی۔ دوسرے دن علی الصبح یونانیون نے پھر حملہ
کر دیا اور رات کے ۸ بجے تک لڑائی ہوتی رہی۔ ترک درہ کے دہانہ سے پیچھے ہٹا دیئے گئے مگر یونانیوں بہت نقصان
اٹھانا پڑا کیونکہ بارش کی وجہ سے جو سارا دن ہوتی رہی عمودی سطح ایسی پھسلنی ہو گئی تھی کہ اسپر چڑھنا القریبا ناممکن
ہو گیا تھا۔ اس وقت بیرکتاریس کو اپنے حملہ میں ناکامی ہوئی کیونکہ گولفی نوپولوس آوروس کے پل پر غنیم کے ساتھ مشغول پیکار رہا۔
اور بیرکتاریس کی مدد کو نہ آسکا کیونکہ اگرچہ گولفی نوپولوس پر مدد پہنچانا فرض نہ تھا بلکہ بیرکتاریس کو اُسے مدد پہنچانیکا حکم دیا گیا تھا
لیکن اگر وہ خود مصروف نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ وہ اپنے رفیق کی مدد پر پہنچ جاتا بہر حال اوسنے پل کو فتح کر لینے کے بعد کچھ کمک بھیجدی۔

لیکن اوس سے کیا ہو سکتا تھا ان متفقہ ہمونکا مدعا یہ تھا کہ پریویسا کو دوسرے علاقہ سے بالکل متعلق کردیا جاوے اور نیز یہ بھی
بیان کیا گیا تھا کہ ترک جو ظلم و ستم کر رہے ہیں اونکو بند کرایا جاوے تاریخ مذکور کی لڑائی کے خاتمہ کیوقت تک ان مقاصد میں سے کوئی ایک
بھی حاصل نہ ہو سکا تھا اور جب ۱۵ مئی کو بیرکتاریس گروہ دیریچ حملہ کا سلسلہ شروع کرنے ہی لگا تھا کہ یونانی گورنمنٹ کی تاکیدی احکام پہنچے
جن کی تعمیل میں اوسے اور گولفی نوپولس کو پھر اونہی موقعوں کو ہٹ آنا پڑا جنپر وہ ۱۳ مئی سے پہلے قابض تھے۔ یونانی گورنمنٹ
نے یہ احکام دول یورپ کی سرزنش پر صادر کیے تھے طاقتوں نے اوسے ڈانٹ بتائی۔ کہ ایکطرف تو التوای جنگ کی التجا کی
جاتی ہے اور دوسریطرف خو پیش قدمی کرتے ہو۔ بوٹ ساریس بھی نیکوپولس کی پہاڑیونکو چھوڑ آیا اور فوجکو جہازوں پر سوار
کر کے سالاگورا جا اوتارا۔ اور درحقیقت اسیوقت سے جبکہ یونانیوں نے جارحانہ افعال سے محترز رہنے کا وعدہ کیا التوای جنگ ٹھہر گیا

ان دونوں اور بالخصوص اوس حملہ کو جو گبر دو دیر کیا گیا تھا ترکوں نے غنیم کو نقصان عظیم پہنچا کر رپا کیا۔ یونانیونکی ایک پلٹن
تقریباً بالکل تلف ہوگئی ترک اس دفعہ نہایت مضبوط مستحکم موقعونپر مورچہ بند تھے اور برعکس ازین یونانی نشیب اور کھلی میدان میں یعنی یہاں
فریقین کی حالت معمولی کے برعکس تھی۔ یونانیوں کے بیان کے مطابق انکو سات سو سے کچھ زیادہ آدمی ضایع ہوئے مگر غالباً درست تعداد اس سے
دگنی ہے۔ عثمان پاشا نے ۱۶ مئی کو اطلاع دی کہ یونانی کامل شکست کھا کر آرٹا کو ہٹ گئے ہیں عثمان نے ترکی فوج کے نقصان
کا اندازہ تخمیناً [illegible] یونانیوں کے نقصان کا دو ہزار آدمی کیا۔ اس ہزیمت کے بعد یونانی سپاہ آرٹا کو ہٹ گئی اور پھر بعد ازاں اوسنے
کوئی کارروائی نہ کی۔ کرنیل بوٹ ساریس کے بریگیڈ کو اوس خلیج کے پایاب پانی سے گذر کر جو پریویسا کے شمال میں ہے پیچھے ہٹنا پڑا۔
اور عزیزونکو سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ ۱۰ مئی کو ڈیلی نیوز کے نامہ نگار نے پتراس سے جو ٹیلیگرام بھیجا مندرجہ ذیل عبارت
بوٹ ساریس کے دستے کے متعلق اوس سے اقتباس کیجاتی ہے:—

"مجھے بوٹ ساریس کے دستہ کا حصہ کثیر قریباً سارا اسمیں ملگیا اور مجھے خبر معلوم کرنیکے لیے اور آگے نہ جانا پڑا۔ ابھی معلوم ہوا کہ ہماری
طرح (یعنی بیرکتاریس کے بریگیڈ کیطرح) اس دستہ کو بھی تین دن سخت لڑائی کرنی پڑی۔ لڑائی سریع پسپائی پر ختم ہوئی۔ جو پسپائی
آخر بھاگڑ کی شکل میں مبدل ہوگئی اور اسمیں بیشمار جانیں ضایع ہوئیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ یہ تین ہزار آدمیوں کا دستہ
بتاریخ ۱۲ مئی بدھ کے دن لوروس کے دہانہ پر اوتارا گیا تھا۔ شروع ہی سے اس مہم کو بے ترتیبی اور بدانتظامی کا آماجگاہ
بننا پڑا جہازوں سے خشکی تک پہنچنے کیلیے نہ ہونیکے برابر کشتیاں تھیں چنانچہ فوج کا حصہ کثیر مجبوراً اتر کر پا چلکر کنارہ تک
پہنچا تاہم رات کیوقت اور پیرہ کی علی الصبح کل دستہ بخیریت و بلا مزاحمت خشکی پر پہنچگیا اور پھر اوسنے اون تمام سڑکوں کی
مناسب موقعوں پر جو پریویسا سے فلپیڈیا کو جاتی ہیں قبضہ کرلیا ان موقعونپر جیسی کہ توقع تھی جمعرات کی سہ پہر کو اور
جمعہ اور شنبہ کو سارا سارا دن مشغول پیکار رہنا پڑا۔ دو ہزار ترکی فوج نے پریویسا سے نکل کر شدید توپلی و رائفلی آتشبازی کے بعد نیوک

سلہ اس پسپائی کیوقت یونانی اپنی میدانی توپیں تین ہزار رائفلیں اور فوجی سامان جنگ کے تین سو صندوق پیچھے چھوڑ گئے۔ ۱۳
سکہ بقول ایک انگریزی نامہ نگار اسمیں بارہ ہزار مجاہدین تھے اور دو ہزار ملین [illegible] اسی دستہ میں بھی دیکھو ہسٹری [illegible]

سنگین یونانی پوزیشن پے درپے حملے کیے مگر ہر دفعہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کردیجاتی رہی۔ یونانی اپنے موقع پر قابض قایم
لیکن چونکہ اونہیں مورچہ بندیاں تیار کر لینے کی فرصت نملی تھی اونکا نقصان بھی بہت ہوا گو ترکونکے نقصان کے مقابلہ پر تھوڑا تھا شب کی شام
تک دونوں فوجیں بالکل تھک گئیں مزید برآن یونانیوں کو بھوک اور پیاس سے بھی سخت تکلیف پہنچ رہی تھی لیکن غالباً ان دونوں باتونکی
ترکونکو بھی ساتھ ہی شکایت تھی یونانیوں کا بیان ہے کہ البانوی سپاہی ایسی شجاعت و شہامت کے ساتھ لڑے کہ دیکھکر عقل دنگ ہوجاتی
تھی جان کی تو ان لوگونکو مطلقاً پروا نہ تھی۔ بہرحال فریقین کی پوزیشن میں اوسوقت تک کوئی فرق نہ پڑا یونانی بدستور ابھی تک اپنے
اصلی موقعہ پر قایم تھے کہ بہت رات گئی عمارتی کیطرح یہاں بھی یونانی علاقہ کو ہٹ جانیکا حکم پہنچگیا اوسوقت ایک کمانڈر سی جسکا
نام مجھے معلوم نہیں ہوا سخت غلطی ہوگئی اوسنے کوفتہ و ماندہ گرسنہ و تشنہ اور بارش سے تر بتر سپاہ کو فہمایش کی کہ اگر مراجعت بسرعت نکیگی
تو ترک رستہ بند کردینگے یہ سنکر لوگوں نے بیجا ہی عجلت کی جسکا نتیجہ لازمی امر تھا تاہم وہ معقول باترتیبی کے ساتھ ساحل کو واپس ہوئے صرف تقریباً دو سو
آدمی پیچھے رہے اونکو اوسوقت اطلاع نہیں پہنچائی جاسکتی تھی۔ ترکوں نے غالباً اونکو قتل کردیا ہوگا یا اسیر کرلیا ہوگا کنارہ پر پہنچکر تشویش
و پریشانی انتہائی درجہ تک پہنچگئی اسکی وجہ ترکونکا تعاقب نتھا وہ تو خاموش بیٹھے تھے بلکہ یہ کہ کنارہ پر جہاز و نتک پہنچنے کیلیے
کشتیاں بالکل نہ اردتھیں یہ کیفیت دیکھکر یونانی جانوں سے بالکل مایوس ہوگئے اور بالآخر وہ سمندر کی اوس شاخ میں جو
یونانی قلمرو اور اونمیں حائل تھی۔ کود پڑے اسکے طے کرنے میں اڑھائی گھنٹے صرف ہوئے۔ پانی سینہ تک تھا۔ یہ بھیٹر پر جب ترکوں نے
یہ رنگ دیکھا تو پانی میں سے گذرنیوالوں پر پے درپے گولے برسانے شروع کردیے جن سے اون بیچارونکی حالت اور بھی نازک اور
سخت مشکل ہوگئی اور زخمی ہوکر گرنے سے یا پھسلکر عمیق پانی میں جا پڑنے سے اکثر آدمی غرق ہوگئے۔ باقیماندہ جب آخرکار کنارہ سلامتی
پر پہنچگئے تو اُسوقت اون کی حالت واقعی قابل رحم اور درد انگیز تھی اون کو اپنے زخمی مجبوراً پیچھے چھوڑنے پڑے تھے اکثر کے اسلحہ گم ہوگئے تھے
اور سب کے سب سکتہ پژمردہ خاطر اور کمال افسردہ و مایوس ہورہے تھے۔ کرنیل بوٹزاریس کے آدمیوں کا بیان ہے کہ تین دن کی
لڑائی اور بھاگڑ میں اونکے ایک سو بیس قتل دو سو سے زیادہ زخمی جن میں سے چند مجبوراً پیچھے چھوڑ دیے گئے اور دو سو مفقود الخبر
ہوئے یعنی عمارتی کے معرکوں کے نقصانات کے سمیت آخری تین دنوں کی لڑائی میں یونانی فوج مقیمہ اپایرس کے تقریباً
پانسو قتل اور ایکہزار مجروح و مفقود الخبر ہوئے جن میں اکثر کو مردہ ہی تصور کرنا چاہیے۔ یہ نقصان فی الواقع بہت بڑا ہے
مگر اس سے فایدہ کیا ہوا؟ ہیچ! یا یہ ثابت کردیا گیا کہ دیکھو یونانی سپاہی مرنا کیا عمدہ جانتا ہے۔"

اس احمقانہ حملے سے یونانیوں کو اور بھی بہت نقصان پہنچا ترکوں نے محض اُسی سے مشتعل ہوکر دومو کوس پر حملہ کیا تھا
اسمیں کوئی شک نہیں کہ ۵ امئی کی رات تک ترکوں نے یونانیوں کو جنہیں ابتدا میں خفیف سی نصرت و کامیابی ہوئی۔ کامل طور پر
زک پہنچادی تھی اور اونہیں مقابلہ کی کوئی سکت باقی نرہنے دی تھی محاربہ اپایرس میں از اوّل تا آخر یونانیوں کے تین چار
ہزار آدمی ضایع ہوے مقتولین ایک تہائی اور مجروحین دو تہائی۔ ترکوں کا ان سے زیادہ نقصان ہوا۔ اونکے ۱۵ سو
شہید اور مجروح ہوئے اپایرس کی فوج کی کمان کیطرح سے متعلق لغائی اپایرس کرنل فرق کہیں کا اسی کو دیا کہ براہ راست ادہم پاشا کی زیر کمان کام کرے تھے جو

فصل (۱۵) پانزدہم

بحری معرکے یونانی بیڑہ نے بقول جرمن افسر خشکی کی فوجی کارروائیوں میں کوئی مدد دی یا دی تو بہت ہی خفیف اوس کی ہمت و کوشش صرف متفرق و جزوی مہموں تک محدود رہی۔ اور ان مہموں کو بھی ایسی بری طرح سے انصرام دیا گیا کہ ملاحی و جہازرانی میں یونانیوں کو جو شہرت حاصل تھی اوسے بٹہ لگنے کے سوا اور کوئی نتیجہ اون سے برامد نہ ہوا۔ آغاز مخاصمت کے وقت بیڑہ مذکور کو کامل آزادی حاصل تھی۔ اوس کے لئے سارا میدان کھلا پڑا تھا۔ اور ہر ایک کو بڑی توقع تھی کہ وہ خوب جوہر دکھائیگا مگر بری فوج کی طرح اسکے متعلق بھی وہی نامناسب تقسیم در تقسیم کی غلطی کی گئی

مغربی بیڑہ نے جس میں پہلے صرف اگنبوٹ شامل تھے تھیسلی میں مخاصمت شروع ہونے سے تھوڑی ہی دیر بعد پریویا پر گولہ باری کرنے سے بحری محاربہ کا افتتاح کیا پہلے کرذر میالیس اور اگن بوٹ ماسیلیا اس جار جہیں اور پھر آہن پوش ضیائے مشرقی بیڑہ سے جدا کر کے مغربی بیڑہ میں شامل کر دیئے گئے۔ ان جہازوں نے کھلے سمندر سے اور اگنبوٹوں نے خلیج سے پریویا پر گولہ باری کی جس سے قصبہ مذکور اور اوسکے قلعوں کو خفیف سا نقصان پہنچا۔ ۱۸۔ اپریل کو سات سو آدمیوں کی ایک جماعت خشکی کی طرف سے بھی پریویا کا محاصرہ کر کے اوسے فتح کرنے کے لیے خلیج کے شمالی ساحل پر بمقام وانتنزا اُتاری گئی۔ سمندر اور خشکی دونوں طرف سے ایک ساتھ حملہ کرنے کی صرف یہی ایک کوشش کل محاربہ میں کیگئی۔ علاوہ چند جہاز ساحل اپائرس کے ساحل کے برابر برابر شمال کو بھیجدیئے گئے اور انہوں نے ۲۱۔ ۲۲۔ اور ۲۳۔ اپریل کو حاجی سرندا۔ مرتو۔ اور ترگہ کے بلا فصیل کھلے شہروں پر گولہ باری کی۔ حاجی سرندا جزیرہ کارفو کے شمالی ساحل کے بالمقابل واقع ہے۔ یہاں چند سپاہی خشکی پر بھی اُتارے گئے جنہوں نے چند عمارتوں کو آگ لگادی مگر جلد ہی واپس ہٹ جانے پر مجبور کیے گئے ؛

مشرقی بیڑہ کے ساتھ چند مسلح تجارتی جہاز بھی تھے اور ان جہازوں پر بری فوج سوار تھی کہیں۔ ۲۱ اپریل کو جا کر یعنی مخاصمات کی باضابطہ شروع ہو جانے سے چھ دن بعد بندر وولو سے روانہ ہوا۔ اور پھر پلاٹاموناں۔ لفٹوکاریا اور کاترینا کے کھلے شہر پر جہاں ترکی فوج کے میگزین اور گودام جمع تھے گولہ باری کی۔ فوج صرف لفٹوکاریا میں اُتاری گئی جسے ترکوں نے دو طرفہ آتشبار کا نشانہ بنا کر فی الفور ہٹ جانے پر مجبور کر دیا۔ اس سے پہلے ۲۰۔ اپریل کو ایک جماعت نے خلیج لقسار کے ساحل پر اُتر کر وادی آنجاج یا سالونیکا ریلوے لائن کو توڑنے کی کوشش کی مگر یہ اب تک ثابت نہیں ہو سکا کہ اسکا نام کوشش میں یونانی بیڑہ کا بھی کچھ دخل تھا ۔

ترکوں کو بڑا اندیشہ تھا کہ یونانی بیڑہ سالونیکا پر ضرور حملہ کریگا اور انکو زیادہ تر اوس حملہ کا اس لیے خوف تھا کہ وہاں اسکو مقابلہ کیلئے ترکوں کے پاس ایک بیٹری کے سوا جو ۱۸۸۰ء میں ساحل پر نصب کیگئی تھی اور کوئی سامان موجود نہ تھا مگر یہ خوف باطل ہو گیا یعنی

یونانی تباریخ ۲۴- اپریل صرف قلعہ قرابورون پر جو خلیج کو دہانہ پر واقع ہے۔ چند گولے جلد جلد برسانے پر قناعت کرکے پیچھے ہٹ گئی صرف ایکدفعہ ایک یونانی تارپیڈو کشتی نے گرداوری کرتے ہوئے سالونیکا تک بڑھ کے جانیکی جو ترکی اساس حرکات کا کمزور ترین مقام تھا جرات کی مگر یونانی بیڑہ کبھی اوسکے سامنے نمودار نہوا وہ صرف ایک دفعہ راس کسندرلے پر ۲۴- اپریل کو گذرتا ہوا دیکھا گیا یونانیوں نے اپنے بیڑہ سے صرف یہ فایدہ اوٹھایا کہ ۰ ای کو اُسنے سمولنسکی کی فوج نیامنزلیس سے شالیلیس پہنچادی۔ یا اوس فوج اور مجاہدین کو دستہ کو بقیۃ السیف کو جو اپائرس میں اُتارے گئے تھے مگر دریا لوروس پر شکست کھاکر ساحل کو ہٹادیے گئے تھے جہاز پر سوار کرلینے سے کامل تباہی و ہلاکت سے بچادیا۔

اس وقت سے بعد پھر مشرقی بیڑہ کی کسی کارروائی کی خبر سننے میں نہ آئی۔ حالانکہ تارپیڈو کشتیوں کا بیڑہ جو سربمہر احکام لیکر پرنس جارج کے زیر کمان سکیاتھوس سے روانہ ہوا تھا اسی بیڑہ میں شامل تھا اور حالانکہ یہ بیڑہ دوسرے سے زبردست تھا اوس نے آخرالذکر کے برابر بھی کام نہ دیا الغرض یونانیوں نے اپنی بحری فوقیت سے ذرہ بھر فایدہ نہ اوٹھایا اگر یونانیوں میں شجاعت بھی اُسیقدر ہوتی کہ جسقدر وہ شیخی ہانکتے تھے تو غالباً اونکو متعدد فتوحات حاصل ہو جاتیں بیڑہ کو فضول و حصوں میں تقسیم کردینے کے بعد بھی مشرقی بیڑہ دو موقعوں پر فوجیں اُتارنے کیلیے کافی طاقت و استطاعت رکھتا تھا یہ موقعے ویدی آغاچ اور جالملی تھے آخرالذکر خلیج بورا پر واقعہ ہے حالانکہ موجودالوقت اور اونکا محل وقوع دونوں باتیں یونانیوں کو وہاں بیڑہ بھیجنے کی زبان حال سے دعوت کررہی تھیں اول الذکر ساحل پر واقع اور دو ریلوے لائینوں کا محل اتصال ہے۔ اگر یونانی وہاں اُترکران لائینوں کو اُکھاڑ دیتے تو سالونیکا اور قسطنطنیہ کے درمیان آمدورفت کا سلسلہ جو اوسوقت نہایت ضروری اور اہم ہو رہا تھا عرصہ مدید کیلیے بند ہو جاتا۔ وہاں فوجی سٹور اور گودام بھی بافراط جمع تھے اور اونکو بھی برباد کردینا امکان میں داخل تھا جالملی میں بھی اُترنے سے اس لائین کو جو ساحل کے قریب گذرتی ہے بہت نقصان پہنچایا جاسکتا تھا اور ویدی آغاچ بعد یہ مناسب ترین موقعہ ایسی کوشش کیلیے تھا دونوں میں سے کہیں بھی خشکی یا سمندر پر یونانیوں کو خفیف سی مزاحمت بھی نہ ہوتی۔

مغربی بیڑہ کو بھی دو مقصد مدنظر رکھنے واجب تھے۔ ایک یہ کہ اوس فوجکی مدد جو خشکی پر اُتاری گئی تھی پریویسا کو فتح کیا جاتا اور دوم یہ کہ کارفو کے بالمقابل بمقام ساغیادا اپائرس کے ساحل پر فوجیں اُتاری جاتیں اگر یونانی آخرالذکر مقام پر جمعیت کثیر قابض ہوکر یانینا کو معرض خطر میں ڈالدیتے تو ایک تو اس سے کرنیل مانوس کو اپنی پیشقدمی میں بالواسطہ طور پر بہت مدد ملتی اور دوسرے ایسی عیسائی رعایا کو جو بغاوت پر آمادہ تھی کھل کھیلنے کا موقعہ ملجاتا۔

۵ جون کو بحری مخاصمات کے متعلق بھی حسب ذیل شرایط پر التوائے جنگ کا معاہدہ ہوگیا:۔ (۱) یونانی جہازات عثمانیہ سمندروں کی حدود سے جو بروے قانون ملل متعین ہیں نکلجائیں (۲) جو جہاز ترکی علم یا بیطرف دول کے علم رکھتے ہوں اور ترکی بنادر سے اودھر اُدھر جارہے ہوں۔ یا بردیگر وہ متعین شدہ حد فاصل کے اندر ہوں اون کی تلاشی نہ لیجاے (۳) ان بنادر سے ترکی فوج کو کمک یا سامان جنگ بھیجنے کا کام نہ لیا جائے (۴) ترکی بیڑہ ڈاردنیلز سے باہر نہ نکلے (۵) مجمع الجزایر کے کسی جزیرہ کی فوج کو کمک نہ بھیجی جاے۔

اسی تاریخ یا اس سے پہلے کیونکہ اس معاملہ کے متعلق ابھی تک یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا یونانی گورنمنٹ نے دول کے سفرا کو اطلاع کی

ٹرکی اڈمرل سے بحری محاصرہ اٹھا دینے کا مطالبہ کیا ہے ایک کے سوا سب سفرا نے اس مطالبہ مذکور کو مان لینے کی صلاح دی آخر الذکر سفیر کو ابھی تک اسکی متعلق اپنی گورنمنٹ سے ہدایات موصول نہ ہوئی تھیں مگر اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ دیگر دول کے ساتھ متفق الرائے ہوگی۔ بعد میں اطلاع آئی کہ یونانی وکلا نے جو صلح کی گفتگو کر رہے تھے محاصرہ کو اٹھا دینے کی شرائط قبول کر لی ہیں۔ اور خلیج آرٹا میں جہاز رانی کی عام اجازت و آزادی ہونے کی شرط اور مستزاد کر دی ہے۔

مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ بحری کارروائی کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:۔ یونانی بیڑہ نے محاربہ میں کوئی بڑا کام نہ کیا وہ ترکی بیڑہ موجودہ سمندر سے ہر پہلو افضل اور طاقتور تھا اور اس سے بڑی بڑی باتوں کی امید تھی۔ ہر ایک کو پختہ یقین تھا کہ وہ بحیرۂ مجمع الجزائر کے ترکی جزائر میں سے چند ایک کو جو واقعی قابل تسخیر تھے ضرور فتح کر لیگا اور سالونیکا پر گولہ باری کر کے ترکوں کے سلسلۂ آمد و رفت کو بالکل درہم برہم کر دیگا۔ مگر پریویسا۔ پلاٹامونا اور کاٹرینا پر گولہ باری کرنے اور چند جہاز گرفتار کر لینے کے سوا یونانی بیڑہ نے اور کچھ کام نہ کیا۔ ۱۸ اپریل کو ایک یونانی سکویڈرن نے پریویسا پر گولہ باری شروع کر کے دوسرے دن بھی اسے جاری رکھا یونانیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے دو کے سوا باقی کل ترکی قلعوں کو خاموش کرا دیا۔ اور شہر کو بھی بہت کچھ برباد کیا۔ برعکس ازیں ترکوں کا قول ہے کہ یونانی بیڑہ بے اثر گولہ باری کرنے کے بعد پیچھے ہٹ گیا جبکہ ایک جہاز کو ترکی توپخانے نے ایسا نقصان پہنچایا کہ وہ قریب الغرق حالت میں واپس گیا انمیں سے خواہ کوئی سی روایت درست ہو اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس حملہ سے کوئی عملی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ ۲۳ اپریل کو مغربی بیڑہ نے اگیا سرنتا اور ... سرندہ

ــــــــــــــ

ٮ ۱ انہیں فتح کرنا آسان کام نہ تھا ہر جزیرہ میں کافی ترکی فوج موجود تھی اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ترکی بیڑہ ایسا ہی گیا گذرا نہ تھا کہ اپنے جہازوں کی بھی حفاظت نہ کر سکتا۔ ان جزیروں کی حفاظت اور تحصیل کے انتظام کے متعلق جو سرکاری اعلان باب عالی نے اپریل کے آخری ہفتہ میں شائع کیا تھا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ترکی گورنمنٹ ان جزیروں کی طرف سے بے فکر نہ تھی۔ اعلان کا مضمون حسب ذیل تھا:۔ ہز امپیریل مجسٹی سلطان روم نے یہ معلوم کر کے کہ مرکب یعنی ادریجیہ مجمع الجزائر کے قریب جوار میں یونانی بحری ڈاکو فتنہ و فساد کرنے کی نیت سے آگئے ہیں حکم دیا کہ سلطانی بیڑہ میں سے روانہ دار ڈینلز سے چند جہاز ان ڈاکوؤں کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجے جاویں یکم مئی دن کے ایک بجے کمانڈر آبنا نے بذریعہ تار اطلاع دی کہ سلطانی آرمی جہاز حفظ الرحمن تارپیڈو تباہ کرنیوالا جہاز بلنگ دیا اور تین تارپیڈو کشتیاں ڈاکوؤں کی تعاقب میں روانہ کی گئیں جنہوں نے اعلیٰ حضرت کی بڑی گیارہ ڈونگیاں معہ ڈاکوؤں کے گرفتار کر لیں جو اب دارڈینلز کو لائی جا رہی ہیں۔ مفتوحہ صوبہ لاریسہ کے داخلی انتظام کے لیے اعلیٰ وزیر نے باجلاس کونسل جو تجاویز قرار دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کی فوجی پولیس کے لیے البانیا ... سالونیکا اور متصلہ اضلاع کی تجربہ کار فوجی پولیس سپاہی آدمی جائینگے بغرض تکمیل اس پلٹن میں لاریسہ کے قریب ہزار سے ایسے اشخاص اضافہ کئے جاوینگے جنہوں نے فوج مستحفظ میں کام کیا ہو اگر اس قسم کے آدمی دستیاب نہ ہوئے تو بذریعہ رنگروٹ اسکو مکمل کیا جاویگا۔ سابق سفیر دولہ اسی شہر کے نائب گورنر مقرر کئے جاوینگے علی ہذا لاریسہ اور ٹریکالہ کے سفرا بھی اپنے اپنے ضلعوں کے نائب گورنر تعینات کئے جاوینگے۔ غیر ممالک سے تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے جنگی خانوں کا انتظام عنقریب متدین اور لائق افسروں کی سپرد کیا جائیگا حضرت سلطان روم نے ان تجاویز کو منظور کر لیا ہے۔ ٮ ۲ ودہ نویسوس کا یہ بیان درست نہیں کہ سالونیکا کی حفاظت کے لیے کافی توپخانہ نہ تھا اور کہ تارپیڈو فی الحقیقت نہیں بچھے ہوئے تھے اسکی تردید روزمرہ مشرقی ... میں درج ہیں۔

کے فصیل قصبہ پر جو ساحل پارس پر واقع ہے گولہ باری کر کے اسے چھین لیا اور وہاں چند ترکی گودام تلف کر دیئے۔

انہی دنوں یونانیوں کے مشرقی بیڑے نے پلاتامونا پر جو دریا پینی اس کے شمال میں پہلا قلعہ بند ترکی مقام تھا گولہ باری شروع کی یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ [illegible] ایک ترکی میگزین کو اڑا دیا اور سامان رسد کے گوداموں کو بھی برباد کر دیا یہ واقعہ ۱۳ اپریل کو گذرا دوسرے دن اسی بیڑے نے کاتیرنا پر جو پلاتامونا سے دس میل بجانب شمال ہے گولہ باری کر کے چند مکانوں کو منہدم کر دیا مگر دونوں مقامات کو واقعی نقصان بہت خفیف سا پہنچا۔

سالونیکا کی سلامتی جو یہ [illegible] فی الحقیقت محاربہ کے کل دوران میں یونانی بیڑہ کے رحم و کرم پر منحصر تھی صرف [illegible] اس کی محافظت کے لیئے موجود تھیں اور یہ روایت دراصل بالکل گپ تھی کہ خلیج کے دہانہ پر بیشمار تارپیڈو [illegible] ہوئے ہیں اجنبی قونصلیں اور اجنبی باشندوں کو سالونیکا کی سلامتی کی طرف سے ایسا تردد پیدا ہو رہا تھا کہ انہوں نے اپنی اپنی گورنمنٹوں سے یہ درخواست کر دی تھی کہ وہ ان کی حفاظت کے لیے جنگی جہاز بھیجدیں۔ یونانی بیڑے نے سالونیکا پر کیوں حملہ نہ کیا ایک راز سربستہ ہے[۱] جو اب تک معلوم نہیں ہو سکا۔

فصل (۱۶) شانزدہم

محاربہ کے آخری دونوں دوروں کا اجمالی بیان

حصہ اول میں محاربہ کے پہلے عشرہ کے حالات جنہیں وکیل امرسترنے نہایت دلچسپ پیرایہ میں بالاختصار شائع کیا تھا بطور ضمیمہ درج کی جا چکی ہیں۔ اس سلسلہ کو مکمل ایک ہی موقعہ پر یکے بعد دیگرے تین مختلف تحریریں اور روایتیں جمع کر دینے سے ناظرین کی واقفیت و آگاہی کے دائرہ کو وسیع کرنے اور نیز اسلیئے کہ ذاتی رائے قایم کرنیکے واسطے اون کے روبرو وافر ترین ذخیرہ معلومات کا موجود ہو میں مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ کی کتاب کی باقی فصلوں کا جن میں لاریسا سے روانگی و گرفتاری یونانی امیر البحر کی روبہ بازی و عیاری۔ اتھینز جا کر شاہ یونان اور قسطنطنیہ پہنچکر امیر المومنین سے ملاقات کرنیکے حالات اور سلطان المعظم کا کیرکٹر اون کے دربار کو وایف قسطنطنیہ کی اہمیت اور خاتمہ درج ہے اور نیز جرمن مورخ کی کتاب کے باقیماندہ حصہ کا ترجمہ کرنے سے پہلے جسمیں انعقاد صلح اور تذاکرات صلحیہ کی مفصل کیفیت اور رضا پاشا سر عسکر کے حالات کے بعد لڑائی کے نتائج پر مفصل بحث کیگئی ہے ایک الگ فصل میں تکمیل کی باقیماندہ تحریر واقعات جنگ کے متعلق ذیل میں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

[۱] اسکی وجہ یہ تھی کہ یونانی بیڑہ پر فی الحقیقت سامان جنگ بالکل نہ تھا۔ اور یونانی ملک میں بحری اسٹور بالکل خالی پڑے تھے اس امر کا چند مہینے بعد یونانی گورنمنٹ نے خود صاف صاف اعتراف کر دیا۔ (مترجم)

ارکھنے کے ترکوں پر حملہ بھی کر سکوں دلیشینو میں جو یونانیوں کو ۵۰ مارے گئے ۱۰۰ زخمی ہوئے لیکن یونانیوں کی سرکاری خبر یہ ہے کہ ۵۰۰ ترک مارے گئے ہیں اور یونانی ۱۵ مارے گئے اور ۸۰ زخمی ہوئے ترکی سپاہیوں کی جسمانی قوت اور استقلال واقعی فوق الفطرت ہے جمعہ کے روز وہ قبل از طلوع آفتاب آٹھ میل تک پیادہ پا چلے اور پہر دن بھر لڑائی میں مصروف رہے پھر جب شام پڑی تو اور آٹھ میل کا سفر کیا مگر با وجود اسقدر زحمت اور تکلیف کے اون کے چہروں سے تکان کی آثار نظر نہ آتی تھے۔ اب ترکوں کی بھاری بہت رسد رسانی کے وسایل کی مصروف ہے کیونکہ اون کی فوج مقام کتا تریا سے جہاں اونکا خیمہ ہے ۱۰ میل آگے بڑھ آئی ہے ۹ تاریخ کو عساکر عثمانیہ نے مقام زرکاس پر قبضہ کر لیا یہ مقام لاریسا کی سڑک پر ترخالہ کے مغرب میں واقع ہے یہاں ترکوں کو بہت سا غنیمت کا مال اور سامان حرب اور بارود وغیرہ دستیاب ہوا۔ اگرچہ ایک دن اس سے پہلے ترخالہ پر بھی ترکوں کا قبضہ ہو گیا تھا مگر اونہوں نے خود ہی اوسے چھوڑ دیا تھا اور اسی سبب سے فرسالا اور اوس کے درمیان پھر ریلوے لائن جاری ہو گئی ہے۔

یہ جو سنا گیا ہے یہ افواہ غلط ہے کہ ترکوں نے ڈولو پر قبضہ کر لیا ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ڈولو میں ترکوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ جمکر مقابلہ کریں اور ایکو یونانی فرانسیسی انگریزی اور اٹلی کے جنگی جہازات کی بروقت پہنچ جانے سے فی الجملہ اطمینان بھی ہو گیا ہے اب وہاں دو سو فرانسیسی سپاہی شہر میں گشت کرتے ہیں ان جہازوں کے آنے سے کچھ رونق سی ہو گئی ہے ورنہ یونانی اسے کیا خالی کر چکے تھے اور عورتوں اور بچوں کو ایک جماعت کثیر میں وہاں سے نکال چکے تھے لاریسا میں اب دوکانیں کھلنے لگی ہیں یونانیوں کی قیدیوں کے ساتھ ترک اچھا سلوک کرتے ہیں اور جو کچھ ان کا ملتا ہے شہر والوں کو ترکوں کی سلوک پر اعتبار ہوتا جاتا ہے۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ باشی بزوقوں نے بہت سی دوکانات اور مکانات کو لوٹا ہے اور گورنمنٹ یونان نے اس شکایت کا ایک مراسلہ بھی دول عظام کے نام جاری کیا ہے کہ ترکوں نے تھسلی میں بہت سا تاخت و تاراج کیا ہے ایک اخبار میں یہ شکایت بھی شایع ہوئی ہے کہ عساکر عثمانیہ نے لاریسا کے کل گرجوں کو بے حرمت کیا اور لوگوں کے سکونتی مکانات اور دوکانوں کو زیر و زبر کر دیا ہے اور خوب لوٹا ہے غنیمت کا مال چھکڑوں میں لاد کر روز الاسونہ کیطرف بکثرت روانہ ہو رہا ہے اور بہیڑ بکری بیل گلے کے گلے براہ گھنگ ترک ہانکے لیے جاتے ہیں جب یہ خبر اڑی ہے کہ ترکوں نے یونانی قیدیوں کے ساتھ برا سلوک کیا ہے انہیں ترکی قیدیوں کو جو پیر کے روز مقام اپایرس میں اترے تھے لوگوں نے بہت کچھ ڈانٹا اور اگر فوجی گارڈ جو اون پر متعین تھا اون کی حفاظت کرتا تو عجب نہیں کہ اون کی تکہ بوٹی اڑ جاتی ہمارا خاص نامہ نگار لکھتا ہے کہ یونانیوں نے اوس بھاگڑ میں جو نکولائی کے ہمراہ پیش کے وقت ہوئی تھی بڑی جوانمردی دکھائی اور اونہوں نے مطلق آثار وحشت کے ظاہر نہ کیے۔

جنگ امیرس

بقول ٹائمز ہمارا خاص نامہ نگار جو یونانی فوج کے ساتھ ہے اپنی بیگا دیا کے مفصل حالات جنگ لکھتا ہے کہ ۲۷ اپریل کو ترکوں کی چار ہزار پیادہ فوج توپخانہ سمیت اوس مقام پر حملہ آور ہوئی جو وہ ہاتھ سے کھو چکے تھے مگر یونانیوں نے بہادری سے مقابلہ کیا۔ اسموقعہ پر یونانیوں کی جمعیت حسب ذیل تھی:-

۲۰۰۰ اویزونی ۷۰۰ پیادہ فوج ۲۰۰ سوار فلینٹر ۳۰۰ اونہوں نے ملک کے ٹکڑے تک بڑے استقلال سے مقابلہ کیا مگر کمک کے ساتھ وہ تھوڑی بعد وقت پہاڑ پر نصب کیں ایسی ترک ظاہر ہے کہ بہت نقصان اوٹھا کر پسپا ہوئے اور یونانیوں کا فقط ایک آدمی کام آیا اور ۲ زخمی ہوئے اس مستقل حملہ سے معلوم یہ ہوتا تھا کہ یونانیوں کو یا العزور دیگر امدادی افواج کی ضرورت واقع ہو گی لیکن نہ معلوم جنرل اسمولنسکی نے کس مصلحت کو پیش نظر رکھکر ایسے بڑے اہم مقام کو جو فی الاصل جیتنا کا دروازہ ہے معدود چند سپاہیوں کے بھروسہ پر چھوڑ دیا تھا اور اونکا ساتھ

سے اگر چہ ناگزیر نہ ہوئی میں اون کی جماعت ایک خاص مقام پر رہتی ہے ترکوں نے بھی اپنا اعتبار اور اقتدار از سر نو جما لیا ہے اور
جزیرہ کی خود مختاری جو حقوق العثمانی کا خیال حرف غلط کیطرح مٹتا نظر آتا ہے جس سے یہ نتیجہ نکالنا آسان ہے کہ پھر ترکی حکومت یہاں
قایم ہو گی کیونکہ ابتک کوئی ترکی سپاہی یا عہدہ دار یہاں سے خارج نہیں کیا گیا۔ باغیوں میں عام طور پر یہ یقین ہے کہ دول یورپ
کا باہمی ساتھ اتفاق ہے۔ اب اس خیال کو یک بیک ترک کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ اونکو یورپ کی سلطنتوں کیطرف سے ذرا
بھی اطمینان اور اعتبار نہیں اور یونانی طرفداروں کا لوگوں پر بالعموم لوگوں پر بڑا رسوخ ہے
مختلف ممالک کے امیر البحروں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ رعایا یونانی کو جزیرہ میں اوسوقت تک بود و باش کا اختیار حاصل ہے
جب تک وہ امن سے رہیں اور کوئی شور و فساد نہ کریں اس عرصہ میں اون کی حفاظت ہماری ذمہ ہو گی۔
ممالک غیر کے امیر البحروں نے باغیوں کے سرغنوں کو جو مقام اکروٹری میں تھے پچھلے ہفتہ اطلاع دیدی ہے کہ ہم اون مزاحمت بھی
کسی قدر نرمی کرنے پر مائل ہیں جو کرنیل ویسوس اور اسکی فوج کی برخلاف ہماری تھی باغیوں کو اختیار ہے کہ وہ شہر و نمیں بلا ساز و سامان
آکر اپنا احتیاج خریدیں اور اس صورت میں ایک بدرقہ اونکی حفاظت کیلئے ساتھ دیا جائیگا تاکہ کوئی بدخواہ پسند مسلمان اونپر دست تعدی
دراز نہ کرے باغیوں میں سخت مصیبت پھیلی ہوئی ہے اور شہر والے و قصبہ والے تو غضب کی تکلیفیں سہ رہے ہیں اور دیوانی فیوگا ترقی پر ہے
کینیا میں ۵۰۰ ۲۷ ویٹمو میں ۲۸۰۰ کینڈیا میں ۴۰۰۰ اور سیٹیا وغیرہ میں ۵۰۰۰ ۱ اسلام ہیں۔ ان میں ۲۵۰۰۰ کی سرکاری
امداد سے پرورش ہو رہی ہے۔
اتوار کر وزامیر البحروں نے ان باغی سرغنوں کو بلا کر کہا تھا کہ تم خود مختاری کیجانب کو پسند کرو مگر اونہوں نے پھر وہی ضد کی کہ ہم یونان
سے الحاق چاہتے ہیں خواہ یونانی فوج ہماری سرحد سے نکل بھی جاوے۔
ان باغیوں نے کینڈیا میں آبرسانی کا سلسلہ بند کر دیا ہے:

مصالحت کہ اخبار ٹائمز کا کارسپانڈنٹ مقام ویانا سے لکھتا ہے پہلے یہ مشہور ہوا تھا کہ غالباً روس انگلستان اور فرانس روم
اور یونان میں مصالحت کیلئے پیشقدمی کریں مگر روس میں یہ خیال ہے کہ ایسا کرنا کل دول عظام کو مناسب ہے کیونکہ ساری دول اس
اس معاملہ میں شریک رہی ہیں اور نیز اوسوقت مناسب ہے جب یونان درخواست کرے یہ بیان کہ آسٹریا اور جرمنی کی ہے یہ کہنا محض
غلط ہے کہ آسٹریا یا جرمنی نے جنگ روم و یونان کے معاملہ میں کبھی علیحدہ کارروائی کی ہے جو دیگر دول سے جداگانہ ہو پیرس
میں نیم سرکاری طور پر اعلان ہوا کہ لارڈ سالسبری کی تجویز در بارہ اس امر کے کہ پیرس میں یونان اور روم کے معاملات
کے متعلق کانفرنس ہونا منظور ہو گئی ہے اگرچہ دیگر طور پر اس باب میں گفتگو ہو رہی ہے:

قسطنطنیہ کہ باب عالی نے فیصلہ کر لیا ہے کہ یورپین علاقہ جات مملکت میں اور تین لاکھ فوج بڑھائی جائے گویا مجموعی
تعداد فوج کی بشمول اون افواج کے جو اناطولیا میں مقیم ہے سلطنت عثمانیہ اب عنقریب پانچ لاکھ فوج یورپ میں مسلح کرینگی۔ ایک
اتوار کو دستہ چار ترکی جہاز جنہیں فوج بھری تھی بحیرہ ایجین کیطرف دارڈنیلز سے روانہ ہوئے۔ ترتیب کے باشندوں نے ان ہی سے

دونوں شامل تھے ایک سو پندرہ گھوڑے البانیا کی فوجکو استعمال کے لیئے نذر کیئے۔

استنبول کے یہودیوں کی ایک جماعت نے درخواست کی ہے کہ ہم فوج کی وردیاں بلا اُجرت سینے کو تیار ہیں۔ حساب کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ۳۱ مارچ ۱۸۹۷ء سے آجتک بعالی کا زائد فوجی خرچ ۳۵ لاکھ پونڈ ہوا ہے آجکل کے پونڈ کی قیمت کے لحاظ سے یہ رقم قریب ۶ کروڑ ۳۰ لاکھ کی ہوتی ہے اب ترکوں نے کہا کی زیادہ ستانی کی ہے اگر خرچ جنگ بقدر ۶ اکروڑ کے بالکل ہے کیونکہ یہ رقم ۵ مئی ۱۸۹۵ء تک کی تھی اُسوقت سے آجتک کئی لاکھ اور بھی صرف ہوا ہوگا۔ یہ مانا کہ یونان دیوالیہ اور مفلس و قلاش محض ہے مگر پا باندازہ روا بدار کے مسئلہ کو پیش نظر رکھتا ورنہ یہ روز بد کیوں دیکھنا نصیب ہوتا۔ اب تو ہے اس من خود کردہ ۔ را تدبیر چیست؟

جنرل وان ہنک (جو قیصر ولیم کی وزارت جنگ کے اعلے افسر ہیں) نے گریبکوف پاشا کو حکم دیا ہے کہ وہ استنبول میں آجاویں گریبکوف پاشا الاسونا میں محض توپخانہ اور سامان حرب کو ملاحظہ کرنے کو گئے تھے چونکہ اُنہوں نے میدان جنگ میں خاصکر لاریسہ کے قبضہ میں بہت کچھ حصہ لیا ہے اسلیئے عام طور پر یہ بڑہ ہوتی ہے کہ باوجودیکہ اب تک اونکا تعلق افواج جرمنی سے منقطع نہیں ہوا وہ معرکہ میں کیوں اسطرح شریک ہوئے یہی حال دیگر جرمنی افسروں کا بھی ہے یہ افسر شہنشاہ جرمن نے عاریتاً سلطان کو دیا تھا۔

خدیو مصر اور سلطان کے تعلقات جریدہ سرکاری خبر دیتا ہے کہ سلطان المعظم کے صدر اعظم نے خدیو مصر کو سرکاری طور پر فتح ٹرنووا اور لاریسا کی اطلاع دی۔ اور خدیو نے کمال نیازمندی اور عقیدت سے مبارکباد کا اظہار کیا حضرت سلطان المعظم نے بجواب اسکے اظہار خوشنودی مزاج فرماکر ارشاد فرمایا کہ آیندہ سے سیکرٹری کو حکم ہوا ہے کہ آپکو وقتاً فوقتاً جس قدر فتوحات افواج قاہرہ کو فضل الٰہی سے ہوتی رہینگی۔ باضابطہ اطلاع دیجاویگی۔

اس جنگ میں خاصتاً یہ امر قابل بیان ہے کہ یونانیوں نے جو مراسلات میدان جنگ سے اپنے اعلی افسروں کے پاس بھیجی ہیں وہ سب کی سب کذب اور افترا سے ملے تھے شکستوں پر شکستیں ہوتی جاتی تھیں مگر وہ یہی لکھتے ہے کہ ہمیں فتح ہوئی ہے مگر دشمن کو تو اونہوں نے کمال کیا اور اپنی اس کذب بیانی کو انتہا کے درجہ پر پہنچا یا چنانچہ ٹایمز کا کارسپانڈنٹ متعینہ ایتھنز حسب ذیل لکھتا ہے ۔

رات کو جب یہ خبر آئی کہ وسیتنو اور فارسلا پر ترکوں کو ہزیمت ہوئی تو یہاں بڑا جوش پیدا کرنیل سمولنسکی نے لکھا تھا کہ وسیتنو میں ترکوں کی جمعیت دس ہزار آدمی سے زیادہ تھی جو دو حصوں میں منقسم ہوکر ہمپر آپڑی مگر ہمنے اونہیں پسپا کیا اوسی روز سے پھر جو مراسلت کرنیل مذکور کیطرف سے آئی اوسمیں درج تھا کہ پنج چھ پہر سخت لڑائی کی اور میری فوجیں خون کے دریا چلے ہیں ۱/۲ ۷ بجے دن کے لڑائی بند ہوئی اور کرنیل مذکور نے ایک تار ہمضمون کا دیا کہ خدا تعالی کی مہربانی سے ہمیں یہ فتح نصیب ہوئی ہے چار بجے پھر ترکوں نے حملہ کیا مگر کرنیل نے پھر اونہیں پسپا کیا جب کرنیل کے پاس اور امدادی فوج پہونچی تو اُسنے اب حملہ میں پیشقدمی کی اور بقول اوسکے دشمن کو سخت نقصان پہنچایا۔ اس لڑائی کے ختم ہونے پر اُس نے کروان پرنس کو تار دیا کہ دشمن اگرچہ پسپا ہوگیا ہے مگر پھر ایک اور حملہ کا انتظار ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ ترک فارسلا کے قلب لشکر پر اوس وقت حملہ آور ہوئے جسوقت اونہوں نے دوسری جانب سے لیتنو پر حملہ کیا تھا صبح ہوتے ہی عساکر عثمانیہ کو تیسری بار کو بجاکر کیطرف بڑھتے اور کروان پرنس نے وزیر جنگ کو تار دیا کہ لڑائی ہونیوالی ہے تھوڑی دیر کے بعد دوسرا

صاحب نے دوسرا تار اس مضمون کا دیا کہ جنگ واقعی شروع ہو گئی ہے اور یونانی اگلے مورچوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ آئے ہیں معلوم ہوتا
ہے کہ یہ واقعہ قریب دوپہر کے ہوا۔ اس جنگ کا نقشہ برابر ایک دن سے تھا اور یونانیوں کی فوجیں صبح ہوتے ہی مقابلہ کیلئے تیار رہتی تھیں جب
کرون پرنس میدان میں بذات خاص پہنچا تو سپاہیوں کو فی الجملہ کچھ ڈھارس سی ہو گئی اور پرنس نکولس دکھائی دیا اور کرون پرنس
بھی توپخانہ کے ساتھ میدان میں موجود تھا شام کے وقت تک لڑائی جاری رہی اوس وقت ترکوں نے آتشباری بند کر دی رات آٹھ بجے
کرنیل پالے نے جو کرون پرنس کی فوج کا چیف سٹاف افسر ہے رپورٹ جنگ تیار کی جسکا ماحصل یہ ہے آج دو بجے ترکوں نے ہمارے مورچے
پر حملہ کیا کل سے اون کی نیت یہ نظر آتی تھی کہ ہماری میسرہ کو چھیڑ کر نکلجائیں مگر آج خلاف توقع اونہوں نے اپنا ارادہ فسخ کر کے ہمارے
مقدمۃ الجیش پر حملہ کیا چونکہ اونکی تعداد بہت زیادہ تھی اسوجہ سے ہماری طلیعہ کی فوج لڑتے لڑتے پیچھے کو ہٹ آئی اور اپنی فوج کے میمنہ کے
مقابل میں ایک مقام پر آکر جم گئی گولہ اندازی بھی ہوئی مگر تھوڑی دیر تک جاری رہی ترکوں کی پیادہ فوج اگرچہ تین مقامات پر بڑی زور سے بڑھی
آتی تھی مگر ہماری فوج نے اوسکی پیشقدمی کو روکا معلوم نہیں کہ ہمارا یا ترکوں کا نقصان کسقدر ہوا کرون پرنس لڑائی میں موجود تھا اور سپاہ
فوج کی آتشباری کی زد میں کھڑا رہا اور پرنس نکولس فوج کے میمنہ میں سپاہیوں کو حوصلہ دیتا رہا اوسکے توپخانے کے مقابلہ پر دشمن کے دو توپخانے ایستادہ تھے
ہم اپنے مورچوں پر قابض ہیں کل غالباً پھر لڑائی ہوگی ترکوں کی جمعیت ہم سے بہت زیادہ ہے ہمارے سامنے ہیں جس فوج نے ہماری میمنہ پر
حملہ کیا تھا اون کی تعداد پندرہ ہزار سے کم نہ تھی علاوہ بر آن مرج ملونا کیطرح انکی فوجیں نہر وزیر پہاڑ و نسی آتش دکھائی دیتی ہیں کوہ
کا توپخانہ اور سوار ہمکو دستی ہم سے بدرجہا زیادہ ہیں صرف ایک دستہ سواران جو ہمارے ساتھ تھا وہ بھی بحر بیٹی کی رکابیں فتح کر کھال
لیے گیا ہے (لعنۃ اللہ علی القوم الکاذبین) چھ بجے سے لیکر آٹھ تک یہ مرد آدمی یہ تو طیبہ تمہید لکھتا رہا۔ اور نہ معلوم کتنی
کاغذ پھاڑ کر یہ مسودہ تیار کیا جس میں دبی زبان سے شکست کا اقرار کرنا پڑا اور جس کے لفظ لفظ سے تصنع ظاہر ہو رہا ہے مگر جسنے تاہم
بلکہ بعض وزیر جنگ فتح کی خبر سمجھکر پھولے نہ سمائے باہر ہو گیا چنانچہ آگے ظاہر ہوگا فارسی کی مشہور مثل واقعی یہاں صادق آتی ہے خو گرفتہ خو نیابد ور کرد
اس رپورٹ کے آنے پر گورنمنٹ نے کرون پرنس۔ پرنس نکولس اور کرنیل سمولینسکی کو جداگانہ مبارکباد کی تاریں بھیجیں اور وزیر جنگ نے
جنگ زکل فوج کا نام جو فارسالا میں مقیم تھی مبارکباد کا تار علیحدہ روانہ کیا۔ بعد ازاں پادشاہ نے اپنی طرف سے کرون پرنس کے
فوج کو ایک علیحدہ تار اظہار مسرت اور مبارکباد فتح کا دیا اور فتح شادیان بجیا دیکھ روزمرہ میں جان بچا کر امان کی گود میں
واپس آنیکو کہتے ہیں ایسی ہی فتح ہوئی تو انہیں تین ہفتوں کے اندر خیر سے ایتھنز میں واپس پہنچا دیا ہے اور اور جو فوج بڑے
طمطراق سے قسطنطنیہ کی فتح اور کریٹ کے الحاق کے لیے گھر سے نکلی تھی تھسلی کو بھی ہاتھ سے دے بیٹھی -)
ہر ایک شخص کو یقین تھا کہ آج ہی فارسالا اور ویلسٹینو کا قطعی فیصلہ ہو جائیگا۔ لوگ کل کی خبر دلسے بڑے خوش خوش اترائے
ہوئے پھرتے تھے اور اپنی فوجی قوت پر بہت نازاں معلوم ہوتے تھے ہر ایک گرجا میں فتح کی دعا بھی زور و شور بلکہ ساز و سامان
سے گائی گئی اور یہ دعا فتح کا شادیانہ بڑے ساز اور آہنگ کے ساتھ بجایا گیا مگر لوگ ان رنگ رلیوں میں ہمہ تن
مشغول تھے کہ یکایک یہ خبر برق خاطف کیطرح آ پہونچی کہ فوجیں فارسالا سے بھاگ کر دومکاس پر واپس آ گئی ہیں۔

واقعاتِ صلح

جب لڑائی عارضی طور پر تھم گئی تو کرون پرنس نے ایک فوجی کونسل منعقد کی جسنے یہ قرار دیا کہ چونکہ ادہم پاشا کی فوج تخمیناً ساٹھ ہزار آدمی ہے اور ترکوں کی نقل و حرکت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ فارسلا کو بالکل محصور کر لیں اسلیے مناسب وقت یہی ہے کہ یہاں سے جان چھوڑ کر ڈومکاس کو جانا چاہیے اور یہہ واپسی بلحاظ حالات موجودہ رات کے وقت مناسب ہے اس فیصلہ کی اطلاع کرنیل سمولنسکی کو بھی دیگئی اور اوسکو اختیار دیا گیا کہ وہ خود اپنے لیے راہ فرار تجویز کرے یہ فیصلہ ہوتے ہی فوج کا نقل و حرکت شروع ہو گیا اور سپاہی ترتیب کے ساتھ پیچھے ہٹنے لگے گو رات کے وقت ترکوں نے اپنی مجوزہ حرکت فارسلا کو محصور کرنیکی شروع کی مگر جب صبح ہوئی تو انہیں معلوم ہوا کہ دشمن یہاں سے چلدیے ہیں ڈومکاس کے باشندے شہر سے بھاگ گئے ہیں کرنیل سمولنسکی رات بھر ولسٹینو میں رہا صبح کے وقت ترکوں نے اوسکی فوج پر سخت حملہ کیا اور طرفین سے جنگ شروع ہو گئی مگر نتیجہ ابتک معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔

ترخالا کے باشندے بھی شہر سے نکل گئے ہیں اور میجر ٹریٹی اپنے سواروں کا دستہ لیکر کل فوج کو ساتھ شامل ہونیکے لیے ڈومکاس کو چلا گیا ہے۔ آج شبہ کیا جاتا ہے کہ کرنیل ولیدورا اور کرنیل کالنسٹن آگلسن جہاز میں پیٹرس سے واپس آ جائینگے۔ کرنیل جاسوس قید و دخیل ہو گئے آور کرنیل کانسٹن ڈومکاس میں چیف سٹاف ہو کر جاتا ہے کرنیل ہیناس آرٹا کی کمان سے معزول ہو گیا ہے اور اوسکی جگہ کرنیل سٹیر وشاف مامور ہو گیا ہے۔ بعد میں یہہ افواہ اڑائی گئی کہ فارسالا سے فوجیں اسلیے ڈومکاس کو بھاگی ہیں کہ وہاں مشہور ہو گیا تھا کہ کرنیل سمولنسکی آیبرو کی جانب بھاگ رہا ہے۔

لڑائی ختم ہو گئی ہے اور یونان نے اپنی شکست کا اقرار کر لیا ہے اور دول عظام کی وساطت کو قبول کر لیا ہے کہ بیچ بچاؤ کر کے مصالحت کرا دیں اور اونکی اس تمہیدی شرط کو بھی منظور کر لیا ہے کہ ہم اپنی فوجیں کریٹ سے واپس بلا لیں گے ۵ مئی بروز چارشنبہ ترکوں نے فارسلا پر حملہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ دن بھر اونکا مقابلہ بلکہ مدافعہ ہوتا رہا یہانتک کہ تیسرے پہر میں جو خبریں میدان جنگ سے اوس وقت تک پہنچیں اونسے یہہ ترشح ہوتا تھا کہ عساکر عثمانیہ سخت نقصان کے ساتھ پسپا ہوئے ہیں مگر شام کے وقت ترکوں نے کرون پرنس کا قافیہ کچھ ایسا تنگ کیا کہ اوسے بھاگتے ہی بن آئی چنانچہ وہ رات کو ڈومکوس کی طرف بھاگ گیا جہاں جا کے اوسنے دم لیا اور دوسرے دن صبح کو یعنی جمعرات کے روز ترکوں نے مقام فارسلا پر قبضہ کر لیا مفصل کیفیت اس لڑائی کی جو میدان جنگ سے اینتفر میں آئی ہے یہ ہے کہ کرون پرنس نے اپنی صفوں کو آئین جنگ کے مطابق ترتیب دیا اور ٹھیک دوپہر کے قریب یونانی فوجیں آگے کو بڑھیں ترک جنکی جمعیت پچاس ہزار سے کم نہ تھی اوسیوقت کوہ ٹکوسے اترے اور اونہوں نے اپنے توپخانہ کو مناسب مقامات پر نصب کر کے آتشباری کرنے لگے اس آتشباری نے یونانیوں کا سخت نقصان کیا علی الخصوص اوس حصہ لشکر کا جو ریلوے سٹیشن کے قرب و جوار میں خیمہ زن تھا۔ ترک برابر توپوں کی آڑ میں بڑھتے گئے اور لشتر و دو نکل آئے کہ یونانیوں کے ساتھ سینہ بسینہ ہو گئے یہ حال دیکھکر کرون پرنس نے واپسی کا حکم دیدیا۔ یہ بھاگنے والی فوج سامان حرب گولہ بارود وغیرہ اپنے ساتھ ہی لے آئی ترکی افواج نے چلتے چلتے موضع تاتری کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور موضع ڈیوسکی کے ایک یونانی پادری کو اوسکے بال بچوں سمیت تہ تیغ کیا اب یونانی فوجیں مقام ڈومکاس میں ٹھہرنے پر تلی بیٹھی ہیں معلوم یہہ ہوتا ہے کہ جس قدر اخبار نویسوں کا رسپانڈنٹ یونانی فوجوں کے ساتھ تھے اونکی مسودے پہلے یونانی افسروں کو دکھائے جاتے تھے اور جب وہ منظور کر لیتے تھے اوسوقت اپنے اپنے اخباروں میں بغرض اشاعت بھیج سکتے تھے ورنہ انگریز جو بالطبع آزادی پسند اور اخبارات میں راست بیانی کے

عادی ہیں ایسے تعجب کی کیوں مرتکب ہونے لگے تھے اور سطرح چھپا چھپا کر اصلی حالات پر کیونکر پردہ ڈالتی ہر ایک فقرہ تلا ہوا بلکہ ہر ایک لفظ جنتری سے نکلا
ہوا معلوم ہوتا ہی اگرچہ ناچار نتیجہ نکالنا پڑتا ہی مگر صرف مطلب ہزاروں پہلو سجا سجا کر بیان ہوتا ہی چنانچہ ہماری اس رائے کی تصدیق آگے چلکر اون
کارسپانڈنٹوں کی تحریر سے ہوتی ہی جنہوں نے اپنی آنکھوں سے لڑائی تو دیکھی مگر جو یونانی سے حق یا دوبافت میں نہ تھے)

جن کارسپانڈنٹوں نے یہ لڑائی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی اونکا بیان ہی کہ یونانیوں نے یہاں جمکر مقابلہ نہیں کیا بلکہ ڈر کر ایک ایسا مقام
چھوڑ دیا جسکا فتح کرنا آسان نہ تھا۔ یونانیوں کی جمعیت تیس ہزار تھی (تیس ہزار سپاہی بھی ہوتیں تو ملاسے پانچ چھ گھنٹے اور
بھی رستے ہی رک جاتا مگر ان جانباز قومی شہیدوں سے یہ بھی نہ ہو سکا ہتھیار سب پھینک کر بھاگ گئے تو بہت سا ذخیرہ سامان حرب و خوراک اور چند
توپیں بھی پیچھے چھوڑ گئے ترکوں نے دو سو سے زیادہ زندہ گرفتار کر لیے دیگر ہماری شنید میں تو وہ نہیں چڑیا خانہ میں بھیجدیں تاکہ لوگ اونکی زیارت
کیا کریں ویلو، فرسالس کے باشندے، مونیخ، لامیا میں پہلے ہی بھاگ گئے تھے (جب ترک لامیا کا رخ کرینگے تو کہاں جاؤ گے ہم میں

ع اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے ؛ مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے ؛ ذوق

ترکوں کا نقصان اس معرکہ میں فقط ۵۰ سپاہیوں کا ہوا اور ۱۰۰ زخمی ہوئے جب ترکوں کا میسرہ آگے کو بڑھا تو یونانیوں نے بڑی زور
کے ساتھ آتش باری کی نشانہ بہت ہی ٹھیک بیٹھتا تھا جس سے صاف ظاہر تھا کہ یونانیوں نے خوب غور سے ان مقامات کی جانچ پڑتال کی
ہے کیونکہ جو گولہ انکی توپوں سے نکلتا تھا وہ خطا نہ کرتا تھا بلکہ بعض اوقات سخت نقصان کرتا تھا چنانچہ ایک دفعہ ایک گولہ کے صدمہ
سے تین سپاہی تو شہید ہوئے اور بہت سے زخمی ہوئے لیکن باوجود اس قادر اندازی کے ترکوں کی پیشقدمی میں ذرا بھی لغزش نہ ہوئی
وہ برابر اوسی استقلال و ہمت کے ساتھ گولے کھاتے ہوئے بڑھتے چلے گئے ان نقصانوں کی اونہوں نے ذرہ بھر بھی پروا نہ کی ❊

پیر ۲۶ کے روز کراؤن پرنس نے حسب ذیل اعلان شائع کیا یونانی فوج کے سپاہیو فوج ڈومو کوس میں واپس آگئی ہی کیونکہ فارسلا میں استحکام نہ تھا
اور غنیم کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی مگر اب جو مقامات تمہارے قبضہ میں ہیں وہ ایسے مستحکم ہیں کہ امید نہیں کہ دشمن اونپر اپنا قابو پا سکے
خواہ اوسکی فوج ہم سے کتنی زیادہ کیوں نہو مجھے یقین ہی کہ تم عنقریب اونہیں مار کر بھگا دو گے اور خود حملہ کر کے اون کو قلمرو یونان کی سرحد
کو پار کرا دو گے یہ خیال رہی کہ تم اپنے وطن کا مقدر انتظام اپنے ہاتھوں میں رکھتے ہو اور تم اپنے شاہ اور قوم کی بہبود کیلئے میدان کارزار میں آئے ہو۔
تمہیں لازم ہی کہ دشمن کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دو میں بخوبی جانتا ہوں کہ تمہیں سخت تکلیف ہو رہی ہی اور مسلسل چند دنوں کی جنگ
سے تم تھک گئے ہو مگر ان مصیبتوں کو استقلال کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے کیونکہ تم اپنے ملک کی ناموس کیلئے لڑ رہے ہو۔

دہر کسے ناصح بر آید گراں ؛ ناصح خود یافتم کم در جہاں ؛ بیچارے تنخواہ سے سپاہیوں کو بیلن ترابیات مانگی جاتی ہی اور کا نسخہ
نایابی خود وقت پڑتا ہی کہیں موقعہ پڑا امیدان ہی یوں غائب ہو جاتے ہیں جیسے جاڑے کی چھپکلی، یا دسہرہ کا نیل کنٹھ اور اسپر طرہ یہ کہ جیوٹ کی
فوجیوں کو بھی بھگانے کا حکم پہلے سے جانتے ہیں جسکی غرض سوائے اسکے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ اکیلا میں ہی سوا ہوں بلکہ مرگ انبوہ جشنے
دارد کی کہاوت صادق آوے اور یہ جہاں وہ میں سب کو پیچھا کر دم لیا تو ننگ ناموس مقدس اتمام سب قومی وطن غیرت سب پایا جاتا دیکھتے
ہمارا کارسپانڈنٹ مقام ڈومکاس سے لکھتا ہے کہ میں ہفتہ کو دو اس راستے سے گذرا جو لامیا کو راستہ میں آتا ہی اب تکمیر اِن

سرحد بدستور موجود ہے کیونکہ ترکوں کے مورچے برقرار ہیں۔ لوگ سب کے سب بھاگنے پر تیار بیٹھے ہیں۔ ہزاروں بیل۔ گائے۔ بھیڑیں۔ گھوڑے اونٹ۔ اسباب خانہ داری کے چھکڑے قطار در قطار سمندر کیطرف کو جاتے ہیں۔ ڈومکاس میں یونانی فوج کی جمعیت تیس ہزار سپاہی ہے اور قلب لشکر ایک پہاڑی کے عقب میں واقع ہے جو سمندر سے ۴۰۰ فیٹ مرتفع ہے اور وہاں سے فارسلا کا میدان بھی برابر دکھائی دیتا ہے کرنیل سمولنسکی کی سپاہ میمنہ کیطرف گورا کی سڑک پر خیمہ زن ہے اگرچہ سپاہیونکا حوصلہ اور صحت اچھی حالت میں ہے مگر موسم کی اس ناقص حالت میں سپاہیوں کا صحیح وسالم رہنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔

ہفتہ کے روز شدت سے گرمی رہی اور اتوار کو پھر سخت بارش ہوگئی جس سے موسم میں بہت بڑا فرق پیدا ہوگیا اور فوجوں میں جنکا شب و روز کا بسیرا فقط آسمان کے تلے ہے اس تغیر سے ضرور جسمانی نقصان پہنچا (حضرت ابھی تو بڑا طاعون ادہم پاشا [illegible] دور ہی سے تاک رہا ہے جب قریب پہنچیگا تو اوسوقت یہ حال جاری ہوگی مگر یہ کہنا اور اس بیماری کا بہانہ بھی خالی از علت نہیں یہ بھاگنے کی پہلی بنیاد رکھی گئی ہے دیکھیں کن کن ترکیبوں سے بزدلی کی جاتی ہے۔ وکیل)

پیر کے روز ٹائمز کا کارسپانڈنٹ بذریعہ تار کے خبر دیتا ہے کہ آج رات سے بارش مسلسل ہو رہی ہے جسکا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ بیماری بری طرح پھیل گئی اور فکر ہے تو اسبات کا کہ دوا کافی موجود نہیں۔ دقت تو یہ ہے کہ اسوقت میں کمسریٹ کا اہتمام کیا جاوے یا دیگر ضروری باربرداری کا یا ڈاکٹروں اور ادویات کا ظاہراً کمسریٹ نے فوجیوں کے آرام کا مطلق خیال نہیں کیا اس سے ضرور ہے کہ بیچارے سپاہیوں کا حوصلہ پست ہو مگر انگریز کوشش کر رہے ہیں کہ انتھنز سے ادویات ان بیماروں کے لیے منگائی جائیں اور یہاں پر عارضی ہسپتال قایم کیے جاویں (خواہ مخواہ اتنا درد سر کیا گیا۔ انکی بیماری تو ادہم پاشا کے آتے ہی زائل ہونیوالی تھی اور یہ بات کچھ نئی نہیں بلکہ بار بار کی تجربہ کی ہوئی مگر ثابت کر دیا تھا کہ جہاں انکی فوج نے آگے کو قدم بڑھایا اور یہ بھاگنے کے لیے لیس ہوگئی بلکہ جسمیں توانائی نہ ہو وہ گھٹنوں کے بل ہی تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز۔ وکیل)

یونانیوں نے اس مقام کو بہت مستحکم بنا لیا ہے اور ان پچھلے چند دنوں میں بہت سے نئے مورچے بھی قایم کر لیے ہیں مگر سامان رسد رسانی کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ باربرداری کے جانور کم دستیاب ہوتے ہیں ترک اگرچہ دو گھنٹے کی مسافت پر آ پہنچے ہیں مگر ظاہراً حملہ کا بالفعل ارادہ نہیں رکھتے۔ یونانیونکو تشویش ہے اور وہ برابر اپنے مورچے مضبوط کیے جاتے ہیں ڈومکاس کی صورت موجودگی کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عقب کیطرف سے حملہ کیا جاوے عجب نہیں کہ اگر عارضی وقفہ لڑائی میں ہو گیا تو ترک جنگی جمعیت ساٹھ ہزار بیان کیجاتی ہے اوسیطرف سے حملہ آور ہوں اگر یقیناً یونانیونکو یہاں شکست ہوگئی تو پھر یونانیونکا خاتمہ ہے۔

جنگ ویلسٹینو

یہاں ترکوں کے بارہ سو جوان اس لڑائی میں کام آئے چنانچہ یونانیوں نے انہیں سے چھ سو کے قریب دفن کیے علاوہ برآں چار سو رسالے کے گھوڑے بھی مارے گئے اور یونانیونکو فقط ۲۳۰ آدمیوں کا نقصان ہوا جن میں سے ۸۵ تو مارے گئے اور باقی زخمی ہوئے یہ تو پہلی مئی کا واقعہ تھا دوسری مئی کو حقی پاشا نے پھر یورش کی اور ایک سخت مقابلہ کے بعد ترکوں نے پہلا مورچہ لے لیا اور یونانی اپنی دوسری لائن پر پسپا ہوگئے۔ جہاں پہ انہیں ٹھہرنیکا

جرأت نہ ہوئی۔ اور تاب نہ لاکر دولو کی طرف بھاگ گئے یہ لڑائی سخت ہوئی اور یونانیوں کے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ
رجمنٹ نمبر ۷ میں سے فقط ۲۰ آدمی سلامت رہے ترکوں کو یہ فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ انکے پاس میدانی توپخانہ موجود تھا برخلاف
اسکے یونانیوں کے پاس فقط پہاڑی توپخانہ تھا علاوہ بریں انکے جنرل لوگ بڑے ہوشیار رہے اور تدبیر سے کام کیا کرنیل سمولنسکی
جمعہ کے روز اپنی فوج لیکر آیرو کو بھاگ آیا ہے اس بھاگڑ میں کوئی بے ترتیبی واقع نہیں ہوئی ۔ اس جنرل کی تعریف بڑے
متعصب اخبار نویسوں کے بہت دم بھرتے جاتے تھے اب جو اس نے بھی اس ذلت کے ساتھ نیچا دیکھا تو کسی کے چھوٹے
منہ سے ایک کلمہ بھی جنرل حقی پاشا کی توصیف میں نہ نکلا جس نے اونکو ایسا رگیدا کہ بچا کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ ڈیلی

بعد ازاں منگل کے روز ایتھنز میں اسمضون کا ایک تار آیا کہ ادہم پاشا کا ارادہ ہے کہ وہاں بھی کرنیل سمولنسکی پر حملہ کرے جس کی
خبر پاتے ہی کرنیل صاحب آیرو سے بھی بھاگے اور مقام سوروپلی میں جو آیرو کے شمال میں واقع ہے جا کر پناہ لی آخر یونانی ہی تو تھے یہ
اپنے بھائی بندوں سے کیوں پیچھے رہتے آجکل کے یوروپین آئین جنگ کے رو سے پیچھے ہٹ آنا بھی فنون حرب میں داخل ہے اور ہر ایک
ملٹری کالج میں جہاں اور اقسام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے وہاں اسکے طریق بھی سکھائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس فن پر بھی انکی
مشق بہت ہی توجہ سے کی ہے اور انکی نحوست سے یا یونانی ملٹری کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جنرل اور کرنیل اس فن میں
بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہیں۔ مترجم کرنیل سمیٹس نے تار دیا ہے کہ میں کرنیل سمولنسکی کی امداد کو جا رہا ہوں +

دولو کا قبضہ

ہفتہ کے روز ترکی فوج کا ایک دستہ نے زیر کمان جنرل حقی پاشا دولو پر بھی قبضہ کر لیا یونانی
سپاہ تو پہلے ہی ایتھنز کو بھاگ گئی تھی مگر شہر کے باشندے وہیں رہے جب انگلش اور فرانسیسی
قونصلوں نے مارشل ادہم پاشا کے پاس اونکی جان کی امان مانگی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور اونکی
جان و مال میں کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی۔

یونانی امیر البحر نے جو خلیج دولو میں تھا۔ ادہم پاشا کی اس شرط کو قبول کر لیا تھا کہ میں یہاں سے آیرو کی طرف بھی
ہٹ جاتا ہوں اور عساکر عثمانیہ سے مزاحم نہ ہوںگا (یہ وہی جہازات کا بیڑہ ہے جو یونان تو یونان بلکہ کل سیاسی
سلطنتوں کا مایہ ناز ہو رہا تھا۔ اور شاید یہ وہی امیر البحر تھا جو سر بمہر احکام لیکر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنیکو گھر سے چلا تھا۔

خیال حوصلہ بحر می پزد ہیہات ۔ چہاست در سر این قطرہ محال اندیش

۱۱ العظمۃ للہ جو شخص خواہ ڈارڈنلز بلکہ گولڈن ہارن پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ اپنی ہی سرحد کے اندر خلیج دولو میں
غنیم کے امیر لشکر کے روبرو اس طرح ہاتھ جوڑ کر اپنا پیچھا چھڑائے۔ اوسکی ندامت کا بشرطیکہ اوسمیں یہ حس ہو اوس وقت کیا حال
ہوگا ہماری سمجھ میں مادہ غیرت ہی اسمیں نہ ہوگا۔ ورنہ خلیج دولو اتنی تنگ ہی تو نہ تھی کہ اوسکو ڈوبنے کو کافی نہ ہو۔ مترجم
ریوٹر کا کارسپانڈنٹ راوی ہے کہ موضع رمبلو کے بعض زمینداروں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ترکوں کی
فوج نے سارے گاؤں کو تاخت و تاراج کیا اور قریب ستر مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا گیا ہے گو آگ سے جلایا نہیں مگر جستہ

تصویریں نصب تھیں اون سب کو اکھاڑ ڈالا اور محرابیں غیرہ سب کچھ مسمار کردیا گائے بیل بھیڑ بکری بلکہ مرغیاں تک لوگ لے گئے
یونانی گورنمنٹ کو ایپیرس سے بھی ایسی ہی تاخت و تاراج کی خبریں آئی ہیں تھیسلی کے شمال مغرب میں بھی ترکوں نے بعض گاؤں غارت کئے ہیں
اور دسینو کے قرب و جوار میں بہت لوٹ مچائی ہے ایسی خبریں فقط رپورٹ کے کارسپانڈنٹوں کو ملتی ہیں اور کسی کو نہیں ٹرجمہ
ٹائمز کا رسپانڈنٹ مقام لاریسہ سے ۲۶ اپریل کو اسطرح خبر دیتا ہے جب کل میں شہر کے اندر ایک سواروں کے دستہ کے ساتھ
گیا تو مجھے یہاں کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی ۔ ابھی غنیم کا ایک سپاہی بھی یہاں نہ آیا تھا کہ اسکی محافظین نے اسے غارت کیا
اکثر دوکانیں بند تھیں اور اکثر دکھی قفل ٹوٹے ہوئے تھے گھروں کا یہ حال تھا کہ جا بجا لوٹ اور دست درازی کے ثبوت ملتے جاتے تھے
اسباب خانہ داری بڑی بے سلیقگی کے ساتھ ادہر ادہر بکھرا ہوا تھا ۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بہ اگرچہ کی جلدی ہی اسکا سبب ہوئی ہو مگر زیادہ
اسکا موجب یہ تاخت و تاراج تھا جو خود وہیں کے بدمعاشوں نے ان بکسوں پر اپنے ہاتھ صاف کیا کل تمام بلکہ رات بھر ترکی افسران فوج
کے فرو کرنے میں مصروف رہے اور انہیں اسمیں پوری کامیابی بھی ہوئی اسمیں شک نہیں کہ ابتدا کی سپاہیوں میں سے ایک دو نے لوٹ مار
پر جرأت کی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوج سے علیحدہ کئے گئے اور سرباز اور دو سپاہیوں کو گولی سے مار دیا گیا کیونکہ اونہوں نے باوجود اطلاع کے
احکام کی تعمیل میں تساہل کیا تھا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب فوجیوں کے کان ہو گئے اور ترکی جنرل کے اس فعل نے ساری فوجیں اسکی ضابطہ کی
پابندی کا سکہ بٹھا دیا اور اس سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ ترکی فوجیں کس حد تک انتظام اور قواعد کو دخل ہے کیونکہ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے
کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے ابھی ابھی ایک شہر بزور شمشیر فتح کیا ہو اس امر سے روکا جائے کہ وہ کسی ایسی جائداد پر ہاتھ
نہ ڈالے جسے وہ شیر مادر سمجھ رہا ہو اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ غنیم بھی اسمیں اپنا حصہ لیچکا ہو۔

اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری فوجیں بے ضابطگی اور بے آئینی سے طرح پھیلی ہوئی ہیں ۔ اور ان رنگروٹوں نے بجائے فائدہ کے
ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس بے تکی لڑائی کی جسکی یہ لوگ عادی ہو رہی ہیں ایسی غنیم کے مقابلہ میں ذرا بھی پیش رفت نہیں
جا سکتی جسکی فوجیں آئینی ہوں اور جسکی جنرل آجکل کے فنون جنگ سے بدرجہ غایت ماہر اور مشاق ہوں۔

ایم پیوٹری سابق وزیر صیغہ بحریہ نے بہت سے مراسلے شایع کئے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحری افواج کے افسروں نے وزارت کے
احکام کی تعمیل سے انکار کیا تھا ۔ اور کومونڈور سٹوری نے یہ دھمکی دی ہے کہ میں بھی اس قسم کی دیگر مراسلتیں شایع کرونگا۔

کپتان بری ایم پی اور جو ریڈ کراس سوسائٹی میں انگریز فنکیطرف سے وکیل ہے اور جنکا کام یہ ہے کہ یونانی زخمیوں کی خبرگیری کریں
الکسونجی وولو سے یونان میں لوٹ آیا ہے انمیں تین انگریز والنٹیر ہیں انگریزوں کی اٹھارہ والنٹیر تھے انمیں سے پانچ زخمی ہو گئے ہیں۔
جو مصیبت زدہ وولو اور دیگر نواح تھیسلی سے آئے ہیں وہ موضع سکیاس اور اوریلو اور دیگر مقامات میں پڑے ہوئے ہیں
اون کی حالت سخت دردانگیز اور واجب الرحم ہے ۔ اکثروں کو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی ۔ اب مقام پائیریس سے ایک جہاز سامان
رسد لیکر ان کے لیے روانہ ہوا ہے تھیسلی کے علاقہ جات سے پائیریس میں بہت سے آدمی آئے ہیں انمیں سے اکثر نہایت تباہ حالت میں ہیں
گورنمنٹ نے ایک مجلس انکی دستگیری کیلئے مقرر کی ہے اس کمیٹی نے ایک فہرست چندہ کی شایع کی ہے اسمیں شاہ یونان نے

جرأت نہ ہوئی - اور تاب نہ لاکر دولو کی طرف بھاگ گئے یہ لڑائی سخت ہوئی اور یونانیوں کے نقصان کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ رجمنٹ نمبر ۷ میں سے فقط ۴۰ آدمی سلامت رہے ترکوں کو یہ فتح اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ انکے پاس میدانی توپخانہ موجود تھا برخلاف اسکے یونانیوں کے پاس فقط پہاڑی توپخانہ تھا علاوہ براں انکے جنرلوں نے بڑی ہوشیاری اور تدبیر سے کام کیا کرنیل سمولنسکی جمعہ کے روز اپنی فوج لیکر المیرو کو بھاگ آیا ہے اس بھاگڑ میں کوئی بے ترتیبی واقع نہیں ہوئی (اس جنرل کی تعریف بڑے متعصب اخبار نویسوں کے بہت دم چڑھے جاتے تھے اب جو اُس نے بھی اس ذلت کے ساتھ نیچا دیکھا تو کسی کے چھوٹے منہ سے ایک کلمہ بھی جنرل حقی پاشا کی توصیف میں نہ نکلا جس نے ادہر ایسا رگیدا کہ بچا کو چھٹی کا دودھ یاد آگیا - وکیل)

بعدازاں منگل کے روز اتینھز میں اسمضونیا کا ایک تار آیا کہ ادہم پاشا کا ارادہ ہے کہ وہاں بھی کرنیل سمولنسکی پر حملہ کریں جس کی خبر پاتے ہی کرنیل صاحب المیرو سے بھی بھاگے اور مقام سوروپی میں جو المیرو کے شمال میں واقع ہے جا کر پناہ لی (آخر یونانی ہی تو تھے یہ اپنے بھائی بندوں کے ایسے ہی کیوں ہٹ رہے آجکل کے یورپین آئین جنگ کے ساتھ سے پیچھے ہٹ آنا بھی فنون حرب میں داخل ہے ادہر انکی ملٹری کالج میں جہاں اور اقسام جنگ کی تعلیم ہوتی ہے وہاں ایسے طریق بھی سکھائے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یونان پرنس انکی مشق بہت ہی توجہ سے کی ہے اور انکی نحوست سے یا یونانی ملٹری کالج کی تعلیم کے اثر سے سب یونانی جنرل اور کرنیل اس فعل کے بڑے ہی مشاق معلوم ہوتے ہیں - مترجم) کرنیل سمیٹھ و نے تار دیا ہے کہ میں کرنیل سمولنسکی کی امداد کو جا رہا ہوں +

وولو کا قبضہ

ہفتہ کے روز ترکی فوج کے ایک دستہ نے زیر کمان جنرل حقی پاشا وولو پر بھی قبضہ کر لیا یونانی سپاہ تو پہلے ہی اتینھز کو بھاگ گئی تھی مگر شہر کے باشندے وہیں رہے جب انگلش اور فرنسیسی قونصلوں نے مارشل ادہم پاشا کے پاس انکی جان کی امان مانگی تو انہوں نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور انکی جان و مال میں کسی قسم کی دست اندازی نہ ہوگی -

یونانی امیر البحر نے جو خلیج وولو میں تھا - ادہم پاشا کی اس شرط کو قبول کر لیا تھا کہ میں یہاں سے امیرو کی طرف پیچھے ہٹ جاتا ہوں اور عساکر عثمانیہ سے مزاحم نہ ہونگا (یہ وہی جہازات کا بیڑہ ہے جو یونان تو یونان بلکہ کل عیسائی سلطنتوں کا مایۂ ناز ہو رہا تھا - اور شاید یہ وہی امیر البحر تھا جو سہرا احکام لیکر قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کو گھر سے چلا تھا -

حبابی حوصلہ بحر شدن ہیہات   چہ ہاست در سر این قطرۂ محال اندیش

(۱) العظمۃ للہ جو شخص ذرا ڈینلز بلکہ گولڈن ہارن پر قبضہ کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ اپنی ہی سرحد کے اندر خلیج وولو میں غنیم کے امیر لشکر کے روبرو اسطرح ہاتھ جوڑ کر اپنا پیچھا چھڑائے - اوسکی ندامت کا بشرطیکہ اوسمیں یہ حس ہو اوس وقت کیا حال ہوگا ہماری رائے میں مادہ غیرت ہی اسمیں نہ ہوگا - ورنہ خلیج وولو اتنی تنگ نہیں تو تھی کہ اوسکو ڈوبنے کو کافی نہ ہو - مترجم)

رپورٹر کا کارسپانڈنٹ راوی ہے کہ موضع رسیلو کے بعض زمینداروں نے مجھسے بیان کیا ہے کہ ترکوں کی فوج نے سارے گاؤں کو تاخت و تاراج کیا اور قریب ۵۰ مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا گرجے کو اگرچہ جلایا نہیں مگر جسقدر

تصویریں نصب تھیں اون سب کو اُکھاڑ ڈالا اور محراب منبر سب کچھ مسمار کر دیا گائے بیل بھیڑ بکری بلکہ مرغیاں تک لیگئے
یونانی گورنمنٹ کو اپیرس سے بھی ایسی ہی تاخت و تاراج کی خبر آئی ہے تھیسلی کے شمال مغرب میں بھی ترکوں نے بعض گاؤں غارت کئے ہیں
اور دلستینو کے قرب وجوار میں بہت لوٹ مچائی ہے ایسی خبریں فقط ریوٹر کے کارسپانڈنٹوں کو ملتی ہیں اور کسی کو نہیں [illegible]

ٹائمز کا رسپانڈنٹ مقام لاریسا سے ۲۶ اپریل کو اسطرح خبر دیتا ہے جب کل میں شہر کے اندر ایک سواروں کے دستہ کے ساتھ
گیا تو مجھے یہاں کی حالت بہت ہی ناقص نظر آئی۔ ابھی غنیم کا ایک سپاہی بھی یہاں نہ آیا تھا کہ اسکے محافظین نے اسے غارت کیا
اکثر دوکانیں بند تھیں اور اکثر دکانوں کے قفل ٹوٹے ہوئے تھے گھروں کا یہ حال تھا کہ جابجا لوٹ اور دست درازی کے ثبوت ملتے جاتے تھے۔
اسباب خانہ داری بڑی بے سلیقگی کے ساتھ ادہر ادہر بکھرا ہوا تہا۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ گڑبڑ کی جلدی ہی اسکا سبب ہوئی ہوگی مگر زیادہ
اسکا موجب وہ تاخت و تاراج تھا جو خود وہیں کے بدمعاشوں نے اُن بکسوں پر اپنے ہاتھ صاف کیا کل تمام بلکہ رات بھر ترکی افسر ان فسادیوں
کے فرو کرنے میں مصروف رہے اور انہیں اسمیں پوری کامیابی بھی ہوئی اسمیں شک نہیں کہ ابتدا کی سپاہیوں میں سے ایک دو نے لوٹ مار
پر جرأت کی تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ فوجیں علیحدہ کی گئے اور سرباز اور دو سپاہیوں کو گولی سے مار دیا گیا کیونکہ اونہوں نے باوجود اطلاع کے
احکام کی تعمیل میں تساہل کیا تہا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب فوجیوں کے کان ہوگئے اور ترکی جنرل کے اس فعل نے ساری فوجوں پر اسکی ضابطہ کی
پابندی کا سکہ بٹھا دیا اور اس سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ ترکی فوجوں میں کس حد تک انتظام اور قواعد کو دخل ہے کیونکہ یہ ایک معمولی بات نہیں ہے
کہ ایک نیم وحشی اور جاہل جماعت کو جس نے ابھی ابھی ایک شہر بزور شمشیر فتح کیا ہو اس امر سے روکا جائے کہ وہ کسی ایسی جائداد پر ہاتھ
نہ ڈالے جسے وہ شیر مادر سمجھ رہا ہو اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ غنیم بھی اسمیں اپنا حصہ لیچکا ہو۔

اکثر یونانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری فوجیں بے ضابطگی اور بے آئینی سطرح پھیلی ہوئی ہو۔ اور ان رنگروٹوں نے بجائے فایدہ کے
ہمیں سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس بے تکی لڑائی کی جسکے یہ لوگ عادی ہو رہے ہیں ایسے غنیم کے مقابلہ میں ذرا بھی پیش رفت نہیں
جا سکتی جسکی فوجیں آئینی ہوں اور جسکے جنرل آجکل کے فنون جنگ سے بدرجہ غایت ماہر اور مشاق ہوں۔

ایم لیوڑی سابق وزیر صیغہ بحریہ نے بہت سے مراسلے شایع کئے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بحری افواج کے افسروں نے وزارت کے
احکام کی تعمیل سے انکار کیا تھا۔ اور کوموڈور سٹوری نے یہ دھمکی دی ہے کہ میں بھی اس قسم کی دیگر مراسلات شایع کرونگا۔

کپتان برٹی ایم پی اور جو ریڈکراس سوسائٹی میں انگریزی ڈیلیگیٹ سے وکیل ہے اور جنکا کام یہ ہے کہ یونانی زخمیوں کی خبرگیری کریں
ایکسو زخمی وولو سے یونان جہاز لایا ہے انمیں تین انگریز والنٹیر ہیں انگریز جنکو اٹھارہ والنٹیر تھے انمیں سے پانچ زخمی ہوگئے ہیں۔

جو مصیبت زدہ وولو اور دیگر نواح تھیسلی سے آئے ہیں وہ موضع سکیاتہس اور اوبیا اور دیگر مقامات میں پڑے ہوئے ہیں
اون کی حالت سخت دردانگیز اور واجب الرحم ہے۔ اکثروں کو پیٹ بھر کر روٹی بھی نہیں ملتی۔ اب مقام پائیریس سے ایک جہاز سامان
رسد لیکر ان کے لیے روانہ ہوا ہے تھیسلی کے علاقجات سے پائیریس میں بہت سے آدمی آئے ہیں انمیں سے اکثر نہایت تباہ حالت میں ہیں
گورنمنٹ نے ایک مجلس انکی دستگیری کیلئے مقرر کی ہے اس کمیٹی نے ایک فہرست چندہ کی شایع کی ہے اسمیں شاہ یونان نے

چھپن ہزار درہم اور ایم سنگروس نے بیس ہزار درہم بطور چندہ دئیے ہیں۔ تھیسلی میں ترکوں کو اس حملہ سے سخت نقصان ہوا ہے اگر تصفیہ
ور دو مہینے پہلے مصالحت نہ ہوئی تو چار کروڑ درہم کا نقصان ابتک ہو چکا ہے۔ ترکوں نے جو مال مویشی اور گھوڑے وغیرہ اسوقت
تک لیے ہیں اونکی قیمت ایک کروڑ اسی لاکھ درہم اندازہ کیگئی ہے۔ ترکوں نے ایک دستہ پولیس کا انتظام اور نگرانی کیلیے لاریسا میں بھیجدیا ہے
ترکوں کی قونصل جو مقامات دوکوتر خالا اور لاریسا میں تھے وہی اون مقامات میں بطور قائممقام (ڈپٹی کمشنر) کام کریں گے۔

اسی قبضہ و دخل کا حال ایک ورنامہ نگار ریوٹر کا جو ترکوں کی افواج کے ساتھ تھا۔ مہی کو اسطرح لکھتا ہے: مارشل ادہم پاشا
کا ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی چند ایسے مقامات پر قبضہ کرے جنسے شہر کی فتح آسانی کیساتھ ہو سکے مگر پو پھٹتے ہی جبکہ ہم سب خیمہ میں
بیٹھے ہوئے چاء پی رہے تھے تو ہمیں دو گاڑیاں دور سے آتی ہوئی دکھائی دیں۔ ان گاڑیوں میں روسی فرانسیسی اٹالین اور انگریزی قونصل
متعینہ وولو سوار تھے انکے ساتھ چار خواص بھی تھے جنکے ہاتھوں میں اپنی اپنی گورنمنٹ کے نشان تھے بہت سے آدمی اونسے ملنیکو باہر نکل
آئے۔ اونکی زبانی معلوم ہوا کہ یونانی افواج نے وولو چھوڑ دیا ہے اور اب فقط وہاں امیر البحر جنگی جہازوں کے ساتھ بندرگاہ میں موجود
ہے یہ قونصل اوس سے مل آئے تھے اور جب اونہوں نے اوس سے پوچھا کہ اب بنظر حالات موجودہ اسکا کیا ارادہ ہے تو اوسنے اون سے وعدہ کیا
تھا کہ اگر مجھے اس امر کا اطمینان دیا جاوے اور وعدہ دلایا جاوے کہ شہر کو غارت اور تاخت نکریں گے تو میں اپنے جہازات ہٹالونگا۔ ان قونصلوں
کے ساتھ میں انگریزی اخباروں کے نامہ نگار بھی تھے میں نے حاضری کی دعوت کی اور بعد از فراغ طعام اون سے مفصل کیفیت یونانیوں
کی شکست اور تباہی کی سنی جو اونہیں بمقام وولو پیش آئی۔ یہ ساری حالات سنکر میں نے اونہیں آرام کرنے کے لیے کہا کیونکہ وہ پچھلے دنوں
کی مزاحمت سے سخت تھکے ہوئے تھے بلکہ ایک شب انگریزی سفارتخانہ میں پہرہ دیتے رہے تھے کسیقدر غور و تامل کے بعد مارشل ادہم پاشا نے
اقرار کر لیا کہ میں شہر میں تاخت و تاراج نہ کرونگا یہ وعدہ لیکر یہ چاروں قونصل واپس چلے گئے اور کچھ عرصہ بعد اونکے ہمراہی چار خواص
بھی پہنچے کہ ہمر کاب امان کا سفید علم دیکر بھیجے گئے۔ میں بھی اونکے ساتھ ہو لیا اور وولو سے کسیقدر فاصلہ پر ہم اس امید میں منتظر کھڑے
ہو گئے کہ ان قونصلوں میں سے کوئی ایک امیر البحر کا جواب لیکے آویگا مگر وہاں سے کوئی بھی نہ آیا یہ حال دیکھکر ہم شہر میں چلے گئے تھوڑے تھوڑے آدمی جمع ہوکر
ہمارے سامنے آئے تھے اور نہایت ادب سے ہمیں سلام کرتے تھے۔ شہر کے دروازہ پر بھی ہمیں بہت سے آدمی مل گئے یہ سب ملکر ہماری رکاب میں
بہت سے آدمیوں کا ہجوم ہو گیا جنکے سر بکلے ننگے تھے اور جنکے چہروں پر بجائے غم کے خوشی کے آثار نظر آتے تھے (ترکوں کی قدر
تھے اور انکے آبا و اجداد انکا ذکر احسان کے ممنون تھے علاوہ برآں وہ اون کے تازہ سلوک اور انسانیت کا شہرہ سن چکے تھے۔ وہ
جانتے تھے کہ ایک سپاہی لشکر ادہم حقیقی شجاع زیردستوں کے ساتھ عادتاً رفق اور ملائمت سے پیش آتا ہے پس اونکا خوش ہونا حق بجانب تھا۔ وولو میں
ہم آہستہ آہستہ محلہ میٹری میں پہنچے جو شہر کا سب سے بڑا محلہ ہے اس موقعہ پر ہمارے ساتھ کئی ہزار آدمی کا ہجوم ہو گیا تھا پہلے تو ہمیں
ٹون ہال کا پتہ نہ لگا مگر بعد میں کسیقدر تلاش کے بعد پتہ چلا یہاں ہم مسٹر کی تلاش کی جو مطلق دستیاب نہ ہوا آخر کار مسٹر گیوبلتر جو
حاضری میں اسکی جگہ کام کرتا تھا ملا جسنے ادہم مارشل ادہم پاشا کا اعلان دکھایا جسمیں منشی یہ تھا کہ باشندگان وولو جو ترکوں کی

۱؎ یہ یونانی کرنسی سکہ ۹۹ پیسہ کے قریب ہوتا ہے اسکے ... کروڑوں روپیہ ملک اور قوم کی بہتری کیلیے خیرات کر گیا ہے ۲؎ انہیں ملک جیسقدر

حفظ و امان میں لے جاتے ہیں وہ اپنی جان اور ناموس اور جائداد کو محفوظ و مصئون سمجھیں انہیں اختیار ہے کہ وہ اپنے معمولی کاروبار
میں مصروف ہوں جب مسٹر گیو اس اعلان کے سنانے سے فارغ ہوا تو ہم سب کے سب ٹاؤن ہال کو روانہ ہوئے میں نے دیکھا کہ عوام الناس بھی اسکے مضمون سے
اطلاع دیے جانے کو کئی ہزار آدمی باہر انتظار میں کھڑے تھے میں نے عمر بھر میں یہ نقشہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہزاروں آدمی باہر نقش دیوار کی
اس بیچ و تاب میں کھڑے تھے اور فقط ایک لفظ کے سننے کو منتظر تھے جو اونکی قسمت کا فیصلہ کرنیوالا تھا مسٹر گیو نے اعلان پڑھا اور چاہا کہ
اعلان کی ابتدا کیجاوے مگر از بسکہ اوسکی آواز پست تھی اس سبب سے سننا سخت دشوار تھا لوگوں نے ہر چند لاکھ کان لگائے مگر سنا ہی نہ گیا
تھا اس سے اون کے دل دھڑکنے لگے اور اوسے ہی گمان پیدا ہونے لگے جب اونہوں نے آواز بلند غل مچا کر کہا کہ خدا بلند آواز سے پڑھو ہم کچھ
سن نہیں سکتے اسوقت بھی دوسرے یونانی جہاز بندرگاہ میں دکھائی دیتے تھے اور امیر البحر کا جواب بھی ابتک آیا تھا آخر الامر جب لوگوں نے اعلان
کا ماحصل معلوم کر لیا تو اون سب کے منہ سے یہ صدا بے اختیار نکلی کہ خداوند کریم سلطان کی عمر میں برکت کرے اور ترکوں کو دیر تک سلامت رکھے

اب وقت تنگ ہو چلا تھا اور ترکی افواج کی آمد شروع ہو گئی تھی سپاہیوں نے شہر میں قدم رکھنا شروع کیا اور اگر
یونانی جہاز نا چاہتا ارادہ جنگ ظاہر کرتے تو ترک اوسی وقت شہر میں مورچہ بندی قایم کر لیتے۔

نجیب بے ایلچی اور دیگر دو کارسپانڈنٹوں کو یونانی امیر البحر کے پاس اسکا منشا دریافت کرنیکو بھیجا کہ اوسکا ارادہ آشتی یا جنگ
کا ہے جب ہم گئے تو ہمیں جہاز کرینون پر ایک کشتیبان ملا جو اگرچہ اسکا جواب لیے آیا تھا اوس نے جواب میں یہ لکھا تھا کہ میں اوسوقت
تک یہاں ہوں جب تک کہ ترک امن کے ساتھ شہر میں داخل نہ ہوں۔

جب نجیب بے نے یہ جواب سنا تو اوس نے جوابًا مارشل ادہم پاشا کیطرف سے جواب دیا کہ عساکر سلطانی بخوبی باخبر ہیں اور وہ ہمیشہ اوس
شہر اور شہر کے باشندوں سے نیک سلوک کیا کرتے ہیں جو بلا مقابلہ اطاعت قبول کریں ہماری افواج قاہرہ میں سے فقط ایک دستہ تمام
شہر کیلئے داخل شہر ہوگا باقی فوجیں نواح شہر میں خیمہ زن ہونگی علاوہ برآن یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر اب بھی تم اپنے جہاز نہ ہٹاؤ گے اور یہاں سے نہ لیجاؤ گے تو اسکا
نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ اور عساکر سلطانی کسی مکروہ نتیجہ کے ذمہ وار نہ ہونگی چنانچہ اسکے مطابق عملدرآمد ہوا اور ترکوں نے بھی فقط ایک
دستہ اپنی سپاہ کا شہر میں بھیج دیا۔ یونانی امیر البحر وقت تحریر خط کراہی تک نہیں ہے مگر کوئی ساعت کا مہمان ہے اوسی روز کے خطوط سے جو تمام
نامہ نگاروں نے اپنے اپنے اخبارات کے نام روانہ کیے تھے معلوم ہوتا ہے کہ سہ پہر کے وقت امیر البحر اپنے کل جنگی جہاز وہاں سے ہٹا لے گیا تھا۔ ؎

تیرے گھر سے یوں لیکے ارمان نکلے ہم ہم ۔ جوانی میں اسطرح سے جان نکلے

جنگل پاریس کے متعلق اخبار ٹائمز کا خاص کارسپانڈنٹ مقام [illegible] سے [illegible] کو لکھتا ہے کہ میں اور میرا ایک رفیق اپنا اسباب موضع [illegible]
میں ہوا ایک پاشی [illegible] [illegible] [illegible]
بہت سے گاؤں [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]
[illegible]

پہنچ جاؤ ہمنے اونسے یہ بھی وعدہ کر لیا کہ جب تک تم تیار نہ ہو جاؤ ہم تمہاری راہ دیکھیں گے بلکہ اپنے گھوڑے بھی اونہیں اسباب لادنے کیلئے عاریتًا دیدیے بیکس عورتیں روتی تھیں اور اسی حالت میں جو کچھ اون سے ہو سکا اونہوں اکٹھا کر کے گٹھریوں میں باندھا جب اس سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے نہایت دردانگیز اور مایوسانہ نگاہوں سے اپنے مکانوں اور باقیماندہ اسباب معاشرت کیطرف دیکھا جن کی نسبت اونہیں یقین کامل تھا کہ ابھی طرفۃ العین میں جلکر خاکستر ہو جائیگا اور اونہیں پھر دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ ایک جوان عورت کی مایوسی خاصکر قابل بیان ہے کیونکہ اوسکی شادی عنقریب ہونیوالی تھی اس سبب سے اوسکا جہیز وغیرہ سب کچھ تیار تھا اب چونکہ یہ بھاگڑ پڑی انہیں ناچار اُسے اپنے جہاں سوئے انہیں کہیں چھوڑنے پڑے چھوٹے چھوٹے بچے بستروں سے اُٹھائے گئے اور وہ اُٹھتے ہی اصلیت سمجھ گئے اوسکی وجہ یہ ہے کہ بچپن ہی سے اونہیں جب کبھی وہ والدین کو ستائیں تو اس طرح میں یہ کہکر چپ کرایا جاتا ہے کہ وہ ترکی سپاہی آئے خبردار چوں نہ کرو۔ ہم روشنی لیکر گھر سے باہر نکل آئے اور دروازے قفل کر کے پہاڑ کی درے میں اوترے ہمارے ساتھ بہت سے آدمی تھے جن میں بعض تو ضعیف العمر تھے اور بعض معصوم بچے انہیں سے اکثر نے جنہیں تھوڑی قوت بھی تھی اسباب کی گٹھریاں سر پر اوٹھائی ہوئی تھیں رستے میں اور بھی آدمی ہمارے ساتھ شریک ہوئے اور رفتہ رفتہ ہماری تعداد ساٹھ آدمیوں تک پہنچی میں اور میرا رفیق سفر بہت دور تک پیادہ پا جاتے ہوئے اور جب آخر کار ہم گھوڑوں پر سوار ہوئے تو ہمنے اپنے ساتھ اپنے مالک خانہ کے دو شیرخوار بچے بھی لے لیے۔ رات بہت اندھیری تھی اور پہاڑی رستے بالکل ناہموار تھے اسلیے ہم جلد جلد سفر نہ کر سکتے تھے بہت سے آدمی شمعیں اور لمپ لیکر ہمارے قافلہ میں دور دور پھیل گئے تاکہ اندھیرے میں کوئی پیچھے نہ رہ جاوے اور راستہ بھی دکھائی دے ہمیں خوف تھا کہ دیر کر کے سرپر ہمارے پہنچتے ہی ترک بھی آن پہنچیں مگر جب ہم پہنچے تو وہاں کوئی متنفس عام اس سے کہ دوست ہو یا دشمن موجود نہ تھا یونانی بھگوڑے ہمارے آگے تھے اور ترک ہمارے پیچھے چلے آتے تھے اسوقت جب میں نے اپنی داہنی طرف نگاہ کی تو آگ مشتعل نظر آئی کیونکہ ترکوں کی فوج اب مقام علیپا ڈاپر تعاقب کرتے کرتے قابض ہو گئی تھی (یہ شہر اسی لڑائی میں تیسری بار ترکوں کے ہاتھ آیا) اس شہر کا باقی حصہ جو سابقہ تاخت و تاراج سے باقی رہا تھا۔ اب آگ کی نذر ہو رہا تھا نصف شب ہو گئی تھی کہ ہمیں یونانیوں کی وہ فوج ملی جو بھاگ رہی تھی اوسکی عجیب صورت ہو رہی تھی اور ہمیں انکی حماقت پر سخت تعجب آیا کہ یہ کس دیدہ دلیری سے بھاگ آتی ہیں۔ نہ تو کوئی بے نظمی تھی نہ خوف نہ ہراس اور نہ کشت و خون تھا جو انکی اس بزدلانہ فرار کا موجب ہوا تھا بلکہ اگر باعث تھا تو یہ تھا کہ اونہوں نے آپس میں پختہ عزم کر لیا تھا کہ اپنے افسروں کی متابعت نہ کرینگے اور ترکوں کے مقابلہ میں ہاتھ نہ اُٹھائینگے چنانچہ اونہوں نے ایک گولی تک نہ چلائی اور بلا وجہ بھاگ گئے البتہ طلیعہ کی فوج نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کی۔ غالبًا وہ ان بھگوڑوں کے آگے آگے مشعل برداری کرتے ہوں گے۔

میں اور میرا رفیق دونوں حیرت میں تھے کہ اونکو کیا ہو گیا۔ یہ کہاں سے گئے ہیں اور انہیں دیکھکر کہ یہ قوت بخوبی موجود ہے کہ دشمن کا مقابلہ کر سکیں گے مگر باوجود اسکے صورت یہ تھی کہ چپ چاپ ہتھیار بغل میں دبائے بلا تمیز خورد و بزرگ افسر و سپاہی اندھیری رات میں دبک کر چلے جا رہے تھے۔ اور افسر بھی عالم بے بسی میں یہ دیکھکر کہ سپاہی قابو میں نہیں ہیں کمال ذلت و رسوائی کے ساتھ اونکے ساتھ چلے جاتے تھے سمجھ میں نہ آتا تھا کہ باوجود اس تن و توش کے انکے حوصلوں کو کیا ہو گیا۔ ہو شیر سے ہیں دل لاور مثال بہ صورتیں تو اچھی ہیں کم ہمت شہباز سے ہیں

بقول ٹائمز کا رسپانڈنٹ اتھنز سے پیرا اس کو بذریعہ ریل پہنچا اور وہاں سے اوسنے ہمیں یہ تار دیا ہے :-

پیرا اس کو لوگ بھی سخت اضطراب میں ہیں غول کے غول ایک وحشت اور اضطراب کیحالت میں شہر کے بازار و نمیں دیوانوں کیطرح پھرتے ہیں اور جہاں کہیں دس پانچ اکٹھے ہوگئے وہیں ان متوحش واقعات کی موجبات اپنے اپنے قیاسات کے مطابق بیان کرنے لگجاتے ہیں کوئی افسر پر الزام دہرتا ہے کوئی شاہ کو کوستا ہے اور کوئی اوسکے ارکین خاندان پر دل کا بخار نکالتا ہے غرضکہ کوئی شخص نہیں ہے جو اونکی لعن و طعن سے محفوظ رہ سکے اکثر فہمیدہ آدمیونکو خوف تہا کہ کہیں انقلاب سلطنت ہی نہ ہو جاوے۔ چنانچہ پچھلے اتوار کو جب گرجوں میں پادریوں نے شاہ کی مزید عمر اور بقائے سلطنت کیلیے دعا مانگی تو لوگ اسپر بہت بگڑے اور بادشاہ کے محل کو بھی جو اسی نواح میں واقع تھا بعض دہقانوں نے لوٹ لیا۔

کارسپانڈنٹ پہر جمعہ کے روز آرٹا سے واپس آیا اوس کا بیان ہے کہ میں نے رستہ میں ہزاروں باضابطہ فوجکو سپاہی اور ریفیوجی اور والنیٹر دیکھے جو سرحد پر جارہے تھے اون میں حُبّ قومی کا بہت کچھ ولولہ تھا مگر آرٹا والوں کے دل سخت افسردہ اور طبیعتیں خاص کر اسلیے بجھی ہوئی تہیں کہ اونہیں میدان کارزار میں ترکوں سے لڑنے کو افسر نہ بھیجتے تھے (ابھی ابھی یہی کارسپانڈنٹ لکھتا آیا ہے کہ فوج بدل ہے اور افسر اونکی بزدلی اور کم حوصلگی کے ہاتھوں ناچار ہیں۔ اور اسی صفحہ بلکہ اسی کالم میں یہ دوسرا راگ الاپنے لگا ہے سچ ہے دروغگو را حافظہ نباشد کہ کہ ترکوں کی جمعیت یہاں ان کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اور اونکی فوج دریا کے کنارہ پر پڑی ہے باوجودیکہ بار بار ہمیں اشتعالک ہی دیتے ہیں اور گانوں پر گانوں جلارہے ہیں مگر پھر بھی انہیں اتنی ہمت نہیں کہ آگے بڑھکر اون سے دو دو ہاتھ کریں (ہائے کون کہے سے وہ چمن ہی اُجڑ گیا جسمیں بہار آنے کو تھی۔ وکیل)

چنانچہ جمعہ کے روز ترکوں نے موضع کمپیٹر اکو جلا کر خاکستر کر ڈالا۔ حالانکہ دو میل کی مسافت پر سامنے یونانیوں کے تین ہزار سپاہی اپنی آنکھوں سے یہ قیامت خیز حادثہ دیکھتے رہے مگر کسی نے چون تک نہ کی۔

اب ارٹا میں آئینی غیر آئینی فوج اور دیگر اطراف کے بھگوڑے بکثرت جمع ہوگئے ہیں۔ عام طور پر تپ محرقہ اور اسہال کا زور ہے دوکانیں سب بند تجارت بلکہ کاروبار تک بالکل مسدود ہے اب اونہوں نے قلعہ عمارت اور سیلگو را بھی چھوڑ دیا ہے اور ترکوں نے اپنا تسلط وہاں بھی جما لیا ہے ترکوں کا جنرل مقام جینیا سے تار دیتا ہے کہ یونانی یہاں سے شکست کھا کر بھاگ گئے ہیں لڑائی میں اونکے ۱۰ آدمی کام آئے اور ترکوں کو تین ہزار بندوقیں اور تین صندوق گولہ اور بارود کے ایک پہاڑی توپ بطور غنیمت کے ہاتھ آئی یونانیوں نے ایک بیڑہ جہازات زیر کردن موضع سکیا پر گولہ اندازی کی یہاں ترکوں کا ذخیرہ خوراک ہے۔ اتھنز کی عیسائیوں نے ایک اشتہار دیا ہے جسمیں عبارت ذیل درج ہے جو قابل توجہ ہے

جن لوگونکا یہ اعتقاد ہے کہ مقدونیہ اور تھیسلی ہماری وہ غلطی پر ہیں بھائیو جو ہمیں یونانی سمجھے وہ ہم سے دشمنی کرتا ہے۔ اور ہمیں رنج دیتا ہے یہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام اور نصرانیت کے پیشواؤں نے ہمیں ایکدوسرے سے علیحدہ کیا ہے یونانیوں نے علاقہ آرٹا اور تھیسلی پر قبضہ کیا ہوا ہے اور اب ایسے اپائیرس اور مقدونیہ کی ہوس ہے۔ مانٹینگرو نے سقوطری اور البانیہ ارسی دبا رکھا ہے ہمارے باقی علاقوں پر آسٹریا بلگیریا اور سرویا کی دانت ہیں یہ سب غنیم ہماری قلمرو میں دست اندازی کے باعث ہیں ورنہ ہم ملدا رہو اونکا مقابلہ

ایک ترکی جہاز کا گرفتار ہونا

کہا جاتا ہے کہ یونانیوں نے ترکوں کا ایک جہاز مقام لنڈوس کے پاس گرفتار کیا ہے جس میں ساٹھ عربی سپاہی اور چند افسر سوار تھے جہاز میں تین سو ہنری مارٹینی رائفلیں اور چھ ہزار کارتوس تھی ہر چند سپاہیوں اور افسروں سے پوچھا گیا مگر وہ کچھ پتہ نہیں بتاتے کہ انکا ارادہ کہاں کا تھا۔

اخبار پاینیر کو ایک کارسپانڈنٹ نے لنڈن سے ایک طویل خط لکھا ہے جسکا ماحصل درج کیا جاتا ہے:

یونانی افواج کی بہت بری گت ہوگئی ہے سپاہی بھوک کے مارے پسے جاتے ہیں سردی کے مارے ٹھٹھر رہے ہیں کوئی لحاف نہیں کہ اس کی گرمی سے فرصت ہو حوصلے پست ہو رہے ہیں اور دلوں کی امنگیں بالکل مفقود ہیں اس قوت اور حوصلہ کے ساتھ ان بھی ہو بھگوڑوں کا لشکر جو دکوس کی پاس اترا ہوا ہے جہاں ہر دم اور ہر لحظہ یہ اندیشہ سوہان روح ہو رہا ہے کہ ابھی فتحمند غنیم کی افواج ظاہر ہوکر ہمیں پامال کردینگی اور ہمیں ناچار اونکے سامنے اطاعت قبول کرنی پڑیگی کیونکہ سامان حرب جسقدر موجود تھا وہ تقریباً سب کچھ پہلے ہی چھین چکے ہیں اور تھسلی میں سے کوئی لاکھ آدمی ہماری قوم کے پہلے ہی سے بے خانماں ہوچکے ہیں اور برق و باران کے طوفانوں میں بے آب و دانہ اور بلا ستر عورت کسی مقام امن کی تلاش میں دربدر اور سرگردان پھر رہے ہیں اور ترکوں نے تقریباً وہ سارا علاقہ از سرنو فتح کرلیا ہے جو اون سے ۱۸۸۱ء میں جبراً چھینا گیا تھا اس فوج کو کہنا غلطی میں داخل ہے البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک غول پامال و پریشان و شکستہ اور شکست خوردہ بھگوڑوں کا ہے جسکے پیچھے ترکی افواج بڑھی چلی آرہی ہیں اور جلدی آگے اتھنز دار الخلافہ یونان ہے انکے پلے کوڑی نہیں اس ملک کا مالی اعتبار جو بیرونی ممالک میں تھا وہ بالکل تباہ ہوگیا ہے اور اندرونی آمدنی کے صیغہ مثلاً حرفت صنعت تجارت اور زراعت وہ سب ان بالائی مصائب اور متواتر صدمات کے سبب سے معرض زوال میں آگئے ہیں اسحالتمیں اور ایسی جانکاہ مصیبتوں کے نرغہ میں گرفتار ہوکر ناچار یونان کو ان مقتدر دول عظام کے سامنے صلح کا خواستگار ہونا پڑا۔

بروقت تحریر اس خط کے یونانی گورنمنٹ نے اپنے افسر کریٹ سے واپس بلالیے ہیں اور کریٹ کی خود مختاری (جو سلطان چاہتے تھے) قبول کرچکے ہیں۔ انکی ذلت اور رسوائی اوس حد کو پہونچ چکی ہے کہ اونہوں نے بلا کسی شرط کے اپنے نیک و بد کو دول عظام کے فیصلہ پر چھوڑ دیا ہے اور انہیں کامل اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں ان بدبختوں کی قسمت کا فیصلہ فرمائیں (ان طاقتوں میں شہنشاہ جرمن بھی ہیں جنہوں نے آغاز جنگ کیوقت یہ فرمایا تھا کہ کیوں اسے قرار واقعی سزا نہیں دیجاتی ہے)

(اس حال کو پہنچ کر یہ کہتے ہیں کہ اب ہم (ایڈیٹر) راضی ہیں جو اعدا بھی کریں فیصلہ اپنا)

وہ اس سے پہلے صلح کے خواستگار نہ ہونیکا یہ بہانہ کرتے ہیں کہ اگر ہم ایسا کرتے تو عوام الناس کیطرف سے سخت اندیشہ تھا اور جمہور رعایا نہ صرف وزارت کو تہ و بالا کرتی بلکہ عجب نہ تھا کہ خاندان شاہی میں انقلاب واقع ہوتا شاید اسی انقلاب کے ڈر کے مارے خاندان شاہی کا رکن رکین یعنی ولیعہد سلطنت کمانڈر انچیف بنکر میدان جنگ میں بھیجا گیا تھا عذر بدتر از گناہ ہے مگر یہ ایڈیٹر کا یہ ماننا ہے کہ ایم ریلی حال کا صدر اعظم اپنی ہم قوموں کی طبائع اور اون کے خصائل سے بخوبی آگاہ ہے مگر حق یوں ہے کہ یہ دلائل اب وضع کیے گئے ہیں جب شکست پر شکست ہوئی ہے ابتدا میں انکا خیال تک کسی کو نہ تھا۔

یہی یونانی جنہیں ایسا شوریدہ پشت اور جنگجو بیان کیا جاتا تھا۔ ایسے ہمہ تن صلح کے خواہاں ہیں۔ ایک ہفتہ گذرا ہے کہ وہ خوشنود
تھے کہ یوروپ صلح کا تمام کرادے ہم اپنی رضامندی ظاہر کریں بلکہ بطریق شکایت برملا کہتے تھے کہ کیوں یوروپ کی سلطنتیں بیچ بچاؤ
نہیں کرتیں خاص انتھنز کے آشتی مزاج اصحاب اس بات پر متعجب ہیں کہ کس لیے صلح کی بات کو کھٹائی میں ڈالتی ہیں اور کیوں بہت جلد وقفہ جنگ کو
منظور نہیں کرتی حالانکہ دو دن ہوچکے ہیں کہ دول عظام کے سفیروں نے باب عالی میں ضابطہ کے طور پر اسکی درخواست بھی کی ہے۔ اگر غور سے
دیکھا جائے تو اسمیں بھی انہیں کا قصور ہے اگر آج یہ کریٹ کو خالی کردیں اور اُس سے کلیۃً طور پر اپنا قطع تعلق کرلیں تو عجب نہیں کہ ترک بھی راہ
پر آجاویں۔ یہ مانا کہ تھیسلی میں اونکا ستیاناس ہوگیا ہے اور اونکی جمعیت بالکل پراگندہ ہوگئی ہے مگر آبناؤں میں اونکا بیڑہ جہازات اگر
بگڑ دکھا رہا ہے بات یہ ہے کہ دونوں فریق اس تاک میں ہیں کہ مصالحت سے پہلے جسقدر ممکن ہو ایک دوسرے کا خون نچوڑ لیں ترک
یہ چاہتے ہیں کہ ڈمکاس لے لیں تاکہ جسقدر علاقہ اونکے ہاتھ سے ۱۸۸۱ء میں نکل گیا اونکے قبضہ میں آجاوے اور انتھنز میں پہنچنے کے لیے کوئی
امر انہیں سد راہ نہو اور اسمیں ایک اور فایدہ بھی مقصود ہے وہ یہ کہ بصورت فتح ڈمکاس ترکونکو اتنی قدرت ہو جائے گی کہ جو شرایط
چاہیں خواہ وہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہوں منوا سکیں گے اگرچہ اب بھی وہ فاتح ہیں مگر اوسوقت اونکی حالت بدرجہا غالب ہوگی
ذرا ناظرین کو یہ یاد دلا دینا ضروری ہے کہ عنایت الٰہی سے ترکوں نے ڈمکاس پر بعد تحریر اس خط کے قبضہ کرلیا ہے کیونکہ یہ خط ۱۴ مئی کو لکھا گیا تھا
اڈیٹر۔ یونانیوں نے یہ وطیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنی قوم کو اصلی واقعات اور حالات سے محض بیخبر رکھتے ہیں اور اگر اتفاق سے کسی ایک آدھ موقعہ
پر کسی چپقلش میں ترکونکو پسپا کیا تو بس بات کا بتنگڑ بنا کے اُسے ایک بڑی نمایاں فتح مشہور کرکے اپنے ہموطنونکو خوش کرنیکی کوشش کرتے
ہیں اگر کسی کشتی کو پکڑ لیں یا کسی گاؤں کو تھوڑا سا نقصان پہنچا دیں یا سمندر میں کسی ترکی کشتی پر حملہ کر بیٹھیں تو سارے جہان
میں اشتہار کردیتے ہیں کہ ہماری بحری افواج نے یہ کارنمایاں کیا ہے جسکا کچھ ٹھکانا نہیں —

ایک اور امر بھی مصالحت کا سد راہ ہے۔ وہ یہ کہ یونانی چالبازی اور پھرتی کرنا چاہتے ہیں اور سلطان [illegible] اگرچہ
اخبار ٹائمز نے سلطان کو صلاح دی ہے کہ وہ اس معاملہ میں تساہل نکریں بلکہ جسقدر جلد ممکن ہو مصالحت کرلیں مگر عبدالحمید اپنے معاملات
کو اپنے طور پر آپ ہی سمجھتا ہے ان معاملات میں وہ بڑا ہوشیار ہے اور عہد و پیمان کے بارہ میں اسے خاص لیاقت حاصل ہے اور خاص
ایسے وقت میں جبکہ اُسکی فوجیں غنیم کے ملک کے اندر قیامت ڈھا رہی ہیں اور یہ یاد رہے کہ اوسکی حالت اُس وقت اس سے بھی زیادہ قوی
ہوگی جب ادہم پاشا ڈمکوس لے چکیگا۔ کہا جاتا ہے کہ سلطان صلح کو پسند کرتے ہیں ممکن ہے کہ صحیح ہو تاہم وہ بھی تو عبدالحمید ہے جسکی
فہم و فراست کو یوروپ نے مانا ہوا ہے وہ ایسے وقت پر کب چوکنے لگا اور کوئی عقل سلیم نہیں مانتی کہ ایسا بیدار مغز آدمی ادنے سے ادنے
فایدہ بھی جو ممکن الحصول ہو ہاتھ سے جانے دے اور علاوہ برآں ادہر اپنی جان نثار رعایا کی بگڑی ہوئی طبیعتوں کا پاس خاطر بھی
منظور ہے کیونکہ آجکل قسطنطنیہ میں جنگجو فریق کا غلبہ ہے اور یہ قرین قیاس نہیں کہ سلطان انکے مشورہ کی کچھ بھی پروا نکریں
یونان میں بادشاہ کو یہی خطرہ لاحق حال ہو رہا ہے کہ کہیں بیٹھے بٹھائے سلطنت ہی نہ چھن جائے اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے
والنٹیروں نے یہ فساد کا تخم یونان میں آکر بویا ہے یہ قریباً سب کے سب سوشلسٹ اور ریپبلکن ہیں جنکا اصلی مدعا یہ ہے اسکا یہی مطلب ہے کہ لوگونکو سلطنت

شخصی سے بدگمان کریں اور اپنے جمہوری اصولوں کو ترجیح دیں یونانی بالعموم بین بین ہیں تو وہ شخصی سلطنت کو بشرطیکہ فرد اسکا نیابت جمہوری
کی علاوہ برآن وہ یہ بھی بخوبی جانتے ہیں کہ اگر ہنوز ذرا بھی موجودہ خاندان شاہی کے برخلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالا تو آدہا یورپ
بگڑ بیٹھے گا یہ آخری وجہ بہت صحیح ہے کیونکہ دول عظام کے سارے تاجدار تقریبًا یونان سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں لیکن اگر باوجود
اس خوف کے پھر بھی اونہیں یہ امر گوارا نہیں کہ کراون پرنس کی شکل دیکھیں مگر اس تقریب سے یہ لازم نہیں کہ وہ خاندان شاہی کے مخالف ہوں۔

ظاہرًا شرائط صلح میں چنداں دقت نہ ہوگی کیونکہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہے کہ اونکو حدود مملکت میں کوئی بین وسعت
نہ دیجائیگی ہاں مقدونیہ اور تھیسلی میں کسیقدر وسعت ہوگی اور وہ بھی اسقدر جس سے یونانیوں کو آیندہ ایسی حرکات کا حوصلہ نہ ہو

خرچ جنگ کی نسبت مختلف روایتیں ہیں مگر تحقیق سے معلوم ہوا کہ آجتک اس لڑائی میں سلطان کا چالیس پچاس لاکھ پونڈ خرچ
ہوا جس سے یہ قیاس کرنا آسان ہے کہ تقریبًا اتنی ہی رقم پر خرچہ کا فیصلہ ہوگا مگر دقت یہ ہے کہ یونان کے پاس کوڑی نہیں غالبًا
اسکا انتظام یہ ہوگا کہ بعض دول یورپ اسکی ضمانت دینگی اور آپ یونان کے مالی محاصل میں سے اس رقم کے بارہ میں اطمینان
کر لینگے یہ امر یونانیوں کو چنداں ناگوار نہیں اور امید ہے کہ یونان جو قدرتی طور پر ایک زرخیز ملک ہے اگر ایک متدین اور قابل
آدمی کے قبضہ میں دیا جاوے اور اسکا مالیہ انتظام دیانت اور بیدار مغزی کے ساتھ ہو تو عجب نہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ میں
اوسکے تعلقات ممالک غیر کے قرضخواہوں کے ساتھ اچھی حالت میں ہو جائیں ان قرضخواہوں میں جرمن بھی ہے جنکا
روپیہ بقدر پندرہ ملین کے یونان کے ذمہ ہے (نو بیس کروڑ روپیہ ہوتا ہے) یہ تو فقط جرمن کا قرضہ ہے اوروں کا بھی کم از کم
اتنا ہی ہوگا عجب نہیں کہ یہی قرضے اتارنے کو یہ جنگ کیا تھا مگر تقدیر الٹ گئی جس سے اور لینے کے دینے پڑے (دلیل)

اصل دقت ہے تو اور ہی ہے یعنی وہ تیسری شرط جو سلطان لگانا چاہتے تھے وہ یونانیوں کو ضرور ناملایم طبع ہوگی اور
وہ ان شرائط اور رعایات کی تنسیخ کے بارہ میں ہے جو یونانی رعایا کو بشمول دیگر رعایا یورپ بلاد اسلامیہ میں آجتک حاصل ہے
سلطان کو اس شرط کے منوانے میں یہانتک پیچ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اور شرطوں کی پروا نہیں کرتا مگر اس شرط کو
ضرور منوا کے چھوڑونگا اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یونانی سخت ذلیل ہونگے اور ہر ایک مسلمان خواہ وہ کتنا ہی ذلیل الاوقات کیوں نہ ہو
اونہیں نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھیگا سلطان یہ کہتے ہیں اور اونکا کہنا معقولیت سے خالی نہیں کہ اگر میں یہی کر سکونگا تو
رعایا کو کیا منہہ دکھاونگا وہ مجھ سے ضرور معاوضہ کرینگے کہ لس لگ و دو اور صرف بیجا کا معقول نتیجہ یہ نہیں ہو سکتا کہ سرحد
میں ایک خفیف سی ترمیم ہو جاوے یا پانچ چھہ کروڑ روپیہ ملجاوے ایسے معاوضے تو کوہ کندن و کاہ برآوردن کے مصداق ہیں یہ تو سلطان
کا ظاہری حیلہ ہے لیکن فی الاصل جو فایدہ اصلی اسکو مدنظر ہے وہ یہ ہے کہ بلاد عثمانیہ میں یونانی بکثرت سوداگری کرتے ہیں اگر سلطان
اونپر ٹیکس لگانے پر قادر ہو گیا تو یقینًا ایک نہایت قلیل عرصہ میں سلطان خرچہ جنگ کیا اوس سے دوگنا روپیہ وصول کر لیگا

اگر یہ رعایا منسوخ ہوئیں تو جسقدر یونانی تاجر ہیں سب کے سب سلطان کے قبضہ قدرت میں بالکل بیبس ہونگے اور سلطان اونکا
خون بخوبی نچوڑ لینگا جسکے مقابلہ میں تھیسلی کا دیا ہوا ہاتھ سے جانا بھی ترکوں کو چنداں ناگوار نہ ہوگا اب یہ دیکھنا ہے کہ دول اسکی نسبت

کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ روس پر سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں مگر وہ بقول اخبار ڈیلی کرانیکل یونانیوں کی اس تباہی پر ہنس رہا
ہے تاہم یہ بھی سنا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں سے اوسے یہ فکر پڑ رہا ہے کہ ترکوں کی طاقت اتنی زبردست کسطرح ہو گئی حق یوں ہے کہ یونان
نے اس جنگ میں سخت غلطی کی ہے وہ ایسے بڑے مقابلہ کیلئے کسطرح تیار بھی نہ تھا نہ تو اوسکے پاس فوج تھی اور نہ سامان حرب اور
نہ رسد۔ انکو جو امید تھی کہ میری میدان میں آتے ہی بلگیریا۔ سرویا اور کوہ بالکن کی تمام ریاستیں علم بغاوت بلند کریں گی اوسمیں بھی اون کو
کوئی کامیابی نہ ہوئی اوسکی وجہ ظاہر ہے کہ روم نے ایک لاکھ فوج اونکی سرکوبی کو تیار رکھی تھی۔ رہا یورپ کا کانسرٹ وہ بھی کوئی
منع نہ کر سکا اب اسکا سارا خمیازہ انگلستان پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں امید تھی کہ انگلستان ہمارا ہاتھ بٹائیگا چنانچہ انگلستان
کا سابق ممبر پارلیمنٹ جو ابھی ابھی یونان سے واپس آیا ہے لکھتا ہے کہ یہ لوگ ایسی میری او بھگت کرتے کہ میں انکی خام خیالی اور بیجا خوشامد
سے بطرح تنگ آجاتا تھا۔ اور ہر چند چاہتا تھا کہ اون کے دلوں سے یہ بیہودہ خیال دور کروں مگر وہ باز نہ آتے تھے اور انگلستان کو اپنا قومی
مددگار خیال کرتے ہیں اور ثبوت میں وہ ممبران پارلیمنٹ کا تار پیش کرتے تھے اسپر اونہیں اتنا ناز تھا کہ کسی کے کہنے کو خاطر میں نہ لاتے
تھے۔ ڈیلی نیوز کی رائے ہے کہ جو مصیبت یونان پر آئی ہے وہ اسی تار کی بدولت آئی ہے اور یہ روز بد اسی کی طفیل دیکھا ہے۔ اگرچہ بادشاہ
اور اوسکے وزیر بخوبی جانتے تھے کہ یہ تار ہمیں کسی امداد یا دستگیری کا وعدہ نہیں دیتا مگر لوگ ضرور اس ہوا میں رہے۔

قصہ مختصر یہ کہ جنگ کے ساری حالات کو پیش نظر رکھا اور اوسکی مختلف صورتوں کو ہر ایک پہلو کو دیکھکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یونانی
بہادر قوم نہیں اور فوجی معاملات سے وہ بالکل بے بہرہ ہیں یہی رائے پامال گزشتہ کی خاص نامہ نگار کی ہے اور اس لڑائی نے ثابت کر دیا ہے
کہ جو بات اونمیں آج سے ستر سال پہلے موجود تھی جب انہوں نے آزادی حاصل کی ہے اسوقت اسکا عشر عشیر بھی موجود نہیں سپاہی
آوارہ مزاج بچوں کیطرح ہیں جنہوں نے لڑائی کو ایک کھیل سمجھ کر پہلے تو اوسکی از حد خواہش ظاہر کی لیکن جب اسکا مزا چکھا تو سٹپٹا گئے اور ایسے
دم بخود ہو گئے کہ اوسکے نام سے اونہیں ہول آتا ہے یہ تو سپاہیوں کا حال ہے اب افسروں کی سنئے اونمیں مطلق وہ قابلیت اور تدبیر
موجود نہیں جو ایک لائق جنرل کیلئے ضروری ہے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اونہوں نے پہلے سے کوئی نقشہ یا تجویز جنگ کی نہ بنائی تھی وہ یہ سمجھ بیٹھے
تھے کہ جہاں ہم نے مقدونیہ اور ایپرس پر حملہ کیا اوسیوقت بلگیریا سرویا اور مانٹی نیگرو عقب سے ترکوں کو دبا لینگے لڑائی کو نا اندیشی کی
خیال نہ کیا کہ اگر ان ریاستوں کا سر نہ کھجلایا اور یہ میدان میں نہ آئیں تو اسکا نتیجہ کیا ہوگا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا یعنی جب ترکوں
نے اونہیں مار کر بھگا دیا اور پھر اونکے علاقہ میں در آتے چلے آئے تو جنرلوں کی لیاقت تمام ہوئی اور چھکے چھوٹ گئے۔

سب سے بڑا نتیجہ اس لڑائی کا یہ ہوا کہ یونان صفحہ ہستی سے معدوم ہو گیا ہے اور ترکوں کو زیادہ دبا رہ لگی ہے اور مشرقی یورپ
میں ایک زبردست سلطنت نظر آنے لگی ہے اسلام کی پوشیدہ خوبیوں پر آب حیات چھڑکا گیا ہے اور مسلمانوں کو جو عرصہ سے اپنے
اپنے آپکو مریض سمجھکر خود بھی بیمار سمجھنے لگ گئے تھے یہ معلوم ہو گیا کہ ہم میں ابھی تک جان ہے اور جو حملہ باقی ہے اور ہم میں ابھی سپاہیانہ
جلادت اور جوانمردی موجود ہے جو ہمارے باپ دادا کا طرۂ امتیاز تھی اور ہم اب بھی اپنے بزرگوں کیطرح اپنے دشمنوں کو فتح کر سکتے ہیں اس خیال کو بہت
وسعت ہو گئی ہے کہ اکثر کہتے ہیں کہ یونان اگر ہمیں تاوان جنگ نہ دے تو بھی کچھ پرواہ نہیں ہے تاہم ہمارا نقصان ہونا چاہئے کیونکہ ہمارا اسکے ساتھ

جنگ کو بہت سے امتیازات کا وعدہ بھی دیا گیا ہے اور یقیناً اوسے بہت فائدہ بھی ہوگا اور اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ امتیازات صرف عطا ہونگے اب یہ دیکھنا ہے کہ روس ان تعلقات کو کس نگاہ سے دیکھیگا وہ بخوبی جانتا ہے کہ ترکی سپاہی جنہیں جرمنی کے افسروں سد سکندری کی طرح نہیں فرانسیس تو یہ کہتے ہیں کہ قیصر جرمن کا داؤں شاہ روس پر چلگیا ہے۔ اگر صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ شاہ جرمن روس سے بہت زیادہ عقلمند ہے جو آجتک الگ سمجھے ہوئے تھے مگر خواہ اصلیت کچھ ہی ہو اسمیں ذرا بھی کلام نہیں کہ موجودہ شہنشاہ جرمن سلطان کا بڑا دوست ہے اور اس یگانگت اور اخلاص کا اظہار اسنے تاریخ تخت نشینی سے آجتک متواتر مختلف پیرایوں میں کیا ہے۔

جامع العلوم مرادآباد لکھتا ہے۔ یونانیوں کی ترکوں نے ترکی تمام کر ہی دی اور اگر عیسائیوں کو زیادہ خواہش ہوگی تو وہ کمی بھی انشاء اللہ تعالی بعد انقضائے میعاد التوائے جنگ پوری ہو رہیگی لیکن اب عیسائی گلہری اور رنگ لانیوالی ہے۔

اب نیا شگوفہ یہ شروع ہونیوالا ہے کہ موجودہ خدیو مصر کو جو سلطان المعظم کے ہر طرح فرمانبردار اور جاں نثار ہیں تخت سے اوتار دیا جائے اور کوئی اور کٹھ پتلی مصری اسٹیج پر رکھدیجائے۔ چنانچہ پیرس کے اخبارات نے کچھ ایسی ہی راگ الاپنے شروع کیے ہیں شاید خود غرض لوگ یہ سمجھے ہیں کہ سابق عربی پاشا کیطرح موجودہ خدیو کے ساتھ بھی عملدرآمد کر لینا آسان بات ہے لیکن وہ بات اور تھی اور اب معاملہ دگرگوں ہے عربی نے خود سلطان سے سرتابی کے آثار نمایاں کیے تھے اسلیے جب انگریزوں نے اونکی گوشمالی کی تو سلطان خاموش ہی رہے اس کام کو اچھا سمجھ لیے۔ علاوہ اوس زمانہ میں انگریزوں کی جانب سے کوئی بدگمانی بھی نہ تھی۔ بلکہ اونکے فعل اور مداخلت کو نیک نیتی پر مبنی خیال کیا گیا تھا مگر اب صورت دوسری ہے کہ خدیو سلطان کے خیرخواہ ہیں۔ اور سلطان انگریزوں کی دوستی کا پورا ذائقہ چکھ چکے ہیں اب اگر کوئی سلطنت خدیو سے بل لائے گی تو سلطان خاموش نہ رہیں گے۔ بلکہ گمان سے زیادہ مزاحمت کرنے پر آمادگی ظاہر کرینگے۔

علاوہ انکے روس جو ہمیشہ برٹش اقتدار کو مصر میں کم ہوتا چاہتا ہے اوسوقت سلطان کا مددگار ہوگا وہ بھی اس موقعہ کو غنیمت شمار کریگا۔ دوسری قوت جو انگریزوں کیطرح مصر سے نفع لیا چاہتی ہے۔ فرانس ہے اور شاید وہ دونوں کا نقصان دیکھکر کچھ ہاتھ نہ ہلائے لیکن ان دونوں کا جانی دشمن جرمنی سلطان سے متفق ہے وہ خود فرانس کی سرحد پر مشغولیت بہم پہنچاویگا۔

پھر ٹرانسوال کا معاملہ جسکی حال میں ہی چھڑ جانیکا پورا احتمال ہے۔ برٹش گورنمنٹ کو مصر میں الجھنے کی مہلت نہ دیگا۔ اور اگر مصر میں پیچیدگی بہم پہنچیگی تو ٹرانسوال میں کروگر اور بھی زبردست ہو جائیگا۔

انگریزوں کو بہر صورت یہ مشغلہ پاک ممکن ہے کہ روس ہماری شمال المغربی سرحد سے سر نکالے اور ہمارے دوست امیر کابل جنکو خاص طور پر [illegible] ملائف کیا جاسکتا ہے خیال ہو سکتا ہے کہ اسلامی حمیت کو کام فرماکر وہ کام نہ دیں جس غرض کیلیے اون کو سمجھ رکھا ہے۔

امیر صاحب ہمارے دوست ہیں وہ بہت ہی بڑے موجودہ صدی کے مدبر فرمانروا ہیں لیکن اونکی شاہی وہ ایک بڑا مسئلہ ہی ہے جب تک عیسائیوں کا معاملہ رہیگا۔ وہ ضرور ہماری سرکار کا ساتھ دینگے لیکن ہمیں یقین نہیں آتا کہ وہ شخص جو اسلام کا حامی اور ضیاء الملت والدین کہلاکر اسلام کی بنیاد کھودنے میں سلطان کو زیر کرنے میں بھی انگریزوں کا مددگار ہو۔ سلطان کی حمایت ہر مسلمان زن و مرد پر اسلئے فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلیفہ ہیں اور اونکی آبرو کی بقا کے ساتھ تمام اسلامی سلطنتوں کی ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان

کی آبرو اور مذہب کے قیام کا انحصار ہے۔ پس مصر سے نکلتے ہی برٹش گورنمنٹ کو وہ تمام مشکلات پیش آ جائیں گی جو ابھی یونان کی مدد کرنیکی حالت میں پیش آنیکو تیار تھیں اور برٹش گورنمنٹ کی دور اندیشانہ پالیسی نے اپنا ظاہرا ہاتھ اس میں دیکر اون کو ایک غیر محدود مستقبل میں ڈالدیا ہے جس طرح یونانیوں کو لڑا کر قتل کرنیکے لئے اب لارڈ سالسبری پارلیمنٹ کے ممبروں کو پشیمان کر رہے ہیں اسی طرح مصر سے جھگڑا کرنے کی حالت میں خود انگریزیوں کا خون کرا کر تمام انگلستان کو شرمندہ ہونا پڑیگا۔

سلطان کے ساتھ آج تمام روے زمین کے مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور سب اسی طرح ہوشیار ہیں جس طرح کہ سلطانی فوج کی تیاری سے کہ تمام یوروپ حیران ہو گیا ہے سلطان کو تو شاید اب کوئی عیسائی شمرد ملک کبھی جرات نہ کرے کیونکہ اب اسکی طاقت سے تو سب اچھی طرح خبردار ہو چکے ہیں لیکن اب ایران کی باری ہے کہ اپنی سستی کا وہ بھی ایسا ہی ثبوت دیگا شاہ ایران مرحوم بہت ہی دانا بادشاہ تھے اور اون کے بعد موجودہ شاہ نے حیرت انگیز عقلمندی کا اظہار کیا ہے پس ممکن نہیں ہے کہ اونہوں نے یوروپین ترقی حاصل کرنیمیں غفلت کی ہو غرض یہ ہے کہ ایشیا کے وسط سے لیکر افریقہ کے شمالی حاشیہ تک جو اسلامی سلطنتیں پھیلی ہوئی ہیں وہ اب بھی متفق ہو جائیں تو روے زمین کے عیسائیوں کو کافی ہیں اور چونکہ عیسائیوں نے دشمنی کو حماقت سے مذہبی رنگ دیدیا ہے اسلیئے ہر مسلمان نے ذاتی جھگڑے طے کر رکھے ہیں اور جس نے ابتک نہیں کیا ہے اوسے بہت جلد ایسی ضرورت ثابت ہو جائیگی۔

پس ہم صلاح دیتے ہیں کہ اب کوئی عیسائی سلطنت مصر پر ہاتھ نہ اٹھائے اور اوسکو اپنے مالک کے زیر سایہ رہنے دے ورنہ وہ مشکلیں پیش آئیں گی جنکا حل کرنا پھر ناخن تدبیر سے بہت دور ہو جائیگا یا کسیقدر ظریفانہ عبارت میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسقدر سے بہاؤ کی پڑیاں گی کہ حساب کیلئے دو مستقدی بھی کافی نہ ہونگے۔

مجادلۂ روم و یونان کا آخری (پانچواں) نتیجہ اور التوائے جنگ

صفحہ گذشتہ کے اخیر میں جنگ فرسالہ اور دلستینو اور قصبہ دولوکوس (دوموکوس) کی متصل کیفیت درج ہو چکی ہے ان مقامات سے بترتیب فاش اوٹھا کر ولیعہد یونان نے تو مضبوط مقام دوموکوس میں اپنا ہیڈ کوارٹر مقرر کیا اور دوسری طرف گورنمنٹ یونان نے بلحاظ وقت دول یوروپ کی معرفت میں مصالحت کرا دینے کی درخواست کی جنہوں نے گورنمنٹ مذکورہ سے بیچ بچاؤ کے متعلق یہ شرط قبول کرا لینے کے بعد کہ یونان اپنے معاملے و اغراض دول یوروپ کے سپرد کر دے اپنے سفرا کی وساطت سے باب عالی سے التوائے جنگ کیلئے گفتگو شروع کی۔ باب عالی نے ۱۵ مئی کو جواب دیا کہ التوائے جنگ سے پہلے مندرجہ ذیل شرائط کو گفتگوے مصالحت کیلئے بطور بنیاد تسلیم کر لیا جاوے۔

(۱) یونان ٹرکی کو ایک کروڑ پونڈ ٹرکی (یہ پونڈ ٹرکی برابر ہے ۱۸ شلنگ کے) تاوان جنگ ادا کرے (۲) تھسیلی کا ٹرکی سے الحاق (۳) یونان کے جن معاہدات کو حق ٹرکی میں رعایتی حقوق حاصل ہیں اونکی تنسیخ کیجاوے (۴) یونان ٹرکی کے درمیان جرائم کے مجرمان کے متعلق معاہدہ کیا جاوے۔ ان شرائط کے منظور ہونے پر ٹرکی اور یونانی وکلاء مقام فرسالہ میں جمع ہوکر التوائے جنگ کی شرائط ترتیب کرینگے اس التوا کیساتھ یہ شرط بھی مقرر ہو چکی ہے کہ ... ٹرکی فوج کیلئے سامان رسد وغیرہ آگے بھیجا جائیگا۔

ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ سفرائے دول اہالی کیطرف سے ایسا جواب موصول ہونے کیلئے کسیطرح تیار نہ تھے انکو کبھی امید نہ تھی کہ سلطان المعظم ایسی جلدی اور ایسی کامل طور پر جنگ جماعت کے کہنے پر آ جائینگے مگر بقول نامہ نگار مذکور سلطان المعظم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ اگر انہوں نے مسلمان رعایا کی خواہشات کا مقابلہ کرنیکی بجائے یورپ کے منشا کی پروا نہ کریں تو انکی سلامتی اور آسائش کیلئے کم خطرہ ہوگا۔

شرائط صلح کے متعلق مزید کارروائی درج کرنے سے پہلے یہ بیان کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا کہ شرائط مذکورہ پر سفرائے دول اور یورپ کے متعصب عیسائی اخبار نویسوں اور مدبرین کا متعجب ہونا بھی کم تعجب خیز نہیں کیا وہ جنگ کریمیا کے سوا جسمیں بھی ترکی نے دوست نما عیسائی سلطنتوں کی مہربانی اور سلطان عبدالحمید کی ناسمجھی اور عاقبت اندیشی سے ترکی اپنی فتوحات سے کوئی اخلاقی مادی یا جنگی فائدہ نہ اوٹھا سکی تھی کم از کم اس موجودہ صدی کی کوئی ایسی جنگ (چھوٹی یا بڑی) بتا سکتے ہیں کہ جسمیں فاتح نے فریق مغلوب سے اگر اوسکو بالکل نابود نہ کیا ہو تو ملکی مالی اور اخلاقی فائدے نہ اوٹھائے ہوں اگر وہ انصاف و تاریخ کو مد نظر رکھیں تو سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط کو سخت تصور کرنے کی بجائے اون کی بے اندازہ نرمی پر تعجب کریں جرمنی نے ۱۸۷۰ء کی لڑائی میں کیا فرانس سے نقد تاوان جنگ اور ملک نہیں لیا تھا۔ ۱۸۷۸ء میں کیا روس نے صرف خود ہی تاوان جنگ اور ملک لیا اور اپنی رعایا کو ہرجانہ دلانے پر اکتفا نہ کر کے کئی صوبوں کو بذریعہ قطعات دلا کر کامل یا نیم آزادی کا اور چند ہمسایہ سلطنتوں کو صریح فتوحات نہیں دلا دیئے یہی صوبہ تھیسلی یونان کو کونسی فتح کے معاوضہ میں ملا تھا؟ کیا یہ ملک اس حقیر ریاست کو صرف اس امر کے صلہ میں نہیں دیا گیا تھا کہ جنگ کے دوران میں اوسنے ترکی پر حملہ نہیں کیا تھا۔ تو جب کہ اس ملک کی قیمت ایکدفعہ پڑ چکی ہے تو اب اگر ترکی ہزاروں مردان دلاور کا خون بہا کر اوسپر دوامی قبضہ کرنا چاہتی ہے تو وہ کونسی زیادہ طلبی کر رہی ہے ۱۸۷۸ء یا ۱۸۸۱ء تو دور کی باتیں ہیں شاہ تیبرا ملکہ معظمہ کیا شاہ اشانٹی چترال و وزیرستان کے ساتھ معدلت اور مہذب فرانس و انگلستان اگر یہی سلوک کرتے جو ترکی یونان کے ساتھ کرنا چاہتی ہے تو وہ مدت العمر تک انکے ممنون رہتے۔ انگلستان اسی سال ۱۸۹۷ء میں الی بیجو سے نصف ملک چھین کر باقی ملک ایک باجگذار ریاست کیطرح انہیں بخش دے اور اس تاج بخشی پر پھولا نہ سماوے کیا اسکے مقابلہ میں سلطان المعظم کی پیشکردہ شرائط زیادہ سخت یا توقع سے بڑھکر سنگین کہی جا سکتی ہیں۔

خیر یہ تعصب تو عیسائیوں کی سابقہ کارروائیوں کو مد نظر رکھنے سے کسیقدر قابل درگذر بھی سمجھا جا سکتا ہے لیکن سلطان المعظم کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرنے سے ٹائمز کے نامہ نگار اور خود ٹائمز اور اوسکے ہمخیال اپنی سفاہت اور نادانی کا ثبوت دے رہے ہیں بیشک درست ہے کہ خلیفہ وقت پر جمہور اسلام کی جائز خواہشات کے مطابق عملدرآمد کرنا لازمی امر ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ جو سلطان رعایا کے دلوں اور جذبات پر پورا پورا اقتدار حاصل نکرے وہ کبھی واقعی سلطان المعظم نہیں ہو سکتا جیسا کہ اسوقت ترکی رعایا کا محبوب عبدالحمید ہے ایک ایسے سلطان کی نسبت جو طرح طرح کی مشکلات میں گرفتار ہونیکے باوجود دنیا کی سات عظیم الشان سلطنتوں کو جن میں سے ہر ایک بجائے خود فرعون بے سامان کی حکومت کو ماند کر رہی ہے برسوں سے دہتا بتا رہا ہو اور اپنی حکمت و تدبیر سے کوئی اون کی پیش نچلنے دیتا ہو ایسا گمان تک بھی کرنا کہ وہ کسی ایک خاص جماعت کے قابو میں آگیا ہے محض اپنی ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے اور ایسے شخص کو جس نے روسیوں کی پیشقدمی کے طوفان بلاخیز کے وقت جبکہ کل وزراء سلطنت اور

باشندگان شہر دار الخلافہ چھوڑ دینے کی بابت مشورہ دے رہے تھے مستقر الخلافت کو خالی کر دینے سے انکار کر دیا ہمہ فتح و نصرت کے
موقعہ پر اپنی سلامتی یا آسائش کی نسبت متردد و خائف تھا۔ بیشبہ ٹائمز او بایماندار عیسائی مدبرین ہی کا کام ہے اسمیں کوئی کلام
نہیں کہ حضور ممدوح کا ہر ایک فعل اپنی جان نثار رعایا کی حقوق تمناؤں اور مصلحت ضرورت وقت کو مناسب حال ہوتا ہے
بلکہ یہ کہنا کہ رعایا کی خواہش اس فعل سے صورت پذیر ہوتی ہے بیجا یا مبالغہ آمیز نہیں لیکن سلطان المعظم پر یہ اتہام لگانا کہ وہ
رعیت خاص جماعت کی صلاح و مشورہ کو فوائد ملک پر مقدم سمجھتے ہیں انکی بست سالہ عہد حکومت کی بے نظیر کامیابیوں جن میں کسی فرد بشر کو انکار نہیں جھٹلا رہا ہے
الغرض باب عالی کی ان شرائط پر بعض دول یورپ کے سفیر ایسے جھنجلائے کہ فوراً دوسرے دن ہی (۹ مئی) کو جواب الجواب کا ایک
مسودہ تیار کیا گیا جس میں صلح کی شرائط پر بحث مباحثہ کرنے سے احتراز کر کے التوائے جنگ کی مکرر درخواست درج کی گئی اور باب عالی کو
یہ اطلاع دینے کے بعد آپکا مراسلہ دول یورپ کی گورنمنٹوں کے پاس بھیجا گیا ہے ایسے بصورت اصرار سخت ترین مشکلات کے
حادث ہونے سے متنبہ کیا گیا آخر میں مسودہ مذکور میں یہ ازاد کیا گیا کہ دول یورپ یونان کو پامال شدہ نہیں دیکھ سکتیں
جرمن سفیر نے اس کاغذ پر جسے غالباً مسٹر فلپ کری سفیر انگلستان نے تیار کیا ہوگا دستخط کرنے سے انکار کیا کہ جب تک مجھ اپنی گورنمنٹ
سے ایسا کرنے کی اجازت نہ ہو میں نہیں کر سکتا اور اسطرح سفراء دول کا یہ حکم نامہ باب عالی تک پہنچنے نہ پایا پیر کے دن (۱۰
مئی) کو سفرا نے دوبارہ مجلس منعقد کی مگر کوئی بات قرار نہ پا سکی کیونکہ جرمن سفیر کو حکم موصول ہو گیا تھا کہ وہ مجوزہ یادداشت کے
متعلق دوسروں کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی نکرے۔ سفرائے دول (ٹائمز غالباً انگلستان اٹلی فرانس کے سفیروں کو بھی
کل سفرائے دول قرار دے رہا ہے) عجب بے بسی کی حالت میں تھے کہ شکل کردن زار کیطرف سے اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی خدمت
میں یہ تار موصول ہوا کہ میں آپکی دوستی اور فیاضی پر بھروسہ کر کے التوائے جنگ کی التجا کرتا ہوں اور آپکو یقین دلاتا ہوں
کہ اگر جنگ ملتوی کیا گیا تو میں ہمیشہ کیلئے آپ کا ممنون احسان رہونگا اعلیحضرت نے زار کی درخواست منظور فرما کر فوراً التوائے جنگ
کا حکم صادر کر دیا اور ادہم پاشا کو بیشقدمی سے رک جانے کے احکام روانہ کر دیئے گئے مگر یہ حکم مارشل موصوف کو فوراً نہ مل سکے اثنا میں دوموکو میں
خونخوار جنگ ہو کر یونانیوں کو آخری ہزیمت فاش ہوگئی جسکا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا اور آخرکار ۲۰ مئی کو مارشل ادہم پاشا نے التوائے جنگ کا اعلان کر دیا
ٹائمز مورخہ ۱۴ مئی رقمطراز ہے کہ ترکی کی سرکاری جماعت کا رجحان اسطرف پایا جاتا ہے کہ پیشکردہ شرائط میں کسی قدر نرمی
کر دیجائے اور کہ دول ترکی کو تھسلی کا کوئی آباد حصہ اور بے اندازہ تاوان جنگ دیئے جانے اور یونانی رعایا مقیمہ ترکی کی رعایتی
حقوق کو توڑ دیئے جانے کی مخالفت کرنے میں راسخ العزم ہے یہ اخبار مذکور مطالبات سلطانی پر یہ اعتراض بھی کرتا ہے کہ جنگ کا
اعلان کرتے وقت باب عالی نے وعدہ کیا تھا کہ ہم یونان کی سرزمین کا ایک ایکڑ بھی نہیں لینگے۔ اس اعتراض کے الزامی جواب
تو بے شمار دیئے جا سکتے ہیں روس نے ۱۸۷۷ء میں اعلان جنگ کرنے سے پہلے یورپ کے ساتھ ایسا ہی وعدہ کیا تھا اور ہم
چترال سے پہلے نواب ویسرائے نے بھی سرحدی قبائل سے یہی وعدہ کیا تھا۔ انکی تعمیل جو ہوئی وہ دنیا سے پوشیدہ نہیں
مگر اسی ترکی سرکاری جماعت کی جس کی نسبت ٹائمز لکھتا ہے کہ وہ نرمی کیطرف مائل ہیں اس مسئلہ پر نہایت متانت کی بحث

کرکے کل معترضین کو شافی جواب دیدیا ہے۔ رپورٹر نے اُسے مفصل شایع کیا ہے اور وہ حسب ذیل ہے:۔

"بابعالی کے مطالبات کو بنظر انصاف و معدلت دیکھنا چاہیئے اور جب اونکو ایسی نگاہ سے دیکھا گیا تو مجبوراً تسلیم کرنا پڑیگا کہ ٹرکی ان سے بہتر کوئی نرم شرائط پیش نہیں کرسکتی۔ یہ مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ یونان آزاد بادشاہت ہوئی اسوقت سے لیکر ابتک کریٹ پر یونانیوں کی مسلسل قزاقی اور کل قلمرو عثمانیہ میں یونانی رعایا کی نفرت انگیز بدروشنی کی وجہ سے ٹرکی کیلیئے تکالیف جدیدہ کا مستقل منبع بنا رہا ہے۔ جنگ سے پہلے یونان نے جو رویہ اختیار کیا اسپر سخت ملامت ہو سکتی تھی اور یہ عام طور پر معلوم ہو چکا ہے کہ وہ فقط جدید ملک ملنے کے لیئے لڑائی کا متمنی تھا برخلاف اسکے ٹرکی کی پالیسی آخری وقت تک لڑائی سے بچنے کی رہی ہے اور جب یونان کی شرارتوں سے تنگ آکر اُسے اعلان جنگ کرنا پڑا تو یہ صرف اپنی جائز اغراض و حقوق کی حفاظت کیلیئے کیا گیا تھا جنگ سے پہلے جو ترکی یادداشت مشتہر کی گئی تھی اوسمیں بالصراحت یہ بتادیا گیا تھا کہ یونان کی فتح کرنیکا کسیکو خیال نہیں بلکہ محض سلطانی حقوق کی نگہداشت کیلیئے بادل جنگ کرنا لازم ہوا۔ یادداشت کے اس حصہ کو یورپین اخبارات نے درست نہیں سمجھا۔ اس سے جیسا کہ عام طور پر تصور کیا گیا ہے یہ مراد نہیں تھی کہ سلطان المعظم ان نقصانات اور تکالیف کا معاوضہ طلب نہیں کرینگے جنکے اوٹھانے پر اونکو مجبور کیا گیا تھا۔ یہ درست ہے کہ اگر یونان شروع میں اپنی افواج واپس بلا لیتا تو گورنمنٹ عثمانیہ بڑی خوشی کے ساتھ لڑائی سے محترز رہتی۔ اور کوئی معاوضہ نہ طلب کرتی مگر یونان نے ایسا نہ کیا۔ تسالیہ کے مفتوح ہونے تک وہ کریٹ سے فوجیں واپس منگوانے سے ہی پس وپیش کرتا رہا اور تاوقتیکہ اسکی افواج کو کامل ہزیمت نہ ملگئی اوسنے التوائے جنگ پر رضامندی ظاہر نہ کی۔ اس ایک مہینہ کی لڑائی میں ٹرکی کو جان و مال کا بہت نقصان اوٹھانا پڑا ہے۔ اگر ٹرکی تھسلی کے الحاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس کی وجہ فقط یہی ہے کہ یونان کی طرف سے پھر قزاقی حملہ نہ کرسکیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ۱۸۸۱ء میں یہ ملک یونان کو اسلیئے دلوایا گیا تھا کہ وہ دول یورپ کی مقرر کردہ شرائط[1] کو پورا کرے کبھی پوری نہیں کی گئیں پس تھسلی کا واپس لیا جانا جدید ملک کا فتح کرنا تصور نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی تاوان جنگ اور تھسلی کے متعلق

---

[1] ۱۸۷۷ء کی جنگ روم و روس میں یونان انگلستان کی فہمایش پر ٹرکی پر حملہ آور ہونے سے محترز رہا تھا۔ لڑائی کے خاتمہ پر جب صلح کی شرائط مقرر کرنیکے لیئے برلن میں دول یورپ کے سفراء کی کانفرنس جمع ہوئی تو انگلستان نے فرانس کی سفارش پر ٹرکی کے حصوں تجزیہ کے متعلق اپنے ملک کے دعاوی پیش کرنے کیلیئے یونان کے وکلاء کو بھی حاضر ہونیکی اجازت دیدی۔ آخرکار عہدنامہ برلن کی ۲۴ دین دفعہ میں قرار دیا گیا کہ قیام امن کیلیئے ٹرکی و یونان کی سرحدوں کا تصفیہ کیا جائے اگر دونوں فریق آپس میں نکرسکیں تو دول یورپ فیصلہ کرادیں۔ یونان تمام صوبہ تھسلی ایپرس اور کسیقدر حصہ صوبہ مقدونیہ کا دعوی کرتا تھا سلطان کچھ بھی نہیں دیتے تھے جسپر دول یورپ نے جو اوسوقت ٹرکی کے برخلاف تھے ۱۸۸۰ء میں لنڈن میں کانفرنس کرکے صوبہ تھسلی یونان کو دینے کا فیصلہ کیا اور اوسی سال امیرالمؤمنین پر سخت دباؤ ڈالکر جو اوسوقت مقابلہ کرنے سے بالکل عاجز تھے ملک مذکور یونان کو دلادیا۔ پس سب سے بڑی شرط اور جسکے ملک دلائے جانیکی امید کیلیئے قیام امن تھا جو یونان نے قائم نہ رکھا۔ انگلستان نے جنگ روم و روس کے وقت یونان کو ٹرکی سے کیوں جنگ نکرنے دیا؟ ایسا سوال ہے جسکا جواب دینیکی یہاں گنجائش نہیں۔ اسوقت یہی بتادینا کافی ہے کہ روس اوسوقت کا عوض اب یونان اور انگلستان سے لے رہا ہے قیام امن کے علاوہ دوسری اہم شرائط میں سے ایک یہ تھی کہ گورنمنٹ یونان (بقیہ حاشیہ بر صفحہ نمبر ۱۱۰)

گویہ دونوں امر بالکل مبنی بر انصاف سمجھے جاتے ہیں۔ باب عالی دول یوروپ سے مباحثہ کرنیکے لیے تیار ہے اور یونان کے دیوالیہ پن کو مدنظر رکھکر اور نیز
اپنی صلح آمیز پالیسی کا انتہائی ثبوت دینے کیلیے شاید وہ اونمیں کسیقدر ترمیم بھی کردے لیکن مطالبہ مفسوخی رعایات کی بارہ میں اپنے ملک کی
اغراض کو مدنظر رکھکر گورنمنٹ عثمانیہ کیطرف سے کسی ترمیم کا کرنا بالکل ناممکن ہے سرویا اور رومینیا تک کو جو ہر طرح سے یونان سے اعلی ہیں
یہ رعایتیں حاصل نہیں۔ پس یونان کیلیے ایسی رعایتیں قایم نہیں رکھی جا سکتیں جنکو اوسنے نہایت قابل شرم طرح سے برتا ہے بنابریں
پوری اعتماد کیساتھ امید کیجاتی ہے کہ یوروپ میں اسقدر حس انصاف موجود ہوگی کہ وہ ٹرکی کو اس امر پر جس سے دست بردار ہونیکا
بالجزم کرلیا ہے مجبور نہ کریگی۔ اگر یوروپ بزور شمشیر حق تلفی کی کوشش کریگا تو ایسی حالت درپیش آجائے گی جو امن عامہ کے حق میں نہایت
مضر ہوگی۔ ایسی ناانصافی سے ترکی آبادی بالضرور مشتعل ہو جاویگی اور گورنمنٹ اپنے تئیں اون خطرناک نتایج کا جو پیدا ہوں گے ذمہ دار
نہیں سمجھیگی اور انجام کار دول یوروپ اس بارہ میں اپنے فعل کے نتیجے سے لاکلام نہایت ہی سخت متاسف ہونگی۔

تاوان جنگ کے متعلق ٹایمز کا نامہ نگار ایتھنز سے حسب ذیل لکھتا ہے۔ تاوان جنگ کے مطالبہ کی نسبت دول یوروپ تاوقتیکہ وہ
یونان کے صیغہ مال کے مشکل اور پیچیدہ مسئلہ کو بھی سلجھانیکا ارادہ نہ رکھتی ہوں کوئی قابل اطمینان کاروائی نہیں کرسکتیں وہ اس امر کی
اجازت دینگی کہ [illegible] یا ٹرکی کو جو خود اپنے قرضخواہوں کے مطالبات بھی پوری نہیں کرسکی۔ اون صیغہ جات کی آمدنی پر متصرف ہونے
دینگی جو حقیقتاً یونانیوں کے دائنوں کی ملکیت ہیں۔ اگر یونان کو ایک حبہ بھی تاوان جنگ دینا پڑا تو بھی اوسکے قرضخواہوں کے لیے اچھے
آثار نظر نہیں آتے ہیں صوبہ تھیسلی کی فصل بالکل برباد ہو گئی ہے۔ تجارت کئی مہینوں سے بند ہے اور محصول پرمٹ کی آمدنی نفی کے برابر
ہو گئی ہے تھیسلی کے باشندوں کو اگلی فصل تک لازمی طور پر خیراتی ٹکڑوں پر گذران کرنی پڑے گی اگر دول یوروپ یونان کی مالی
حالت کا انتظام کرنیکا فیصلہ کریں تو گو یہ امر یونانیوں کو سخت ناگوار ہوگا۔ وہ یونان کے لیے بہت بہتر ہوگا۔

اسکے متعلق افواہ ہے کہ جرمنی سلطان المعظم کو تحریک کر رہی ہے کہ یونانی صیغہ مال پر یوروپین نگرانی قایم کیجانیکی باصرار
تاکید کریں۔ کیونکہ صرف اسی طریق سے تاوان جنگ کی ادائیگی ممکن الحصول ہوسکے گی۔ وآینا کا ایک اخبار مطلوبہ تاوان جنگ کا
واقعی خرچ سے مقابلہ کرکے مندرجہ ذیل تفصیل تحریر کرتا ہے:۔

باب عالی کے ذمہ افواج اور سامان حرب کی باربرداری کی بابت مختلف ریلوے کمپنیوں کا ستر لاکھ فرینک (فرینک = ۱۱؍) باربرداری

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ (۱) مسلمان باشندگان تھیسلی کے جملہ حقوق مذہبی وملکی کی نگہداشت کریگی اور ان کو کوئی
تکلیف نہ پہنچائی جاویگی۔ دوسری شرط یہ تھی کہ یونان باب عالی کو قومی قرضہ کا جزو اوس نسبت سے ادا کرے جو نسبت کہ صوبہ تھیسلی کی آمدنی کو کل ممالک
محروسہ کی آمدنی سے ہے انکی تعمیل یونان کی طرف سے یہ ہوئی کہ تھوڑے عرصہ میں پچیس ہزار کی مسلمان آبادی سے فقط چند سو مسلمان تھیسلی میں
رہ گئے۔ باقی گورنمنٹ اور عیسائی ہمسایوں کے دست تظلم سے تنگ آکر ہجرت کر گئے اور قومی قرضہ کی جزو کی بابت باوجود متواتر مطالبات کے آج تک
ایک حبہ سلطنت عثمانیہ کے قرضخواہوں کو ادا نہیں کیا گیا ادا کرنا تو درکنار رقم تک کا تعین نہ کیا گیا کہ کسقدر یونان کو ادا کرنی واجب ہے فتح تھیسلی کے
بعد یوروپین اخبار مشتہر کر رہے ہیں کہ مسلمان مہاجرین جوق در جوق اپنے وطن مالوفہ کو واپس چلے جا رہے ہیں اور اپنی املاک پر متصرف و قابض ہو رہے ہیں:

بذریعہ جہازات دس لاکھ فرنیک بحری اور بری افواج متعینہ کارزار کا خرچ خوراک وغیرہ دو مہینوں کی بابت بانوی لاکھ فرنیک چندہ عساکر [illegible] کے فنڈ سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار پونڈ ترکی ہنگری اور روسی گھوڑے اسلحہ اور سامان حرب کی خرید پر خرچ ہوئے متفرق اخراجات کا اندازہ ساڑھے تین لاکھ پونڈ ترکی کیا گیا ہے یہ دونوں رقمیں پانچ لاکھ دس ہزار پونڈ ترکی ہوئیں۔ مگر چونکہ تقریباً نصف سامان و گھوڑے وغیرہ باقی موجود ہیں اسلیئے آدھی رقم یعنے ستر لاکھ فرنیک محسوب کی گئی۔ شہید افسروں اور سپاہیوں کو جو جنگی پنشن اور انعام ملینگے انکا اندازہ بیس لاکھ فرنیک کیا گیا ہے۔ یونانی بیڑہ نے ترکی ساحل پر گولہ باری کرکے مختلف مقامات کو جو نقصان پہنچایا ہے معہ قیمت ان ترکی [illegible] کو جو تباہ کیگئیں ۲۰ لاکھ فرنیک جملہ تین کروڑ چالیس لاکھ فرنیک۔ اسپر بیس لاکھ فرنیک مغالطہ حساب کے لیئے ایزاد کرکے کل رقم تین کروڑ ساٹھ لاکھ فرنیک یعنی ۱۰ لاکھ پونڈ ترکی بتائی گئی ہے۔ انگلستان کا مشہور سوشلسٹ مسٹر ہنڈمین نے جسے لارڈ میئر کے جلسہ امداد قحط زدگان ہند میں انگریزی ہمدردی کی بخوبی قلعی کھولی تھی۔ بطریق استہزا تجویز پیش کی ہے کہ ترکی مطالبہ کا تیسرا حصہ یعنی ۳ لاکھ پونڈ انگریزی ان سو ممبران پارلیمنٹ سے لیئے جاویں جنہوں نے تاریں بھیجکر یونان کو جنگ پر ابھارا اور تباہ کرایا۔ مسٹر موصوف کے خیال میں فی ممبر تیس تیس ہزار پونڈ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

شرائط صلح پر بعض متعصب عیسائی سلطنتوں اور اکثر عیسائی اخبارات میں جو کھلبلی برپا ہوگئی تھی اوسکا شمہ ناظرین کو سطور مندرجہ بالا کے معاینہ سے معلوم ہوگیا ہوگا۔ مگر عیسائیوں کی پہلی گیدڑ بھبکیوں اور شتابکاریوں کیطرح اسدفعہ بھی سلطان کے حزم و استقلال کے سامنے مسیحی دنیا کے غیظ و غضب کی کوئی پیش نہ گئی اور جیسا کہ آجتک کی تاروں سے معلوم ہوتا ہے گورنمنٹ عثمانیہ باوجودیکہ چار ہفتے گذر گئے اپنے مطالبات پر پورے طور سے مصر ہے اور جب ایک مہینہ میں دول یورپ کے مخالف حصہ کو کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ تو آئندہ بھی ہونے کی کوئی توقع نہیں ہے۔

جنگ دوموکوس

اعلیحضرت سلطان المعظم نے جب ادہم پاشا کو بذریعہ تار التوائے جنگ کا حکم ارسال کیا تو اوس وقت دوموکوس کی لڑائی عملی طور پر ختم ہوچکی تھی۔ اس لڑائی کے متعلق بھی ریوٹر کی ابتدائی تاریں کسیقدر مہمل اور مجمل تھیں جنکے لیئے وہ اسیطرح سے معذور بھی سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ میدان جنگ سے یکبارگی صحیح اور مفصل خبر کا ملنا مشکل ہوا کرتا ہے مگر بعد میں جب تفصیلی حالات معلوم ہوئے تو منکشف ہوگیا کہ یہ بھی بعینہ پہلی لڑائیوں کے نمونہ پر ہوئی یعنے یہاں بھی ترک افسروں نے جنگی اوصاف اور یونانیوں نے طبعی بزدلی کا کامل ثبوت دیا اسمیں کلام نہیں کہ اس جنگ میں یونانی فوج اور اونکی جانب [illegible] کے حصول نے آخری وقت تک کمال شجاعت اور جانفروشی [illegible] کی ایسی داد دی کہ غنیم کے منہ سے بھی بے اختیار تحسین و آفرین نکل گئی [illegible] یونانی سپاہ [illegible] ہزیمت ہوئی ریوٹر کے خاص نامہ نگار نے ۱۹ مئی کو یعنے لڑائی سے ٹھیک دو دن بعد [illegible] حالات حسب ذیل [illegible]

یونانی فوجیں نعل کی شکل میں صف آرا تھیں۔ اس نعل کی دائیں جانب دوسری [illegible] کسیقدر چھوٹی تھی [illegible] ترکوں کی تین باقاعدہ [illegible]

ٹیلوں پر جو میدان کیطرف بڑہے چلے جاتے تھے۔ کوہی اور میدانی توپوں کی پانچ باتریاں اور بارہ سے لیکر پندرہ ہزار فوج
پیدل۔ اس مقابل کی فوجکے دائیں طرف میدانی و کوہی توپوں کی چار باتریاں آٹھ میں ایک باتری بمقام گنزینوی تھی اور کل قریب
ہزار فوج پیدل اسطرف متعین تھی چھ ہزار پیدل ڈومکوس کے بائیں طرف پہاڑ کی ایک نمایاں ڈھال پر بطور کمک کھڑے گئے۔ یونانی افواج
کو ۱۵ سنٹی میٹر دہانے والی قریب توپوں سے ہی جن میں سے ایک پرانے قلعہ پر جو شہر سے اوپر ہے نصب تھی اور دوسری ڈومکوس کی
دائیں جانب ایک بلند پہاڑی پر رکھی تھی تقویت پہنچ رہی تھی۔ توپیں کرنل ماشو پولوس کے زیر کمان تھیں کل یونانی فوج ۲۵
اور چالیس ہزار کے درمیان تھی پانسو سوار بھی اسی میں شامل ہیں۔ جو ترکی فوج یونانی فوجکے میسرہ اور مقدمۃ الجیش کے مقابل تھی
اسکی تعداد پچاس ہزار سے کم نہ تھی۔ ترکی فوج جو میمنہ کے مقابل تھی وہ تعداد میں غالباً ۲۵ ہزار تھی۔ اوس کی کارزار کی نسبت
چشم دید کچھ نہیں لکھ سکتا۔ بلکہ صرف نتائج سے اوسکا قیاس کرونگا۔

نو بجے صبح کے کچھ عرصہ بعد ترکی سپہ فرسالہ کی شاہ راہ کے برابر سے آگو بڑھتے دکھائی دی۔ اوسیوقت ایک فوج سلسلہ کوہ خاص بارکی
کی چوٹی پر نمودار ہوئی اور یونانی جو کہ میمنہ پر سامنے کے ٹیلو نیز تھے آتشباری شروع کی۔ ادہر سے بھی جواب ملنا شروع ہوگیا۔ جنرل اوردو
میکالس میسرہ کا اور جنرل مکریس میمنہ کی کمان پر تھے کوہ خاص بارکی والی ترکی باتریاں جبتک کہ ترکی سپاہ نے شاندار انداز سے فرسالہ
کی شاہ راہ پر آگے بڑھکر اور میدان میں پہنچکر صفوف جنگ آراستہ نہ کرلیں برابر گولہ باری کرتی رہیں۔ ڈومکوس کی بلند پوزیشن سے دہوپ کی شعاعوں
میں یہ نظارا نہایت ہی دلفریب معلوم ہوتا تھا۔ پانچ دستے سوار فوجکے دو میل تک سڑک پر دوڑتے گئے اور پھر مشرق کیطرف ہو کر کوہ خاص
بارکی کے پیچھے ہٹ گئی۔ فوج پیدل پانچ دستے قطار وں میں نہایت ثابت قدمی سے تین میل آگے بڑھی اور پھر میسرہ کیطرف معرض پیکار
کے پیچھے جس سے جلدی ہی دہواں نکلتا نظر آنے لگا اور میمنہ کیطرف یونانی مقدمۃ الجیش کے مشرق کی جانب پھیل گئی۔ دو ترکی باتریاں
سڑک کے مشرق میں ایک پست ٹیلے کے قریب جس نے کچھ عرصہ کیلئے ترکی میمنہ کے حملہ کو جو یونانی میسرہ پر کیا گیا بہت عمدہ پناہ دی آ کر ٹھیر
گئیں۔ یونانی پہاڑی کے قریب تو پہلے جیسا اوپر ذکر آچکا ہے اب آتشباری شروع کی اور غنیم کا فاصلہ جلدی معلوم کر لینے پر ترکوں کی نقل
و حرکت میں ایسی اطمینان سے کیجا رہی تھی کہ گویا میدان جنگ نہیں یومیہ قواعد کا معمولی پریڈ ہے کسیقدر کھلبلی ڈالدی مگر ترکوں نے
اپنی ترتیب کو ویسے ہی مستقل مزاجی سے پورا کر لیا۔ اسوقت ایک یونانی باتری نے جو میدان کیطرف جانیوالی پیچ سڑک کے اوپر ایک
بیقاعدہ سی پہاڑی پر نصب تھی ترکی فوجکی ٹھیک دوری معلوم کرلی۔ اور ترکی باتریوں پر پھٹنے والے گولے پے در پے برسائے۔ پہاڑ
کی ڈھلوان اور پست بلندیوں پر مورچے تھے جو اوزونی سپاہی (یونان کے ایک پہاڑی قبیلہ کا نام یہ لوگ بیقاعدہ سپاہی ہیں) اور بڑے
شجاع ہوتے ہیں مقیم تھے اونہوں نے بھی اپنی بندوقوں سے گولیاں چلانی شروع کیں۔ اور تین بجے تک مقدمۃ الجیش میں لڑائی ایک سرے سے
دوسرے سرے تک عام ہوگئی۔ آدھ گھنٹہ بعد فریقین کی توپوں سے ایسے دہڑا دہڑ گولے چھٹنے لگے کہ متواتر یکدم کئی سلامی کی توپیں چلتی
معلوم ہوتی تھیں یونانی توپوں کی زد غنیم کی نسبت بہت عمدہ تھی جس سے ترکی فوج پیدل اور باتریوں میں خوفناک تباہی برپا ہو گئی
قلعہ والی کرپ توپ سے ایک پھٹنے والا گولہ ترکی فوج پیدل کے ایک دستہ میں خوشرگ والے تبلہ کی آڑ میں پھیلنے کی تیاری کر رہا تھا پڑا۔ اور دوسرا

ترکی باتری میں جو سڑک کے دائیں طرف تھی۔ ان دونوں گولوں نے بہت نقصان پہنچایا کیونکہ دو ترکی توپیں کچھ عرصہ کے
لیے خاموش ہو گئی تھیں۔

چار بجے کے قریب اور ترکی سوار فرسالہ کی سڑک پر نمودار ہوئے اور دلکی کی طرف سے یونانی فوج کی میمنہ کیطرف جھک گئے اوسیوقت ترکی پیدل
نے حملہ کے لیے پیشقدمی کی۔ سڑک پر الرشلیہ کو دونوں جانبوں سے دو ترکی باتریوں [illegible] بڑھ کر یونانی قلب کو جو پیر آتشباری شروع
کی اور اسی لحظہ فوج پیدل کی صفیں چلتے ہوئے موضع کے سامنے مغرب کیطرف بڑھکر نہایت خوبصورتی اور نظام سے پھیل گئیں
اور گول دستی پنکھے کی شکل میں ہو کر [illegible] الراون بنو سپاہیوں اور ڈیڑھ سو اطالین والنٹیر [illegible] کیا [illegible] کرتا تھا اطالین
والنٹیر گیری بالڈی کے [illegible] کپتان تھے جو دوپہر سے پہلی ممالک اجنبیہ کی امدادی لشکر کے معائنہ کرنیکو جو یونانی میسرہ پر مامور تھا چلا گیا تھا
اسکی عدم موجودگی میں سپہ سالاری کو کمان ملی اور اطالین مجاہدین کو اور دوسری سپاہیوں کی امداد کے لیے اون مورچوں میں جانیکا جو ایک
یونانی باتری کے سامنے ہی حکم ملا۔ اونہوں نے غنیم پر نہایت سخت آتشباری کی مگر نہ یہ آتشباری اور نہ یونانیوں کی آگے بڑھ آئی ہوئی باتریوں
کی مسلسل صف شکن گولہ باری ترکوں کی اس عام پیشقدمی کو روک سکی اسوقت یہ واقعی مشکل امر تھا کہ آیا ترکوں کی جرأت اور
ثابت قدمی کی تعریف کیجاے جن کی صفوں کو توپوں کے پھٹنے والے گولے اور رائفلوں کی مسلسل باڑھیں ہر وقت پریشان کر رہی تھیں یا
اور اطالین سپاہیوں کی قادر اندازی اور بے نظیر نشانہ بازی کی۔ ترک ایک پہاڑی کیطرف جسکی سطح دیوار کے درختوں سے ڈھپی ہوئی تھی
بڑھتے۔ اونکا ارادہ بندوق سنگین حملہ کرنیکا معلوم ہوتا تھا مگر اطالین سپاہیوں کی باڑھوں اور گولوں نے اونکے قدم ڈگمگا دیے اور وہ
آڑ میں جانے کے لیے میدان کو ہٹا گئے۔ ۱۵۰ اطالین سپاہیوں میں سے دس قتل اور ۳۰ زخمی ہوئے مجروحین میں انکا کمانڈر سپرانی
بھی تھا۔ اس لڑائی میں سب سے زیادہ بہادری اطالین سپاہیوں کی شراب فروش عورت نے دکھلائی جو سرخ جاکٹ پہنے ہوئے اپنی مجروح
ہموطنوں کی امداد کے لیے لڑائی کے گھمسان میں پھرتی رہی اور لڑائی اور مراجعت دونوں موقعوں پر سب طرح سے محفوظ و مصئون رہکر اپنی
مجروحین کے ہمراہ یہاں تک کہ اون کو بندرگاہ [illegible] کو جرمنی فوجی شفاخانہ میں نہ پہنچا دیا۔

لڑائی کا نازک موقعہ اب قریب آپہنچا تھا اسوقت یونانی میسرہ کے سامنے ایک دستہ ترکی سواروں کا [illegible] اسطرح [illegible] کہ وہ ترکی فوجوں
[illegible] پر حملہ کرنے لگا ہے مگر فوراً ہی پیچھے ہٹا لیا گیا۔ ساڑھے چار بجے ترکی فوجیں ۵ اگور باتی کیطرف [illegible] پھیلتی ہوئی دکھائی دیں
دو بازیاں اونکے ساتھ تھیں اور اسکے بعد جلدی ہی میدان جنگ دو میل تک فرداً فرداً لڑائی کرنے والے سپاہیوں اور اون کے
تمنگوں سے بھر گیا۔ ترکی میمنہ کا اس زبردست حملہ کے ساتھ ہی خاص تیاری کی دو باتریوں نے جنہوں نے لڑائی کو شروع کیا تھا
یونانی میسرہ پر آگ برسانی شروع کر دی اور اون کی آگ میں تمام جھونپڑیاں مشتعل ہو گئیں یہ شعلے قریب کے گولوں [illegible] جنگلی جھاڑیوں میں
آگرتے تھے اور موضع کیتنی کی آتشزدگی سے جب ترکوں نے یونانی میمنہ کو دائیں ہٹا کر اور پچاس یونانیوں کو قتل کر کے فتح کیا تھا پیدا
[illegible] جنرل [illegible] کمانڈر میمنہ نے بڑی بیقراری کے ساتھ کمک طلب کی تین ہزار ترکی سپاہی اور دو بازیاں کوہی توپوں کی [illegible] کی مدد کو
بھیجی گئیں [illegible] یونانی میسرہ پر ترکوں نے بڑی سختی سے عام دھاوا بول دیا تھا اور اسکے ساتھ ہی [illegible] موکوس کی [illegible] یونانی مقدمہ

پر بلہ کر دیا گیا تھا۔ پون گھنٹہ تک رائفلوں اور توپوں سے مسلسل آگ برستی رہی۔ جسکا اثر یہ ہوا کہ یونانی بروجین
کا ایک انتہائی سلسلہ عقب لشکر کو خمدار رستہ پر سے پہونچایا جاتا ہوا نظر آنے لگ گیا۔

لڑائی کی موج اب یونانی میمنہ کیطرف بڑہی اور اوزونی سپاہیوں کے مورچوں اور دسویں رجمنٹ پیدل کی صفوں پر
نہایت سخت حملہ کیا گیا۔ یونانی ترکی آتشبازی کے سامنے بڑے حوصلہ سے کہڑے رہے۔ مگر کرنیل ماور ومیکالیس نے جو حسن اتفاق
سے اپنی صفوں کے اس حصہ کیطرف گشت کر رہا تھا۔ فوراً کمک طلب کی اور باقیماندہ تین ہزار کلی سپاہ نے ڈوموکوس کے
مقابل مقدمۃ الجیش کے دائیں حصہ کے پاس پہنچکر جنگ کنندہ صفوں کی امداد کیلئے اپنی صفیں آراستہ کیں۔ اسوقت کرنیل
ماور ومیکالیس کو کولہے میں گولی لگی اور وہ گاڑی پر سوار ہو کر میدان جنگ سے لامیہ کو (جو ڈوموکوس سے پچاس میل بجانب جنوب ہے)
ہٹ گیا۔ اوسکے بھتیجے اور اڈیکانگ چارلس کو پیشانی میں گولی لگی اور سر سے پار نکل گئی۔ اوسے بھی لامیہ پہنچایا گیا۔ مگر پہنچتے ہی مر گیا۔

اب تمام یونانی فوج لڑائی میں شامل تھی اور میدان جنگ پر عجیب شاندار نظارہ نظر آرہا تھا۔ لڑائی کا زور پہر یونانی میسرہ پر جا پڑا
اور ساڑھے چھ بجے کے قریب تمام میدان سخت خونخوار جنگ کرنیوالے سپاہیوں سے بہرا ہوا تھا۔ [illegible] دونوں فوجوں میں آتشبازی باہم بڑہ گئی اور شام
کے آٹھ بجے پر تقریباً بند ہو گئی فقط قلعہ یا پہاڑی کی دو ننھی کرپ توپیں اور میدانی توپخانوں سے وقتاً فوقتاً گولہ چلتا رہا۔ غروب آفتاب کے وقت
یونانی سوار میدان سے ہٹ کر دور فرکا کو چلے گئے اسوقت تک یونانی میمنہ سے لیکر مقدمۃ الجیش تک سب ہوتے ہوئے برابر میسرہ تک اپنی جگہ پر قائم
تھے مگر یہی معلوم ہوتا کہ من حیث المجموع آج کی لڑائی کا پانسہ یونانیوں کے برخلاف پڑا ہے۔ تاریکی چہانے سے پہلے میں نے اس قابل یادگار
لڑائی کے قابل یادگار سین پر آخری نظر دوڑائی۔ اور تھوڑی دیر بعد رات نے اس خونخوار لڑائی کا خاتمہ کیا چار سو مجروح سپاہی چہکڑوں اور تختوں
سے جمع کئے گئے اور [illegible] اور وہاں سے [illegible] کو پہونچائے گئے۔ ڈوموکوس کے عارضی ہسپتال میں نظارہ نہایت ہی رقت انگیز تہا۔ لامیہ کو
لے جاتے وقت زخمیوں کی آہ ان صفحہ آسمان سیاہ [illegible] ڈالی نہیں۔ رات کی آٹھ بجے یونانیوں کی میمنہ کو شکست یا ہزیمت کی وجہ سے اونکی صفیں
درہم برہم ہو گئیں۔ اور انکے لیے ڈوموکوس سے بہاگنے کے سوا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ جنرل سمولنسکی کا ڈویژن مقام ایمرو میں اپنی قسمت پر
چہوڑ دیا گیا۔ اسوقت جنرل مذکور کے ڈویژن کا ماسوا سمندری جانب کے پورا پورا محاصرہ ہو چکا ہوگا اور اوسے یا تو ترکوں کے سامنے ہتہیار
رکہدینے پڑینگے یا یونانی بیڑہ پر سوار ہو کر براہ سمندر جان بچا کر بہاگنا پڑیگا۔ میدان جنگ سے یونانیوں کو واپسی کا حکم دیا جا چکا تھا اور یہ
تیسری مراجعت تہی جو [illegible] میں نے جو دیکہا یہ واپسی بہی اگرچہ ہولناک نظاروں سے نہایت ہی رقت انگیز تہی مگر اسمیں کسیطرح بدامنی نہ ہونے
پائی۔ رستہ میں بہی بہگوڑے دہقانیوں کی گاڑیوں کے سر پٹ پیچہے چہکڑوں اور توپخانہ و سواروں کے گہوڑوں کی وجہ سے کئی دفعہ سڑک پر رکنا
پڑا لیکن رات چاندنی ہونے کی وجہ سے کوئی عام چپقلش نہ ہونے پائی۔ پو پہٹنے سے پہلے میں بخیریت لامیہ پہونچگیا اور مکان پہونچتے ہی جہاں
کوئی بستر نہ تہا میں زمین پر گر پڑا اور [illegible] گہنٹے تک سویا رہا۔ اسطرف کی تمام نالیں رکی ہوئی یا کٹی ہوئی ہونیکی وجہ سے مجہے پہر اتہنز جانا پڑا۔ یونانیوں
کا بیان ہے کہ ہم [illegible] کہ باقی تمام توپخانہ واپس لے آئے ہیں۔ شہزادہ ولیعہد یعنی سپہ سالار افواج یونان ایک بلند چٹان پر چڑھے
ہوئے [illegible] مکان کی چہت پر سے لڑائی کو دیکھتے رہے اور علی الصباح گاڑی پر سوار ہو کر ڈوموکوس سے پیچہے ہٹ گئے۔ [illegible]

لامیہ جانیکی بجائے سیدھے بندر سٹیلو کو گئے کہ وہاں سے جہاز پہ سوار ہو کر قصبہ کلکیس کو چلے جائیں ۔

جنگ اپائرس

یونانیوں نے بزدلی اور غلط بیانی کو قومی بدنامی کا پیمانہ پُر کرنیکے لیے کافی نہ سمجھکر اسے لبالب بھر دینے کیلیے جنگ کے اختتام کے موقعہ پر اپنی بدعہدی بے ایمانی اور دغابازی کو بھی اچھی طرح سے واضح کر دیا ناظرین کو یہ تو معلوم ہے کہ جنگ سرحد کے ایک سرے یعنی خلیج سالونیکا سے لیکر مغربی سرے یعنی خلیج آرٹا تک جاری تھی ۔ مگر انتظام میں سہولت اور آسانی پیدا کرنے کے لیے ترکوں نے اپنی فوجوں کو دو حصوں میں منقسم کر کے ایک کو زیر کمان ادھم پاشا صوبہ تھسلی پر مامور کیا اور دوسرے حصہ کو احمد حفظی پاشا کے زیر کمان ترکی صوبہ اپائرس کی حفاظت سپرد کی ۔

اسیطرح یونانیوں نے بھی اپنی فوجکو دو بڑے حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو زیر کمان ولیعہد ادھم پاشا کے مقابلہ پر لگایا اور دوسرے حصہ کو کرنیل مانوس کے ماتحت اپائرس پر پیشقدمی کرنیکا حکم دیا ولیعہد کی فوج اسنلوح آرینا تریپولا اور دولوکی محافظ تھی اور کرنیل مانوس کی فوج ضلع آرٹا کی جو صوبہ اپائرس سے ملحق ہے آخر الذکر افسر کو بھی جیسا کہ پہلے ہفتوں کے واقعات میں ظاہر ہو چکا ہے ترکی افواج نے ولیعہد یونان ہی کیطرح کم شکست نہیں دی لیکن فرق اتنا ہے کہ ایک طرف تو مارشل ادھم پاشا سرحد سے عبور کر کے یونانی فوجکو بھگاتی ہوئی دوموکوس تک پہنچ گئی مگر اپائرس میں ترکوں نے سرحد کو عبور کیا نہ خود یونانی دریائے آرٹا سے گذر کر ترکی علاقہ پر حملہ آور ہوتے تھے اور ترک انکو شکست پر شکست دیکر صرف پیچھے ہٹا دینے پر اکتفا کرتے رہے اور یونانی علاقہ پر حملہ آور نہ ہوئے ۔

مئی کے دوسرے ہفتہ میں جب ادھم پاشا کی ڈویژن فرسالا اور ولیشینو وغیرہ مقامات پر قابض ہو کر دوموکوس کیطرف جہاں ولیعہد بہادر نے بزعم خود "ناقابل فتح مورچہ بندیاں" تیار کرلی تھیں بڑھے تو گورنمنٹ یونان نے اسیوقت دول یورپ سے بمنت والحاح التوائے جنگ کی درخواست کر دی اور اسوقت کرنیل مانوس کی فوج بھی سہ بارہ شکست کھا کر آرٹا کو ہٹ آئی ہوئی تھی لیکن جلد ہی کمک وغیرہ پہنچ جانے کے بعد وہ اس گھمنڈ میں آگیا کہ ابکی بیت ترکی علاقہ پر حملہ آور ہو کر کچھ ملک اپنے قبضہ میں کر لونگا چنانچہ جب اُسنے اسبارہ میں اپنی گورنمنٹ سے اجازت طلب کی تو باوجود یہ کہ یونانی وزراء نے اس امر کو بالکل ہی اقرار کیا ہم تو کمال الحاح کے ساتھ التوائے جنگ کے لیے منتیں کر رہے ہیں حملہ کی اجازت کس منہہ سے دیں ۔ اوسکو فوراً اجازت دیدی اور دلمیں یہ خیال کیا کہ اگر ہمارا کمانڈر کسیقدر ملک لینے میں کامیاب ہوگیا تو تھسلی میں جو کامیابی ترکوں کو ہوئی ہے شاید اوسکی کچھ تلافی ہو جائے اور شرائط صلح سخت نہ رہ سکیں لیکن یونانی بہادر فوج نے اونکی نہ صرف اس توقع کو باطل کر دیا بلکہ بے ایمانی رجعت ڈالے بغیر بھی نہ رہی ۔ ایک طرف تو کرنیل مانوس کی فوجکو تاریخ ۱۳ و ۱۴ مئی بمقام گرمی پو فاحش شکست ملی اور دوسری طرف مارشل ادھم پاشا نے یونانیوں کی اس بدعہدی کی خبر سنکر دوموکوس پر حملہ بولدیا اور اسی بدعہدی کی وجہ سے اس لڑائی میں خلاف معمول یونانی بھگوڑوں کا بڑی سختی سے تعاقب کر کے ہزاروں کا قلع قمع کر دیا یونانیوں کی اس بے ایمانی کو ترک ہی نہیں بلکہ اکثر [illegible] اور منصف مزاج یورپین بھی سخت حقارت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں جیسا کہ ایک انگریزی اخبار کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے درج کیگئی ہے واضح ہو رہا ہے گرمی پو والی لڑائی کی مختصر کیفیت احمد حفظی پاشا کی [illegible] سے جو ذیل میں درج ہے معلوم ہو جائیگی ۔

جنرل احمد مصطفی پاشا گورنر جنرل ملٹری کمانڈر صوبہ جانینہ کیطرف سے ۱۳ مئی کو دن کے ایک بجے جو مراسلہ موصول ہوا ہے اسمیں لکھا ہے کہ لفٹننٹ کرنل عمر علی بے گرگا بورا سے آج کی لڑائی کی نسبت رپورٹ کرتے ہیں کہ گریبنترہ اور شائق پاشا کی پہاڑی سے دشمنوں نے دیر تک بندوقیں چلائیں اور توپ کی سخت گولہ باری کی لیکن خدا اور رسول کی اعانت اور اقبال سلطانی سے ترکی فوج نے بڑا استقلال ظاہر کیا اس لڑائی میں دشمنوں کا بہت نقصان ہوا گریبنترہ کے قریب دو سو یونانی کھیت رہے جانینہ سے ایک اور پلٹن کمک کے لیے بھیجی گئی ہے پا پاس کے مورچے سے جو توپخانہ اور پیادہ فوج آئی تھی ترکوں نے اونکو مار ہٹایا کیادہ میں بھی ایک لڑائی ہوئی جو ساڑھے سات بجے شام کے لڑائی ختم ہونے پر فریقین اپنی اپنی لشکرگاہ میں چلے گئے اور لڑائی کا نتیجہ ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ غالباً دشمن کل صبح پھر میدان میں آئینگے۔ ان تینوں لڑائیوں میں ترکی سپاہ کے نقصان کا حال ہنوز معلوم نہیں ہوا۔ لورس سے ۱۵ مئی کو تین بجے دن کے جو مراسلہ آیا اسکا مضمون یہ تھا کہ گذشتہ دو روز کی سخت لڑائیوں کے بعد دشمنوں نے پہاڑی مورچے جن پر وہ قابض تھے چھوڑ دیئے نیز وہ اپنی جگہ پر بھی نہ ٹھہر سکے اور آخرکار پیچھے ہٹ گئے۔

یونانی بیڑہ جہازات نے ۹ مئی کو بندر نکوپولس پر جو پریویسا سے بجانب شمال واقع ہے گولہ باری کی مگر قلعہ کی توپوں کے گولوں نے فوراً اوسکو پیچھے ہٹا دیا۔

مصری جہاز کی گرفتاری یونانی بیڑہ نے جو عثمانی جہاز موسومہ جارج جزیرہ ٹنی ڈوس کی نسل گرفتار کیا تھا وہ مرناکی حاجی داؤد کمپنی کی ملکیت تھا اور مصری گورنمنٹ نے اسے جزیرہ تھاسوس کو جو یورپین ٹرکی کے جنوبی ساحل کے قریب خدیو کی جاگیر ہے فوج اور گولہ بارود بھیجنے کیلئے کرایہ پر لیا تھا۔ ابھی تک اس معاملہ کا تصفیہ نہیں ہوا کہ کیا یونانی ایسے جہاز کو غنیمت جنگ سمجھ سکتے ہیں۔ اسکندریہ کی ایک تازہ خبر ہے کہ خدیو اس گرفتاری سے سخت برافروختہ ہیں۔ یونان کو مناسب ہے کہ اس جہاز کو چھوڑ دے ورنہ یونانیوں کی کثیر التعداد آبادی موجودہ مصر کے حق میں اسکا اچھا نتیجہ نہ نکلے۔ یونانی بیڑے نے جہاز مذکور کو سپاہ سمیت بندر ناپلیہ کو بھیجدیا جہاں مصری قیدخانہ میں ڈالدیے گئے۔ ٹائمز کا نامہ نگار ۱۰ مئی کو قاہرہ سے تار دیتا ہے کہ خدیو نے جزیرہ تھاسوس میں اپنے حقوق کے نفاذ کے لیے جسکا اونکو دعویٰ ہے جہاز مذکور پر ایک سو سپاہی اور سامان جنگ روانہ کیا تھا مصری گورنمنٹ کو اس کل معاملہ کی اسوقت اطلاع ہوئی جبکہ ۷ مئی کو خدیو نے جہاز کی گرفتاری کا کونسل میں ذکر کیا۔ جزیرہ تھاسوس محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ کی ملکیت تھا۔ اونسے وہاں کی آمدنی جزیرہ کے باشندگان کے مفاد کیلیے وقف کردی خدیو حال جب سے وقف مذکور کے امین ہوئے ہیں وہ اسجگہ کی آمدنی دوسرے کاموں میں خرچ کرنا چاہتے ہیں باشندے اسکو قبول نہیں کرتے اور خدیو کے دعاوی کو خلاف وقف بتاتے ہیں بقول نامہ نگار مذکور اس معاملہ کا نتیجہ خدیو کے حق میں اچھا نہیں ہوگا کیونکہ سلطان المعظم ناراض ہو جائینگے کہ خدیو نے اون کی قلمرو میں فوجی مداخلت کا اقدام کیا ہے علاوہ بریں خدیو کو مالکان جہاز کو بھی معقول تاوان ہرجانہ دینا پڑیگا۔ اس معاملہ میں ایک یونانی کا بھی کچھ تعلق ہے جسکے ساتھ خدیو اہم قرارداد کر چکے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کی تحریر کیمطابق اس وقت تک [illegible] کرنے کے قابل نہیں ہیں لیکن اسبارہ میں مصری اخبارات کی خاموشی اور خدیو المعظم کے محل [illegible]

سے جو نتیجہ نکالا جاسکتا ہے وہ اس روایت کی صداقت کے منافی ہے۔

جنگ ولشٹینو میں ایک سو یونانی قتل اور دو سو زخمی ہوئے جنگ ڈوکوس میں ایک سو ترک توپوں نے آتشباری کی۔ یونانی توپیں پچاس کے قریب تھیں۔ ایتھنز کے اخبارات نے گذشتہ ہفتہ میں مشتہر کیا تھا کہ البانیا میں چار ہزار عیسائیوں نے بغاوت کردی ہے مگر باب عالی نے اسکی بعجلت تردید کردی۔

یونانی تارپیڈو کشتی [illegible] نے آسٹریا کی کمپنی کا جہاز [illegible] گرفتار کرلیا ہے جو جزیرہ سکیتھوس پہنچا دیا گیا۔ اسیر ہوئے ترکی بحری سپاہی اور [illegible] کا جدید مقرر شدہ ترکی ڈپٹی کمشنر سوار تھے۔ ٹائمز کا نامہ نگار راقم طراز ہے کہ وولو میں طرح امن ہے جب سے ترکی فوج شہر پر قابض ہوئی ہے لوٹ مار ہرگز نہیں ہونے پائی اور خود ترکی بلا استثنا نہایت احتیاط کے ساتھ ہر ایک چیز دام دیکر خریدتے ہیں۔ شہر میں اب ترکی فوج کی صرف دو کمپنیاں (دو سو آدمی) ہیں ۲۲ اپریل کو یونانی فوج کریٹ سے روانہ ہوگی جسکے بعد کریٹ کا محاصرہ ختم ہوگیا۔ اور امیر البحروں نے یونانیوں کے تمام گرفتار کردہ اسیر چھوڑ دیئے۔

ٹائمز کا نامہ نگار ادہم پاشا پر الزام لگاتا ہے کہ اگر وہ فوراً زیادہ مستعدی سے کام لیتے تو مدت کی ایتھنز پہنچ گئی ہوتی پھر خود اسکی مستعدی کا جواب ویکلی ٹائمز میں بڑی وجوہ سے قرار دیتا ہے کہ مارشل موصوف نے اس خوف سے کہ مبادا سلطان المعظم میری شاندار فتوحات سے رشک کھا کر مجھ سے برگشتہ خاطر ہوجائیں زیادہ مستعدی نہ دکھائی مگر وہ نامہ نگار خود ہی غور کریں کہ کیا ایسی بیہودہ اور لغو منطق سے وہ اپنے تئیں دنیا کی نظروں میں ذلیل و بے وقعت نہیں کر رہے کیا آجتک کسی بادشاہ نے اپنے جرنیل کی فتح پر رشک کھایا ہے اور کیا سلطان المکرم نے مارشل ادہم کو شکست کھانے کے لیے بھیجا تھا کہ ان کی فتح سے سلطان المعظم کو رشک کھانیکا احتمال ہو ہاں سلطان کیوں حسد کریں اگر ادہم پاشا ایتھنز پہنچ جاتا تو وہ سلطانی تخت کا بھی دعویدار ہوجاتا۔

حضرت اصل وجہ یہ ہے کہ اعلیحضرت کا مدعا فقط یہ تھا کہ یونان کی صرف گوشمال کردیجائے۔ اور اسکو ساتھیوں کو اون کی کائنات بتادیجائے وہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یونان ایک بیوقوف بچہ ہے جو دوسروں کے بہکے میں آگیا ہے اور اسکو اسقدر سزا کافی ہے جس سے وہ آیندہ کیلیے اپنا نفع نقصان سمجھنے اور سوچنے کے قابل ہوجائے اور ساتھ ہی اسقدر ملک پر قبضہ کیا جاوے جس سے فتح کے علاوہ اور بھی حقوق ہوں اور انصافاً کسی سلطنت کو کوئی کا اسپر متعرض ہوجانا ناگوار بھی نہ گذرے جو شخص ترکی کی موجودہ پالیٹکس کو بنظر غایر دیکھتے رہے ہیں۔ اونپر یہ امر ابتدائے جنگ ہی میں واضح ہوچکا تھا چنانچہ اخبار کول کے ساتھ جو نقشہ یونان ابتدا میں آجتک کا شائع ہوا تھا اسمیں بھی صرف اسی لیے اتنے علاقہ کا ہی مفصل نقشہ درج کیا تھا اور وہاں کے کل قصبات وغیرہ درج کیے تھے جسکی نسبت ہمارا خیال تھا کہ ترک اس سے آگے ہرگز نہ بڑھیں گے چنانچہ حالات مابعد نے اس خیال کو بالکل درست ثابت کردیا ہے وہ اب ظاہر ہے سلطان المعظم کی ایسی زبردست پیشبندی تھی کہ یورپ کے وہ مدبر اور اخبارات بھی جو ترکی کے مخالف ہیں ابتدا میں شور و غل مچاتے رہے مگر بعد جب ہوش و حواس میں آئے تو انکو مجبوراً تسلیم کرنا پڑا کہ اگر ترک اس علاقہ کو بمختار خود نہ چھوڑ دیں تو دول یورپ کے پاس کوئی ذریعہ انکو وہاں سے نکالنے کا نہیں ہے اور وہ ایسا کرنے سے بالکل بے بس ہیں تو دیکھئے اخبار [illegible] سٹینڈرڈ اور [illegible]

کو جلد سوچا کہ ترکوں کو اون مقامات سے جو انہوں نے فتح کر لیے ہیں نکالنے کی آخری جان توڑ کوشش کر کے میدان کو [illegible]
سے صاف کر دیں مگر ایسی کوشش ایسے وقت جبکہ یونان ترکی سے گلو خلاصی کرانے جانے کیلیے یورپ کے پاؤں پڑ رہا ہو دیوانگی
اور بے ایمانی تھی جسکا خمیازہ بہت بری طرح اوٹھانا پڑا۔ اپریل کی یونانی فوج تھیسلی کی یونانی فوجسے بہتر اور ترکی فوج تھیسلی والی فوج
سے کمزور تھی لیکن فقدان نظام اور بے ترتیبی نے یونانیوں کا تمام کھیل بگاڑ دیا۔ کرنیل بریکاتری بریگیڈ کمانڈر نے احکام کی تعمیل کرنیکی بجائے
من مانی کارروائی کی جس سے کرنیل مانوس کی کل سپاہ خاک میں ملگئیں۔ یونانی سپاہی بیشک جان توڑ کر لڑے لیکن مہذب جنگوں
میں نری بہادری کسی کام کی نہیں۔ اسدفعہ بھی یونانی خوفناک کشت و خون کے ساتھ آرٹا کو بھگا دیئے گئے۔ ساٹھ سو مقتول و مجروح اور ایک ہزار
گم ہوگئے اور پھر ترکوں کو موقعہ ملگیا کہ اگر چاہیں تو بھگوڑوں کا تعاقب کرکے اونکا نام و نشان معدوم کر دیں۔ مگر بہادر
ترکوں نے ایسے نامردوں پر وار کرنا مناسب نہ سمجھا۔

یونانیوں کی اس لڑائی میں جو ۲۰ اپریل کو بمقام تورنوس ختم ہوئی کل دو ہزار مقتول اور تقریباً ۳ ہزار زخمی ہوئے۔ ترکوں کے
۲۴۴ شہید اور سات سو زخمی ہوئے۔ ڈومو کوس کے تمام مورچے جنکو یونانیوں نے اسی کی رات کو خالی کر دیا۔ یونانیوں کو یہ اندیشہ پیدا
ہوگیا تھا کہ ترکی فوج کا میسرہ جو بہت آگے بڑھ گیا تھا پہلو پر سے ہو کر ہمکو عقب سے آ لیگا۔ یہ لڑائی سخت جانگداز تھی بلکہ [illegible]
سے نہایت دلچسپ بھی تھی۔ فرسالہ سے ڈومو کوس تک ۱۴ میل کا فاصلہ ہے ترکوں کو غنیم کا پیچھا کرنے سے پہلے یہ فاصلہ طے کرنا پڑا۔
اونکو آرام لینے یا کھانا کھانے کیلیے کوئی وقت نہ ملا جسقدر دستے پہونچتے جاتے تھے وہ فوراً ڈومو کوس کے میدان میں داخل ہو کر صف آرا
ہوتے جاتے تھے مگر یونانیوں کو اپنے توپخانوں کی ردیف ٹھیک قایم کرنیکی کافی مہلت ملگئی ہوئی تھی گولہ باری کے شروع ہوتے ہی ایک چھوٹے والا
ایک ترکی پلٹن کے وسط میں گرا۔ مگر حافظ حقیقی کے فضل و کرم سے کوئی ترک زخمی یا شہید نہیں ہوا۔ ڈومو کوس کے مقابل کی [illegible] نے جسپر ذکر آ
چکا ہے ترکی حملہ آور پلٹنوں کو عمدہ پناہ دی مگر اسکی دائیں بائیں طرف کی ترکی باقیات غنیم کے گولوں کی [illegible]
بارش کو نہایت دلاوروں کے کمال استقلال و شجاعت سے برداشت کیا۔ اونپر گولہ برس رہا تھا اور انکی شور اٹھتے اور آواز تسلسل گولہ باری کیوجہ
سے ایک آہنگی کارخانہ کے شور سے مشابہ تھی۔ ایک یونانی گولے سے ایک ترکی توپ اپنے مقام سے گر پڑی اور توپچیوں کو [illegible] باقی توپ
عرصہ کیلیے پیچھے ہٹا لینی پڑیں مگر اوس توپ کے گولنداز یونانی گولوں کی تابڑ توڑ برسات میں اپنی توپ کو چھوڑ کر نہ گئے۔ یونانیوں نے توپ کو
گرا ہوا دیکھکر اوس کو بالکل نیست و نابود کرنیکے لیے بکل گولہ باری اسپر مجتمع کر دی تھی۔ [illegible] کا خاص نامہ نگار جو دیکھ رہا
تھا لکھتا ہے کہ ان دونوں جانباز گولندازوں کے ارد گرد واقعی جہنم موجزن ہو رہا تھا اور [illegible] سرو قد کھڑے رہے اور ترکی
گولہ اونکے قدموں میں زمین کو چھلنی بنا رہے تھے مگر یہ بہادر اپنی جگہ سے ایک انچ ادہر اودہر ہونیکا نام نہیں لیتے تھے۔ [illegible]
میں جبکہ فوج عقب کو ہٹ آیا اور فرش خاک کو بچھونا بنایا۔ کار توسوں کی شکستہ صندوقوں کو جمع کر کے بیٹھے آگ سلگائی [illegible] کچھ زخمی
سپاہی ہسپتال جانے سے پہلے اپنے کمزور جسموں کو گرم کرنیکے لیے میرے پاس جمع ہوگئے۔ ایک افسر کی بائیں آنکھ کے اوپر گولی کا سخت زخم
تھا مگر وہ نہایت خندہ دلی سے دن کی معرکہ آرائی کی کیفیت سناتا رہا۔ ایک سپاہی کے شانہ سے گولی وار پار نکل گئی تھی جسکی اوس شیر مرد کو

مطلقاً کوئی پروا نہ تھی لیکن بعض سپاہیوں کو ایسے شدید زخم پہونچے تھے کہ جسم کے ذرا سی حرکت کرنے پر اونکو درد بیچین کر دیتا تھا
اور اون کے منہ سے بے اختیار آہ کے ساتھ یہ کلمہ نکل جاتا تھا اے اللہ ہم پر رحم کر ان غریب مصیبت زدگان کے پُر پیچ حالم کا دردناک
نظارہ جو میرے پاس جمع ہوئے تھے مجھے مدت العمر فراموش نہیں ہوگا۔

میں اسموقعہ پر ترکی توپخانہ کی قابل تعریف استقامت اور مضبوطی کی شہادت دیئے بغیر نہیں رہ سکتا اوسکو یونانی مورچون
پر دو میل کے فاصلے سے گولہ باری کرنی پڑی اور نشیب سے یونانی باتریونپر جو بلندی پر تھیں حملہ کرنیں اونکو ایک زاید مشکل لاحق
تھی غنیم اونکی نقل و حرکت کو بخوبی معلوم کر سکتا تھا باین ہمہ ترکی توپخانہ کے صرف دو آدمی شہید اور سات مجروح ہوئے مگر
ترکی فوج پیدل کو بہت نقصان اوٹھانا پڑا جبکہ میدان جنگ کے ایک حصہ پر سے گذرنیکا اتفاق ہوا تو مردے اور زخمی بلا تمیز ایک جگہ
ڈھیر میں پڑے تھے زخمی سپاہی کے پہلو بہ پہلو جسکی وہیں دم ٹوٹ گیا رہی تھی۔ دوسرے کی لاش پائی جاتی تھی جسکا جسم گولہ نے
تکہ بوٹی کر کے اوڑا دیا ہوا تھا۔

جس ترکی دستہ نے غنیم کے قلب پر حملہ کیا تھا اوسکی دلاوری بہت ہی قابل تعریف ہے کل دوران جنگ میں پہلی دفعہ گولہ باری کی زد میں آنا
پہلے اپنے غنیم کو کہ نہایت ہی محفوظ مورچونکو جہاں غنیم تعداد میں زیادہ تھا بنوک سنگین فتح کر کے خاص امتیاز حاصل کیا۔

پندرہ ہزار ترکوں نے ۱۸ کی صبحکو بھگوڑوں کا تعاقب کیا۔ یونانی سپہ سالار دس ہزار فوج درہ فورکا کی حفاظت کیلیے چھوڑ کر باقی
فوج لامیہ کو ہٹا لیگیا تھا۔ اس درہ پر آٹھ بجے رات تک فریقین میں گولہ باری ہوتی رہی۔ اسوقت تک یونانی اپنے مورچوں پر قابض رہے
مگر صبح ہوتے ہی ۱۹ مئی کو موضع ترازا کو جو لامیہ اور فورکا کے درمیان ہے ہٹ گئے ترک بھی تعاقب کنان آگے بڑھے چلے گئے اور دشمن
سے دن کے لڑائی شروع ہو گئی ۲۰ ترکی رسالے غنیم کا عقب روکنے کے ارادے سے اوسکے پہلو پر سے گذر گئے یونانی اونپر متواتر گولہ باری کرتے رہے
جس سے اکثر ترکی سوار مارے گئے لیکن سواروں کی اس مردانہ حرکت سے یونانی کیلیے کوئی راہ فرار نہ رہی گیا تھا کہ اتنے میں التوائے جنگ
کا حکم پہنچ گیا جس سے لڑائی ختم ہو گئی یونانی ۲۰ مئی کو لامیہ کو ہٹ گئے اور ترک درہ فورکا چھوڑ کر قدیم سرحد سے پیچھے ہو گئے۔ رائٹر کا خاص
نامہ نگار اسواقعہ کو اسطرح سے بیان کرتا ہے کہ ترک ذاتیجہ یونانیوں کو درہ فورکا سے بھگا کر اونکے تعاقب میں فوج جیکو [illegible]
جا رہی تھی۔ بڑی سرگرمی سے تعاقب کئے چلے جا رہے تھے کہ یونانی سپہ سالار کا قاصد التوائے جنگ کی درخواست لیکر آپہنچا سیف اللہ
نے پیغام کو فوراً مارشل ادہم پاشا کے پاس جو دو سو گز پر مقیم تھے روانہ کیا اور جواب آنے تک دونوں فوجوں نے لڑائی کو ملتوی
کر دیا اس تعاقب میں ترکوں نے ساٹھ یونانی گرفتار کئے مارشل موصوف کا جواب موصول ہونے پر باقاعدہ التوا کر دیا گیا
گیا اور یونانی فوج لامیہ کو ہٹ گئی اور [illegible] اوسکو مقامات لامیہ [illegible] تقسیم کر کے اپنا [illegible]
رائٹر کا نامہ نگار جنگ دو مہینوں کے بعد [illegible] یونانی [illegible] کی نگرانی میں [illegible] شہر سے براہ [illegible]
ارسال کرتا ہے [illegible]
کو راستہ بتاتا تھا قیام کیا۔ [illegible]

ہوگا۔ اور کئی مدبرین کو اندیشہ ہے کہ کہیں مرطویل بحث مباحثہ کی کھینچ تان اور آخری فیصلہ کی تفصیلی مدارج میں دول یورپ کا اتفاق غتر بود نہو جائے کیونکہ اوس فیصلہ سے دول عظام میں سے ہر ایک کی کوئی نہ کوئی ذاتی غرض وابستہ ہوگی یہ ہفتہ رواں کی شروعات میں جرمنی نے دہمکی دیدی کہ اگر یونان سے یہ وعدہ نہ لیا جاوے کہ وہ دول کی پیش کردہ شرائط کو بلا عذر تسلیم کریگا تو میں اتفاق سے بالکل الگ ہو جاؤنگا مگر اوسکا یہ دہمکی والا فقرہ بے اثر رہا پہر ایسے امر پر جو شرطیں اور نرگس نے اپر راضی لیا دو تین دن کو بعد انگلستان اکڑ گئے کہ اگر ٹرکی کو تاوان جنگ کرادا ہونے تک تہسیلی کسی حصہ پر قبضہ دلایا گیا تو ہم اتفاق سے علیحدہ ہو جائینگے اگر انگلستان ایسا کرگذریں تو محبان یونان کی مراد پوری ہو جائے۔ اخبار ڈیلی کرانیکل تو مدت سے لارڈ سالسبری کو یہی مشورہ دے رہا ہے۔ یہ ریڈیکل پرچہ لکہتا ہے کہ اگر موجودہ حالت قایم رہی تو یونان جلدی روس یا جرمنی کے اقتدار میں ہو جائیگا اور ہر دو صورتوں میں انگلستان کا اثر دولت مشرقی یورپ سے بالکل زایل ہو جائیگا۔ اسلیے بہتر ہے کہ انگلستان اتفاق سے علیحدہ ہوکر بالکل آزاد ہو جاوے اور اپنی اغراض کی حفاظت کیلیے جن باتی کارروائی کی ضرورت سمجھے کرے اوسمیں وہ آجکل تینوں قیصروں کا محض غلام ہے دیگر لارڈ موصوف بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ غلامی ہی کئی مصیبتوں اور خطروں سے محفوظ رکھنے والی ہے

اس ہفتہ ٹرکی اور روس میں بہی کچھ مغایرت سی پیدا ہونیکے آثار ظاہر ہوگئے ہیں لیکن یہ مغایرت غالبًا عارضی ہوگی سلطان المعظم نے گوزار کی محبت آمیز اور پرجوش ٹیلیگرام والی درخواست کو پچھلے ہفتہ بڑی خوشی سے منظور کر لیا تہا مگر اونکا میلان زیادہ تر جرمنی کیطرف ہے۔ اونہوں نے قیصر کو تار بہیجکر اوسکے سابقہ دوستانہ صلاح و مشورہ کا ادا کیا ہے۔ اور آیندہ کیلیے اس دوستانہ سلوک کو جاری رکھنے کی درخواست کی ہے۔ سلطان المعظم نے قیصر کو چند پرانی جرمن توپیں بہی جو ترکوں نے مدت ہوئی (سلطان سلیمان و سلیم وغیرہ کے عہد میں) چہینی تہیں بطور تحفہ ارسال کی ہیں۔ علاوہ بریں خود شرائط صلح میں ایسے امور موجود ہیں جن سے جرمنی اور روس میں بگاڑ ہو سکتا ہے۔ جرمنی چاہتی ہے کہ جب تاوان جنگ معین ہو جاسے تو روپیہ اوسکی ادائیگی کا ذمہ لے۔ اور یونان کی صیغہ مال پر اپنی نگرانی قایم کرے۔ روس اسکو پسند نہیں کرتا اوسکی یہ علیا ہیں کہ میں نے یونان سے قرض نہیں لینا اور اس لیے روس مجلس نگرانی کا ممبر نہیں ہو سکیگا مگر اوسکی یہ دلیل بودی ہے کیونکہ روس نے بالانفراد ایک دوسری طاقتوں کے تاوان جنگ کی ادائیگی کی ذمہ واری کی تو وہ اس ہے ممبری کا مستحق ہو جاتا روس کی ناراضامندی کی اصل وجہ یہ ہے کہ یونان کو قومی قرضہ کو سہے کہ مالک جرمن ہیں اور اس لحاظ سے مجلس میں اونکا پلہ بہر حال بہاری رہیگا۔ روس اسکے مقابلہ پر تجویز پیش کرتا ہے کہ یونان کو تاوان جنگ کو میں اپنے تاوان جنگ میں جو ٹرکی سے ۱۸۷۷ء کی لڑائی کی بابت لینا باقی ہے محسوب کر لیتا ہوں۔ اگر دول یورپ اسے منظور کرلیں تو مجہے یونانی صیغہ مال کی نگرانی کیلیے مجلس مقرر کرنے کی تجویز سے اختلاف نہ ہوگا۔ روسی تجویز سلطان اور یونانیوں دونوں کو پسند نہیں سلطان نقد روپیہ پر اس یا مقابل بجائی کو ترجیح دے سکتے ہیں۔ اور یونانیوں کو یہ گمان ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح تاوان کی ادائیگی کو ٹالتے رہیں گے۔ علاوہ بریں وہ چند مہینوں سے شکایت کر رہے ہیں کہ انتقام لینے والا روسی روپیہ ادا کرنا تو درکنار روس کا

"یہ ہاتھ اسلام کی شان قائم رکھنے میں ٹکڑے ٹکڑے ہوئے ہیں سلئے میرے بادشاہ میری التجا ہے کہ جو ملک اسطرح سے حاصل کیا گیا ہے وہ تیرے پاشا واپس نہ دینے پائیں" اوسکی

خالص جب قومی اور جوش اسلامی کو دیکھکر امیر المومنین کا روئے مبارک زرد ہو گیا۔ اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے ــــ

وزیر اعظم نے جو رپورٹ خدمت سلطانی میں پیش کی ہے۔ اُس سے بھی یورپ کی خواہشات پوری ہوتی نظر نہیں آتیں تھلیل رفعت پاشا صدر اعظم گذارش کرتے ہیں کہ کل دول یورپ اسلام کی دشمن ہیں جو ٹرکی کو نیست و نابود کرنے کے لیے سازشیں کر رہی ہیں حضور معروح مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں یورپ کے مطالبات کو کامیابی کے ساتھ مسترد فرما چکے ہیں۔ اسیطرح تھسیلی کی بارہ میں اون کی خواہشوں کی پروا نکرکے اوسپر مستقل تصرف کیا جاوے۔ آخر میں وزیر موصوف بصورت نامنظوری درخواست استعفا منظور فرمائے جانے کی استدعا کرتے ہیں ۔۔

انگریزی اخبار کا نامہ نگار ان واقعات پر اپنی رائے ظاہر کرتا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سب بناوٹ ہو گر آنا و نشا اطمینان بخش نہیں پایا پچھلے ہفتہ امتیازات (مراعات) کی منسوخی پر بڑا زور شور ہوا تھا اس ہفتہ اونکا کوئی نام نہیں لیتا اور کل گفتگو تھسیلی کی بابت ہی ہو رہی ہے۔ و اینا کہ بعض اخبارات سرحد تھسیلی کی مجوزہ درستی کے متعلق بحث کرتے ہوئے ٹرکی کو معتدل بنا قبضہ کی سفارش کرتے ہیں۔ پیرس کے اخبار یونان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں لگیا اتفاق ہی انگلستان کو ملامت کرتے ہیں کہ وہ ترکوں کو عارضی قبضہ تھسیلی پر کیوں ایسا سمجھا جاتا ہے۔ سٹینڈرڈ پچھلے دن سے دو بالی مچا رہا ہے کہ ترکونکو ایک انچ زمین نہیں دیجانی چاہئے۔ کردنی نے اشتعال (۲۴ مئی) سوال پوچھتا ہے کہ اگر ترکی تھسیلی کو نہ چھوڑیں۔ تو اون کو کون وہاں سے نکالیگا۔ پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ اگر تمام طاقتیں متفق ہو گئیں تو چھوڑ دینگے۔ اگر انہیں اختلاف ہوا تو وہ نہیں چھوڑینگے ــــ

دول یورپ تو ابھی ابتدائی بحث و مباحثہ میں گرفتار ہیں۔ اور ادہر ترک عدامی قبضہ کی تجاویز کو عمل میں لا رہے ہیں فوجی قبضہ پہلے ہی تھا۔ اب ملکی انتظام بھی کر لیا گیا ہے۔ اور عیسائی رعایا کو واپس آنیکی دعوت بذریعہ اطلاع دیگئی ہے کہ اگر وہ جلدی آکر اپنی فصلیں درست کرینگی تو ترک اون کو کاٹ لینگے۔ یونانی وزیر اعظم فصل کی مالیت کا اندازہ اڑھائی کرور فرینک (یعنی) تاوان جنگ کا سوا لگاتا ہے۔ ترکی تو صدر تھلی و یکلی دے ہی رہی ہے۔ سبحہ یونان اوس سے بھی زیادہ ہٹی نکلتے معلوم ہوتے ہیں۔ شاید کو اس امر کا پختہ یقین ہے شاید خود ہی یونانیونکو اشارہ کر دیا ہوگا۔ ورنہ اون بیچاروں کی کیا سکت کہاں کہ چون و چرا کریں۔ اڈیٹر سٹینڈرڈ کا جنگی نامہ نگار یونانیوں کی طفلانہ اور خام طبعی اور خبط کی شکایت کرتا ہے کہ اس سے بڑھکر کیا سودا ہوگا کہ وہ جنگ کو سر بعو ٹر سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ اتفاق یورپ بہ حمایت مقدونیہ باقاعدہ فوج۔ مجاہدین۔ رضاکار و معاونین۔ الغرض جتنی چیزوں پر اون کو سہارا تھا وہ سب شکستہ کمند ثابت ہوئی۔ جو الٹے اونکی ہاتھ میں چبھ گئی۔ مگر اون کو ابتک اپنی فوج ظفر موج اور "ناقابل فتح" سمجھتے ہی ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کیوں ملک یا کوئی تاوان جنگ دیں۔ یا کیسلیرح کی تکلیف یا خسارہ برداشت کریں۔ مگر پھر بھی بعض واقعات کی سنگینی منطق سے اور نتائج کہیں کچھ بچی ہیں [illegible]

خبروں سے جاگ اٹھی ہے اور اگر ٹرکی کے ساتھ کوئی ناانصافی کیگئی تو اوسکا نتیجہ صلح سے بعد عرصہ دراز تک اپنا اثر دکھاتے رہینگے فرانس کو اپنی مسلمان رعایا کی پر جوشی معلوم ہوگئی ہے اور اسی لیئے وہ غالباً ٹرکی کی مطالبات کی کوئی زیادہ مخالفت نہیں کرے گا۔ اسی اخبار کا دوسرا نامہ نگار جو ان کی شروعمیں قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ فرانس کو اوسکی مخالفت کیوجہ سے دربار روم میں علانیہ برا بھلا کہا جاتا ہے۔ ٹیونس الجزایرا اور مراکو سے عرب شیوخ اتحاد و اتفاق قومی اور اخوت مذہبی سے متاثر ہو کر جوق در جوق اسلامی دار الخلافہ کو چلے آرہے ہیں۔ یہ مذہبی سازشیں کچھہ عرصہ کیلئے ملتوی ہوگئی تھیں۔ مگر ٹرکی کی فوجی طاقت ظاہر ہو چکنے سے وہ پہلے سے زیادہ مستعدی سے شروع ہوگئی ہیں یہ جوش متذکرہ بالا ممالک پر ہی محدود نہیں۔ بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی موجود ہوگیا ہے اور انہیں بھی ایسی یوروپین طاقتوں کی توجہہ کو جو مسلمان رعایا رکھتی ہیں۔ ٹرکی سے ہٹانے کے لیئے ان مذہبی سازشوں کی گرم بازاری ہے ۔

پرنس بسمارک نے اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ تھیسلی یونان کو ہرگز نہ واپس دلائی جائے۔ اگر ایسا ہوا تو بلگیریا یا سرویا وغیرہ بھی موقعہ ملنے پر ٹرکی کے مقابلہ پہ کھڑی ہو جاوینگی۔ کیونکہ اون کو اطمینان ہوگا کہ شکست کھا جانے پر بھی ہمارا نقصان تو کچھہ ہونا نہیں بعض انگریزی اخبار قیصر جرمن کی دوستی کی موجبات میں سے چند یہ بتاتے ہیں کہ جرمنی کل عثمانیہ ریلوں کو اپنے اقتدار میں کرنا چاہتی ہے جس سے نہر سویز بالکل بیکار ہو جاوے گی اور مشرقی یوروپ اور کل ایشیا کی تجارت جرمنی کے ہاتھہ میں چلی جائیگی جرمنی سالونیکا سے ہندوستان تک جہازوں کی آمد و رفت کا سلسلہ قایم کرنیکی خواہشمند ہے وہ یونان کو اس لیئے ذلیل کر رہی ہے کہ موجودہ خاندان معزول ہو جائے۔ اور وہ جرمنی کی کسی ریاست کے شہزادے کو یونانی تخت پر بٹھلائے جس سے جرمنی کا اقتدار جنوب مشرقی یوروپ میں اور بھی مستحکم ہو جاوے مگر یہ سب فرضی باتیں ہیں اسمیں کوئی شک نہیں کہ انسان بالطبع خود غرض ہوتا ہے اور بمقتضائے فطرت جرمنی ٹرکی کی دوستی سے بہت کچھہ فوائد حاصل ہونیکی توقع رکھتی ہے لیکن قیصر کی سچی محبت اور خالص رفاقت کو محض خود غرضی پر مبنی بتانا انسانی شرافت کا خون کرنا ہے

جنگ روم و یونان سے ظاہری اقتدار اور عظمت میں ترقی ہو جانے کے علاوہ ایک اور عجیب و غریب فایدہ بھی ٹرکی کو پہونچا ہے یوروپ کی بعض ناعاقبت اندیش طاقتیں (نیک نیتی یا بدنیتی سے) اور بعض نمکحرام ترکی رعایا عرصہ سے یہ تقاضا کر رہی ہیں کہ ٹرکی میں پارلیمنٹری اصول کو حکومت میں داخل کیا جاوے۔ مگر اب اون لوگوں کو معلوم ہوگیا ہے کہ ہر ملکے وہر رسمے جو اصول انگلستان میں مفید ہو وہ بالضرور بغداد میں مفید نہیں ہو سکتا۔ اس اصول کی اون کو یونان کی طرز حکومت سے پوری تصدیق ہوگئی ہے۔ اُسے پارلیمنٹری حقوق ملے ہوئے ۶۵ برس کے قریب ہوگئے ہیں۔ مگر وہ ایسے غیر مفید بلکہ مضر ثابت ہوئے ہیں کہ ہمارے شیدایان آزادی اب اپنے منہہ سے کہہ رہے ہیں کہ یونان کی طرز حکومت مطلق العنان کر دینی ضروری ہے ورنہ ملک کی کبھی اصلاح نہیں ہو سکے گی ۔

فرانس کا اخبار کوموو [illegible] (لفظی معنی [illegible] الصبیح) مورخہ ۱۸ مئی ایک مضمون بعنوان "بیداری اسلام" تحریر کرکے [illegible] کہ

تنبیہہ کرتا ہے کہ اگر وہ مسلمانوں کو اور زیادہ مہلت دینگے اور اونکو فی الفور برباد نہ کرینگے تو عنقریب کل دنیا کے مسلمان متفق ہوکر عیسائیوں کو نیست و نابود کر دینگے۔ اخبار مذکور کی رائے میں عساکر عثمانیہ کی تازہ فتحیابی نے مسلمانونکو بیدار کرنیمیں بہت مدد دی ہے۔ لیکن اس سے پہلے ہی مسلمان غافل نہیں تھے اونکی تعداد اور پولیٹکل طاقت میں ہر وقت کچھ نہ کچھ ازدیاد ہوتی رہتی ہے چنانچہ پچھلی پچاس برسوں میں افریقہ کے وسط میں تین عظیم الشان اسلامی سلطنتیں قایم ہو گئی ہیں مہدی کی سلطنت سوڈان نیلی (مشرقی سوڈان) میں سنوسی کی حکومت طرابلس الغرب کے نواح میں۔ اور رباح (غلام زبیر پاشا سابق مصری گورنر سوڈان) کی مملکت جھیل چاڈ کے ارد گرد۔ ان تینوں سلطنتوں کے ذریعہ افریقہ میں اسلام بسرعت تمام پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ رباح کا دار الخلافہ کوکا ہے اور اسکا نہ ہی اقتدار تمام علاقہجات خط استوا کی ویسی قوموں پر ہے اور اوسکے نائب کل ممالک ملحقہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں پہلی دونوں مملکتوں کا اقتدار ریاست واڈی لائی (جسکا بادشاہ مع رعایا تین چار برس ہوے مسلمان ہو گیا تھا یہ سوڈان کے جنوب میں واقع ہے) سے لیکر دار فور تک بالاستقلال قایم ہو چکا ہے۔ اور شیخ سنوسی کے جانشین جغبوب رئیس سنوسین کا اثر ممالک الجزایر وغیرہ میں بدرجہ کمال سرایت کر گیا ہے۔ یہ درست ہے کہ سنوسی مسلمانوں کو عیسائیوں کے برخلاف علانیہ فساد کرنیکی تلقین نہیں کرتے مگر وہ مسلمانوں کا عیسائیوں کے ماتحت رہنا بھی پسند نہیں کرتے اور الجزایر وغیرہ کے مسلمانوں کو جو فرانس کے ماتحت ہیں۔ دار الحرب (یعنی ممالک کفار) سے نکلکر دار السلام (ممالک مسلمین) میں چلے جانے کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔

عساکر عثمانیہ کی فتح سے دار الخلافہ عثمانیہ سے لیکر فیض (پایہ تخت مراکو) تک اور بغداد سے لیکر زنجبار تک اور کلکتہ سے لیکر ٹمبکٹو (مغربی افریقہ میں جھیل چاڈ کے قریب بہت بڑا شہر) تک تمام مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے اور مسلمانوں کو خلافت عثمانیہ کی امداد و اعانت کا اسقدر خیال ہو گیا ہے کہ اس برس شریف مکہ تک نے جو ہر سال باب عالی سے بیش بہا ہدایا اور انعام و اکرام پانیکا عادی ہو رہا ہے تحفے لینے سے انکار کر دیا کہ یہ روپیہ بھی سلطنت کی تقویت پر خرچ ہو۔ اسیطرح ٹریپولی (طرابلس الغرب) ٹیونس۔ الجزایر۔ مراکو اور مصر کے مسلمانوں میں بھی سلطنت علیہ کی معاونت کرنیکے لیے زبردست تحریک شروع ہو گئی ہے۔

الغرض اخبار مذکور اسطرح کے بہت سے واقعات گن کر جنکو وہ بیداری اسلام کی وجہ ثبوت میں پیش کرتا ہے۔ عیسائیوں کو مندرجہ بالا نصیحت کر کے دنیا کو اپنی بے تعصبی امن پسندی اور ہمدردی بنی نوع انسان کا ہی ثبوت نہیں دیتا بلکہ ظاہر کر رہا ہے کہ تعصب مذہبی کے مرض نا ہنجار مفسد سے اینگلو انڈین اخبارات ہی کے شامل حال نہیں ہیں۔ اور وہی عیسائیونکو مسلمانوں کے برخلاف بہکانے میں مشتاق نہیں بلکہ کل عیسائی اخبار نویسوں کی یہی کیفیت ہے۔ اور ان ناعاقبت اندیشوں سے سخت اندیشہ ہے کہ وہ ہر وقت یہی باتیں سناتے رہتے ہیں ایکدن عیسائیوں اور مسلمانوں کو آپس میں بھڑا کر رہینگے ہاں خداوند کریم اگر اونکو بروقت ہدایت عطا کر دے تو دوسری بات ہے۔

پیرس کا اخبار السلطان تحریر کرتا ہے کہ "یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب سے اعلیحضرت سلطان عبدالحمید خان تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کی جمعیت کو یکجا کرنیمیں ساعی ہیں۔ اور اوسی دن سے ایشیا اور افریقہ کے کل مسلمانوں اور اون کے درمیان رابطہ و اتحاد قایم ہو گیا ہے۔ اسوقت حضور ممدوح کیخدمت میں مسلمانوں کے بیشمار معززین اور علما موجود ہیں اونمیں مراکو، ترکستان

اور ہندوستان کے باشندے بھی ہیں۔ اور جماعت مذکور اپنے ہموطنوں کو یہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ دو دو لیکر کل روئے زمین کی طاقتوں سے زبردست اور مضبوط ہے مسلمان صبر سے کام لیکر منتظر رہیں۔ انکو آزادی دلانیوالی یہی سلطنت ہوگی پچھلے دنوں حضرت جلالتمآب نے ایک اسلامی مجلس منعقد کی تھی جس میں کل آباد دنیا کے مسلمانوں کے نایب موجود تھے"

اسکے بعد وہ مفروضہ مظالم آرمینیا وغیرہ سے سلطان کو مذہبی اقتدار کی مضبوطی کا استدلال کرکے عیسایان عالم دو لیورپ کو ملامت کرتا ہے کہ اونہوں نے اس ایماندار اور قیام امن و امان عالم کے مدعی اخبار کی نصیحت کو قبول کرکے ابتدا ہی میں مسلمانوں کی ایسی تحریک کو کیوں نہ روک دیا۔ اور شروع ہی میں شرائط صلح کو مقرر کرکے سلطان کو انکو ماننے پر کیوں نہ مجبور کیا کہ آج وہ اس طرح بحیثیت فاتح زبردستوں ایسی گفتگو کرکے اپنا سکہ اور زیادہ اسلامی دنیا پر نہ بٹھا سکے۔

فصل ۱۷ مقدم

سر ایشمیڈ کی لاریسہ سے روانگی و گرفتاری

سر موصوف لکھتے ہیں "ہم تاریخ ۱۸ مئی دوشنبہ کی صبح کو آخری مرتبہ لاریسا سے روانہ ہوئے میں اس امید سے کہ ساڑھے چھ بجے روانہ ہو جاونگا۔ ساڑھے پانچ بجے بیدار رہوا۔ لیکن سب باندھنے اور اون چھوٹے چھوٹے معاملات کے انصرام میں جو ہمیشہ عین روانگی کے وقت سر آلگاتے ہیں اتنی دیر ہو گئی کہ ساڑھے نو بجے سے پہلے نہ روانہ ہو سکے ہم تیار ہوئے تو ہمارے اسکورٹ کے چاروں سوار ابھی تک نہ آئے تھے جنکو رؤوف بک بمشکل تلاش کرکے جمع کر سکا۔ اسطرف سے اطمینان ہوا تو اب اپنے انگریز رفقاء سے الوداعی صاحب سلامت کرنا باقی تھا۔ منٹیر اور اون کرشاف سے ہم رات کو رخصت ہو آئے تھے۔ مسٹر کھم اور ویلڈن بیدل ہمیں رخصت کرنے آئے اور نہایت تپاک سے ملے۔ مسٹر گوین اور سٹیونس زین سوار الوداع کہنے آئے۔ ان انگریز نامہ نگاروں سے جو ترکی فوج کے ساتھ تھے بڑھکر ملنسار خوش طبع اور شریف انسانوں کا دستیاب ہونا آسان نہیں۔ غیر ملک میں ایک ہی قوم کے افراد میں ایسی جلدی مودت و موانست پیدا ہو جاتی ہے کہ اُسے دیکھکر بلا شبہہ حیرت ہوتی ہے ہم اپنے دوستوں سے بلا مبالغہ دلی تاسف کے ساتھ جدا ہوئے۔ مسٹر گوین اور سٹیونس کا منشا کچھ دور ہمارے ساتھ جانے کا تھا۔ اور اسی لیے غالباً وہ سوار ہو کر آئے تھے۔ مگر ہمارا ارابہ جی شہر سے نکلکر غلط سڑک پر ہو لیا۔ اور ہمارا ریہ وہ ہمیں نہ ملسکے۔

چلتے چلاتے پونے دس ہو گئے۔ ہماری جماعت ان پر مشتمل تھی۔ ایلیس، میں، رؤوف بک۔ اردلی کے چار سوار۔ اور بینظیر کا ترجمان مخکر پولیس الیا۔ ایک ارابہ بھی ساتھ تھا جسپر ہمارا اسباب تھا۔ بظاہر وہ نہایت سالخوردہ اور بوسیدہ سا نظر آتا تھا مگر ساری مسافت اوس نے بخیریت طے کی حالانکہ سڑکیں ایسی خراب تھیں کہ کوئی یورپین نئی گاڑی بھی انمیں بمشکل سلامت رہتی۔ یا کم از کم ایسی اچھی طرح خدمت نہ دیسکتی۔

وادی ٹمپہ کی چار گھنٹوں کے پر صعوبت سفر کے بعد جس میں گرمی سے بہت تکلیف ہوئی ہم دیجو موضع بابا میں جو وادی کے دہانہ پر ہے پہونچے۔ وہاں کے باشندے ہمیں دیکھکر بہت خوش ہوئے اور ہمارا شکریہ ادا کیا کہ ہمنے مشیر سے درخواست کرکے ڈاکوؤں سے اون کی حفاظت کیلئے نظام فوج کا دستہ بھجوا دیا۔ بابا سے ہم ساڑھے تین بجے روانہ ہوئے۔ خوبصورت وادی میں سفر بڑے مزے سے کٹا۔ سڑک جو چنداں عریض نہیں دریا پنی اسکے برابر جاتی ہے دریا کا نام جو جھیل کے درمیان سے اوسا کے سر بفلک اور عمودی چٹانوں کے بیچوں بیچ وادی میں داخل ہوتا ہے یہاں بہت تیزی اور جوش کے ساتھ بہتا ہے اور اوسکے دونوں طرف پہاڑ مینار کیطرح بادلوں تک چلے گئے ہیں دونوں کنارہ پر درختوں کی خوشنما قطاریں کھڑی ہیں۔ اور جا بجا سرسبز مرغزاریں منظر کی یکرنگی کو دور کرکے اوسکی دلفریبی کو بڑھا رہی ہیں ❊

امیلاکی کی قصبہ امیلاکی سے آگے وادی میں آبادی زیادہ نہیں یہ اس ضلع کا سب سے بڑا شہر ہے دنیا میں اوسکے بہت ہی کم شہر ایسے محفوظ یا دلفریب موقع پر واقع ہیں۔ وہ وادی ٹمپہ کی دائیں یعنی جنوبی جانب کی چٹانی پہاڑ کی عین چوٹی کے قریب ایک چھوٹی سی سطح مرتفع پر جو آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ آباد ہے متصلہ دیہات کی عورتیں اور بچے جبتک کہ اون کو ترکی فوج کی خوش اطواری کیطرف سے اطمینان نہ ہوگیا یہیں پناہ گزین رہے تھے۔ ہمیں ایسے دلچسپ اور دلفریب شہر کو نہ دیکھ سکنے کا بہت افسوس ہے وقت تنگ ہو رہا تھا اور ابھی بہت فاصلہ طے کرنا باقی تھا جنوبی سرے کیطرف وادی ٹمپہ زیادہ فراخ ہوگئی ہے اور وہاں اسکا منظر بھی نسبتاً بہت لطیف اور خوشنما ہوگیا ہے۔ درہ کی چوٹی سے دریا کا نظارہ عجب دلکش دکھائی دیتا ہے جو ٹمپہ میں ایک جھیل بناتا ہوا آگے بہتا ہے۔ یہ جھیل چاروں طرف سے کمال سرسبز مرغزاروں اور صنوبر کے درختوں سے گھری ہوئی ہے اور اوسکا منظر ہو بہو انگلستان کی جھیلوں کیطرح درخشاں و فرحت بخش اور گوناگون ہے بلکہ اوس پر یہ فوقیت رکھتا ہے کہ یہاں کا مطلع عموماً شفاف اور بے ابر ہوا صاف و بلا غبار رہتی ہے۔

ہم ٹھیک اسکے پل پر ساڑھے پانچ بجے کے قریب پہونچے یہاں وادی اوربھی فراخ ہوگئی ہے اور سرسبز و فرحت بخش مرغزاروں کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔ انپر بیشمار مویشی اور بھیڑیں چر رہی تھیں۔ اور کئی کھیت پختگی کے قریب کھڑے تھے پل کو شکستہ دیکھکر ہمارے اوسان خطا ہوگئے پچاس ایک ترکی سپاہی دیہاتیوں کو لیکر ملبہ کو آہستہ آہستہ ہٹا رہے ہیں اور پل کی یونہی برائے نام مرمت کر رہے تھے مگر گھوڑے اوسپر بالکل نہیں گذر سکتے تھے۔ گاڑیوں کا تو کیا ذکر ہے صرف نہایت چالاک اور پھرتیلے پیادہ پا مسافر تیرتے ہوئے ملبہ کے ایک ڈھیر سے دوسرے ڈھیر تک چھلانگیں مارتے جانے سے دریا کو جو نہایت تیزی اور جوش و خروش سے بہہ رہا تھا عبور کر سکتے تھے۔

یونانی دہقانیوں نے جو عثمانیہ سپاہیوں سے خوب گھلے ملے نظر آتے تھے ہمیں بتایا کہ سا غیبی میں ہمیں بآسانی کشتی مل جائے گی۔ یہ گانوں دریا کے جنوبی کنارہ پر اور دو گھنٹوں کی مسافت پہ آگے تھا۔ لاریسا۔ پلاٹا مونا کی سڑک اس پل سے گذرتی ہے جو اب ٹوٹا ہوا تھا۔ پلاٹا مونا۔ اوسی سڑک کو راستہ پل سے دو ایک گھنٹوں کی مسافت پر شمال مشرق کیطرف تھا یہ ساحلی سڑک پر پہلا

زکی قصبہ ہی سا غینسی سے پلاٹا مونا براہ سمندر دس بارہ میل ہی اس راستہ دریا پنی اسکے دہانہ سے گذر کر اودہر جانا پڑتا ہے۔

ایک خوبصورت یونانی دوشیزہ

سافیسی کی سڑک بہت بری حالت میں تھی۔ اکثر جگہ ابر کا چلنا تقریباً محال تھا سڑک کیحالت سے صاف واضح ہو رہا تھا کہ یونانیوں نے پسپائی کے وقت عمداً اوسے جابجا توڑ دیا تھا۔ یہ علاقہ نہایت زرخیز تھا ہم کئی بہت بارونق دیہات کے پاس سے گذرے جنکے سب باشندے اپنے اپنے مکانوں میں موجود تھے۔ سرخ ترکی ٹوپی والوں کی جماعت کو آتا دیکھکر عموماً سڑک سے ایک طرف ہو جاتے مگر عورتیں حسب معمول ایسی باادب نہ تھیں۔ نہ اونکو مردوں کا ایسا خوف تھا اونمیں سے اکثر ہمیں دیکھنے کے لیئے گہروں سے دوڑتی ہوئی نکلکر بیابان کا نہ اپنے دروازوں یا سڑک پر کھڑی ہو جاتیں سڑک کرا اوپر ایک کہیت میں ایک خوشنما مکان کھڑا تھا۔ ایک نہایت ہی خوبصورت یونانی لڑکی اندر سے نکل کر اوسکے دروازہ پر کھڑی ہو گئی اور بطور نشان سلام و خوش آمدید ہماری طرف رومال ہلاتی رہی۔ کل تھسلی میں ہمنے صرف یہی ایک خوبصورت عورت دیکھی۔ مگر ہمیں جلدی تھی اور تاریکی شروع ہو گئی تھی ہم اوس سے بات چیت کرنے کے لیئے نہ ٹھیر سکے ہمارے پاس سے کئی ایسے مرد گذرے۔ جو بقول رؤف بک سپاہی رہ چکے تھے انمیں ایک ایسا خوبصورت اور سجیلا بانکا تھا کہ میں نے ویسا خوب صورت اور کسی یونانی کو نہ دیکھا۔ وہ ٹوپی کو نوجی آن بان سے سر پر ڈالے خوب اکڑا ہوا پاس سے گذر گیا میرے ترک رفقا کو شاید اوسکی اکڑ پسند نہ آئی ہو مگر میں اوسے دیکھکر بہت خوش ہوا۔ کہ بارے میں نے ایک یونانی تو ایسا دیکھا جسکا اندازہ بہادرانہ تھا۔ اور جس کی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑ سکتا اور لڑنے پر تیار ہے۔

دیہات اور جنگل میں سور بافراط تھے جنکو دیکھکر رؤف بک اور سوار بہت ناک بہوں چڑہاتے یہی یہ ناپاک جانور دیکھکر طبعاً ہر مسلمان کو نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ آغاز سفر سے ہر وقت ہمارے متین و متحمل مزاج لفٹنٹ کو کبہی پہلے اب کیطرح اپنی پیشانی پر بل نہیں پڑنے دیا تھا۔ اور نہ وہ کبہی بحیرہ معہ ہوا تھا۔ نفرت و تنفر ظاہر کرنیکے لیئے اوسنے طرح طرح کی حرکتیں کیں کبہی ناک بہوں چڑہاتا کبہی تہوکتا اور کبہی کہانستے اور کبہی گویا ان غلیظ جانوروں کی بو کو دماغ سے خارج کرنے کے لیئے ناک صاف کرنے لگتا۔ ابلیا کو یہ دیکھکر خاص دل لگی ہاتھ آگئی۔ راستہ میں جونہی اوسکو کسیطرف خنزیر نظر آتا وہ خواہ مخواہ رؤف بک کی اوسطرف توجہ کرا دیتا۔ اونسنے سور کو دیکھکر رؤف بک پر پھر وہی کیفیت ازسر نو طاری ہو جاتی۔ یہ دیکھکر ابلیا ہنستے ہنستے لوٹ جاتا اور ایلیا ہی بظاہر نہیں بلکہ میں خوب مزہ لیتا۔ وہ کٹر عالمی مذہب رکھنے والا آدمی تھا۔ اگرچہ وہ سور کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن بھوکہ بہنے کی بجائے بلا تامل اوسکا گوشت کھا جاتا۔ رؤف بک میرے خیال میں بھوک سے مرجانا قبول کرتا۔ مگر اس ناپاک چیز کو کبھی ہاتھ تک نہ لگاتا۔

باشندگان زاغینسی

زاغینسی (زچاگسی) ہم پونے آٹھ بجے پہونچے۔ اوسوقت شام پڑ چکی تھی شہر آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ جو ہمارے گرد جمع ہو گئے مگر مقامی حکام کا کہیں پتہ نہ تھا میں نے دریافت کیا کیا یہاں کوئی یونانی حاکم ہے؟ جواب ملا نہیں اعلیٰ حاکم ایک ترک ہی جو ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر وادی کے بالائی حصہ میں رہتا ہے ہمنے کہا پلاٹا مونا جانے کے لیئے ہمیں ابھی ایک کشتی چاہیئے۔ رؤف بک اور سواروں کو اون یونانیوں کی کثرت

تعداد ہی جو ہماری گہوڑوں کے گرد جمع ہوگئی کسی قدر تردد سا پیدا ہوگیا۔ ایلیا جو یونانی جانتا تھا کشتی بہم پہنچانے کے معاملہ میں مصروف ہوگیا ہم ایک کھلی قہوہ خانہ میں چلے گئے۔ اور وہاں روٹی قہوہ اور کچھ شراب پی۔ تمام باشندے قہوہ خانہ میں امنڈ آئے۔ اور ہمارے گرداگرد بیٹھکر ہمیں اسطرح جیسے گہورنے لگ گئی کہ گویا ہم اونکی نگاہوں میں عجیب الخلقت جانور تھے ؛

آخر چند آدمیوں نے کشتی بہم پہنچانا منظور کرلیا۔ رات سخت تاریک تھی۔ گہاٹ تک ہمنے اسباب بمشکل پہونچایا۔ چار نوجوان ارنوطوں نے جنکا باپ وہاں آباد ہوگیا تھا خود بخود۔ بلا درخواست ہمارا اسباب کشتی تک پہنچا دیا پھر رووف بک اور اپنے وفادار سواروں سے آخری صاحب سلامت کرکے جو اتنا عرصہ ہمارے ساتھ رہے تھے ہم کشتی پر سوار ہوگئے۔ رووف نے پلاٹا مونا تک ہمارے ساتھ کشتی پر جانا چاہا۔ اوسے خیال تھا کہ اوہم پاشا کی ہدایات کے مطابق کم از کم ہمیں دوسری ترکی چوکی تک بخیریت پہونچا دینا اوسپر واجب ہے۔ مگر میں نے سواروں کو ایسے گاؤں میں جہاں یونانی بکثرت آباد تھے اور وہ ترکوں کے کوئی ایسے دوست نظر نہ آتے تھے اکیلا چھوڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ایسی جگہ دونوں میں سے کسی فریق کا زیادتی پر مائل و آمادہ ہو جانا بعید از قیاس نہ تھا بنابریں میں نے رووف کو ساتھ لیجانا منظور نکیا اور اوسے نصیحت کی کہ اگر گہوڑے اسقدر مسافت طے کر سکیں تو وہ رات گاؤں میں نہ ٹھیرے۔ بلکہ شکستہ پل کو جہاں ایک ترکی دستہ مامور تھا ہٹ جائے۔ رووف بک بڑا خوش نصیب تہا کہ ہمارے ساتھ نہ آیا۔ کیونکہ ترکی فوجی افسر ہونیکی وجہ سے وہ جائز اسیر جنگ تصور ہوتا۔ بعد میں ہم نے سن لیا کہ وہ اسی رات پل کو ہٹ گیا۔ اور اسطرح ہر قسم کے خطرہ سے محفوظ رہا ؛

جہاز پر روانگی کشتی خاصی جسامت کی تہی۔ اور چپوں سے چلائی جاتی تہی میں نے اوسی پر پلاٹا مونا جانیکا عزم کرکے کشتی والوں کو اپنے حتی الامکان تیز چلائے چلانے کی تاکید کی۔ مگر اونہوں نے کہا کہ ہم تمہیں ایک چھوٹے سے دو مستولی بادبانی جہاز پر پہونچا کر واپس ہٹ جائیں گے میں نے اون کو اس عزم سے روکنے کی بہت کوشش کی لیکن بیسود پھر سمجھایا کہ آندھی بالکل نہیں۔ اور ہم دو تین گھنٹوں میں بآسانی یہ فیصلہ طے کر لینگے۔ ایلیا نے کہا یہ بالکل ناممکن ہے۔ سمندر خطرناک ہے اور ہمیں بالضرور جہاز پر جانا چاہیئے۔ رات کی تاریکی اور یونانی ملاحوں سے گفتگو نہ کرسکنے کی وجہ سے میں بالکل بے بس تھا اور مجبوراً جہاز پر سوار ہوگیا۔ ہمیں بعد میں جس قدر صعوبتیں اور تکلیفیں پیش آئیں وہ سب اسی غلطی کا نتیجہ تھیں۔ ایلیا کی نسبت ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بحری سفر کا عادی نہ تھا اور سمندر سے بہت ڈرتا تھا بنابریں اوسنے ایک چھوٹی سی کشتی پر جہاز کو بدرجہا زیادہ ترجیح دی۔

اہل جہاز کی نسبت مجھے بعد میں تقریباً یقینی امر ہوگیا کہ وہ ہمکو گرفتار کرنیکی سازش میں شامل تھے جب ہم نے اسی بحر اور اوقات سمندر میں کسی یونانی جنگی جہاز کا نام و نشان نہ دکھائی دیتا تھا۔ مگر غالباً خاص قاصد ساحل کے کنارہ کنارہ قریب ترین یونانی جہازات کو ہماری آمد و روانگی کی خبر پہنچانے کے لیے بھیجدیئے گئے اور اس اطلاع کا وہ نتیجہ ہوا جو آگے مذکور ہے جہاز کے بادبان کھول دیئے گئے مگر ہوا اسقدر تیز نہ تہی کہ جہاز کچھہ معقول حرکت کرسکتا۔ ایلیا نے تو فوراً ہمارے لیے اولے بستر بچھا دیئے اور ہم تینوں جس ہیئت میں تھے اوسیطرح مع کپڑوں ہمیت لیٹ گئے ہیں اور آلیس دوش بدوش اور ایلیا ہمارے قدموں

کیطرف لیتا تھا مجھے یونانی ملاحوں پر پورا اعتبار نہ تھا بنا بریں ہمنے اپنے پستولوں کو نکالکر پاس رکھ لیا کہ ضرورت کیوقت اون سے فی الفور کام لیا جا سکے۔ ایلیا نے جاگتے رہنے کا وعدہ کیا مگر وہ اور ایلیس جلد خوب میٹھی نیند سو گئی جسپر مجھے پہرہ کا کام دینا پڑا میں کبھی اونگھنے لگ جاتا اور کبھی آنکھیں کھول لیتا۔ تمام رات جہاز چلتا رہا پانی کی لہریں خاصی تیز نہیں مگر ہوا بہت کم تھی۔ آدھی رات کے بعد سخت سردی پڑنے لگ گئی جس نے مجھے پھر نہ سونے دیا جب صبح ہوئی تو مینے کلمہ شکر پڑھا اگرچہ کسیقدر روشنی تیز ہوئی تو میں یہ دیکھکر ہکا بکا رہ گیا کہ گو ہم چھ میل کا فاصلہ طے کر چکے ہیں۔ مگر ہیں ابھی کم و بیش زاغیسی کے ہی سامنے۔ اور کہ پلاٹامونا اور اوس کا سفید مربع قلعہ جسپر پندرہ دن ہوئے یونانیوں نے فضول گولہ باری کی تھی جہاز کے داہنے کیطرف سو ہمسے ابھی آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مینے ایلیا کو جگا کر کہا کہ مناسب ہوگا کہ ہم اوس کشتی پر جو جہاز کے پیچھے بندھی چلی آتی ہے سوار ہو جائیں اور اوسے کھیتے ہوئے پلاٹامونا جا پہونچیں مگر ایلیا نے اس تجویز کو خطرناک قرار دیکر مسترد کر دیا میں شاید اوسکی مخالفت کی پروا نہ کرتا مگر جب دیکھا کہ کشتی پر ہم تینوں تو سوار ہو سکتے ہیں مگر اسباب رکھنے کی اوسمیں جگہ نہیں تو مینے بھی یہ ارادہ ترک کر دیا۔ یونانی ملاحوں نے دو چپو نکالکر بظاہر جہاز کو اون سے بھی چلانیکی کوشش شروع کر دی اسپر بھی جب جہاز کی رفتار میں کوئی فرق دکھائی نہ دیا تو ایک چپو میں نے خود دیکر کھینا شروع کر دیا اور اسطرح پانچ گھنٹوں کی محنت و کوشش سے ہم پلاٹامونا کے خاصے قریب پہونچگئے اور وہ صرف دو اڑہائی میل کے فاصلے پر رہ گیا اوسوقت دس بجے کا عمل تھا کہ جہاز کے یونانی ناخدا نے کہا مینے دو جنگی جہاز ساحل کے برابر زغیسی کو جاتے دیکھے ہیں ہمنے نہایت غور سے اودہر دیکھا مگر کوئی جہاز دکھائی نہ دیا۔ لیکن ایک گھنٹہ بعد سچ مچ تین جنگی جہاز نمودار ہوگئے جن میں سے دو سیدہے ہماری جہاز کی طرف چلے آرہے تھے۔ یونانی ملاحوں نے کہا یہ اطالین جہاز ہیں۔ یونانی نہیں یہ ہمیں ہوشیار کر دینے کیلئے کہا گیا تا کہ ہم کشتی پر سوار ہو کر چابر نہ ہو جائیں لیکن اونکا یہ اندیشہ غلط تھا ان جہازوں میں ایک تارپیڈو کشتی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ان کشتیوں کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے۔ دوم وہ ہمسے دو میل سے زیادہ فاصلہ پر نہ تھے اور اگر ہم کشتی پر بھاگنے کی کوشش بھی کرتے تو اون سے نہیں بچ سکتے تھے۔ مزید برآں وہ ہمیں گرفتار کرنیکا کوئی استحقاق نہ رکھتے تھے اور ہم ساحل کے کنارہ کنارہ سفر کرنیکا کامل اختیار رکھتے تھے ہم غیر مصاف کنندہ اشخاص تھے اور کسیطرح حیات کے ضوابط کی ہمنے خلاف ورزی نہیں کی تھی۔ علاوہ بریں تب تک ساحل کے بحری محاصرہ کا اعلان نہیں ہوا تھا۔

یونانی جہاز پر اطالین حملہ کر لیتے ہیں

جنگی جہاز بسرعت بڑھے آرہے تھے ساڑھے گیارہ بجے سب سے اگلے جہاز نے جو ایک پرانی قطع کا بڑا گنبوٹ تھا ہماری جہاز کو کھڑا ہو جانے اور بادبانوں کو نیچا کر دینے کا حکم دیا ہمارے جہاز کے ناخدا نے اس حکم کی فی الفور تعمیل کر دی جسپر گنبوٹ کے کپتان نے ہم سب کو اوس کے جہاز پر چلے آنیکا حکم دیکر ہمارے لے جانے کے لیئے دو کشتیاں مسلح ملاحوں سے بھر پور ہمارے جہاز کے پاس بھیجدیں میں جانیسے انکار کر کے کپتان کو فرانسیسی میں کہا ہم غیر مصاف کنندہ ہیں اور براہ سالونیکا انگلستان کو جا رہے ہیں اور ہمیں اپنے سفر کو جاری رکھنے کا پورا پورا استحقاق حاصل ہے

اسمیں کلام نہیں کہ ہماری ساتھ وردی اور ترکی ٹوپی پوش ترکی پولسین کے ہونیکی وجہ سے ہمارے گرفتار کنندگان کو دونوں
ہماری طرف سے شبہ پیدا ہوجانا فطری امر تھا۔ یونانی طبعًا نہایت شکی مزاج ہیں اور بعض اوقات اسبارہ میں بچوں سے بھی بڑھ
جاتے ہیں ایلیس اور میں نے صبح کو گرمی کیوجہ سے جو سمندر پر پیدا اوس سے زیادہ تکلیف دہ تھی ترکی ٹوپیاں اوتار کر جوڑی فرنگیانہ
ٹوپیاں پہن لی تھیں بحث آدھ گھنٹہ ہوتی رہی۔ اور دو ربیولا یونانی جہاز کل توپیں اور تارپیڈو کی نالیاں ہماری طرف سیدھی
کیئے ہوئے ہمارے گرد چکر لگاتے رہے اور کپتان اور اوسکے ماتحت افسر کبھی ہماری منت سماجت کرتے اور کبھی دہمکیاں دیتے رہے ملاح
ہمارے جہاز کے خزانہ کا تختہ اوٹھا کر نیچے اوتر گئے ہمارا اسباب وہاں غلہ پر رکھا ہوا تھا جب اونہوں نے گراس رائفلیں اور یونانی تلواریں
جو ایلیس نے البانویوں سے خرید کی تھیں وہاں دیکھیں تو نہایت آشفتہ خاطر ہوگئے اور اس قسم کی اور چیزیں ملنے کی توقع
سے ہر طرف غلہ میں سنگینیں گاڑنے لگ گئے میں نے اپنا پروانہ راہداری یونانی افسر کو معاینہ کرنے کیلئے بھیجکر کہا کہ میں پارلیمنٹ
کا ممبر ہوں۔ ایلیس اور آیلیا نے مجھے یونانی اگنبوٹ پر چلے جانے کیلئے بہتیرا سمجھایا اور کہا کہ مقابلہ ناممکن ہے مگر میں نے نہ مانا اور کہدیا
کہ اپنی مرضی سے کبھی نہ جاؤنگا۔ جبرًا لیجائیں۔ گرفتار کنندہ اگن بوٹ کا بھی وہی نام تھا جو اوس دریا کا تھا جسکی پل کے
ٹوٹے ہوئے ہونیکی وجہ سے ہمکو اس مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا تھا۔ یعنی اسکے کپتان نے آخر حلفی وعدہ کیا کہ اگر ہم چلے آئیں
تو سالونیکا کا سفر جاری رکھنے میں وہ ہمیں ہر طرح سے حتی الامکان مدد دیگا۔ اور سہولت پیدا کرنیکی کوشش پیدا کریگا اوسنے
اس وعدہ کو پھر باواز بلند دوہرایا تاکہ کسیطرح کی غلطی رہجانیکا امکان نہ رہجائے۔ آخر ہم اس کی کشتی پر سوار ہوکر اگنبوٹ
کو چلے گئے۔ زینہ کی محافظ لفٹنٹ کی نوبت جو ملازمی ہے نے مجھسے ریوالور طلب کیا۔ مگر میں نے انکار کر دیا اور جہاز ایونیا پر دولوس روانہ
ہونیکے وقت تک اُسے اپنے پاس رکھا۔ کپتان خوش اخلاقی سے پیش آیا۔ میں نے اُسے پرانی طرز کا تجربہ کار و ماہر ملاح پایا
اور میالیس نام رکھتا تھا۔ وہ اسی نام کے مشہور یونانی امیر البحر میالیس کا جس نے محاربہ آزادی میں بڑی شہرت حاصل
کی تھی۔ اور لارڈ بائرن کا بڑا دوست تھا پوتہ ہے اوسنے ہمیں روکنے پر بہت افسوس ظاہر کرکے مجبوری کا عذر کیا اور
کہا کہ اوسے ہمارے جہاز کا تعاقب کرکے روکدینے اور نیز کوئی چیز ساحل کے متصل سے نہ گذرنے دینے کا اعلی افسر کیطرف سے حکم ملا
تھا اوسنے ہمارے لیے تختہ جہاز پر کرسیاں بچھوا دیں۔ اور تونیا ف شراب کے چند گلاس بھجوادیے اسکے پاس تواضع کیلئے یہی تکلف کی چیز تھی۔

کپتان کونڈریٹس ملا

پھر یونیا اس سرعت سے اغنیسی کیطرف پیچھے کو روانہ ہوگیا ہمارا والا بادبانی جہاز دولوس ہی باندہ
لیا گیا تھا۔ وہاں ہم تیسرے جہاز پر جو تینوں سے بڑا کاروٹ قسم کا جہاز تھا گئے۔ اسکا کمانڈر
کپتان کونڈریٹس شاہ یونان کا ایک یاور اور جہاز کا نام میکالی تھا۔ وہ بڑی شفقت سے پیش آیا۔ اور ہمارے سفر کے
رک جانے پر بھی چیدہ زبانی معذرت خواہی کرکے کہا کہ اوسکو یہ خیال تک بھی نہ تھا کہ بادبانی جہاز میں ہم سوار تھے کپتان میالیس
یا کونڈریٹس نے اپنے سلوک و برتاؤ سے اسبات کا شائبہ تک بھی نہ گذرنے دیا کہ وہ ہمیں اسیران جنگ تصور کرتے ہیں بلکہ
دونوں افسروں نے ہمکو بتایا کہ ہم بسرعت تمام وطن کو واپس جاسکتے ہیں کیونکہ ہمیں لنڈن میں نہایت ضروری کام ہے اور اون کی وجہ سے

ہمیں حتی المقدور بہت جلد وہاں پہنچنا لازمی ہے۔ اگر آپ ہمیں پلاٹامونا یا سالونیکا بھجوا دیں تو بہت مہربانی ہوگی۔ کپتان کونڈر
نے افسوس ظاہر کیا کہ محاربہ کی وجہ سے وہ ہمیں ان دونوں مقامات میں سے کسی میں نہیں پہنچا سکتا۔ پھر بطور مشورہ دوستانہ کہا کہ وولو
جانا ہمارے لیے سب سے بہتر ہوگا۔ وہاں ہمیں ہر طرح کی خبریں مل سکیں گی اور ہم وہاں سے کسی اسٹیمر پر سوار ہو کر جدھر چاہیں جا سکیں گے
اگر ہم چاہیں تو وہ جہاز بھی اسی میں وولو بھیجے جانے پر تیار ہے۔ ہم نے اس تجویز کو مجبوراً منظور کر لیا۔ منظوری کے سوا اور چارہ
بھی کیا تھا۔ اس میں کوئی کلام نہیں کہ یونانی افسروں کی بے اندازہ خوش اخلاقی اور ہمارے سفر میں سہولت پیدا کرنے کے
لیے اسقدر تردد ظاہر کرنا سب نمائشی اور مصنوعی تھا۔ ہمیں اونہوں نے صرف مسئولیت اور جوابدہی سے بچنے کیلیے وولو بھیجا تھا
ویلی دونوں طرح کے یونانی افسروں اور اہلکاروں میں سب سے بڑا نقص اور کمزوری یہی ہے کہ وہ جوابدہی کا بوجھ اپنے سر پر
لینا کبھی گوارا نہیں کرتے جبتک ہم ... پہنچیں اور امیر البحر شاپانیکولس سے دوچار نہ ہوتے ہمیں اسیران جنگ تصور کرنیکا کوئی ادعا کیا گیا

پرنس جارج

ہمیں اس ایک بجے وولو کیطرف روانہ ہوا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد ہمیں راستہ میں ایک کلاں کروزر
کپتان پرنس جارج ملا اور ہمیں اسکا ... کو بھیجے ... کو واپس ہو لیا
ہم حیران ہوکر اور کپتان کی کارروائی پر سخت اعتراض کیا اوس نے جواب دیا کہ مجھ کو کروزر سے بذریعہ نشان ایسا کرنیکا حکم ملا
ہے اور میرے لیے اوسکی تعمیل کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ تھوڑی دیر میں پرنس جارج ہمارے جہاز پر آیا اور کپتان
لیلیس نے ہمیں اونکے سامنے پیش کیا۔ شہزادہ خوش اخلاقی سے پیش آیا اور ہمارے سفر کے رکاوٹ پر بہت افسوس ظاہر کر کے معذرتا
بیان کیا کہ ہر ایک جہاز کو روک لینے اور کشتی تک کو نہ گذرنے دینے کے احکام صادر ہو چکے ہیں پھر اوسنے بھی ہمیں یہی مشورہ دیا کہ وولو
جانا ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ وہاں ہر طرف کو جانیوالے اسٹیمر مل سکتے ہیں۔ اور بنا بریں ہم پھر سفر بآسانی شروع کر سکیں گے۔ اوس نے
ایلیس سے دریافت کیا کیا تم نے کوئی لڑائی دیکھی ہے؟ اور جب لڑکے نے جواب دیا کہ تین لڑائیاں دیکھی ہیں تو بہت خوش ہوا
میں نے کہا ہمیں ملونا کے معرکہ عظیم کے دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ مگر ضروری کام کی وجہ سے اس سے پہلے مجبوراً تھیسلی سے چلے آئے
پرنس نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ اگر تم لڑائی دیکھنا چاہتے ہو تو وولو سے بہتر کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ تین لڑائیاں تم نے ترکوں
کیطرف رہکر دیکھی ہیں۔ اب وہاں تم یونانیوں کی طرف رہکر اسے بخوبی دیکھ سکو گے۔ شہزادہ انگریزی بہت عمدہ بولتا ہے
وہ خوبصورت طویل القامت تندرست اور خوشنما نوجوان ہے پیشانی کشادہ۔ ملاحانہ وجاہت اور اخلاق شائستہ ہیں۔ زمانہ سلف
میں وہ بحری قزاقوں کا بڑا مشہور بادشاہ بنتا ہم اوسکی شکل و شباہت اور اطوار سے بہت خوش ہوئے جہانتک ہم قیاس کر سکے
وہ یونانی فوج میں ہر دل عزیز تھا اوسکا بڑا بھائی قسطنطین تو جیسا ظاہر ہے ہر دل عزیز نہ تھا۔

پہنچی اس پیر۔ جہاز وولو کو روانہ ہو گیا اور اس دفعہ راستہ میں کوئی نہ ملا۔ کپتان نہایت مہربانی اور توجہ سے پیش آتا رہا ہم نے
اوسکے ساتھ کھانا کھایا اور اوسنے بااصرار اپنا کمرہ ایلیس کے سپرد کر دیا۔ میں اپنے کو سیلون (دالان) میں جو کمرہ سے باہر تھا سو رہا۔
مگر اپنے کوٹ کو جس میں میرے پرائیویٹ خطوط اور ادہم کا سفارشی خط تھا کمرہ کے دروازہ کے اندر لٹکا دیا۔ ہم دونوں سیٹو لیا

ساتھ لیکر سوئے اور بوٹ و کوٹ کے سوا باقی کپڑے نہ اُتارے۔ اگر میں یہ احتیاط نہ کرتا تو میرے خطوط کا بھی وہی حشر ہوتا جو ایلیس کے روزنامچہ کا ہوا۔ اسباب ہم تختہ (توتک) پر ہی چھوڑ آئے تھے۔ رات کو اوسکی خوب تلاشی ہوگئی اور ایلیس کی روزنامچہ کو ایک جاسوس کی معرفت جو انگریزی جانتا تھا پڑھا گیا۔ یہ جاسوس غالبًا وہی سیاہ اور بدشکل سا ملکی اہلکار تھا جسے دوسرے دن ہمنے جہاز پر دیکھا اور اوسنے ہماری طرف بری نظروں سے گھورا۔ یونانی افسرون نے کہا۔ یہ ارمنی ہے مگر اسپر اعتبار نہیں۔ کپتان نے کہا تھا کہ جہاز پر انگریزی جاننے والا کوئی شخص نہیں۔ صرف وہ تھوڑی سی فرانسیسی جانتا ہے۔ اس حال پر کپتان کو الزام دینا غالبًا مناسب نہیں ہمارے زمانہ میں اگر حیلہ بازیاں روا ہوجاتی ہیں ؛

فصل ہشتدہم (۱۸)

سر الشیلڈ بارٹلٹ اور یونانی امیر البحر

جنوبی یوروپ یا مشرق میں سیاحت کرنیکے دوران میں سویرے بیدار ہونے کی عادت سے بڑھکر کوئی عادت مفید اور فرحت بخش نہیں جسقدر سویرے اُٹھا جائے اوسیقدر زیادہ بہتر ہے۔ اس سے انسان دن کے تمام وقت سے فایدہ اُٹھانے کے قابل ہوجاتا ہے۔ صبح کے نہایت ہی خوشگوار اور لطیف وقت میں جبکہ مطلع صاف اور ہوا تازگی بخش اور راحت فزا ہوتی ہے۔ قدرت و صنعت کا سرور بخش نظارا کرسکتا ہے اور اوسکی بدولت دوپہر کے وقت کاروبار کو بسر انصرام پہونچانے کی تکلیف و مشقت سے جبکہ گرمی اور گرد و غبار کا کوئی حساب نہیں رہ جاتا بچ جاتا ہے۔ بدوران سیاحت میں کبھی ساڑھے چار بجے کے بعد بستر پر نہ رہا۔ اور اوس سویرے اُٹھنے کی برکت و منفعت سے پورا پورا فایدہ اوٹھایا۔ ۶ مئی کو بردزیرہ میں سویرے بیدار اور ضروریات سے فارغ ہوکر پانچ بجے بالائی چھت (توتک) پر پہونچگیا اور دیکھا کہ جہاز بسرعت خلیج وولوس میں داخل ہو رہا ہے۔ بندرگاہ اور شہر کا نظارا نہایت لطیف و دلفریب ہے۔ وولو ایک شہر نہیں بلکہ اُسے کئی شہروں یا بستیوں کا مجموعہ کہنا چاہیے دو پرانی بستیاں جن کے مکان مشرق کے شہروں کے مکانات کیطرح بے ترتیب اور مختلف شکل و پیرایہ کے ہیں۔ پہاڑیوں کی چوٹی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ جدید شہر کے مکانات جو خلیج کے شمالمغربی ساحل پر آباد ہیں عمدہ ساخت کے ہیں اور اسمیں کئی خوشنما شگفتہ مسجد دیکھیں۔ چند یونانی جنگی جہاز بندرگاہ میں بھرا ہوا تھا۔ دو زرہ پوش بہت سے آہن پوش کئی کروزر اور چند تارپیڈو کشتیاں وہاں لنگر ڈالے تھیں۔ ایک کلاں اطالین معاون جہاز (ساڑدینیا) ایک فرنچ کروزر اور ایک انگریزی گن بوٹ (دریاد) بھی وہاں تھے۔ اللہ اکبر۔ آخر الذکر کو وہ سارا دن ہم کیسی تمنا بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ ساڑھے چھ بجے کپتان میلائیس امیر البحر کے جہاز پر سوار ہوگیا۔ جاتی دفعہ میں نے اوس سے درخواست کی کہ وہ میری طرف سے امیر البحر سے یہ مطالبہ کرے کہ

یا مجھ انگریزی جہاز پر پہنچا دیا جاوے۔ یا انگریزی قونصل کے حوالہ کر دیا جائے میں نے کپتان سے میر ایک خط بھی انگریزی
قونصل کو بھجوا دینے کی درخواست کی لیکن اس سے اوس نے انکار کر دیا۔ کپتان بہت دیر بعد واپس آیا۔ اوسکی غیبت میں کئی
ملکی جہاز پر آئی۔ از انجملہ ایک اتھینکی ہوشیار یا بکار ایجنٹ تھا جسکی شکل نہایت مکروہ تھی۔ اوسنے ہمارے برخلاف جہاز کے افسروں کے
کان بھرے۔ یہ بات جہاز کے دوم افسر نے جو ہمیشہ بڑی شفقت و مروت سے پیش آتا رہا۔ اور ڈاکٹر والیفٹر اور خوبصورت
نوجوان شخص تھا ہمیں وپردہ بتائی۔ کپتان ۹ بجے سے بعد واپس آیا۔ اوسکے ساتھ امیر البحر کے جہاز کا ایک افسر تھا جو انگریزی نہایت
شستہ بولتا تھا۔ اوسنے مجھسے کہا کہ اوسکو ہمیں خشکی پر لیجا کر وہاں کے ملکی حکام کے سپرد کرنیکا حکم ملا ہے۔ مسئولیت سے بچا نہیں کرنیکی عادت
بد کی جو یونانی ملازموں میں راسخ ہے یہ دوسری مثال تھی میں نے دریافت کیا یہ حاکم کون ہیں۔ اوسنے جواب دیا کہ اعلیٰ
حاکم لاریسہ کا گورنر ہے جو وہاں سے دو لوپھاگ آیا تھا۔ اور اب یہاں کا حاکم اعلیٰ ہے ۔۔

یونانیونکے ملکی حکام کہ میں ملکی یونانی اہلکاروں کی معیانت۔ بدکرداری۔ بددیانتی اور ظلم و اعتساف سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور جانتا تھا کہ لاریسا کا گورنر اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ یہ وہی نیک ذات تھا جو ترکوں
کے پہونچنے سے دو دن پہلے نہایت بزدلانہ طور پر اپنے فرائض کو چھوڑ چھاڑ کر لاریسہ سے بھاگ گیا تھا اور بھاگنے سے پیشتر
قیدیوں کو رہا کر کے اونہیں رائفلیں دے گیا جنہوں نے فوج کے باغیوں کے ساتھ ملکر بے عملی کے دنوں میں لوٹ غارت کا
وہ بازار گرم رکھا۔ اور اپنے ہموطنوں بالخصوص عورتوں کو ایسا ستایا تھا کہ یونانی باشندوں نے ترکوں کو پہنچ جانے پر شکر کا
کلمہ پڑھا مجھے چونکہ اس ذات شریف کے یہ تمام کارنامے معلوم تھے میں نے جسکے سوا پھر خود خشکی پر جانے سے قطعاً انکار کر دیا
اور انگریزی جہاز یا انگریزی قونصل کے حوالہ کر دیئے جانیکا مطالبہ کیا۔ کپتان میاکیس نے احکام کا عذر پیش کر کے میری
درخواست کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ اسپر میں نے خود امیر البحر سے ملنے کی درخواست کی۔ اور میاکیس نے بہت تردد اور بیس و
پیش کے بعد امیر البحر کو جھنڈیوں کے ذریعہ میری درخواست سے مطلع کرنا منظور کیا۔ امیر البحر نے ملنا قبول کر لیا۔ اور ہم گیارہ بجے
اوسکے جہاز پیارا پر پہونچکر امیر البحر مشا اشیاؤس نو ہم سے سیکون میں ملاقات کی۔ وہ بیشک خوش اخلاقی سے آیا۔ مگر اوسکی
قطع وضع سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ بڑا شکی اور وہمی مزاج شخص ہے۔ اور یہ افسر ونکی نسبت وہ ہمیں نہایت خطرناک
دشمن تصور کرنے پر زیادہ مائل ہے۔ امیر البحر جیسا نکتہ باتیں کرتا رہا بجینی سی علامت کیا دیتی رہی۔ وہ طویل القامت سیاہ
فام شخص تھا جسکا رنگ خاکستری۔ اور آنکھیں بار بار سرعت نزاکت کی حالت میں اوسکے چہرہ وغیرہ سے ہماری آمد کی تمیز
اوسکو کل حالات جن کیوجہ سے ہمیں زحمتیں اٹھانا پڑا تھا اور گرفتار ہوئے تھے بالتفصیل بتائے اور پھر کہا کہ ہم ملکی حکام کو بار بار
جانا کبھی منظور نہیں کر سکتے۔ ایک ہم اون سے واقف نہیں۔ دوسرے ہمیں اونپر کوئی اعتماد نہیں۔ اپنے ملکی رفقا کی نسبت
ایسا کلمہ سنکر امیر البحر اور دو اور افسروں نے جو پاس تھے خفگی کا اظہار کیا۔ مگر میں اپنی رائے پر قائم رہا۔ اور جب میں نے یہ کہا کہ یونانی
بحری افسروں نے ہمیں گرفتار کیا۔ اونہوں نے ہی ہماری سفر میں رکاوٹ ڈالی۔ اور وہی ہمیں یہ لولا ئے ہیں ہم اونکے وقف کر

اور اونکے پاس اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ تو اس دلیل سے امیر البحر کی خفگی بالکل زائل ہو گئی وہ چند لحظہ غور کرنے کے بعد جواب
دیا کہ اگر ہم ملکی حکام کے پاس جانیسے انکار کرینگے تو وہ ہمیں خود بخود آزاد کرنیکا ذمہ نہیں اوٹھائیگا بلکہ ہدایات منگوانے کے
لیے ایتھنز تار دیگا ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ لاریسا کا گورنر انگریزی اخبارات کے ریمارکس سے جو اونہوں نے اوسکی مشتبہ
فراری کے متعلق کیے تھے بہت بگڑ رہا تھا۔ اور مزید برآں اوسکو اور وولو کے سرآوردہ یونانیوں کو دلوں میں ترکی فوج کی جو
قریب پہنچ گئی تھی بہت دہشت سمائی ہوئی تھی اور وہ ہمکو بطور یرغمال قابو کرنے کیلیے نہایت بیچین ہو رہے تھے۔

بہرحال یقینی امر ہے کہ اگر خشکی پر جاتے تو ہمارے لیے اچھا نہ ہوتا۔ وہاں بہت گھبراہٹ اور بیچینی پھیلی ہوئی تھی
دوسرے انگریزوں کے ساتھ جو وہاں تھے اوسوقت کیسا برتاؤ کیا گیا اوسکے حالات اب شائع ہو چکے ہیں اور اون سے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ یونان کے ملکی حکام اور باشندے کوئی پاجیانہ و نابزدلانہ حرکت نہیں جسکو نہ کر سکتے ہوں امیر البحر نے ایک قاصد کے
ہاتھ میرا خط بھی انگریزی قونصل کو پہنچا دینے کا وعدہ کیا۔ اور انگریزی سفیر متعینہ ایتھنز کو تار دینے کی بھی اجازت دیدی۔
یونانیوں مسٹر مرلن (قونصل) کی معرفت مسٹر ایجرٹن (سفیر) کو بھیجا اور اسمیں اپنی گرفتاری کی مختصر [illegible]
کیفیت درج کرکے سفیر موصوف سے ہماری رہائی کا مطالبہ کرنیکی درخواست کی۔

قونصل کے انتظار میں ہو گیا۔ دو گھنٹہ بسر کیے۔ یہ عرصہ امیر البحر دربار کرتا رہا جسمیں اوسکے ماتحت بیڑہ کے تمام کپتان
سلام کو حاضر ہوئے اوسنے کہا آج اوسکے ہمنام ولی عہد جارج کا دن ہے مگر ہمنے بعد میں سنا کہ آج بادشاہ کے نام کی عید ہو رہی
کیا جاتا تھا لیکن بعد ازاں ایتھنز سے دربار نہ کیے جانیکا حکم آ گیا جسکی وجہ تب کوئی معلوم نہ ہوئی۔ تاہم ترکوں نے اونکے اعلان
برابر تیوہار منایا صرف یہ فرق ہوا کہ اسکا پیدائش امیر البحر کی سالگرہ کا دن ظاہر کیا گیا کئی افسر ہمارے پاس آ کر ہم سے گفتگو
کرتے رہے۔ ایک کپتان انگریزی جانتا تھا۔ اوسنے آلیس کو بڑا پیار کیا اور اوسکو کچھ مٹھائی بھی دی افسوس مجھے اوسکا
نام یاد نہیں رہا۔ آخر مسٹر مرلن ایک بجے کے قریب پہونچ گیا۔ اور اوسنے ہمیں رہائی دلوانے کیلیے جس قدر کہ
کوئی قونصل یا انسان زور لگا سکتا ہے زور دیا مگر امیر البحر اپنے عزم سے نہ ہٹا بلکہ جوں جوں مسٹر مرلن نے زیادہ زور
دیا وہ اور بھی ضد پر ہوتا گیا مسٹر مرلن نے یہانتک کہا کہ میں تمکو تحریری اقرار نامہ لکھدیتا ہوں کہ اگر تم مسٹر الشیپلڈ کو ابھی چلا
جانیدو تو جسوقت یونانی گورنمنٹ اوسے طلب کریگی وہ جو الزام اوسپر لگایا گیا ہو اوسکی جوابدہی کیلیے فوراً خود واپس آ جائیگا

اگر امیر البحر معقول آدمی ہوتا تو اس تجویز کو فوراً مان لیتا۔ مگر صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسیطرح ہمیں ہاتھ سے نکالکر
کی مسئولیت اپنے سر نہیں لینا چاہتا۔ ایک یونانی کپتان نے مجھ سے بعد میں کہا "ہمارے تمام افسر لوگوں سے
ڈرتے ہیں" لوگوں سے اوسکی مراد درحقیقت ایتھنز کے مفسد طبیعت باشندوں سے تھی۔ مسٹر مرلن کے پاس جب
کوئی چارہ نہ رہا تو وہ جہاز سے رخصت ہو گیا۔ اور وعدہ کر گیا کہ میں … انگریزی … کو ایتھنز تار دیتا ہوں
اور تمہیں دیکھنے کیلیے … آئیگا۔

بیم ورجا کی حالت میں رکھنے والی لڑائی کہ ولسٹینو میں اوسوقت میدان حرب خوب گرم ہو رہا تھا ہمنے امیر البحر سے وہاں جاکر لڑائی دیکھنے کی اجازت طلب کی مگر اوسنے نہ دی۔ ولسٹینو یہیں وولوس صرف دس میل ہے یہ پہلا دن تھا کہ ہمارے ساتھ اسیرون ایسا برتاؤ کیا گیا اور اُسدن کی ازردگیوں میں ایک یہ آزردگی بھی کچھ کم نہ تھی کہ ہم سارا دن توپونکی رعد نما گرج اور رائفل باڑہوں کی مسلسل کڑک بھڑا اگر گھوڑونپر سوار ولسٹینو کیطرف سے آتی سنتے رہے۔ بلا شبہہ اس سے بڑھکر بے چین کرنیوالا کونسا امر ہوسکتا تھا کہم ایک ایسی معرکہ عظیم کے تمام شور وغل کو تو جسکے دیکھنے کا ہمیں بڑا اشتیاق تھا سنتے رہیں مگر اُسے دیکھ نہ سکیں توپوں اور رائفل آتشباری کی مسلسل و غیر منقطع صدائے جو دولون بہت قریب معلوم ہوتی تھیں۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اوسموقعہ پہ جسے ہمنے اچھی طرح دیکھا ہوا تھا بڑی سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ اور ترک نعیم پاشا کی شکست کا جسے ہم نے گذشتہ جمعہ کو بچشم خود معاینہ کیا تھا داغ مٹانے اور کرنیل سمولنسکی کو مغلوب کرنے کے لیئے جان سپارانہ کوشش کر رہے ہیں مسٹر مرلن نے مجھسے ذکر کیا تھا کہ ڈرائیڈ کا کپتان ملیم چیند انگریز نامہ نگاروں کے ساتھ لڑائی دیکھنے کے لئے صبح ولسٹینو گیا ہے۔ میں نے جہاز مذکور کے لفٹنٹ مسٹر ہیلش سے جو ہمیں ملنے آیا۔ اور بڑی مہربانی سے پیش آیا تھا۔ درخواست کی کہ جب کپتان واپس آئے تو اوسکی پاس ہماریطرف سے التجا کرے کہ وہ ہمیں جہاز ایوینا پر آکر لڑائی کے حالات بتا جائے ——

شدید آتشباری جو صبح کے ساڑہے دس بجے شروع ہوئی تھی۔ شام کے پانچ بجے کے قریب بند ہو گئی۔ یونانیوں کو سارا دن فتح و نصرت کے پرچم پہونچتے رہے تھے۔ بالآخر سمولنسکی کا یہ مشہور پیغام جسمیں اوسنے بیجد تعلی کی تھی پہونچا کہ اوسنے ترکوں کو پے در پے سات مختلف حملوں کے پسپا کیا ہے۔ اور اوسکے سپاہی ترکوں کے خون میں تیر رہے ہیں"۔ سمولنسکی قابل سپاہی ہے۔ اور صرف وہی ایک ایسا افسر ہے جسنے محاربہ میں کچھ قابلیت دکھائی۔ مگر وہ بھی دوسرے یونانیوں کیطرح غلو و اغراق اور مبالغہ پسندی کی خوفناک سودا میں مبتلا ہے میں اسے مخفی نہیں رکھنا چاہتا کہ یہ خبر سنکر مجھے ترکی حملے کے نتیجے کے متعلق کسیقدر تردد ضرور ہوگیا۔ کیونکہ میں یونانی جوش کی انتہا مضبوطی۔ ترکی سپاہیوں کی جانبازانہ شجاعت اور ترکی جنرلوں میں چند ایک کی ناقابلیت سے بخوبی واقف تھا لیکن سات بجے کپتان ملیم کے آنے پر کل فکر و تردد کافور ہوگیا۔ وہ تھکا ماندہ اور گرد آلود سیدھا میدان جنگ سے ایوینا پر آیا۔ اور ترکی سپاہیوں کی بے نظیر شجاعت اور لڑائی کے مفصل حالات ہمیں سنائے۔ اُوسنے بیان کیا کہ ترک صف در صف اور پلٹن در پلٹن دشمن سے اپنے آپ کو چھپانیکی کوشش کرنیکے بغیر علانیہ صبح کے ساڑہے آٹھ بجے کے قریب کرلی سے جو ولسٹینو سے سات میل ہے روانہ ہوئے اور دو گھنٹوں کے سفر کے بعد الجھوں خیل پہنچ گئے ہمارا سابقہ تجربہ و مشاہدہ کپتان کی داستان کی لفظ بہ لفظ تصدیق کر رہا تھا دیر کرکے چلنا۔ لڑائی سے پیشتر لنبا اور بہت تکلیف سفر طے کرنا اور پھر ایسے ہی دن کہ نہایت ہی گرم اور پوسکتے کر دینے والے حصے میں جاکر ازسر نو لڑائی میں مصروف ہو جانا یہ سب وہی باتیں تھیں جو ہم پہلے ہر موقعہ پر مشاہدہ کر چکے تھے کیا اچھا ہوتا اگر فوجوں کا ہیڈ کوارٹر پہلے دن ایسے وقت جبکہ دھوپ مدہم ہو گئی ہوتی۔ دشمن کے قریب پہنچا دیا جاتا اور وہیں کی بجائے علی الصبح لڑائی

نہ ہوگی جاتی مگر ترکی جرنیلوں کو سمجھائے کون تاہم اس مرتبہ نعیم پاشا کی طرح پہلی اون کو ناقابل تسخیر ڈھلوانوں کو بندوق بسنگین
فتح کرنیکی غلطی کا ارتکاب نہ کیا گیا۔ کل زور یونانی میسرہ اور قلب پر ڈالا گیا۔ کپتان ٹیلہم کچھ عرصہ یونانیوں کے اگلے مورچوں
میں رہا مگر آخر انتشاری کی مسلسل بوچھار نے اوسکو وہاں سے ہٹا دیا۔ اوسنے بیان کیا کہ جب میں واپس آیا اوسوقت ترک بینو
سیفالو کی ڈھلوانوں اور ولیستینو سے جنوب بمغرب کیطرف کی بلند زمین کے برابر آگے بڑھ کر یونانی میسرہ کو الٹ دینے کیلئے بڑی
سخت کوشش کر رہے تھے اسے ترکوں کی کامیابی کیطرف سے ناامیدی نہ تھی بلکہ کہا کہ گو یہ درست ہے کہ یونانیوں کے بڑے مورچے
ابھی تک بدستور محفوظ اور اون کے تصرف میں ہیں مگر ترکوں نے اگلے مورچے فتح کر لیے ہیں اور بڑے مورچوں کے بالکل قریب
پہنچگئے ہیں جنپر وہ بلاشبہ علی الصبح آخری اور فاتحانہ حملہ کرینگے۔ وہ ابھی باتیں ہی کر رہا تھا کہ پھر رائفل باڑھوں کی
کڑک سنائی دی جو بڑی تیزی سے آدھ گھنٹہ تک جاری رہی۔

جوانمرد کپتان کا قیاس بالکل درست نکلا دوسری شام کو سمولنسکی نے ۲۵ میل بجانب جنوب ہالمیروس کو ہٹ جانا
قرین مصلحت سمجھا گو یہ امر ابھی تک صاف نہیں ہوا کہ آیا اوسنے فرسالہ کے فتح ہوجانیکی وجہ سے مراجعت کی تھی یا خود اپنے
میسرہ کے الٹ دیئے جانے کے خطرہ کی وجہ سے غالباً دونوں باتوں کا کچھ نہ کچھ اثر تھا۔ بہرحال یہ لڑائی محاربہ کی صعب ترین
لڑائیوں میں سے تھی اور اسمیں یونانیوں نے کوئی ایسی بری کارگذاری نہ دکھائی یہ درست ہے کہ وہ قدآدم مورچوں کے
پیچھے تھے لیکن ایسے مستحکم موقعہ کو منتخب اور پھر اوسے ایسی مضبوطی کے ساتھ مستحکم اور مورچہ بند کرنیکی کریڈٹ اور نیکنامی کا
سمولنسکی ضرور مستحق ہے ان دونوں کی لڑائی میں ترکوں کے ۱۵۰۰ سو شہید و مجروح ہوئے۔ اگر لاریسا کی شوخشانہ بھاگڑ کے
بعد یونانیوں کا مستعدی کے ساتھ تعاقب کیا جاتا تو یہی نقصان نہیں۔ بلکہ فرسالہ اور بالخصوص ڈوموکوس میں ایسا
سخت نقصان نہ اوٹھانا پڑتا تو جو اوٹھایا گیا۔ یونانی فوج کو ٹرناوس اور لاریسا کی بیجا اسانہ مراجعت فرار کے بعد آشینو
فرسالو ویلیسٹینو کا لائن پر پھر مرتب ہونے اور سنبھلنے کا موقعہ ہی نہیں دینا چاہیئے تھا فتح سے فایدہ نہ اوٹھا سکنے اور غنیم
کی شکست کو سرتوڑ بھاگڑ میں متبدل نہ کر دینے سے اپنی فتح کو مکمل نہ کرنیکی وجہ سے ہی ۱۸۷۷ء میں ترکی کی تباہی واقع ہوئی تھی
اور اسمیں بہت کم شبہ ہے کہ اگر یونانیوں کی بجائے کسی زیادہ شجاع و بہادر دشمن سے مقابلہ ہوتا تو ۱۸۹۷ء میں بھی اس تساہل کا ویسا ہی نتیجہ نکلتا

جہاز آیونیا

جا بیچ ایک عجیب واقع گذرا۔ امیر البحر نے اپنا انگریزی پولیٹکل کپتان بھیجکر ہمیں اطلاع دی کہ اوسے ہمیں
اتینفر بھیجدینیکا حکم گورنمنٹ کیطرف سے موصول ہوا ہے جہاز بہتر اسکو ہمیں لیجانیکا حکم دیا گیا مگر کپتان
میالیس[1] نے عذر کیا کہ اوسکے پاس کوئلہ کافی نہیں۔ اسپر باربرداری کے کلاں جہاز آیونیا کو تیار ہونیکا حکم ہوگیا۔ کپتان
میالیس کے انکار کرنیکی غالباً کچھ اور وجہ تھی جسمیں آگے چلکر بتایا جائیگا۔ اوسکا تعلق اوس تلاشی سے تھا جو آدمیرالٹی کو
ہمارے اسباب کی لیگئی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ اس حرکت سے دلمیں بہت نادم تھا۔

[1] یہ شخص اکتوبر ۱۸۹۶ء سے مارچ یا میں کو وزیر بحریہ مقرر ہوا اور وزیر بحریہ ہوگیا نومبر ۱۸۹۸ء میں جب وزارت بدلی تو پھر وہ اسی عہدہ پر بحال رہا۔

ایونیا تین ہزار ٹن وزن کا عمدہ اور خوب آراستہ جہاز تھا ہمیں ہائش کیلئے آسایش بخش کمرے دیئے گئے اور کپتان کو ہماری ہر طرح سے خاطر کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔ ایونیا پر ہمسے کل اسلحہ لے لیئے گئے۔ اور اگرچہ ہم کو بالکل نظربند کیا گیا۔ ہمیں بالائی چھت اور سیلونمیں پھرنے کی پوری آزادی رہی۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ہماری حرکات کی نگرانی کیجا رہی ہے۔ رات کو ایک سنتری میرے کمرے کے دروازہ کے باہر پہرہ دیتا رہا۔

شبہ پیدا کرنے والے کاغذات

امیر البحر کے انگریزی دان کپتان نے ہمیں سیلون میں طلب کیا جہاں ہم سے ایک طرح کے باضابطہ سوال و جواب کیئے گئے۔ خوش قسمتی سے مسٹر مران جہاز پہ موجود تھا اور ہم پاہر اتمام سہا آنے کا فیصلہ کرالیا کہ سوال و جواب کیوقت وہ پاس ہی رہے کپتان نے کسیقدر تحکمانہ لہجہ میں سوالات کی ایک فہرست پیش کی اور ایک کاغذ سے کچھ عبارت پڑھی جسے پہلے میں سمجھا کہ یہ وہ تار ہے جو ایتھنز سے موصول ہوا ہے مگر پھر معلوم ہوا کہ یہ وہ مشہور "الزام ثابت کنندہ کاغذ" ہے جسکی نسبت بیان کیا گیا تھا کہ ہمارے پاس سے دستیاب ہوا ہے اور ایتھنز کے اخبارات نے اوسپر خوب شور و غل برپا کیا تھا۔ اول اوسنے مجھسے اپنا روزنامچہ اور کتاب یادداشت پیش کرنیکو کہا میں نے پروانہ راہداری نکالکر دیدیا۔ اور کہا کہ میرے پاس کوئی کتاب یادداشت یا ڈائری (روزنامچہ) نہیں اسکے بشرہ سے ثابت ہوتا تھا کہ اوسے میری بات پہ یقین نہیں۔ مگر جب میں نے درشت لہجہ سے انکار کو دوہرایا۔ تو اوسنے آیلیس کیطرف متوجہ ہو کر کہا "تمہارے پاس تو یادداشت کی کتاب موجود ہے اوسے نکالو" اس سے مجھے کسیقدر تشویش سی پیدا ہوگئی کیونکہ جانتا تھا کہ وہ سیاحت کے حالات قلمبند کرتا رہا ہے جسمیں اوسنے اپنے خیالات بالکل آزادانہ ظاہر کیئے ہوئے ہیں اور ان خیالات کا یونانیونکی شجاعت و سپاہ گری کے حق میں مذلیل حیثیت اور ترکون کے حق میں ہونا یقینی امر تھا مگر جب آیلیس نے یہ جواب دیا کہ اوسنے یونیدرہ دنوں سے یعنی تھیسلی میں داخل ہونیکے وقت سے اپنے روزنامچہ میں کچھ نہیں لکھا تو میرا تردد دور ہو گیا اور میں نے اوسے اپنا روزنامچہ لانے کیلئے کہدیا ہے ۲۰ اپریل سے جس تاریخ ہم سالونیکا سے روانہ ہوئے تھے اوسدن تک کی سیاحت و حرکات کی یومیہ کیفیت کو قلمبند کر کے کپتان کے حوالہ کر دیا۔ بعد ازاں اوسنے سوال کیا کہ کیا میں پہلے دنوں قسطنطنیہ میں تھا میں نے جواب دیا کہ شروع جنوری سے بعد میں وہاں نہیں گیا۔ اسپر اوسنے ایک کاغذ سے سلطان المعظم ایک پاشا اور گازی عثمان گو چیس کی متعلق چند خفیف سے واقعات و روایات ایک لمبی چوڑی مضحکہ خیز معجون مرکب عبارت پڑھی جسے سنکر پایا جاتا تھا کہ وہ کسی خورد سال بچہ کے خط سے اقتباس کیگئی ہے اوسکو سنکر مجھے خواہ مخواہ خیال گذر گیا کہ کہیں آیلیس کے کسی چھوٹے بھائی کا خط تو یونانیونکو نہیں ملگیا ہے بعد کپتان نے آیلیس سے چند سرسری سوال کیئے ہمنے اوسے دکھا دیا کہ آیلیس کے روزنامچہ کی آخری عبارت ۱۰ اپریل کو دالیناہیں لکھی گئی تھی اور کونٹ گو چیس کی ملاقات کے متعلق اوسمیں کچھ حوالے ہیں۔ اس معائنہ پر سوال و جواب کا سلسلہ ختم ہو گیا اور کپتان ہم سے کا قیسا رخصت ہو گیا اوسنے ہمیں بتایا کہ اوسے حکم ہے کہ ہماری روانگی کی اطلاع بذریعہ ٹیلیگرام ایتھنز کردے کپتان مذکور بظاہر خاصہ خوش اخلاق اور صاف دل معلوم ہوتا تھا مگر دوران گفتگو ایک دو دفعہ آیلیس کے لب و لہجہ اور بشرہ سے واضح ہو گیا کہ وہ بآسانی ظالم و درشت خو

بن سکتا ہے سٹینڈرڈ کے قابل نگار مسٹر مانٹگمری کو جسے یونانیوں نے ہالمیروس کے قریب پکڑ کر لیا اور پھر بھیج دیا تھا۔ اسی کپتان سے سابقہ پڑا تھا۔ اور اوس سے اسنے نہایت بری پیرایہ سے دریافت حال کیا تھا۔ مگر جب یونانی گرفتار کنندگان کے سلوک کی کوئی شکایت نہیں کرتا۔ "جنگ اسپورٹنگ ہوتا ہے" یہ ایک عام ضرب المثل ہے اور اوس کی صداقت میں کوئی شک نہیں تاہم ایتھنز اور تھیسلی میں جب ہم نے اسے ہر ایک کی زبان پر دیکھا۔ تو آخر سنتے سنتے اکتا گئے ۔

کپتان پلہم اور مسٹر ہملٹن ہمیں جہاز ایونیا پر ملنے آئے۔ اور مسٹر مرلن نے ساڑھے سات بجے آخری دفعہ ملکر کہا کہ ابھی تک مسٹر ایجرٹن نے تار کا کوئی جواب نہیں دیا۔ جہاز کا کپتان مادر ومیکا لیس نیک نہاد اور صاف طینت شخص تھا۔ وہ ہم سے ہر وقت بنوازش پیش آیا۔ وہ انگریزی بالکل نہ جانتا تھا اور فرانسیسی شد بد۔ نایب کپتان اور ڈاکٹر بھی نہایت خوشطبع اور خلیق تھے۔ آخر الذکر فرنسیسی بہت عمدہ بولتا تھا جہاز کا ایک یونانی باورچی نامراد و بدقسمت انگریزی آہن پوش جہاز وکٹوریا[1] پر ملازم رہ چکا تھا۔ اوسکے غرق ہونیکے وقت وہ کسی کام کیلئے دوسرے جہاز پر گیا ہوا تھا۔ جہاں سے اوسنے اوسے غرق ہوتے دیکھا جہاز کے چرخ نہایت تیزی کے ساتھ چکر کھا رہے تھے جو بدنصیب ملاح اون کی جھپٹ میں آئے اونکے پرخچے اڑ گئے۔ اس دردناک واقعہ کی کیفیت اوسنے نہایت رقت انگیز پیرایہ میں بالتفصیل سنائی ۔

ایک یونانی ممبر اور مظالم فروش

ڈنر پر یونانی بحری افسروں اور ایک ممبر سے دلچسپ گفتگو ہوتی رہی ممبر کا نام پٹیالاس تھا۔ اور تاریخی جزیرہ اتھاکا کیطرف سے جسے وہ اتھاک پکارتا تھا ممبر تھا۔ وہ محاربہ میں شامل رہا تھا۔ اور اب پارلیمنٹری فرائض کیطرف متوجہ ہونیکے لیے ایتھنز واپس جا رہا تھا۔ اسی پٹیالاس کو ہمنے نہایت متواضع اور خوش اخلاق پایا اوسے ہمارے ساتھ سچی ہمدردی اور دلچسپی ہوگئی۔ ایک یونانی افسر نے مجھسے دریافت کیا۔ کیا مینے کوئی ترکی مظالم مشاہدہ کئے ہیں پھر باصرار بیان کیا کہ ترکوں نے یونانی مجروحین کو کئی جگہ زندہ جلا دیا مینے اس بہتان کی فی الفور تردید کرکے اوس سے اون مقامات کے نام بتانیکی درخواست کی۔ اوسنے ڈوماکوس کا نام لیا مینے جواب دیا کہ میں وہاں ترکی ہراول دستہ کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ وہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں گذرا پھر اوسنے کہا یونانی اپنے مجروحین ریندو میلو کے گرجہ میں چھوڑ گئے تھے ترکوں نے گرجہ کو آگ لگا کر کل مجروحین سمیت خاکستر کر دیا مینے اسے اپنی طرف سے کچھ نہ بیان کیا بلکہ تفصیل کا تقاضا کر کے پہلے یہ تاکید کر دی کہ ایسے الزامات لگاتے وقت تاریخ و وقت وغیرہ کی بالکل درست تعیین نہایت ضروری ہے اور ساتھ ہی یہ یاد رکھنا واجب ہے کہ فرضی مظالم کی تشہیر مشتہر کنندگان کے حق میں مفید ہونیکی بجائے الٹی نقصان رسان ہوتی ہے پھر مینے سوال کیا۔ کیا تمنے بچشم خود گرجہ کو جلا ہوا دیکھا اور وہ کس دن جلا تھا؟ پہلے تو وہ یہی کہتا رہا کہ اوسنے اپنی آنکھوں سے اوسے جلتے ہوئے دیکھا تھا مگر جب میں جزئیات و تفصیل بتانیکا تقاضا کیا اور ادہر یونانی ممبر نے اوسے آنکھوں آنکھوں میں فہمائش کی

---

[1] یہ آہن پوش اول درجہ کا مصافی جہاز تھا۔ پانچ ایک برس ہوئے طرابلس الشام کے قریب انگریزی بیڑہ مشق و قواعد کر رہا تھا کہ ایک جہاز وکٹوریہ سے ٹکرا گیا اور آخر الذکر یا پنج منٹوں میں غرق ہو گیا۔ مغروق ملاحوں کو قبرستان کیلئے سلطان المعظم نے طرابلس کے قریب انگلستان کو کچھ قطعہ اراضی کا عطا کر دیا تھا ۔

تو اسنے کہا کہ اسکی ایک دوست نرس کے بیان پر اوسکو اعتبار ہے گرجہ کو جلتے دیکھا تھا جو جمعہ گذشتہ ۳۰ اپریل کو جب غنیم پاشا نی ریزیڈیو پر قابض ہوکر دلسیٹنو پر حملہ کیا تھا جلا یا گیا تھا۔ یہ سنکر میں نے پھر تاکید کی کہ اچھی طرح یاد کرو کہ تم ٹھیک تاریخ بتا رہے ہو مگر وہ اپنی بات پر قایم رہا اسپر میں نے اُسے بتایا کہ تم بالکل غلطی پر ہو۔ اوس جمعہ کو ہم بذات خود ریزو میلو میں اور خاص اُسی گرجہ میں لڑائی کے اختتام تک رہے تھے وہاں کوئی زخمی نہ تھا۔ نہ اُسے کسی نے آگ لگائی تھی جمعہ کے بعد اتوار کو ہی ایک استشاقی فوج کیساتھ ریزو میلو گیا تھا۔ گرجہ تب تک صحیح سالم کھڑا تھا اور اوس وقت بھی وہاں کوئی زخمی اوس میں نہ تھا۔

یہ جواب سُن کر افسر نادم ہونیکی بجای کیسقدر سوچ میں پڑ گیا۔ اور پھر کہا "کس دن تم نے آخری مرتبہ ریزو میلو کو دیکھا؟" میں نے جواب دیا۔ "اتوار دوسری مئی کو"۔ اسپر اوسنے کہا "اوہ مجھسے غلطی ہوگئی۔ ریزو میلو کا گرجہ جمعہ کو نہیں بلکہ اوس کے بعد دوشنبہ کو جلایا گیا تھا" میں "تمہیں اسپر پورا وثوق ہے؟ تعیین تاریخ میں مغالطہ نہ ہونے دینا نہایت ضروری ہے"۔ یونانی افسر "ہاں مجھے پورا یقین اور وثوق ہے"۔ میں "تو اچھا سُن لو تمہیں اطلاع دینے والے نے بالکل غلط کہا ہے۔ کیونکہ ریزو میلو اور اسکا گرجہ اتوار ۲ مئی کی رات سے بدہ ۵ مئی کی صبح تک خود تمہاری فوج کے تصرف میں رہے تھے"۔ یہ سنکر ہمارے مظالم فروش دوست کو دانت کھٹے ہوگئے اور پھر اوسنے اس بحث کا نام نہ لیا۔ اُسکا اعتبار خود اوسکو اپنے ردِ اعتقاد سے زود اعتقاد رفقا کی نظر میں کچھ نہ رہ گیا اور پھر سارے سفر میں بلکہ جبتک ہیں یونان میں رہا میں نے ترکی مظالم کے متعلق ایک لفظ تک نہ سُنا۔ بادشاہ نے مجھسے بالصراحت کہا کہ ان افواہوں پر جو لوگ تھسیلی میں ترکوں کے سخت مظالم کے مرتکب ہونیکی متعلق مشہور کر رہے ہیں مطلقاً اعتبار نہیں۔

جزیرہ نیگرو پانٹ اور مارا تھان کا میدان جنگ

سم چالکی ایناسے کا مشہور پل دیکھنے کیلیے میں جمعرات کو بہت بڑی بیدار رہوا۔ آٹھ بجے پہلا جزیرہ یوبوا ادگریپا۔ نیگرو پانٹ۔ اغریبوز سے اسقدر قریب ہے کہ دونوں میں صرف ۵۰ فیٹ کا فاصلہ ہے۔ یہاں ایک مضبوط اور آہنی پل بنا ہوا ہے جو جزیرہ کو براعظم سے ملاتا ہے جہاز گذرنے کیلیے پل ہٹا کر راستہ کر دیا گیا چالکیس کے مشہور عالم شہر سے جسکے گرداگرد ابالی ڈیس کو زمانہ حکومت کیوقت کی خوشنما بیدار فصیلیں بنی ہوئی ہیں ہم پانچ بجے کے قریب گذرے ساڑھے سات بجے ہم مارا تھان کو میدان جنگ سے جسکی شہرت قیامت تک قایم رہیگی گذرے سنہ ۴۹۰ قبل مسیح میں یہیں دس ہزار ایتھنیا والوں نے ملٹیاڈیس کو زیر کمان ایک لاکھ ایرانیوں کو شکست فاش دی تھی۔ سمندر سے مارا تھان کے چھوٹے سے میدان اور برآرنا و مارا تھان کی وادیوں کا جو میدان سے پرے ہیں نہایت عمدہ اور صاف نظارہ ہو سکتا ہے۔ میرے گائیڈ بک دراہنما سیاحان) میں میدان جنگ کے جو مختلف موقعے بتائے گئے ہیں سنہ اور پیرز و برا تو وہ مسومہ سوارس جہاں مقتول اتھنیز والے دفن کیے گئے تھے بخوبی جہاز سے صاف دکھائی دے رہے تھے اور قریہ مارا تھان بھی دائیں ہاتھ کی وادی کے سرے پر صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ ساحل جہاں

سر ایڈورڈ کریسی اس لڑائی کو اون پندرہ لڑائیوں میں اولین لڑائی شمار کرتے ہیں جنہوں نے کل مہذب دنیا کی تاریخ پر عالمگیر اثر ڈالکر قوموں کے عروج و زوال اور تاریخ عالم کا بنا دوسرا رخ کیا۔ مترجم

بھگوڑے ایرانیوں اور فاتح ایتھنزیوں میں جو ایرانیوں کو بھاگنے کا موقعہ نہ دینے کے لیے اون کے جہازوں پر قبضہ کرنیکی کوشش کر رہے تھے جانگداز معرکہ آرائی ہوئی۔ قریب ہی قریب عین ہمارے سامنے تھا۔ ایتھنز کا لائق مجسٹریٹ کالی ماکس یہیں قتل ہوا تھا۔ اور یہیں ایک بہادر ایتھنزی سینا غورث نے ایرانی تیر کی ضرب سے اپنا ہاتھ کٹوا لیا۔ مگر ایک ایرانی کشتی کو جسے وہ پکڑے ہوئے تھا چھوڑنا منظور نکیا۔ ایرانی سات ہزار اور ایتھنزی صرف ۱۹۲ ہلاک ہوئے۔ ان کو دیکھکر خواہ مخواہ یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کبھی یونانی ایسے شجاع اور محب وطن تھے اور اب اون کی یہ کیفیت ہے۔ کسی انگریز شاعر نے یونان قدیم و یونان جدید کا باہم موازنہ کرتے ہوئے بالکل درست کہا ہے "یونان کی زمین تو اب بھی ہی جو پہلی تھی لیکن اب جو زندہ یونان نہیں رہ گیا۔ وہ ایسا ہی زرخیز و خوشنما اور دلفریب ہے مگر اس زرخیزی۔ خوشنمائی اور دلفریبی میں افسردون کیسی بے رونقی اور بیجانی ہے جو دیکھی ہم اسکے ساحلوں سے رخصت ہو جاتے ہیں کیونکہ وہاں جان نہیں۔ ایک کالبد بے روح پڑا ہے"

میری رائے میں یونانیوں کے تب فاتح بننے کی ایک اور وجہ بھی تھی جو یہ ہے کہ تب اونکو ترکوں سے سابقہ نہ پڑا تھا ایرانی اپنے عروج کے زمانہ میں دلیر و شجاع و جفاکش عثمانی ریتقانوں کی نسبت بہت ہی نازک و لطیف مزاج ہو گئے ہوئے تھے جزیرہ یوبوا کا تمام ساحلی علاقہ اور اسکے بالمقابل بر اعظمی ساحل کا علاقہ نہایت زرخیز اور خوبصورت ہے یونان کے صوبہ اٹیکا کی پہاڑیوں کی نسبت جو عموماً خشک و بے آباد ہیں۔ یہاں سبزی اور روئیدگی بہت زیادہ ہے۔ سمندر ہر جگہ بالکل صاف۔ آسمان شفاف و بے ابر اور ہوا ایسی لطیف و پاکیزہ ہے کہ اس سے زیادہ لطیف و پاکیزہ عالم تصور میں بھی قیاس نہیں کیجا سکتی +

ناؤ ڈاکم یونی الوم رہنے کی برابر جہاں آبنائے بہت ہی تنگ ہو گئی ہے لوگوں کے انبوہ در انبوہ کھڑے تھے جسوقت جہاز کے ملاحوں نے اونکو سمولینسکی کی "شاندار فتح" کی خبر سنائی تو سب نے خوشی کے نعرے بلند کیے مگر اونکا غلغلہ ہوا۔ رو اروی بڑھ گیا۔ جہاز پر دو بیقاعدہ یونانی سپاہی بھی سوار تھے وہ طویل القامت و مستعد شخص تھے۔ اور گہاگرہ پلٹن کیطرح گھیرے دار انداز کے گھیر۔ اور بھورے رنگ کی ٹوپیاں پہنے ہوئے تھے۔ اور اونکے سینے کارتوسوں کی پیٹیوں سے ڈھنپے ہوئے تھے جنکے اوپر بھیڑی کی کھال کی بھدی سی پوستینیں تھیں۔ یہ ذات شریف بلند پایہ شیخی باز تھے۔ بہانہ جدہر دل چاہتا جھولتے پھرتے۔ اور سے پہر کو بھی بجست چھت پر سوتے ایک اکثر شیخی بگھارتا رہتا کہ "میں نے صلح تریدوس میں اپنے ہاتھ سے بیس ترکوں کو تہ تیغ کیا۔ اور اب چند دن آرام کرنے کیلیے ایتھنز گھر جا رہا ہوں" میرا خیال ہے کہ بھلے مانس کو ترکی سنگینوں کے اور زیادہ مقابلہ کی جرأت نہ رہ گئی تھی وہ اتھینکی ہتھیاریا کے دستہ کا آدمی تھا۔

ساڑھے بارہ بجے ہم فالیرم کے قریب پہنچے۔ یہ چھوٹا سا قصبہ خلیج پائریس کے باہر واقع ہے اوسکے بندرگاہ میں وول کا منقفہ بیڑہ باجاہ و جلال خاموش لنگر انداز تھا کہ اگر ایتھنز میں بغاوت ہو جاوے تو جھٹ کام دے سکے لیکن ساتھ ہی اس لیے شہر سے باہر کہ باشندوں کو خواہ مخواہ اور اشتعال نہ پہونچ جائے دو بجے ہمارا جہاز اول درجے کے امریکن کروزر سان فرانسسکو کے دوش بدوش جو نہایت خوبصورت اور مضبوط جہاز تھا۔ پائریس کی بندرگاہ میں لنگر زن ہوا اسپر کیوقت جہاز کو کاٹا گیا افسر امریکن امیر البحر کا

کارڈیلیکا ایونیا کے کپتان کے پاس آیا میری اوس سے کچھ گفتگو ہوئی اور اوس نے وعدہ کیا کہ اگر شہر کے بلوائیوں نے ہمارے جہاز پر آکر ہم سے کچھ شرارت کرنی چاہیے تو امریکن جہاز ہماری مدد کریگا بندرگاہ میں انگریزی جنگی جہاز کوئی نہ تھا۔

یونانی مسیحیوں نے ہمیں تنبیہ کر دیا کہ خشکی پر جانا تمہارے لیئے مناسب نہ ہوگا۔ ایتھنز کے اخبارات نے اشتعال انگیز مضامین شائع کرکے لوگوں کو تمہارے برخلاف سخت برافروختہ کر دیا ہے۔ ان نیک بخت اخبارات نے ہمیں "جاسوس" کا خطاب دیکر یہہ تحریر کیا تھا کہ ہمارے پاس سے الزام جاسوسی کو ثابت کرنے والے کاغذات بھی دستیاب ہوئے ہیں شہریوں کے طوفان بدتمیزی نے چند دن قبل دو چار تجارتی جہازوں پر جنگی نسبت خیال کیا گیا تھا کہ اونپر کریٹی مسلمانوں کے لیئے سامان رسد لدا ہوا ہے یورش کر کے اہل جہاز کی خوب زد و کوب کی تھی اور اسباب معمولہ کو سمندر میں پھینکدیا تھا ہمارے درود سے کچھ دن بعد مسٹر مانٹگمری سے اسی مجمع نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا تھا۔[1]

مسٹر میکس کی ایلچیانہ کارروائی

ایونیا کا کپتان ایتھنز جاکر ایم رالیس کو اطلاع دینے کیلئے جو وزیر اعظم ہی نہیں وزیر بحریہ بھی ہے فی الفور خشکی پر چلا گیا۔ وہ میری طرف سے ایک خط مسٹر ایجرٹن کیطرف بھی لیتا گیا۔ اور ساتھ ہی ایک رقعہ انگریزی قونصل کو بھیجدیا جسمیں ہم نے اوس سے جہاز پر آکر ہمسے ملنے کی درخواست کی تھی۔ مگر جب وہ خشکی پر پہنچا تو اوسے بذریعہ ٹیلیفون ایتھنز سے یہ پیغام پہنچایا کہ خود ایم رالیس ساڑھے چار بجے آکر ہمیں ساتھ ایتھنز لے جائیگا ہمارے لیئے یہ بڑی خوشخبری تھی۔ مگر ساڑھے چار بجگئے اور ایم رالیس کوئی نہ آیا ساڑھے پانچ بجے ہمنے کپتان اور اُسکے ماتحت افسروں سے دریافت کیا کہ کیا وہ توقف کی کچھ وجہ بتا سکتے ہیں؟ اونہوں نے کسیقدر تردد کے بعد جواب دیا کہ غالباً وہ بلوائیوں کے خوف سے نہیں آیا۔ ۶ بجے مسٹر میکس مسٹر ایجرٹن کیطرف سے جہاز پر پہونچا۔

---

[1] ایسا ہی باحیانہ سلوک اکتوبر ۱۸۹۶ء میں ایک ترکی جرنیل سے کیا گیا۔ امیر المومنین نے جنرل دہبی پاشا کو افواج مقیمہ تھسلی و ایپائرس کے سپاہیوں اور افسروں میں تمغے اور اعزازی تلواریں تقسیم کرنے کیلیئے بھیجا۔ جنرل موصوف کار مفوضہ سے فارغ ہوکر بندر پریویسا سے ایک آسٹرین جہاز پر سوار ہوکر قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوئے اون کے ساتھ اونکا بیٹا اور جنرل محمد علی پاشا معہ قبائل ہی تھے جہاز مذکور جب ایتھنز کی بندرگاہ پائرس میں داخل ہوا تو دو ہزار سے زیادہ لچے اور بد معاش یونانی یا یہ خیال کہ جہاز پر چند یونانی اسیران جنگ بھی ہیں کشتیوں پر سوار اوسکے گرد جمع ہوگئے جہاز کے کپتان نے اونکو یقین دلایا کہ کوئی قیدی اسیر سوار نہیں ہے۔ مگر اونہوں نے ایک نہ سنی اور جہاز میں داخل ہو کر تمام کمروں میں پھیل گئے مسافروں کا اسباب لوٹ لیا اور ترکی افسروں کو بیحرمت کیا۔ یونانی گورنمنٹ نے اطلاع ملنے پر کوئی تدارک کیا آخر آسٹریا کے ایک جنگی جہاز نے دو کشتیوں پر بحری سپاہی اور تارپیڈو کشتیاں بھیجکر مجمع کو منتشر کیا۔ اور محمد علی پاشا اور دیگر مسافروں کا مال واپس لیا۔ محمد علی پاشا کی اہلیہ خوف و دہشت سے کئی ہفتے بیمار رہیں یونانی گورنمنٹ نے آسٹرین گورنمنٹ کی باز پرس پر بعد میں بندرگاہ کی افسر اور پولیس کے اعلیٰ عہدہ دار کو موقوف کر کے معافی مانگ لی۔ کئی اخبارات انگریزی اخبارات سے دریافت کیا کہ کیا تمہاری مہذب یونانی قوم کی یہی شرافت ہے جسپر تم اسقدر نازاں ہو مگر آفریں ہے ترکوں کو کہ اس واقعہ کے بعد بھی کسی یونانی مسافر یا جہاز کو کی بنا در یا سمندروں میں ذلیل کرنیکا اون کو خیال تک نہیں گذرا۔

وہ دراصل پائریس میں قونصل تھا۔ مگر کام کی کثرت کیوجہ سے اسوقت اتھنز کی سفارت میں بطور اٹاچی کام کر رہا تھا۔ وہ یہ خوش
خبری لایا کہ ایم رالیس نے سفیر سے ملاقات کرکے ہمیں رہا کردینے اور انگریزی سفارت کو سپرد کردینے کا وعدہ کیا ہے۔ مسٹر میکس گرین
کا انتظار نہ کرکے اسی گاڑی پر اتھنز سے آیا۔ اوسنے کپتان سے ہمیں اوسیوقت ساتھ لیجانے کی اجازت مانگی۔ کپتان نے عذر کیا
کہ مجھے اسکے متعلق کوئی حکم ابتک نہیں ملا۔ اسپر مسٹر میکس اوس سے صاف انکار کردینے کے درپے ہوگیا۔ مگر کپتان حیلے
حوالے بتاتا رہا جب مسٹر میکس نے آخری سوال کیا "صاحب کیا آپ مجھے جو انگریزی سفیر متعینہ اتھنز کا قایم مقام ہوں مسٹر اشمیڈ
بارٹلٹ اور اوسکا فرزند حوالہ کردینے سے انکار کرتے ہو۔ اسکا جواب دو حرفی ہاں یا نہ دیا جائے"

کپتان نے جو فی الواقع نیک نہاد شخص تھا رک رک کر بالآخر صاف انکار کردیا اور مسٹر میکس اس انکار کو بلفظہا دوہرا کر خوش خوش
واپس چلا گیا۔ کیونکہ اس انکار سے اوسے یونانی گورنمنٹ سے بازپرس کا موقعہ ملگیا۔ ساتھ ہی کپتان کو پیغام پہونچا کہ چونکہ دن کو وقت ہمارا
خشکی پر اترنا خالی از خطر نہیں۔ ایم رالیس رات کے آئیگا۔ چند سرخ کوٹ و سرخ ٹوپی پوش اطالین مجاہدین کشتیوں پر سوار ادہر ادہر
بندرگاہ میں پھر رہے اور مختلف جہازوں کی سیر کر رہے تھے۔ اہل جہاز چنداں تپاک کے ساتھ اون سے پیش نہ آتے اونہیں سے کچھ
بندرگاہ میں ادہر ادہر ناقابلین سیر کر رہے تھے ہم ایم رالیس کا انتظار کھینچ رہے تھے کہ ایک بڑا تجارتی جہاز یونانی مجاہدین سے
بھرا ہوا بندر میں داخل ہوا۔ یہ لوگ عثمانیہ علاقہ سے اور زیادہ تر سمرنا سے آئے تھے۔ وہ تقریباً سب کے سب ابھی نوعمر لونڈے تھے۔ اور
جہاز کا ہر گوشہ و ہر کونہ اونسے بھرا ہوا تھا۔ ان جاہل بے تعلیم اور کمزور جسم لڑکوں کو جہاز کے بندر میں داخل ہوتے وقت "جہاد جہاد"
کے نعرے لگاتے ہوئے سنکر اونکی حالت اور بیوقوفی پر ہمیں بڑا رحم آیا۔ اونکو یہی معلوم نہ تھا کہ لڑائی کس جانور کا نام ہے اور
وہ کیسی خوفناک چیز ہے کئی گھنٹے انتظار میں گذر گئے جب شام کا کھانا افسردہ دلی سے کھایا۔ یونانی افسر تاخیر و درنگ سے ہم سے
بھی زیادہ پژمردہ خاطر ہو رہے تھے وہ ہمیں جہاز پر روک رکھنے کی ذمہ داری میں مبتلا ہونا پسند نہیں کرتے تھے ہمنے
اونہیں ہم ظریفانہ پیرایہ میں کہا کہ اگر کسیطرح کے بلوہ کا اندیشہ ہے تو اونہیں ہمارے ہتھیار ہم کو واپس کردینے چاہئیں۔
تاکہ ہم حملہ کی صورت میں اپنا بچاؤ کرسکیں کپتان نے وعدہ کیا کہ جس کمرہ میں وہ ہتھیار بند ہیں اوسکے دروازہ کا
قفل کھولدیا جائیگا۔ آخر سیلون کے باہر جہاں ہم تھوڑی دیر سے تھے کسیقدر ہلچل ہونے سے دریافت ہوگیا کہ کوئی آیا۔ تھوڑی
ہی دیر بعد یونانی بحریہ کے ... ہوکر ہمیں کہا۔ یہ لو ایم رالیس آگئے۔ اوسیوقت ... داخل ہوگیا

یونانی وزیر اعظم

ایم رالیس پست قامت اور چست و چالاک شخص ہے۔ آنکھیں روشن و بیقرار ہیں۔ ہیئت سپاہیانہ، چہرہ
خوب گٹھا ہوا اور سر کے بال لمبے لمبے اور بکھرے ہوئے۔ ایم رالیس کو ایک لحظہ سکون نہیں
وہ ہر وقت متحرک رہتا ہے اور بولتا نہایت تیزی اور طلاقت لسانی سے ہے۔ اوسکی شکل و شباہت خوش آیند تو ہے مگر خوبصورت
نہیں۔ تاہم اوسکا بشرہ بتا رہا تھا کہ وہ اکثر یونانیوں کی نسبت زیادہ صاف باطن اور نیک ضمیر شخص ہے۔ اوسکے ساتھ
صرف ایک منشی اور ایک چھوٹا سا عجیب الہیئت آدمی تھا۔ آخر الذکر وزیر کے پیچھے تھا اسلئے اوسے ہم پہلے نہ دیکھ سکے۔

وزیر نے آتے ہی بڑے تپاک کے ساتھ ہم سے مصافحہ کر کے ہمارے رکاوٹ پر افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ اس سے جو تمہیں تکلیف پہونچی ہے اوسکا مجھے بہت رنج ہے۔ ایلس کے ساتھ وہ بہت بے تکلفی کے ساتھ پیش آیا جسکے گلے کو ٹھوڑی کے نیچے سے پکڑ کر اوسکی چٹکیاں کسیقدر زور کے ساتھ لیں۔ لونڈے کو یہ حرکت سخت ناگوار گذری اوسکا رنگ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور ہاتھوں سے اسکا جواب درشتی سے دینے ہی لگا تھا کہ مینے جھٹ پٹ اوس سے کہا کہ "وہ صرف پیار سے ایسا کر رہا ہے" جس سے ایلس کا غصہ فرو ہو گیا۔ لیکن اگر مجھ سے ذرا سا بھی توقف ہو جاتا تو وہ ضرور ایم رالیس کو دو چار گھونسے رسید کر دیتا ہم سے بعد وہ پٹیالا اس سے چند اسنٹ باتیں کرتا رہا۔ یہ ممبر اگرچہ ڈیلیانیس کے فریق میں سے تھا مگر نئے وزیر سے موافقت کر لینا اوسے ناپسند نہ تھا بعد ازاں میں اور وزیر کچھ عرصہ باتیں کرتے رہے میں نے اوس سے کہا کہ میری رائے میں لڑائی کا جلد ختم ہو جانا نہایت مناسب ہے۔ لڑائی دونوں ملکوں کے حق میں مضر ہے ترکی اور یونان کو آپس میں دوست رہنا چاہیئے نہ کہ دشمن۔ وزیر نے کہا "غالباً جرمنی اور روس قابل اطمینان تصفیہ کی بہت کچھ مزاحمت کرینگے" پھر کہا تمہارا مشورہ بیشک نیک ہے مگر بعد از وقت دیا گیا ہے تمہارے کہنے سے پیشتر ہی دول عظام نے خود بخود بلا تحریک بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دینے کا منشا ظاہر کیا ہے۔" انہی خود بخود کا لفظ اسلیے کہا تھا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ یونان نے دول سے التجا کی ہے۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ یونان نے علانیہ نہ سہی در پردہ یا پرائیویٹ طور پر ضرور التجا کی تھی۔ ایم رالیس نے باتوں باتوں میں ذکر کیا کہ لڑائی ختم ہو چکی ہے مگر یہ بیان صریح غلط ثابت ہوا۔ وہ مجھے ہرمی کو اوپنیا پر ملا اور لڑائی اوس سے پندرہ دن کے بعد یعنے ۱۸ مئی کے معرکہ ڈوموکوس کے پیچھے بند ہوئی۔ میں نے اوس سے کہا کہ اگر انعقاد صلح کے متعلق میں قسطنطنیہ یا کہیں اور کسی کار آمد ہو سکوں تو مجھے دریغ نہیں ہوگا۔ ایم رالیس نے اسکا شکریہ ادا کر کے بتایا کہ یونانی فرسالہ کو چھوڑ آئے ہیں۔

یہ نہایت اہم خبر تھی کیونکہ فرسالہ کو چھوڑ دینے کا حکمی نتیجہ یہ تھا کہ ولسٹینو کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ باتوں سے فارغ ہو کر ہم چلنے کو تیار ہو گئے اوس وقت مینے اپنے اسلحہ کی واپسی کی درخواست کی۔ اور ایم رالیس نے اونہیں فی الفور واپس کر دیئے جانیکا حکم دیا لیکن جب ہمنے گراس رائفلوں اور یونانی تلواروں کا جو ایلس نے تفصیلی میں البانویوں سے خرید کی تھیں اور نیز جیسا کہ اسلحہ (تلوار، پستول اور خنجر) کا مطالبہ کیا۔ تو ایم رالیس نے اول الذکر اسلحہ یا ہیں دلیل ہمیں واپس دینے سے انکار کیا کہ وہ یونانی گورنمنٹ کی ملکیت ہیں اور اسلیے اپنی ملکیت پر بجبر متصرف ہونیکا کامل استحقاق حاصل ہے مینے عذر کیا کہ ہم مصاف کنندہ نہ تھے۔ اور اسلحہ مذکورہ جائز طور پر ارنوطوں سے جنہیں وہ میدان جنگ میں لا وارث ملے تھے۔ خرید کیے گئے تھے۔

میرا خیال ہے کہ اگر ہم اکیلے ہوتے تو ایم رالیس یہ ہتھیار بھی ہمیں واپس دیدیتا۔ مگر چھاؤنی کے کل افسروں کے سامنے جو اس بحث کو دلچسپی اور کسیقدر آزردگی کے ساتھ سن رہے تھے اوسنے ایسا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مینے بھی روانگی میں زیادہ توقف ڈالنا قرین مصلحت نہ سمجھکر اس بحث کو اس فقرہ پر ختم کیا "ایم رالیس چونکہ آپنے یہاں آکر ہمیں ملکے ہم پر احسان کیا ہے میں اس معاملہ پر اسوقت زور نہیں دیتا۔ اور مزید بحث و دعاوی کو کل پر ملتوی رکھتا ہوں"۔

فصل نوزدہم (۱۹)

پائریس میں جس وقت ہم خشکی پر پہونچے اوس وقت اگرچہ دس بجے کا عمل تھا۔ مگر ساحل پر بیشمار ہجوم
وا ایتھنز میں ہمارے انتظار میں کھڑا تھا۔ ہم گاڑی پر سٹیشن کو گئے۔ جہاں ساحل سے بھی زیادہ ہجوم جمع تھا۔
یہ اژدہام دیکھکر مانسیور الیس کا دل بہت سہم گیا۔ کیونکہ گو ہجوم نے عملاً مخاصمت کا کوئی اظہار نہ کیا۔ مگر اوسکی تیور بگڑے
ہوئے تھے۔ اور ذرہ سی تحریک پر مشتعل ہو سکتا تھا۔ بدقسمتی سے ٹرین کی روانگی کیوقت کے متعلق غلطی ہوگئی۔ اور
ہم آدھ گھنٹہ پہلے آگئے۔ سٹیشن ماسٹر نے ہمیں اپنے کمرہ میں لیجاکر دروازہ بند کر دیا۔ لیکن مجمع بڑھتا گیا۔ اور کئی لوگ
دروازہ کے پاس آکر ہمیں گھورتے رہے اسپر دروازہ کو مقفل کر دیا گیا لیکن مجمع کا شوق کم نہ ہوا۔ اور دریچہ کے بیرونی کٹہرہ
پر چڑھکر یکے بعد دیگرے ہمیں دیکھتے رہے۔ ایلیا کی ترکی ٹوپی سے بالخصوص انہیں بڑی دلبستگی تھی۔ اور اوسکی طرف بار
بار انگلیاں اُٹھ رہی تھیں۔ یہ دیکھکر اب پہلی مرتبہ ایلیا کا حوصلہ جاتا رہا۔ گرفتاری کیوقت اُسکا استقلال برابر قایم رہا تھا
اور جہاز کے یونانی ملاحوں کی چھیڑ چھاڑ سے بھی جو اوسے ہر وقت لڑائی کی دعوت کرتے رہتے تھے وہ نہ گھبرایا تھا۔ مگر اب
یہی خاص وجہ تھی کہ اوسکے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہ گیا تھا اور وہ اجنبی ملک میں بیگانوں کی قید میں گرفتار اور
بالکل بے پناہ تھا اوسنے لمبی لمبی سانسیں بھرنی شروع کر دیں اور اوسکی حالت غشی کے قریب پہونچگئی۔ سب سے پہلے
ایلس نے اوسکے اضطراب کو دیکھا جسپر اوسنے ایلیا کے پاس جاکر اوسکی پیٹھ کو تھپکا اور اوسے حوصلہ دلایا کہ میرا [illegible]
ایلس کا ریوالور سب بلوائیوں کے لیے کافی ہے۔ ایلس کے بعد ایم راکیس نے بھی اوس کے رخسار و نیز ہاتھ پھیر کر
اسے بہت کچھ تشفی دلائی۔ اور ہمنے وعدہ کیا کہ ہم سب آخری دم تک اوسکی حفاظت کرینگے۔

اتنے میں ٹرین تیار ہوگئی۔ اور ہم کمرہ سے باہر نکل آئے۔ ہجوم ہمارے گرد امنڈ آیا۔ مگر کسی نے حملہ نہ کیا۔ ایم رالیس نے
اکثر لوگوں سے مصافحہ کیا جس سے وہ خوش ہوگئے اور کوئی شرارت نہ کی۔ اسوقت تک ایلیا کا حوصلہ بالکل بجا ہو چکا تھا
وہ باوقار لاپروائی کیساتھ ہمارے ساتھ آیا۔ ہم سب جھٹ پٹ ایک کمرہ میں بیٹھگئے اُسکا دروازہ مقفل کر دیا گیا۔
اور ٹرین ایتھنز کو روانہ ہوگئی وہاں کے سٹیشن پر بھی ہجوم موجود تھا مگر وہ نہ اتنا زیادہ تھا اور نہ اسقدر جوشیلا ایک
مدہوش انگلش جج نے جو آسٹریلیا سے آرہا تھا میرے قریب آکر نہایت رقت کے ساتھ ہمدردی و تاسف کا اظہار کیا اوسکے خیال میں ہمکو یا تو
پھانسی دینے لیجا رہے تھے۔ سٹیشن پر گاڑی تیار تھی ہمیں ایم رالیس سیدھا انگریزی سفارتخانہ کو لیگیا۔ سفارتخانہ کی عمارت بہت
خوبصورت اور یونانی طرز کی ہے۔ وسط میں ایک بڑا ایوان ہے اور نچلی منزل کے سامنے سنگ مرمر کا زینہ ہے۔ انگریزی سفیر مسٹر ایجرٹن جو
نہایت قابلقدر اور خلیق جنٹلمین ہے اور علم و عقل دونوں کی وافر مقدار رکھتا ہے نصف زینہ تک ہمارے استقبال کو آیا۔

مسٹر ایجرٹن اور ایم رالیس

چند لمحوں تک دونوں مدبر اس سوچ میں خاموش کھڑے رہے کہ گفتگو کسطرح شروع کی جائے۔ ایم رالیس حیران تھا کہ کیا کہے۔ اور مسٹر ایجرٹن اوسے اور ہم کو باوقار حیرت و تاسف کی نگاہوں سے اسطرح دیکھتے ہے کہ گویا وہ ایم رالیس سے اس معاملے کی کیفیت طلب کر رہے ہیں آخر یونانی وزیر اعظم نے سنبھلکر نہایت نرمی کے ساتھ فرانسیسی میں یہ کہا "سفیر صاحب یہ لیجیے ہمپیرونکو صحیح و سالم میں آپ کے حوالہ کرتا ہوں" من بعد ہمیں اور سفیر کو سلام کہکر رخصت ہو گیا۔ سفیر ہم نے نہایت تپاک سے ملا اور کہا "میں شام کو کھانے پر تمہارا انتظار رہا" پھر ہمیں سفارتخانہ میں ٹھیرنے کے لیے کہا۔ بحالت موجودہ ہمنے اس مہمان نوازی کو بلاتامل منظور کر لیا۔ مسٹر ڈانلڈ رالیس میکنزی[1] ٹایمز کا نامہ نگار بھی وہیں فروکش تھا۔ اوسنے ہمیں اپنے مشاہدات بالتفصیل سنائے۔ ٹرناووس اور لاریسہ کی بھاگڑ میں ۲۳ اور ۲۴ اپریل کو وہ بھی شامل تھا اور اوسوقت ہیں اکثر دوسرے انگریزوں کیطرح جنکو یونانیوں کی شجاعت پر بڑا ناز تھا۔ اسپر بھی اس شجاعت کی قلعی اچھی طرح کھل گئی —

دوسرے دن میں صبح کے پانچ بجے بیدار ہو کر ایتھنز کے پرانے قلعہ کو جسے دیکھے ہوئے ۱۹ برس ہو گئے تھے روانہ ہو گیا۔ یہ مقام واقعی کمال شاندار ہے! اوسے دیکھکر اوسکی گذشتہ شان و شوکت و وقعات کی یاد فوراً دلمیں تازہ ہو جاتی ہے۔ اوسکی نوادرات اور قدیم عمارتوں کی بے مثال لطافت سے آنکھوں کو سچا سرور اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ پارتھی نان۔ پیرو پلیا۔ ارک تھیم۔ اور دینگی ایتھیروس کا مندر بلا مبالغہ نادر الوجود عمارتیں ہیں۔ اریوپیگس[2] کی سہل المرور بلندی پر بھی چڑھا۔ اور چٹانی تہ خانہ میں بھی گیا۔ یہ وہی بلندی ہے جہاں کھڑے ہو کر اسو برس ہوئے سینٹ پال نے اہالی ایتھنز کے دلوں کو ہلا دیا تھا اور یہ وہی تہ خانہ تھا جہاں سقراط نے زہر کا پیالہ پیکر جان جان آفرین کے سپرد کی تھی۔ پنیکس کی مشہور آفاق پہاڑی بھی جسکا نام پریکلیس۔ کلیون۔ ڈیماس تھیز اور ایتھنز کے زمانہ عظمت و شوکت کے تمام مشاہیر کی یادگاروں اور کارناموں سے وابستہ ہے بالکل پاس تھی۔ اللہ اکبر ان ناموروں کے مقابلہ پر زمانہ حال کے یونانی کیسے حقیر اور ہیچ دکھائی دیتے ہیں۔ اونپر رومن جنیل مارک انٹونی[3] کا یہ مصرع "سلے اپنا وطن یہ گرنا کیسا گرنا تھا" یا کارڈینل وولزے کا یہ پر از حزن و اندوہ مقولہ "جب وہ گرے گا شیطان کیطرح گریگا۔ اور کبھی نہ سنبھل سکیگا" کیسا صادق آتا ہے۔ یونان کو کامل تباہی سے بچانے کے لیے جو اوس کی سراپا خفتہ اور بزدلانہ حماقت نے اوسپر تقریباً وارد کر دی ہے بلا شبہہ کسی ہیرو کی ضرورت ہے اور سرزمین یونان زبان حال سے ہر وقت بارگاہ ایزدی میں یہ التجا کر رہی ہے —

---

[1] یہ صاحب لارڈ ڈفرین گورنر جنرل ہندوستان کے پرائیویٹ سکرٹری کی حیثیت میں کئی برس ہندوستان میں رہ چکے ہیں۔ اس عہدہ کو قبول کرنے سے پہلے بھی ٹایمز کے نامہ نگار تھے اور اسی حیثیت سے روس کی سیاحت کرکے اوسپر ایک کتاب تحریر کی تھی جو انگلستان میں عام مقبول ہوئی۔ مترجم

[2] مسلمانوں کا قبرستان بھی جنکی اسو برس یونان پر قابض رہے اسی پہاڑی کی ایک جانب ہے۔ ایتھنز ۱۵۵۶ قبل مسیح میں آباد ہوا تھا۔

[3] جیسے مصر کی حسین ملکہ کلیوپیٹرا کے عشق نے کسی کام کا نہ چھوڑا تھا۔

اے[1] خدا آن صاحب عقل و تمیز — کان توانائی و شہرت داشت نیز
حیف او بردا شتہ رخت سفر — رفت زین عالم بدنیائے دگر
از فراقش حالت یونان زمین — دردناک است و بد انجام و حزین
قوم دارد بہر شخصے احتیاج — کو کند درد و زوالش را علاج
گر بود اولاد بابائے[2] و یا امیر — یا بود فرزند درویش فقیر
اعتراضے نیست ما گوئیم فاش — ہرچہ بادا باد مرکاذب مباش

وزیر اعظم کا دفتر ناشتہ کے بعد میں ایم رالیس کو وزارت بحریہ میں اوسکے دفتر جا ملا اور آنیکی وجہ یہ بتائی کہ چونکہ آپ از راہ شفقت مجھے جہاز پر ملنے گئے تھے اس عنایت کے عوض مینے آج حاضر خدمت ہونا ضروری سمجھا۔ رالیس اس دلیل سے بہت خوش ہوا اور کچھ عرصہ فرحاں و مسرور دوستانہ باتیں کرتا رہا۔ اوسکے پرائیویٹ کمرہ کو دیکھکر میں دنگ رہگیا۔ میں ہی نہیں جو دیکھتا دنگ رہجاتا اور اس حیرت میں پڑجاتا کہ وزیر موصوف کوئی کام کسطرح کرسکتا ہے وہ ہر قسم اور ہر منزل کے لوگوں سے جن میں افسر اخبار نویس، سایل، سپاسیون، سکرٹری حتی کہ عورتیں بھی شامل تہیں۔ بہرا ہوا تھا اور وزیر ان سب میں ادہر ادہر جلد جلد چکر لگاتا ہوا ہر ایک سے کچھ نہ کچھ گفتگو کر رہا ہے ابہی اس شخص نے قابو کیا ہے اوس سے خلاصی ہوئی تو دوسرا سامنے آگیا۔ اور ویسی ہے کہ سب کی عرضداشت سن لینا۔ اور کسیکو انتظار میں نہ رکہنا اپنا فرض سمجہہ رہا ہے۔ اوسکی یہ کارروائی بلا شبہ حیرت انگیز تھی مجھے بتایا گیا کہ سارا دن یہی کیفیت رہتی ہے۔ ماسیو الیس کو ہمیں بہت رات گذر جانیکے بعد اور صبح کو بہت ہی سویرے تنہا اور چپ چاپ کام کرنیکا موقعہ ملتا ہے۔ میں کمرہ ہی میں تہا کہ ایک خوبصورت یونانی خاتون (لیڈی) اپنے بہائی کا حال جو فوجی افسر اور محاربہ میں شریک تہا۔ دریافت کرنے آئی۔ وہ انگریزی عمدہ بولتی تہی۔ ایم رالیس نے ایک نہایت بانکا فقرہ کہکر مجھے اوس سے روشناس کرادیا اور ہم دونوں نے فی الفور محاربہ اور اوسکے اسباب و بواعث کے متعلق طویل و خوشگوار بحث میں مصروف ہو گئے جسمیں مینے اپنی حسین مخاطبہ سے حتی الامکان بہت کم اختلاف کرنے کی کوشش کی۔ یونانی زبان میں بانکے فقروں کی کوئی کمی نہیں۔

رخصت ہونیسے پہلے مینے پہر ایم رالیس سے البیا کی اسلحہ اور آلیس کی رائفلوں اور تلوار وں کی واپسی کی باضابطہ مگر مودبانہ درخواست کی اوسنے البیا کی اسلحہ واپس کردینے اور دوسرے معاملہ پر موافق و مناسب غور کرنیکا وعدہ کیا مگر ہمیں کوئی ہتھیار واپس نہ ملا۔ شاید اسوجہ سے کہ ہم جلد ایتھنز سے روانہ ہوگئے۔ اسی دن سہ پہر کو ہمنے ٹائمز اور شینڈرڈ کے نامہ نگاران مسٹر بوربشیر اور مسٹر نیوین

[1] انگریزی نظم کا لفظی ترجمہ یہ ہے " یار الٰہا مجہے ایک ایسے باعقل و ہوش۔ صاحب دل اور کارکن شخص کی ضرورت ہے جو اون سادہ مزاج شریف آدمیوں جیسا ہو جو افسوس ہمیشہ کیلئے رخصت ہو چکے ہیں۔ اس پر آشوب پر فتن سرزمین کو ایک کم سخن اور باعزم انسان کی ضرورت ہے خواہ وہ امیر کا فرزند ہو یا خود مختار بادشاہ کا۔ اور خواہ جمہوری خیالات کا ہو مگر ایسا ہو جو حکومت کرجانتا ہو اور جہوٹ نہ بولتا ہو۔

[2] بابے — بک — بیگ — [illegible]

ملاقات کی۔ دونوں خلیق اور خوب باخبر جنٹلمین تھے۔ انکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایم رالیس کے ساتھ جو بیت قامت سا شخص جہاز پر گیا تھا۔ وہ ڈیلی ٹیلیگراف کا نامہ نگار تھا۔ اس نامہ نگار نے ہماری ملاقات اور ایم رالی کے متعلق اپنے اخبار میں خوب دلچسپ من گھڑت کہانیاں شایع کی ہیں +

اطالین مجاہدین ہمنے گاڑی پر سوار ہوکر کئی گھنٹے اتھینز کی سیر کی۔ قدیم یونان کے دلفریب یادگاروں اور خوشنما مطلع اور شفاف موسم سے خوب حظ اوٹھایا اور جو چیز قابل دید تھی سب کو دیکھا بازار تمام ملکوں کے باشندوں۔ مجاہدین اور بیقاعدہ سپاہیوں سے بھرے ہوئے تھے انہیں سے ایک بھی شکل مشابہت بہادر یا معتبر نظر نہ آتا تھا۔ فی الحقیقت اتھینز میں اسوقت تمام یورپ کا فضلہ جمع ہو رہا تھا۔ ان لوگوں میں زیادہ تر اطالین مجاہدین تھے جنمیں سے اکثر ایسے سولہ برس سے لیکر ۱۲ برس کی عمر تک کے خادم لونڈے تھے۔ گو وہ ٹوپی اور کوٹ اوسی سرخ رنگ کے پہنے ہوئے تھے جیسے چالیس برس ہوئے اٹلی کے آزاد کنندہ گیری بالڈی نے اپنے آدمیوں کی وردی کیلئے پسند کیا تھا۔ انمیں سے اکثر کے پاس ریوالور تھے اور سب محض بلاغرض و بیفایدہ صرف تعریفیں کراتے پھرنے کیلئے ادہر ادہر چکر لگاتے رہتے تھے۔ ان تمام نے اور خود سنٹی گیری بالڈی نے مجاہدین میں فی الحقیقت بہت سے یونانی ہی تھے جنہوں نے ادہر ادہر جھوٹے پھرنے کیلئے اطالین لباس پہن لیا ہوا تھا۔ رات کے وقت غیر منتظم اور بیقاعدہ (باشی بزوق) گروہ گروہ بڑے چوک میں جمع ہوکر بہت دیر تک گاتے اور چلاتے رہتے کبھی اسوقت پستول بھی چلا دیتے۔ الغرض یہ لوگ یونانی حکام کے لیے سخت وبال جان ہو رہے تھے +

فصل بستم

شاہ یونان کی سہ شنبہ کی صبح کو ساڑھے دس بجے بادشاہ کے یاور صاحب ایڈیکانگ نے خط بھیجکر مجھے بادشاہ سے ملاقات کرنے کے لیے فی الفور محل کو آنے کی درخواست کی ہم ساڑھے گیارہ بجے وہاں پہونچے اور یاور نے ہمیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ شاہ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور علی الفور نہایت دلچسپ اور خوشگوار گفتگو شروع کردی۔ بادشاہ کا قد خاصہ لنبا تقریباً پانچ فیٹ دس انچ ہے جسم چھریرا بشرہ خندہ اور اطوار شائستہ و خوشگوار ہیں شکل میں اپنی ہمشیرہ شہزادہ ویلز کی بیگم سے بہت ملتا جلتا ہے۔ انگریزی بہت

سلہ کل اقوام سے حسب تفصیل ذیل مجاہدین یونان کی مدد کو پہونچے - ۳۵۸۲ اطالین ۱۸۷ فرنچ ۶۷ - آسٹرین ۱۱ روسی ۷ سویڈش - ایک باشندہ ناروے یونان کی جانب سے الیسٹر نمبر ۲ آئے تھے۔ انکی علاوہ ممالک غیر سے یونانی قوم کے لوگ بہ تفصیل ذیل اپنے ملک کی مدد کو گئے۔ قسطنطنیہ - رومیلیا - مجمع الجزائر و قبرص اور مشرقی رومیلیا سے ۷۰۰ - صوبہ ایشیائے کوچک سے ۵۳۱ - امریکہ سے ۸۵ - آڈیسہ (جنوبی روس کا بندرگاہ) سے ۴۳۸ - رومانیا سے ۳۱۳ - اکوہ قاف سے ۹۴ - فرانس سے ۱۲ - آسٹریا سے ۳ - انگلستان سے ۱۳۱ - اٹلی سے ۲۵ - جرمنی سے ۷ - سوئیٹزرلینڈ سے ۴ - بلجیم سے ۲ - اور کلکتہ سے ۵ +

شایستہ اور باآسانی و سرعت بولتا ہے۔ کل مکالمہ کے دوران میں اوسی انگریزی میں کوئی لفظ یا محاورہ نہ سوچنا پڑا میں معمولی لباس میں گیا تھا اوسکی بابت مینے یوں معذرت کی کہ حشمت مآب کے جنگی جہازوں کی مستعدی اس کوتاہی کا باعث ہوئی یہ وجہ سنکر بادشاہ بہت محظوظ ہوا۔ شاہ نے تمام پولیٹیکل مسایل پر فوق العادت بلا تکلفی اور روانگی سے گفتگو کی۔ وہ دول کی کارروائی پر بہت ناراض تھا۔ اوسنے کہا کہ شش دول عظام یونان کی ننھی سی ریاست کے برخلاف متفق و متحد ہو رہی ہیں۔ اور یونان کے ہر فعل کی قولاً و عملاً مخالفت کرتی رہی اور کر رہی ہیں اور اونہی کا غلط فعل محاربہ کا براہ راست باعث ہوا ہے۔ وہ انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی سے بالخصوص بہت خفا تھا۔ اوسنے کہا۔ اس گورنمنٹ کی پالیسی آج کچھ اور کل اوسکے عین برعکس ہوتی ہے۔ سال گذشتہ کے ایک وقت انگریزی گورنمنٹ یونان کی بڑی خیر خواہ تھی۔ اب اوسکے ہر دعوی کی مخالف دکھائی دیتی ہے —

جب مینے عرض کیا کہ میری اپنی بڑی اور غیر منقطع پالیسی یہ ہے کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض نہ ہونے دیا جائے تو بادشاہ نے جواب دیا۔ "بیشک یہی پالیسی صحیح ہے مگر تمہاری گورنمنٹ تو ہر فعل ایسا کر رہی ہے جسکا نتیجہ اسکے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ روس قسطنطنیہ پر متصرف ہو جائے اور جلد ہو جائے۔ انگلستان اس پالیسی پر وقت ہاتھ سے نکلجانے کے بعد ضرور سخت متاسف ہوگا۔ انگلستان کو یونانیوں کی مدد کرنا واجب ہے جنوب مشرقی یورپ میں صرف وہی غیر سلیو النسل قوم ہیں" اسکے جواب میں مینے عرض کیا میری بڑی خواہش و تمنا یہ ہے کہ لڑائی کا فی الفور خاتمہ ہو جائے۔ اور ترکی و یونان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہنے کی بجائے دوست صادق ہو جائیں میں بیشک ترکوں کا بڑا ہوا خواہ ہوں مگر یونانیوں کا بھی دشمن نہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا "چند برس ہوئے میری بھی یہی پالیسی تھی میں ترکوں کا ہرگز دشمن نہیں مینے اوسوقت سلطان المعظم کو یہ ذہن نشین کرانے کی حتی الوسع کوشش کی تھی کہ ہم دونوں کیلئے رفیق صمیم ہو جانا اشد ضروری ہے مگر اوسنے میری باتوں پر کوئی توجہ نہ کی۔ سلطان روس کی مرضی و اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرنا چاہتے اور روس کی بڑی خواہش یہ ہے کہ یونان کو پامال و ذلیل دیکھے۔ اب ترکی اور یونان دونوں اس محاربہ سے اپنے آپ کو کمزور کر رہے ہیں اور اس سے روس اور سلیو اقوام کے ماسوائے اور کوئی فایدہ نہیں اٹھائیگا —:

مینے بادشاہ کو بتایا کہ یہی بعینہ میرے خیالات ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ چند معاملات کے متعلق انگریزی گورنمنٹ کی پالیسی مذبذب اور کمزور رہی ہے۔ مگر وہ متعمدانہ یونان کے مخالف نہیں۔ ترکی گورنمنٹ کو مقدونیہ پر محاربہ سے پہلے یونانی باشی بزوقوں کے حملہ آور ہونے سے سخت اشتعال پہنچا تھا:

بادشاہ نے اس دلیل کو تسلیم کیا اور کہا "سلطان کو بیشک اشتعال پہنچا۔ مگر ہم ان یورشوں کو روک نہیں سکتے تھے۔ یورش کرنیوالے باقاعدہ سپاہی نہ تھے اور تاکہ انکو ذاتی تجربہ سے ایکدفعہ معلوم ہو جائے کہ لڑائی کیا چیز ہوتی ہے یہ ضرور تھا کہ انکو روکا نہ جاتا۔ اب وہ کبھی یقیناً دوبارہ ایسا کرنیکی کوشش نہیں کرینگے" میں اس جواب کو سنکر بمشکل مسکرا

کو ضبط کرسکا گورنمنٹ کی ذمہ داری کی یہ بلاشبہ عجیب توضیح تھی۔ اس بیہودہ صداقت جو شروع ہی سے ظاہر تھی بخوبی واضح ہو گئی کہ زمانہ قدیم کیطرح اب بھی یونانی پالیسی کی عنان اہالی ایتھنز کے ہاتھ میں ہے اور بادشاہ و وزراء سے لیکر ادنی ترین اہلکار تک سب عہدہ داران زود اشتعال، جاہل و احمق اور متلون مزاج مجمع بے تمیزی سے ڈرتے رہتے ہیں۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ لڑائی فی الواقع مزید علاقہ کیلیے رعایا شور و شغب کو بند کرانیکی وقتی یا فرضی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے چھیڑی گئی تھی ایتھنز کے خود سر باشندے اب بھی ویسے ہی بے سمجھ پرجوش اور متلون مزاج اور سرچشمہ شرارت و فساد ہیں جیسے کہ دو ہزار برس ہوئے سپارٹا کی محاربوں اور فیلقوس مقدونوی کی فوجکشی کے خطرہ عظیم کے وقت تھے یہ سب کو معلوم ہے کہ اسوقت بھی انہوں نے ڈیماستھنیز کی نصیحتوں کو گورنمنٹ سے زیادہ وقعت نہ دی تھی۔ ایتھنز کے یونانی باشندے اب بھی ویسے ہی سودائی اور شرارت کے پتلے ہیں جیسے کہ پندرھویں صدی میں قسطنطنیہ کے یونانی باشندے تھے جنکو اسوقت بھی ہوش نہ آیا جب کہ ترکی توپیں اونکے شہر کے دروازوں پر گولے برسا رہی تھیں۔

مندرجہ بالا ارشاد کے بعد بادشاہ نے بیان کیا کہ کریٹ کی حالت ہمارے لیے عجب خطرناک بن رہی ہے۔ اسوقت یونان میں پندرہ ہزار کریٹی پناہ گزین بے خان و ماں اور محض قلاش موجود ہیں ان بیکسوں کی تکالیف و مصایب کو اور زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔ کریٹ میں ہمیشہ بغاوتیں ہوتی رہتی ہیں جس سے ہمیں بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے کریٹ کے متعلق کچھ نہ کچھ فیصلہ ہونا نہایت ضروری ہے میں نے التماس کیا کہ کریٹی عیسائیوں نے بھی تو اپنے مسلمان بھائیوں پر بے اندازہ ظلم کیے ہیں اور وہ بیچارے اب سب کے سب ساحلی قصبوں میں پناہ گزین ہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ تمام مصایب دول عظام کی غلطیوں کا نتیجہ ہیں اگست سنہ ۹۶ء میں بہ ضمانت دول سلطان نے جو اصلاحات منظور کی تھیں وہ نہایت مناسب تھیں بلکہ یونانیوں کی توقع سے بدرجہا بڑھکر تھیں اور اونکو اسقدر رعایتیں ملنے کی مطلقاً امید نہ تھی مگر دول کے باہمی اختلافات اور غلطیوں سے اون کی تعمیل میں توقف پڑ گیا۔ اور فتنہ خوابیدہ پھر تازہ ہو گیا۔[۱]

---

[۱] فرانس کے اخبار پیرس جرنل کے نامہ نگار مسٹر فرینکلین بویلین سے شاہ یونان نے حسب ذیل خیالات ظاہر کیے:

"مجھکو آخری ساعت تک مصالحت آمیز فیصلہ کی آرزو تھی ہز مجسٹی نے یہ بھی بیان کیا کہ بیشبہ مجھکو عام رائے کی مضطربانہ حالت سے کما حقہ واقفیت تھی لیکن عاجلانہ کارروائی یا تحریک مضر تھی۔ جو لوگ ہم پر الزام ڈالنا چاہتے ہیں یہ وہ اشخاص نہیں ہیں جو امور سلطنت کے ذمہ دار اور جوابدہ ہیں ملک کا فرض مجھ پر یہ ہے کہ لڑائی سمجھنے کیلیے بہر طور کوشش کروں میرا دل مخصوص نہیں جو تلون طبع کی وجہ سے لڑائی مول لیتے ہیں میں نے بڑے صبر و قناعت کے ساتھ اس بات کی امید میں انتظار کیا کہ دول یورپ اپنی غلطیوں کی اصلاح کرینگے میں نے فوج کو اور بیڑہ جہازات کو اوس مقام پر متعین کرنے میں ایک دن بھی ضایع نہیں کیا جہاں سے وہ اپنی خاطر خواہ کارروائی کر سکیں ہمکو اس نازک حالت پر سخت حیرت ہوئی جیسا پہلے سے کوئی وہم و گمان بھی نہ تھا ہمارے بدترین غنیم کو کبھی ایسے موزوں حالات اور سرعت کے جمع ہونیکا خیال بھی نہ ہوگا مجھے اطمینان کلی ہے کہ آیندہ ہمکو اتفاق کے ذریعہ سے قوت حاصل ہوگی۔ اور ہمارا صبر تمام دنیا کی ہمدردی حاصل کریگا۔ اگرچہ سلاطین عظام ہمارے خلاف ہیں۔ لیکن ہر شخص ہمارا ساتھ دینے کو آمادہ ہے اور ہم اس بات پر جسقدر ناز کریں زیبا ہے"

دحشمت مآب کو غالباً اون پندرہ ہزار رائفلوں اور کئی سو مفسدوں کی روانگی کا واقعہ یاد نہیں آیا ہو گا جو ۱۸۹۶ء کی آخری مہینوں میں یونان سے کریٹ بھیجے گئے تھے ورنہ سارا الزام دول عظام پر نہ لگاتے۔

بعد ازاں بادشاہ نے بہت جوشی کے ساتھ کہا "دول عظام خود جو چاہتی ہیں کرتی ہیں۔ آسٹریا نے بوسنیا اور ہرزیگوینیا پر اس حجت سے قبضہ کر لیا کہ ہرزیگوینیا میں چھوٹی سی بغاوت ہوئی تھی۔ روس نے بصربیا، قارص اور باطوم لیلیا انگلستان امن قایم کرنے مصر گیا۔ اور وہیں جم گیا۔ مزید برآن قبرس پر بھی تصرف لیا۔ فرانس کیک ترین عذرات پر ٹونس میں داخل ہو کر اوس پر قابض ہو گیا حتی کہ بلگیریا کا شہزادہ تک انگریزی قونصل کو ہمراہ لیے اپنی مرضی سے مشرقی رومیلیا میں داخل

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵) اس سوال کے جواب میں کہ یورپ کے اخبارات میں ابتک عداوت اور دشمنی پائی جاتی ہے اور اصرار کے ساتھ اونکی خواہش ہے کہ یونان پر الزام لگائیں شاہ نے کہا کہ ان نکتہ چینیوں کا کوئی اثر نہیں ہو گا ہر چند یونان کے وسائل نہایت محدود ہیں لیکن یونانی قوم صرف اونہیں شخصوں پر بھروسہ کر سکتی ہے جنہوں نے واقعات اور حالات کو روزمرہ دیکھا ہے اور جو ہمارے ساتھ بغیر کسی طرفداری کے رستبازی سے آمادہ ہیں اونہوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ یہ بھی بیان کیا۔ کیا ہم اس لڑائی کے جواب دہ ہیں۔ کیا ہمنے چھیڑ چھاڑ کی ہے؟ ایک کے مقابلہ میں بات کی مخالفت قابل غور ہے ہمارا سازی ہمارے اعتبار میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کیا ہمنے لڑائی کے چھیڑنے کی غرض سے اپنی فوج جزیرہ کریٹ میں اتاری جہاں ہمارا فرض تھا کہ اپنے اون بھائیوں کی جانوں کو محفوظ رکھیں جنکو ترک ہلاک کر رہے تھے دو جائیکہ یورپ سلطان سے صلح کی گفتگو کر رہا تھا۔ اور کیا یہ بات سرحد تھیسلی پر تھی۔ جہاں ہم سے آٹھ روز قبل ترکوں نے بھی محفوظ فوج طلب کی تھی۔ مجھکو معلوم ہے کہ سرحد پر کچھ حادثے گذر رہے تھے لیکن کیا ان چند بلوائیوں کی نقل و حرکت اعلان جنگ کے لیے کافی دوامی وجہ قرار دیجا سکتی ہے اصل فرض یہ تھا کہ اونکو سرحد سے اترنے کی اجازت نہ دیجاتی۔

شاہ نے ۱۸۹۶ء کی نقصان رسانی یونانی سرحد کا حوالہ دینے کے بعد جب ترکوں کی باقاعدہ فوج انالیبس سے تھانہ پر حملہ کیا تھا مندرجہ ذیل غمناک حالات بیان کیے۔

"اونہوں نے کہا اصل حقیقت یہ ہے کہ ہم پر بیوجہ حملہ ہوا اور راست راست یہ ہے کہ ہمیں حملہ کرنیکے لیے حکم دیا گیا تھا یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ ہم ٹرکی سے جنگ نہیں کرتے ہیں جزیرہ کریٹ کے سبب ہم میں تفرقہ نہیں ہوا بلکہ اور سازشیں ہیں جو بعد کو کھلینگی بغرض کہ تمام دول عظام ہمارے خلاف ہیں۔ اور چند قومیں تو کھلم کھلا ہماری مخالفت کر رہی ہیں۔ آپ کہینگے کہ کیوں۔ تو میں اسکی توضیح کے لیے تیار نہیں ہوں بہرحال اگر یہ جنگ کے لیے حیلہ تھے اور لڑائی نے خرد بج کیا تو یہ یورپین اتفاق کا فعل ہے۔

مشکلات کریٹ کی خاص بحث پر شاہ جارج نے کہا مجھکو ابتک کوئی دول یورپ کا منشا معلوم نہیں ہے لیکن قومی قانون کے مطابق محاصرہ قایم نہیں رہ سکتا۔ یورپین فوجیں اوس مقام پر قیام کرنیکو جہاں سے دولت عثمانیہ کو صرف رستبازی کو شکست کر رہی ہیں۔ درحقیقت وہ ہمارے دشمنوں کی مدد پر ہیں اور ہمارے مقابلہ کو پہنچیا اوٹھا رہی ہیں۔ یونان اور ترکوں کا جھگڑا اگر طے ہو جائے تو بہتر تمام مداخلت یکطرفہ عداوت کا ایک فعل ہو جائیگی بدنصیبی سے اوس نازک حالت قوم کو سکھا دیا ہے اس شرمناک قانون ایک بیکار رسالہ ہے۔ علیٰ ہذا مجبوری نو دفعتاً لڑائی کو چھیڑنا پر نہایت شرح گفتگو کی۔

(بقیہ صفحہ ۱۵۶)

ہو گیا۔ اور وہاں کے ترکی گورنر کو کان سے پکڑ کر باہر نکالدیا۔ اور ملک پر تصرف کر لیا۔ لیکن اگر یونان ایسا کمزور و غریب ملک اپنے ہم مذہب و ہم قوم کریٹیوں کو فنا ہونے سے بچانیکی کوشش کرے تو فی الفور چھوٹی طاقتیں متفق ہو کر اوسکے گلے کا ہار ہو جاتی ہیں۔" ایسی زبردست دلیل کا بھلا کیا جواب ہو سکتا ہے اسے سن کر مجھے بے اختیار یہ ایک قدیم ضرب المثل یاد آگئی "ایک آدمی تو گھوڑا چرا لیجائے اور دوسرے کو باڑہ کے اوپر سے بھی نہ دیکھنے دیا جائے"۔ پھر مینے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حالت بیشک نہایت قابل افسوس اور نازک ہے مگر جب محاربہ ایک دفعہ شروع ہو گیا تو اب یہ بحث فضول ہے کہ یہ کسطرح اور کیوں شروع ہوا بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ جسطرح ہو سکے اس مخمصہ سے جلد خلاصی کرائی جائے اور فریقین میں قابل اطمینان صلح ہو جائے۔ یہ کہکر مینے تصفیہ صلح کے متعلق اپنی تجویز بادشاہ کو سنائی۔ اوسنے تجویز مذکور کو تقریباً تمام ہا پسند اور بعض حصوں کو بہت ہی پسند کیا اوسکا خلاصہ حسب ذیل ہے

(۱) یونان ترکی کو اخراجات جنگ کے معاوضہ میں ایک معقول رقم جو کم از کم چالیس لاکھ پونڈ ہو ادا کرے۔ اور اگر کریٹ یونان کو ملجائے۔ تو یہ رقم اوسکی آمدنی سے وصول کیجائے۔ بادشاہ نے جو اس تجویز سے بہت خوش ہوا۔ کہا "معاملہ کے متعلق کوئی دقت غالباً در پیش نہیں آئیگی۔ اسپر مینے دریافت کیا۔ کیا یونان تھیسلی کی سرحد کی ایسی درستی کو جس سے پہاڑی چوٹیاں ترکوں کو ملجائیں منظور کریگا۔ اس سے ترکی قلمرو پر یونانی باشی بزوقوں یا دوسروں کی یورشوں کا آئندہ انسداد ہو جائیگا بادشاہ نے جواب دیا۔ یونانی غالباً اس درستی کو منظور نہیں کرینگے۔ کیونکہ ایک تو اس سے تھیسلی کی سلامتی ترکوں کے رحم پر منحصر ہو جائیگی۔ دوسرے ایسا کرنا عہدنامہ برلن کے نقیض ہوگا۔

مینے گذارش کیا۔ اس بات کا ذرہ بھر اندیشہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ترک کبھی یونان پر حملہ کرینگے۔ چونکہ سلطنت عثمانیہ چوطرفہ دشمنوں سے محیط ہے اور سلطان اور اوسکی گورنمنٹ محاربہ سے ڈرتے ہیں۔

(۲) بشرطیکہ یونان مسلمان باشندوں کی جان و مال کی حفاظت کے متعلق اطمینان بخش ضمانت دے ترکی اب یا کچھ عرصہ بعد کریٹ یونان کے حوالہ کردے۔ بادشاہ نے بلا تامل کہا۔ اسکا انتظام بہت اچھی طرح ہو سکتا ہے تھیسلی میں دیکھیے کہ یونانی گورنمنٹ نے وہاں کے مسلمانوں سے کیسا عمدہ برتاؤ کیا ہے (اس بیان کی صداقت میں مجھکو کوئی شبہ نہیں) مینے مشورہ دیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اونہوں نے کہا یورپ کو بہت جلد یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ ہمکو لڑائی میں کمیل بنکر سے کوئی مسئلہ روکا اور قید کا قائم نہ رہیگا تم بہت جلد دیکھوگے کہ ہمارا بیڑہ جہازات ایک بہت بڑی کارروائی کیلئے طلب کیا گیا ہے کیا تھیسلی اور ایپرس ہی تک جنگی کارروائیاں محدود ہونگی ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے پر بھروسہ کر سکتے ہیں لیکن ہم اور ہتھیاروں سے بھی فایدہ اوٹھا سکتے ہیں جو ہمکو مفوض ہو سکتے ہیں ہم میں کافی ہمت موجود ہے۔ اور ہم اپنے حقوق کا تحفظ بخوبی کر سکتے ہیں ہمارا خیال ہے کہ ہم تمام دنیا کے مقابلہ میں تنہا ہیں یہانتک کہ فرانس بھی ہمسے بالکل علیحدہ ہے تم کہتے ہو کہ یورپ قبل اوس طوفان کے نمودار ہونیکے جسکا وہ بانی ہے بیچ میں آئیگا لیکن مجھے بخوبی معلوم ہے کہ وہ ایک طولانی اور خونریز جنگ کیلئے نہایت بیقرار ہے اگرچہ بدقسمتی سے بہت دیر ہو گئی ہے لیکن ہمکو آئندہ انصاف پر یقین رکھنا چاہیے کریٹ کے معاملہ میں حق اور انسانیت کے خلاف ایک بہت بڑا جرم سرزد ہوا ہے اور اسکی گوشمالی شروع ہو گئی ہے ۔

کہ اگر یہ تجویز منظور ہو جائے تو شاید یہ مناسب ہو کہ مسلمانوں کو جزیرہ کے ایک کونہ میں لیجا آباد کر دیا جائے اور کچھ عرصہ کیلئے اونکی حفاظت کے واسطے کچھ یوروپین فوج مامور رکھی جائے۔ بادشاہ نے کہا "اسکی کچھ ضرورت نہیں ہوگی مسلمانوں کا جان و مال یونانی گورنمنٹ کے زیر سایہ بالکل محفوظ و مصئون ہوگا۔

(۳) ٹرکی اور یونان میں عام مدافعانہ اتحاد ہو جائے۔ بالخصوص ایسی سلطنت کے برخلاف جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہو بادشاہ نے کہا "میں ہمیشہ ٹرکی سے دوستانہ اتحاد رکھنے کا خواہشمند رہا ہوں۔ مگر سردست اوس کدورت کیوجہ سے جو محاربہ کی بدولت پیدا ہوگئی ہے۔ ایسا اتحاد مشکل ہو سکیگا تاہم اس مسئلہ پر میں قطعی طور سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اسکا تصفیہ میرے وزرا پر منحصر ہے۔ سب سے مقدم اور اہم یہ امر ہے کہ یونان کو حتی الامکان ذلت سے محفوظ رکھا جائے۔

میں نے ان تجویزوں کو پھر دوہرا کر بیان کیا کہ سب سے بڑی مشکل یہ ہوگی کہ صلح کی شرائط کا تصفیہ کیونکر ہو کیونکہ بعض دول عظام یونان کی مخالف ہیں۔ اور روس کریٹ کا یونان کو دیا جانا یقیناً منظور نہیں کریگا۔ بادشاہ نے اس سے اتفاق کر کے روس کی مخاصمت کے متعلق بڑی سختی سے گفتگو کی۔ بادشاہ نے میری اس تجویز سے بھی اتفاق کیا کہ وہ براہ راست پرائیوٹ طور پر سلطان سے صلح کی شرائط کا تصفیہ کرے۔ اور پھر ان شرائط کو انگریزی گورنمنٹ کے روبرو پیش کرے تاکہ اگر وہ انہیں پسند کرے تو پھر انگلستان اون کو کل دول عظام کے روبرو اس طرح سے پیش کرے کہ گویا وہ خود اونکا تجویز ہے۔ جب بادشاہ نے اس سے اتفاق کر لیا تو میں نے کہا کہ اگر دول عظام بالخصوص روس اور جرمنی نے مخالفت کی تو جرمنی کو یقیناً موافق کر لیا جا سکیگا۔

بادشاہ نے کہا "نہیں جرمنی یونان کے بہت مخالف ہیں۔ اور اوس سے نپٹنا بہت مشکل ہوگا" میں نے عرض کیا کہ جرمنی کو یونان سے کوئی ذاتی عناد نہیں جرمن قیصر کو قانون بین الاقوام اور انصاف متمدنہ کی حرمت کا بہت پاس رہتا ہے یہ امر ڈرانسوال کی یورش سے ظاہر ہو چکا ہے جب قیصر نے سخت ناخفگی کا اظہار کیا تھا قیصر ایسے معاملات میں نہایت سخت ہیں۔ وہ اصول کا پابند ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ عموماً درستی پر ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کریٹ کا جائز بادشاہ ہی شرائط صلح کو مان لے تو جرمن قیصر باغلب وجوہ اون شرائط کو بلا تامل تسلیم کریگا۔

یہ فراموش نہ کیا جائے کہ بادشاہ یونان نے میری تجویز کو بحیثیت مجموعی پسند کیا تھا یہ نہیں کہ اوسکی جزو جزو سے علیحدہ علیحدہ اُسنے اتفاق کیا تھا۔ پس یہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہوگا کہ حشمت مآب نے بلا ... دل کریٹ تاوان جنگ کی رقم کثیر ادا کرنا منظور کر لیا تھا یہ رقم اس شرط سے مشروط تھی۔ بادشاہ کے لفظوں سے یہ بھی پایا جاتا تھا کہ ... لینے پر وہ تھیسلی کی سرحد کی درستی کو بھی منظور کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ شرائط صلح کے متعلق جب گفتگو ختم ہو چکی تو میں نے عرض کیا کہ میرا ارادہ ہے کہ قسطنطنیہ جا کر سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہوں اور دونوں ملکوں میں باعزت شرائط پر صلح کرانے کی حتی الامکان کوشش کروں۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کے خیالات سے سلطان کو آگاہ کر دوں۔ بادشاہ نے جواب دیا "تمہیں پوری اجازت ہے کہ سلطان۔ یا جسکو چاہو میرے خیالات سے مطلع کر دو"۔

رخصت ہونیسے پہلے بادشاہ ذ ایلیس سے اوسکی مشاہدہ و تجربہ کے متعلق کئی سوال کیے۔ اور پھر کہا "مجھے امید ہے تم نے کسی یونانی کو ہلاک نہ کیا ہوگا" آلیس نے اسکا نہایت متانت سے جواب دیا۔ اوسنے کہا "صاحب میں غیر مصاف کنندہ ہوں" ہمنے بعد میں سنا کہ یونانیوں میں یہ عام چرچا تھا کہ ہم بطور خود کہیں کہیں لڑائی کرتے رہے تھے۔ چونکہ یونانیونکا یہ عام شعار رہا تھا کہ غیر مصافی بھی مشغول پیکار ہوجاتے تھے۔ اونہوں نے ہمکو بھی اپنے دلمیں ایسا قیاس کرلیا ہوگا۔ ایلیس کی بندوق سے متواتر فایر کرنیوالے رائفل سے غالباً اس خیال کو اور تقویت ہوگئی ہوگی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ وہ محض بے بنیاد تھا۔ اس رائفل کو جس یونانی نے دیکھا عش عش کر اوٹھا۔

جبتک میں بادشاہ سے باتیں کرتا رہا حشمت مآب کا یاور آلیس کو ترکی مظالم کی غضب انگیز داستانیں سناتا رہا۔ مگر چونکہ اوسکا حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا۔ اوسپر کچھ اثر نہ ہوا۔ بادشاہ کی باتوں سے ہی نہیں بلکہ جتنے یونانیوں سے میری ملاقات ہوئی سب کی گفتگو سے یہ مترشح ہورہا تھا کہ وہ روس کو سخت اشتباہ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ جن لوگوں کی یہ رائے ہے کہ روس نے یونانی گورنمنٹ کو پہلے درپردہ اکسا کر پھر اپنا دامن کھینچ لیا وہ کسیقدر ضرور درستی پر ہیں۔ یونان کا ایسے زبردست دشمن سے یوں جنگ چھیڑ لینا صریح دیوانگی تھی اور عقل باور نہیں کر سکتی کہ جبتک اوسے درپردہ کوئی زبردست برانگیخت نہ ملی ہو وہ ایسا دیوانہ ہوگیا تھا کہ خود بخود کسیکی تحریک کے بغیر میدان جنگ میں کود پڑتا۔

فصل بست و یکم (۲۱)

قسطنطنیہ کو شاہ سے ملاقات کرنیکے بعد ہمنے سلطان المعظم کی خدمت میں حاضر ہونے اور جلالتمآب کو شاہ کے خیالات و ارادوں سے مطلع کرنیکے لیے سیدھا قسطنطنیہ جانیکا عزم کیا۔ ہم ایتھنز سے شنبہ کی سہپہر کو ایک اطالین سٹیمر پر قسطنطنیہ کو روانہ ہوئے مہمان نواز مسٹر ایجرٹن[1] جبتک ہم اوسکے پاس رہے۔ کمال مہربانی سے پیش آیا۔ مسٹر لویسن گوور اور مسٹر سیکسن بھی شفقت سے پیش آتے رہے۔ ایلیا ہمارے ساتھ آیا۔ اوسے سمجھا دیا گیا تھا کہ پائریس میں ترکی ٹوپی نہ پہنے وہاں کے باشندے بہت بیقابو ہورہے ہیں۔ چنانچہ اوسنے سفارتخانہ کے دربان سے چھوٹی فرنگیانہ ٹوپی مستعار لی اور اوسے وہ جبتک پہنے رہا بہت بیچین رہا۔ آرچر ایلس نے گو یہ کہا تھا کہ ایلیا ترکی ملازم ہونیکی وجہ سے جائز اسیر ہے مگر اوسنے اسمعاملہ پر زور نہ دیا۔ اور ہماری سفارش قبول کرکے اوسے ہمارے ساتھ سفارتخانے چلا آنے دیا۔ جب وہ ایک دفعہ وہاں پہونچگیا تو پھر

[1] یہ اب سرہیں۔ پورا نام سر ایڈون ایچ ایجرٹن کے سی، بی ہے۔ اونکو تین ہزار پانسو پونڈ سالانہ تنخواہ ملتی ہے۔ مسٹر گوور سفارت کے سکرٹری ہیں۔ انکی سالانہ تنخواہ پانسو پونڈ ہے۔ مسٹر مرکن نائب قونصل ہیں۔ انکی تنخواہ دو سو پونڈ سالانہ ہے۔

اوسکے لیے کوئی خطرہ نہ رہگیا۔ وہ دو دن ہماری ساتھ سفارتخانہ میں رہا جہاں اوسکی خوب خاطر تواضع کی گئی۔ اوسکا بیان تھا کہ مدت العمر میں اس سے پہلے ایسا آرام نصیب نہ ہوا تھا یہی ہماری رائے تھی۔ کیونکہ سفیر کے باورچیخانہ کا انتظام اور تکلفات فی الواقع قابل تعریف تھی؛

بحیرہ مجمع الجزائر کی سمیر پر ہمیں اسایش بخش کمرے ملا اوسپر مسافر تھوڑے سے تھے۔ ایلیا نے سمندر کے یونانی حصّہ سے باہر نکلتے ہی پھر اپنی وردی اور ٹوپی پہن لی اور ایسا خوبصورت و بانکا جوان بن گیا کہ اطالین افسر اور اہل جہاز دیکھکر دنگ رہگئے۔ غیر قومی لباس اوسے بالکل نہ سجتا تھا۔ وردی میں اوسکا قد پورا تین انچ زیادہ نظر آتا تھا۔ نیلگون بحیرہ مجمع الجزائر میں سفر بڑی کیفیت سے کٹا۔ جہاز کئی جزیروں کے پاس گذرا یہ وہی جزیرے تھے جنکو فتح نہ کرنیکا الزام یونانی بیڑہ پر لگایا جا رہا تھا۔ جتنے جزیرے ہمنے دیکھے اُن میں آبادی کی علامتیں بہت کم دکھائی دیں۔ بنا برین وہ فتح کی تکلیف اور دردسر کا کبھی کافی معاوضہ نہ ہو سکتے تھے۔ ایلیس جہاز پر کوٹ رائفل سے چاندماری کرتا رہا جسمیں جہاز کا کپتان اور افسر اور کئی یونانی طلبا بھی شریک ہوئے۔ نشانہ سنگتروں۔ بوتلوں اور ڈبل روٹیوں کو بنایا گیا جو دھاگے سے پچاس گز کے فاصلہ پر دنبالہ کیطرف آویزاں کیگئے جہاز کی حرکت گردش کے باوجود چند نے حیرت انگیز قادر اندازی دکھائی۔ سب سے بڑھکر ایک یونانی طالب علم ہی بہت اچھا رہا۔ وہ انگریزی بول سکتا تھا اور قسطنطنیہ کے امریکن کالج (موسومہ) رابرٹ کالج کا تعلیم یافتہ تھا۔ میرا خیال ہے وہ جہاز کے لیے تھیسلی گیا تھا۔ مگر اپنے ہموطنوں کو قابل ستائش نہ پانے کی وجہ سے اون سے متنفر ہو کر اب قسطنطنیہ کو واپس جا رہا تھا؛

دار دنیلز کا ڈار ڈنیلز ہم اتوار کی دوپہر کو پہونچے۔ اور اس مشہور آبنائے سے ہمارے جہاز نے آہستگی گذرنا شروع کیا آبنائے فی الواقعہ نہایت استحکام کے ساتھ قلعہ بند اور محفوظ ہی اور اُسکی دونوں طرفوں پر توپیں ہی توپیں نظر آتی تھیں ہر اہم نا پر بڑی بڑی کروپ توپیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے تک تمام ڈھلوانوں اور کرارونپر (مورچوں کی) بیشمار شگافوں میں سے چھوٹی چھوٹی توپیں دکھائی دے رہی تھیں۔ میری خیال میں اس تاریخی آبنائے سے جو بحیرہ مجمع الجزائر کو بحیرہ مارمورا سے ملاتی ہے جبرًا گذرنا اور جنوب کیطرف سے قسطنطنیہ پہونچنا تقریبًا ناممکن ہے۔ ایک بلند مرتبت انگریز مدبر نے جنوری ۱۸۹۷ء میں مجھسے ذکر کیا تھا کہ اعلی انگریزی بحری افسروں کی رائے ہے کہ ڈار ڈنیلز سے بالجبر گذرا جا سکتا ہے۔ مگر جو بیڑہ ایسا کرنیکی کوشش کرے اُسکا نصف حصہ ضرور اس کوشش میں ضایع ہو جائیگا میری رائے میں بشرطیکہ ترک گولنداز بالکل ہی نکمے نہ ہوں۔ پارہ اول درجہ کے مصافی آہن پوشوں سے چار جہاز بھی شاید ہی آبنائے سے سلامت گذر سکیں انگلستان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ قسطنطنیہ پر حملہ کرنیکی تجویز جسے سر فلپ کری نے ۱۸۹۵ء کے موسم خزاں (دسمبر۔ اکتوبر۔ و نومبر) میں پیش کیا تھا عمل نہ کیا گیا۔ گو عمل کر گذرنے میں تھوڑی ہی باقی کسر رہگئی تھی؛

ترکی بیڑہ کو یہاں کل سفر میں اب پہلی مرتبہ ہمنے ترکی بیڑہ کا مشاہدہ کیا۔ وہ دو حصوں میں ڈار ڈنیلز کے اندر لنگر انداز

تھا۔ ایک حصہ بمقام کولیتی اور دوسرا جو نسبتاً بڑا تھا چناق قلعہ کے سامنے کھڑا تھا۔ بیڑہ کے مصافی جہاز بہانے بیڑہ کے
جہازات ہر قلیس اور بچوں کی طرح بہت پرانی طرز کے کلان و طویل جہاز تھے۔ اونکی زرہ اگرچہ پتلی۔ انجن کہنہ اور توپیں تقریباً متروک
الاستعمال قسم کی تھیں۔ تاہم اون کی شکل شباہت خاصی مہیب اور وہ چست و چالاک اور آراستہ معلوم ہوتے تھے۔ بہرحال ان
جہازوں میں ابھی تک کافی عمدہ مصالح و مواد موجود ہے۔ وہ ایسے پندرہ بیس برس پیشتر نہایت کارآمد جہاز تھے۔ اگر اون کی
مرمت کیجائے اور نئے انجن اور نئی توپیں چڑھائی جائیں تو وہ اب بھی دوم درجہ کے خاصے مصافی جہاز بن سکتے ہیں ان کے متعلق ہمیں
سب سے عجیب چیز یہ دکھائی دی کہ ان پر ملاح اور بحری سپاہی بکثرت موجود تھے۔ اونکی چھتیں پاکیزہ لباس فیس پوش آدمیوں سے
جنہیں متعدی کے ساتھ قواعد کرائی جا رہی تھی بھری ہوئی تھیں قسطنطنیہ میں بھی قابل مبصروں اور شاہدوں نے یقین دلایا
کہ ان کہنہ و سالخوردہ اور تقریباً بلا انجن آہن پوشوں کو گولڈن ہارن سے جو ہر وقت کشتیوں اور تجارتی جہازوں سے لبریز رہتی
ہے اور نیز اوس تیز و تند دہانے سے جو محلسرا کے گوشہ سے ٹکراتا ہوا گذرتا ہے نکالتے وقت واقعی حیرت انگیز ملاحانہ قابلیت دکھائی گئی
تھی۔ ان معمر و بزرگ پہلوانوں کو بیس سالہ راحت و آسایش کے بعد اپنی جگہ سے متحرک و منتقل کرنے کیلئے کسی ٹگ بوٹ کھینچنے والے جہاز
یا تجارتی سٹیمروں سے مدد نہ لیگئی۔ اور صرف ایک آہن کا "گولڈن ہارن" کے پل سے گذرتے وقت اوس سے یونہی ذرا سا مس
ہوا اس واقعہ پر اخبارات کے سگ صفت نامہ نگاران متعینہ قسطنطنیہ نے خوب حاشیئے چڑھائے اور اپنی طبیعتوں کی جولانیاں
دکھائیں۔ ان بزرگواروں نے ہمیشہ ترکوں کا مضحکہ اڑانے کے لیے کسی خفیف واقعہ اور بہانہ کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ کیونکہ
ان کو خیال ہے ترکون کی فضیحتہ کی خبریں انگلستان والوں کو بہت پسندیدہ و مرغوب ہیں۔ ان نامہ نگاروں کی بیجا ہنسی سے
قطع نظر کرکے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ ترکی ملاحوں نے ان کہنہ و نیم بوسیدہ قلعوں کو کسطرح کے حادثہ
کے بغیر گولڈن ہارن سے با امن و امان باہر نکال لیجانے میں قابل تعریف اور حیرت انگیز کارگذاری دکھائی۔ ترک ہر زمانہ میں اسبات کا کافی
ثبوت دیچکے ہیں کہ عمدہ ملاح و جہازران بننے کی اونمیں پوری قابلیت موجود ہے۔ نوآرینو کی لڑائی میں وہ چار قوموں کے ساتھ جنگی جہاز
اونکے جہازوں سے بدرجہا زیادہ تھے۔ ایسے لڑے کہ کل دنیا اب تک مداح ہے۔ اکثر اہل جہاز اپنے جہازوں کے ساتھ ہلاک ہوگئے اور بھاگنے کا نام
نہ لیا ۱۸۷۷ء میں ڈینیوب پر ترکی اگن بوٹوں نے بہت عمدہ کام دیا اور اگر کبھی یونانیوں سے بھی ترکوں کا سمندر پر ایسی صورت
میں مقابلہ ہوا۔ کہ دونوں کا بیڑہ تقریباً یکساں ہو تو اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ترک ملاح ویسی ہی عمدہ کارگذاری دکھائیں گے
جیسی کہ اونکے رفیق بری سپاہیوں نے تھسلی میں دکھائی ہے۔

ملکہ مرصا کے
ہم قسطنطنیہ ۱ مئی دو شنبہ کی صبح کو لاریسہ سے روانہ ہوئے پورے سات دن بعد ہمیں یہ ہفتہ عجیب سبق بخش اور
سانحہ خیز گذرا۔ اسمیں ہمیں اتنا تجربہ ہوا جو پہلے کئی برسوں میں بھی نہ ہوا تھا۔ اس مئی کی صبح کو سمندر سے ہمیں قسطنطنیہ
کا جو پہلا نظارہ ہوا۔ دلفریبی میں اوس سے بڑھکر دنیا میں کوئی نظارا نہیں ہوسکتا۔ سورج ابھی طلوع ہونا شروع ہی ہوا تھا
اور افق پر روشنی کے سنہری خطوط نمود   ہوئے ہی تھے۔ پرنکاپو کا خوشنما جزیرہ مع متعلقہ جزائر ہمارے دائیں ہاتھ تھا جزائر

مرغزادگان سے پر ہے اون کے عقب میں ایشیائے کوچک کی نیلگون پہاڑیاں اولمپس (کشیش طاغ) اور اسکی شاخیں بروصہ کے اردگرد اور بحیرہ مارمورا کے مشرقی ساحل پر حاشیہ کیطرح پھیلی ہوئی تہیں ہمارے سامنے مینار و برج اور استنبول کی تمام مختلف الانواع فرحت بخش مکانات اور نظارے جن سے آنکھوں کو جان فزا سرور پہنچتا ہے کہڑے تھے - باسفرس (بوغاز) نہایت ہی سیاہ تنگنائی کی شکل میں دکھائی دیرہی تھی جسکے دائیں ہاتھ سکوتری (اسکدار) کے درخشاں بنگلے اور کنارا سرسبز صنوبروں کے جھنڈ - اور ہمارے بہادر مقتولین (محاربہ کریمیا) کا قبرستان اور بائیں ہاتھ استنبول اور پیرا دیکہ ادغلی اتھے - یہ وہ جگہ ہے جہاں یورپ اور ایشیا ملتے ہیں - فوجی طاقت کے اظہار تجارت اور پولٹیکل جبروت و نفوذ سیاسی کیلئے دنیا بہر میں اس سے عمدہ کوئی موقعہ نہیں قسطنطنیہ ملکہ عمارہ دو بر عظموں کی کلید اور وہ در بے بہا ہے جسکے قبضہ کیلئے اقوام عظیمہ صدیوں تک جد وجہد کرتی رہی ہیں ہمارے سامنے تھا اس بےنظیر نظارے کے حسن جلال کی کیفیت بیان کرنے سے فی الحقیقت الفاظ قاصر ہیں جس شخص نے اسے دیکہا نہیں وہ اوسکی دلفریبی اور شان و شوکت کا کبھی عالم تصور میں اندازہ نہیں کرسکتا اور جنہوں نے اُسے دیکھا ہے وہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں سلطنتیں اوسکے لئے کٹی مرتی ہیں اور فاتح کے لیے اوسکا قبضہ اور مغلوب کیلئے اسکا کھو دینا کیا معنی رکھتا ہے جب ہم زیادہ قریب پہونچے تو ہمیں عمارات کا سلسلہ جو لگاتار باسفرس سے سین سٹی فانو تک ساحل بحر کے کنارہ کنارہ چلا گیا ہے پورا پورا نظر آنے لگ گیا پرانی دیوسار فصیلیں جو ابالم شکستگی بھی عجیب شاندار ہیں مشہور قلعہ ہفت برج - اور سلطان احمد کی لطیف و بےنظیر جامع مسجد اور اوسکے حیرت انگیز چھ مینارے ہمارے سامنے صاف صاف نظر آرہے تھے اس مسجد کا بیرونی نظارہ جامع ایا صوفیا سے بھی زیادہ موثر ہے - آخر جہاز خود یا سفر میں داخل ہو گیا اور استنبول کی مشرقی جہت سر عسکرت مساجد کے مینار و گنبدوں اور لطیف و بےنظیر بغداد کوشک کے پاس سے جو حسین ہمارے زیر نظر تھے گذرتا ہوا آگے بڑھ گیا - باسفرس میں داخل ہوتے ہی یکبارگی اوسکا تمام جاہ و جلال ہمارے سامنے نمودار ہو گیا سنگ مرمر کے محل جو دورویہ کنارہ آب تک بنے ہوئے ہیں - یورپ و ایشیا کی پہاڑیوں کی ڈھلوانوں پر خوشنما بنگلے اور قلعہ پیرا کی سر بفلک بلند بالیں اور غلاطہ کا مینار دیدبانی جو ان پہاڑیوں سے بھی اوپر سر نکالے ہوئے ہے - یہ سب نظارے یکلخت آنکھوں کے سامنے ہویدا ہو گئے تہوڑی دیر بعد گولڈن ہارن (خلیج) بھی دکھائی دینے لگ گئی جو جہازوں اور قایقوں سے بھری ہوئی تھی - اور جسکے پل پر تل دھرنے کی جگہ دکھائی نہ دیتی تھی - قایقیں اور کشتیاں جن میں سے اکثر برقع پوش مخدرات سوار تھیں - اور پاکیزہ لباس ملاح اونکو چلا رہے تھے - ادہر اودہر ہر طرف تیر نگاہ کیطرح دوڑی جاتی تھیں - صرف ایک گوشہ محلسرا (سرای بیرونی) کا نظارہ ہی ایسا جانفزا و دلفریب اور خوشگوار ہے کہ صنعت و قدرت کی مخلوط صناعی و کاریگری کے ویسے بہت کم نمونے چشم انسانی کو دیکھنے نصیب ہو سکتے ہیں - گوشہ کے پیچھے اٹھے پرانا محل اور اوسکی خوشنما عمارتیں جو آپس میں خلط ملط ہیں بتدریج اٹھتی چلی گئی ہیں اور اون کے بیچ [illegible] خوشنما گنبد مینار اور برج کہڑے ہیں - میں چاہتا ہوں کہ وہ احمق یا ناعاقبت اندیش انگریز جو اس بات پر رضامند ہیں کہ بیشک روس قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے - ایک دفعہ اپنی آنکھوں سے اس شہر کی خوبصورتی اور نیز استحکام وضع و قدرتی کو دیکھیں تب [illegible] ہرگز نہیں معلوم ہو جائیگا کہ فاتح سلطنت کی فوجی بحری اور پولیٹکل طاقت میں

اس کے قبضہ سے کیسا حیرت انگیز اضافہ یقیناً ہو سکتا ہے ::

قسطنطنیہ کی قدر و منزلت

قسطنطنیہ کی بدرجہ غایت اہمیت اور اوسکے بے نظیر محل و توع کی وجہ سے ٹرکی کی حیات و ممات کا مسئلہ کل یوروپ اور سب سے بڑھکر انگلستان کے لیے جو ایک عظیم مشرقی سلطنت ہے نہایت ہی اہم اور گرانوزن ہے۔ انگلستان میں اس جاہلانہ اور پاگلانہ بکواس کی کچھ کمی نہیں ہے کہ ہم قسطنطنیہ پر روس کو قبضہ کر لینے دیں مشرقی مسئلہ کا تصفیہ بسہولت ہو سکتا ہے لیکن ایسی دیوانہ حرکت سے مسئلہ مذکور کا تصفیہ تو خاک نہیں ہوگا۔ البتہ روس کو ایک ناقابل تسخیر موقعہ اور بحیرہ روم اور کل مشرق کو زیر اور تابع فرمان بنانے کیلئے ایک نہایت ہی زبردست اور ناقابل اندفاع آلہ ملجائیگا یہ پالیسی ویسی ہی احمقانہ ہوگی جیسی کہ زمانہ قدیم کی ڈنمارک کی مجلس وزرا کی تھی اس سے دشمن کی آتش حرص کو اور تیز کرنے اور اوسکے مطالبات میں روز افزوں اضافہ کرانے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلسکتا ::

قسطنطنیہ کی فوجی و بحری اہمیت

قسطنطنیہ دنیا بھر میں نہایت ہی اہم جنگی و تجارتی موقعہ ملکہ امصار اور دو بر اعظموں کی مفتاح ہے جنگی و بحری حصن حصین کے لحاظ سے دنیا میں اور کوئی موقعہ اوسکی ہمسری نہیں کر سکتا۔ روما کی تسخیر و زوال کے بعد مشرقی رومن سلطنت ایکہزار برس تک صرف قسطنطنیہ کے ناقابل تسخیر طبعی استحکام کی وجہ سے ہی قایم و زندہ رہی تھی نپولین اعظم کا قول تھا کہ جس دولت عظیمہ کے پاس قسطنطنیہ ہو وہ کل دنیا کی مالک ہوگی۔ اگر قسطنطنیہ اور آبنائے دونوں روس کے تصرف میں چلی جائیں تو وہاں جتنی بڑی نیوی چاہے تیار کر سکیگا اور پھر جسوقت چاہے ناگہاں وہانسے بحیرہ روم میں داخل ہو کر ہماری تجارت کو بحیرہ مذکور میں غارت کر سکیگا اور مصر اور نہر سویز پر قابض ہو سکیگا۔ بحیرہ اسود میں اسوقت بھی روس کے پاس چھ مصافی آہن پوش ہیں اگر وہ آبنائے باسفرس و ڈارڈنیلز سے گذر سکیں تو فرانس کے سترہ مصافی جہازوں سے جو بحیرہ روم میں موجود ہیں ملکر اب بھی ہمارے بحری دستہ بحیرہ روم سے جسمیں بارہ مصافی جہاز ہیں روس و فرانس کے بیڑے طاقت میں بہت بڑھ جاتے ہیں لیکن اگر روس قسطنطنیہ پر قابض ہو جائے اور وہاں سب طرف کے حملوں سے محفوظ و مصئون بیس مصافی آہن پوش جمع کرلے تو بتاؤ اوسوقت ہماری بحری طاقت کا کیا حشر ہوگا؟ باوجودیکہ قسطنطنیہ اوس کے پاس نہیں۔ روس نے اب بھی آیندہ دس سالوں میں اپنے بیڑہ کو بڑہانے کیلئے خطیر رقمیں خرچ کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے ––

مزید بران ترکی دار الخلافہ کے قبضہ سے سلطنت عثمانیہ کی تمام فوجی طاقت جسمیں دنیا بھر کو سپاہیوں سے زیادہ شجاع اور ثابت قدم جانباز ہیں روس کے تصرف میں چلی جائیگی۔ پھر جب روس کا اقتدار بحیرہ روم پر قایم ہوگیا اوسنے اپنی فوجیں جو اب بھی شمار میں ساڑھے سات لاکھ ہیں عثمانیہ جوانمردان جانباز ازاد کرلیے اور مذہب اسلام کے مقتدا خلیفۃ المسلمین کو اپنے قابو میں کرلیا تو بتاؤ ہم ہندوستان پر کیا زیادہ عرصہ قابض رہ سکیں گے؟ ہندوستان میں چھ کروڑ سے زیادہ مسلمان ہیں جو ملکہ معظمہ کی رعایا میں شجاع ترین اور مضبوط ترین لوگ ہیں اگر ہم قسطنطنیہ کو زار کے تصرف میں چلا جانے دیں تو بتاؤ ان مسلمانوں اور نیز امیر افغانستان

پر کیا اخیر تک - یہ جو کہم ایسی شدید اوس پالیسی کی خلاف ایسی یقینی اور ایسے ہیبت ہیں کہ جاہلترین یا نہایت متعصب ایندہ ہولو کے سوار اور کوئی شخص یہہ صلاح کبہی نہیں دیسکتا کہ روس کو قسطنطنیہ پر قابض ہوجانے دیا جائے -

یہ سمجہ میں آنا مشکل ہے کہ کسطرح کوئی ذی وجاہت اور خود و ار ممبر پارلیمنٹ اپنی جگہہ پر کہڑا ہوکر ایکطرف تو یہ کہے کہ محض گورنمنٹ کی کارروائی کیوجہ سے ہم (یعنی انگلستان) ارمنوں کی حفاظت نہیں کرسکے - اور پہر دوسرے ہی لمحہ یہ کہے کہ ہم روس کو بحیرہ روم میں کوئی بندر بطور رشوت بیش کرکے اوسے آرمینیا میں داخل اور اوسپر متصرف ہونیکی ترغیب دیں یہہ اجتماع ضدین محال نظر آتا ہے اور عقل کبہی باور نہیں کرسکتی کہ ایکہی انسان اسکا مرتکب ہوسکتا ہے - لیکن ۱۸۹۶ء دار العوام میں ایسا واقعہ گذر چکا ہے اس زمانہ میں کئی انیگلو ارمنی محرکین اور یونٹن کنفرمسٹ فریق کے لوگ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر دیوانہ وار یہہ زور ڈال رہے تہے کہ روس کو تیم ارمنی صوبجات پر قابض ہو کر اونکا انتظام کرنیکی دعوت کیجائے یعنی بالفاظ دیگر وہ اس بات کی تاکید کر رہی تہی کہ انگلستان اوسی ظالم وجابر سلطنت کو جو عرصہ دراز سے باستقلال میں موثر اصلاحات کی ترویج کی مزاحمت کرتی رہی ہے بعینہ اوسی کام کی تکمیل کی دعوت کرے جسکی تعمیل میں وہ ابتک نہایت کامیابی کے ساتھ مزاحم ہوتی رہی ہے - ہمارے انیگلو ارمنی مجنون عملی طور پر گویا روس کو اون تمام تو قتلوں کے صلہ میں جنکا وہ باعث ہوا ہے اور جان ومال کے اون نقصانات کے انعام میں جو اوسکی رکاوٹوں سے وقوع میں آئے ٹرکی کے نیم ارمنی صوبجات دلانے کے خواہاں تہے - کیا کبہی ایسا تضاد نہیں - بلکہ ایسی ریاکاری پہلے بہی کبہی کسی نے دیکہی یا سنی ہے ؟ :- فقط

دوسرا حصہ تمام ہوا ؛

مطبوعہ مطبع حمیدیہ پریس ـــــــ لاہور
وقف اخبار وطن

اشتہار

اگر آپ موجودہ زمانہ کے طرق جدال و قتال کو سمجھنے اور جنگ کی خبروں سے پورا پورا حظ اٹھانے کے خواہشمند ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں کہ اسلامی دنیا کے خالد ثانی غازی **عثمان پاشا** مرحوم شیر پلیونا کے کارناموں سے پوری واقفیت حاصل کی جائے۔ تو کتاب **محاربات پلیونا** مطالعہ فرمائیے۔

یہ تین حصوں میں منقسم ہے۔ قیمت فی حصہ ایک روپیہ ایک آنہ ہے۔
درخواست بنام منیجر اخبار وطن۔ دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور

واسلامی معاملات کے علاوہ فوجی و تجارتی تعلیمی و صنعتی

اخبار وطن لاہور

دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور سے اس قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے کم جنوری سنہ ۱۹۰۱ع سے شائع ہوا ہے۔ جس کے پرزور آرٹیکلوں مفید مشوروں اور ان مشوروں کی کامیابی نے ملک کے نامی گرامی قدردانوں اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ دنیا بھر کی ضروری اور دلچسپ خبروں کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہنچانے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔ اسکی طرز تحریر، آزادی، سچی ہمدردی اور اعلےٰ درجہ کے لٹریچر نے ثابت کر دیا ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو ہماری دنیا میں لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے اسکی اشاعت کے مقاصد یہ ہیں:۔

جو امور ملک اور قوم کی تمدنی۔ اخلاقی حالت کی اصلاح اور ان کو ممتاز و معزز اقوام

وحمالک کے ہم پلہ بنانے مین ممد ہون۔ اون کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے۔
اور حاکم و محکوم کے ان تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی
رعایا پروری کے اصل الاصول ہین۔ اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات
اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین عرض کرے۔ اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو
انتظام ملک کے متعلق ہے۔ اس سے رعایا کو آگاہ کرے۔ اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے
عمل مین آئین۔ ان کے اظہار مین متانت شایستگی اور آزادی کے ساتھہ ایسا طریق
عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا باعث ہو علاوہ برین
فوجی۔ زرعی۔ تجارتی و صنعتی معلومات مفیدہ و ضروریہ کا بہم پہونچانا اسکا اہم فرض
ہوگا۔ جس کے لئے اب تک کل ملک مین کسیطرح کا انتظام موجود نہین۔ اور بالخصوص
اسکا فرض اہم ہوگا۔ کہ کل اہل وطن ہندو مسلمانون۔ عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام مین
اتفاق قائم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے کو پہونچ رہے
ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے ٭

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیئے	۸ شلنگ	۴ شلنگ
امرا سے	[illegible]	[illegible]
دیگر معاونین سے	[illegible]	[illegible]
کم استطاعت طلبا سے بشرط تصدیق		[illegible]

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہو سکتا

المشتہر

مشتہر محمد انشاء اللہ عفی عنہ

مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور

(حسب ضابطہ رجسٹری کرائی گئی ہے)

محاربات تھسلی

یعنی

کارزار روم و یونان سنہ ۱۸۹۷ء

تین حصوں میں

جو ایک جرمن سٹاف افسر کی کتاب جنگ روم و یونان و انگلستان کی مشہور [illegible]
اشمیڈ بارٹلٹ کی کتاب کارزار تھسلی کا پورا ترجمہ دینے کے علاوہ جستہ جستہ [illegible]
اور حواشی اور متعدد دلچسپ اور کارآمد ضمیمے ایزاد کر دیئے گئے ہیں۔ اور تمام نامور پاشاؤں
اور چند یونانی افسروں کی نہایت درست تصویریں۔ اور میدان کارزار اور مختلف
لڑائیوں کے نقشے درج کر دیئے گئے ہیں۔

مترجمہ و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ [illegible] نظام آباد و [illegible]

حصہ سوم

سنہ ۱۹۰۳ء

حمیدیہ پریس لاہور میں مولوی محمد انشاء اللہ
مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے شائع ہوئی

طبع دوم

فہرست مضامین مجاربات تفصیلی حصہ سوم

تاریخ جنگ روم و یونان

حصہ سیوم

فصل بست و دوم

ذات شوکت سمات حضرت بادشاہ جم اونکا کیرکٹیر اور سلطانی دربار

سلطان کا رحم و کرم

بقول مسٹر ایشمیڈ بارٹلٹ سلطان المعظم کی طبیعت و فطرت اور طریق عمل درحقیقت اوس سے عین برعکس ہے جیسا کہ بالعموم انگلستان میں خیال کیا جا رہا ہے۔ اُن کی نسبت کمال ناانصافی اور سفاہت کے ساتھ یہ کہا گیا ہے۔ کہ جلالتمآب کے منشاء و تجویز سے قتل عام وقوع میں آئے۔ حاشا و کلا۔ انکی ذات قدسی صفات ایسے اعمال سے نہایت اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور نہ وہ جیسا کہ اونپر بہتان باندھا گیا ہے۔ بزدل اور بیرحم ظالم ہیں۔ حقیقت الحال یہ ہے کہ سلطان المکرم نہایت ہی قابل اور ہوشیار مدبر۔ تجربہ کار حکمران اور رعایا پر مہربانی اور شفقت کرنے کیلئے ہر وقت ہمہ تن تیار و آمادہ ہیں۔ وانکو ایسی مشکلات سے مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ کہ بہت کم فرمانرواؤں کو ویسی مشکلات سے اتبک سابقہ پڑا ہے۔ تقریباً تمام یورپ جلاد و رہزن کیطرح اونہیں چمٹا رہا۔ اور ستاتا رہا۔ مگر وہ اس مشکل سے عہدہ برآ ہوئے ہیں۔ ترکی معاملات کو چھوڑ کر پرائیویٹ زندگی کیطرف خیال کیا جائے تو صاف منکشف ہو رہا ہے۔ کہ شوکت سمات کمال حلیم مزاج ہیں۔ اپنی اولاد اور اپنے دوستوں سے بیحد محبت رکھتے ہیں۔ اور سپاہ بالخصوص سپاہیوں کی آسائش و آرام اور بہتری و فلاح کا ہر وقت اونہیں بہت ہی خیال رہتا ہے۔ انکی ادنےٰ نظیر یہ ہے۔ کہ ۱۸۷۶ء کو محاربہ میں اہالی مانٹی نیگرو نے جن ترکی سپاہیوں کے کمال بیدردی سے مختلف اعضا کاٹ دئیے تھے۔ انکا علاج معالجہ نہایت احتیاط سے کرایا گیا۔ اور پھر اونکی معقول پنشنیں مقرر کر دیگئیں۔ اسیطرح اس محاربہ کے زخمیوں کے لئے خاص سلطانی محل یلدز کے احاطہ میں نیا ہسپتال قایم کیا گیا۔ جس میں ایک ہزار سے زیادہ مجروحین کیلئے گنجایش ہے۔ وہ صفائی اور تکمیل لوازمات میں اپنی نظیر آپ ہی ہے اور زخم رسیدہ وہاں ایسے جلد صحتیاب ہو رہے ہیں کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔

جو مشکلات سلطان المعظم کو محیط ہیں اور محیط رہی ہیں۔ وہ بیشمار ہی نہیں بلکہ ایسی سخت و صعب ہیں۔ کہ کسی اور شخص کو شاید انکو مقابلہ کرنیکا موقعہ ہی نہ پڑتا۔ ۱۸۷۶ء و ۱۸۷۷ء میں روسی حملہ سے کل ملک تباہ و پامال ہو گیا۔ اڑہائی لاکھ عثمانیہ سپاہیوں کے علاوہ دس لاکھ سے زیادہ

---

[1] امیر المومنین کے حکم سے ایسے تمام مجروحین کو جو آیندہ فوجی خدمت کرنے کے ناقابل ہو گئے ۔۔ روپیہ ماہوار کی پنشن عطا کیگئی۔ ہندوستان میں ایسی سپاہی کو تیس برس فوجی خدمت کرنے یا جنگ میں قتل ہو جانے کی صورت میں اسکی بیوہ کو چار روپیہ ماہوار پنشن ملتی ہے۔ نومبر سنہ ۱۸۹۷ء میں جلالتمآب نے شفایاب کر کر دو سپاہیوں کو جیب خاص سے بیس ہزار روپیہ کے گرم کپڑے عطا کئے۔

مسلمانوں ستورات بچے اور بوڑھے اور صحابہ میں ہلاک ہوئے۔ بلگیریا اور رومیلیا میں مسلمان باشندوں کو وحشیانہ ظلم و ستم کیساتھ قتل و ہجرت کیا گیا۔ اور آخر لفیۃ السیف کو دونوں صوبوں سے باہر دھکیل دیا گیا۔ دشمن روسیان سے ہلاک اور سلطان کو زخم آسیب نہ پہونچا بلکہ کئی معتبر اور معتمد مشیر بھی مار آستین ثابت ہوئے۔ جنگی دغابازی۔ غداری اور ناقابلیت نے عثمانیہ سپاہ کی شجاعت کو اکارت اور سلطنت کو تباہ کرنے میں بہت کچھ حصہ لیا۔ اور اس کی جلا التماب گوذکی الحسن اور باحمیت دلیر بڑا اگر ارشد ہوگیا۔ خود اونکا بہنوئی محمود داماد غداری عظیم کا مجرم ثابت ہوا۔ سلطان سلیمان اور کئی دیگر سربرآوردہ پاشاؤں کی نسبت سخت شکوک پیدا ہو گئے۔ الغرض ٹرکی مملکا بالکل تباہ ہو گئی اور مسلمان آبادی کو ایسی ایسی تکلیفیں اور سختیاں جھیلنی پڑیں۔ کہ اونکا تذکرہ سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ ٹرکی وکیکر سلطان نے مجبوراً سلطنت کے انتظام کی باگ براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور دوسروں کی تصرف کو کم کر دیا۔ ایسا کرنیکے لئے گو اونھیں بہت کچھ معذور سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس کارروائی سے سلطنت عثمانیہ کی قابل و ذی فن حکمران جماعت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب کل کام ایک ہی شخص کرے۔ اور دوسروں کو اپنے دماغ و قابلیت سے کام لینے کا موقعہ نہ ملے۔ تو عدم استعمال سے دماغ کمزور ہوتے جاتے اور قابلیت کو زنگ لگ جاتا ہے۔ جیسے ساتھ ہی آخر رفتہ رفتہ ان ماتحت عہدہ داروں اور عمائد وغیرہ میں خود اعتمادی اور اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی صفت نہیں رہ جاتی۔

ترکی سلطنت کی ترکیب

سلطنت عثمانیہ بلا مبالغہ مختلف قوموں۔ مذاہب اور اغراض کی ایک کامل معجون مرکب ہے۔ ایسے اجتماع اضداد پر جبر و تحمل بھی کبھی امن و امان حاوی نہ رہ سکے۔ انگلستان جیسا منتظم و کمال شائستہ اور اصول جہانداری اور معاملات ملکداری میں ایسا تجربہ کار دکھن سال سرانسٹا ہے۔ لیکن اب تک وہ صوبہ آئرلینڈ کو قابو نہیں کر سکا۔ ٹرکی کو ویسے بارہ آئرلینڈوں سے سابقہ پڑا ہوا ہے۔ وہاں یونانی۔ بلغاری۔ والیشی اور ارمن آباد ہیں (اور خود یہی ہر خود تین حصوں میں منقسم ہیں) یہ ترک نسب جو اونھیں نظام و امن قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ایسے متنفر اور اونکے دشمن نہیں جیسے کہ خود ایکدوسرے سے۔

لڑائی کو ابھی شروع ہوئے چند ہفتے نہیں ہوئے کہ کتھلی کے والیشی باشندے عرضیاں کر رہے ہیں کہ اونھیں پھر یونانیوں کا تابع نہ بنایا جائے۔ ادھر بلغاریوں اور یونانیوں کا یہ حال ہے کہ ایکدوسرے کے خون کے پیاسے ہیں۔ کل ترکوں کو مقدونیہ سے ہٹا دو۔ اور ایک ہفتہ میں یونانی و والیشی اور بلغار آپس میں کٹ کٹ کر فنا و معدوم ہو جائیں۔ ان متذکرہ صدر اقوام کے علاوہ کرد۔ زیبق۔ ارنوط۔ دروز۔ شامی مختلف اقسام و اجناس کی لازی۔ یہودی۔ حبشی۔ عرب اور چرکس بھی ہیں۔ ان قوموں اور کئی دوسروں کے علاوہ قسطنطنیہ اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں ساحلی علاقوں اور جزائر کے دو غلے عیسائی اور یورپین بھی بافراط موجود ہیں۔ ایسے مختلف عنصروں کے مجموعہ پر معتدل طور پر حکومت سے فرمانروائی کرنیکا خیال محض ناممکن العمل اور کمال مضحکہ خیز ہے۔ روس اپنے ہم مذہب و ہم قوم رعیت اور غیر مذہب اقوام کو ایسے طریقوں سے قابو میں رکھ رہا ہے۔ جو ترکوں کے طریق حکومت سے بہ مراتب زیادہ جابرانہ بلکہ وحشیانہ اور ظالمانہ ہیں۔

ارمنوں کے قتل کے اسباب

جیسا کہ اتہام لگائے جاتے رہے ہیں۔ ارمنوں کا قتل عام سوچی سمجھی ہوئی تجاویز کا نتیجہ نہ تھے۔ صوبہ موصل و رانکی باہمی کشیدگی اور ایک مذہبی جنون کا نتیجہ

تھے۔ وہ ان پانچ اسباب کا ماحصل تھے۔ اول سبب ارمنی مفسدانہ سازش تھی۔ جو اوس علاقہ میں قائم ہوئی۔ اور انکے تنخواہ دار گماشتوں نے اوسے بھڑکایا۔ اس سازش کی قرارداد کے مطابق ترکوں کو مشتعل اور جواب ترکی پر آمادہ کرنیکے لئے منفرد مسلمانوں پر بیشمار مظالم توڑے گئے۔ سازش مذکورہ اور ارمنی سازشیوں بالخصوص ہنچاکسٹوں کے کچھ حالات پہلے مذکور ہوچکے ہیں (دوم) سبب ارمنوں کا وہ بلوہ تھا۔ جو بتاریخ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء قسطنطنیہ میں ہوا۔ اور جسمیں ایک ترکی پولیس افسر اور ۶ کنسٹبل ہلاک کئے گئے۔ اس مفسدہ کی جرأت ارمنوں کو انگریزی تحریک اور ہمدردی سے ہوئی تھی۔ اور اسکا اثر بعض مقامات سے کل تلمرو عثمانیہ پر پھیل گیا تھا۔ (سوم) سبب انگلستان میں مصنوعی مظالم فروشی کا بازار گرم ہونا اور ان سوالوں کو مفسدہ کے متعلق جھوٹ و غلط داستانوں کی بنا پر سلطان۔ ترکوں اور مذہب اسلام کو شدومد سے بے نقط تبرا سنایا جاتا تھا۔ انگلستان کی اس نامعقول بیجا ہمدردی اور پرجوشی کی حالات ٹرکی میں سب کو معلوم ہوتی رہتی تھی۔ اور انسے مسلمانوں کی فیلنگز اور احساسات کو سخت صدمہ پہونچا۔ وہ بہت کبیدہ خاطر ہوگئے۔ اور انگلستان کا اقتدار و رسوخ بالکل زائل ہوگیا چہارم سبب سر فلپ کری کا احمقانہ مسودہ اصلاحات تھا۔ جو نام نہاد اصلاحیں قطعاً ناممکن العمل تھیں۔ اور انکا مدعا اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ ایشیائے کوچک کے باشندے جنکا بیشتر حصہ اسلامی آبادی ہے کو عیسائی مستطلین کے ماتحت کر دیا جائے۔ پانچواں باعث لارڈ روزبری[1] کی وزارت کی غلطی تھی۔ تجویز سر فلپ کری کی مخصوصیت پر ٹرکی کو دبانے کیلئے روس اور فرانس کیساتھ متفق و متحد ہونیکی کوشش کی۔ انگلستان کے قدیم الایام اور کبھی دوست نہ ہونیوالے رقیبوں اور ٹرکی کے جانی دشمن سے اتحاد کرنیکی اس بیہودہ کوشش سے طبعی طور ٹرکی کے مسلمانوں کے دلوں میں سخت بدظنی اور اندیشہ پیدا ہوگیا۔ دارالامرا اور دارالعوام میں اگست اور نومبر ۱۸۹۵ء میں لارڈ سالسبری کی جو تقریریں[*] ہوئیں وہ سونے پر سہاگہ کا کام دے گئیں۔ اور مسلمانوں کی بدظنی بیش از بیش ہوگیا۔ کہ لبرلوں کو تو خیر مدت سے تعصب نے اندھا کر رکھا ہی تھا۔ مگر کنسرویٹو پارٹی کا مدبر اعظم اور انکا سرگروہ لبرلوں سے بھی دو چار قدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ ان کل اسباب مشمولہ نے مسلمانوں کی مذہبی سپرٹ و پرجوشی اور قومی حمیت و غیرت کو بہت برافروختہ کر دیا اور اسکا نتیجہ اکتوبر نومبر و دسمبر ۱۸۹۵ء کا وہ خوفناک قتل عام ہوا۔ جسکا ہم [illegible] سر فلپ کری اور ان مقتولین کا اندازہ ۲۵ ہزار کے قریب کرتا ہے۔ جو غالباً درست نہیں۔ اور اگر زیادہ نہیں تو سر فلپ کری

---

[1] لارڈ روزبری نے مسئلہ آرمینیا اور دیگر معاملات میں جو تعصب و بد دلی عناد ٹرکی کی نسبت ظاہر کیا تھا۔ وہ اکثر ناظرین سے مخفی نہ ہوگا۔ اسکے مفصل حالات ابتدا سال عہد حکومت اور مفروضہ مظالم آرمینیا میں درج ہیں۔ اس بارہ میں وہ لارڈ سالسبری سے بڑھا ہوا۔ اور گلیڈسٹون کا بلا مبالغہ سچا پولیٹیکل فرزند ہے۔ مگر واہ رے سلطان عبد الحمید۔ خداوند کریم نے تجھے کیسا عالی ظرف کاظم الغیظ عافی عن الناس اور بے نظیر بلند حوصلہ اور با مروت بنایا ہے۔ کہ باران رحمت الٰہی کیطرح دوست و دشمن سب پر تیرا ابر کرم یکساں برستا ہے۔ اور جانی دشمن بھی تیرے فیض عام کرم سے خالی نہیں رہتا ہے۔ لارڈ روزبری صاحب مارچ ۱۸۹۸ء کی اخیر میں بطور سیاح خاص اپنے جہاز پر قسطنطنیہ وارد ہوئے تو جلالتمآب نے اونکی کل سابقہ روش اور تقریروں کو بالکل فراموش کر کے خاص شاہی گاڑی اسکے لئے [illegible] اعلیٰ درجے کا [illegible] سلطانی دوستی کو [illegible] ہوگئی۔ الحق ایسے صاحب مروت مہربان و مہمان نواز اور عالی ظرف انسان شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں۔

[*] یہ تقریریں بھی ابتدا سال میں درج ہیں۔

ویسے شخص سے یہ بھی تو کبھی امید نہیں ہوسکتی۔ کہ اسکی تحقیقی تعداد سے کم بتائی ہوگی۔ ترکی گورنمنٹ کا خیال ہے کہ ایشیاے کوچک میں پانچ سے لیکر دس ہزار سے زیادہ ارمنی ہلاک نہیں ہوئے۔ بہر حال اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ اکثر مقامات میں بعض نیک دل ترکی گورنروں کی بر محل مداخلت اور شجاعت سے قتل وغارت بالکل نہ ہوسکا۔ ہمارے منصف مزاج مظالم فروش اس قابل تعریف کار روائی کا کبھی بھولے سے نام نہیں لیتے۔ حق الامر یہہ ہے۔ کہ جب ایک ساتھ ایشیاے کوچک کے کوہستانی و نیم آباد علاقوں میں قتل و نہب کے جذبات بے قابو ہوگئے۔ تو وہاں کے شہروں اور مضافاتی علاقوں کے ارمنوں کی قسمت بہت کچھ مقامی گورنر کی قابلیت اور ذاتی خاصیت پر منحصر رہ گئی۔ اگر کسی شہر یا ضلع کا گورنر شجاع اور نیک دل تھا۔ تو اوسنے ارمنی آبادی کو بچا لیا۔ اور مفسدہ کا بروقت انسداد کر دیا۔ اور اگر وہ کمزور مزاج یا بد اخلاق تھا۔ تو غضب آلود مسلمانوں کو غضب نکالنے کا پورا موقعہ ملگیا۔ یہہ مسلّم امر ہے۔ کہ اکثر مقامات[عہ] پر حکام نے کوئی فساد نہ ہونے دیا۔ بلوائیوں کا طریق عمل عموماً یہہ ہوتا۔ شورہ پشت کردوں۔ لازیوں یا چرکسوں کا کوئی گروہ اچانک کسی شہر یا موضع پر آ پڑتا۔ مقامی مسلم آبادی کا کمینہ اور شریر حصہ اونسے مل جاتا۔ ہنگامہ برپا ہو جاتا۔ اور دو تین دن نہب و قتل کی کار روائی شروع کر دیتے۔ اور مقام بلوہ کے اعلے ملکی حاکم کو جو اوسکی حسب حیثیت مدیر یا قائمقام یا متصرف ہوتا۔ اپنے معدودے چند فوجی سپاہیوں اور ان سے بھی قلیل التعداد اہلکاران پولیس سمیت کثیر التعداد اور پر غضب بلوائیوں سے سابقہ پڑجاتا۔ اگر وہ بہادر دل اور رحمدل ہوتا۔ تو کل خطرات پر غالب آجاتا۔ اور اگر بزدل یا ظالم ہوتا۔ تو بلوہ کو فرو نہ کرسکتا۔ اکثر جگہہ ترکی حکام بلوہ کی انسداد پر قادر ہوئے۔ اور انہوں نے اوسکا انسداد کیا۔ جسکے صلہ میں سلطان المعظم نے اونکو انعام واکرام عطا فرمائے۔ خالص اور اصلی ترکوں یعنی ٹھیٹھ عثمانیوں کا ان مظالم میں بہت ہی شاذ و نادر دخل پایا گیا۔ اور ترکی نظام سپاہیوں کا تو اون سے بھی بدرجہا کم واسطہ ثابت ہوا۔

مظالم کا انسداد نہ کرنیوالوں کو سزا کیوں نہ ملی؟ یہاں یہہ سوال پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ جو حکام اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر رہے۔ اور اونہوں نے بلوہ و فساد اور قتل و نہب ہونے دیا۔ ان کو اس غفلت یا بزدلی کی سزا کیوں نہ دیگئی؟ اسکی وجہہ صرف اون نہایت ہی خاص اور بیحد دشوار حالات و معاملات پر غور کرنے سے ہی جو سلطنت عثمانیہ سے متعلق ہیں سمجھہ میں آسکتی ہے۔ جسطرح کہ ہندوستان بلکہ آئرلینڈ میں بھی ہماری حکومت صرف انگریزی قوم کی فوقیت و غلبہ پر مبنی ہے۔ بعینہ اوسیطرح سلطنت عثمانیہ اسلامی فوقیت اور غلبہ پر مبنی ہے۔ سلطان کی طاقت صرف اوسکی مسلمان رعایا کی وفاداری اور طاقت و جبروت پر منحصر ہے۔ دنیا میں کوئی گورنمنٹ نہیں۔ جو اپنی سلطنت کی غالب ترین قوم اور غالب ترین مذہب کی پر زور رائے اور میلانات و تعصبات کی علی الاعلان برعکس کاربند ہونے کی جرأت کرسکے۔ ایسا کرنا سخت مشکل ہی نہیں۔ تقریباً ناممکن ہے۔ ایسی اعلےٰ مہذب ترین ممالک میں یہی کیفیت ہے۔ (بلجیم کی افریقی ریاست کانگو فری سٹیٹ کی بلجینی عہدہ دار میجر لوٹیر کا قصہ ابھی پرانا نہیں ہوا ہے۔ (انگریز سوداگر مسٹر سٹوکس کو بلا تحقیقات نہایت سنگدلی اور سفاکی سے پھانسی دلوا کر قتل کرا دیا۔ مگر بلجیم کے ہائیکورٹ نے اوسکو صاف بری کر دیا۔ اور اوسکو کوئی سزا کسی قسم کی نہ ملی۔ امریکن مجاہدین کو کیوبا ہسپانوی حکام نے عین ایسی حالت میں جبکہ وہ باغیوں کی امداد کیلئے کیوبا پر حملہ آور ہونے کی کوشش کررہے تھے گرفتار کرکے سزا دی اور تجویز کے لئے امریکن گورنمنٹ کو سپرد کیا۔

عہ اسکی تصدیق کے لئے دیکھو کانسلوں کی موجودہ تحقیقات ۱۲

مگر امریکن عدالتوں نے ابھی کل کی بات ہے کہ اونکو بری کر دیا۔ سو سجابت متحدہ امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں سفید اندام لوگوں کی ایک زبردست سازشی انجمن کے افراد نے جو "انجمن کو کلاکس خان" کے نام سے موسوم تھی حبشیوں کو ناگفتہ بہ اذیتیں عقوبتیں پہونچائیں۔ اور اکثر کو بہت ہی بری طرح سے قتل و ہلاک کیا۔ مگر کسی قاتل یا عقوبت دہندہ کو سزا نہ ملی۔ یہہ کل واقعات جو غالب اقوام کے تعصب رکھنے کا نتیجہ تھی۔ مہذب اقوام میں ایکدوسرے کے بالمقابل گذرے۔ جب مہذب قوموں کی یہہ کیفیت ہے۔ تو وہ قومیں جو نیم مہذب کہلاتی ہیں۔ جو کچھ کریں تھوڑا ہے۔

سلطان اور ترکی گورمنٹ کی طاقت ہی نہیں۔ بلکہ خود اونکا وجود مسلمان آبادی کی تائید و امداد پر منحصر ہے۔ ایشیا کوچک کے مسلمانوں سے جو وہاں کے عیسائیوں سے تعداد میں کئی حصہ زیادہ ہیں۔ ایسی توقع رکھنا انسانی فطرت کے بھی برخلاف ہے۔ کہ وہ ہاتھ پاؤں ہلائے بغیر اپنے غلبہ اور فوقیت سے دست بردار ہو جائینگے۔ مسلمان ارمنوں کی سازش اور اونکی سیہ کاریوں، سر ٹلپ گری کے مشورہ اصلاحات۔ اہالی انگلستان کے مذہبی جہاد قلمی و سیاسی۔ اور اتحاد روسیہ۔ فرانس و انگلستان سے بہت بگڑ رہے تھے اور بھرے بیٹھے تھے۔ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ارمنوں کے قسطنطنیہ میں فساد کر دینے سے سوادہ نکلا۔ اور سارے ملک میں چنگاری پڑ گئی۔ یہہ درست ہے۔ کہ ان باتوں کو اون مظالم کے متعلق جو بیچارے ارمنوں پر کئے گئے۔ بطور معقول وجوہات معذوری و بریت پیش نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم اون اون جفاکاریوں کا باعث جو ایشیا کوچک میں سرزد ہوئیں بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔

یلدز سرائے

یلدز سرائے[1] معمولی حجم و وسعت کا محل ہے۔ اور باہر سے چنداں دلفریب اور عالیشان بھی نہیں دکھائی دیتا۔ مگر وہاں کی صحت بخش آب ہوا۔ موقع کی موزونیت اور اسکے فرحت افزا باغات اور مرغزاروں کی حسن لطافت اور وسعت سے بیرونی شان و شوکت کی کمی کی پوری پوری تلافی ہو رہی ہے۔ یہہ باغ اور منی باسفرس کے کنارہ تک ڈھال کھاتے چلے گئے ہیں۔ یلدز محل جن پہاڑیوں پر واقع ہے۔ انکے عین دامن میں وہ خوبصورت مرمریں[2] محل ہے۔ جہاں سابق سلطان مراد سلطان حال کا بھائی رہتا ہے۔ اگر اوسکا دماغ سخت کمزور نہ ہو گیا ہوتا۔ تو اسوقت ٹرکی کا فرمانروا وہی ہوتا۔ اوسکے علاوہ سلطان کے دو اور بھائی زندہ ہیں۔ رشید اور ایک اوس سے چھوٹا دونو کی صحت بہت عمدہ[3] ہے۔ یلدز محل کے قریب جدید ہسپتال کی عمارتیں ہیں۔ اسکو ابھی حال میں سلطان المعظم نے اپنے مجروح سپاہیوں کیلئے تعمیر کرایا ہے۔ ترک گو عموماً اپنی طبعی جفاکشی اور عمدہ صحت اور شدہ و طبیعت کیوجہ سے یوں بھی جلد صحتیاب ہو جاتے ہیں۔ مگر اس ہسپتال میں تو وہ ہیں ایسی جلد شفا ہو جاتی ہے۔ کہ ڈاکٹر بھی دنگ رہ جاتے ہیں۔ ترک شراب بالکل کو کبھی استعمال نہیں کرتے۔ اور نہایت سادہ خوراک پر بسر کرتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ وہ بالعموم ایسے زخموں اور جراحتوں سے جو اکثر یورپین لوگوں کے حق میں مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ بآسانی صحتیاب ہو جاتے ہیں۔

ہم یلدز کے پھاٹک پر پہونچے ہی تھے۔ کہ خدام ہمکو خاص سلطانی کوشک میں لیگئے۔ پھاٹک کے متصل چھپر کھٹوں کی کئی قطاریں ہیں۔ ہم کو انہیں سے کسی ایک میں جیسا کہ دستور ہوتا ہے انتظار کرنا پڑا۔ اسفرا تک کو وہاں کچھ دیر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ [illegible] دیوان سلطانی کو [illegible] ایک بڑے درمیانی ایوان کا راستہ ایک پیش کمرہ میں سے تیسری کمری میں جہاں سیکر پاشا موجود ہوتے ہیں پہونچایا جاتا ہے۔ ایوان میں بھی

۱ یلدز کا ترجمہ ستارہ کو کہتے ہیں ۲ یعنی محل چراغاں ۳ سلطان مراد کے علاوہ دو بھائی اور ہیں بھائی زندہ ہیں سب سے بڑا مراد پھر سلطان الاعظم اونسے

خدام سادہ لباس میں خاموش و تیار کھڑے رہتے ہیں - اونکے پاؤں میں ایسی جوتیاں ہوتی ہیں جنسے چلتے وقت کوئی آواز نہیں نکلتی-

منیر پاشا

منیر پاشا ایک ایسے افسر ہیں - جنکا وجود دربار ہمایوں کے لئے لازمی اور لابدی ہے - وہ گرینڈ ماسٹر آف سیریمونیز (رئیس التشریفات) اعلیٰحضرت اور جلالتمآب کے ترجمان ہیں - بالفاظ دیگر سلطانی دربار میں اونکی وہی منزلت ہے جو ملکہ معظمہ کے دربار میں لارڈ چیمبرلین کی ہوتی ہے - مگر آخر الذکر سے اونکا اقتدار اور رسوخ بدرجہا زیادہ ہے - وزرا چیمبرلین اور بڑے عہدہ دار ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں - کوئی آیا کوئی گیا - یہی سلسلہ قائم رہتا ہے - مگر منیر پاشا کبھی دربار سے جدا نہیں ہوتے - اور یہ کوئی کلام نہیں کہ وہ اس استقامت و استقلال کے پورے پورے مستحق بھی ہیں - اونکو مجسم خوش اخلاقی اور حزم و احتیاط کہنا بالکل درست ہے - انکے اطوار نہایت دلفریب اور گفتار و کردار کمال دلآویز ہیں - ویسے کامل درباری بہت کم پائے جاتے ہیں - وہ ہم سے نہایت تپاک سے پیش آئے - خدام قہوہ اور سگریٹ لائے - اور منیر پاشا کے مشاہدوں اور کارناموں کے حالات بڑی دلچسپی اور غور سے سنتے رہے - اوس وقت مجھے پہلی مرتبہ معلوم ہوا کہ نہایت ہی ہونہار اور قابل نوجوان افسر نجیب بک جنکے ساتھ میدان جنگ میں میری اکثر ملاقات ہوتی رہی تھی منیر پاشا کا بھتیجا ہے-

سلطان المعظم کا اصول

پروفیسر ڈبلیو ایم رمزے (W. M. Ramsay) اپنی کتاب سیاحت ٹرکی سے بہت دلچسپ باتیں اقتباس ہوتی ہیں - "ہمارے سلطان کو انیسویں صدی کا ... فیلسوف قرار دیکر لکھتا ہے کہ ٹرکی پر مغربی اقتدار و غلبہ کی یورشین مسلمانوں میں حیات تازہ پھونک دیئے اور اونکو بیدار کر دیئے جو مدت سے سوکر رہ گئی ہیں - اس بیداری و حیات تازہ کا انتظام وہ بے نظیر انسان جو اسوقت ٹرکی کا فرمانروا ہے - اپنے محل سرا سے نہایت ہوشیاری اور غور کے ساتھ کر رہا ہے - صرف یہی اکیلا ایسا شخص تھا - جو سلطنت کو پھر مضبوط کر سکنے سے مایوس نہ ہوا تھا - اوسنے یاس و قنوط کو ٹھکرا کر حیرت انگیز تحمل و جفا کشی اور تعجب خیز مدبرانہ قابلیت و سلیقہ سے گویا خود تقدیر کو پلٹ دینے کا کام شروع کر دیا - وہ گذشتہ بیس برسوں میں اپنے شکستہ اور تقریباً ناقابل سفر جہاز کو سیل حوادث اور خوفناک طوفانوں اور بلاخیز تلاطم وغیرہ سے صحیح سلامت ہی نہیں بچا لیتا رہا - بلکہ اپنی اخلاقی جرات و طاقت کی طفیل جو عزم بالجزم اور مذہبی پرجوشی و اعتقاد اور نور ایمان سے خود غرض یا چوک جانے والے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے پیدا ہو جاتی ہے - اس جہاز کو کنار عافیت کے بھی بہت کچھ قریب پہونچا لیگیا ہے"

سلطان المعظم کو تخت پر بیٹھے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ اونکی رائے یہ ہو گئی کہ ٹرکی کی سلامتی اور بادشاہ کا اقتدار طاقتور

---

[1] منیر پاشا اور اونکے برادر زادہ نجیب بک اور اونکے خاندان کی مفصل حالات کتاب "ہفتہ در قسطنطنیہ" میں لیڈی سکیس ولسکی زبانی درج ہیں-

[2] متھری ڈیٹس اعظم ایشیا کوچک کے علاقہ پونٹس (اسوقت یہ علاقہ سیواس و طرابزون کا پرانا نام) کا جلیل القدر بادشاہ گذرا ہے جسنے رومن لشکروں کو کئی مرتبہ فاش شکستیں دیں - اور اونکو اپنے ملک سے بالکل خارج کر دیا - مگر آخر رومن جنرل سے شکست یاب ہو جانے پر بسبب گرفتاری کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہ گیا - تو خودکشی کر لی - وہ بائیس زبانیں جانتا تھا اور علوم و فنون اور صنعت و حرفت کا بڑا معاون و مربی اور واقعی نہایت قابل شخص تھا - رومنوں کو ویسے بہادر سپہ سالار سے کبھی سابقہ نہ پڑا - سنہ ۱۳۵ قبل مسیح میں پیدا ہوا - سنہ ۱۲۰ قبل مسیح میں ۱۲ برس کی عمر میں باپ کے بعد تخت نشین اور سنہ ۶۳ قبل مسیح میں فوت ہوا

جس سے ہمارے بہادر پیارے بادشاہ ترکی کی کس قدر اہانت کی سازشوں اور کارستانیوں کا درمیان ذکر ہے۔ انکو اپنے بادشاہوں سے بدظنی پیدا ہو گئی ہے۔ اور انھوں نے سلطنت کو روبہ تباہی و بربادی سے نکالکر جسمیں شاید کر روسی حملہ اوسکو مبتلا کر دیا تھا۔ پھر یہ ارادہ کیا ہو گیا کہ اپنے ملک کی نسبت اختیار و دیانت کو اپنے ہاتھ میں لے لینگے۔ اپنا معتمد علیہ وزیر مقرر کر لے اور خود اپنے منشا کے مطابق ملک کی اصلاح و ترقی کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ ان کو اپنی ذات پر کامل اعتبار تھا کہ یہ کبھی اپنے آبا و اجداد کی تاج و تخت اور ملک سلطنت اور رعایا سے غداری اور نہ کبھی غداری کی مرتکب ہو سکیگی۔ مزید برآں بیرونی و باء نے بھی نوعمر سلطان کو گزشتہ دنوں میں کامل مطلق العنانی اختیار کرنے پر مائل کر دیا۔ مدحت کا منصوبہ پارلیمنٹ روسی سفیر کی مطالبہ پر ہی توڑ دیا گیا تھا۔ کیونکہ روس کا مطلق العنان اور ترکی میں پارلیمنٹ کا ہونا کبھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ ممکن ہے کہ سلطان المعظم کو اون بادشاہوں کے مقاصد سمجھنے میں جنہوں نے انکے ایک پیشرو کو معزول اور دوسرے کو قتل کیا تھا۔ غلطی ہو گئی ہو۔ اور ممکن ہے کہ جو روش و مسلک انہوں نے اختیار کر لیا۔ وہ مغربی خیالات یا مغربی اخلاق و تمدن کے حامل نہوں لیکن اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ وہ اپنے اہم و اصلی مدعا میں پوری پوری کامیاب ہو گئی ہیں۔ ترکی گزشتہ دنوں میں تو وہ خاکستر ہو گئی تھی۔ اس قدر کہ وہ ستارہ کیطرح پھر صحیح سالم برآمد ہو گئی ہے۔ وہ سلطنت ایسی مضبوط ہے۔ کہ گزشتہ پچاس برسوں میں پہلے کبھی ایسی مضبوط نہ تھی مزید برآں دنیا کے تمام مسلمان سلطان اور ترکی کے دلدادہ اور شیدائی ہو گئے ہیں۔

ترکوں نے اپنے فوجی نظام اور جنگی ناموری کو بحال کر لیا ہے۔ وہ اپنے حاسد اور دائمی حاسد ہمسایوں کو کئی حملے سے دور کر چکے ہیں۔ اور اپنے ذلیل ترین قدیمی دشمن یونان کو شکست دیکر ایک خطرناک اور نہایت ہی زبردست اور مکمل سازشوں کے اثروں کو حیرت انگیز قابلیت و مہارت سے زائل کر رہے ہیں۔ سلطنت کے بیرونی حالات ہے۔ کہ تمام بڑی بڑی قومیں ترکی کے اتحاد کی متمنی ہیں۔ اور یورپ و ایشیا میں طاقت کا باہمی توازن کو قایم رکھنا اوسی کے ہاتھ میں ہے۔ جسطرف وہ جھک گئی۔ وہی فریق دوسرے فریق سے بھاری ہو جائیگا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سلطان نے ابتک اپنے ملک کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ اسکی بے نظیر کامیابی کی وجہ یہ ہے۔ کہ اندرونی و بیرونی جلد سازشوں اور مخالفتوں کے علے الرغم عثمانیہ سلطنت کی آبادی کا حصہ کثیر اوسکے ذرہ سے اشارہ پر جانیں قربان کرنے کو تیار کھڑا ہے۔ اور بچہ بچہ اوسکا نام ادب و محبت سے لے رہا ہے۔

اہلکاران دربار

سلطان المعظم کے حواری موالی کی نسبت عام خیال پھیل رہا ہے۔ کہ وہ ایسے بدمعاشوں اور شریروں کا ایک مجمع ہے۔ جو جبر و ستم یا خیانت و بدمعاشی کی کوئی مقدار نہیں جسکو وہ مرتکب نہ ہو سکتے ہوں لیکن کوئی خیال اس سے بڑھکر راستی و صداقت سے بعید نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہو کہ دیگر اکثر درباروں کیطرح یلدز کی حدود میں بھی کچھ بد طینت اور بد افعال اشخاص موجود ہوں۔ لیکن جو لوگ سلطان کے خاص درباری ہیں۔ اور اونکی ذات شوکت سمات کے قرب میں رہتے ہیں۔ وہ نہیں اکثر نہایت ہی معتبر قابل معتمد ین۔ صاحب عزت و وجاہت۔ رحمدل۔ خوش اخلاق۔ اور کمال شریف و عقلمند منتظمین ہیں۔ جلالت مآب کے مترجم اور گرینڈ چیمبرلین منیر پاشا کے اوصاف حسنہ سے کون ناواقف ہے۔ پاشا موصوف کامل شریف۔ طالع وفادار و جان نثار اور جہدو فیاض مزاج عہدہ دار ہی۔ اوسے ہر شخص پسند کرتا اور اسپر اعتبار و بھروسہ رکھتا ہے۔

ملہ افسوس ہے کہ لکتاب ... الطبع میں تھی مگر اچانک ... منیر پاشا ... انتقال ... [illegible]

سلطان المعظم کا اعلیٰ پرائیویٹ سکرٹری تحسین بک (اوس خاص کا تب) بھی نہایت ہردلعزیز ہے۔ اور کہ وہ اوسکی عزت کرتے ہیں۔ عارف بک جو اسوقت سلطان المعظم کا منظور نظر چیمبرلین ہے۔ ایسا جنٹلمین ہے کہ وہ خواہ کسی دربار میں ہوتا اہل اوسکی قدر و منزلت ہوتی۔ وہ کشادہ دل۔ صاف باطن۔ راست باز۔ ہوشیار۔ ملنسار۔ اور خوش اطوار ہے۔ اور ایسا معتمد اور عالی ظرف ہے کہ اوس سے سلطانی راز جو لازمی طور پر اوسکی حیثیت منصب معلوم ہوتے ہیں کبھی افشا نہیں ہو سکتے۔

لہ امیر المومنین کا اول سکرٹری تحسین بک دبلے پتلے آدمی ہیں۔ قد ساڑھے پانچ فیٹ کے قریب ہے۔ اور نہایت خوش اخلاق خندہ پیشانی اور ملنسار ہیں اب کل یورپین اور ترک متفق الرائے ہیں کہ تحسین نہایت ہی دیانتدار۔ صاف گو۔ اور سچے آقا کے وفادار اور جان نثار خادم ہیں۔ ضعیف الجثہ ہونیکے باوجود وہ ہر روز بارہ سے لیکر سولہ گھنٹہ تک کام کرتے ہیں۔ اور آدھی رات سے پہلے شاید ہی کبھی فارغ ہوتے ہیں۔ تمام ضروری اور اہم کاغذات سلطان المعظم کے روبرو پیش ہونے سے پہلے ان کے ہاتھوں میں سے گذرتے ہیں۔ اور دو ملاحظہ کرنے سے پہلے وہ اون سب پر حضور ممدوح کا حکم حاصل کر لیتے ہیں۔ اول سکرٹری ہونے سے پیشتر وہ مختلف محکموں میں کام کرتے رہے۔ اور آخر محکمہ بحری کی پانچ برس نائب زیر رہنے کے بعد اس عہدہ جلیلہ پر مامور ہوئے۔ وہ دیگر ترکوں کی طرح ایچ پیچ ڈالکر حرف مطلب تک نہیں پہونچتے۔ بلکہ جو مدعا ہو۔ اوسے لمبی چوڑی تمہید کے بغیر صاف صاف کہدیتے ہیں۔

خبریں یہم پہونچانیکی ایک ایجنسی کی انگریزی نامہ نگار سے بماہ اکتوبر ۱۸۹۵ء اونہوں نے جو گفتگو کی تھی۔ اوس میں فقط اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کی خواہش سے اتحاد انگلستان کا ہی ذکر نہیں کیا تھا۔ بلکہ کئی عام غلط افواہوں کی بھی تردید کی تھی۔ تقریر مذکور کا یہ حصہ اخبار کیپل صورت مورخہ یکم نومبر ۱۸۹۵ء نے معہ اڈیٹوریل ریمارک حسب ذیل الفاظ میں شایع کیا تھا۔

خدا کرے ایسا ہی ہو۔ لارڈ سالسبری یا مجلس وزارت انگلشیہ خواہ تسلیم کرے یا نہ کرے زمانہ کے حالات کو جاننے والوں سے یہ پوشیدہ نہیں رہا کہ انگلستان کی موجودہ مشکلات کے زیادہ حصہ کا باعث ٹرکی کے تعلقات کے متعلق اوس حکمت عملی کا بدلدینا ہے۔ جو جنگ کریمیا کے وقت اور اس سے چند برس پہلے انگلستان نے اختیار کی ہوئی تھی۔ جب سے گورنمنٹ انگلشیہ نے ٹرکی کی دوستی اور اتحاد سے بتدریج کنارہ کشی شروع کی اوسی وقت سے نئی نئی مشکلات کا حدوث شروع ہو گیا۔ کیونکہ تغیر پالیسی کے ساتھ ساتھ ہی انگریزی مدبران کو ٹرکی کے برخلاف بھی نئی نئی تجویزیں اختیار کرنا لازمی ہو گیا جس سے نہ فقط مخالفین انگلستان کے زمرہ میں ایک اور سلطنت کا اضافہ ہو گیا۔ بلکہ ڈپلومیٹک چالوں اور پولیٹیکل اوگھاتوں کا دائرہ بھی اسقدر وسیع ہوتا گیا۔ کہ آخر اوسکو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ پے درپے اور یکبارگی پیچیدہ معاملات دوسروں کی وجہ سے یا خود اپنی ہی تدبیروں کے باعث پیدا ہونے لگ گئی۔ اور انکی اسقدر بھرمار ہو گئی۔ کہ سب کو قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا۔ اور پولیٹیکل غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہونی شروع ہو گئیں۔ اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ اس نئی پالیسی کی حامی کار ربانی وسابق مدبرین انگلستان کی ڈپلومیسی اور تدابیر ایسی زبردست تھیں۔ کہ اگر سلطنت عثمانیہ کے جہاز کا نا خدا عبد الحمید ایسا با ہوش نہ ہوتا۔ تو اوسکے غرق ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اوس نے اپنے صائب رائے اور سیاست کار سے اس نئی مخالفت کے مدافعت کے لئے خود دشمنوں کے لشکر (وسط یورپ) میں گھوڑا دوڑانے کی کوشش کرکے چند ایک کا اپنے ساتھ ملانے کی تدبیر کی۔ اور اوس میں اوسے (بالخصوص جرمنی کے طرفدار ہو جانے سے) نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن جیسا کہ ہم کئی دفعہ

امین بک ایک اور چمبرلین بھی جو انگریزوں کا بہت دوست ہے۔ قابل اور لائق عزت عہدہ دار ہے جنکی کہ عام بدنام عزت بک میں جسکی
نسبت کئی بری رائیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اور جو غالباً انمیں سے چند ایک کا مستحق بھی ہے۔ نہایت محنتی اور جزبات پہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸) مفصل بحث کرکے بخوبی ثابت کرچکے ہیں۔ ٹرکی کے سچے بہی خواہ (جن میں بڑا حصہ دولت انگلشیہ کا بھی ویسا ہی خیر خواہ
اور بہی طلب ہے) گورنمنٹ عثمانیہ کی اس ڈپلومیٹک کامیابی یا انگلشیہ پالیسی کی ناکامیابی پر کبھی خوش نہیں ہوسکتے۔ بلحاظ
مواقع مقبوضات۔ قومیت۔ مذہب رعایا اور اغراض و مصالح کے قدرت نے ان دونوں سلطنتوں کو ایک دوسرے کا دوست
صمیم بنا رہنے کے لیے موضوع کیا ہے۔ اور انکی باہمی مخالفت یا رنجیدگی ایک دوسرے کے لئے اوس سے بدرجہا زیادہ مضر ہے
جسقدر کہ باقی کل دنیا کا انمیں سے کسی ایک کا دشمن ہونا نقصان رساں ہو سکتا ہے۔ دور اندیش مدبروں اور مآل اندیش منصرمان مہام
سلطنت عرصہ مدید سے یہی رائے ظاہر کرتے چلے آئے ہیں سنہ ۱۸۲۷ء میں یونانیوں کو آزادی دلانیکے لئے انگلستان نے بھی روس
اور فرانس کے ساتھ موافقت کرلی تھی۔ اور ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۲۷ء ان تینوں سلطنتوں کی جنگی بیڑوں نے مصری و ترکی بیڑہ پر بمقام نوارینو اچانک
حملہ آور ہوکر اسکو بالکل تباہ و برباد کردیا تھا۔ اس واقعہ سے تین مہینے بعد انگلستان کے مشہور و معروف جنرل اور بے نظیر مدبر ڈیوک آف
ولنگٹن نے جس نے سنہ ۱۸۱۵ء کی جنگ واٹرلو میں دنیا کو تباہی مجسم بوناپارٹ کے ہاتھ سے نجات دلوائی تھی۔ وزیر اعظم ہوکر اپنی پہلی ہی
تقریر میں جنگ نوارینو کی نسبت جو الفاظ کہے تھے۔ وہ حسب ذیل ہیں۔

"انگلستان سے یہہ نہایت سخت غلطی سرزد ہوئی ہے اور بمقام نوارینو ترکوں کے برخلاف جنگ کرنیکی بدولت اوسے خون جگر کے آنسو
بہانے پڑینگے"۔ یعنی اس لڑائی سے انگلستان نے ایک ایسی سلطنت کو جس کے اغراض انگلستان کے مخالف نہیں۔ اور
جسکو لازمی طور پر انگلستان کا دوست اور اُسکے دشمنوں کا دشمن رہنا پڑیگا۔ کمزور کرکے اپنے مخالفوں (روس و فرانس) کو مضبوط
کردیا ہے۔ اور اسکا خمیازہ ایک دن اوسے بُری طرح اٹھانا پڑیگا۔

تاریخ اجراء وکیل سے ہم اسی بات پر اصرار کرتے رہے ہیں۔ کہ دونوں سلطنتوں کے لئے پھر وہی دیرینہ تعلقات قائم کرلینا
نہایت ضروری ہے۔ اور گو نہ صرف ہندوستان کے سربرآوردہ اینگلو انڈین اخبار پائنیر و سول وغیرہ بلکہ انگلستان کے بھی اکثر مشہور
اخبار یہ راگ الاپتے رہے ہیں۔ کہ انگلستان اب کبھی ترکوں کا دوست نہیں ہوسکتا۔ اور بعض ترکی اخبار بھی انکے جواب میں لکھتے رہے ہیں
کہ ترکوں اور سلطان المعظم کے دلوں سے اب انگلستان کیطرف سے کبھی کدورت دور نہیں ہو سکتی۔ مگر ہمکو کبھی ناامیدی نہیں ہوئی۔ اور کامل
یقین تھا ہے اور اب بھی ہے کہ ضرورت خود بخود دونوں فریقوں کی آنکھیں کھول دیگی۔ اور اگر یہہ ضرورت ابھی محسوس نہیں ہوئی۔ تو دونوں
کی زبردست مشترک دشمن (روس) کی موجودگی بالضرور جلد یا دیر بعد محسوس کرادیگی۔ زار پیٹر اعظم کی وصیت کی روایت کو اگر
محض فرضی اور بے بنیاد بھی مان لیا جائے۔ تو بھی جو لوگ روس کی پیش قدمی کی رفتار کو غور سے ملاحظہ کررہے ہیں۔ اونکو یہہ تسلیم کرنے
سے کوئی عذر نہیں ہوگا۔ کہ روسی فرمانرواؤں کی مسلسل پالیسی سے کسی چالاک شخص کو روایت مذکورہ کے گھڑنے کا موقعہ ملا ہے۔
ہمارے کانگرسی اخبار گورنمنٹ ہند کی فارورڈ پالیسی (پیشقدمی کی حکمت عملی) کو خواہ محض اسوجہ سے کہ گورنمنٹ کے ہر فعل پر معترض ہونا

کمال تادر ہی - اور بنا برین اپنے آقائے نامدار کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہی - میننے ان باتوں کا اسلئے ذکر کیا ہی - کہ اہلکاران دربار ہمایوں کی نسبت ہمیشہ برا بھلا لکھتے رہنا قسطنطنیہ کے نامہ نگاروں کی عام عادت ہو گئی ہی - اور بدقسمتی سے انگلستان والے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۹) انہوں نے اپنا شعار بنا رکھا ہی - یا بوجہ ناواقفیت محدود الخیالی لاکھ فضول اور بیہودہ قرار دیں اور گورنمنٹ کو یہ طعنے دیں کہ روسی حملہ تو کبھی ہوگا نہیں اسکے دماغ میں صرف اسکا خبط سما گیا ہے مگر یہ یقینی امر ہے کہ روس ہندوستان کو فتح کرنیکے لئے پوری طاقت صرف کریگا (تازہ تصدیق کے لئے پرنس لوبناف کی وصیت کافی ہی) اور اس سے پہلے یا بعد قسطنطنیہ کو لینے کے لئے بھی ویسی ہی سرتوڑ کوشش کریگا - اس سے ہمارے مندرجہ بالا بیان کی کہ ٹرکی کبھی خواہ سلطان کی اس کامیابی اور انگلستان کی شکست سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے تصدیق ہو رہی ہی کیونکہ باہمی مخالفت تو درکنار انکا باہمی اتحاد و مغایرت ہی دونو کی تباہی کے لئے کافی ہی اور روس کے لئے اس سے بڑھکر کوئی مژدہ نہیں ہو سکتا - کہ وہ اپنے دونوں شکاروں کو ایک دوسرے سے الگ کرکے علیحدہ علیحدہ نگل لے - مگر نہایت خوشی کا مقام ہی کہ بلاد غرب سے اس قسم کی آوازیں پہونچنی شروع ہو گئی ہیں - جن سے اس مہیب و خوفناک خطرہ کا اندیشہ بہت کچھ دور ہو گیا ہے - اور اگر خداوند کریم کو بہتری منظور ہی - تو یہ دونوں عظیم الشان سلطنتیں جنمیں سے ایک کی بحری طاقت اور دوسری کی بری قوت ضرب المثل زمانہ ہو رہی ہی - آپسمیں متحد اور متفق ہوکر اس اندیشے کو قطعاً زائل کر دیں گی - اور ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا کرے ایسا ہی ہو -

تمہید کے بعد ہم ایک انگریزی نامہ نگار کی وہ تحریر جو اس کے لکھے جانیکا باعث ہوئی ذیل میں درج کرتے ہیں -

" اخبار سیٹرڈے ریویو کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے اطلاع دیتا ہی کہ سلطان المعظم اور انکے وزرا اپنے ملک میں تجارت کو فروغ دینے کے لئے ایشیائی و یوروپین مقبوضات میں چھوٹی پٹری کی بنسبت ریلوے لائنیں جو تمام ملک میں جال کیطرح پھیل جائیں تیار ہمہ تن مصروف"

پرنس لوبناف کی وصیت - ٹائمز کا نامہ نگار بتاریخ ۷ - اکتوبر ۱۸۹۶ء وائنا سے لکھتا ہی کہ "پرنس لوبناف (سابق وزیر خارجہ روس جو ستمبر ۱۸۹۶ء میں زار کی سیاحت یورپ کے شروع میں آسٹریا سے جرمنی کو جاتے ہوئے راستہ میں فوت ہوا تھا) روسی گورنمنٹ کو اوسکے آئندہ طریق عمل کے متعلق چند وصیتیں کر گیا ہے - ان میں سے ایک یہ ہی کہ روس جرمنی اور انگلستان کو اپنا جانی دشمن سمجھتا ہی یہ دونوں سلطنتیں اوسکو سب سے زیادہ نقصان پہونچا سکتی ہیں - ایشیا میں ہماری ریلوے لائنیں چار برس کے عرصہ میں مکمل ہو جائینگی - اسوقت ہندوستان پر فیصلہ کن حملہ کرنے میں مطلقاً توقف نہ کیا جائے - اگر اس حملہ میں کامیابی ہو گئی - تو انگریزی نوآبادیوں کے تعلقات اصلی ملک (یعنی انگلستان) سے بالکل ڈھیلے ہو جائینگے - جسکا نتیجہ انگلش سلطنت کا زوال ہوگا - فرانس کا اتحاد روس کو جرمنی سے محفوظ رکھیگا" - آسٹریا اور جرمنی کے اتحاد کی مضبوطی و قیام پر پرنس مرحوم کو چنداں اعتبار نہیں اس بارہ میں انکی رائے ہی کہ آسٹریا اپنے سابقہ مقبوضات کو جو جرمنی کے ماتحت ہیں، حاصل کرنیکی آخری کوشش کریگا - اور ایسا کرنیکے لئے اسکو فرانس کی امداد کا محتاج ہونا پڑیگا - پرنس لوبناف جرمنی کے برخلاف ٹرکی کو بھی اس اتحاد میں شامل کرنیکی وصیت کر گیا ہے - تاکہ ضرورت کے وقت آسٹریا کے برخلاف وہ جرمنی کا طرفدار نہ ہو جائے - اسمیں کلام نہیں کہ یہ فقط متوفی وزیر کی ذاتی رائے ہے - مگر اس سے روسی مدبرین کا

ہر ایسی خبر یا روایت کو جو مشہور کی جائے فی الفور درست مان لیتے ہیں۔ بنابریں میں نے یہ عام معلوم حالات جنکو قسطنطنیہ میں بچہ بچہ جانتا ہے بتا دینا ضروری تصور کیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰) تیار کرانیکا ارادہ کر رہے ہیں۔ ان لائینوں کے لئے سامان جرمنی سے بہم پہونچایا جائیگا (یعنی انکی تیاری کی اجارے جرمن کمپنیوں کو دئے جائینگے) کیونکہ بدقسمتی سے ہمارا سفیر دربار ہمایوں یا بابالعالی کسی جگہہ اقتدار وقعت اور رسوخ نہیں رکھتا۔ اور بنابریں پچھلے چند برسوں میں ٹرکی نے ریلوے اور سامان جنگ پر جو کروڑہا روپیہ خرچ کیا ہے۔ وہ سب جرمن ٹھیکہ داروں کی جیبوں میں گیا ہے۔ انگریز ٹھیکہ داروں کو ایک پائی کا کام نہیں دیا گیا۔ ہماری (جدید مخالفانہ) پالیسی سے کم از کم ہمارے تجارتی تعلقات پر جو ٹرکی سے تھے۔ جیسا برا اثر پڑا ہے اوس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ کیا دو کروڑ پونڈ (۳۲ کروڑ روپیہ) جرمنوں کی جیبوں میں جانے دینا اور اپنی پانچ کروڑ مسلمان رعایا کو صرف اس لئے کہ ہم ایک زنانہ صفت۔ بد اخلاق اور بزدل قوم (یعنی یونانی) کی جسکا بڑا محض یہ ہے کہ وہ عیسائی ہونیکی مدعی ہے۔ حامی شمار کئے جائیں۔ ناراض اور رنجیدہ خاطر کرنا دانائی کا کام ہے ؟۔ مگر ایک اور نامہ نگار تحریر کرتا ہے "کہ ٹرکی دار الخلافہ میں ہمارا رسوخ ابھی تک ایسا زایل نہیں ہوا کہ وہ پھر تازہ نہ ہو سکے۔ سلطان المعظم کے اول میر منشی تحسین بک ہے جسکی بات سے بڑھکر کسی اور کی گفتگو معتبر نہیں ہو سکتی۔ مجھسے اثناء ملاقات انھوں نے ذکر کیا کہ سلطان المعظم انگریزی قوم سے پھر سابقہ دوستانہ مراسم قائم کرنیکے بدل خواہشمند ہیں۔ اور وہ اسی یہ یقین دلانے پر آمادہ ہیں۔ کہ ہندوستان کے موجودہ سرحدی فسادوں میں قولاً یا فعلاً یا ارادتاً انہوں نے کسی قسم کا دخل نہیں دیا۔ اور سرحدی فساد [illegible] کو کسی قسم کی جرأت دلانا تو درکنار اونکو یہہ بھی ناگوار گذرا ہے۔ کہ اونکی ذات بابرکات کو ان فسادوں کا محرک اور ذمہ وار قرار دیا گیا ہے۔"

چنانچہ حضور ممدوح نے اکثر مسلمانوں کو جنکا ہندوستان سے تعلق ہے بخوبی جتا دیا ہے کہ "ہم کسی ایسے فعل اور طریق عمل کو جس سے جلالت مآب ملک معظم کو۔ جنکو اوصاف ذاتی کہ ہم دل سے معترف ہوں اور جنکی مہربر دل میں سچی عزت و منزلت ہے رنج پہونچانیکا موجب ہو۔ سخت ناپسند کرتے ہیں"۔ الغرض سلطان المعظم انگلستان سے دوستانہ تعلقات کی تجدید کا [illegible]

(حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۰) عندیہ بخوبی معلوم ہو رہا ہے"۔

اس بحث کو پڑھنے سے ہندوستان کے مہاشا اخبارات اور ولایت کے کانگرسی رسالہ انڈیا کو اگر انہیں پولٹیکس اور تاریخ عالم سے کچھ بھی مس ہوگا تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہندوستان اور باشندگان ہند کی بہتری کے لئے اس سے بڑھکر کوئی عمدہ تدبیر نہیں ہو سکتی۔ کہ اس جلد یا دیر بعد آنیوالی دلگداز حملہ کو ہندوستان کی حدود سے باہر روکنے کا انتظام کیا جائے۔ فارورڈ پالیسی پر کوتاہ اندیشی سے اعتراض کرنا تو سہل ہے۔ مگر اوسکی ضرورت کو ایک معمولی سمجھہ کا آدمی بھی تسلیم کر لیگا۔ لارڈ لارنس کے زمانہ کی سرحدی پالیسی اسوقت مقتوم پارینہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ وہ اُس زمانہ کے لئے بیشک نہایت ہی مناسب حال تھی۔ روس سرحد ہندوستان سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور اوسکے اور افغانستان ہی کے درمیان ہزاروں جنگجو اور بہادر قبائل حائل تھے۔ مزید برآں اوس وقت اوسکی طاقت نسبتاً بہت ہی کمزور اور اندرونی انتظام اور فوجی نظم و نسق بدرجہ اتم ناقص تھا۔ بنابریں اوس زمانہ میں روشنی [illegible]

ہمیں منیر پاشا کے پاس بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ خادم پیغام لایا کہ جلالت مآب ہمسے ملاقات کرنیکے لئے تیار ہیں چنانچہ ہمیں اوس ایوان میں لیگئے جہاں شوکت سمات ملاقاتیوں کو شرف باریابی عطا فرماتے ہیں۔ یہ سیلون یا ایوان

(بقیہ حاشیہ صفحہ) استحکام کے دل سے خواہاں اور شائق ہیں۔ اونکو بخوبی یاد ہے۔ کہ ترکی اور انگریزی فوجیں کیسی جانگداز لڑائیوں میں دوش بدوش لڑچکی ہیں۔ اور انکو یقین ہے کہ پچھلی محاربہ سے انگلستان پر واضح ہوگیا ہوگا۔ کہ ترکی فوج کی قدیمی شجاعت و مستقل مزاجی میں کوئی فرق نہیں پڑا اور وہ (یعنی انگلستان) اس بہادر فوج کو پھر اپنا معاون و مددگار بنانے سے کوتاہی نہیں کریگا۔ جلالت مآب خلیفۃ المسلمین کی سب سے بڑی اور دلی تمنا ہے۔ کہ کسی طرح موجودہ رنجشیں اور کدورتیں جلد دور ہو کر انگلستان اور ٹرکی میں نہایت ہی گہری دوستی ہوجائے اور دونوں یکجان و دو قالب بنجائیں۔"

اسکے بعد نامہ نگار مذکور پرنس بسمارک کے اخبار ہمبرگر نیکرکٹن کی رائے لکھتا ہے۔ کہ انگلستان کی موجودہ ایشیائی مشکلات میں ٹرکی کا ضرور دخل ہے اور فرانس و انگلستان کو اسلامی جوش کی جدید تازگی اور اوبھار سے جس جوش کو زیادہ تر یورپین ڈپلومیسی (سفارتانہ چالوں) کی غلطیوں نے پیدا کیا ہے۔ سخت نقصان اوٹھانا پڑیگا"۔ مگر ہم پرنس بسمارک یا جرمنی و روس کی کسی اہل الرائے کی رائے کو قابل وقعت نہیں سمجھ سکتے۔ وہ اہل الغرض ہیں۔ اور اونکی استدلال زیادہ تر اونکی اپنی خواہشوں پر مبنی ہیں۔ ایسے لوگوں یا انگریزی گورنمنٹ کے اطمینان کے لئے تحسین بے کی مندرجہ بالا گفتگو کافی ہے امیر المومنین کو سردست انگریزی اتحاد کی کوئی فوری ضرورت درپیش نہیں۔ ورنہ کسی نیک ظن رکھنے والوں کو یہہ کہنے کا موقعہ ل جاتا کہ حضور ممدوح کا یہہ منشا یا تقریر ڈپلومیٹک چالبازی پر (جسکو دوسرے لفظوں میں دغا و فریب کہا جاسکتا ہے) مبنی ہے اسوقت ترکی کی عظمت و جبروت کل دنیا پر روشن ہوگئی ہے۔ اور ہر ادنےٰ و اعلےٰ اونکی دوستی کا خواہاں اور امیدوار ہوگیا ہے۔ مگر ڈیوک آف ویلنگٹن کیطرح حضرت خلافت پناہی بھی اپنے کمال تدبر عمیق النظری اور دور اندیشی سے واضح ہے کہ اگر دنیا میں

(بقیہ صفحہ) حملہ کی روک تھام کرنیکے لئے مید انوں سے تجاوز کرکے پہاڑی علاقوں کے پہلے سرے پر چوکیاں ڈالنا قبل از مرگ واویلا یا آب ندیدہ موزہ کشیدم کا مصداق ہوتا اور سرحدی بھڑوں کو چھیڑنا صریح حماقت تھی۔ مگر اب نقشہ بالکل بدل گیا ہے۔ دور کے ڈہول نزدیک پہونچکر ہمیں نزدیک پہونچ گئے ہیں۔ اور روس حملہ ہندوستان کرنے کی پوری تیاریاں ہر ایک قسم کی کر رہا ہے۔ الغرض اب اس حملہ کی مزاحمت کیلئے ہماری طرف سے بھی پوری طرح سے تیار ہونے کا وقت آگیا ہے اور اسکے لئے لارڈ رابرٹس اور دیگر مشیران سلطنت ہندوستان نے جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ وہ نہایت ہی مناسب ہیں اور اونکے سوا اور کوئی تدبیر کارگر ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ چنانچہ اسوقت ایک طرف چترال و گلگت اور دوسری طرف قندہار و چمن تک حد کا بڑھانا روس کیلئے ہندوستان کا اس قدر رستہ صاف کردینا نہیں ہے۔ بلکہ روسی افواج کا دل بادل کی سیلاب بلاخیز کو چترال یا ہرات سے لیکر پشاور و ہوتی مردان تک پہونچتے پہونچتے ..... سے دو چار ..... گہرے نالوں اور دریاؤں کی آمیزش سے جو قتل و غارت کے عادی اور ہندوستان کے زرخیز علاقوں .... اپنی طبع کی طرح سے مطابق شمال مغربی حملہ آوروں کی طرح و خواہ روسی بالفرض محال اونکو روک سکتے

جو نہایت وسیع اور خوب مکلف و آراستہ ہی اوس ہال کی جس میں سی گذر کر ہم آئی تھے دوسری طرف تھا۔ وہ چالیس فیٹ طویل اور ۳۵ فیٹ عریض ہی چھت بہت بلند ہی اور فرش رنگ برنگ کی پتھروں کا ہی۔ جو ایسی اوستادی سی لگائی گئی ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کسی دو سلطنتوں کی اغراض وصل لئے بلکہ سلامتی و قیام اونکی باہمی اتحاد کی متقاضی ہیں۔ تو وہ ٹرکی اور انگلستان ہیں۔ اسی لئی گو اونہوں نے دوسروں کی درخواست ہائے اتحاد کو مسترد نہیں کر دیا۔ بلکہ جاپان جیسی بعید المسافت یا حقیر ریاستوں کو بھی جنکو کوئی اور بادشاہ فتح و نصرت تازہ سی سرمست ہوکر بالکل بے حقیقت سمجھتا نہایت تپاک کی ساتھ اپنے سینہ سی لگا لیا ہی مگر تاہم ہی اپنی ملک کی قدرتی اور لازمی دوست کیطرف سی غافل نہیں ہی اور موجودہ مغائرت کی کوئی پرواہ نہ کرکے باین خیال کہ شاید انگلستان سابقہ کارروائیوں پر شرمندہ و نادم ہوکر خود سلسلہ جنبانی کرنیسے محترز رہی اور اسطرح دونوں فریق کے شرم ہی میں رہنے سی معاملہ بالکل ناقابل اصلاح ہوجائی کامل مردانہ اخلاقی جرأت سی کام لیکر خود ابتدا کر دی ہی۔ اور ہمکو پوری توقع ہی۔ کہ اونکی یہ کوشش بے اثر نہیں رہیگی۔ کیونکہ گو ولایت کی کسی انگریزی اخبار نے ابتک تحریر نہیں کیا کہ انگریزی گورنمنٹ بھی اپنی بچھڑی ہوئے دوست سی صلح کرنیکے لئے دوچار قدم آگی بڑھنے کی تجویز کر رہی ہی۔ مگر مصطفےٰ آفندی کامل مصری محب وطن نے ۱۴ ستمبر کو بمقام پیرس انگریزی قبضہ قاہرہ کی سالانہ یادگار کی دن قبضہ مذکور کی برخلاف جو لکچر دیا تھا۔ اوسمیں اوس نے صاف طور پر کہدیا تھا۔ کہ گورنمنٹ انگلشیہ ٹرکی سے موافقت کر لینے اور اوسکی ناراضگی کو دور کرنیکی کوشش کر رہی ہی۔ اور گو یہ خبر ایک مخالف انگلستان کی ذریعہ سی پہونچتی ہے لیکن اس سی بڑھکر راحت افزا خبر ہندوستان کی مسلمانوں کے لئے کوئی نہیں ہوسکتی اور وہ بلا شک و شبہ ایسی خوشخبری دینے پر آفندی موصوف کی مشکور رہینگی۔ مضمون کی خاتمہ پر ہم پھر دوسری دفعہ یہی دعا درج کرتی ہیں کہ ان دونوں سلطنتوں میں مدامی اتحاد و اتفاق ہوکر ہمیشہ کیلئی قائم رہی۔ اور اونکی حاسد و مخالف آتش حسد و رشک سی جلتے رہیں۔ آمین ؁

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲) کی بھی کوشش کرتی) لامحالہ وسیوں کی بھی ساتھ ہوجاتے۔ اور زیادہ طاقتور ہونی دینے کے لئی ہی۔ اگر گورنمنٹ خدا نخواستہ اپنی حدود کو صرف میدانوں تک محدود کر دی اور پہاڑی رستوں اور دروں کی صرف ہندوستانی سوراخوں کی محافظت پر قناعت کری تو وہ سیلاب تنگ و تاریک دروں اور گھاٹیوں سی گھرا ہوا ہونیکی وجہ سی ایسا تند و تیز اور ناقابل مزاحمت ہوجائیگا۔ کہ کوئی طاقت اوسکی روکو نہیں روک سکیگی۔ ہماری جہانشاہ بھائیوں کا دل تو شاید پھر دو دو روپیہ سیر کابل اور غزنی کی بازاروں میں بکنی کو چاہتا ہوگا لیکن گورنمنٹ انگلشیہ کی انسانیت و تہذیب ایسی رعیت ابنائے وطن کی حمیت و غیرت ابتک اونمیں کچھ بھی شکست باقی رہی اونکی اس خواہش و تمنا کو کبھی پورا نہ ہونے دیگی ہمارے وہی کانگرسی ہمعصر انڈیا ایک نقشہ دیکر گورنمنٹ ہند پر بڑا لال پیلا ہوتی ہیں کہ اوسنے صرف فارورڈ پالیسی کی قربانگاہ پر ۱۸۸۴ء سی لیکر ابتک ایک حساب سے ۱۷ ½ کروڑ اور دوسرے حساب سے (جسکو کلکتہ کا اخبار کیپٹل خود ہی سمجھ سکتا ہی) ۴۲ کروڑ روپیہ بلیدان کیا ہی۔ مگر اوسکو یہ اعتراض کرنیسے پہلی دنیا کی دوسری سلطنتوں کے فوجی مصارف معمولی و غیر معمولی کیطرف ایکدفعہ سرسری نظر ضرور ڈال لینی چاہئی تھی۔ کیا اوسے معلوم نہیں کہ ہمارا پڑوسی یورپ کی مفلس ترین سلطنت (روس) جسکی کل آبادی ہندوستان کی آبادی کی تیسری حصہ کی برابر ہی صرف معمولی اخراجات فوجی پر اسی کروڑ روپیہ سالانہ (بحری فوج خرچ اسکی علیحدہ ہی) یعنی ہندوستان کی کل آمدنی سی زیادہ صرف کرتی ہے اور غیر معمولی اخراجات مثلاً فوجی ریلوے لائینوں (تتمہ صفحہ ۱۴۴)

کو اقلیدس کی شکلیں اور بیل بوٹے بنے ہوئی ہیں۔ دیواروں پر نہایت خوب صورت اور بیش قیمت پردے آویزاں ہیں۔
جلالت مآب دروازہ کے قریب کمرہ کے اندر کھڑے تھے۔ وہ نہایت لطف و کرم سے پیش آئے اور گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) تقریر کا دوسرا حصہ اخبار مذکور نے بالفاظ ذیل تحریر کیا تھا۔

سکرٹری ممدوح نے اتحاد کے متعلق ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ تین خوش پوشاک افغان رئوسا کے یلدز محل میں وارد ہونیکی خبر ویسی ہی غلط اور بے بنیاد ہے جیسی کہ مصریوں کی گھڑی ہوئی روایتیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ قصہ بھی بالکل غلط ہے کہ میڈیکل کالج کے ایک طالب علم ذکی بک کو طرابلس کی جلاوطنی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اوسنے دوران حراست خودکشی کرلی مجھے یہ خبر پہلے لندن کے اخباروں میں دیکھی تھی۔ اوسکے پڑھتے ہی میں نے سخت تحقیقات کئے جانے کا حکم دیا اور باز پرس کی کہ اگر ایسا واقع ہوا ہے تو اوسکی اطلاع یلدز میں (یعنی سلطان المعظم کو) کیوں نہیں دی گئی۔ مگر آخر معلوم ہوا کہ یہہ سب محض افترا تھا۔ اس کے بعد انگریزی اخباروں نے یہ گپ اڑائی کہ مراد بک بھاگ گیا ہے (پاؤنیر کے مصری نامہ نگار نے بھی غالباً مشہور غداء ملک ور اخبار المعظم سے پڑھکر یہہ خبر لکھی تھی جسکی ہم نے تردید کردی تھی (اڈیٹر)

جس نامہ نگار نے سب سے پہلے یہ خبر مشتہر کی تھی اسکو اسکی علانیہ تردید کرتے ہوئے تو شرم آئی۔ مگر اپنے اخبار کے کسی بعد کے پرچہ میں یہ شایع کردیا کہ مراد بک کو امیر المومنین نے شرف باریابی بخش کر اوسے کوئی منصب جلیلہ عطا فرمانیکا منشا ظاہر کیا ہے لیکن یہ بھی درست نہیں۔ اس معاملہ پر میرے زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں۔ تم کو جب فرصت ہو خود مراد بک کے پاس جاکر اوسکی زبانی بھاگ جانیکا حال دریافت کرلو۔ جلاوطنی۔ قیدخانوں میں ایذا دہی۔ یلدز سرائے کے محبسوں میں عقوبت دہی اور لوگونکی جوق در جوق گرفتاری کی تمام خبریں سرتا پا غلط ہوتی ہیں۔ اور چونکہ یہہ سب سے پہلے انگریزی اخبارات میں شایع ہوتی ہیں۔ اونسے امیر المومنین کو سخت افسوس ہوتا ہے۔

جلالتمآب امن کے دل سے خواہاں ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ وہ بذاتہٖ خونریزی سے متنفر اور اوسکے مخالف ہیں۔ دوم اسلئے کہ صرف صلح وامن ہی سے ملک کی فارغ البالی۔ آسودہ حالی اور تمدنی صنعتی و تجارتی حالت میں ترقی ہوسکتی ہے۔ حضرت ممدوح نے صرف اسوقت جنگ کا اعلان کیا۔ جبکہ یونانی گورنمنٹ نے اون ترکی سپاہیوں کو جنہیں یونان کی مفسدہ پرداز اور انقلاب پسند خفیہ کمیٹی انہینکی ہتھیار بند بیقاعدہ سپاہیوں نے گرفتار کیا تھا۔ بطور اسیران جنگ اپنے ہاتھ کو بیچکر کمیٹی کو ایسا تسلیم کرلیا کہ گویا وہ خود گورنمنٹ مذکور کے حکم سے لڑ رہی ہے۔ سلطان المعظم تو اسقدر امن پسند ہیں۔ کہ انہوں نے کریٹ میں یونانی فوج کے داخل ہونیکو معاملہ سے بھی باہر خیال درگذر کردیا کہ خود دول یورپ اس قضیہ نامرضیہ کو سلجھالینگی بقیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۳ کہ وغیرہ پر جو کچھ اسکا صرف ہوتا ہے۔ وہ اسی سے ظاہر ہے کہ فقط سائبیریا اور وسط ایشیا کی ریلوں پر وہ کئی ارب روپیہ لگا چکی ہے۔ اور کئی ارب ابھی اور صرف کرے گی۔ پاؤنیر نے سچ کہا ہے۔ کہ اگر کانگرسیوں کو ہالینڈ۔ سپانیہ فرانس۔ پرتگال یا روس کی حکومت کے ماتحت رہنے کا کبھی موقعہ ہوتا تو اونکو قدر عافیت معلوم ہو جاتی۔

سلطان المعظم کی شکل وشباہت

سلطان المعظم کی شکل وشباہت ہرگز ویسی نہیں جیسی کہ اون تصویروں میں دکہائی گئی ہے۔ جنکو بیشمار انگریزی رسالوں اور اخباروں نے شایع کیا ہے۔ اون کی بشرہ سے خفیف ترین خونخواری و سنگدلی یا سخت گیری کا بھی نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ اونکا جسم کسیقدر لطیف و نازک ہے چہرہ سے رحم وحلم برس رہا ہے۔ اور بشرہ بلکہ انسانی شکل بالکل ہی دہوکہ دینے والی اور علم قیافہ بالکل ہی غلط نہ ہو جلالتمآب کے چہرہ سے صاف واضح ہو رہا ہے۔ کہ وہ عمداً کسی مکہی کو بھی تکلیف دینا کبھی گوارا نہیں کرینگے۔ بینی لمبی اور کسیقدر خمدار ہے۔ آنکھیں روشن اور تیز نظر۔ پیشانی بلند وفراخ اور ذہانت خداداد کا صاف پتہ دے رہی ہے۔ جلالتمآب نہایت خوش وخرم اور ہشاش بشاش اور تندرست دکہائی دیئے۔ جنوری کی نسبت اب چہرہ مبارک پر کئی درجہ زیادہ رونق تہی۔ ان چند مہینوں میں جسمانی صحت اور بشاشت میں نمایاں اضافہ ہو گیا تہا۔ آواز ملائم وخوشگوار اور لہجہ تیز و موثر ہے۔ جلالتمآب عموماً یوروپین لباس پہنتے ہیں۔ لنبا ڈھیلا سا فراک کوٹ۔ اور زردوزی۔ کام کی واسکٹ۔ واسکٹ کی سینہ پر ایک مرصع نشان آویزاں تھا۔

جلالتمآب نے ہماری صحت کے متعلق کمال شفقت ونوازش سے کئی سوال کئے۔ بالخصوص اُس چوٹ کے متعلق جو میرے لڑکے کو آئی تھی۔ جلالتمآب نے بذات خود چوٹ کے نشان کو ملاحظہ فرمایا اور ہاتھ سے اچھی طرح ٹٹولا۔ اور جب میں نے یہہ عرض کیا۔ کہ ترکی فوج کے ڈاکٹروں نے زخم کی نہایت احتیاط سے مرہم پٹی کی تھی۔ اور ہمیشہ بیحد مہربانی سے پیش آتے رہے تھے۔ تو جلالتمآب یہہ سنکر بہت خوش ہوئے۔ میرا یہہ بیان بالکل درست تھا۔ اس میں خوشامد وتملق کو کچھ دخل نہیں تھا۔ یہی نہیں۔ کہ ٹرکی ڈاکٹر مہربانی سے پیش آتے رہے۔ بلکہ ہمارے سخت اصرار کے باوجود بھی اونہوں نے فیس لینا منظور نکیا تھا۔ ترکی ڈاکٹر اعلے تربیت یافتہ ہیں۔ اور اونکے پاس جدید ترین لوازمات سرجری وجراحی وآلات ڈاکٹری موجود ہیں۔ سلطان المعظم نے ارشاد فرمایا کہ نصیب اعدا ایکدفعہ وہ بہی گاڑی سے گر پڑے تھے۔ اور ایسی سخت چوٹ کہائی تھی۔ کہ اوس سے بیس منٹ بیہوش رہے تھے۔ جلالتمآب نے نہایت اشتیاق سے دریافت فرمایا۔ کہ یونانیوں نے ہمسے کیسا سلوک کیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یونانی بحری افسروں نے گو وہ بہت شکی طبیعت تھے ہمسے عمدہ برتاؤ کیا۔ البتہ عوام ایسے خود سر ہیں۔ کہ ایم ڈالیس وزیر اعظم اونکو خود سے ہمیں دن کی وقت رہائی دلوا دینگے لئے اختفنز سے پا پیرس نہ آیا۔ یونانی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۱) "عہدنامہ صلح کی ابتدائی شرائط کی بحث میں ٹرکی نے دول کی درخواست پر یونان کے ساتھہ وہ ہر ایک رعایت کی ہے جو ممکن ہوسکتی تہی حتی کہ تھسلی بھی واپس دینا منظور کر لیا ہے حالانکہ یونان نے ترکی قومی قرضہ کا وہ حصہ بھی جو ۱۸۸۱ء کے معاہدہ کی روسے جسکی تعمیل میں ٹرکی نے تہیسلی یونان کو دیدی تہی۔ اوسکے ذمہ واجب ہے۔ اور جو ایکمدت کا وصول ہو گیا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ ادا کرنا قبول نہیں کیا ہے"

. . . .

ایکا نذار انگریزی اخبار اس گفتگو کو پڑہکر دلمیں خفیف تو بہت ہوئے ہونگے مگر ع شرم چیست کہ پیش مردان بیاید:۔

اہلکا عوام سی بہت ڈرتے ہیں۔ اور ہر ایک ذمہ داری اپنے سر لینے سے ڈرتا ہی یہی وجہ تھی کہ یونانی امیر البحر نے ہمیں بمقام دو لوسول حکام کے سپرد کر دینا چاہا تھا۔ جلالت مآب نے میری اس ریمارک سے اتفاق رائے کیا۔ وہ یہ داستان سنکر بہت محظوظ ہوئے کہ یونانیوں نے ایلیس کے روزنامچہ سی کچہہ عبارتیں جنکو پولٹیکل معاملات سی کچہہ واسطہ نہ تھا اوپری نقل کر کی اون سی ہمیں ملزم بنانیکی کوشش کرنی چاہی تہی۔ انہیں سی اکثر عبارتیں گذشتہ واقعات اور اون نوازشوں سی متعلق تہیں۔ جو جلالت مآب نی جنوری گذشتہ میں مجہپر مبذول فرمائی تہیں۔

سلطان المعظم کی ادب خاندان شاہی کی تمام ارکان کل درباری اور اعلے سی اعلے عہدہ داران سلطنت سلطان المعظم کا نہایت ادب و احترام کرتے ہیں۔ وہ جلالت مآب کی روبرو آنے اور رخصت ہونیکے وقت فرشی آداب بجالاتے ہیں اور ہر دفعہ جبکہ سلطان المعظم اونہیں مخاطب کریں۔ یا وہ حضور ممدوح سے کوئی بات کریں اسیطرح اداب و کورنش بجالاتے ہیں۔

صلح کی متعلق گفتگو پہر میں نی صلح کی متعلق سلسلہ جنبانی کی۔ اور بڑی زور سی عرض کیا۔ کہ محاربہ کوئی التوا یا بعزت شرائط پر ختم کر دینا ٹرکی اور یونان دونوں کی حق میں نہایت مفید ہی۔ یونان اور ٹرکی دشمن نہیں ہیں۔ بلکہ ایک دوسری کا دوست رہنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ دونوں کی زبردست مشترک دشمن ہیں۔ محاربہ کا جاری رہنا دونوں کو کمزور کرنے اور سلیو قوم کو فایدہ بخشنے کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں رکہہ سکتا ہے۔

جلالت مآب نی ارشاد فرمایا۔ ٹرکی نے لڑائی شروع نہیں کی۔ یونانیوں کو کسی طرح کا اشتعال ملنے کے بغیر لڑائی کی دنگل میں بے تماشا کود پڑنے سے پہلے ان باتوں کو سوچ لینا چاہئے تھا۔ مینے جواب دیا کہ حضور کا ارشاد بالکل درست ہے اور خود شاہ یونان اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ ٹرکی کو بہت اشتعال پہونچا۔ لیکن اب عساکر عثمانیہ کو کامل فتح و نصرت نصیب ہو چکی ہی۔ ترک اپنی شاندار شجاعت و بسالت کا ثبوت کل دنیا کو دی چکی ہیں۔ اور نیز اپنی نیک چلنی۔ حسن انتظام اور خوش اطواری کا سکہ کل عالم میں بٹھا چکے ہیں۔ بنا بریں جلالت مآب اوس عالی ظرفی کا اظہار جسکے لئی وہ تمام دنیا میں مشہور و ممتاز ہو رہے ہیں۔ اب بآسانی و بلا احتمال نقصان کر سکتے ہیں۔ اور یونان کو ایسی شرایط پر جو اوسکی حق میں بہت ہی ذلت بخش نہ ہوں صلح عطا کر سکتے ہیں۔

جلالت مآب نے ارشاد فرمایا "کہ تم ابھی کہہ چکے ہو کہ شاہ یونان اور اوسکی گورنمنٹ عام رائے سے ڈرتی ہی۔ ٹرکی میں بھی عام رائے موجود ہے۔ اور اوسکا لحاظ کر لینا واجبات سی ہے۔ ٹرکی قوم کا مطالبہ ہی۔ کہ دوسروں میں ایسی جرات نہیں رہنی دینی چاہئیں۔ کہ وہ جب کبھی اونہیں امنگ آ جائی سلطنت عثمانیہ کو جان و مال کی صرف کثیر پر مجبور کر سکیں اور پھر اوسکا خمیازہ کچہہ نہ بھگتیں۔ مینے اس ارشاد کی معقولیت اور برجستگی کو تسلیم کیا۔ مگر ساتھہ ہی التماس کیا کہ !! جان کا اور زیادہ صرف ہونی دینا سخت قابل افسوس اور قابل رحم امر ہوگا۔ ٹرکی کی یونان سے بدرجہا

زیادہ زبردست دشمن موجود ہیں۔ جو اس لڑائی کے جاری رہنے سے بہت خوش ہونگے کیونکہ اس سے جنوب مشرقی یورپ کی
ہر دو غیر سلیو طاقتیں آپس میں لڑتی رہکر کمزور ہو جائینگی۔ میں نے اوس تجویز کیطرف بھی جسے تمام سمجھدار آدمیوں نے بہت پسند کیا ہے
اشارہ کیا۔ تجویز مذکور جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے یہ تھی کہ ٹرکی اخراجات جنگ کے معاوضہ میں یونان سے جس نے بیشتر خواہ مخواہ
ہنگامہ کارزار مشتعل کیا۔ کثیر الرقم تاوان جنگ طلب کرے۔

شرائط صلح

جلالت مآب کی بشرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اونہوں نے بھی اس تجویز کو پسند کیا ہے۔ مگر میری اس مشورہ کے متعلق
کہ ٹرکی تھسلی اور تاوان جنگ کے معاوضہ میں کریٹ یونان کو دیدے کوئی رائے ظاہر نفرمائی۔ میں نے
عرض کیا کہ کریٹ کو اندرونی خود مختاری عطا ہو چکی ہے۔ اور ایسی صورت میں عملاً اوس سے ٹرکی کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ پس
اگر مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت اور اونسے عمدہ برتاؤ ہونیکے متعلق کافی ضمانتیں مل جائیں تو کریٹ کا دیدینا نقصان کے
بجائے ٹرکی کے حق میں مفید ہوگا جسکو ایک بڑی دردسر سے نجات مل جائیگی۔ جلالت مآب نے فرمایا۔ کریٹی مسلمانوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ
اور سخت نامنصفانہ سلوک کیا گیا ہے۔ اور اس سے تمام ٹرکی میں سخت ناراضگی پھیل رہی ہے۔ اس بیان کی تصدیق مجھے اور
بھی کئی وسائل سے ہوئی جب تقریباً تین سو مسلمان یتیم بچے جنکے والدین کو عیسائی باغیوں نے کمال شقاوت سے تہ تیغ کر دیا تھا پہلے
روز کریٹ سے قسطنطنیہ لائے گئے تھے۔ تو اونسے اسقدر ہمدردی کا اظہار کیا گیا کہ تمام سربرآوردہ مسلمان
خاندانوں میں اس بدنصیب بچوں[1] کو پرورش اور تربیت کے واسطے سرکار سے لینے کے لئے بڑی تیز رقابت پیدا ہو گئی تھی۔ میں
نے سلطان المعظم کے ارشاد کے بعد عرض کیا کہ ٹرکی تھسلی سرحد کی ایسی درستی کا دعوی کرسکتی ہے جس سے وہ آئندہ
یونانی حملوں سے محفوظ ہو جائے بالکل حق بجانب ہے۔ ٹرکی کا کبھی یونان پر حملہ آور ہونا بالکل غیر اغلب ہے۔ لیکن جب
کبھی سلطنت عثمانیہ کسی خطرہ میں مبتلا ہو یونان کا پھر ٹرکی پر حملہ کر دینا بالکل قرین قیاس ہے پس یہ نہایت ضروری ہے
کہ کسی ایسی مستقبلہ غاصبانہ کارروائی کے انسداد کے لئے سرحدی پہاڑوں کا سلسلہ جنکے وسط میں لونا ہے۔ مع تمام دروں کے ٹرکی
کے قبضہ میں رہے۔ جلالت مآب نے اس دلیل کو تسلیم کرکے دریافت فرمایا کہ یونانی گورنمنٹ کی تجویز مذکور کے متعلق کیا رائے
ہے۔ میں نے جواب دیا کہ جو کچھ میں نے ایتھنز میں سنا ہے اوس سے میرا خیال ہے کہ یونانی گورنمنٹ کے لئے اسے منظور کرنا ناممکن
تو نہیں مگر مشکل ضرور ہوگا۔ بعد ازاں جلالت مآب نے دریافت فرمایا کہ شاہ اور اوسکے خاندان کی نسبت رعایا کے خیالات
کیسے ہیں اور ان افواہوں کی کہاں تک اصلیت ہے کہ ایتھنز میں عنقریب انقلاب ہوا چاہتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ خاندان کی
حالت اب ویسی نازک نہیں رہی۔ جیسے کہ آج سے دس دن پیشتر تھی۔ ایم ڈیلیانیس کی برطرفی سے جسکی کمزوری اور سفیہانہ
بلند پروازی ہی محاربہ کا باعث ہوئی تھی ایتھنز میں حالت ویسی نازک نہیں رہیگی۔ ایم۔ ایس موجودہ وزیر اعظم اپنے
متقدم سے زیادہ دلیر اور سمجھدار ہے۔ نئی وزارت نے ایتھنز کی ہٹا کر دفتر سے تمام کاغذات ضبط کر لئے ہیں اور اب یونانی اخبارات

---

[1] اون کے بعد اور بھی کئی سو یتیم بچے لائے گئے جن میں سے اکثر سلطنت کے مختلف یتیم خانوں اور صنعتی مدارس میں داخل کئے گئے۔

اس خفیہ سوسائٹی کو جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا یونان میں قادر مطلق بنی ہوئی تھی سخت مطعون اور ذلیل کر رہے ہیں۔

یہہ ذکر کر کے میں نے پھر عرض کیا کہ محاربہ کو جلد ختم کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور اگر انگلستان کی توسط سے ٹرکی اور یونان میں اتحاد ہو جائے تو بہت مفید ہوگا۔ شاہ یونان نے مجھسے ذکر کیا تہا کہ محاربہ سے پہلے وہ ہمیشہ ٹرکی سے اتحاد کرنیکا خواہاں تھا۔ میری رائے میں دونوں ملکوں کا آپسمیں دوست ہو جانا بہت فائدہ بخش ہوگا۔ شاہ اور اوسکی گورنمنٹ باعزت شرائط پر صلح کرنیکے لئے بالکل تیار ہیں۔ سلطان المعظم نے جواب دیا کہ گو یونان نے سخت حماقت کی ہے تاہم ہم بہی یہہ دیکھکر کہ آپسمیں صلح ہو گئی ہے خوش ہونگے۔ نیز اوسوقت یہ بہی ارشاد کر دیا کہ اگر یونان سے عالی ظرفانہ برتاؤ کیا گیا تو اوسکا اثر انگلستان کی عام رائے پر جو بدقسمتی سے گذشتہ دو برسوں سے ٹرکی کے بہت کچہ منحرف ہو گئی ہے بہت اچھا پڑیگا۔ اب بہی اہالی انگلستان کے خیالات پہر بہتری کیطرف بدلنے شروع ہو گئے ہیں۔ ترکی سپاہیوں کی شجاعت اور اونکی خوش اطواری اور ضبط علی النفس سے نہایت نیک اثر پڑا ہے۔

سر فلپ کری کی غلطیاں

ذات شوکت سمات نے یہہ سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمیں انگلستان کی عام رائے کے انحراف کا بہت افسوس ہے۔ اور دونوں ملکوں میں پہر سابقہ دوستی قائم کرنیکے لئے ہم ہر ایک کوشش کرنیکو آمادہ ہیں۔ مگر افسوس انگریزی سفیر کا طریق عمل ہمیشہ معاندانہ رہتا ہے۔ پہر جلالت مآب نے اوسکی کارروائیوں کے متعلق مجھسے بہت سے دلچسپ اور اہم واقعات بتائے۔ جنکو میں شائع نہیں کر سکتا۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ سر فلپ کری سے بیشک کئی قابل افسوس غلطیاں سرزد ہوئی ہیں جو انگلستان اور دونوں کے حق میں نامبارک اور منحوس تہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ انگلستان اور سلطنت برطانیہ کی اغراض کو کسی سفیر کی غلطیاں ہمیشہ کیلئے نقصان نہیں پہونچا سکینگی (یعنی گورنمنٹ انگلشیہ ضرور جلد یا دیر بعد اونکی تلافی کرے گی اور خوشی کا مقام ہے کہ سر بارٹلٹ کی اس تحریر سے چند ہی مہینے بعد سر فلپ کری قسطنطنیہ سے تبدیل کر دئے گئے۔ اور نئے سفیر کی تعیناتی پر تعلقات نے بہی اچھی صورت اختیار کرنی شروع کر لی ہے (مترجم)

اور ٹرکی بہی کئی معاملات پر گفتگو ہوئی۔ مگر میں اونکی تفصیلی حالات نہیں بتا سکتا کہ کہیں مذاکرات صلحیہ میں دقت نہ پیش آئے۔ اس بات کا مجھے کامل اطمینان ہو گیا کہ جلالت مآب صلح و امن کے سچے دوست و خواہشمند ہیں۔ اور ٹرکی کے آخری قطعی مطالبات بہت معتدل اور نرم ہونگے۔ یونانیوں ایسی عیار۔ بدمزاج۔ کوڑی کوڑی پر جہینکنے والے اور جہگڑالو قوم کو شروع شروع میں آسان شرطیں سنانا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ ٹرکی شروع میں ہی اپنے اون مطالبات میں جنکی وہ پوری پوری مستحق تہی بہت ہی تخفیف اور کمی کر دیتی۔ سلطان المعظم اور شاہ یونان سے ملاقات کرنیکے بعد مذکورہ صدر حالات شرائط صلح کے تصفیہ سے بہت پیشتر مئی ۱۸۹۷ء میں تحریر کئے گئے تھے۔

فصل بست وسیوم

سر ایشمیلڈ بارٹلٹ کی آخری رائے

صاحب موصوف اپنی کتاب کی آخری فصل میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

اب جبکہ لڑائی ختم ہو چکی ہے اور شرائط صلح قرار پا چکی ہیں ہم یہ امر زیادہ وضاحت کے ساتھہ معاینہ کر سکتے ہیں کہ ترکی کے ساتھہ اوسکے عیسائی نکتہ چین کیسی ناانصافی و ریاکاری اور دورخی سے سلوک کرتے ہیں۔ فتح ڈوملکو سر پر محاربہ کو ختم ہوئے۔ ابھی بمشکل دس ہفتے ہوئے ہیں۔ مذاکرات صلحیہ میں محض اسلئے توقف اور پیچیدگیاں پڑ رہی ہیں۔ کہ وہ صرف دونوں فریقوں میں نہیں ہو رہے۔ بلکہ ہر شش دول کا تصفیہ میں دخل ہے۔ طے شدہ شرائط یونان کے حق میں از حد مفید اور ترکی کے حق میں اوس سے بدرجہا کم فائدہ بخش ہیں۔ جسقدر کہ ترکوں کو توقع کرنیکا کامل استحقاق حاصل تھا۔ سلطان کو خلاف مرضی مجبوراً محاربہ کرنا پڑا تھا۔ اور ترکوں نے کمال شجاعت دکھائی اور بے نظیر اعتدال و انسانیت سے اسکو سر انجام پہونچایا۔ بایں ہمہ تمام سابقہ محاربات کے برعکس ترکی کو فتح کے صلہ میں کوئی علاقہ نہیں لینے دیا گیا۔ اور تاوان جنگ صرف اسقدر دلایا گیا ہے۔ جو غاصبانہ محاربہ کے واقعی اخراجات کو بھی بمشکل پورا کر سکیگا۔ اور امتیازات یا کیپی چولیشنز میں صرف خفیف سی ترمیم و اصلاح منظور کیگئی ہے۔

ترکی پر نامنصفانہ طعن وتشنیع چونکہ سلطان المعظم اور اونکی گورنمنٹ نے ترکی کے حق میں فائدہ بخش شرائط حاصل کرنیکی کوشش بلکہ سخت جد و جہد کیا۔ لنڈن کے آنہ پرچہ اخبارات اور کور باطن اعدائے عثمانیہ مدبرین نے ادنپر پھر از راہ سفاہت لعن طعن اور دشنام و بدگوئی کی بوچھار شروع کردی۔ ان عقل کے اندھے متعصبونکو یہہ خیال نہ آیا کہ ایسا کرنے میں سلطان المعظم بالکل حق بجانب ہی نہیں۔ بلکہ حب الوطنی اور قومی حمیت کا بھی یہی تقاضا تھا۔ مجلس صلحیہ کے ترکی وکلاء کیطرف سے کوئی نامعقول اور ناواجب یا بے اندازہ توقف اور لیت و لعل ظہور میں نہیں آیا۔ اونہوں نے کسی ایسے توقف یا وسیلہ و تدبیر سے کام نہیں لیا۔ کہ اگر انگریزی وزراء انگلستان کے مفاد کیلئے کسی ویسے ہی توقف یا وسیلہ سے کام لیتے تو اوسے نہ صرف نہایت ضروری بلکہ قابل تعریف بھی نہ بتایا جاتا۔ لیکن چونکہ ترک ایسی جائز تدابیر و وسائل کے مرتکب ہوئے تھے۔ ہمارے اخبارات نے لیت و لعل مذموم اور "پیچیدہ چالبازیوں" پیرو پہلال ومار مضامین ایک مدت سے بند بعد ہو کر لگاتار شایع کرنے شروع کر دئے۔ حتی کہ وزارت خارجیہ کا نفس ناطقہ بنکر ٹائمز نے تو یہانتک دھمکی دیدی کہ اگر ٹرکی گورنمنٹ اصرار سے باز نہ آئی۔ تو روسکا جدید وزیر خارجیہ ایم۔ زینوف معاندانہ کارروائی سے بھی دریغ نہیں کریگا

سر فلپ کری کا تعصب بیجا

انگریزی اخبارات تو خیر از دہلیں۔ اپنے قومی و مذہبی تعصب کی عنان جسقدر چاہیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔ سر فلپ کری تمام آداب خوش اخلاقی و تدبر کو بالائے طاق رکھکر اونسے بھی گوے سبقت لیگیا۔ بتاریخ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء اوسنے مجلس صلحیہ کی اولین اجلاس میں افتتاحی کارروائی کی بسم اللہ یہہ کہکر کی کہ "کوئی علاقہ جو کسی وقت عیسائیوں کا رہ چکا ہے اوسے کبھی اسلامی نہیں ہونے دیا جاسکتا۔" بعد میں جب اس حیرت انگیز متعصب جنون پر اکثر عیسائیوں نے بھی استعجاب و تحیر ظاہر کیا تو سر فلپ کے بعض دوستوں نے تاویل کی کہ "اسلامی" سے اوسکی مراد "ترکی" تھی۔ ہمارے وزیر اعظم لارڈ سالسبری نے بھی اپنی ایک تقریر میں ایسی ہی رائے ظاہر کی۔ قصہ کوتاہ ہمنے اب ایک اور جدید اصول جو کمال حیرت بخش اور چونکا دینے والا ہے یہ قائم کردیا ہے۔ کہ بلالحاظ اسامر کے کہ کون فریق سچا اور کون جھوٹا ہے۔ اور بلالحاظ اس امر کے کس فریق نے سبقت کی ہے اور وحشت و ظلم و ستم یا ناانصافی کا مرتکب ہوا ہے "مسلمانوں" یا بتاویل مابعد کے مطابق "ترکوں" کو کبھی وہ منفعت نہیں اوٹھانے دیجاسکتی جسکا عیسائی فاتحین مغلوبین سے ہمیشہ مطالبہ کرتے اور اوسے حاصل کرتے ہیں یہ منفعت کیا ہے؟ فتح کے صلہ میں کسی اراضی کا ملنا۔ اور افسوس اس اصول کو قائم کون کررہا ہے۔ وہ جو سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے حکمران اور وزراء اور مامورین ہیں۔ کیونکہ یہہ عام معلوم امر ہے۔ کہ ملکہ معظمہ تقریباً دس کروڑ مسلمانوں پر فرمانروا ہیں جنمیں سے چھ کروڑ سے زیادہ صرف ہندوستان میں آباد ہیں۔ اور یہہ کون نہیں جانتا کہ ہندوؤں کی مزمنہ نارضامندی اور تحریک کے بالمقابل شاید ہمیں کل ہی اپنی ہندوستانی سلطنت کی حفاظت کے لئے مسلمانان ہندوستان کی وفاداری اور جان نثاری پر تکیہ و بھروسہ کرنا پڑے۔ کل نہ سہی پرسوں۔ پرسوں نہ سہی اترسوں۔ آخر ایکدن ہمیں مسلمانوں پر ایسا انحصار کرنا پڑیگا۔

مخالفانہ پالیسی کے خطرات

یورپ اور ایشیا میں موازنہ طاقت کا ترازو اسوقت ترکوں کی فوجی طاقت کے قبضہ میں ہے۔ جرمن سلطنتوں (جرمنی و آسٹریا) اور روس و فرانس کے درمیان جو معرکہ برپا ہو جائیگی سو تمہیں اگر جرمنی نے ٹرکی کو اپنا رفیق بنالیا تو یہ اتحاد جرمنوں کی فتح و نصرت کا مرادف ہوگا۔ اگر ہماری ہندوستانی سلطنت پر حملہ کرنیکے لئے روس نے ٹرکی کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ تو اوس اتحاد کا یہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان انگلستان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔

اس سخت مہیب خطرہ کو مدنظر رکھکر ہر سمجھدار انگریز اون منفور افعال و اقوال سے جو انگلستان کے قدیم اور نہایت ضروری رفیق کو برگشتہ خاطر کرنیکا باعث ہورہے ہیں سخت آزردہ ہورہے ہیں۔ اور اونکو ایسی سختی کے مطعون کرنیکے لئے جیسی سختی سے کہ اونہیں کرنا چاہئے۔ ان عقلمند اور عاقبت اندیش خیرخواہان قوم کو کافی الفاظ نہیں ملسکتے۔ ہندوستان کی موجودہ حالت[1] کو لحاظ سے ٹرکی کے متعلق بالضرورت مخالفت کی پالیسی پر کاربند رہنا انگلستان کے حق میں نہایت منحوس اثر ثابت ہوگا۔

---

[1] اس کتاب کے شائع ہونیسے پہلے ۱۸۹۷ء کو سرحدی فساد شروع ہوگئے تھے۔

ان خطرات اور خرابیوں کے علاوہ ایک اور سخت خطرہ بھی اس اصول سے پیدا ہو گیا ہے جو ترکی سلطان کی حریص طامع نیم وحشی اور جاہل ریاستوں کو
کیا اس علانیہ اعلان و اظہار سے بڑھ کر کسی چیز سے تحریص و ترغیب مل سکتی ہے۔ کہ کوئی علاقہ جو کسی وقت بھی سے چھپا ہو۔ کبھی اسلامی
یا ترکی نہیں ہو سکیگا؟ مسٹر پانٹی نیکر واور بالآخر یا گویا صاف صاف یہ کہا گیا ہے کہ تم جب اور جسطرح چاہو بیشک ترکی پر حملہ کرو اور لوٹو
اس کا ذمہ وار ہے کہ تمہاری فوجکشی خواہ کیسی ہی ناانصافانہ اور غاصبانہ کیوں نہ ہو۔ تمہیں ارضی نقصان کوئی نہیں پہونچیگا"[1]

مسلمانوں کی بیداری و انتباہ ایسی صریح ظلم ناظلم اور ایسی پرجوش علانیہ مذہبی تعصب و ایذارسانی کے بالمقابل اگر ٹرکی گورنمنٹ نے اپنی حفاظت کی لئے دنیا کے مسلمانوں کو باہم متحد و متفق
مسلمانوں کو بیدار و متنبہ اور اسلامی طاقت کو مستحکم اور اوسکے پراگندہ اجزا کو باہدیگر پیوستہ اور مرتبط کرنیکی کوشش شروع
کردی ہو تو کیا۔ اس سے کچھ تعجب ہو سکتا ہے؟ اگر یورپ کی آزادی یا اونکا مذہب اسطرح علانیہ معرض خطر میں پڑجاتا تو یہی کام
رومن کیتھولک کرتے نہیں بلکہ کلیسائے انگلستان کے تمام معتقدین دنیا بھر میں اسطرح پر عمل پیرا ہوں اگر اونکو کلیسا کے
ساتھ ویسا ہی ناانصافانہ برتاؤ ہونیکا اندیشہ ہو جیسا کہ اسلام کے ساتھ ہو رہا ہے۔

پیشتر ازیں مسلمانوں کی بیداری انگلستان یا انگریزی حق میں کسیطرح نقصان رساں یا خطرناک نہیں ہو سکتی تھی
کیونکہ انگریزی غلبہ مسلمانوں سے دوستانہ اور منصفانہ برتاؤ ہونیکو مرادف ہوتا تھا۔ مگر افسوس اب یہ نہیں کہا جا
سکتا۔ بلاد مشرق میں ہمارا رفیق اعظم مسلمانوں کے مذہبی تعصب کو جسطرح ہو سکے ہماری برخلاف برانگیختہ
کرنیکا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ جسطرح دو برس ہوئے چترال کا فساد بیرونی تحریک سے وقوع میں آیا تھا
اوسیطرح ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر انگریزی حکومت کے برخلاف حال کے ہنگامہ فساد و بیرونی تحریک و اغوا
سے خالی نہیں۔ مسلمان قبائل کی تندی و پرجوشی اور نیز وہ عجیب و غریب افواہیں جو امیر افغانستان کے قول و فعل کے متعلق
مشہور ہو رہی ہیں نہایت ہی تشویش ناک ہیں۔ ایک مہیب طوفان کی گرج دور سے سنائی دے رہی ہے۔ خدا کرے کہ اوسکی
بدترین خطرات وقوع میں نہ آئیں۔[2]

---

[1] اس اعلان کا نتیجہ بیشک یہی تھا۔ مگر جب یورپ نے ترکی سے کریٹ علاوہ یونان کو دلائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اونکو تعصب سے کچھ
افاقہ ہو گیا۔ یا ذاتی اغراض نے اونکو اس اصول کی عفریت سے متنبہ کر دیا یہ اشتباہ ہے کہ اول یورپ کو ہوا جیسا کہ حصہ اول کے کسی
حاشیہ میں ۱۸۹۹ء کے متوقعہ فساد البانیا کے حالات میں لکھا گیا ہے مقدونیہ اور البانی ریاستوں کو بخوبی متنبہ کر دیا کہ بصورت شکست
وہ یونان کیطرح نلوہ نہ بچ سکیں گی۔

[2] مسٹر شیلڈ پارلیٹ کا قیاس ایک حد تک درست ثابت ہوا۔ یہ طوفان جسکی پہلی مہیب چمک جون ۱۸۹۷ء میں سرحد پر اچانک دکھائی
دی رفتہ رفتہ اسقدر پھیل گیا۔ کہ کہیں مارچ ۱۸۹۸ء میں جاکر کمزور ہوا تھا۔ اور قطعی و اطمینان بخش تصفیہ آج تک بھی
نہیں ہو سکا کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ برابر جاری رہتی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی یا ہمیں فارس کیطرف سے یا نکو ... پیش پردہ رکھ

اس اصول کے متعلق میں ایک اور صورت کا ذکر کرتا ہوں جبکا کسی وقت ظہور میں آجانا امکان میں داخل ہے - سوال یہہ ہے کہ کیا انگریزی پالیسی کا یہ قابل افسوس اور منحوس و بدشگون جدید اصول تمام غیر مسیحی اقوام کے متعلق مدنظر رکھا جائیگا؟ لطور مثال

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱ نمبر حصہ دوم) اپنے کارستانیاں دکہاتا رہتا تہا - اب کہلم کہلا بہی اپنا ہاتہہ دکہانیکا ارادہ کر لیا ہے - ان سرحدی فسادوں کو جیسا کہ بعض انگریزوں نے خیال کر لیا تہا - گو براہ راست محاربہ روم و یونان سے کوئی تعلق نہیں مگر ایک عجیب و غریب اور کمال حیرت انگیز تعلق ضرور ہے انگریزی میں ایک عام مثل ہے کہ "غلطی بلا پاداش نہیں رہتی" غلطی کے ساتہہ اگر بیوفائی بہی شامل ہو تو عموماً یہ پاداش احکم الحاکمین کیطرف سے سخت ہی ملتی - بلکہ مسبب الاسباب خطا کار کو بشرطیکہ اوسکی اوسپر نظر رحم و کرم ہو - اور بنابرین اوسے جلد متنبہ کر دینا چاہتا ہے - یاداش مذکور بہت جلد پہونچا دیتا ہے - میرے خیال میں درحقیقت یہی منشاء الہی جیسا کہ میں وکیل کے ایک مضمون میں تحریر کر چکا ہوں - ان فسادوں کا اصل باعث وہ عیب تہا - یونان کی آزادی کے وقت اور نپولین کے زمانہ میں گو چند دفعہ انگلستان اور ٹرکی کی آپسمیں چپقلش ہو گئی تہی - مگر محمد علی گورنر مصر کی بغاوت میں جب انگلستان نے ٹرکی کو قابلقدر مدد دی تو پہر دونوں سلطنتوں میں کامل اتحاد و اتفاق ہو گیا -

اور جب محاربہ کریمیا میں انگلستان نے ٹرکی کو جانی دشمن روس پر فرانس کے ساتہہ ملکر فوجکشی کر دی - تو یہ اتفاق کمال کے درجہ تک پہونچگیا اور کل دنیا کو یقین ہو گیا کہ اب ترکی و انگلستان ہمیشہ یکجان و دو قالب رہینگے - ترکوں کو بہی جو نہایت ہی سادہ لوح - بہتبار سیدہ سادے اور شریف النفس مسلمان ہیں - اس امر کا ایسا پختہ یقین ہو گیا تہا - کہ جب تک اونہوں نے متواتر دو کر موقعوں پر انگلستان کی طرف سے مخالفانہ کارروائیاں ظہور میں آتی نہ دیکہہ لیں - یہ یقین اونکے دل سے دور نہ ہو سکا - انگلستان کی پالیسی میں یہ تغیر واقع ہونیکے اسباب میں مضمون خلافت اور دیگر مضامین میں جو بست سالہ عہد حکومت کے آخر میں درج ہیں - اور نیز مفروضہ مظالم آرمینیا اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں مفصل بتا چکا ہوں - یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ۱۸۷۷ء کے محاربہ روس و روم تک ترکوں کو انگلستان سے مدد ملنیکا پختہ یقین رہا مگر انگلستان نے آخری وقت تک کروٹ نہ بدلی - اور روس کو ہتہ بہ ۲۳

لہ یہ ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء کے معرکہ شن کمار کے متعلق بعنوان معرفت ربی بفضیہ الغرائید لکہا گیا تہا - جسکو بجنسہ یہاں درج کر دینا شاید نامناسب ہوگا -

معرفت ربی بفضیہ الغرائید - یہ ایک قاعدہ کی بات ہے کہ جب دنیا میں علم و فن اور تہذیب و شائستگی کو بہت ترقی ہو جاتی تو انسان کو اپنی تدابیر اور قدرت پر بہت بہروسہ ہو جاتا ہے اور اوسکو ساتہہ ساتہہ خدا کی قدرت و طاقت اور اوسکی منتظم اعلےٰ ہونے پر قطعی انکار نہ ہی لاپروائی بالیقین پیدا ہو جاتی ہے اور کفر و الحاد کا عام دور دورہ ہو جاتا ہے - عرصہ دراز سے دنیا پہر اسی مقام کی طرف صعود یا نزول کر رہی ہے چنانچہ انیسویں صدی کے آخری عشرہ میں اوسکی یہانتک قریب پہونچگئی ہے کہ خدائی دعوی کرنیوالی انجمنوں کی پیش گوئیوں سے قطع نظر کر کے اکثر دور اندیش اور تعصب سے دور علما کو بہی عجائب و غرائب عدیدہ کے عنقریب ظہور کا یقین سا ہو گیا ہے - ہاں کہی اصحاب کی رائے میں تو یہ دور شروع بہی ہو گیا ہے جنکی رائے میں ۱۸۹۸ء کے گذشتہ واقعات اور سال نو کے ابتدائی کارناموں کو دیکہتے ہوئے ان کا یاقبل از وقت معلوم نہیں ہوتی -

بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۲۳

پھر یہ دو ہستی یا ہم ملی نہیں ہوسکتی؟

انجمن اتحاد کلیسیاء انگلستان { ایسے قاعدے کا پابند ہوتا تو بجائے اسکا خیال تک بھی محض سفاہت و دیوانگی ہے۔ اگر کوئی اجنبی طاقت آیرلینڈ کو "ہوم رول" (اندرونی خود مختاری) دلانے کیلئے اوسپر حملہ کردے۔ اور ہم اوسے شکست }

بقیہ صفحہ ۲۴) سیاحت سے زندگی کے دن کاٹ رہا ہے۔ امیر صاحب پر بھی جو شکوک کئے گئے تھے۔ وہ بالآخر بالکل بے بنیاد ثابت ہوئے۔ امیر صاحب نے اظہار البیان فی نصیحت آل الافغان کے عنوان سے عام اعلان شائع کرکے سرحدیوں کی بخوبی کان کھولدیئے کہ وہ اونسے کسی مدد کی توقع نہ رکھیں اور محقق ہوگیا کہ ظاہری اسباب کئی مقامی وجوہات کے علاوہ زیادہ تر بیدلانہ فارورڈ پالیسی کا نتیجہ تھے مگر اصل باعث میری رائے میں بھی وہی تھا جو عبرت نما خفیہ اسباب میں جہانتک قرائن سے پایا جاتا ہے۔ بیشک کچھ بیرونی تحریک بھی شامل تھی۔ مگر یہ صرف اوسی سلطنت کی کارستانی تک محدود تھی جو سالہا روز سے ریچھ کیطرح ہندوستان کے شہد کے چھتے کے گرد منڈلا رہی ہے۔ اس بارہ میں سر الشمیلڈ سے کل اتفاق ہے۔ اور ۲۳۔ اگست ۱۸۹۷ء کی کیس میں بھی رائے ظاہر کرچکا ہوں۔ امیر صاحب پر زیادہ تر شبہہ اس سے ہوا کہ انہی دنوں ایک کتاب کی چند کاپیاں ہندوستان میں پائی گئیں۔ انگریزی اخبارات نے زمین کو سر پر اٹھالیا۔ اور اسکا خلاصہ کرکے گورنمنٹ کو بھڑکانا شروع کیا۔ کہ یہ کتاب امیر صاحب نے حال ہی میں تالیف کرائی ہے۔ اور مسلمانوں کو جہاد پر اکسانیکے لئے ہندوستان بالخصوص پولیس فوج میں اوسکی عام اشاعت کی کوشش کررہے ہیں مگر تھوڑے ہی عرصہ میں انکی تمام شبہات بے بنیاد ثابت ہوئے۔ اور یہ بخوبی محقق ہوگیا کہ امیر صاحب نے یہ کتاب اب یا انگریزوں کے برخلاف مسلمانوں اور خاصکر افغانوں کو برافروختہ کرنیکے لئے تیار نہیں کرائی۔ بلکہ وہ ۱۸۸۵ء میں جبکہ روسیوں کے ساتھ واقعہ پنجدہ کے بعد جنگ کا قوی احتمال ہوگیا تھا۔ اوس غضب کی مدافعت پر افغانوں کو تیار کرنیکے لئے اپنی نگرانی میں مرتب کرائی تھی۔ تتمہ حاشیہ بقیہ بر صفحہ صـ۲۶

بقیہ حاشیہ صـ۲۱) افریقہ کی ایک ایسی ہی حقیر و بیچارہ علاقہ (ٹرانسوال) کو عبرت کا سبب بنایا گیا لیکن جب جاہل حکومتوں پر بھی اپنی انسانی عقل پر غرور رہا تو انگلستان کی سب سے بڑی اور جلیل القدر مقبوضہ میں طاعون و قحط کی قدرتی بلائیں بھیجدی گئیں۔ اور ہند ایسے امن پسند ملک کی نسبت جس جگہ کی رعایا ابتدائے آفرینش سے لیکر ابتک بادشاہ وقت کی قابل پرستش رہی ہے۔ بدخواہ اور باغی ہونیکے فرضی وہم سے اون کو خستہ و خوار کیا۔

ادہر یورپ میں اسی سلطنت کی نسبت جسکو کچھ عرصہ پہلے اسپین تقسیم کرنیکی تیاریاں کی جاتی تہیں۔ بلکہ ابھی تک یہ تجویز ہنوز ہیں اور ہیں۔ ایسے اسباب بہم پہنچا دئے کہ اوسی وہاں مل کھولکر اون ہی تینوں سلطنتوں (روس، فرانس اور انگلستان) کی لیپالک فرزندا اور پرورش کردہ ملک کو عبرت بخش سزا دینے کا موقعہ ملگیا۔ لیکن جب یہ سبق بھی بیکار ہے اور متواتر تنبیہ عزائم سے کوئی ہوش نہ آیا تو عین اس موقعہ پر جب کہ کل دنیا بچہ مجسم قیصرہ ہند کی الماسی جشن کی خوشیاں منانے کی زور شور سے تیاری کررہی تھی۔ زلزلہ نے ہندوستان کی پایہ تخت کو متزلزل کرنیکے ساتھ ہی شمال مغربی سرحد پر جسے بیرونی حملوں کیلئے نہایت ہی مضبوط و مستحکم خیال کیا گیا تھا۔ ایک ایسی قوم کو جو بقول سر لیم لوکہارٹ انگریزی سطوت و جبروت کے سامنے ناچیز لشہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی تھی ناگہاں فتنہ و شورش پر کھڑا کردیا جسنے آخر اسقدر ہاتھ پاؤں پھیلادیئے کہ ابتک ختم نہیں ہوتے۔ تتمہ حاشیہ بقیہ بر صـ۲۶

دیکر وہاں سے نکالدیں۔ تو کیا انگریزی قوم کا ہر زندہ فرد بشر ایسی انگریزی گورنمنٹ کی جو کسی ایسے اعلیٰ جنجو کے مطالبہ کو منظور کر لینے کے بجائے جو ہمکو اپنی فتوحات کے ثمرات سے محروم کرنا چاہتا ہو۔ آخری وقت تک جد وجہد کرتی رہی ہو دل وجان سے تائید اور سچی تعریف نہیں کریگا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵ کی کتاب کو رکا خلاصہ اور ہر جزو مضمون ہے جنہیں محولہ بالا روایات کا تذکرہ اور جابجا تردید کیگئی تھی حسب ذیل ہیں۔

ضیاء الملت والدین کی تقویم الدین) کتاب تقویم الدین کی تالیف اور اشاعت کا ذکر ہم نے اخبار وکیل کے کسی گذشتہ نمبر میں ہم کردیا تھا۔ ۲ مارچ ۱۹۰۵ء کے سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک نوٹ شائع ہوا ہے جس میں اس کتاب کے خلاصہ کا جو اسی نمبر میں چھپا ہے تذکرہ کر کے ذکر کیا گیا کہ کتاب مذکور کی نسبت بمقدور افغانستان سے باہر جانیکی ممانعت کردی گئی ہے۔ اسلئے خیال نہیں کیا جا سکتا کہ اوسپر کسی دوسرے انگریزی اخبار نے تبصرہ کیا ہو۔ اسی واسطے یہ دلچسپی سے خالی نہیں" اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ مضمون کتاب جنگی ہے پھر بھی ہم خیال نہیں کرتے کہ اسوقت اوس کے ساتھ کوئی پولٹیکل حیثیت وابستہ ہے۔ ہم اپنے ناظرین کو ان اطوار اور طرز خیالات وتوہمات سے واقف کرنا چاہتے ہیں جو افغانوں کی طبیعتوں میں مضمر ہیں"۔

ہمارا انگریزی ہمعصر گو اپنے ناظرین یا دوسرے الفاظ میں اپنے ہمقوم اینگلو انڈین پبلک کے ان افراد کو جو اخبار مذکور خریدتے ہیں اپنے نوٹ کی عبارت سے شاید اسی درجہ تک مطمئن کرسکے جس قدر کہ اوسکا مقصود ہے مگر اسے یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ سول کے پڑھنے والوں کی تعداد اسی قسم کے ناظرین پر محدود نہیں ہے جن کی دل لگی کے واسطے اس تحفہ کا پیش کرنا اوس کا مقصود ہے بہت سے دوسرے لوگ بھی ایسے ہونگے جنکو یہ مضمون کسی دوسرے رنگ کی جھلک دکھانے سے باز نہیں رہ سکتا۔ اتو یہی سمجھے ہوں گے کہ ؎ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ چونکہ اس مضمون کو اگر کوئی اردو اخبار ابتدا میں چھاپ دیتا۔ تو بھی سول جنداں اوسکی کیا اہتمام اوسکے سر تھوپ دیتا۔ جسکا اعلان۔ بغاوت کا شہادت قرار دینا تو اوسکے سامنے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ اس کو تو اندیشہ اینگلو انڈین پرچہ کو جو اپنے آپ کو گورنمنٹ کی موجہ کا مالک سمجھا بیٹھا ہے اسقدر تمیز نہیں کہ مسیائی اخبار کی حیثیت سے مذہبی معاملات میں خامہ فرسائی کرنے سے وہ گورنمنٹ کی پالیسی کو کس قدر زک پہونچا رہا ہے تتمہ برصفحہ

بقیہ صفحہ ۲۵) اسی سرحدی لپشتہ ناچیز کی ایک ٹانگ (یعنی آفریدیوں) کو توڑنیکے لئے جنرل لوکہارٹ ولائیت سے ہندوستان میں آئے اور دو ہفتوں میں کار معوضہ سے فارغ ہو کر واپس جانے کا پختہ عزم رکھتے تھے۔ لیکن ہفتوں کی جگہ مہینے گذرے اور ہنوز وہی دور است کا معاملہ رہا۔ آخر میدان کی برفوں نے جب میدان خالی کرنے پر مجبور کیا تو راولپنڈی میں چندروزہ اقامت کے بعد کلکتہ ہوتے ہوئے شروع جنوری میں ولائیت جانیکا مصمم ارادہ کیا گیا۔ اس چندروزہ اقامت کے دوران میں جب چند مسلمانوں نے انکو کامیاب مراجعت پر ایڈریس دیا۔ تو انہوں نے کامیابی کے لفظ کو حذف کر کے صرف واپسی کا لفظ اختیار کرنے پر اصرار کیا اور دینے والوں کو اصل کیفیت سے آگاہ کردیا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ یہ چندروزہ اقامت کئی اسباب سے ایکماہ تک طویل ہو گئی اور ولائیت چھوڑ اس عرصہ میں کلکتہ تک جانا نہ ہو سکا۔ لیکن ہر چیز کی انتہا ہوتی ہے۔ آخر جنرل ممدوح ۵۔ فروری کو ہندوستان سے روانہ ہو جانیکا عزم بالجزم کر کے راولپنڈی سے کلکتہ کو روانہ ہو گئے۔ اور گورنمنٹ نے حسب ضابطہ تیراہ فوج کی کمانڈ پر اونکے جانشین کا نام بھی گزٹ کردیا اس سفر میں صاحب ممدوح ۲۲ جنوری ۱۸۹۸ء کی دوپہر کو لاہور اور امرتسر سے گذرے۔ ان دونوں مقامات پر سنگھ سبھاؤں نے بڑی دھوم دھام سے ایڈریس دئے۔ اور اپنے راولپنڈی کے سکھ ایڈریس سے ہندگان کے برخلاف مسلمان ایڈریس دینے والوں کی

لیکن افسوس سلطان اور اونکی گورنمنٹ کو لعینہ یہی کرتی ہیں ہم اعداے انسان مکار۔ کینہ توز اور سیاہ درون بتا رہے ہیں۔ وہ جو کچھ ہمارے عیر
کوشش کر رہے ہیں انکی ملک و حکومت کی اغراض یا اوہنکی متقاضی تہیں۔ اور جایز و مناسب حب الوطنی کا تقاضا یہی تہا ہمارے

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۶) پہلے حضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی خلافت کے معاملہ کو اسی اخبار نے چہیڑ کر مسلمانوں میں ایسا ہیجان انگیز
پیدا کر دی تہی کہ جس کا اثر ولایت کے اخباروں تک پہونچکر ابتک اپنا رنگ کہلا رہا ہے۔ ابہی وہ جوش فرو نہ ہونے پایا تہا کہ اس اخبار نے یہ چہیڑ چہیڑ
دی ہے گو اصل میں اسکا اثر کچہہ ہی ہو سکے وہ یہی سمجہا بیٹہا ہے۔ کہ اوسکے ساتہہ کوئی پولٹیکل حیثیت وابستہ نہیں ہے یہ گو عقل عیار سطح پر اپنے دلکو
تسکین دیدی۔ مگر گورنمنٹ کو آنکہیں کہولنی چاہئیں کہ اس قسم کی چہیڑ سے کیا کیا نتائج مخالف کا اندیشہ ہو سکتا ہے ایک یہی نتیجہ تو یہ نکل سکتا ہے کہ یہ
عیسائی اخبار مسلمانوں کے بہکانے کیواسطے آیات قرآنی کے الفاظ کی تحریف کرنے سے بہی اجتناب نہیں کرتا چنانچہ "فرض اطاعت" کی عنوان کی تحت میں
وہ یہہ عبارت لکہتا ہے کہ قوله یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کہ اطاعت کرو اللہ کی اور
اطاعت کرو رسول اور حاکم کی **خواہ اوسکا مذہب کچہہ ہی ہو** معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ آیہ کریمہ کے کن الفاظ سے
اوس نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ کا ترجمہ لفظی تو اسطرح ہے۔ "اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار
والے ہیں تم میں سے"۔ اب الفاظ "خواہ اوسکا مذہب کچہہ ہی ہو" اگر ایجاد رسول ہے تو مسلمانوں کا خیال اس عیسائی اخبار کی نسبت کیا
ہوگا اگر منکم کا ضمیر مسلمانوں کی طرف راجع ہے تو اولی الامر انہی میں سے ہونا چاہئے اور یہی صحیح ہے پہر "خواہ اوسکا مذہب کچہہ
ہی ہو" کا ٹکڑا کہاں سے داخل کر دیا۔ آگے چلکر "بادشاہ کی طرف" کے عنوان کی تحت میں اوسکی قابلیتوں کے متعلق یہ لکہا ہے کہ وہ مسلمان
ہو مرد عاقل اور بالغ ہو یہ پہلی شرط مسلمان ہونے کی ایسی ہے جو "خواہ اوس کا مذہب کچہہ ہی ہو" کی عبارت کی تکذیب کر رہی ہے۔ ہم
پہلے بہی بہت زور دیکر لکہہ چکے ہیں۔ کہ سول اینڈ ملٹری گزٹ جیسے عیسائی پرچوں کو اسلامی معاملات سے کبہی پوری پوری واقفیت نہیں ہو سکتی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) تقلید میں جنرل موصوف کو کامل کامیابی پر بہی مبارکباد دی اور اس موقع پر صاحب ممدوح نے بہی فتح و نصرت
کا لفظ پہلی دفعہ زبان سے ارشاد فرمایا۔ فلک کو انکی خوش ستائی شاید پسند نہ آئی اور اوسنے عین اوسوقت جبکہ یہہ ایڈریس سنے اور
انکے جواب میں جا رہے تہے۔ اس فتح کے لفظ کو خوشی کو زائل اور اس آخری قطعی ارادہ کو فسخ کرنیکا سامان کر دیا۔ جس کی خبر
بالمطلب جو انکو کلکتہ پہونچنے سے پیشتر الہ آباد میں ملگئی ہوگی۔ اور اسوقت کامل یقین ہے کہ انکی زبان سے یہ کلمہ خواہ کیسی ہی دہیمی اور نرم
آواز میں کیوں نہ ہو ضرور بلا اختیار نکل گیا ہوگا۔ کہ "عرفت ربی بفسخ العزایم"۔

اس ارادہ کے فسخ کنندہ واقعہ پر جسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔ انگلستان کے اخبارات میں بڑی لمبی چوڑی بحثیں ہو رہی ہیں
اور ہماری مخالف سلطنتوں کے اخباروں کو اس سے خوب لبر کی اڑانیکا موقعہ مل گیا ہے مگر یہ انکی محض سفاہت ہے۔ دس بیس
پچاس سپاہیوں کے نقصان سے انگریزی سلطنت کا ایک بال بہی بیکا نہیں ہو سکتا۔ اور جس لحاظ سے وہ اسپر اسوقت خوب
جہوم جہوم کر آرزیاں کر رہے ہیں مگر وہ فی الحقیقت کسی وقعت کی نگاہ سے دیکہے جانیکے قابل نہیں یہ سب خدائی کرشمے ہیں ورنہ
کجا مور ضعیف اور کجا پیل دمان۔ اس سے ہماری یہ مراد نہیں کہ ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے سب کام اللہ میاں کو سونپ کر چپ چاپ

کوتاہ اندیش اور کور چشم متعصب وہ اخبار نویس اور مدبرین کو ان تعریفی الفاظ سے جو انجمن اتحاد کلیسیائے انگلستان کے بشپوں نے اپنی گشتی خط (عام اعلان) میں اسلام کی نسبت تحریر کئے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ الفاظ مذکور حسب ذیل ہیں۔

(بقیہ صفحہ) وہ اس معاملہ میں ایک ایسا نادان بچہ ہے جو آگ کو کھیلنے کی چیز سمجھکر اوسے ہاتھ لگا دیتا ہے۔ اور جب ہاتھ جلتا ہے تو چیخ چلا کر مچانے لگتا ہے۔ ہم پہر اپنے معزز معاصر کو نصیحت کرتے ہیں کہ آیندہ وہ اسلامی معاملات پر خامہ فرسائی کرنے سے احتراز کیا کرے اور اگر اس میدان میں قسمت آزمائی کا شوق ایسا ہی چرایا ہے۔ تو کسی مولوی کو نوکر رکھے جو اسکو مذہب اسلام سے آگاہ کرے اور شاید اسی ذریعے سے اسکا سیاہ دل نور ایمان سے اجلا ہو جائے۔

ہاں اگر سول اینڈ ملٹری گزٹ کا روئے سخن حضرت ضیاء الملت والدین کی طرف ہو تو پہر بھی ہم کہیں گے کہ وہ بے عیب کہا گیا۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت صاحب نے تو علانیہ درباروں میں اور تحریروں میں باوضاحت بارہا سرکار انگریزی کے ساتھ دوستی کا اعتراف کر دیا ہے اور پولیٹیکل تعلقات کی وجہ سے ہماری گورنمنٹ کو بھی کوئی وجہ حاصل نہیں ہے۔ کہ اوس کے برخلاف کسی احتمال کو جگہ دے سکے۔ اگر کوئی "پولیٹیکل حیثیت" اس تالیف کے ساتھ وابستہ ہو سکتی ہے تو اسکا خیال روس کو ہونا چاہئے۔ نہ کہ ہماری گورنمنٹ کو بلکہ گورنمنٹ کی طرف سول اینڈ ملٹری جیسے کوتاہ اندیش اخباروں کے ہاتھ میں نہ ہو اسوقت کیا ہماری گورنمنٹ کو کبھی آیندہ بھی اس تالیف کے ساتھ پولیٹیکل حیثیت کے وابستہ ہونیکا اندیشہ نہیں ہونا چاہئے۔

اب ہم سول کے اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ ناظرین کیلئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ہمنے اخبار میں لکہا تہا کہ امیر عبد الرحمن خانصاحب نے ایک کتاب موسوم تقویم الدین اپنے حکم سے طبع کرائی ہے اب ایک کارسپانڈنٹ کی تحریر سے کتاب مذکور کا اقتباس ہمکو ملا ہے اور ہماری رائے میں اس کا چھاپنا ناظرین

(بقیہ حاشیہ صفحہ) ہمیشہ رہنا چاہئے ایسا کرنا خود منشاء ایزدی کے برخلاف ہے۔ دنیاوی امور کیلئے دنیاوی تدابیر مقدم اور لازمی ہیں۔ خود خداوند کریم بھی اپنے منشاء کی تکمیل کے لئے اپنی بنیادی اسباب سے کام لیتا ہے۔ مگر بسا اوقات اپنی محدود عقل سے ہم اسکی کائنات اور اسکی فطرت کے اسباب و نتائج کے ایک سلسلہ کے اس حصہ پر بھی احاطہ نکر سکنے کی وجہ سے انکو خرق العادت ہی کیوں نہ سمجھیں خدا اپنے بندوں سے صرف یہی چاہتا ہے۔ کہ اپنی ہمت و کوشش کے ساتھ تائید ایزدی کی شمولیت کے بھی خواہاں ہوں۔ اس خواہش سے اوسکی طرف متوجہ ہونگے اور یہ توجہ منہیات۔ دغا۔ فریب۔ غضب۔ احسان فراموشی اور خونریزی سے مانع ہوگی۔ طبیعت بری کاموں سے متنفر ہو جائیگی۔ اور جب اس طرح طبیعت میں راستبازی راسخ ہو گئی۔ تو یہ ظاہر ہے۔ کہ راستی کا ہمیشہ بول بالا رہتا ہے۔ اور چونکہ بقول آیہ کریمہ "اِنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصَّالِحُوْنَ" وہ سلطنت و ریاست صرف اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے۔ اوسکی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اپنے ان بندوں کو سیدھے راستے سے بھٹکتا ہوا نہ دیکھے اور ان کی اصلاح و درستی کے لئے حسب ضرورت انکو تنبیہ و تہدید کرتا رہتا ہے پس ان سب مصائب کا مدعا یہی ہے۔ کہ رجال حکومت ان سے دیدہ عبرت کہولکر اپنے رب کو پہچاننے لگیں اور اپنی دنیاوی تدابیروں کے ساتھ فضل ایزدی کے بھی شامل حال ہونے کے لئے

مسلمانوں میں عیسائیت کا وعظ کرنیکے لئے نہایت کامل اور زبردست تیاری کی احتیاج ہے جن لوگوں نے یہ کام کرنا ہو اونپر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے کیرکٹر اونکی تاریخ اور انکی مذہب سے پوری واقفیت حاصل کریں - اونسے یہہ سلسلہ جنبانی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۸) کی دلچسپی کا باعث ہوگا - اصل کتاب فارسی اور عربی میں لکھی گئی ہے - اور اسمیں ۳۶۰ آیات قرآنی اور احادیث نبوی امیر صاحب کے حکم سے دو مولویوں نے جن کے نام میر محمد عظیم خاں سارجنٹ میجر اور مولوی عبدالرزاق دہلوی ہیں درج کی ہیں - خاتمہ کتاب پر چند دیگر سربرآوردہ علمائے افغانستان کی مواہیر بھی ثبت ہیں -

یہ کتاب تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے - اور اس کے ساتھ دیباچہ اور تکملہ بھی شامل کیا گیا ہے - دیباچہ حسب ذیل ہے -

ایکدن امیر صاحب اپنی کسی ایوان میں تشریف فرما تھے کہ اسوقت اونھوں نے چند علماء کو طلب فرما کر یہہ خواہش ظاہر فرمائی کہ کوئی ایسی کتاب تالیف کیجانی چاہیے جس میں جہاد کی ضرورت بالتخصیص کہلائی جاوے تاکہ لوگوں کے مذہبی عقائد میں ضعف نہ رہے - اور اونکا یہ بھی ارشاد تھا کہ جب یہ کتاب تکمیل کو پہونچ جائے تو ہمکو دکھائی جائے تاکہ ہم ضروری اصلاحات اور مناسب تصرفات کر سکیں - بہ تعمیل ارشاد امیر صاحب مولوی صاحبان نے ایک کتاب تالیف کی اور جب یہہ تیار ہو گئی - تو امیر صاحب کی خدمت میں پڑھی گئی - امیر صاحب نے اسمیں کسیقدر ایزادیاں اور تبدیلیاں کیں - چونکہ بعض آیات قرآنی کی تحقیق کیلئے کسی حافظ قرآن کی ضرورت تھی - اسلئے امیر صاحب نے حافظ کے پیش کئے جانیکا حکم دیا مگر بشنیدن غلطی نہیں سے بجائے حافظ قرآن کے دیوان حافظ اٹھا لایا - امیر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا انتشار دیوان حافظ کے پیش کئے جانیکا نہ تھا مگر چونکہ حسن اتفاق سے آگیا ہے - اسلئے اس کے تفاول کرتے ہیں چنانچہ امیر صاحب نے دیوان مذکور جو کہولا تو سرورق پر یہ شعر نکل آیا -

پر بیدار صبا دوشم آگہی آورد وکہ روز محنت وغم رو بہ کوتہی آورد ... رسانید ہست مستعلو بہ فلک حافظ ... چو التجا بجناب شہنشہی آوردند بعد

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۸) کی ہر وقت اونکی درگاہ میں ایلچی رہیں -

اس تمہید کے بعد واقعہ متذکرہ بالا کے مفصل حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں - ناظرین کو یہہ تو معلوم ہے کہ سنہ الحاصل کے علے کرنے کے لئے اکثر آفریدی قبائل کا جرگہ جمرود میں آیا ہوا ہے اسمیں چھ سو کے قریب ملک شامل ہیں - جب سر ولیم لاکہارٹ تیراہ اور وادی باڑا سے انگریزی علاقہ میں ہٹ آئے تھے تو عام خیال تھا - کہ آفریدی لوگ قرار واقعی گوشمالی کے لئے موسم بہار میں پھر لڑائی کیجائیگی - اور اسدفعہ ایسا انتظام کیا جائیگا کہ غنیم کو پہلے کیطرح خود محفوظ رہکر ہمکو سخت نقصان پہنچانے کا موقعہ نہ ملیگا - مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد پولیٹیکل افسروں کی مستعدی اور سرگرمی سے جرگہ جمرود میں جمع ہو گیا - اور گو ذکا خیل اس میں شامل نہ ہوئے تاہم عنقریب صلح ہو جانیکا تقریباً پختہ یقین ہو گیا تہا جس میں ۲۸ جنوری کی شام تک کوئی خلل نہ پیدا ہوا تہا - لیکن اس اثنا میں انگریزی افسران نے ایسی غلط پالیسی پر چلکر جسکی کسی قدر توضیح فساد الاحساسے نوٹ میں کر دیگئی ہے آفریدی علاقہ کا محاصرہ برابر قائم رکھا تاکہ ہندوستان سے کسی قسم کی رسد وغیرہ انکو نہ پہنچ سکے معمولی سمجھ کا آدمی بھی عجیب کاروائی دیکھکر متحیر ہوگا - کہ ایک طرف تو یارو لاسے ملکوں کو جمع کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف انکو تنگ کرنیکا سامان بہی کر رکھا ہے ساتھ ہی باب بقیہ بعد

نہایت اجتناب اسی کرنا واجب ہی اور انکی مذہب کی اچھی باتوں کو تسلیم کر لینا نہایت لازمی ہی۔ تاکہ عیسوی صداقت کی عمارت بنانے کے
لئے ان اچھی باتوں سے بنیاد کا کام لیا جائے۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۹) امیر صاحب یہہ شعر پڑھکر بہت محظوظ ہوئے۔ بعد ازاں جب انہوں نے اپنی گھڑی دیکھی تو ٹھیک پلے ۱۲ بجے
تھے اور نماز جمعہ کا وقت قریب تھا۔ موذن نے اذان دی۔ امیر صاحب نے منجم شاہی کو اس ساعت کے دریافت حال کیلئے طلب فرمایا
نجومی نے بیان کیا کہ یہہ ساعت نہایت ہی سعید ہے اور جناب باری میں استجابت دعا کیلئے نہایت موزون ہے۔ ابھی تک یہہ بھی
نہیں کہ باران رحمت کا نزول شروع ہوا جو عقائد اسلامی کی رو سے استجابت دعا کے لئے ساعات حسنہ میں سے ہے۔ بنا علی ہذا
امیر صاحب نے اپنے دست مبارک دعا کے لئے اٹھائے اور یہہ کلمات دعائیہ زبان مبارک سے فرمائے۔ اے قادر مطلق خدا تو اپنے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو تا قیام قیامت زوال سے اپنے حفظ و امان میں رکھ اور قوم افاغنہ کو تمام آفات ارضی و سماوی سے اپنی پناہ
میں لے۔ اور کافۃ المسلمین علی الخصوص افغانوں کو صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر۔ آمین

جہاد ہر ایک شخص پر فرض ہی) حصہ اول میں جہاد کی فرضیت کی نسبت بحث ہی۔ اس میں درج ہے کہ ہر ایک مسلمان
پر جہاد کرنا فرض ہے۔ چنانچہ آیۂ کریمہ ہے (وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً) اور لڑو مشرکوں سے ہر حال
جیسے وہ لڑتے ہیں تم سے ہر حال۔ اکثر مفسرین نے جہاد کو فرض کفایہ قرار دیا ہی۔ (یعنی وہ صورت میں ادا ہو جاتا ہے جبکہ معدودی
چند جماعت مسلمانوں میں سے بجائے باقیوں کے اس کام میں مصروف ہوں۔ لیکن اگر مسلمانوں پر چاروں طرف سے نرغہ ہو۔ تو اس
صورت جمیع اہل اسلام پر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے اور کفایہ نہیں رہتا۔ مجاہدین کا فرض ہی کہ وہ کفایہ کے ساتھہ اس وقت تک
لڑیں۔ جبتک کہ فتنہ فرو نہ ہو جاوے یا کفار بالکل مغلوب ہو جائیں۔ اور حنفائے واحد اور برحق کی عبادت ان میں عام نہو جاوے (بقیہ ۳۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) خیال کیا جاتا ہی کہ وہ اسطرح دباؤ پڑنے سے جلد شرائط ماننے پر مایل ہو جاینگے۔ افسوس ان افسروں کو یہہ
ہوش نہ آیا کہ جب پچاس ہزار فوج کا دباؤ خود ان کے ملک میں ہو کر انکو سیدھا نہ کر سکا تھا تو یہہ ناکہ بندی کیا پشم کندہ کر سکیگی۔ اسکا
نتیجہ ظاہر تھا کہ رنجش بڑھی اور فریقین کی ایکدوسرے سے برابر مٹھ بھیڑ ہوتی رہی۔ اس چھیڑ خوباں سے چلی جائے کی مصداق پالیسی
نے کل کھیل کو بگاڑ دیا۔ اس وقت اس ناکہ بندی کے لئے قلعہ بارا۔ ممنائی۔ علی مسجد اور جمرود میں چار برگیڈ مقیم ہیں۔ ان چاروں کے
افسران نے ناکہ بندی کے پیچ کو مزید دباؤ کے لئے ایک چکر اور دینے کی تجویز کر کے جنوری کے تیسرے ہفتہ میں میدان کھجوری پر یورش
کرنیکی صلاح کی تھی۔ یہہ میدان قلعہ بارا کے شمال میں واقع ہی۔ اور اوسکے شمال مغرب اور جنوب کی طرف ان پہاڑوں کے گوشے
ہیں جو وادی بارا کو وادی تیراہ سے جدا کرتی ہیں۔ اسکا رقبہ تین میل مربع ہے اور آفریدی اپنے اونٹ اور مویشی یہاں چرایا
کرتے ہیں۔ انہی مویشی اور گلہ بانوں کو گرفتار کرنے کے لئے حملہ کی تجویز کی گئی تھی۔ مگر پہلی تجویز کی اطلاع کسی طرح آفریدیوں کو
پہنچ گئی اور اسے ملتوی کر دیا گیا۔ اور چند روز کا وقفہ ڈالکر نہایت راز داری سے اسکے متعلق دوبارا تجویز کر کے قرار دیا گیا کہ
ہفتہ کی صبح کو چاروں برگیڈ میدان مذکور کو ایک ساتھ روانہ ہو کر اون کو چاروں طرف سے گھیر لیں اور کوئی راستہ (بقیہ ۳۱)

یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ مشرق شرق ہے۔ اور مغرب مغرب ہے۔ کسی مشرقی ملک پہ ٹہیٹہ یورپین اور انگریزی طریق سے حکومت نہیں کیجا سکتی۔ خود ہمکو ٹوچی۔ مالاکنڈ۔ اور سوات وغیرہ علاقوں کے خونخوار اور درشت لڑاکے پہاڑی قبائل جب لڑائی کرنی پڑتی ہے تو استثنائی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) قال اللہ تعالی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۝) اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو لڑتے ہیں تم سے اور زیادتی مت کرو۔ اللہ نہیں چاہتا زیادتی والوں کو۔ اور مار ڈالو انکو جس جگہہ پاؤ۔ اور نکال دو جہاں سے اونہوں نے تمکو نکالا اور دین سے بچلانا قتل کرنیسے زیادہ سخت ہے۔ اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام پاس جبتک وے نہ لڑیں تم سے اس جگہہ۔ پہر اگر وے لڑیں تو اونکو مارو۔ یہی سزا ہے منکروں کی۔ پہر اگر وے باز آویں تو اللہ بخشنے والا ہے۔ اور لڑو ان سے جبتک باقی نہ رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا۔ پہر اگر وے باز آویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر

(وعدہ و وعید) حق تعالی ان لوگونکو دوست رکہتا ہے۔ جو اپنے مذہب اور جماعت کی حفاظت اور بچاؤ میں دشمنوں سے جوانمردی کے ساتہہ مقابلہ کرتے ہیں۔ حدیث نبوی (القتل فی سبیل اللہ یکفر کل شیء الا الدین) جہاد سے مجاہدین کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ باستثناء ان گناہوں کے جو حقوق العباد سے متعلق ہیں۔ کما قال اللہ تعالی وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۝ تتمہ برصفحہ ۴۳۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) بہاگ جانیکا۔ چہوڑی۔ علی مسجد اور جمرود کے دستے میدان تک جاکر بیس سال کا چکر لگا آئے۔ مگر انہیں کوئی غنیم نہ ملا۔ بارہ کا کالم بہی کو سیدہا میدان مذکور کو جاکر اس میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہر گیا۔ لیکن اوسے بہی کوئی دشمن نظر نہ آیا۔ مگر ممناتی کے بریگیڈ سے جو کالم میدان کے مغربی حصہ کو بہیجا گیا۔ اسکا مقابلہ ہوگیا۔ جسمیں ایک سالم پلٹن گورہ ۳۶ سکہہ رجمنٹ کی چار کمپنیاں اور دو توپیں تہیں۔ یہ دو شین کی ارتک بلا مزاحمت چلا گیا۔ وہاں غنیم نے مقابلہ کیا جو فوراً منتشر کر دیا گیا۔ اسپر ایک پہاڑی کے کرارہ پہ سکہوں کی ایک پلٹن کو نگرانی کے لئے مامور کر کے باقی فوج غارونکی تلاش پر مصروف ہوگئی۔ اثناء میں کمپنی مذکور غیر معلوم کسکی غلطی سے کرارہ سے واپس منگوا لیگئی اور غنیم نے اوسپر قبضہ کر لیا مگر چونکہ فوجکی بحفاظت واپسی کے لئے اوسپر قابض ہونا نہایت ضروری تہا۔ اسکو فتح کرنیکے لئے غنیم پر حملہ کیا گیا۔ اور سخت لڑائی کے بعد جسمیں بہت نقصان ہوا اوسپر قبضہ کر لیا گیا۔ اتنے میں مراجعت شروع ہوگئی۔ فوج زخمیوں اور لاشونکی وجہ سے جلد چلنے سے معذور تہی دشمن [illegible] موقعہ پہ [illegible] کہال [illegible] سے حملہ کر دیا۔ [illegible] لڑائی شروع ہوگئی [illegible] رجمنٹ کے کرنل [illegible] [illegible]

ہمدردی اور تہذیب و شائستگی کی یورپین خیالات اور اصول بالائے طاق کہدیئے پڑتے ہیں مستقبل کو فراموش کرنا جبکہ انہیں کہ جسطرح وہ عیسائیوں کو
مسلمانوں کے ماتحت نہیں دیکھ سکتے۔ اسیطرح (ہندوستان کی شمال مغربی سرحد قبائل کیطرح) اشیار کوچک کی مسلمان بھی کبھی عیسوی حکومت

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۲۱) وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ} اور جو ایمان لائے ہیں ساتھ اُسکے لڑتے ہیں اپنے مال اور جان سے اور انہیں کو ہیں
خوبیاں۔ اور وہی پہونچے مراد کو تیار رکھے ہیں اللہ نے انکو واسطے باغ بہشتی ہیں نیچے اونکے نہریں رہا کریں ان میں یہی ہے
بڑی مراد ملنی۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جب مجاہدین بہشت میں داخل ہونگے حق تعالیٰ انہیں فرمائیگا کہ تم میری خاص
رحمت کے سایہ میں آئے ہو جو ایک ایسی نعمت ہے جسکی کہ نظیر جنت میں نہیں کہ کما قال اللہ تعالیٰ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ} مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں اپنا مال اللہ کی راہ میں جیسے ایک دانہ اس سے اگیں سات بالیں ہر بال
میں سو سو دانے اور اللہ بڑھاتا ہے جسکو واسطے چاہے۔ اور اللہ کشایش والا ہے سب جانتا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
{من ارسل نفقة في سبيل الله واقام في بيته فله بكل درهم سبع مائة درهم۔ ومن غزا
بنفسه في سبيل الله وانفق في وجه ذالك فله بكل درهم سبع مائة الف درهم}
جو لوگ کہ مجاہدین کو سامان حرب اور دیگر ضروریات جنگ و نیز خوراک و پوشش سے امداد کرتے ہیں۔ اور خود جائے
قیام سے حرکت نہیں کرتے وہ بھی سات سو گنا انعام کے مستحق ہیں۔ اور اگر وہ جہاد میں شریک ہوں تو اس صورت میں
سات لاکھ حصہ انکا اجر المضاعف ہوگا۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے۔ ان لوگوں کو جو اسلامی سرحدوں کی بقیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۱} اور شام کے قریب کالم کو اپنے ساتھ کیمپ میں لے گئے۔ لاشیں اسوقت نہ لائی جا سکیں ہماری طرف ۳۶ ویں سکھ
پلٹن کا نامور کمانڈر کرنیل ہاٹن جسنے ۲۰ نومبر کے معرکہ سرن سر پر کمال شجاعت دکھائی تھی۔ انکا ایجوٹنٹ لفٹننٹ تورنگ
اور گورہ رجمنٹ کے تین لفٹننٹ جملہ ۵ انگریزی افسر قتل اور گورہ رجمنٹ کا ایک میجر۔ ایک کپتان اور ایک لفٹننٹ زخمی ہوا۔ گورہ
پلٹن کے سپاہی اور نان کمیشنڈ افسروں میں سے ۲۲ قتل اور بقول بعض ۱۷۔ اور بقول بعض ۳۶ زخمی اور سترہ مفقود الخبر اور سکھ
پلٹن کے تین قتل اور دو زخمی ہوئے۔ جنرل وسٹ ماکوٹ دوسرے دن لاشوں کو لانیکے لئے نہ جا سکے۔ سوموار کو گئے اور لاشیں لائے
جنکو آفریدی بیحرمت کر گئے ہوئے تھے۔ کالم کے افسر اور سپاہی جس بہادری اور ثابت قدمی سے لڑے وہ افسروں کے نقصانات
سے ہی ظاہر ہو رہا ہے۔ پہلے خیال کیا گیا تھا۔ کہ آفریدیوں کا بھی بہت نقصان ہوا ہوگا۔ مگر اب تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے
کہ ان کے صرف پانچ قتل اور چند زخمی ہوئے ہیں۔ اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے علاقہ کی چپہ چپہ زمین سے واقف
ہونیکی وجہ سے وہ ان لڑائیوں میں کیسے فائدہ میں رہتے ہیں۔ جنرل وسٹ ماکوٹ ۱۳ جنوری کو ۲۲ لاشیں لائے جنکو لانے
میں ہمارا ایک گوانداز قتل اور آٹھ سپاہی زخمی ہوئے۔ تقریباً تین سو دشمن نے کہائی ویتر ۲۹ کے معرکہ میں ذکاخیل۔ آکاخیل بقیہ نمبر ۳۳

کی ماتحتی قبول نہیں کرینگے۔ امریکہ کے ہوشیار اور تجربہ کار سفیر متعینہ قسطنطنیہ مسٹر بیٹرلی اجب سرفلپ کری کی مجوزہ
اصلاحات کا مضمون پڑھا۔ اور انہیں دیکھا کہ ایشیا کوچک کی کثیر التعداد مسلمان آبادی پر قلیل التعداد مسیحی آبادی کے ہم

لے یہ اب قسطنطنیہ سے تبدیل کئے گئے ہوئے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک لائق رسالہ میں سفیر موصوف نے سلطان المعظم کی نسبت حسب ذیل رائے
ظاہر کی تھی۔ سلطان المعظم کا سن مبارک پچاس برس سے متجاوز ہے۔ قد درمیانہ۔ رنگ نکھرا ہوا گندم گوں۔ بال سیاہ پیشانی بلند اور
آنکھیں بڑی بڑی سیاہی مائل کبود ہیں۔ چہرہ پر بالعموم کمال اداسی چھائی رہتی ہے۔ جب محل سلطانی میں کسی سفیر کی دعوت ہوتی ہے
تو گو وہ پاشا جو سلطانی خدمت میں حاضر رہتے ہیں شاہانہ شان و شوکت کے ساتھ لباس ہائے فاخرہ زیب تن کئے ہوتے ہیں۔ مگر جلالتمآب
بہ نفس نفیس نہایت سادہ لباس میں شریک مجلس ہوتے ہیں۔ سر پر معمولی سرخ ترکی ٹوپی۔ سیدھا سادہ کوٹ۔ سیاہ نیلگوں کپڑے کی
پتلون۔ ولائتی چمڑہ کا بوٹ پاؤں میں۔ اور ایک چھڑی ہاتھ کی کرچ جسکا میان فولادی ہوتا ہے۔ دست مبارک میں ہوتی ہے کبھی کبھی
صرف ایک نشان بھی سینہ پر آویزاں ہوتا ہے۔ عید (بیرام) کے دن ایوان تخت گاہ میں جب سنہری تخت پر اس صوفیانہ لباس تتمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴۳) کی حفاظت کریں ایک ایک نماز کے عوض پانچ پانچ سو نمازوں کا اجر ملیگا۔ بمقابلہ ان لوگوں کے جو گھر میں بیٹھے
رہیں۔ اور حفاظت اور صیانت کے لئے حرکت نکریں جب بلاد اسلامیہ پر کفار کی یورش ہو۔ تو ہر ایک مسلمان پر فرض ہے عام اس سے
کہ وہ مرد ہو یا عورت بڈھا ہو یا جوان۔ حتیٰ کہ یا غلام ضرور ہے کہ معرکہ جنگ میں بذات خاص شامل ہو اور اس شمولیت میں اسے ضرورت نہیں کہ
ولی یا آقا کی اجازت کا انتظار کرے کسی بادشاہ کے حکم کو تلے جہاد کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ وہ بادشاہ عادل ہو یا ظالم
انکو لئے لازم ہے۔ کہ وہ اپنی جان عزیز اور مال سے دریغ نہ کریں۔ تاکہ انکے دین کی تذلیل نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ
الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ
اور تو نہ سمجھ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے۔ بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی پاتے خوشی کرتے ہیں اوپر جو دیا اللہ نے
اپنے فضل سے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ للشھید عند اللہ ست خصال الغفر لہ فی اول دفعۃ تتمہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۳۴۳) ملک دین خیل سپاہ کا سردار اور نجر خیل تھے۔ آخر الذکر چاروں کو نائب جمرود کی جرگہ میں موجود ہیں۔ آفریدی ایک سکھی گوره
کو پکڑ لے گئے تھے جسے انہوں نے واپس پہنچا دیا ہے اور جتنا عرصہ اپنے پاس رکھا اسکی کافی خاطر مدارات اور تیمار داری کرتے
رہے پہلے خیال تھا کہ اس معرکہ سے جرگہ کی کارروائی میں کوئی خلل نہ پڑیگا۔ مگر اب پولیٹیکل افسروں کا بیان ہے کہ اس سے آفریدیوں کے
حوصلے بڑھ گئے ہیں۔ اور اب وہ مشکل شرائط قبول کرینگے۔ پایونیر کی رائے ہے کہ جرگہ کو دو صاحب دریافت ہے شرائط اور انکی تعمیل کیلئے ایک خاص تاریخ
سنا دیجاوے اگر اس تک فیصلہ نہ ہو تو پھر موسم بہار کی مکمل فوجکشی کی ابتدائی کارروائی فی الفور شروع کردیجائے۔ لیکن اکثر
اصحاب کی رائے میں غنیم سے اسقدر رعایت کرنا ہی اب سخت نامناسب بلکہ مضر ہے۔ وہ ہر روز چھاپے مار کر اپنی طاقت
کو مضبوط کرتے چلے جارہے ہیں اور ان سے خود بخود رالفلین وغیرہ دینے کی توقع رکھنا محض ہوس خام ہے اسوقت اور پہلے بھی صرف
یہی تدبیر اختیار کرنی لازم تھی اور ہے کہ یا تو انکو انکے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ یا انکی قطعی سرکوبی کیجائے خواہ اس آخری تدبیر تتمہ

ہم نے سب کو گورنر بنانیکی تجویز کیگئی ہے۔ تو اوسنے فی الفور ٹرکی گورنمنٹ سے امریکن مشنوں کی خاص حفاظت کا انتظام کئے جانیکی درخواست کردی۔ کیوں؟ اسلئے کہ اوسے اپنے ملک کی حالات سے معلوم تھا کہ گویہ غالب باحمیت قوم سخت مخالفت کی بغیر انہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) میں بیٹھے ہوئے اپنے ملکی و فوجی افسروں کا سلام قبول فرماتے ہیں۔ تو عہدہ داروں کی زرق برق کی وردیوں اور مرصع نشانوں کے مقابلہ پر حضور ممدوح کے سادہ لباس کی سادگی کا لطف اور دوبالا ہو جاتا ہے۔ اس موثر اور شاندار دربار کو سفرای اجنبیہ کے سوائے اور کوئی عیسائی نہیں دیکھہ سکتا۔ ارکان سلطنت مراتب فاصلگی کے ساتھہ باری باری سے سلطان المعظم کے روبرو سے گذرتے ہیں۔ جیسے جاپانی کے موقع پر پلٹنوں کی پریڈ۔ سلطانی ادب احترام اس درجہ تک ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ امریکہ کے آزاد مزاج باشندوں کو افسروں کی سلام و آداب غلامانہ انکسار کی مشابہ معلوم ہوتی ہیں۔ اس دربار میں عثمان پاشا ایک سنہری رومال ہاتھہ میں لئے سلطان المعظم کی بائیں جانب کھڑے ہوتے ہیں۔ اور سب افسر انہی فرمانروا کو سلام کرنیکے بعد اس رومال کو بوسہ دیتے جاتے ہیں۔ **تمام حاشیہ بقیہ برصفحہ سابقہ نمبر ۳۳**

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۳) ویری مقعدہ من الجنة ویجار من عذاب القبر ویامن من الفزع الاکبر ویوضع علی راسہ تاج الوقار الیاقوتہ منہا خیر من الدنیا وما فیہا ویزوج اثنین وسبعین زوجة من الحور العین ویشفع فی سبعین من اقربائہ) کہ شہید کی چند خصوصیتیں ہیں (اول) اوسکے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور بہشت میں اپنی جگہہ دیکھہ لیتا ہے (دوم) عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے (سوم) وعدہ قیامت سے آزاد ہو جاتا ہے (چہارم) تاج وقار اسکو عطا ہوتا ہے جسکا ایک ایک یاقوت دنیا ما فیہا سے بیش قیمت ہے (۵) بہتر حوریں اسکو ملینگی (۶) اسکے ستر اقارب اسکی شفاعت پر بخشے جائینگے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ کہ جو شخص جہاد کے راستہ میں مرجائے یا گھوڑے سے گر کر اوسکا ہو یا کوئی موذی جانور اسے کاٹ کھائے۔ تو ان سب صورتوں میں اسے درجہ شہادت نصیب ہوگا۔ اور مستحق جنت الفردوس ہوگا۔ جو لوگ جہاد کر کے صحیح سلامت واپس آئیں۔ انکے لئے بھی وہی درجہ مقرر ہے۔ تمتہ بقیہ حاشیہ برصفحہ نمبر ۳۵

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اپنے اقتدار اور عزت کو قایم رکھنے کے سوا اور کوئی مادی فائدہ نہ پہنچیگا بلکہ ہم ایک ایسی قوم کو معدوم کر دینگے جو ان فسادوں سے پہلے ہمکو قابل اور معتبر سپاہی بہم پہنچاتی رہی ہے۔ اور آیندہ بھی پہنچا سکتی ہے۔ بہر حال موجودہ مخلوط اور دورخی پالیسی کو چھوڑ کر یا تلوار کو مستحکم پکڑ کر دوسرے ہاتھہ کو جس میں طمع اور لالچ دلانیکے لئے اشرفیاں پکڑی ہوئی ہیں۔ نیچا کر لینا چاہئے یا تلوار کو نیام میں ڈالکر انکو محض لطف اور مدارات سے سیدھے راستہ پر لایا جاوے ۲۹۔ جنوری کے معرکہ میں بھی غنیم کو تیس رائفلیں اور کارتوس انکی کچھہ مقدار غنیمت میں ملی۔ اور جب تک اس ہیچ در دوں اور ہیچ بروں حکمت عملی کو نہ چھوڑا جائیگا انکا پلڑا برابر اسیطرح بھاری ہوتا جائیگا۔ ہم تیراہ کی فوج میں یعنی جو علی مسجد۔ ممنائی جمرود و بارا۔ اور انکی ملحقہ علاقوں میں مقیم ہے ۲۹۔ جنوری کو کل مدارج کی ۱۸۰۰ آدمی تھے جن میں سے ۵۰۰ بیمار تھے۔

تتمہ برصفحہ ۳۵

ان تعداد میں سے ۷۰۰۰ گورہ ۱۱ ہزار دیسی اور ۲۶۰۰ کل درجوں کے انگریز افسر تھے۔ پشاور چھاونی کی فوج اس سے علیحدہ ہے

کم پایہ اور مغلوب قوم کی کبھی ماتحتی گوارا نہیں کریگی۔ صوبجات متحدہ کی سول وار (خانہ جنگی) کے بعد جنوبی ریاستوں کے
سفید فام باشندوں نے علانیہ مزاحمت چھوڑ کر حبشیوں کو قتل و پامال کرنیکے لیے جنہیں مساوی پولٹیکل حقوق ملگئے تھے

سلے واشنگٹن گورنمنٹ نے ۱۸۶۱ء میں قانون نافذ کیا کہ کل قلمرو میں حبشی غلاموں کو آزاد کر کے سفید رنگ آبادی کو مساوی حقوق
عطا کر دیئے جائیں جنوبی ریاستوں نے اسے منظور نہ کیا، ملک دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ اور فریقین میں لڑائی شروع ہو گئی۔ آخر جنوبی
ریاستیں ۱۸۶۵ء میں بالکل مغلوب ہو گئیں اور وہاں بھی متذکرہ صدر قانون نافذ ہو گیا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) مہمانوں کی مدارات اور خاطر تواضع کرنے میں یورپ کا کوئی پادشاہ سلطان المعظم پر فوقیت نہیں رکھتا اور کلام کی
خوشگواری میں شاید ہی کوئی انکی برابری کرسکتا ہے۔ سفراء دول سے ملاقات کرتے وقت مصنوعی رعب اور وقار کا حسن ہے کہ دوسرے کے دلمیں حجاب
اور فرد اعتباری سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اونمیں نام و نشان نہیں پایا جاتا اور نہ ثابت ہوتی ہے کہ واقعی رعب بھی موجود نہو کہ جس سے خواہمخواہ
بےتکلفی کی جرات ہوسکے۔ جب میں اول مرتبہ محلسرا میں کھانا کھایا تو سلطان المعظم میز کے صدر پر رونق افروز تھے۔ میں انکی بائیں طرف
اور میری بیوی دہنی جانب تھی عثمان پاشا۔ اسمٰعیل پاشا سابق خدیو مصر۔ صدر اعظم و وزراء سلطنت مدعو تھے حضور ممدوح بھی تناول طعام تتمہ بر صفحہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴} استقلال میدان جنگ میں) قال اللہ تعالی جل شانہ {یا ایہا الذین آمنوا
اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون ۝ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا
تنازعوا فتفشلوا وتذہب ریحکم واصبروا ۝ ان اللہ مع الصابرین ۝}
اے ایمان والو جب بھڑو تم کسی فوج سے تو ثابت رہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو شاید تم مراد پاؤ۔ اور مانو حکم اللہ کا اور اوسکے
رسول کا۔ اور آپس میں نہ جھگڑو پھر نامرد ہو جاؤ گے۔ اور جاتی رہیگی تمہاری ہوا۔ اور ٹھہرے رہو اللہ ساتھ ہے ٹھہرنیوالوں کے)
یا ایہا الذین آمنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوہم الادبار ۝ ومن یولہم یومئذ دبرہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳۴) ہے اسمیں تاریخ مذکورہ بالا کو ۵۰، ۶۰ آدمی، آدمی تھے پس پشاور سے لنڈی کوتل تک ہماری ۵۰ ہزار فوج مقیم
ہے۔ اور پھر بھی دشمن کے مویشی تک نہیں پکڑے جا سکتے جن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جسطرح زرگر سونیکو صاف کرنیکے لئے آگ میں ڈالتا
ہے اسیطرح اللہ میاں ہماری کامل اصلاح کے لئے ہمکو پے در پے یہ خفتیں دلوا رہے ہیں۔
سر ولیم لوکھارٹ غالباً پرسوں (۹۔ فروری ۱۸۹۸ء) کلکتہ سے پشاور پہنچ جائینگے اور پہنچتے ہی جرگوں کو قطعی شرائط جنکو
پولٹیکل افسر تین دن تک مکمل کرلینگے سنا کر ایک خاص میعاد چند دنوں کی تعمیل کیلئے دیدینگے۔ اگر اوسکے اندر اطاعت نہ کیگئی۔
تو ۷ مارچ کو غالباً پوری پوری فوجکشی کیجائیگی۔ مندرجہ بالا مضمون لکھا جا چکا تھا۔ کہ خبر آئی ہے کہ جو قیاس ہمنے اوپر ظاہر
کیا تھا وہ بالکل درست ہے آفریدی اس فتح سے نہایت سرست ہو گئے ہیں۔ اور اکثر اہل الرائے کا خیال ہے کہ اس موقعہ پر آفریدیوں
سے صلح کرلینی باعث خفت ہے اور اگر وہ اب اطاعت قبول بھی کرلیں تو اسے ہرگز منظور نہ کیا جائے تاوقتیکہ انکو مدت العمر
تک کفایت کرنیوالا سبق نہ دیا جائے ورنہ علاوہ خفت سرحد پر آئندہ ہمیشہ فساد ہوتا رہیگا۔ تتمہ بر صفحہ نمبر ۳۶

کو کلس خاں کے نام سے خفیہ انجمنیں بنائیں۔ اور انکی ہاتھ سے بیشمار حبشی قتل اور تہ تیغ ہوئے۔

مظالم فروشی کی علت سخت لعنت ہے سچی بات یہہ ہے کہ ہماری گورنمنٹ اور عام رائے کی تمام

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳۴۵) میں شریک ہوئے کھانیکی نفاست اور عمدگی سکرہ کی آرایش و سجاوٹ ہنر کے سامان اور برتنوں کی بیش قیمتی دلفریبی۔ اور شراب کی عمدگی جو صرف عیسائی مہمانوں کو دیجاتی ہے۔ حد توصیف سے باہر تھی۔ ہر ایک پایتخت اپنے رتبہ کا نشان پہنے ہوئے اور مرصع تمغے اور ستارے لگائے ہوئے تھا۔ صرف میرا اور سلطان المعظم کا لباس سادہ تھا۔ محلسرائے کی دروازوں پر مسلح آدمیوں کا کوئی پہرہ نہ تھا صرف شاہی گارڈ کا ایک دستہ موجود تھا کیونکہ ہر ایک اجنبی سفیر کی ورود پر اسکی سلامی کے لئے ہمیشہ کچھہ فوجی دستہ منگوا لیا جاتا ہے۔ لیکن علاوہ ازاں میں جب کبھی مدعو ہو کر محل کو گیا ہوں اوسکی چار دیواری کے اندر کوئی سپاہی نہ دیکھا۔"

(بقیہ حاشیہ نمبر ۳۵) اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ ط وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ) اے ایمان والو جب بھڑ جاؤ تم کافروں سے میدان جنگ میں تو مت دو انکو پیٹھ۔ اور جو کوئی اونکو پیٹھ دے اوس دن مگر یہہ کہ ہنر کرتا ہو لڑائی کا یا ملتا ہو فوج میں تو وہ لے پھرا غضب اللہ کا اور اسکا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور کیا بری جگہ جا ٹھہرا۔

فرض اطاعت اسلامی دنیا کی نظم و نسق کے لئے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام مسلمان اسکے اس فرمان کی تعمیل کریں۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ (اطاعت کرو اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور حاکم کی خواہ اوسکا مذہب کچھ ہی ہو۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے کہ (اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنْ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ) سنو اور مانو اگرچہ حاکم کیا جائے تمپر غلام حبشی جسکا سر منقی کا سا ہو۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف بادشاہ کے ہاتھ سے پہونچے تو اسے صبر کرنا چاہئے اور اطاعت چھوڑنی نہیں چاہئے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (السلطان ظل اللہ فی الارض یاوی الیہ کل مظلوم) بادشاہ دنیا میں خدا کا سایہ ہے جس شخص کو کوئی اذیت پہونچے وہ اسکی پناہ میں جائے۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ) جو اپنے بادشاہ کی ہتک کرتا ہے اسپر خدا کا غضب نازل ہوگا۔ اور جو اوسکی عزت کرتا ہے اسپر خدا کی رحمت نازل ہوگی

بقیہ حاشیہ نمبر (۳۶) پشاور میں یہ افواہ عام مشہور ہو رہی ہے کہ سرحد پر الٹی گنگا بہنی شروع ہو گئی ہے۔ ذکا خیلوں نے سرکار کو الٹی میٹم (قطعی آخری نوٹس) بھیجا ہے کہ ہم تمکو اپنی شرائط کی منظوری کیلئے ایک ہفتہ کی مہلت دیتے ہیں اس عرصہ میں جرگہ بھیجکر ہم سے تصفیہ کر لو۔ شرائط یہ ہیں سرکار ایک کروڑ روپیہ نقد کو ہی توپخانہ کی مکمل چھہ بیٹریاں دس ہزار کی مٹ فورڈ رائفلیں اور اسی تعداد کی سبیل کارتوس اور گولہ بارود ہمارے حوالہ کرے۔ دریاے سندھ سے پرے اپنی حد قایم کرے۔ اور اپنی نیک چلنی اور عدم مداخلت کی ضمانت میں بارہ پولیٹیکل افسر جنمیں سر جیرڈ ڈافی بھی شامل ہوں بطور یرغمال ہمارے سپرد کرے۔ [illegible] ظاہر ہے کہ یہ افواہ تمامتر بالکل غلط ہو گی تاہم اس سے یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ جب سرحد پر ذکا خیلوں کی شورہ پشتی کی نسبت ایسے خیالات پھیل رہے ہیں

مطلبیونکا موجب مظالم فروشی ہی جو موجودہ زمانہ کے حق میں فی الواقع ایک سخت لعنت ہی۔ مظالم فروشی جو خفیف سے خفیف
مظالم کو خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرنے اور اونکی کمینوں کیطرح ذاتی حرص و طمع کو پورا کرنے یا فریقانہ لبغض و عناد کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہو گی۔ ایک ظالم بادشاہ طوائف الملوکی سے بدرجہا بہتر ہے۔

بادشاہ کی ضرورت ؟ دوسرا حصہ اس مضمون پر مشتمل ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے لئے کوئی بادشاہ منتخب کرے جو اوس کے دین کا محافظ ہو سکے۔ بادشاہ میں تین قابلیتوں کا ہونا ضروری ہے (اول) مسلمان ہو (دوم) حر ہو مرد عاقل اور بالغ ہو (سوم) اپنے احکام کی تعمیل کرانے پر قادر ہو۔ بادشاہ کیلئے تین فرض و واجبات یہ ہیں۔ مرتدوں بے دینوں۔ بدعتیوں کا قلع قمع۔ باغیوں۔ سرکشوں۔ ڈاکوؤں کی بیخ کنی کر سکے۔ اور معاملات سلطنت میں دیگر سلطنتوں کے ساتھ راہ و رسم پیدا کر سکے۔ رعایا کی تعلیم و تربیت میں ساعی ہو اون کے ساتھ سخاوت فیاضی اور عالی حوصلگی سے پیش آئے اور اونکی پاسبانی کر سکے۔ رعایا کے فرائض یہ ہیں۔ اپنے بادشاہ کی تابعداری کرے اوس کے نائب السلطنت کی اطاعت کرے جب ایک شخص کو اپنا سردار مان لیں تو خواہ اوسمیں سب قابلیتیں پوری طور پر نہ بھی ہوں اوسکے مطیع و منقاد رہیں۔ اوسکی ظاہری وضع اور لباس پر تمسخر نہ کریں۔ اوس سے گفتگو کرتے وقت پاس ادب کو ہاتھ سے نہ دیں اور محبت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہمیشہ اسکی تعریف کریں اور اوسکے احکام کی تعمیل کریں۔ اور بوقت ضرورت اوسکی امداد سے دریغ نہ کریں۔ اور جو مشورہ اوس کو دیں نیک نیتی سے دیں۔ جمعہ کی شب ۲۸ ذیقعد کی آخر شب کو امیر صاحب نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی قالین بچھی ہوئی تھی۔ جسپر گل بوٹے کا بہت سا کام کیا ہوا ہے مگر جسکی ناہموار طور پر بھتی۔ اور اوسکے پاس ہی نو اور قالین بھی بچھی ہوئی تھیں جو نہایت نفاست اور سلیقہ کے ساتھ تیار کیگئی تھیں۔ اتنے میں محمود خان جلوہ گر ہوا۔ اور ذکر حرمین کی۔ کہ یہ جاجم ہے۔ تو امیر صاحب نے خواب میں ہی فرمایا کہ جاجم بے معنے لفظ ہی یہ جاجم نہیں بلکہ جاجم جمع ہے امیر صاحب اس خواب کی یوں تعبیر فرماتے ہیں کہ میری اولاد میں سے افغانستان پر دس پشتیں حکمران رہیں گی۔

سرحدی فساد کا اصل محرک کون ہو سکتا ہی ؟ تمام شمال مغربی سرحد پر آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے اچانک فساد برپا ہو جانا سخت حیرت میں ڈال رہا ہے اور یہ ایسا اہم معاملہ ہے کہ گورنمنٹ کو اوسکی تہ تک پہنچنا نہایت ضروری ہے اینگلو انڈین اور چند دیسی اخبارات اسکی مختلف وجوہات بتا رہے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ سرحدی لوگ پولٹیکل افسروں کی جبر و تعدی یا نامناسب برتاؤ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ بعض اوسکو سرحدیوں کے مذہبی تعصب اور طبعاً آزادی پسندی کا لازمی نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ امیر صاحب کو فساد کا محرک نہیں تو کم از کم اوسکا ممد و معاون سمجھتا ہے اور اس امر کا اوسکو ایسا یقین ہے کہ گورنمنٹ کو امیر صاحب سے چند ایسے مطالبے کرنیکی صلاح دیتا ہے جو کسی صورت میں بھی جنگ کرا دینے میں خطا نہیں کر سکتے۔ ملک کے اندرونی حالات معلوم ہونیکے متعلق سرکاری حکام کا دعویٰ غلط ہو یا درست اس میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا کہ خارجیہ معاملات میں جو علم اور واقفیت گورنمنٹ اور اسکے عمال کو حاصل ہے۔ اوسکا عشر عشیر بھی کسی اخبار فرد یا غیر سرکاری جماعت کو حاصل نہیں ہو سکتا لیکن اسبارہ میں گورنمنٹ کو اس بنا پر کوئی مشورہ دینا کہ اخبار کو اوس زیادہ معلومات

نکالنے کا کام لینے کا دوسرا نام ہے۔ لاریب موجودہ زمانہ کی پولیٹیکل تدابیر اور وسائل میں سے بدترین تدبیر ہے۔ وہ لوگوں
میں ادراک و فہم کی حس بالکل باقی نہیں چھوڑتی۔ اس کے ذریعہ انگلستان کے باشندوں کی طبعی ہمدردی اور نرم دلی سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے حاصل ہیں صریح نادانی ہے۔ اور اسی غلطی کے ہمارے بعض سربرآوردہ اینگلو انڈین ہمعصر مرتکب ہو رہے
ہیں جنہیں مذہبی تعصب اور مشتعل مزاجی نے اس معاملہ پر اطمینان کے ساتھہ غور کرنیکے قابل ہی نہیں رہنے دیا۔ ان تمام اخبارات
میں سے البتہ کلکتہ کے اخبار انگلشمین نے اپنی ساری عمر میں اب پہلی مرتبہ بہت کچھہ درست رائے ظاہر کی ہے جس پر اوسکا دوسرا
اینگلو انڈین ہمعصر سول اسے بڑھیا عورتوں کی طرح ڈرپوک اور بزدل ہونیکا ملزم ٹھیراتا ہے۔ لیکن اگر سول یہہ الزام
لگانے سے پہلے یورپ اور خاصکر روس کے اخبارات کو مطالعہ کر لیتا تو اوسے انگلشمین کا روس کیطرف سے اندیشہ ظاہر
کرنا ایسا بعید از قیاس نہ معلوم ہوتا سول اور اسکے ہم رائے دوسرے اخبارات کو جو سارا الزام امیر کابل پر عاید کر رہے ہیں اپنی
غلطی اور انگریزی قبضہ ہندوستان کا اصل مخالف معلوم کرنیکے لئے روس کے نیم سرکاری اخبار نوو وریمیا کا وہ مضمون ملاحظہ کرنا
چاہیے۔ جو واقعہ میرانزے کے بعد اور مالاکنڈ وغیرہ کے فسادوں سے پیشتر جولائی کے وسط میں شایع ہوا تہا۔ ناظرین کو غالباً یہہ تو معلوم
ہوگا کہ روس میں اخبارات کو آزادی حاصل نہیں ہے۔ اونکی ایک ایک سطر شایع ہونے سے پہلے سرکاری محتسب معاینہ کر لیتا ہے اسسے
صاف ظاہر ہے۔ کہ اونمیں کوئی ایسا مضمون نہیں چھپ سکتا جو روسی گورنمنٹ کے خلاف منشا ہو۔ علاوہ بریں نیم سرکاری اخبارات
سے تو کسی ملک میں بہی یہ امید نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی گورنمنٹ کو اوسکے خلاف مرضی کسی پالیسی کے اختیار کرنیکا مشورہ دیں۔ ان
میں اوسی پالیسی پر زور دیا جاتا ہے۔ جو اونکی گورنمنٹ نے اختیار کر رکہی ہو یا عنقریب اختیار کرنیوالی ہو۔ مضمون محولہ بالا میں گو
روسی اخبار نے امیر کابل کو انگریزوں کا جانی دشمن قرار دے رکہا ہے مگر یہہ سمجھہ رکہنا چاہئے کہ صرف اوسکی اپنی خواہش ہی امیر صاحب
کو اس رنگ میں اوسکی آنکہوں کے سامنے دکہا رہی ہے۔ ہمکو اسکی تردید کرنے یا اوس پر نوٹس لینے کی کوئی احتیاج نہیں۔ ہمارا مدعا
مضمون مذکور کے فقط اوس حصہ سے ہے۔ جن میں وہ انگلستان اور ہندوستان کی نسبت روسیوں کے نیک ارادوں کو ظاہر
کر رہا ہے اس مضمون کے ساتھہ اگر ناظرین روسی و انگریزی حدود کے اتصال کو (جو ہفتہ گذشتہ اور اس ہفتہ کے نقشوں میں واضح
کر دیگئی ہیں۔ اور جو چترال کیطرف صرف ایک دوسرے سے پندرہ بیس میل کے فاصلہ پر ہیں) اور نیز ایک طرف پامیر تک اور
دوسرے طرف کوشک* تک بسرعت تمام روسی ریلوے کی تیاری کو مد نظر رکہہ لینگے تو اونکو فی الفور معلوم ہو جائیگا۔ کہ انگلشمین
کی رائے کس قدر باوقعت ہے۔ سرحدی فسادوں کا اصل محرک کون ہے۔ اور گورنمنٹ کو امیر صاحب سے بگاڑ کر لینے کے مشورے
دینا ملک و قوم کیلئے کس قدر خطرناک ہے۔

نوو وریمیا کے مضمون کا خلاصہ جسکا عنوان "افغانوں اور انگریزوں میں لڑائی" حسب ذیل ہے:- اس کے قابل
غور فقروں پر خط کہینچ دیا گیا ہے "افغان فرمانروا نے انگریزی متابعت کے جوئے کو ناقابل برداشت پاکر جس طرح
بن پڑے کابل آزاد ہو جانیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے خواہ اس کوشش میں اسے کیسا ہی نقصان اوٹہانا پڑے۔ کابل کی

انگلستان کی خارجیہ اعداء کی اغتصاب کو تقویت پہنچائی اور ذاتی پولیٹکل امنگوں کو پورا کرنیکا کمال عیاری سے کام لیا گیا ہے۔" ۱۸۷۶ء میں روسی گماشتوں نے مظالم بلگیریا کی من گھڑت افسانے مشتہر کر کے جو کام نکالا تھا۔ وہ اب

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے ٹکسال میں چند گذشتہ ہفتوں سے شب و روز نئے سکے بڑی سرعت کے ساتھ مسکوک کئے جا رہے ہیں جو انگریزوں کے برخلاف جہاد کرنے پر خرچ کئے جانیکے لئے خاص طور پر مصروب کئے گئے ہیں۔ غالباً ہمیں عنقریب ہندوستان کا دوسرا غدر دیکھنا پڑیگا جس میں مسلمان آبادی سب سے آگے بڑھکر حصہ لیگی۔ انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کی اس عنقریب وقوع میں آنیوالی جانبازانہ کوشش کی ابتدا امیر عبد الرحمن کیطرف سے ہوگی۔ اوسکے لئے ناممکن ہے کہ وہ ایسی اہم تحریک اور کارروائی کو خاموشی کے ساتھ بیٹھا دیکھتا رہے۔ اگر اس آنیوالی معرکہ میں انگلستان کامیاب ہوگیا۔ اور اُسنے (جیسا کہ وہ قدرتی طور پر کریگا) کل موجودہ افغانی ممالک کو ملحق کر لیا تو روس اپنے وسط ایشیائی مقبوضات کو سمندر تک بڑھا لیجانے کے امکان سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جائیگا۔ انگلستان ہمارے اعداء کو اسلحہ اور روپیہ سے مدد دیکر کئی دفعہ اپنے تئیں ہمارا دشمن ثابت کر چکا ہے۔ مگر ہم نے اوسکو کبھی ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا۔ اب ہمارے لئے بھی ایسا کرنیکا وقت آگیا ہے۔ ہمکو کون مانع ہے کہ ہم امیر کو کامل امداد دیکر اوس سے اپنی دوستی کا اظہار نہ کریں۔ ایسا کرنا ہمارا صریح فرض اور ہماری عین پالیسی ہے۔ ۱۸۷۹ء میں جبکہ ابھی وسط ایشیا میں ہماری حالت اور اغراض اب جیسی مضبوط اور مجتمع نہیں ہوئی تھیں۔ جنرل وان کاف میں امیر یعقوب خان سے جو ہر وقت ہمارا ساتھ دینے کو تیار تھا۔ برابر خط و کتابت کرتا رہتا تھا۔ مگر اسوقت بدقسمتی سے کابل میں انگریزی سفارت (میجر کوگناری کی طرف اشارہ ہے) موجود تھی جو ریاست کی اندرونی معاملات کی نگران رہتی تھی۔ اور جو آخر کار نئے امیر عبد الرحمن کے توسط سے ملک کو اپنی نگرانی میں لینے میں کامیاب ہوگئی اور جہانتک اس زمانہ کا تعلق تھا روس نے اپنے ہاتھ سے کل موقع کھو دیئے۔ لیکن اگر اب بھی عبد الرحمن کو یہ یقین دلا دیا جائے کہ اوسکی انگریزوں کے ساتھ لڑائی ہونیکی صورت میں روس بالکل الگ تھلگ رہیگا۔ تو وہ شمالی صوبوں سے اپنی تمام فوجوں کو واپس بلا کر مجتمعہ جمعیت میں اپنے دشمن کے برخلاف ڈٹا کر دیگا۔ اپنی فوجونکی درستی و آراستگی کے لئے امیر کے پاس کابل میں کافی سے زیادہ سامان ہے جسے خود اپنے دار الخلافہ میں اُسنے انگریز صناعونکی زیر نگرانی تیار کرایا ہے۔"

ترکی معاملات اور سرحدی ہنگاموں پر اہالی یورپ کی خیالات

[illegible]

جس طرح ہندوستان میں سرحدی فسادوں کی کیفیت مشتمل ہو جانے سے تمام اہل ملک کی توجہ ممالک غیر کی طرف سے ہٹ کر خاص ملکی معاملات اور سرحدی فسادوں کی طرف منعطف ہوگئی ہے اسیطرح یورپ والوں کی نگاہیں بھی جنہوں نے دنیا کی ہر ایک معاملہ میں دست اندازی کرنا اپنا فخر سمجھ رکھا ہے اسطرف ہوگئی ہیں۔ ہر ایک ملک والے علیحدہ علیحدہ اپنے خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں۔ اور اس طوفان بے تمیزی کی موجبات و اسباب کے متعلق طرح طرح کی من گھڑت روایتیں مشہور کر رہے ہیں۔ اُن کے خیال میں ان فسادوں کی تہ میں سلطان المعظم کا بھی ضرور ہاتھ ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا بے سر و پا اور بے بنیاد اتہام ہے جسکی تردید کی کوئی ضرورت معلوم نہیں دیتی۔ ایک معمولی سمجھ کا آدمی بھی خیال کر سکتا ہے کہ اگر حضرت ممدوح کسی ایسی کارروائی کی ضرورت دیکھتے تو وہ سب سے پہلے ایسے ممالک میں کیجاتی جہاں

کسی سے مخفی نہیں رہگیا - اوس مظالم فروشی کی قربانگاہ پر پانچ لاکھ روسی و ترکی جانباز سپاہی اور جزیرہ بلقان کی دس لاکھ سے زیادہ معصوم و بیگناہ مسلمان باشندے بھینٹ چڑہے - اور قسطنطنیہ اور آبادوں کے سوا کل یورپین

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ } اوسکی تکمیل میں انکو چنداں مشکل پیش نہ آتی - ہان اس امر کا سب کو افسوس ہے کہ ان دونوں سلطنتوں میں جو کسی زمانہ میں یکجان و دو قالب سمجھی جاتی تھیں - ایسی کشیدگی ہی کیوں پیدا ہوئی کہ اغیار کو اس قسم کی تہمتیں تراشنے کا موقع ملگیا - سرحدی تنازعات کے ساتھہ ہی گفتگوی مصالحت کے طول کھینچتے چلے جانے سے جس کا الزام بھی لارڈ سالسبری کے ذمہ لگایا جاتا ہے یورپ کے اہل الرائے اصحاب کو خیال گھوڑے دوڑانے کے لئے اور زیادہ وسیع میدان ملگیا ہے جیسا کہ ایک اینگلو انڈین اخبار کے ولایتی نامہ نگار کی تازہ ترین مراسلت سے جو ذیل میں درج ہے بخوبی واضح ہو رہا ہے - یہ نامہ نگار ۲۰ - اگست ۱۸۹۷ء کو لندن سے تحریر کرتا ہے -

انڈین گورنمنٹ کی قابل تعریف مستعدی طریقہ اجتماع فوج کی کامل درستی اور ہماری ہندوستانی فوج کی شاندار جنگی اوصاف کی طفیل جو کچھہ ہندوستان میں وقوع ہونیکا احتمال ہے اوسکی متعلق گذشتہ چوبیس گھنٹوں کی نسبت آج پبلک کی قبیلنگ (فیلنگ) اور جوش میں زیادہ طمانیت اور سکون پایا جاتا ہے - لیکن اسکے ساتھہ ہی اسپر سب متفق الرائے ہیں - کہ ہندوستان اور یورپ دونوں جگہہ انگلستان کے لئے پولٹیکل منظر اور آثار کچھہ کم اہم اور نازک نہیں - مسئلہ روم و یونان سے جیسا کہ ابتدا ہی سے اکثر کو اندیشہ تہا - گذشتہ مشکلات کی نسبت زیادہ دقتیں پیدا ہونیکا سخت احتمال ہو رہا ہے - اور یہ دقتیں ایسی ہونگی جنمیں سب سے بڑا سہل التعلق ہوگا - یہ مسئلہ ہمارے اقتدار ہند اور سرحد افغانستان کی جنگ سے مخلوط ہوا جا رہا ہے - اس سے یورپین اتحاد کو شکست اور بر اعظمی طاقتوں کی انگلستان کے برخلاف متحد ہونیکے قراین ظاہر ہو رہے ہیں - ہندوستان کی شمال مغربی سرحد کی عام بد امنی میں دربار قسطنطنیہ کی سازش ہونیکا کوئی بدیہی اور کافی ثبوت منظور نہیں مگر تمام یورپ میں ہر جگہہ یہی خیال ہے کہ در اصل ایسی سازش موجود ہے - ڈاینا - برلن - پیرس سے یہی خبر آرہی ہے کہ سلطان المعظم نے انگلستان سے اوسکی سابق مخالفانہ رویہ کا بدلہ لینے کے لئے افغانستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کو بغاوت پر انگیختہ کیا ہے - اور کہ نواب وزیر ہند کے دفتر کو اس معاملہ کی عرصہ سے خبر ہے - لارڈ رابرٹس کو یقین ہے - کہ وادی ٹوچی - سرحد سوات اور علاقہ مہمند کی حدود کے فسادوں میں امیر عبد الرحمن ضرور شریک ہیں - (اس امر کی تردید ہم کئی دفعہ پہلے کر چکے ہیں اور خوشی کا مقام ہے کہ اب گورنمنٹ ہند اور اینگلو انڈین اخبارات کو بھی امیر صاحب کی کامل وفاداری اور مطلق بریت کا پورا یقین ہوگیا ہے - اور یہہ ظاہر ہے - کہ جب اس معاملہ میں لارڈ رابرٹس ایسے واقفکار کی رائے درست نہیں نکلی تو اعلی حضرت امیر المومنین کی سازش کو متعلق دیگر یورپین ممالک کے باشندوں کا بیہودہ ہزیان جنکو اصل حالات اور واقعات معلوم کرنیکے درست موقع کبھی نصیب نہیں ہو سکتے کسقدر فضول اور بے بنیاد ہے (وکیل) بر اعظم (یعنے یورپ) میں لوگوں کا بیان ہے کہ دربار کابل کٹ پتلی کی مثال ہے - اور جو ڈوریاں اوسے ہلا رہی ہیں وہ قسطنطنیہ میں کھینچی جاتی ہیں

ترکی پر روس کا قبضہ ہوگیا۔ تازہ و جدید مظالم فروشی نے ترکی کو انگلستان سے منحرف و برگشتہ خاطر کر دیا۔ ہزاروں ارمنوں کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ اور ترکی و یونان میں جنگ کرا دیا جسمیں ہزاروں جانیں برباد ہوئیں اور کروڑ روپیہ پانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) جرمن اخبار **واسی شی ذی ٹنگ** اس امر کو مدلل پیرایہ سے ظاہر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ایک معمولی ملا جبتک وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اوسکا کوئی پشت پناہ موجود ہے جہاد کا اعلان نہیں کر سکتا (بیچارہ جرمن سرحدی ملاؤں کے اقتدار کو کیا جانے۔ دکیں) اور جبتک یہہ صورت نہو نا رضامند قبائل جو کئی سو میل لمبی ملک میں بکھری ہوئی ہوں کبھی مجتمع اور اوسکی زیر فرمان نہیں ہو سکتے۔ اس معاملہ میں ایک چالباز ہاتھ یعنی غلام حیدر خاں کی سازش موجود ہے۔ اوس سے بعد امیر افغانستان اور بعد ازاں خلیفۃ المسلمین اسلام بول سے اونکی حمایت کر رہے ہیں"

ہمارے برا عظمی نکتہ چینیوں کی اس مزخرفات میں ایک اطمینان بخش امر بھی پایا جاتا ہے وہ تسلیم کرتے ہیں کہ خواہ کیسی سخت سخت مشکل ہمکو پیش آئے اسکا مقابلہ کرنیکے لئے ہم مسلمہ طور پر پوری قابلیت رکھتے ہیں۔ اور انگریزی افواج کی آخر کار فتح یاب ہونے میں کسیکو شک نہیں بلکہ برلن کے فوجی اشخاص میں یہ عام خیال ہے۔ کہ سرحد پر یا افغانستان میں جنگ عظیم کا ہونا انگریزی قبضہ بند کرنے کے اسبارہ میں نہایت مفید ہوگا کہ ہمارا اخلاقی اقتدار اور رعب بڑھ جائیگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اگر موجودہ مشکلات اس حدتک بڑھ جائیں کہ امیر سے بھی لڑائی ہو جائے تو اوسکا نتیجہ ایک سخت جانگداز لڑائی ہوگی۔ کیونکہ افغانی فوج نے پچھلے چند برسوں میں بہت بڑی ترقی کرلی ہے۔ وائینا میں کہا جاتا ہے۔ کہ امیر صاحب کی فوج گذشتہ چند برسوں سے بخوبی مسلح ہے۔ اور یہ ہتھیار زیادہ تر ایک روسی کمپنی کے بہم پہنچائے ہیں۔ آسٹریا کے چند سیاح جو افغانستان کے تازہ تازہ سیاحت کرکے آئے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ نہ صرف روسی بلکہ جرمن افسروں نے بھی امیر عبدالرحمن کی ملازمت اختیار کی ہے اسبارہ میں براعظم والوں کی رائے مختلف ہے۔ کہ آیا ان مشکلات میں جو ہندوستان کی گورنمنٹ کو اسطرح اچانک پیش آگئی ہیں۔ روس کی بھی سازش ہے یا نہیں؟ باخبر لوگوں کو یقین ہے کہ وہ اس میں شریک نہیں۔ لیکن اسپر سب متفق ہیں کہ اگر صورت حال زیادہ نازک ہوگئی۔ یا روس کو بھی انگلستان کی نسبت وہی شبہ ہوگیا جو اکثر براعظمی اخبارات ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ وہ ایشیائی معاملات سے توجہ کو ہٹانیکے لئے ترکی و یونان کی صلح کے معاملہ کو طول دینے سے یورپ میں مشکلات پیدا کرنیکی کوشش کر رہا ہے تو پھر روس کی علیحدگی اور کنارہ کشی بھی جاتی رہیگی۔

انگریزی اخبار ڈیلی ٹیلگراف کا نامہ نگار پیرس (دار الخلافہ فرانس) سے لکھتا ہے۔ کہ "فرانسیسی دار الخلافہ میں یہ امر میرے دل پر نقش ہوگیا ہے۔ کہ چند برسوں سے اسلامی دنیا میں زیادہ تر سلطان روم کی تحریک سے جو انگلستان کی مستعد سرگرمی مخالفت سے جو وہ سلطان کی مظلوم عیسائی رعایا کی حمایت کیلئے کر رہا ہے۔ سخت برافروختہ ہو رہے ہیں معتدبہ ہلچل پیدا ہوگئی ہے مسلمانوں کو یہ یقین دلایا گیا ہے۔ کہ انگلستان اونکا سخت دشمن ہے۔ اور اسطرح سے ایک قسم کی جہاد کی منادی کر دی گئی ہے" نامہ نگار مذکور کا خیال ہے کہ اگر انگلستان مسلمانوں کو یہہ امر ذہن نشین کرا دیتا۔ کہ اوسے صرف عیسائی رعایا ہی کی حمایت

پہر بیا - وہ تو ابھی کچھہ اور بھی کر دکہاتی - مگر محض خداوند کریم کی خاص نظر عنایت اور جرمن قیصر کی عقلمندی نے ہمیں سلطنت عثمانیہ کی خونریز الفراض کے حادثہ مشئومہ اور اوسکی لازمی خطرات و نقصانات بیے اندازہ سے جو ہمارے مشرقی

بقیہ حاشیہ گذشتہ کے بلکہ خلیفۃ المسلمین کی کل مظلوم رعایا سے ہمدردی ہے - اور وہ یہہ امر میرے ہن اور واضح کر دیتا کہ میری خواہش فقط یہی ہے کہ کل قلمرو سلطانی میں مفید اور کار آمد اصلاحات کو مروج کراؤں تو اسحالت میں صورت معاملہ موجودہ حالت سے بہت مختلف ہوتی - اونہوں نے ایسا نہیں کیا - اسلئے گو ہشیار ترک (ہشیار ترکوں سے نامہ نگار غالباً اوس مس پنڈر منکحرام ترکی نوجوانوں سے مراد لے رہے ہیں - جو آزاد ترکی جماعت کے نام سے موسوم ہیں) سلطان کی ظالمانہ حکومت سے آہ و فغان کر رہے ہیں - مگر وہ امداد و اعانت کے لئے انگلستان سے استدعا کرنیکا خیال تک بھی نہیں کرتے - امیر صاحب کے نمادی رفاقت اور اظہارات محبت و صداقت پر بہت کم اعتبار کیا جارہا ہے - بعض کو شبہہ ہے کہ موجودہ فساد ایسی سازش کا نتیجہ ہے جو نہایت سوچ سمجھکر تجویز کیگئی تھی - مگر چونکہ قبل از وقت کارروائی کر دینے سے کم از کم سر دست وہ کہیل کسیقدر بگڑ گئی ہے اس لئے امیر صاحب اپنی تدابیر کی تکمیل کیلئے مناسب وقت اور مہلت حاصل کرنیکے لئے دوستی کا یقین دلا رہے ہیں -

انگریزی اخبار سٹنڈرڈ کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے ایک ترک کی گفتگو تحریر کرتا ہے - نامہ نگار اوسکو خیالات کے متعلق لکھتا ہے کہ اگر اوس عام ناراضگی کو مد نظر رکہا جائے جو انگلستان کی فعل و عمل سے عثمانیوں میں پہیلی ہوئی ہے تو وہ بہت ہی معتدل ہیں تاہم یہ ترک فقط انگلستان ہی سے نہیں - بلکہ کل اتحاد یورپ سے آزردہ ہے جسکی نسبت اوس ترک کا (جو اپنی گفتگو سے وہ درست ہے تو سخت پاجی اور کورنمک ظاہر ہوتا ہے و کیل) خیال ہے کہ یہ اتحاد گو بظاہر عثمانیہ سلطنت کے قیام و سلامتی کا مدعی ہے - مگر در اصل (نقل کفر کفر نباشد) عبد الحمید کی جابرانہ حکومت کے استقلال اور قیام میں سرگرم ہے - اور اسوقت تو یہ اتحاد ایسا نکمہ ہوگیا ہے - کہ وہ اپنے وجود کو قائم رکہنے سے زیادہ کوئی کارروائی نہیں کر سکتا - گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد سے گر کر اب ایک قابل شرم باہمی مخاصمت کی حیثیت میں آگئی ہے - جسمیں طاقتیں ترکی اور یونان کے اسوقت تنازعہ سے بالکل غیر متعلق ہو لیکن اپنی اپنی اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے ایک دوسری سے دست بگریبان ہو رہی ہیں - جرمنی کا دعوئے دوستی محض اس امر کا نتیجہ ہے کہ ترکی فتوحات سے ترکوں کی جائز اور منصفانہ مطالبات کے نقصان پہونچا کر یونان کے جرمن قرضخواہوں کا فائدہ نکالا جائے - اور انگلستان عثمانیوں کو علاقہ ارضی اور مالی فوائد سے محروم کرنے اور بلا دلیل و حجت زبردستی اونکو فتح کے ثمرات چہوڑ نے پر مجبور کرنیکی کوشش کر رہا ہے -

ڈیلی ٹیلگراف کا نامہ نگار برلن (جرمنی کا دار الخلافہ) سے ایک نامور جرمن کی رائے تحریر کرتا ہے - یہہ جرمن امیر صاحب کی غداری کی کوئی وجہ نہیں بتا سکتا کہ انہیں انگلستان سے بگڑنے کی کیا ضرورت تھی - مگر بیان کرتا ہے کہ برلن میں یہہ بات برسوں سے معلوم ہے کہ بعض لوگ افغانستان اور ہندوستان میں مسلمانوں سے بغاوت کرانیکی کوشش کر رہے ہیں اور اس تحریک کے بانی مبانی سلطان معظم ہیں اسکے کافی شہادت عرصہ سے برلن میں پہنچ چکی ہیں - اور یہہ یقینی امر ہے کہ برٹش گورنمنٹ کو بھی یہ اطلاع ضرور پہونچ گئی ہوگی - کہ سلطان المعظم نے انگریزوں سے بہت ناراض ہو کر اونہوں نے آرمینیوں کو مدد دی ہے یہہ ثابت کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ وہ بحیثیت خلیفہ انگلستان کو نقصان

مقبوضات کو پہونچتی اور اوسکی تلافی ناممکن ہوتی سمجھا لیا۔ زمانہ حال کا انگریزی مظالم فروش درحقیقت بنی نوع انسان کا دشمن اعظم اور اس مدعا کا جسکا وہ بظاہر حامی بنا ہوا ہو نہایت ہی خطرناک دشمن اور انگریزی اغراض و مفاد کے حق میں الٹی تباہی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پہونچانیکی طاقت رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایران کی وساطت سے اپنی تجاویز کو عمل میں لے آئے" جب اس جرمن سے سوال کیا گیا کہ غالباً روس بھی اس سازش میں امیر صاحب کے ساتھ شامل ہوگا۔ تو اوسنے جواب دیا "نہیں۔ میرے خیال میں روس کی طاقت وسط ایشیا میں ایسی مضبوط نہیں ہے۔ کہ وہ ایسا کرنیکی قابل ہو۔ اگر اوسنے کبھی ہمیں اور انگریزوں پر ہندوستان میں حملہ کیا تو وہ کسی ملک کو چھینیکی بجائے ہوگا۔ نہ کہ اپنی طاقت کو بیفائدہ کوششوں میں ضائع کرینگے۔ البتہ ہم یہ لین الامور وہ شکل میں یہ امر خطرناک پاتے ہیں کہ سمان اسوقت وہ سنکو بھی ہمارے برخلاف اپنے ساتھ ملانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ سابقہ مشکلات میں یہ صورت نہ تھی۔

افغانی تحریک میں روس کی سردست عدم شرکت کے متعلق آسٹریا کے قصبہ لیپتھ کا اخبار لیپتھ لاہمٹ اور جرمن اخبار وہی بشی ذی ٹنگ بھی یہی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ دونوں ساتھ ہی انگلستان کو مشورہ دیتے ہیں کہ اگر وہ چاہتا ہے کہ روس کو مداخلت کے لئے کوئی بہانہ یا اشتعال نہ دیا جائے تو اوسے نہایت حزم و احتیاط سے کام کرنا واجب ہے جرمن اخبار لکھتا ہے کہ "اگر روس ایکدفعہ بام یعنے سطح مرتفع پامیر سے دریائے سندھ کے میدانوں میں آیا۔ تو پھر پیچھے پھر نیکا راستہ مسدود ہو جائیگا"

معاملات سرحد ہند کی تشویش بخش حالت کے ساتھ ہی ہمیں یہ خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ اب انگلستان ہی قسطنطنیہ کی گفتگوئے مصالحت کے تصفیہ میں مزاحم ہو رہا ہے۔ اوسکی کارروائی پر چاروں طرف سے کمال ناراضگی کا اظہار ہو رہا ہے۔ حتیٰ کہ آسٹریا جو عموماً ہمارا دوست اور رفیق رہتا ہے۔ اور فرانس بھی جہاں کچھ عرصہ سے ہمارے ساتھ ازدیاد محبت کی نسبتی تخفیف عداوت کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس معاملہ میں ہم سے ناراض ہو گیا ہے۔ ہفتہ گذرا ہے کہ یہ عام یقین ہو گیا تھا کہ اتحاد یورپ نے باتفاق یہ منظور کر لیا ہے کہ تاوان جنگ کی وصولی ہونے تک ترک تھسلی۔ لاریسا اور دولو پر بدستور قابض رہے اور جیسے جیسے اقساط وصول ہوتی جائیں اول لاریسا اور پھر دوسرے شہر یکے بعد دیگرے خالی کر دئے جائیں۔ بعض روایات کے مطابق یہ تجویز کل سفرائے دول ستہ مقیمہ قسطنطنیہ نے منظور کر لی تھی مگر جب انہوں نے اس امر کی اطلاع اپنی اپنی گورنمنٹوں کو دی تو لارڈ سالسبری نے سر فلپ کری کو مخالفت کرنیکی ہدایت کی۔ الغرض خواہ انگریزی سفیر نے اس تجویز کو پہلے مان لیا تھا یا نہیں یہ یقینی بات ہے کہ اب اکیلا انگلستان اوسکا مخالف ہے اور باقی تمام دولتیں اسکو قبول کرنے پر تیار ہیں اور اسطرح گفتگوئے مصالحت کا تصفیہ رکا پڑا ہے۔ انگلستان اوس نئی حد کے آگے جو ترکی اور یونان میں اب منظور ہوئی ہے۔ اور جسکی رو سے ترکی کو صرف پہاڑوں کی چوٹیاں اور درے اور چند ایک غیر آباد دیہات دئے گئے ہیں۔ تھسلی کے کسی حصہ پر ترکی کے قابض ہونیکی اس بنا پر مخالفت کرتا ہے کہ یونان فقط چھوٹی چھوٹی سالانہ اقساط سے تاوان جنگ ادا کر سکیگا جو اس حساب سے عرصہ دراز میں بیباق ہوگا اور اس لحاظ سے تا بیباقی قبضہ ولانا دائمی قبضہ کے برابر ہوگا۔ ترکی کہتی ہے کہ جبتک پہلے ایک معقول رقم جو دس لاکھ پونڈ بتائی جاتی ہے۔ ادا نہ کیجائے مقبوضہ علاقہ سے ہم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹائینگے اور پھر جوں جوں تاوان ادا ہوتا جائیگا اوسکی نسبت سے ملک کو خالی کرتی جائینگے۔ اوسکے اس دعویٰ کو سب اعظمی دول تسلیم کرتی ہیں۔ اور ترکی کو اس امر پر مجبور کرنے سے انکار کرتی

سمجھ لینا ہے کہ اوسکی سخت و بدتر لعنت انسان کی وہم وگمان میں نہیں آسکتی۔

لازمی اتحاد کی اس کتاب کے زوبندہ کی اب بھی گذشتہ تین برسوں کیطرح یہ دلی تمنا وخواہش ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی ہیں کہ وہ ایسی شرائط پر جسپر وہ صولی کی متعلق اطمینان بخش نہیں سمجھتی تھسلی کو خالی کردی۔ اسٹیر کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہی کہ قیصر جرمنی نے سینٹ پیٹرزبرگ کی سیاحت کی دوران میں عثمانی سفیر کو سلطان کیخدمت میں تحریر کرنیکی اجازت دی تھی کہ وہ حضور ممدوح کو قیصر اور زار کی طرف سی یقین دلادی۔ کہ یہہ دونوں فرمانروا تاوان جنگ کی مقابلہ میں اون کی پوری طرفداری کرینگے۔

جرمنی کا اخبار نیشنل سائی ٹنگ بھی جو قیصر ولیم کا خاص الخاص پرچہ اور لسان الحال سمجھا جاتا ہے بڑی زور سے لکھتا ہی کہ کوئی شخص ترکی سی اس حقیر سی تاوان سی جو اوسی اخراجات جنگ کے عوض ملیگا۔ دست برداری ہونیکی امید نہیں کرسکتا۔ اور نیز یہہ ہرگز بلا وصولی تھسلی کو چھوڑ دینا دست برداری کی مساوی ہی کیونکہ نہایت ہی سخت اور معتبر ضمانتوں کی بغیر ترکی کے مطالبات کا خفیف ترین حصہ بھی بیباق نہیں کیا جائیگا یونان روپیہ ادا کردینے سے بیشک اس مشکل کو دور کرسکتا ہی مگر مشکل یہہ ہی کہ اس کی پاس روپیہ نہیں جسکو ہم پہنچا نیکی لئے اونسے بے طرح جد وجہد کیا ہی۔ یونانی بنکوں کی مہتموں اور دیگر ساہوکاروں نے صلاح ومشورہ کیا گیا کہ دس لاکھہ پونڈ مطلوبہ کسطرح سی بہم پہنچائی جائیں کہ ترک تخلیہ کی کارروائی شروع کردیں مگر ان سبنے کہدیا کہ ہم کوئی معقول تدبیر نہیں سوچ سکتے۔ اول یونانی متمولین سی بھی جو ممالک اجنبیہ میں مقیم ہیں التجا کیگئی۔ مگر جیسا کہ دولتمندوں کا قاعدہ ہی کہ جب اونکو شک ہو کہ فلاں شخص قرض مانگنے کیلئے آیا ہی تو وہ نوکر کے ہاتھ کہلا بھیجتے ہیں۔ کہ میاں صاحب گہر میں نہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے ٹال مٹول اتبلادیا چنانچہ اکثر متمولین کی کوٹھیوں سی جواب آگئی کہ مالک بغرض سیر وسیاحت باہر گئی ہوئی ہیں۔ اسبات کا کچھہ چرچا ہو رہا ہے۔ کہ عثمانیہ بنک نے دس لاکھہ پونڈ مطلوبہ قرض دینی کا ارادہ کیا ہی۔ مگر یہہ خبر بالکل مجمل ہی اور اسبات کا کوئی پتہ نہیں چلتا کہ کیا بنک توکل علی اللہ موجودہ حالت کی کل جوکہوں اٹھاکر قرض دینی کو تیار ہی یا کسی معتبر اور مستند ضمانت اور کفالت پر دینا چاہتا ہی۔ اگر یونان دول یورپ کی ضمانت دیدی تو روپیہ ابھی میسر ہوجاتا ہی۔ لیکن ایسا کرنیکو لئے اوسی لازمی طور پر یورپین نگرانی قبول کرنی پڑیگی جس سی اوسی بدستور سابق سخت انکار ہی۔ پس جب ترکی۔ انگلستان جرمنی اور یونان متضاد شرائط پر مصر ہوں توکم از کم سردست اتحاد یورپ کی محنتوں کا خاتمہ نظر آتا ہے۔ اور ہر ساعت اوسکی شکست ہونیکی توقع لگ رہی ہی اگر ایسا ہوگیا تو سارا الزام انگلستان کی سر تھوپا جائیگا۔ اور بعض اعظمی اخبارات کی خفگی آمیز تحریرات اگر سطحی نہیں ہیں اور باوجود اسکی یہہ خفگی کوئی زیادہ خطرناک صورت نہ اختیار کری تو ہمیں اپنے تئیں کمال خوش نصیب سمجھنا چاہئی حسب معمول ہم پر خود غرضی کی الزام لگائی جارہی ہیں۔ وائینا (دارالخلافہ آسٹریا) میں ہمپر الزام لگایا جارہا ہی کہ ہماری اس تجویز کو کبھی کامیاب نہیں ہونی دیا جائیگا۔ آسٹریا والوں کا بیان ہی کہ گو یورپ انگریزی حکومت ہند کو مخدوش حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا لیکن اگر اوسی یورپ میں سخت پیچیدگیاں پیدا ہوں یا یورپین عالمگیر جنگ کے خطرہ اور ہندوستان کی مخدوش حالت

انگلستان اور ٹرکی میں پھر سابقہ مودت اور یگانگت قائم ہو جائے۔ یہہ رفاقت دونوں سلطنتوں کے لئے ضروری ہے۔ ٹرکی چاروں طرف سے بلحاظ اصول مذہبی ایمان دشمنوں سے گھری ہوئی ہے۔ اور اوسکو ایک ایسی سلطنت کی امداد اور دوستانہ صلاح و مشورہ کی سخت ضرورت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں سے ایک کو منتخب کرنیکی ضرورت لاحق ہوئی تو وہ کوئی ایسا لیاچڑا عذر و مکر نہیں کریگا بعض آسٹری ہنگری اخبارات خیال کرتے ہیں۔ کہ جسطرح سلطان لارڈ سالسبری سے اونکی اس طریق عمل کا جو وہ قسطنطنیہ میں اختیار کئے ہوئے ہیں انتقام لینا ... میں مشکلات برپا کرا کر بدلا رہے ہیں۔ اوسی طرح لارڈ سالسبری سلطان المعظم کی اس افغانستانی فعل کا قسطنطنیہ میں مشکل حادث ارکر عوض لے رہے ہیں۔ مختصر ہماری بر اعظمی نکتہ چینیوں میں سے ایک بھی ہماری نسبت یہہ حسن ظن نہیں رکھتا کہ ہم محض یونان کی بلا غرض دوستی کیوجہ سے یہہ سب کچھہ کر رہے ہیں۔ سب کے سب یکزبان ہوکر یہہ کہہ رہے ہیں۔ کہ انگلستان نے کسی خاص خود غرضی کو مد نظر رکھا ہوا ہے۔

اخبار پیسٹر لائڈ بڑے دعوے سے لکھتا ہے اگر انگلستان نے اور زیادہ مزاحمت کی تو دول یورپ اوسکے بغیر ہی تنازعہ روم و یونان کا تصفیہ کرنا شروع کر دیں گی۔ اگر برٹش گورنمنٹ کل تاوان جنگ کی ادائیگی تک ترکی قبضہ تھسلی کو منظور نہیں کریگی۔ تو یہہ ممکن ہے کہ دول عظام یونان کو ادائگی کے لئے کوئی اور معقول ضمانت ٹرکی کو دینے کے قابل بنادیں۔ مگر اسسے یہ لازم نہیں آتا کہ تھسلی کے مسلسل ترکی قبضہ کے لئے بر اعظمی طاقتوں کو انگلستان سے منظوری حاصل کرنا ضروری ہے اگر بر اعظمی طاقتیں متفق ہو جائیں کہ تا وصول تاوان ترکی قابض رہے۔ تو ایسی حالت میں دو ہی صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہہ کہ شاید یونان اس بات پر رضامند ہو جائے اسصورت میں بمصداق پنجابی مثل ماسی مات پھیا کپا کٹنی"۔ لارڈ سالسبری شاہ جارج سے زیادہ خیر خواہ یونان نہیں ہو سکتے۔ دوم یہہ کہ یونان رضامند نہو۔ اور لارڈ ممدوح کی یہہ رائے ہو کہ ترکوں کو بہر نوع و بہر حال فی الفور تھسلی خالی کر دینی چاہئے۔ تو اسصورت میں ترکی و یونان میں کوئی صلح باہم نہیں ہوگی۔ بلکہ ترک جبتک انکا دل چاہیگا تھسلی میں مقیم رہینگے۔ ہاں بہادر یونانی فوج "یا برطانیہ کلاں اونکو نکالدے تو دوسری بات ہے۔ مگر ان دونوں صورتوں میں سے کسی کی بھی پیش آنیکا احتمال نہیں۔ روس اگر اب سے بارہ مہینے پیشتر ترکی کو مجبور کرنے پر رضامند نہیں ہوا تھا تو یقیناً وجہ اب بھی نہیں ہوگا۔ جرمنی یونان کی طرفداری میں سلطان المعظم پر زیادتی کئے جانیکی یقیناً مزاحمت کریگی"۔ اخبار مذکور کی تحریر کا پچھلا حصہ بیشک بالکل درست ہے۔ پانچواں بر اعظمی طاقتوں میں سے چار بالضرور انگلستان کو بالفعل کوئی عملی مخالفانہ کارروائی نہیں کرنے دینگی۔ اور خود انگلستان کے باشندے بھی یونان کی محض نازبرداری کرنیکے لئے اوسکی خودداری میں حرف آنے اپنی گورنمنٹ کو یورپ کے امن میں خلل ڈالنیکی اجازت نہیں دینگے نہ یہہ ممکن ہے کہ یونان ہی پھر لڑائی کو شروع کر دیگا یہہ ٹھیک ہے۔ کہ اتوار گذشتہ (۱۵ اگست) کو ایتھنز میں ایک عام جلسہ ہوکر یہہ رزولیوشن پاس ہوا تھا کہ ... فیصل شرائط پیس صلح کو ہماری سر منڈھنا چاہتا ہے۔ اور نیز چونکہ بمقابلہ ... یونانی ... [illegible] ... کی پناہ میں ہیں ... ناقابل فتح ہیں۔ لہذا گورنمنٹ سے ... [illegible]

ہے جو کہ پل شاہ اشتہ اور سہ بیرِ جزیرہ ہے جسکو علاوہ سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات یا اوسکی آزادی کے متعلق کوئی برا ارادہ نہیں رکھتی
اسیطرح انگلستان کیلئے ہندوستان پر پاؤں جمانے کو اور ٹیلز اور بحیرہ روم میں ہماری بحری فوقیت و غلبہ پر کسی دشمن کے حملہ آور

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کہ یونانی کو صلح ہونیکے لئے طلب کریں اور شاہ بذات خاص فتح جنگی کی کمان لے''۔ مگر ہم قرائن پاتے ہیں کہ یونانیوں کی سمجھ اور
حس کو ہوش آنا شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ ۱۵ اگست کی ڈیلی نیوز میں یونانی اخبار اکرو پولس کے اڈیٹر نے یونانی گورنمنٹ کی کل انتظام حکومت پر
ایسا زبرا کو مضمون لکھا ہے کہ اوس سے زیادہ سخت ممکن نہیں تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ آئینی طرز حکومت یونان میں بالکل بودی ثابت ہوئی
ہے پارلیمنٹ عہدے تلاش کرنے اور سرکاری اجارے ملنے کا ذریعہ ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک سرکاری محکمہ اور اسکی متفرق شاخیں مجلس وضع
قوانین جیسے محکمہ انصاف و عدالت۔ پولیس۔ تعلیم۔ لوکل گورنمنٹ۔ فوج۔ بحری فوج۔ تار اور ڈاک سبکے سب رشوت اور خیانت کے
جذام سے از سرتا پا پوسیدہ اور متعفن ہو رہے ہیں۔ بادشاہ بہتری کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتا۔ کاہلی بزدلی یا خود غرضی خواہ کوئی وجہ ہو
وجہ یہی ہے خود شاہ شطرنج بنگیا ہے اور بعض وزرا انکی کہ احکام پر دستخط کرنیکی مشین ہے۔ مگر وہ شاہ کو ہی ملک کا نجات دہندہ تصور کرتا ہے۔ وہ
لکھتا ہے کہ اگر جمہوری ریاست قائم کرو تو وہ گویا انجام کی خود ابتدا کرنی ہوگی اور موجودہ خاندان کو بدلنا صریح مشکل ہے یونان کا
تخت ایسا آرام دہ نہیں کہ اوسکے لئے کوئی امیدوار بسہولت پہونچ سکے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ بادشاہ اوس کام کو جو اوسکے سامنے ہے بخوبی
سمجھے اور اوسکی تکمیل کے لئے کمر ہمت چست باندھے بلکہ جسطرح کہ اب وہ نام نہاد بادشاہ ہے پھر فی الواقع بادشاہ بھی بنے۔ اوسکے خیال
میں یونان کو کامل تباہی سے بچانے کے لئے زبردست اور مستقل مطلق العنان حکومت کی ضرورت ہے اڈیٹر مذکور بادشاہ کو مشورہ دیتا ہے
کہ وہ فتح الوسع ترکی سے بہت جلد صلح صفائی کرکے اپنے اندرونی نظم ونسق کے ناپاک اصطبل کو جسقدر جلد ممکن ہو صاف کرے۔ یہ خیال یونان
میں بہت مقبول ہے اور امید ہے کہ وہ اپنے ملک کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو جائیگا۔ مگر ساتھ ہی بعض کو اندیشہ ہے کہ
انگلستان کے بغیر مشورہ اور بلا امداد سہارے کے شاید یونان کو راستہ پر آنے میں برابر چلتا رہیگا۔ موجودہ مشکلات سے باہر نکلنے کا راستہ
ایسا صاف اور سادہ ہے کہ بڑے انگلی اخبارات مزاحم ہو کر اسلئے بگڑ رہے ہیں کہ کیا وہ ایسی بدیہی بات کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یونان فقط چند دات
محاصل یورپین مالیس نگرانی کے سپرد کر دے تو وہ تھسلی کو ترکوں سے خالی کرانے کیلئے کل ہی کافی رقم حاصل کر لیتا ہے۔ اسبارہ میں ڈیلی نیوز
بھی ترکوں کی حمایت کرتا ہے وہ لکھتا ہے کہ اگر ترک تھسلی کو یونہی چھوڑ دینگے تو پھر اونکو ایک حبہ بھی وصول نہیں ہوگا۔

اگر اتحاد یورپ شکست ہو گیا تو سلطان کے اقتدار میں جو پہلے ہی بہت بڑھ گیا ہے اور زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ پرنس بسمارک کا اخبار
ہمبرگر ینگر کرش لکھتا ہے کہ خلافت سلطان روم کی ذات میں بہت بڑی طاقت ہے اور یورپین مدبرین و سفرا کو آگاہ رہنا
چاہیئے کہ اب انکو ایسی ترکی سے سابقہ نہیں جسکی کمزوری کی رو اونکے پیشنظر رہی تھیں۔ کچھ عرصہ سے تقریباً ہر ایک واقعہ کسی
نہ کسی طرح سلطان کے حق میں نہایت مفید پڑتا ہے اور جسطرح یہ امر عظمی اخبارات بالعموم اور جرمن اخبارات بالخصوص
سلطان المعظم کی طاقت و جبروت کی صفت ثنا کرتے اور روکتے ہندوستان۔ افغانستان اور مصر میں انگلستان کو کسی ایسی ایذا کا جو
دیتا ہے پہنچا سکتے ہیں ترکی کی ہیبت کی جو ابتدا ترکی کی کافی قوت کے اوپر پہنچ چکی ہے چھوٹی سی تحریر میں لکھنے میں ایک دوسرے

یہہ پالیسی اختیار کی گئی ہے۔ یہ پالیسی پولیٹیکل حالات مذہبی اعتقاد اور فوجی و بحری اغراض عسکریہ کی دائمی ضرورتوں
پر مبنی ہے۔ لفظی اور مغالطہ آمیز رقیق القلبی اور الفاظی کی بے اندازہ مقدار سے بھی اس پالیسی کی احتیاج

نہیں جاتی ہے۔ گذشتہ ہفتے اخبار ٹائمز میں ایک نامہ نگار انگریز نے فرضی نام سے بکاہ ستمبر ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس میں سرحد
ہندوستان کے فسادوں اور انکے بواعث پر اسنے اچھی طرح بحث کی ہے۔ حال میں بعض اخبارات میں جو کچھ شایع
ہوا تھا۔ کہ یورپ کے تازہ واقعات یعنی جنگ روم و یونان وغیرہ ان فسادوں کا باعث ہیں۔ نامہ نگار مذکور اسکی قطعی تردید
کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اگر مسلمان انگلستان کے دشمن ہوجائیں۔ یا عیسائیوں سے نفرت کرنے لگیں۔ اور اون کے مخالف بنیں
تو یہہ تغیر خیالی وحشی پہاڑی اقوام میں نہیں ہے بلکہ بر اعظم ہندوستان کے اندر مسلمان کے زبردست اور زیادہ آباد شہروں
میں محسوس ہوگا۔ آگے اسی نامہ نگار صاحب نے ایک مزیدار بات یہہ لکھی ہے۔ کہ یہہ قرین صداقت ہے کہ سلطان المعظم نے
اپنے قاصد ہندوستان میں شورش پھیلانے اور امیر افغانستان کو گانٹھنے کیواسطے بھیجے ہونگے۔ لیکن اس کوشش کی
ناکامی اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان ریاستوں اور سلطنتوں نے اونپر کچھہ بھی عمل نہ کیا۔ خواہ یہہ نامہ نگار کوئی صاحب
ہوں اور کیسے ہی خوش فکر اور واقف کار ہوں۔ ہمیں شک نہیں کہ اونکی اس واقفیت سے بڑھکر پھر کوئی بات نہیں ہوسکتی
سلطان المعظم کا سفیر بھیجنا تو کجا پچھلے دنوں میں سید افغانی کے قسطنطنیہ پہنچنے پر جو شورش انگریزی پریس اور خصوصاً
ہندوستان کے اینگلو انڈین اخبارات نے کی تھی۔ وہ اس سے بڑھکر ظاہر ثابت ہوگی جسوقت اسکی کل حقیقت کھل گئی۔ کہ نہ
سلطان المعظم نے کوئی خط اپنی قلم سے لکھکر اوسکے ہاتھہ امیر صاحب کو روانہ کیا۔ اور نہ وہ امیر صاحب کیطرف سے ہی
قسطنطنیہ گیا تھا بلکہ وہ ایک افغان امیر تھا۔ کہ جو ایک زمانہ میں امیر صاحب کا مخالف مدعی تخت افغانستان کا
طرفدار تھا۔ اور اس مخالفت کی وجہ سے اسکو افغانستان چھوڑے ایک عرصہ گذر گیا تھا۔ یہہ افغان حج بیت اللہ کو
گیا۔ اور اپنے طور پر قسطنطنیہ بھی چلا گیا۔ اصلیت اس معاملہ کی صرف اتنی ہے جسپر رائٹر ایجنسی نے تار کے ذریعہ اطلاع دی
کہ افغانی امیر سید امیر صاحب کیطرف سے خاص تحفہ لیکر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا ہے اور سلطان نے بھی اوسکو
امیر کیواسطے تحفہ تحائف دیکر معہ ایک خاص اپنی قلم کے لکھے ہوئے خط کے واپس کیا ہے۔ مگر دو تین روز بعد اس خط وغیرہ کے
ارسال کیے جانیکی خبر کی۔ تردید خود رائٹر ایجنسی نے بھی کردی اسیطرح ان نامہ نگار صاحب کی اعلیٰ واقفیت کا یہہ ایک
ادنیٰ نمونہ ہے کہ انکے خیال میں سلطان المعظم کا اپنا خاص سفیر ہندوستان کو بھیجنا قرین صداقت ہے۔

بہرحال یہہ تسلیم کیا کہ نامہ نگار صاحب سرحدی اقوام کی مذہبی واقفیت اور انکی تعلیم وغیرہ کی کمی اور عدم
موجودگی پر چند سطریں وقف کرکے لکھتے ہیں۔ کہ اسمیں تو شک نہیں کہ ان فسادوں میں بہت حد تک مذہبی تعصب و جنون
کا ضرور ہے مگر یہہ ہرگز نہیں تسلیم کیا جاسکتا کہ حال کے واقعات یورپ کیطرح بھی انکے محرک ہوئے ہیں۔ پیشتر اس سلسلہ [illegible]
ہوکہ یورپ سے ان فسادوں کو ہیجان پہنچا سرحدی اقوام جو آمادہ فساد ہیں مدت سے آزاد رہی ہیں اور بمقدار امیر صاحب کی خلافت [illegible]

شدیدہ کالعدم نہیں ہوسکتی۔ جبتک قسطنطنیہ اور اوسکی دونوں آبنائیں ویسی ہی اہم رہیں جیسی کہ قدیم سے چلی آتی ہیں جبتک ہندوستان میں کئی کروڑ مسلمان موجود ہیں۔ اور جبتک روس ایک عظیم غاصب مغرور فوجی طاقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) برخلاف ہیں جیسقدر کہ ہمارے ۱۸۹۳ء میں جو خط سرحدی ڈیورنڈ مشن لیکر امیر صاحب میں قرار پاچکا ہے اوسکی روسے انگریزی سمت سرحد پر آباد ہیں مزید براں عبدالرحمن خان ایک نہایت دانا اور دور اندیش مدبر ہیں۔ جو اچھی طرح جانتے ہیں کہ کن امور اونکی ملک کی آزادی اور خوشحالی کو قیام رہ سکتا ہے اور وہ کبھی اوسکو معرض خطر میں ڈالنے والے نہیں۔ اس قسم کے فساد ونسے نتیجہ یہی نکل سکتا ہے کہ انگریز امیر صاحب کے علاقہ کے قریب تر پہنچیں امیر صاحب اسکو اچھی طرح جانتے ہیں اور وہ اسقدر دانا ہیں کہ انگریزوں کی ہمسائگت پران سرحدی اقوام کی ہمسائگت کو ترجیح دیتے ہیں۔ اسکے بعد نامہ نگار صاحب نے ان اخبارات کی تردید کی ہے جنہوں نے لکھا تھا کہ ان فسادونکی وجہ گورنمنٹ کا طریق عمل بنسبت چترال اور نیز عام پالیسی گورنمنٹ متعلق سرحد ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ میرے خیال میں اغلب ہے کہ سواتیونکی شورش بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ ان میں جو غیر مطمئن اور شورہ پشت حصہ ہے وہ برٹش گورنمنٹ کے حقوق کا مخالف ہے اور سرحدی پالیسی کا یہ پہلا اصول ہے کہ کسی پہاڑی قوم نے کبھی انگریزی طاقت کی اپنی مرضی سے تابعت نہیں کی ہے جبتک کہ حتی الامکان اسکی مزاحمت نہ کرلی ہو اور اسکی جنگی قوت کا اچھی طرح تجربہ نہ کرلیا ہو اور سواتیونکو جبانتک اس زمانہ کا حافظہ کام دیتا ہے کبھی یہ سبق سیکھنے کا موقعہ نہیں ملا اور سواتیونکے آمادہ فساد ہونیکی اغلباً یہی محدود وجہ ہے۔

آفریدی اور امیر } اظہار البیان فی نصیحت الافغان { انگلو انڈین اخبارات بھی اونٹ سے کسی طرح کم نہیں جنکی کوئی کل سیدھی نہیں ہیٹھی کچھ عرصہ سے اونکو اپنے مفسدانہ اغراض ومقاصد میں بہت کچھ کامیابی کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ انکی پالیسی جسقدر متزلزل ہے اسکی نظیر شاید صفحہ ہستی پر ملنا محال ہے گذشتہ باتونکو چھوڑکر تازہ سرحدی فسادونکو لیجیئے پہلے پہل انہوں نے ان کی متعلق امیر صاحب کی شرکت کے بارہ میں حلق پھاڑ پھاڑ کر زمین و آسمان ایک کردیئے۔ لیکن معا اسکے بعد ہی بادنما مرغ کی طرح ان کے رخ بدل گئے اور امیر صاحب کی اولوالعزمی برٹش گورنمنٹ کے ساتھ رفاقت اور معاونت پر ثابت قدمی اور وفاداری کی نسبت قسمیں کہا کر اعتماد ظاہر کرنے لگے سبحان اللہ امنت والدین۔ اسمیں شک نہیں کہ نہایت ہوشیار مدبر اور جیسا کہ خود ایک انگلو انڈین اخبار نے لکھا تھا۔ ایشیا کے بے مثل زبردست فرمانبردار ہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ نہایت صاف گو ہیں۔ اور جو کچھ انکے دل میں ہوتا ہے بے کھٹکے زبان پر لے آتے ہیں۔ ہمارے انگلو انڈین اخبارات بفضل خدا غایت درجہ کے عصبی مزاج بھی ہیں پتہ کھڑکا اور بندہ بھڑکا۔ یہ یورپ پر ڈپلومیسی یا بالفاظ دیگر ریاکاری کے مارے۔ انکو ایشیائی صاف گوئی اور بے ریائی سے سایہ کا بھی بھوت بنکر چمٹ جاتا ہے امیر صاحب نے علاوہ سرکار انگلشیہ کے اپنے خاص مراسلہ سے اپنی وفاداری اور رفاقت کا یقین دلانے کے عملاً بھی اپنی اعلان اور روانگی سے صداقت کو ثابت کردیا۔ انہوں نے جو جواب آفریدیوں کی درخواست معاونت کا دیا ہے اسمیں انہوں نے صاف صاف اپنے دل کی باتیں لکھی ہیں۔ اب ہمارے لاہوری انگلو انڈین معاصر کو غشہ ہوگیا۔ وہ اب پھر وہی پرانی گت بجا رہا ہے کہ امیر صاحب درحقیقت ان فسادوں میں شریک ہیں۔ انکی پاس

ہے تب تک شجاع و جانباز عثمانیہ قوم کا اتحاد انگلستان کے لئے اشد ضروری اور لازمی ہے قسطنطنیہ کی اقامت کے دوران میں امیر البحر وڈلس پاشا اور ربلینٹ پاشا ہمارے حال پر بڑی مہربانی کرتے ہیں اول الذکر ترکی کے بہترین اور کمال

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے) ... ۲ توپیں فی توپ ایکہزار گولے ۳ سے ۴ لاکھ تک بندوقیں اور بیشمار کارتوس اور گولی بارود ہے۔ وہی ان سرحدی اقوام کو گولی بارود دیتے ہیں۔ مگر وہ اسلیئے آپ کو بری الذمہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی واسطے جبکہ کوئی ذراسی بھی شبہ شبہ کی بات ہوئی اور فوراً بلا پوچھے وہ اپنی بے تعلقی اور بے لوثی ثابت کرنیکو تیار ہیں اور کہ اون کے مظالم کے باعث انکی رعایا ان سے سخت متنفر ہے۔ سردار حبیب اللہ خان انکے بڑے بھائی ہر دل عزیز ہیں۔ اسکے علاوہ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ درۂ خیبر جو کہ آفریدیوں کے فسادوں کے باعث مسدود ہے مال تجارت بھی کابل سے ہندوستان نہیں آسکتا اور خود امیر صاحب کا سامان حرب جو انہوں نے یورپ سے منگوایا تھا۔ اسوقت پشاور کے ریلوے گودام پر پڑا ہے اور آگے نہیں جاسکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر صاحب کا کسقدر نقصان ہورہا ہے لیکن لاہور سے انگلو انڈین لکھتا ہے کہ امیر صاحب نے اپنی غرض پوری کرنیکو واسطے اس نقصان کو بھی گوارا کرلیا مگر سرحدی فسادوں کی شرکت کو ترجیح دی۔ ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ امیر صاحب کے گذشتہ حالات ناظرین اخبارات سے پوشیدہ نہیں ان کی طبیعت کا خود ان کے متعلقہ روزمرہ کے واقعات سے نہایت اچھی طرح اندازہ ہوسکتا ہے۔ لہذا اس انگلو انڈین کے ان الزاموں کو مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دی جاسکتی ذیل کے واقعات بجائے خود امیر صاحب کی نیک نیتی اور وفاداری کے شاہد ہیں۔

کابل میں امیر صاحب کے حکم سے ایک اعلان سربازار چسپان کیا گیا ہے جو آفریدیوں کے اس ڈیپوٹیشن کے جواب میں ہے جو امیر صاحب کی خدمت میں بطلب امداد گیا تھا۔ مگر جو جلال آباد سے ہی واپس کردیا گیا تھا۔ امیر صاحب کے اعلان عام میں اس جواب کی تاریخ ۲۳۔ستمبر ۱۸۹۷ء ہے اور وہ حسب ذیل ہے:۔

"تیراہ کے آفریدیوں نے اپنے اٹھارہ آدمی میرے پاس روانہ کئے تھے۔ جن میں ملک۔ علماء اور دیگر معزز و سربرآوردہ ارکین شامل تھے ہر ایک حصہ قوم نے علیحدہ عرضی ارسال کی تھی۔ اور مجھ سے امداد چاہی۔ میرے حسب حکم یہ لوگ جلال آباد میں روک لئے گئے اور اونکی عرضیاں مجھکو بھیج دی گئیں۔ جنکو میں نے نامنظور کیا۔ میں نے انکی عرضیوں کے جواب جلال آباد بھیجدیئے تاکہ اونکو وصول کرکے وہ واپس چلے جائیں۔ انکی عرضیوں کی تفصیل اسطرح ہے۔

زمانہ قدیم سے برٹش گورنمنٹ بتدریج ہمارے ملک پر قبضہ کرتی چلی آرہی ہے۔ اور نہ صرف ہمارے ملک پر ہی بلکہ افغان علاقہ پر بھی اور گورنمنٹ مذکور نے مختلف مقامات اور علاقوں میں قلعے تعمیر کرلئے ہیں۔ ہمنے بہت سے موقعوں پر افغان گورنمنٹ سے اسکی شکایت کی مگر حضور والا نے ہماری شکایتوں پر کچھ توجہ نہ مبذول فرمائی۔ لہذا لاچار ہوکر۔ اور اسلام اپنے مذہب پر ثابت قدمی کا لحاظ کرکے ہمنے خداوند تعالے کی رہبری پر برٹش گورنمنٹ سے جہاد شروع کردیا۔ اور ہمنے ہر طرح انگریزوں سے اپنی تعلقات قطع کرلئے۔ ہم نے ہنگو کے اوپر سات آٹھ پانچ قلعے لوٹ لئے اور تباہ کردیئے۔ ایک ملا شنواری کے پاس سماہ کے دامن میں انگریزی علاقہ کے اندر ایک قلعہ درہ ابلان کے پاس کراٹ کے

جان نثار دوستوں اور خیر خواہوں میں سے ہے - اور آخر الذکر قسطنطنیہ کا عام مشہور سردار عزیز انگریز باشندہ ہے ۱۳ مئی کو ہمنے محل دولمہ باغچہ میں عید بیرام کا مشہور دربار نہایت عمدگی اور وضاحت کے ساتھہ دیکھا - دربار مذکور دنیا کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہے قریب ایک تھانہ نوراوادی کے پاس - دوسرا تھانہ کاہی کے پاس - ایک تھانہ غالوچینا کے پاس - ایک تھانہ شمس الدین کے پاس - ایک چرومی کے پاس - ایک کے قلعہ متصل جنگ - ایک تھانہ بیمگ کے پاس - ایک تھانہ سرائے زاب کے پاس اور ایک سنید بازار متصل سرائے اب لوٹ لیا اور تباہ کر دیا - مذکورہ بالا پہاڑ کی چوٹی پر ابھی تین بڑے قلعے ہیں - جنپر ہمنے قبضہ نہیں کیا ہے - مگر بفضل خدائے کریم ہم انکو بھی لیکر جلا دینگے تاکہ تمام لوگ پہاڑ کی چوٹی پر جم گئے اور اوسکے دامن میں کوہاٹ ہے - دو فران تک علاقہ قرم میں سرحد ایک مذہبی پہلی ہوئی ہے - اور یہاں کی اقوام وقتاً فوقتاً اپنے علاقوں میں علیحدہ علیحدہ جہاد کرتی رہی ہیں - ہم کبھی گورنمنٹ برطانیہ کی مطیع نہ ہونگے - اور نہ انکی رعایا بنینگے - اپنے ملک کی عنان حکومت کبھی برٹش گورنمنٹ کو نہیں دینگے - بلکہ اسکے برعکس ہم فرمانروائے اسلام کی گورنمنٹ کی متابعت کرینکو تیار ہیں - گورنمنٹ اسلامیہ پر واجب ہے - کہ نہ صرف ہماری اغراض و مقاصد کی نگہداشت کرے - اور ہماری حالت پر غور کرے بلکہ کل افغانستان کے مقاصد کی حفاظت کرے اور اوسکی حالت کا خیال کرے - لہذا ہم یہہ اٹھارہ شخص اپنے ملک علماء اور بزرگ معہ اپنی عرضیوں کے حضور والا کی خدمت میں روانہ کرتے ہیں - ہم فی الحال سلسلہ سامانہ پر جہاد میں شریک ہیں اور مستدعی ہیں کہ جو کچھ حضور انور ہمارے حق میں مفید اور بہتر خیال فرمائیں عنایت خسروانہ سے عمل میں لائیں - اور خدا کے فضل و کرم سے ہم حضور انور کی ہدایت پر عمل کرینگے - کیونکہ ہم اپنے کاروبار کا کل انصرام و اہتمام ہر طرح قطعی اور کلیتہً حضور انور کے ہاتھہ دیدینگے - ہم نے کوشش کی ہے کہ ہماری اہل قوم حضور انور کی خدمت کریں اور یہی وقت ہے کہ حضور انور اپنی غرض و مقصد حاصل فرما سکتے ہیں - اسوقت تمام مسلمان - خصوصاً تیراہ اور زمہ پر مصیبت ہے حضور انور کی اختیار میں ہیں - اگر انگریز فتحیاب ہوں - تو وہ مسلمانوں کو پامال کرینگے - اس محنت میں جو کچھ امداد حضور ہمکو عنایت فرمائیں وہ ہمارے ہی حوالے کر دی جائے - ہمکو امید ہے کہ اس عرضی کو ملاحظہ فرماکر حضور عالی ہمکو جواب سے ممنون فرمائینگے - مورخہ ۷ - ربیع الثانی ۱۳۱۵ھ ہجری -

جواب منجانب امیر صاحب :-

تمیں سے تمہاری عرضیاں پڑھی ہیں - معلوم ہوا کہ ان سب کی غرض و غایت ایک ہی ہے - اب میں تمکو جواباً لکھتا ہوں کہ ۸ سال گذرے جب میں کابل آیا تھا - اور تم خوب جانتے ہو کہ میں خیبر کے راستہ راولپنڈی گیا تھا - برٹش گورنمنٹ کے ساتھ چونکہ میری دوستی تھی - میں بحیثیت مہمان کے انکے ملک کو گیا تھا - اور راستہ میں درہ کی دونوں طرف مجھکو تمہاری بہت سی قوم ملے جنہوں نے مجھ کو سلام کئے اب جو کچھ کہتے ہو اگر سچ ہے - تو کیوں نہ اسوقت تمنے اس معاملہ کا مجھ سے ذکر کیا تاکہ میں جناب الیسرائے سے اسبارہ میں مشورہ کرتا؟ اسکے چند سال بعد جب سرحد طے ہونے والی تھی مسٹر مارٹیمر ڈیورنڈ خیبر سے گذر کر کابل آئے تھے - تمام سرحدی اقوام اس سے آگاہ تھیں - اور اونہوں نے خود مشن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا - کیوں نہ اسوقت تمہارے ملا و ملک اور بزرگ میرے

سنانت ہی موثر اور کمال شاندار نظاروں میں شمار ہوتا ہے۔ محل مذکور کے بڑے ایوان میں سلطنت کے تمام اعلیٰ فوجی۔ مذہبی
ملکی اور جوڈیشل عہدہ دار اپنے ولی نعمت کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ غازی عثمان مقدس رومال کو جسکا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے پاس آئے جب ٹوپونڈر صاحب سرحد طے کرنیکے واسطے با اختیار ہوکر اسطرف آئے تھے تاکہ اسبارہ میں انسے بحث
کرتا ہے اسوقت تم سب خاموش ہو۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں ناچاقی ہوگئی۔ اب جب تم انسے لڑے اور
تم نے انکو ناراض کر دیا تو تم میرے پاس آئے ہیں۔ کاروبار سلطنت کے بارہ میں برٹش گورنمنٹ سے میں معاہدہ کر چکا ہوں اور اسوقت تک انگریزوں
کی طرف سے کسیطرح کوئی امر خلاف ورزی معاہدہ کا نہیں ہوا۔ باوجودیکہ وہ عیسائی گورنمنٹ ہے۔ ہم مسلمان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور نیز
چاروں خلفا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو۔ لہذا ہم کسطرح معاہدہ توڑ دیں۔ قرآن شریف کی اس آیت کی نسبت تم کیا کہتے ہو جس میں
لکھا ہے کہ اپنا وعدہ وفا کرو۔ وعدہ وفا کرنا مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسوقت جبکہ مخلوق کو پیدا کیا۔ تو سب
سے پہلے اس سے دریافت کیا کہ آیا میں تمہارا خدا ہوں انہوں نے کہا ہاں تو ہمارا خدا اور ہمارا خالق ہے۔ لہذا حشر کے دن سب سے
پہلا سوال اقرار و وعدوں کے ایفا کی نسبت ہوگا۔ مسلمان اور کافر اس امتحان سے ایک دوسرے سے ممیز ہونگے۔ لہذا تم اچھی طرح سمجھتے ہو
کہ معاہدہ کا معاملہ نہایت اہم ہے۔ میں بغیر کسی باعث یا موقع و محل کے کبھی معاہدہ سے خلاف ورزی نہ کرونگا۔ کیونکہ انگریزوں نے
آجتک کبھی اس سرحد کی نسبت کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ جو اس نقشہ میں درج ہے۔ جسکو انہوں نے منظور کیا ہے۔ پھر کیوں
میں اقرار سے پھروں۔ ایسی حرکت انصاف سے بعید ہوگی۔ میں چند خود غرض اور مطلب برآر لوگوں کے مشورہ سے اپنے اور
اپنی قوم پر بدنامی کا داغ نہیں لگا سکتا۔ جو کچھ تم نے اپنے ہاتھوں کیا ہے اپنی گردن پر اٹھاؤ۔ مجھکو تمسے کوئی سروکار نہیں
تم خود اپنے نیک و بد کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ اب جبکہ تم مشکلات اور تکالیف میں پھنس گئے ہو۔ اور اپنا کام خراب کر چکے ہو۔
تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری مدد کروں۔ تم اسوقت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کر چکے ہو۔ جسوقت یہ معاملات سُدھر سکتے تھے۔ اب میں نہ کچھ کہہ سکتا ہوں
اور نہ کر سکتا ہوں۔ جو ملک تمنے میرے پاس بھیجے تھے میں نے انکو جلال آباد سے واپس کر دیا ہے۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کو
ایک ایک لنگی اور دس دس روپیہ زادراہ کے دیئے ہیں۔ اور کابل آنیکی تکلیف نہیں دی۔"

علاوہ اس کے امیر صاحب نے پشتون میں ایک اعلان صادر فرمایا ہے جسکی سرخی ہے "اظہار البیان
فی النصیحۃ الافغان"۔ اسپر تاریخ ۱۳۔ ربیع الاول ۱۳۱۵ ہجری المقدس درج ہے۔ یعنے ۱۳۔ اگست
۱۸۹۷ء مگر جو حال ہی میں افغانستان میں شایع ہوا ہے۔ اخبار پائنیر امیر صاحب کی ان کارروائیوں پر برخلاف ہمارے
کے کیا گو جو بحث الاہوری انگلو انڈین ہمعصر کے بہت کچھ اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ اور صرف اس امر کی تشریح کو یہ اعلان
۱۳۔ اگست کا لکھا ہوا ہے۔ اور اب شایع کیا جا رہا ہے۔ اسطرح کرتا ہے کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر صاحب
نے اسکی اشاعت اسوقت اسلئے ملتوی رکھی تھی۔ کہ شاید بالائے سرحد کے فساد زیادہ نہ پھیلینگے اور خلاف ورزی
اقرار نامجات کیوجہ اسطرح اقوام کو ملامت اور لعن طعن کی ضرورت پیش آئیگی۔ مگر آخر کار ملاؤں کے بھڑکانے سے

کچھ حصہ تخت پر ہوتا ہی اٹھائی ہوئی ہوتے ہیں۔ عہدہ دار باری باری سی آگی بڑہکر کورنش بجالاتی اور اس رومال کو پیشانی سے لگاتی ہیں۔ ہم قسطنطنیہ میں صرف چار دن ٹھہرے اور ۲۴ مئی کو بحیرہ اسود اور رومانیا کے راستہ وطن کو روانہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ہ یہ لوگ اسحاق کو پہنچ گئے کہ امیر صاحب کو انکو سرزنش اور تنبیہہ کرنیکی ضرورت پیش آئی۔ اخبار پائونیر لکھتا ہی کہ امیر صاحب کی پٹھانوں کی نسبت کبھی اچھی رائے نہیں رہی۔ اور کہ انہوں نے ۱۸۹۱ء میں بھی اپنے مراسلہ بنام برٹش گورنمنٹ میں یہہ امر اچھی طرح واضح کر دیا تھا۔ اور اس اعلان حال کو پڑھکر ایک امر نہایت اچھی طرح واضح ہوجاتا ہی کہ امیر صاحب کا مصمم ارادہ ہی کہ ان اقوام کو انہیں کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

مگر اخبار انگلشمین اسکے خلاف اسی لیاقت سی جو انگلو انڈین اخبارات کا خاصہ ہی۔ امیر صاحب پر ان اقوام کو نہ صرف ایذا دینے بلکہ ان تمام فسادوں کی تحریک کا الزام لگاتا ہی۔ وہ لکھتا ہی کہ حال ہی میں امیر نے کابل میں ملاؤں کو جمع کرکے کسی مذہبی معاملہ پر بحث کی اور اوسکے بعد ان ملاؤں نے اپنے وعظوں سی یہ شورش برپا کردی۔ اور یہہ کہ امیر صاحب کی کتاب جہاد عام طور پر تقسیم کیگئی۔ اور آخر میں لکھتا ہی کہ امیر صاحب کی سپاہ نے علاوہ آنکی رعایا کی ہماری دشمنوں کے ساتھ ملکر ہمپر حملہ کیا۔ اور اسوقت بھی ہزاروں لشکر افغان ہماری خلاف دشمنوں کے شریک و معاون ہیں۔ اسکے بعد یہہ ایزاد کرتا ہی کہ شیر علی اس سے کم اشتعال انگیز پالیسی پر عمل کرنیکی واسطے ہی تخت سی اتار کر پھینک دیا گیا۔ مگر اب یہہ حال ہے کہ ہم مزہ سی بیٹھے ہاتھ مل رہے ہیں۔ صبر کئے ہوئے ہیں۔ اور بظاہر شکرگذار ہیں۔ کہ امیر صاحب مہربانی فرماکر ہمارے ساتھ دوستی اور رفاقت کا اظہار فرمارہے ہیں۔" مگر یہہ رائے بھی اسی ذیل میں لکھی جانی چاہیئے۔ جو ہمنے ابتدا میں ایسے خیالات کی نسبت لکھی ہی اور اوسپر خاک ڈالکر ہم اعلان کا بالتفصیل ترجمہ دیتے ہیں۔ جو افغانستان میں شائع ہوا ہے۔

"اعلان منجانب امیر ضیاء الملت والدین۔

تمام علماء افغانستان کو جو امیر کے علاقہ یا کوہ و جبال میں رہتے ہیں"۔

واضح ہو کہ مجھکو تمہاری حالات تمہاری عرضیوں سی اور نیز اپنے مخبروں سی معلوم ہوئے ہیں۔ اور مجھکو اچھی طرح خبر ہی کہ تم اپنے گھروں اور اپنے جلسوں میں کہتے ہو کہ میں نے (یعنی امیر نے) تمکو روپیہ کے عوض انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دیا ہی اور یہہ کہ آجکل جبکہ تم میں اور برٹش گورنمنٹ میں لڑائی جاری ہی۔ میں بالکل علیحدہ ہوں اور آرام و آسایش سی بیٹھا ہوا ہوں ان حالات کے لحاظ سی قرین مصلحت ہی کہ تمپر کل واقعات بالتفصیل واضح کروں۔ اور تمہاری باتوں کی غرض و غایت سمجھا دوں میرے تاشقند سی آنے سے پہلے جو لڑائی تم میں اور انگریزوں میں ہوئی اسکی وجہ صرف یہی تہی۔ کہ کوئی ایک شخص بھی تم میں اسقدر دانا اور ہوشیار نہ تہا کہ انگریزوں کے اصل منشاء سی تمکو خبردار کر دیتا چنانچہ اب میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ برٹش گورنمنٹ کا منشاء اور مقصد کیا تھا۔

امیر شیر علیخاں کو برٹش گورنمنٹ نے اوسکی والد مرحوم امیر دوست محمد خاں کے آغاز حکومت ہی میں و بعد سلطنت تسلیم کرلیا تھا اور ہمارے خلاف خانہ جنگی میں انگریزوں نے اسکو مدد دی تھی۔ مگر جب انگریزوں نے دیکھا کہ روس ہندوستان اور افغانستان کی سرحد کی طرف بڑھ رہا ہی۔ تو شیر علیخاں کو لکھا کہ چونکہ وہ انکا دوست تھا۔ اسلئے بہتر ہی کہ وہ ان کی ساتھ شریک ہو۔ اور روس

ہوگئی۔ بحرہ اسود سفر خوب لطف وکیفیت سے کٹا۔ رومانوی سٹیمر جسپر ہم سوار ہوئی اچھا وسیع اور خوب آراستہ تھا لیکن
رومانیا میں بالخصوص بخارسٹ اور آہنگری کی سرحد کی درمیان ریلوی کا انتظام اچھا نہ تھا۔ بحرہ اسود پر پہنچی ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کی پیشقدمی کو روکنی کا انسداد کری۔ مگر اُس نے (شیر علیخان نے) نہ صرف انگریزی لیمیشن کو افغانستان میں آنیکی اجازت
دینی سے انکار کردیا۔ بلکہ نہایت اعزاز و حرمت سے روسی قاصد کا اپنے ملک میں خیر مقدم کیا۔ اس کارروائی میں اسنے غلطی کی گو اس امر کا
اسپر کچھ الزام نہیں کہ اوسنے افغان میں یورپین سفیر کی تقرری سے اختلاف کیا۔ کیونکہ ملک کی حالت ایسی ترقی یافتہ نہ تھی کہ کسی غیر اور
پہر یورپین قاصد کی سلامتی یقینی ہو سکتی۔ لہذا برٹش گورنمنٹ نے امیر شیر علیخان کی اس حرکت کو اپنی شان و اقتدار کی ہتک
سمجھا۔ اور اسکیواسطی کیفیت طلب کی۔ شیر علیخان احمق تھا اور یہہ اسکی حماقت کا نتیجہ تہا۔ کہ وہ اپنے اوپر اپنے ہاتھوں تباہی
اور بربادی لایا۔ اسکا بیٹا بھی بیوقوف تھا۔ بدیں لحاظ کہ اوسنے ان شورش و فساد کی ایام میں کابل میں ایک انگریز ایجنٹ کی سلامتی
اور خیریت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی۔ حالانکہ اوسکا افغان فوجوں اور قوموں پر بہت قابو نہ تہا۔

"جب امیر شیر علیخان ترکستان کی طرف بہاگا۔ برٹش گورنمنٹ اور رعایا افغانستان میں جنگ برپا ہوگئی۔ گورنمنٹ انگریزی
کا منشا صرف کوگناری کا انتقام لیکر واپس آجانیکا تھا۔ مگر باشندگان نے بیوقوفی اور نادانی سے بغیر کسی وجہ یا سبب کے انگریزوں سے
لڑائی کی اور انگریزوں کو اپنے (افغانوں کی) سر پر تباہی اور بربادی لانیکے واسطی مجبور کیا۔ اسوقت نہایت مناسب اور دانشمندانہ طریق عمل
باشندگان ملک کیواسطی یہی تہا کہ اپنے میں سے ایک دانا اور لائق شخص منتخب کرتے۔ اور اوسکو انگریزوں کے پاس روانہ کرتے تاکہ وہ افغانوں کی
طرف سے اسطرح عرض کرتا۔ "اب جبکہ امیر شیر علیخان اور یعقوب خان ہمکو چہوڑ کر بہاگ گئے ہیں۔ ہم بالکل بیکس و بیمددگار رہگئے ہیں۔
اگر انگریز ہمارے ملک پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم اُنکی متابعت کرینگے۔ اور جہانتک ہمسے ممکن ہو سکیگا۔ اُنکی قوانین کی پابندی
کرینگے لیکن اگر ہمکو ان قوانین کی پابندی مشکل معلوم ہوگی۔ جو واقعی بہت سخت ہیں۔ کیونکہ ان قوانین کی پابندی سے کسی خاوند کو
اپنی زوجہ پر کوئی اختیار ہی نہیں رہتا۔ تو ہم ملک کو چہوڑ دینگے اور ترکستان یا ایران میں جاکر پناہ لینگے۔" مجہکو کامل یقین ہے کہ انگریز
اسی وقت لوگوں کی تسلی اور انکا اطمینان کردیتے کہ انکا ارادہ در اصل ملک پر قبضہ کرنیکا نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہہ چاہتے ہیں۔ کہ افغانستان
کے لوگ اپنے میں سے ایک شخص ایسا منتخب کریں جو تخت پر بیٹھے۔ اور جسکو وہ (انگریز بھی) بادشاہ تسلیم کریں۔ شاید انگریز سردار
ولی محمد خان کو افغانستان میں فرمانروا بنانے کا خیال کر رہے تھے۔ مگر چونکہ اوسکو ملک پر حکومت کرنیکی بالکل قابلیت نہ تھی۔ اور نہ
اتنا مادہ تہا کہ لوگوں پر قابو رکھ سکتا۔ یہہ تجویز ترک کردیگئی۔ آخر کار میں آگیا۔ مجہکو بخوبی معلوم تھا۔ کہ انگریزونکو ملک پر قبضہ کرنیکی
بالکل کوئی خواہش نہیں ہے۔ اور نیز یہہ کہ میرے لوگ بھی مجہکو اپنا بادشاہ بنانی پر خوش تھے جب میں بدخشان اور خان آباد میں تھا مجہکو بہت
سے خطوط عمائد اشخاص اور ملاؤں کی طرف سے موصول ہوئے جیسے ملا مشک عالم اخوندزادہ غزنوی۔ حاجی صاحب۔ اور ملا او اجنبی یہہ درخواست
کیگئی تھی۔ کہ میں چلا آؤں۔ اور لکہا تہا کہ ان سب نے مجہکو بالاتفاق اپنا بادشاہ منتخب کیا ہے۔ جب میں یہاں آیا اور افغانستان کا
بادشاہ بنا۔ میرے دلکو یقین واثق تھا۔ کہ امیر شیر علیخان نے نہایت غلطی کی۔ اور کہ سلطنت افغانستان کی خوشحالی و فارغ البالی کا

باز پکڑا جو بخیریت انگلستان پہونچگیا۔

بخارسٹ میں وہانکی انگریزی سفیر سر جی ایچ وِنڈہم سے جسنے برازیل کی دار الخلافہ رِیُو دی جینیرو میں ایک نازک موقعہ پر

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کی تنزل کا انحصار تمام تر برٹش گورنمنٹ پر منحصر تھا۔ اور چونکہ ممالک دیگر سے جیسے کہ روس جرمنی۔ ترکی فرانس اٹلی وغیرہ سے افغانستان کو امداد نہیں پہنچ سکتی۔ میں نے یہی قرین مصلحت اور دانشمندی سمجھا کہ انگریزوں کو ہر طرح یقین دلادیا۔ اور انکا اطمینان کردیا تاکہ وہ ملک پر قبضہ نہ کریں۔ بلکہ اگر کبھی کوئی ہمارے خلاف کھڑا ہو۔ تو اوسوقت ہماری مدد او حفاظت کریں چنانچہ یہی باعث ہیں۔ کہ میں نے اونکے ساتھ حد بندی طے کی۔ جو بفضل خدا تعالیٰ بسر انجام ہوگئی۔

”چونکہ تم اپنے بادشاہ کے حق میں صادق نہیں تھے اور تم نے سردار محمد ایوب خاں کو قندھار کی شورشوں اور فسادونکے دنوں میں خط لکھے تھے۔ مجھکو اسوقت یقین ہوگیا تھا۔ کہ امن و آرام سے خاموش نہ بیٹھو گے۔ پہلے تو تمنے مجھکو اپنا بادشاہ بنایا۔ اور جب کہ ایوب خاں نظر آیا تم بے ایمان ہوگئے۔ تم جانتے ہو کہ محمد جان اور عبد الغفور آخوندزادہ نے اپنے باغیانہ حرکات سے خمیازہ اٹھایا اور یہی حشر عصمت اللہ خاں غلزئی کا ہوا جن سے بہت سی حرکات ناروا اور ناجائز سرزد ہوئی تھیں۔ اسکے بعد ملا مشک عالم کے بیٹوں اخوندزادوں نے تین لاکھ کا جری لشکر جمع کیا اور سرحد غزنی پر علم بغاوت بلند کیا اور شنواری ابتک بھی بخوبی پوری پوری امن سے نہیں بیٹھے۔ اور کامل طور پر زیر نہیں ہوئے ہیں۔

”چونکہ میں تجربہ سے سیکھ چکا ہوں کہ تم نہ صداقت پر کان دھرتے ہو اور نہ اہم ضروری معاملات کا لحاظ کرتے ہو۔ میں نے کاروبار ریاست کا انتظام خود اپنے ہاتھ میں لیا اور تم سے نہ کسی کام میں صلاح لی۔ اور نہ مشورہ کیا اور نہ کسی امر پر تمہاری رائے طلب کی جس سے میں نے عنان حکومت سنبھالی ہے۔ میں حتی الامکان کوشش کرتا رہا ہوں کہ تمکو دانا بناؤں اور تمیز و اخلاق سکھاؤں مگر میری تمام کوششیں رائگان گئیں اور مجھکو تمہاری طرف سے قطعی مایوسی ہوئی۔

”جب سر مارٹیمر ڈیورنڈ حد بندی کے معاملات طے کرنیکے واسطے کابل آئے اونہوں نے مجھکو باجور۔ مہمند۔ باشندگان سوات اور تیراہی آفریدیوں کے اکابر اور عام اشخاص کی طرف سے خطوط دکھلائیں جن میں لکھا ہوا تھا کہ ہم انگریزی حکومت میں آنے اور برٹش گورنمنٹ کی متابعت کرنیکے واسطے تیار ہیں۔ اب تم خود ہی بے لوثی اور طرفداری کی نظر سے دیکھو کہ جب میں خود تمہارے تحریری خطوط دیکھ چکا ہوں جن میں تم نے انگریزی حکومت کے زیر تحت آنے کی رضامندی ظاہر کی ہے آیا میں غلطی کر رہا ہوں کہ تمکو انگریزی علاقہ سے متعلق سمجھتا ہوں۔ کیا جو کچھ خود تمنے کیا ہے اسکا کچھ بھی علاج ہے؟

عمرا خاں۔ محروج خاں۔ جنڈول انگریزوں کا دوست تھا جب وہ کابل میں آکر پناہ گزین ہوا میں نے اس سے مہربانی اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ اور میں نے اس سے ایکدن سر دربار دریافت کیا۔ کہ کیوں برٹش گورنمنٹ کے خلاف لڑتے تھے جبکہ تمکو معلوم تھا کہ باجوڑ کی لوگ بادشاہ اسلام کا تسے سلوک نہیں۔ مگر وہ خاموش رہا۔ اور اوسنے کچھ جواب نہ دیا۔

”اب میں افغانستان کی تم سب ملاؤں اور اہل اقوام سے خطاب کرتا ہوں۔ اور تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ سب سے پہلے تم نے خود

اپنے ملک کی قابل قدر خدمت کی تھی میری دلچسپ گفتگو ہوئی۔ روما نیا کا ملک سرسبز اور باامن جا لنتیں دکھائی دیا
ترکی سے اوسکے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں۔ ترکی کے تمام سابقہ صوبوں میں سے رومانیا یقیناً سب سے شائستہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کے اپنی مرضی سے عہدنامے کرکے اور وظائف قبول کرکے انگریزوں کے ساتھ متابعت کا اظہار کیا۔ اور پھر تم کسی وجہ کے تم نے ایک فقیر کی تحریک پر جسکو حسب و نسب سے بادشاہ اسلام بھی آگاہ نہیں ہے۔ فساد برپا کیے اور بغاوت پھیلادی اور چونکہ تم نے یہہ بغاوتیں اور فساد پھیلاتے وقت مجھسے مشورہ نہیں کیا۔ یہہ بھی انصاف نہیں کہ اب تم مجھپر الزام دو۔

"ہر ایک ملک کے لوگوں اور اہل قوم کو چاہیے کہ اپنے کاروبار اپنے بادشاہ کے حوالے کردیں اور اوسکو اختیار دیدیں کہ وہ جو کچھہ اُن کے مفید مطلب مناسب سمجھی کرے۔ تم نے کب اپنے معاملات وکاروبار میری فہم و اختیار کے سپرد کردیئے کہ جو کچھہ میں نے تمہارے واسطے مفید سمجھا نہیں کیا۔ جیسا کہ قاعدہ ہے ہر ایک افغان خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان۔ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ انگریزیا بادشاہ اسلام کے ساتھہ براہ راست بغیر کسی ذریعہ یا واسطہ کے اپنے معاملات طے کرے۔ اور بادشاہ کو اپنی کارروائیوں سے بالکل مطلع نہیں کرتا تم نے اکثر گورنمنٹ برطانیہ کو کہا ہے کہ "ہم آزاد مطلق العنان ہیں۔ شاہ وقت کا ہمپر کوئی اختیار نہیں۔ اگر ہماری خاطر تم امیر کو کچھہ دیتے ہو تو وہ عطیہ فوراً روک دو کیونکہ ہم کسی شخص کے زرخرید غلام نہیں ہیں"۔ اب تمہارا بادشاہ اسلام کے ساتھہ کیا تعلق رہ سکتا رہگیا۔ جو اسکی شکایت کرتے ہو؟ چونکہ تم خود بادشاہ ہو خود ہی اپنے معاملات طے کرلو جب یہہ باتیں تمہارے دلوں میں ہیں تو کیا تمکو شرم نہیں معلوم ہوتی ہے جبکہ تم آپس میں باتیں کرتے ہو کہ انگریز تمکو مار رہے ہیں۔ اور امیر تمہارا خیال اور تمہاری پرواہ نہیں کرتا ہے تمکو تو ایسی عمر کا بادشاہ چاہیے۔ جو تمہاری احمقانہ مثال کی تقلید کرے تم خود لوگ کہتے ہو اور بیل ہو۔ مجھکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ تمہاری خاطر اسطرح فداری کرکے میں خود تباہ وخراب ہوں؟ اب بھی اگر تمکو پسند ہو تو اپنے آپکو قطعی میرے اختیار و سپردگی میں کردو۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے معاملات برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ قابل اطمینان طور پر طے کردونگا۔ تمہارے لوگ ہمیشہ میرے علاقوں میں شورشیں اور فساد برپا کرتے رہے ہیں۔ مگر میں انکو معاف کرتا رہا۔ کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔ مگر برٹش گورنمنٹ کبھی ان افغان اقوام کو سزا دینے سے نہ چوکیگی۔ جو اوسکی مخالفت میں اٹھی ہیں۔ اگر ملاؤں کے دل میں انصاف کا کچھہ بھی خیال ہوتا تو وہ کبھی اپنے بادشاہ سے علیحدہ ہوکر تم ان شورشوں اور فسادوں کو جہاد یا غزا کیوں کہتے ہو؟ جہاد کا وقت (صحیح) آجائیگا۔ اور جب آئیگا۔ اسوقت تمکو اعلان کردیا جائیگا۔ اگر تم اس موقعہ پر بہادری اور مردانگی سے کام لوگے تو میں نہایت خوشی سے تمکو مذہبی پیشوا تسلیم کرلونگا مگر جہاد کی سب سے پہلی شرط شاہ اسلام کی شرکت ہے لہٰذا تعجب ہے۔ کہ بادشاہ تو انگریزوں کے ساتھہ دوستی اور یگانگت کے تعلقات رکھتا ہے مگر تم جہاد جہاد چلا رہے ہو! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم خود مطلق العنان بادشاہ ہو! اور اپنے اوپر تمکو کسی بادشاہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اسیطرح کا واقعہ فرانس میں تیس سال ہوئے پیش آیا تھا۔ جب لوگوں نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی۔ اوسکو تخت سے اوتار دیا۔ اور لنڈن بھیجدیا جہاں وہ مرگیا۔ میں مذہبی معاملات میں تمہارے کبھی دخل نہ دونگا نہ تمکو تمہارے اغراض ومقاصد کی تکمیل میں مانع آؤنگا۔ بشرطیکہ یہہ تمام باتیں مذہب کے مطابق ہوں۔ مگر موجودہ فسادوں

اور منتظم حالت میں ہے۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ ایک تو وہاں زبردست طبقہ امرا موجود ہے اور دوم یہہ کہ خوش قسمتی سے اوسپر ایک عقلمند
اور صاحب دماغ (جرمن) خاندان حکمران ہے :۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کا) اور شورشوں کا مذہب سے کچھہ واسطہ نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمان او بہت سے خوانین اور اہل اقوام انگریزوں کے طرفدار
ہیں اور اونکی مدد کر رہے ہیں۔ جب تم خود ہی اونکی مدد کر رہے ہو تو میں کسطرح متہم ہوں؟

"مجھکو بخوبی معلوم ہے کہ تم آپس میں برٹش گورنمنٹ کے خلاف فسادوں اور شورشوں کے وجوہات حسب ذیل بیان کرتے ہو۔

اول۔ ابتدا حکومت برطانیہ میں برٹش گورنمنٹ نے یہہ عہد کیا تھا کہ سوات کا مالک اخوند زادہ سوات کو معاف رہیگا۔ اور اس مطلب کا عہدنامہ
تحریر ہو گیا تھا۔ مگر اس معاہدہ کے خلاف ملک پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور جب قبضہ کر لیا گیا تو انگریزی افسروں نے رشوتیں لینا شروع کر دیں۔ اور ہماری
مستورات کی عصمت خراب کرنے لگے :۔

دوم۔ جو انگریزی فوج چترال کی مہم کے موقع پر چترال گئی تھی اسکا نام "چترال کیواسطے امادی فوج" رکھا گیا تھا۔ یعنی فوج جو قیدیونکو
رہا کرنیکو واسطے جاتی تھی۔ جب ہمنے اسکا حال سنا ہم سمجھے کہ انگریزونکا منشا ہمارے ملک پر قبضہ کرنیکا نہیں ہے۔ وہ ہمارا ملک خالی کر دینگے۔ اور کہ
اونکی مرضی صرف قیدیونکو رہا کرنی تھی۔ مگر جب فوجیں چترال میں داخل ہوئیں۔ برٹش گورنمنٹ نے اوس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس میں ایک
سڑک کھلوا دی :۔

"میں تمکو واضح کر دیتا ہوں کہ چترال پر قبضہ کرنیسے برٹش گورنمنٹ کی غرض محاصل بڑہانا یا ٹیکس لگانا نہیں ہے۔ اسکی صرف یہہ خواہش
ہے کہ ملک کی آبادی بڑہے اور خود اسکو استحکام ہو۔ تاکہ آئندہ کبھی اگر روس حملہ کرے تو یہہ ملک سد راہ ہو۔ انگریزوں نے ان دیہات سوات
کے محاصل بھی واپس کر دیئے ہیں۔ جنپر دائمی اونہوں نے قبضہ کر لیا تھا :۔

"صاف صاف تو یہہ ہے کہ میں تمکو یقین دلاتا ہوں کہ انگریز افغان اقوام کے رسوم و رواج اور عادات سے بالکل ناواقف ہیں۔ اگر میں
انگریزونکی جگہہ ہوتا۔ تو میں نہایت آسانی سے یہہ تمام معاملات طے کر دیتا۔ کیونکہ یہہ صاف ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص اپنی قوم کی عادات و رسومات
بہ نسبت غیروں کے اچھی طرح جانتا ہے۔ میرے واسطے یہہ کام ہرگز مشکل نہ ہوتا۔ میں نے سنا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے غدر (ہندوستان) میں جان لارنس نے جو
اسوقت پشاور کا ڈپٹی کمشنر تھا افغانوں کی مدد سے دہلی کو فتح کیا تھا۔ اسنے اپنی نیک مصلحت اور دانائی سے اس ملک کے لوگوں کے دل اپنے ہاتھہ میں لے لئے تھے۔ اس
سے قبل ہندوستان میں ہر پا ہوئے تھے۔ اسوقت کرنیل جیمس جو پشاور کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ تمام معاملات باہمی اتفاق و اطمینان سے طے کر دئیے۔ ان سب کی غرض یہہ تھی کہ سابق
کے کمشنر سرحد کے افغان اقوام کی عادات و رسومات اور طور طریق سے بہت اچھی طرح واقف تھے اور انکی (افغانونکی) جہالت اور اعتقاد باطلونکا کچھہ خیال کرتے تھے۔

"مختصر یہہ ہے کہ مجھکو تمہارے کاروبار سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے اور نہ تم سے کچھہ سروکار ہے۔ کیونکہ مجھکو تم پر اعتماد نہیں یہہ نہ سمجھنا
کہ میں شیر علیخاں کی طرح بیوقوف ہوں۔ کہ تمہاری خاطر دوسروں کو تکلیف دوں۔ اور اون سے جھگڑا کروں۔ تمہاری اصل غرض
یہہ ہے کہ مجھکو انگریزوں سے بھڑا دو۔ اور اگر میں ایسی حماقت کر بیٹھوں۔ تو مجھکو یقین ہے کہ تم مزہ سے بیٹھے تماشا دیکھو گے
میری طرف سے کوئی امید نہ رکھو"

فصل بست و چہارم

انعقاد صلح

جرمن افسر لکھتا ہے عہد نامہ التوا کے طے ہوتے ہی فریقین نے تذکرات صلحیہ شروع کر دیئے جنمیں شش دول عظام بھی شریک ہوئیں۔ مگر جس سرعت سے محاربہ میں فتوحات ظہور پذیر ہوتے رہتے اوس کا اس نامہ و پیام میں نام و نشان نہ پایا جاتا تہا۔ بیچ بچاؤ کرنے والی طاقتوں نے ترکی عساکر کی فاتحانہ پیشقدمی کو روک کر جو کام اپنے ذمہ لیا تہا۔ وہ آسان نہ تہا۔ اونہوں نے عجلت اس حجت پر کی تہی کہ ترکی اور یونان میں پہر صلح کرانا ایک ایسا معاملہ ہی جس سے کل یوروپ تعلق رکہتا ہی۔

فاتح نے جسے اپنی فتح کی قدر و منزلت بخوبی معلوم تہی جو شرائط صلح پیش کیں۔ دول نے اونکی نسبت فوراً کہدیا کہ یہ کبھی منظور نہیں ہوسکتیں۔ دول ترکی کو تہسلی کا صوبہ اور نہ ہی حدود تک جو ۱۸۸۱ء میں تہیں۔ ترکی کو واپس نہیں دلا سکتیں۔ ایسا کرنا صورت قبل از جنگ کو قایم رکہنے اور نیز دول کے اس اعلان کے جو محاربہ کے شروع میں کیا گیا تھا۔ برخلاف[1] ہوگا۔ کہ فاتح کو کوئی علاقہ نہیں ملیگا بابعالی نے دس ملین پونڈ تاوان جنگ مانگا تہا۔ اسے بہی دول نے بہت زیادہ بتایا۔ اور کہا کہ نہ ترکی کا واقعی اس قدر روپیہ خرچ ہوا ہی اور نہ یونان اس قدر رقم ادا کرسکتا ہی ساتھ بڑی لمبی چوڑی بحث کے بعد شرائط صلح کیلئے یہ بنیادی اصول قایم کیا گیا کہ بابعالی یونانی قزاقوں کی تلفت تاراج کے انسداد اور نیز فوجی اغراض کیلئے سرحد کی ترمیم و اصلاح اور ایسے تاوان جنگ کے مطالبہ کرنیکا مستحق ہی۔ جو اسکے واقعی اخراجات و نقصانات کے مساوی اور اس قدر ہو کہ یونان اوسکے ادا کرنیکی استطاعت رکہتا ہو۔ بالآخر ترکی نے یہ بہی منظور کرلیا۔ کہ اگر اون معاہدوں کی جو محاربہ کیوجہ سے کالعدم ہوگئے تہے۔ پہر از سر نو تجدید کرنے کی ضرورت ہوئی تو وہ رعایتیں جو سابق میں دول نے یونان کو دلائی تہیں برابر بحال اور قائم رکہی جائینگی۔

ترکی توسیع علاقہ کے مطالبہ سے دست بردار ہونیکا نام نہ لیتی تہی۔ مگر آخر دول اوسے اس بات پر رضامند کرلینے میں بمشکل بسیار کامیاب ہوگئیں۔ اور سلطان المعظم نے اس موقعہ[2] پر بہی اپنی آزرم جوئی اور اعتدال پسندی اور عقلمندی کا کافی ثبوت

---

[1] جرمن مورخ سے غلطی ہوگئی ہے۔ اعلان یہ تہا کہ پیشدستی کرنیوالیکو فایدہ نہیں اوٹہانے دیا جائیگا۔

[2] یہ صاف ظاہر ہے کہ سلطان المعظم کو اس مطالبہ سے دست بردار ہونا سخت ناگوار گذرا ہوگا۔ مگر وہ ایسی نا اندیشی مدبر یا مالک کے ایسے نادان دوست نہیں جو محض اپنی ضد یا امنگ کو پورا کرنیکے لئے یا تہوڑے سے نفع پر مصر رہنے سے یورپین گرگوں کو کہل کہیلنے کا موقعہ دیدیں۔ ہر محب قوم اور پرجوش عثمانی کیطرح وہ بھی دل سے چاہتے تہے کہ مفتوحہ علاقہ واپس نہ دیا جائے لیکن جب اس اصرار کو ملک کے حق میں مضر پایا تو اوس سے ہٹ گئے بابعالی کی ثابت قدمی اور دول کے روز افزوں اصرار کی کیفیت ناظرین کو اوس ضمیمہ سے جس میں مفصل واقعات مندرج ہیں معلوم ہوجائیگی تاہم اس موقعہ پر ٹائمز کے کا چند تحریریں جو اسنے جولائی کے پہلے دو تین ہفتوں میں شائع کیں۔ یہاں درج کردیجاتی ہیں۔ تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہوسکے کہ

دیگر سرحد کی جزوی تصلیح و درستی پر قناعت کرلینا منظور فرمالیا۔ اس درستی سے ترکی کو صرف چار سو مربع میٹر (یعنے چار سو ساٹھ مربع گز) زمین اور ملتی تھی۔ لیکن چونکہ تمام سرحدی تر۔ اس اضافہ سے سلطان کے قبضہ میں چلے جاتے تھے فوجی لحاظ

(بقیہ صفحہ گذشتہ) سلطان المعظم نے اپنی طرف سے کیسی سخت کوششیں تہسلی کو حاصل کرنے کیلئے کیں۔ مگر دول یوروپ کی ایمانداری سے آخر مجبور ہو گئے۔

استغاثہ سلطان و جواب شہنشاہ آسٹریا

۸۔ جولائی کو سفرائے دولتہائے یوروپ نے موافق ہدایت اپنی اپنی گورنمنٹوں کے سرحد تہسلی کے قائم کرنے کی نسبت بتکرار مطالبہ سابق توفیق پاشا کے پاس ایک متفقہ یادداشت روانہ کی جس کا مضمون حسب ٹیلیگرام اخبار سٹنڈرڈ بطریق ذیل تھا:۔

"آپ عالی کیطرف سے ترمیم سرحد تہسلی کے متعلق ہنوز کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا مکرر لکھا جاتا ہے۔ کہ جو سرحد باغراض جنگی فوجی اتاشیوں نے تجویز کی ہے۔ اور اسے باب عالی میں پیش کیا ہے۔ دول عظام یوروپ اسی تجویز کو منظور کرتی ہیں۔ اور اسی بنا پر دول نے اتفاق کر لیا ہے۔ کہ دولت عثمانیہ کو یقین دلایا جائے۔ کہ ہم نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ان فراحمتوں کا استیصال کر دیں جن کے سبب سے صلح میں تاخیر ہو رہی ہے جو مفید اغراض یوروپ ہے۔"

مذکورہ بالا یادداشت متفقہ کے وصول ہونیکے بعد سلطان المعظم نے سلاطین یوروپ کے پاس استغاثہ تجدیداً بواسطہ روانہ کیا اور اس میں جدید سرحد سلامبریا پر معارضہ کیا۔ سلاطین و پریزیڈنٹ فرانس کیطرف سے جو جوابات آئے۔ وہ بالکل ایک سے ہیں۔ سلطان کو یہ صلاح دی کہ تجویز پیشکردہ سلاطین کو تسلیم کر لیا جائے۔ فرانسیس جوزف آسٹریا نے سلطان المعظم کے ایک خاص استغاثہ پر جو جواب دیا وہ حسب ذیل ہے۔

"جو خاص اور وفادارانہ اتحاد مجھ کو حضرت والا سے حاصل ہے۔ اور جس کے سبب سے حضرت اعلیٰ موجودہ حالت میں مجھ سے جانبدارانہ استدعا فرماتے ہیں۔ اوسی کی روسے میرا فرض ہے کہ میں آپ کی ذاتی بہتری۔ اور نیز یوروپ کی بھلائی کے خیال سے صلاح نیک دوں کہ جہاں تک جلد ممکن ہو سفرائے دول یوروپ کے شرائط پیشکردہ کی بنیاد پر آپ یونان کے ساتھ صلح کر لیں یعنے لشکری اتاشیوں کی کمیشن کے ذریعہ سے جو سرحد تجویز ہوئی ہے اسے منظور فرمالیں۔"

اعلیحضرت امیر المومنین کے خیالات دربارہ قبضۂ تھسلی

اخبار سٹینڈرڈ مورخہ ۹۔ جولائی اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کے حوالہ سے سلطان المعظم اور اونکے مجلس ارکان کے ایک اعلیٰ عہدہ دار کی گفتگو جس کے بالکل درست ہونیکی وہ ذمہ داری اٹھاتا ہے درج کرتا ہے نامہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ موقعہ پر اعلیحضرت جلالتماب خلافت پناہی نے اپنی معمولی حیا اور کم گوئی کے برخلاف نہایت ہی پر زور الفاظ استعمال کئے "اور صاف تسلیم کر لیا کہ ہم قطعی ہٹیں سے لڑائی کو خواہاں تھے۔ مگر باقی یوروپ کی خاطر اعلان جنگ سے مجتنب تھے کہ مبادا وہ بھی دائرہ حرب کی عام آتشزدگی کی زد میں آجائے۔ ہم اپنے اور نیز اپنے مشیروں کے جوش کو اس وقت تک

سے یہہ اضافہ بھی نہایت بیش قیمت تھا۔

کل عثمانیہ قوم نے عہدنامہ صلح کی اس دفعہ کی جو مخالفت اور مزاحمت کی۔ وہ بیجا نہ تھی اوسکی آنکھوں نے یہہ دیکھکر خون کے آنسو ٹپک

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) برابر روکے رہے جبتک کہ ہم یونان کو بالکل علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور اس امر کو متیقن کر لیا کہ ہمکو صرف اکیلے یونان سے لڑائی کرنی پڑیگی۔ جب یہہ مدعا حاصل ہو گیا۔ تو ہمنے اپنی فوج کو پیشقدمی کے لئے حکم دیا اب فتح پا جانے پر یورپ ہمکو ملک یا روپیہ دلانے سے انکار کرتا ہے۔ مگر ہم تا بہ امکان اسکو کبھی منظور نہیں کرینگے مجھے کس چیز کا ڈر ہے یورپ کی ہر شش دول عظام جب (یونانی کریٹ) وہ سوامی اور اوسکے دو ہزار انتہائی گیروں کو نہیں دبا سکیں تو وہ میری تین لاکھ فاتح فوج کے برخلاف جو روسیلیا میں موجود ہے کیا کر سکتی ہیں؟۔ فرض کر لیا کہ وہ ہمپر دباؤ ڈالنے کی خواہشمند ہیں۔ مگر یہہ تو بتائیں کہ اس کام کا بیڑہ کون اٹھائیگا"۔ اس موقعہ پر سلطان المعظم نے کاغذوں کے ایک ڈھیر پر جو اونکے سامنے میز پر پڑا ہوا تھا۔ ہاتھ رکھکر ارشاد فرمایا۔ "یہ دیکھو یورپ کے کل دار الخلافوں سے جو اطلاعیں موصول ہوئی ہیں وہ میرے سامنے پڑی ہیں۔ جب دباؤ ڈالنے کی تجویز پیش کی گئی۔ تو ایک طاقت نے کہا کہ میں اس معاملہ میں کارروائی کر چکی ہوں اور زیادہ کچھ نہیں کرنا چاہتی دوسری نے جواب دیا کہ ہمارے سامنے بالکل تاریکی پھیلی ہوئی ہے (یعنی ہماری عقل اب کوئی کام نہیں کرتی) اور میں اندھیرے میں اور آگے بڑھنا پسند نہیں کرتی۔ تیسری نے کہا کہ میں تو سب کی موافقت کے لئے یہانتک بڑھی چلی آئی ہوں۔ لیکن یہہ اگر کہو کہ میں یونانیوں کے لئے اپنی جانا کے خون کا ایک قطرہ بھی گراؤں تو یہہ مجھے منظور نہیں۔ اسی طرح کے باقیماندہ دولتوں کے جواب تھے۔ پس میں پھر یہہ سوال کرتا ہوں کہ کون ترکوں کو تھسلی سے باہر نکالیگا۔؟ میں وہاں موجود ہوں اور وہیں رہونگا"!

خواجہ نے جب اوس بادشاہ کی نسبت کوئی اشارہ کیا تو خلیفۃ المسلمین بول اٹھے "۔ ادہم ہو توت تھا کہ اوسنے پہاڑوں کی چوٹیوں کو جنکو سنگین فتح کرنے پر وقت ضائع کر دیا۔ اوسکو دروں میں سے گذر کر میدانوں کیطرف بڑھ جانا چاہئے تھا۔ اوسکے پاس یونانیوں کی نسبت تگنی فوج تھی۔ اوسے یونانی فوج کو گھیرے میں کر لینا اور اب سے بہت عرصہ پہلے اتھینز میں موجود ہونا چاہئے تھا۔ لیکن خیر۔ وہ اب بھی وہاں جا سکتا ہے۔ میں نے اور چند دن انتظار کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اگر اوس وقت تک بھی میری مطالبات نہ مانے گئے تو میں آگے بڑھنے کا حکم دیدونگا۔ اور اتھینز کے شاہی محل میں صلح کی شرطیں قبول کرواؤنگا۔ فی الفور حملہ کر دینے کے لئے سب سامان بالکل تیار ہے"۔ اسکے بعد امیر المومنین نے اس مضمون کو ارشاد فرمایا "چھہ طاقتوں میں سے دو طاقتیں بیشک فی الوقع مخالف ہیں۔ مگر میں انکا مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوں"۔ پھر ایک چھوٹا سا لفافہ اٹھا کر جو برلن سے آیا تھا۔ روسی سرحد پر جرمن فوج کی مختلف نقل و حرکت کی تفصیل بیان فرمائی"۔ یعنی ظاہر فرمایا کہ وہ دونوں طاقتیں جن میں سے ایک اس اشارہ سے واضح ہوتا ہے کہ روس ہے اگر مخالفت سے باز نہ آئیں تو جرمنی کی فوجیں ہماری تائید میں روس پر حملہ آور ہونے کے لئے بہمہ وجوہ تیار ہیں۔

امیر المومنین کے خیالات کے ساتھہ ہی ایک عام مشہور جنگ یونانی مارشل کی رائے ہو اس مطالب کا ایک اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ بیان کر دینی نامناسب نہ ہوگی۔ مارشل موصوف جو غالباً غازی عثمان نوری پاشا شہیر پلیونا ہیں۔ اپنی رائے ظاہر فرماتے

رہے تھی کہ ترکی اپنے ہی ایک سابقہ صوبہ کو اتنی بہادر جانیں گنواکر پھر فتح کرے اور پھر اوسی اوسپر قابض نہیں رہنے دیا جاتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ہیں۔ کہ اگر ترکی گورنمنٹ بعض یورپین طاقتوں کے دباؤ میں آکر تھسلی کو خالی کردیگی۔ تو تمام سلطنت میں ایک تباہی برپا ہوجائیگی۔ عثمانیہ قوم اور فوج کی دلی تمنا ہے کہ تھسلی جسے اونہوں نے اپنے بہادر سپاہیوں کا خون گراکر فتح کیا ہے۔ اس امر کی کفالت میں اونکے پاس رہے کہ اونکا دغاباز ہمسایہ پھر کبھی سر نہ اوٹھائے اور انکی امن میں مخل نہ ہو۔ پیشتر اوسکے کہ ہم تھسلی کو برضاء و رغبت چھوڑدیں۔ یہہ ضروری کہ خون ہماری رگوں میں خشک ہوگیا ہو۔ اور ہم بالکل مرگئے ہوں ایک اور اعلی ترکی عہدہ دار کے الفاظ ہیں۔ کہ یونان نے ہمکو تھسلی میں داخل ہونے پر مجبور کیا۔ اور اب اپنی قوم کے دباؤ کی وجہ سے ہم وہاں رہنے پر مجبور ہیں۔ کیا یورپ ہمکو اوسکے چھوڑنے پر مجبور کرسکتا ہے؟ ہم عثمانی جان اور زندہ رہنے کیلئے نہیں لڑتے بلکہ اپنے مذہب کے لئے شہید ہوتے ہیں"۔ اسی نامہ نگار نے دوسرے ہفتہ لکھا۔

سلطان عبد الحمید ابھی تک برابر تھسلی پر اڑے بیٹھے ہیں۔ اور اسلئے یورپ کی طاقتیں اور اخبارات بڑے زور شور سے اونکو پند و نصیحت کررہی ہیں۔ بعض اوقات اس قسم کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ کہ حضور ممدوح پر اوسکا کچھہ اثر ہوگیا ہے۔ لیکن یہہ اثر قوۃ سے فعل تک نہیں پہونچتا۔ یہہ بات بڑے وثوق سے مشہور کی گئی ہے کہ سلطان المعظم یورپ کا کہا ماننے کو تیار ہیں۔ لیکن اسکی آثار بدستور سابق بالکل ناپید ہیں۔ بلکہ اسکے عین برعکس رائے قائم کرنی پڑتی ہے۔ کہ اگر کبھی دول متفق ہوجائیں اور پھر وہ ملکر اونکو تھسلی سے باہر کریں تو وہ وہاں رہنے کا مصمم ارادہ کرچکے ہیں۔ آج یہہ افواہ مشہور ہے کہ سلطان سخت مخالف ہورہے ہیں تو دوسرے دن یہہ سننے میں آتا ہے کہ وہ اپنی ضد پر بدستور قائم ہیں اور سوائے اپنی شرائط کے اور کسی شرط پر صلح کرنا نہیں چاہتے۔ افواہیں خواہ ہر روز بدلا کریں۔ یہہ صاف ظاہر ہے۔ کہ سلطان المعظم کے افعال ایک ہی روش پر ظاہر ہورہے ہیں۔ جن سے روز روشن کیطرح ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تھسلی کو چھوڑنیکا نام نہیں لینا چاہتے چند روز کی بات ہے ادہم پاشا قسطنطنیہ کو طلب کئے گئے تھے۔ طلبی کا مدعا یہہ مشہور ہوا تھا۔ کہ وہ دار الخلافہ کی فوج کے اعلے کمان افسر مقرر کئے جائینگے تاکہ شرائط صلح کے طے ہوجانے پر جب فوج تھسلی سے واپس بلائی جائیگی۔ تو اگر وہ دار الخلافہ میں فساد کرنے پر مائل ہو تو اوسکا انتظام کریں۔ اسوقت فی الحقیقت کل اختیار فوج کے ہاتھہ میں ہے۔ اور وہ یورپ کی پیش کردہ شرائط کے سخت مخالف ہے۔ جب فوج تھسلی سے واپس بلائی گئی تو اوسکا زیادہ حصہ گھر جانے کو جاتا ہوا قسطنطنیہ سے گذریگا۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ وہ اپنا غصہ عیسائیوں پر نکالنا شروع کردیں۔ مگر ادہم پاشا تھسلی کے وسط میں ہی پہونچے تھے۔ کہ اونکو واپس چلے جانیکا حکم پہونچگیا۔ سلطان المعظم یہہ خوب جانتے ہیں۔ کہ اگر عیسائیوں کا قتل عام ہوا تو یورپ کی طاقتیں کل باہمی رشک و رقابت کو بالائے طاق رکھکر فی الواقع اونکی مخالفت پر کمربستہ ہوجاویں گی۔ اسلئے وہ ایسے امر کے ظہور پذیر ہونیکو روکنے کے لئے بہت کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھہ ہی یہہ بھی تمام خیال ہے کہ اگر دول یورپ نے زیادہ سختی کرکے سلطان المعظم پر دباؤ ڈالا تو وہ اوسکے جواب میں عیسائیوں کو ضرور قتل کرادیں گے۔ چند ہفتوں سے کثیر التعداد مسلمان اضلاع مختلفہ سے دار الخلافہ میں داخل ہورہے ہیں۔ اور یہہ کئی دفعہ مشاہدہ کیا

فریقین کے متضاد دعاوی سے الیسی گڑبڑ پڑ رہی تھی۔ کہ کسی پولیٹیکل بحث مباحثہ میں پہلے کبھی ویسی نہ پڑی تھی۔

مقدونیہ۔ ایپائرس اور تھیسلی کی البانوی آبادی کے تیور بگڑ جانیسے ترکی گورنمنٹ کی راستہ میں سخت مشکلات مزید پیدا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) آچکا ہے کہ شہر میں کہیں بھی ذرا سا بلوہ مچنے پر بہت بڑا انبوہ لاٹھیوں سے مسلح فوراً اس موقعہ پر اسلاح سے جمع ہوجاتا ہے گو یا اوسے ایسا کرنیکے لئے حکم دیا گیا ہے۔ جو ترکی افسر فرلو رخصت پر گئے ہوئے تھے اونکی رخصتیں منسوخ کر دیگئی ہیں۔ اور اتلیغضر پر پیشقدمی کرنیکے لئے تیار ہے۔

(اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے کہ خود سلطان المعظم کا منشاء ہے کہ یورپ اونپر دباؤ ڈالے۔ تاکہ اونکو تھیسلی چھوڑنے اور فوجکی فرنگی سے بچنے کا کافی بہانہ ملجائے۔ مگر اوسکی یہ تحریر اور خیالات جنکی کئی دفعہ تردید ہوچکی ہے ایسی لغو اور بے بنیاد ہیں کہ انکو نظر انداز کیا جاتا ہے)

کریٹ کے متعلق وہ تحریر کرتا ہے کہ سلطان المعظم نے وہاں زیادہ فوج بھیجنے کا ارادہ ظاہر کرکے دنیا کی توجہ کو تھیسلی کیطرف سے ہٹانیکی کوشش کی ہے۔ مگر یورپ نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا۔ یونانی مفسدین کے اغوا سے کریٹ میں پھر سخت بدامنی پھیلنے کا اندیشہ ہوگیا ہے۔ اونکی شرارتیں اس حد تک بڑھ گئی ہیں کہ خود چند سرغنہ اونکے برخلاف ہوگئے ہیں۔ دول یورپ نے سلطان کی تجویز کے جواب میں انکو اطلاع دی کہ کریٹ کی بجائے فوجکو ممالک محروسہ کے دیگر حصص میں بدامنی کو روکنے کے لئے رکھنا زیادہ مفید ہوگا۔ اسپر اعلیحضرت نے دول کو آگاہ کیا۔ کہ کریٹ پر مسلمانوں پر سخت ظلم ہو رہا ہے۔ اور اونکی کماحقہ حفاظت نہیں کیجاتی۔ پس اگر اسبارہ میں کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ تو ہمکو اونکی حفاظت کیلئے بیڑہ جہازات روانہ کرنا پڑیگا۔ ایسا کرنے میں سلطان کو یہ مشکل درپیش ہوگی کہ اونکے پاس کوئی بیڑہ ہی نہیں (بیڑہ مذکور کی روانگی نے جسپر اب انگریزی اخبارات کیبانی ہو کر طرح طرح کے حاشئے چڑہا رہے ہیں۔ کہ وہ راستہ ہی میں غرق ہوجائیگا اور وہ سمندر میں چلنے کے قابل نہیں۔ یہ یقین ہے کہ نامہ نگار کی اس غلط فہمی کو دور کرکے اسے جتا دیا ہوگا۔ کہ بیڑہ خواہ کمزور ہو یا مضبوط۔ مگر اوسکا کچھ وجود بہرحال ضرور ہے۔ انگریزی اخبارات کی چوٹوں کا جواب دینا فضول ہے۔ ترکی بحری طاقت پر ہم کئی دفعہ بالتفصیل لکھ چکے ہیں اور ہمارے ناظرین کو غالباً یہ بھی یاد ہوگا۔ کہ باغیان کریٹ پر جب متفقہ بیڑوں نے سب سے پہلی دفعہ گولہ باری کی تھی تو دو ترکی آہن پوشوں نے سب سے زیادہ حصہ لیا تھا۔ ایڈیٹر) اور یہ بھی مشتبہ ہے کہ کیا اونکے پاس جزیرہ کو فوج بھیجنے کیلئے بار برداری کے جہاز بھی کافی موجود ہیں یا نہیں (جنگ یونان کے موقعہ پر دو لاکھ فوج ایشیائی ساحل سے جہازوں پر ہی یورپین ساحل کو پہنچائی گئی تھی اس سے باربرداری کے جہازوں کا کافی یا ناکافی ہونیکا بخوبی پتہ مل رہا ہے) تاہم اگر بالفعل دس ہزار فوج جس کے بھیجنے کا ارادہ اوس نے ظاہر کیا ہے۔ جزیرہ میں اُتارنے میں کامیاب ہوگیا۔ تو موجودہ حالت بلاشک و شبہ اور بھی زیادہ خطرناک ہوجائیگی۔ جرمنی کا اخبار فرینک فرٹر زیٹنگ جس کو موجودہ تنازعہ میں سب سے وثوق اور پختہ اطلاع پہونچتی رہی ہے۔ لکھتا ہے کہ انگلستان اور روس کے سفراء کے سوا باقی سفیر باب عالی کے اس ارادہ کے مخالف نہیں ہیں جواد پاشا سابق وزیر اعظم جو ایکدفعہ پہلے کریٹ کے گورنر جنرل رہچکے ہیں۔ اچانک قسطنطنیہ سے روانہ ہوگئے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ جنگی کمانڈر کے عہدہ کا اہتمام لینے کیلئے کریٹ کو گئے ہیں۔ جزیرہ کے مسلمان پچھلے دنوں سے نہایت دلیر ہوگئی ہیں اور اگر جواد پاشا جزیرہ پر اترنے اور وہاں اپنا تسلط قایم کرنے میں کامیاب ہوگئے تو مسلمان

ہوگئی تھیں۔ البانوی روسا علانیہ روز افزوں تنقید اور پرجوشی کے ساتھ تھسلی کے الحاق کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور یہ دھمکی دے رہے تھے۔ کہ اگر اوسے پھر یونان کے حوالہ کر دیا گیا۔ تو ہم سلطنت کی متابعت چھوڑ دینگے۔ اونکا بیان تھا کہ محاربہ میں زیادہ تر البانوی سپاہ کی ہی قوت بازو اور شجاعت سے فتوحات حاصل ہوئی ہیں۔ اور اس سے البانویوں کو مسئلہ تھسلی کے تصفیہ کے متعلقہ مباحثہ میں اپنی رائے پیش کرنے اور اسپر غور کرانے کا کامل استحقاق حاصل ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ خبریں موصول ہوگئیں۔ کہ دس ہزار بجولی مسلح ارنوط اپنے مطالبات کی عدم شنوائی کی صورت میں جب تک ایک متنفس باقی رہے۔ شمالی البانیا میں لڑتے رہنے کا عزم بالجزم کرکے مرنے مارنے پر تیار کھڑے ہیں۔ اسی وقت البانوی روسا کا ایک ڈیپوٹیشن بھی قوم کی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور بھی دلیر ہوکر امیر البحروں کی متابعت سے سرکش ہو جائینگے۔ جنکو اب وہ ویسی ہی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے ہیں۔ جیسے کہ کرسٹل مسوہن کی موجودگی کے زمانہ میں عیسائی انکو دیکھا کرتے تھے (نامہ نگار کی تحریر سے تو ایسا پایا جاتا ہے کہ جو اوپاشا گویا ایک جلاوطن کی حیثیت میں کریٹ کو گئے ہیں اور جزیرہ کے اصل مالک دول یورپ کے امیر البحر ہیں۔ بہرحال جو اوپاشا جزیرہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور انہوں نے اپنا تسلط بھی قائم کر لیا۔ اب دیکھیے جزیرہ کا اصل مالک کون ثابت ہوتا ہے۔

بعض کی روایت ہے کہ دول یورپ اب اس مرحلہ پر پہونچ گئی ہیں۔ کہ ترکی کو مجبور کرنیکے طریقہ پر بحث شروع ہوگئی ہے۔ لنڈن میں کل ۱۵۔ جولائی (وزرا) نے جلسہ کرکے اس مضمون پر غور کیا تھا۔ کہ کونسا مخالفانہ طریق اختیار کیا جائے۔ اس ہفتہ لوگوں کی یہ عام رائے رہی ہے کہ کل طاقتیں دباؤ میں شریک نہیں ہونگی۔ یہ کام روس۔ انگلستان اور غالباً فرانس کے سپرد کیا جائیگا۔ ایک اخبار لکھتا ہے کہ روس باسفرس کے دہانہ کو۔ انگلستان ڈارڈنیلز کو۔ فرانس سمرنا کی بندرگاہ کو۔ اور آسٹریا سالونیکا ریلوے کو روک لے گی۔ جس سے تھسلی کی ترکی فوج کو ہر قسم کی کمک اور رسد پہونچنی بند ہو جائیگی۔ اور ترکی کو خواہ مخواہ تھسلی کو خالی کرنا پڑیگا۔ مگر دیگر اخبار اسکی تردید کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ دول ابھی ایسی تفصیل بحث پر نہیں پہونچیں۔

رومینیا اور ترکی میں معاہدہ ہوگیا ہے۔ کہ بلگیریا کے ساتھ جنگ ہونے کی صورت میں ایک سلطنت دوسری کی اعانت کریگی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ اتحاد جرمنی کی سعی و کوشش سے ہوا ہے۔ رومینیا کچھ عرصہ سے اتحاد ثلاثہ (اٹلی۔ جرمن اور آسٹریا) میں داخل ہو چکا ہے۔ اب اس اتحاد سے ترکی کو بھی اتحاد ثلاثہ میں داخل سمجھنا چاہیئے۔ جسکا فوری اثر یہ ہوگا۔ کہ یہ تینوں سلطنتیں سلطان کے برخلاف کسی جابرانہ کارروائی میں شریک نہ ہونگی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ آسٹریا نے سلطان المعظم کے تار کے جواب میں جو خط لکھا تھا۔ اوس میں گو یہ ظاہر کر دیا گیا تھا۔ کہ یورپ کی مشترکہ رائے کو قبول کرنے میں خود سلطان المعظم کا فائدہ ہے مگر خط کا لہجہ اور پیرایہ نہایت ہی نرم اور آشتی آمیز تھا۔ اعلیٰ حضرت نے ہر شنش و دل عنلام کے مزاج دادی

خواہشات اور معروضات کو سلطان المعظم کی خدمت میں عرض کرنے کے لئے قسطنطنیہ پہونچ گیا
ابا پیر میں ہنوز بھی چار ہزار مسلح آرنوط موجود تھے۔ جو نظام و پیام صلحیہ کی سست رفتاری سے سخت چلبلے
بیٹھے اور بر افروختہ ہو رہے تھے۔ یہہ لوگ وہ البانوی مجاہدین تھے جنکو لڑائی میں کام دینے کے
لئے اسلحہ دیدئے گئے تھے۔ اون کے غضب آلودگی کے نتائج سے متخوف ہو کر اون سے ہتھیار لے لینے کی
کوشش کی گئی مگر اونھوں نے صاف انکار کر دیا اور کہا۔ کہ جب تک ہمارے مطالبات منظور نہ کر لئے جائینگے
کبھی ہتھیار نہیں دینگے۔ ان اظہارات غیظ و غضب سے قسطنطنیہ کے باشندوں پر بڑا گہرا اثر پڑا۔ کیونکہ
اس معاملہ میں البانوی اکیلے نہ تھے۔ بلکہ تمام فوجی اور اکثر ترک باشندے بھی اس بارہ میں اون سے بالکل متفق
اور سیجی یورپ کی جابرانہ کارروائیوں سے سخت غضب آلود ہو رہے تھے۔

لیتھیمنڈ اقدسیہ حضور گیتی ستان نے اور پریسیڈنٹ کو ایک ہی مضمون کے تار بھیجے تھے۔ سب سے
پہلے شہنشاہ آسٹریا کا جواب موصول ہوا جس کو باب عالی نے فوراً مشتہر کر دیا۔ جس پر دوسرے
بادشاہوں نے بھی اوسی انداز میں کمال ملاطفت سے جواب دیا۔ روس کی بابت البتہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ اوس
کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ اور کہ روسی سفیر ایم نیلیڈوف نے جو عنقریب قسطنطنیہ سے بدلنے والا
ہے۔ وزیر اعظم سے ملاقات کر کے تخلیہ تھسلی پر بہت زور دیا تھا۔ جس کے جواب میں خلیل رفعت
پاشا صدر اعظم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ترکی اوس وقت تھسلی کو خالی کرے گی۔ جب کہ روس قارص
اور باطوم کو (جو اوسے ۷۸-۱۸۷۷ء کی جنگ کے بعد بروئے عہد نامہ برلن ملے تھے) (وکیل) چھوڑ دے گا۔ ایم نیلیڈوف
کی نسبت مشہور ہے۔ کہ ایم زینوف روسی سفیر متعینہ سٹاک ہولم (دار الخلافہ سویڈن) ابھی اون کی جگہ نہیں
آئے گا۔ اور تصفیہ صلح تک نیلیڈوف ہی روسی سفیر رہینگے۔ ترکی فتوحات سے فقط ترکی کی ہی قدر و منزلت میں بیجا اندازہ
اضافہ نہیں ہوگیا۔ بلکہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین کی لیاقت خداداد کا بھی ایک زمانہ معترف ہو گیا ہے۔ وہی اخبار جو حضور
ممدوح کو ارمنیوں کے قتل عام کا بانی مبانی قرار دیکر اون کو سفاک اور قاتل کے ناموں سے پکارتے تھے اب دول
یورپ کا اون کو ترکی بہتر کی کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنا دیکھکر اون کی حکمت عملی اور ڈپلومیسی میں بے نظیر قابلیت
اور اون کی میعادی راسخ العزمی اور استقلال کی صفت و ثنا کر رہے ہیں۔ اور ارمنیوں کے قتل عام کے واقعہ
سے متعلق اون کا ذکر خیر نہایت ہی نرمی اور مہربانی سے کرتے ہیں۔ اور یقین کامل ہے۔ کہ اگر موجودہ کشاکش
میں جو ترکی اور دول عظام میں ہو رہی ہے خلیفۃ المسلمین یورپین طاقتوں سے بازی لے گئے
اور اونکو کھلم کھلا یا بالواسطہ طور پر سے نیچا دکھا گئے۔ تو حضور ممدوح کل دنیا کی نگاہوں میں ہر دلعزیز
اور ہر جگہ ہو جائینگے۔

درینولا مذاکرات صلحیہ کا خرک لنگ اتنا خیزراں آگے بڑھا جا رہا تھا۔ تھسلی کے قبضہ کے تصفیہ کے بعد اب تاوان جنگ کی مقدار پر جھگڑا ہو رہا تھا۔ اسپر خوب پرجوش اور گرماگرم بحثیں ہوئیں۔ کسی کی رائے دوسرے سے نہ ملتی تھی۔ اگر ایک مشرق کو جاتا تھا تو دوسرا عین مغرب کو۔ آخر خدا خدا کر کے اس مسئلہ کا بھی اوس خاص کمیشن کی رپورٹ کی بنا پر فیصلہ ہو گیا۔ جو شش ودل عظام نے معاملات مال کے سفیروں کی اس غرض کے لیئے قایم کی تھی کہ یونان کس قدر تاوان جنگ ادا کرنیکی استطاعت رکھتا ہے۔ ترکی مطالبہ کو گھٹا کر چار ملین پونڈ کی رقم کافی قرار دیگئی۔ ترکی کے اس مطالبہ کو کہ اوس نے یونان کو جو امتیازات[۵] سابقہ عہدناموں کے ذریعہ سے عطا کر رکھے ہیں۔ اونہیں منسوخ کر دیا جائے۔ اصولاً اور نیز اس بنا پر کہ اس سے نامناسب اور بری نظیر پیدا ہوتی ہے۔ دونوں باتوں کے لحاظ سے قطعاً مسترد کر دیا گیا۔

[۵] امتیازات یا کیپی چولیشنز کی مجمل کیفیت پہلے مذکور ہو چکی ہے اور تاریخ خاندان عثمانیہ میں انکی مفصل توضیح کر دیگئی ہے تاہم اس قدر ضرور یہی بتا دینا بیمحل نہ ہوگا کہ یہہ بعض اون مراعات کا نام ہے جنکو یکے بعد دیگرے تمام فرمانروایان سلطنت عثمانیہ ان بیرونی سلطنتوں کے باشندوں کے باب میں ملحوظ رکھتے آئے ہیں۔ جنہوں نے ترکوں کی عملداری میں سکونت اختیار کی ہے یہہ رعائیتیں قرن اوسطے سے ابتک چلی آتی ہیں۔ اور ابتدا میں مثل اون کے مغلوں نے انگلش سیاحوں کے حق میں عطا کی تھیں یہ محض تجارتی رعائیتیں تھیں۔ بعد امتداد ایام و زوال سلطنت عثمانیہ ہندوستان کیطرح ترکی میں بھی وہ عہدنامجات کے برابر گرانقدر ہو گئیں اور ترکی سے زبردستی بمعاوضہ ان دوسری سلطنتوں کی حفاظت ترکی یا دوسری باتوں کے جو ان کی بابت دعوی کرنے کی قوت رکھتی نہیں۔ حاصل کیجانے لگیں۔

ان رعایتی حقوق کی بموجب جو مراعات ملحوظ رکھی جاتی ہیں۔ وہ یہہ ہیں۔ براہ راست ٹکس سے علاوہ محصول کسٹم کے (اور جو بیرونی اشخاص غیر منقولہ جایداد رکھتے ہوں تو ٹکس اراضی سے) ترکی میں رہنے سے اون کی وطنی سکونت کے حق کا ضائع نہونا اور لوکل عدالتوں کے اختیار سماعت سے اونکا بری رہنا۔ یہہ آخری رعایت البتہ مستثنیات اور حدود کی پابند ہے اوسکی تفصیل بہت طول طلب اور پیچیدہ ہے پس اسقدر کہنا کافی ہے کہ اجنبی اشخاص کے حق میں اس رعایت کی ہوتے ہیشہ طرح طرح کی جھگڑے بالخصوص مصر میں جہاں اونکی وجہ سے مخلوط عدالتیں مقرر کرنا پڑیں پیدا ہوا کرتے ہیں اور قبل اسکے بارہا مختلف ملکوں کے مابین انکی وجہ سے پیچیدگیاں واقع ہوئیں فی الحال جو سلطنتیں یہہ رعایتی حقوق رکھتی ہیں۔ انکے نام یہہ ہیں۔ یعنی یورپ میں فرانس اطالیہ انگلستان جرمنی آسٹریلیا روس۔ ہالینڈ۔ سویڈن۔ ڈنمارک۔ بلجیم۔ پرتگال اور یونان اور نئی دنیا میں ممالک متحدہ امریکا و برازیل سر الفرڈ ملنر سابق نائب زیر مال مصر وحال گورنر کیپ کولونی اپنی کتاب مصر و انگلستان میں ان مراعات کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

ابتدا میں جو رعایتی حقوق عطا کیئے گئے وہ اصل میں معاملات کی حیثیت سے نہیں بلکہ زیادہ تر مراعات کی حیثیت سے دیئے گئے تھے۔ اس زمانہ کے سلاطین ترکی نہ تو مغرب کی عیسائی سلطنتوں کو اس قابل سمجھتے تھے کہ ان کے ساتھ برابری کا برتاؤ کیا جاتا اور نہ انکا خاص منشا یہہ تھا کہ جو رعائیتیں وہ عطا کریں ان کے معاوضہ میں اسی طرح کی رعائیتیں دوسری سلطنتوں میں ان کے ساتھ کی جائیں۔ چونکہ زبردست خود مختار فرمانرواؤں نے ابتدائی رعایتی حقوق عطا کیئے تھے تو وہ اس خیال پر مسکرا دیتے

[۵] ترکوں نے پچھلے [illegible] یونان کو [illegible] سے نکالا [illegible] تھا۔

یہ مشکلات دور ہوتی ہی تہیں کہ نام و پیام کی قطعی تصفیہ میں نئی رکاوٹیں پیدا ہوگئیں۔ یہہ رکاوٹیں پہلی مشکلات سے بہی زیادہ شدید تہیں کیونکہ وہ تو صرف محاربہ کی فریقوں کی باہمی اختلاف کیوجہ سے تہیں۔ اوریہہ رکاوٹیں خود دول کی باہمی اختلافات سے پیدا ہوئی تہیں۔ یہہ اختلاف اسقدر بڑہ گیا تہا کہ خود اتحاد یورپ میں خلل پڑ جانیکا اندیشہ ہوگیا تہا۔ اوریہہ ظاہر ہی کہ اس اتحاد کی بغیر معاملہ کے سلجھنے کی شکل مسدود ہوسکتی تہی۔

بڑا اختلاف اس امر پر تہا کہ ایکطرف جرمنی یہہ کہتی تہی کہ عہدنامہ میں ایسی دفعہ درج کیجائے جو ترکی کو تاوان جنگ کے ملجانیکی ضمانت وکفالت دیتی ہو۔ اور ساتہہ ہی یونان کے سابقہ قرضخواہوں کی اغراض کی بہی حفاظت کرتی ہوتا کہ اونہیں حالات متغیرشدہ سے نقصان نہ پہونچے۔ دوسریطرف انگلستان کسی ایسی شرط کی اندراج کو جس سے تہسلی پر ترکی فوجکا قبضہ طولت پکڑتا ہو قطعاً پسند نہیں کرتا تہا۔ آخر لمبی لمبی مباحثوں اور تبادل آرائی کے بعد دونوں ملکوں میں سمجہوتہ ہوگیا جسے دوسری طاقتوں نے بہی منظور کرلیا اور اوسکی مطابق عہدنامہ میں دفعہ درج کردیگئی۔ جرمنی نے اپنی مطالبہ کی مناسب تکمیل کیلئے یہہ تجویز پیش کی تہی کہ جب تک تاوان جنگ ادا نہو جائے۔ یونان کے صیغہ مال کی نگرانی ایک خاص حد تک۔ ایک مشترکہ یورپین کمیشن کے سپرد کردیجائے اور دول تاوان کی ادائیگی کی ذمہ داری اٹھائیں۔ فیصلہ تجویز مذکور کی منظوری پر ہوا۔

یونانی گورنمنٹ اس فیصلہ سے بہت بگڑی۔ اوریونانی اخبارات نے شور وغل برپا کردیا کہ دول یورپ کو ملک کی اندرونی معاملات میں ہرگز دخل دہی کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ اور جیساکہ اوپر لکہا گیا ہی۔ ترکی کے فوج تہسلی کو چہوڑ دینے کی شرط پر سخت آشفتہ وبرہم ہورہے تہے۔ مزید براں نام وپیام صلحیہ کو کہٹائی میں ڈالنے کیلئے اور کئی خفیہ سازشیں اپنے کام میں مصروف تہیں مگر بایں ہمہ آخر سفراء دول کے ایک اجلاس میں شرائط صلح کا تصفیہ ہوگیا۔ ابتدائی عہدنامہ صلح مرتب ہوگیا۔ اور جلالتمآب سلطان المعظم نے اوسے بلا امل منظور فرمالینے سے اوس تردد واضطراب اور بیچینی کا خاتمہ کردیا۔ جو اس طول طویل بحث مباحثہ سے جسکے دوران میں گو عملاً جنگ ملتوی تہا۔ مگر رواجاً دونوں فریق بدستور برسر جنگ تہی پیدا ہورہی تہی۔ اس معاہدہ پر بمقام قسطنطنیہ ۱۹ ستمبر (۱۸۹۷ء) کو دستخط ہوئے۔ مذاکرات صلحیہ برابر ہا چہینے ہوتی رہے جس عرصہ میں سفراء دول اور ترکی کی وکلاء فی شرائط پر یکی بعد دیگری بحث کرتے رہکر آخر اونکا تصفیہ کرلیا اور سفراء کی محنت ولفاق ناچاقی ہوجانیکے بیشمار خطرات عدیدہ کی بعد آخر ٹہکانے لگی۔ اور اونکی مساعی کا کامیابی پر خاتمہ ہوا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لگتے کہ جو رعایتیں وہ قریب قریب تجارت کی نگاہ سے دیکہہ رہے ہیں وہ کسی وقت ان کی حاشیہ نشینی کی کمزوری اور سخت پریشانی کی باعث ہوجائینگی۔ دنیا کی سب سے بہاری سلطنت کا معدودے چند بیرونی ملکوں کی تاجروں کو اپنی شاہانہ اختیارات کی کوئی جز اپنی خوشی اور مرضی سے دیدینا اور یہی بات ہی کہ ان تاجروں کی وطنی گورنمنٹیں بہت ہی دور دراز مقامات پر واقع تہیں اور ان ایام میں بمقابلہ ترکی کی بالکل ہی ضعیف تہیں لوگ اسوجہ سے ذرا بہی گمان نہ تہا کہ جو حقوق اسوقت دئے گئے تہے اونکی تکمیل ایسی سخت پابندی کی ساتہہ چاہی جاویگی اور یہہ بالکل دوسرا امر ہی کہ پہر یہی سلطنت ضعیف اور زوال پذیر ہوگئی اور اب اسکو بیشمار تعداد کی ان اجنبی باشندوں کا سامنا کرنا پڑا جو ایسی حقوق سے آگاہ تہیا

اوس ابتدائی عہد نامہ صلح کا مضمون بجنسہ حسب ذیل ہے:-

چونکہ یونان نے اپنے اغراض کی فلاح و بہتری - اور اپنا نیک و بد دول کے ہاتھ میں دیدیا اور بابعالی نے اونکی ثالثی کو منظور کر لیا - سفراء کی وکلاء اور وزیر خارجیہ توفیق پاشا کی باہمی رضامندی سے مندرجہ ذیل شرائط قرار پائی ہیں -

(۱) حدود اون خطوط کے مطابق جو نقشہ منسلکہ پر دکہائے گئے ہیں - اور نیز اوسکی تشریح کنندہ عبارت کے مطابق درست کیجائینگی - موقعہ پر جنگی مصالح کے لحاظ متفقہ فیصلہ سے اون خطوط میں سلطان کے حق میں خفیف تغیر و تبدل کیا جاسکیگا ایک مشترک کمیشن جسمیں دونوں طاقتوں کے قائم مقام اور تمام سفارتوں کے فوجی وکلا شامل ہونگی حدود کی تعیین کریگی - یہہ کمیشن اس معاہدہ پر دستخط ہونیسے پندرہ دنکے اندر قائم کیجائیگی اور متنازعہ مسائل کثرت رائے سے فیصل ہونگی -

(۲) یونان ٹرکی کو چالیس لاکھ ٹرکی پونڈ[1] بطور تاوان جنگ[2] ادا کرے - ادا ہونگی کے لیے ضمانتیں دی یونان کے صیغہ مال کی نگرانی کے متعلق ضوابط آیندہ مرتب کیے جائینگے -

(۳) یونان کی رعایا کو محاربہ سے پہلے ٹرکی میں جو حقوق و مراعات اور رعائتیں حاصل تہیں بدستور قائم رہینگی -

(۴) اس موجودہ عہد نامہ کی تصدیق سے پندرہ دنوں کے اندر یا اوس سے بہی پہلے یونانی وکلاء جنکو اختیارات مطلوبہ دیے گئے ہونگے - قطعی معاہدہ صلح کے شرائط کے انعقاد کے لیے عثمانیہ وکلاء سے مذاکرہ کرنیکے لیے قسطنطنیہ پہونچ جائینگے -

معاہدہ مذکورہ موجودہ عہد نامہ کی بنا پر مرتب ہوگا - اور اوسمیں موجودہ عہد نامہ کے علاوہ مندرجہ ذیل معاملات کے متعلق بہی شرائط عہد و پیمان کیا جائیگا - قیدیوں اور اسیران جنگ کا تبادلہ - فریقین کی خطا کار رعایا کو عام معافی اضلاع مفتوحہ کے باشندوں کو نقل وطن کی آزادی ہونا - قزاقی کی بیخ کنی کی تدابیر اور جو نقصانات رعایا عثمانیہ کو محاربہ سے پہونچے انکے معاوضہ کی تعیین -

(۵) انکے ساتھہ ہی مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق تین ماہ کے اندر تصفیہ کر لینے کی غرض سے نامہ و پیام شروع کیے جائینگے (الف) ۱۸۷۶ء میں ٹرکی اور یونان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوا تہا - اوسکی بنا پر شہریت اور رعیت بلنے کے مسئلہ کے انصرام کے لئے جدا عہد نامہ تمہیدی کیا جائیگا - (ب) شرط مندرجہ دفعہ ۳ کی بنا پر یونانی قونصل خانوں اور ترکی عدالتوں کے تعلقات کی ترتیب و درستی کے لئے علیحدہ ابتدائی عہد نامہ تیار کیا جائیگا[3] (ج) اون جرائم کے متعلق جو کسی ایک ملک کے باشندے اپنے ملک میں کر کے دوسری سلطنت کے علاقہ میں بہاگ جائیں بنیادی عہد نامہ مرتب کیا جائیگا -

---

[1] ترکی قائم مقاموں میں اعلی افسر سعید الله پاشا تھے -

[2] ایک لاکھ پونڈ کی رقم تاوان کے علاوہ رعایا سلطانی کے نقصانات کا معاوضہ مقرر کیگئی تہی -

[3] اس ابتدائی عہد نامہ کی بنا پر قطعی عہد نامہ مرتب کرنیکے لیے اکتوبر ۱۸۹۷ء تک ہر دو سلطنتوں کے وکلاء قسطنطنیہ میں اجلاس کرتے رہے تھے - اب عنقریب قطعی معاہدہ مرتب ہو جانیوالا ہے -

(۶) اس دفعہ میں تھسلی سے ترکی فوج کی واپسی اور خالی کردہ علاقہ کو یونانی ملکی حکام کے سپرد کر دینے کے متعلق شرائط درج کر کے تحریر کیا گیا۔ کہ انکا ابھی قطعی تصفیہ نہیں ہوا۔

(۷) اس عہد نامہ پر دستخط اور اوسکی تصدیق ہو جانیکے بعد فی الفور یونان اور ٹرکی میں پھر سابقہ تعلقات قایم ہو جائینگے اور دونوں ملکوں کی رعایا پوری آزادی سے بلا روک ٹوک ایک دوسرے ملک میں سفر و سیاحت کر سکے اور رہایش رکھ سکیگی اور جہاز رانی کی بھی فریقین کو پوری آزادی مل جائیگی۔

(۸) جب تک پھر باضافہ کونسل دونوں ملکوں میں مقرر نہ ہوں قونصل خانوں میں عارضی ایجنٹ مقرر کئے جائینگے۔ اور وہ دول کی حمایت و نگرانی میں جنہوں نے محاربہ کے دوران میں یونانی رعایا کی اغراض کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا اپنے فرائض سر انجام کرینگے جب تک محولہ بالا عہد ناموں کو وہ خاص کمیشن جو دفعہ پانچ کے منشار کے مطابق قائم کیجائیگی، مرتب نہ کرے اور اون عہد ناموں کو قانونی جواز و استحکام حاصل نہ ہو جائے۔ عثمانی و یونانی رعایا کے تمام ایسے باہمی تنازعات عدالتی کے متعلق جو اعلان جنگ سے پیشتر سے دائر ہیں اوس قانون و ضابطہ کے مطابق کارروائی کیجائیگی جو محاربہ سے پیشتر نافذ تھا۔ اور تنازعات مابعد کے متعلق قانون بین الاقوام کے اصولوں کے مطابق اوس معاہدہ کی بنا پر کارروائی کی جائیگی۔ جو ۲۴ ۔ فروری اور ۶ ۔ مئی سنہ ۱۸۹۷ء کو سردیا اور ٹرکی میں ہوا تھا۔

(۹) نامہ و پیام مذاکرات کے دوران میں اگر اختلاف پیدا ہو جائیں تو مسائل متنازعہ خواہ وہ فریقین میں سے کسی سے متعلق ہوں سفرا دول کی خدمت میں جو بحیثیت ثالث کام کرینگے پیش کئے جائینگے اور اونکا فیصلہ قطعی اور ناطق ہوگا سفرا بحیثیت ثالث باہم ملکر خواہ براہ راست اور خواہ متعلقہ سلطنتوں کے خاص وکلا کی شرکت سے یہہ کام سر انجام دینگے۔

(۱۰) بابعالی دول سے اوس تجویز کے متعلق غور کرنیکی درخواست کرنیکا استحقاق کو محفوظ رکھتا ہے جو اون فرمانوں کے تغیر و تبدل اور ترمیم کے متعلق ہوگی جو ۲۴ ۔ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کی عہد و پیمان کی شرائط کے مطابق صادر کئے گئے تھے یہ فرامین سوا اوسقدر حصہ کی جسکی موجودہ عہد نامہ سے ترمیم ہو گئی ہے برابر نافذ رہینگے۔

(۱۱) یہہ عہد نامہ بغرض منظوری جلالت ماب سلطان المعظم کی خدمت میں پیش کیا جائیگا۔ یہہ منظوری ایک ہفتہ کے اندر ہو جائیگی۔ اور اس میعاد کے انعقاد کے بعد سفرا دول اسکی شرائط سے اپنی اپنی گورنمنٹوں کو اطلاع دینگی۔ اور اس وقت سے شرائط مذکورہ نافذ ہو جائینگی[1]۔

[1] آخری اجلاس میں جب اس معاہدہ پر دستخط ہو چکے تھے۔ آسٹرین سفیر نے جو بلحاظ عمر تمام سفرا سے بڑا۔ اور بنا بریں اون کا مقدم تھا۔ اپنی تقریر میں سلطان المعظم کی اعتدال پسندی اور آرزم جوئی کا صدق دلسے شکریہ ادا کیا۔ قسطنطنیہ کے انگریزی اخبار لیوانٹ ہیرلڈ اسپر حسب ذیل ریمارک تحریر کئے۔
ابتدائی شرائط پر دستخط ہو جانے سے جو عام طمانیت اور تسلی کا خیال پیدا ہو گیا ہے اوسکی نسبت مبالغہ کرنا بہت مشکل ہے۔

۴م۔ستمبر کو روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے جو وہانکی سفراء دول کا میر مقدم تہا۔ ابتدائی عہد نامہ صلح باضابطہ طور پر یونانی گورنمنٹ کے حوالہ کیا۔ اسکے ساتہہ دول کیطرف سے اس مضمون کی ایک تحریری اطلاع بہی منسلک تہی۔ کہ یونان نے جس ثالثی کی استدعا کی تہی وہ اب ختم ہوگئی ہے۔ صلح کی قطعی شرائط کیلیئے یونانی گورنمنٹ آپ اپنے وکلاء مقرر کرے۔

تمہیدی شرائط صلح کے ساتہہ چند ضمیمے بہی ایزاد کردیئے گئے تہے۔ ایک کا مضمون یہہ تہا۔ کہ ٹرکی حکام اور یونانی وکلاء میں باہمی سمجہوتہ ہوجانیکے بعد تہسلی کو مفرور باشندے اپنے مساکن کو واپس آسکیں گے۔ دوسرے میں دول نے وعدہ کیا تہا کہ جہاز رانی کی مزاحمت ہٹانے اور اوسکی آزادی کو پہر قایم و بحال کرنیکے مسئلہ میں اگر اختلاف پیدا ہوجائیں تو وہ ثالثی کرکے اونکا تصفیہ کردینگی۔ تیسرے کا یہہ مضمون تہا کہ اون تمام ترکی رعایا کو جنہوں نے یونانی فوج میں خدمت کی ہوگی۔ معافی دیدیجائیگی۔ لیکن ساتہہ ہی یہہ بہی ظاہر کردیا گیا تہا کہ اس قرارداد میں ممکن ہے بعد میں کچہہ ترمیم ہوجائے۔

ایم رالیس کی وزارت اس سے دو تین دن بعد مستعفی ہوگئی اور ایم زئیمیس جدید وزیر اعظم ہوا۔ اوسکی محتاط دوراندیش اور اعتدال پسند ہونیکی وجہ سے مذاکرات صلحیہ کے انصرام میں پہلے ایسے توقف و درنگ واقع نہ ہونے پایا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اس معاہدہ کی تکمیل اسقدر مشکل تہی کہ اوسکا خیال بہی اس سے پہلے کبہی نہ آیا تہا۔ اور اسی لیے جن لوگوں کا اس سے تعلق تہا اون کو غایت درجہ کی احتیاط ہوشیاری اور تدبیر سے کام لینا پڑا۔ اونکی کوششوں میں گورنمنٹ عظمیٰ ترکی کی نرمی سے بہت کچہہ سہولیت ہوئی اور گورنمنٹ عظمیٰ نے نہایت صداقت سے اس صلح پسندی اور امن طلبی کو قائم رکہا حضرت سلطان المعظم کی بے نظیر پالیسی نے اس مصالحت کو منظور کرلیا جو واقعات گذشتہ کا خیال کرکے ہرگز قرین انصاف نہیں کہلائی جاسکتی۔ البتہ اس طریق عمل سے بابعالی نے ٹرکی فتوحات کو اور بہی درخشاں اور منور کردیا ہے تازہ فتح نے جیسا کہ قدرتی دستور ہے سلطنت عثمانیہ کی جنگی عظمت کو نیا رعب و دبدبہ دے دیا۔ اسکا سکہ دلوں میں بیٹہہ گیا اب مصالحت کی نرم شرائط سے سلطنت عظمیٰ کی پولیٹکل شان اور بہی بڑہ گئی کہ اس نے ظاہر کردیا کہ اسپر کسی شر انگیز اور مفسدیت کا اثر نہیں ہے بلکہ اسکے اعمال کا انتظام سخاوت آمیز کشادہ دلی پر مبنی ہے جسکی ثنا و صفت سے دنیا باز نہیں رہ سکتی۔

ہز اکسیلینسی صاحب سفیر دولت آسٹریا ہنگری نے اس امر کو نہایت خوبی اور مسرت کے ساتہہ ابتدائی شرائط مصالحت پر دستخط کرتے وقت اپنی تقریر میں تسلیم کرلیا اور اسی طرز اور احسن طریق پر مسیو نیلیڈوف نے اوسکی تائید کی۔ یہہ موقعہ واقعی ایسا ہے کہ مبارکبادی کا طالب ہے جو کچہہ ہوا ہے وہ ایک نہایت پیچیدہ اور دقیق مسئلہ کا حل سر انجام ہوا ہے اور اس خوفناک مشکل کا دور ہونا ایسے آسان شرائط سے ایک امر واقع ہے جو نہ صرف ٹرکی کے واسطے باعث فخر و ناز ہے بلکہ اس سے زمانہ آیندہ پر نہایت عمدہ روشنی پڑتی ہے کہ وہ درخشاں ہے۔ اور آثار نہایت عمدہ ہیں اور ساتہہ ہی اسکی آیندہ کیواسطے اعتماد اور اعتبار کو تقویت

عام رہے کے ہمارہ ہوجانیسے اب بلا تامل یونانی گورنمنٹ نے صیغہ مال کی نگرانی یورپین کمیشن کے حوالہ کردینا منظور کرلیا۔ اور کمیشن مذکورنے تاوان جنگ کی ادائیگی کے لئے یونان کی آمدنی کے وسایل اور اخراجات کو پرکہنا اور جانچنا شروع کردیا۔

آدہر ایک طرف قطعی معاہدہ صلح کے تصفیہ وانصرام کے لئے جدید مقرر شدہ یونانی سفیر ایتھنز سے قسطنطنیہ پہونچگئے۔ اور دوسری طرف تھسلی کی نئی سرحد کی تعیین کے لئے جنگی کمیشن کام شروع کرنیکو لئے پلاتاموناہیں جمع ہوگئی۔ اور ایم زیامیس کی وزارت کے مضبوط مگر مصالحت آمیز انداز سے جسپر اوس نے نہ صرف مذاکرات صلحیہ کے دوران ہیں بلکہ اپنے ملک کے باشندوں اور اونکے قایم مقاموں (ممبران پارلیمینٹ) سے بھی مرعی رکھا قطعی معاہدہ صلح پر بحث مرتب ہوگیا۔

قطعی عہدنامہ صلح کا مضمون جسپر ٹرکی اور یونان کے وکلا نے بتاریخ ۴۔ دسمبر ۱۸۹۷ء دستخط کئے حسب ذیل ہے۔

(۱) سرحد ٹرکی و یونان کی اصلاح حسب ذیل نقشہ منسلکہ عہدنامہ کے مطابق کیجائیگی۔ مگر جب موقعہ پر پہنچکر حد متعین کیجائیگی۔ اور اوسوقت بشرطیکہ وکلا ممالک یورپ اور گورنمنٹ ٹرکی راضی ہوجائیں تو مجوزہ اصلاح سرحد ہیں سلطنت عثمانیہ کے فایدہ کیلئے خفیف تغیر کیا جاسکیگا۔ اس تقسیم سرحدی کی تفصیلات کا انفصال ایک کمیشن کریگی۔ جسمیں فریقین کے وکلا اور صلح کرانیوالی ممالک یورپ کے سفیروں کی طرف سے فوجی افسر مقرر ہونگے۔ اس عہدنامہ کی تاریخ سے ۱۵ روز کے اندر یہ کمیشن منعقد ہوگی۔ اور کثرت رائے سے ہر فیصلہ ہوگا۔

(۲) یونان ٹرکی کو خرچہ جنگ حسب شرائط مندرجہ آرٹیکل نمبر ۲ مبادی صلحنامہ کے چالیس لاکہہ ٹرکی پونڈ دیگا۔

(۳) تھسلی کا تخلا مبادی صلحنامہ کی چہٹی شرط کے مطابق ہوگا۔ جس روز ممالک یورپ مبادی صلحنامہ کی آرٹیکل نمبر ۲ کے آخری دوفقرے کی مندرجہ شرائط کی تکمیل تسلیم کرلینگے۔ اور جب کہ کمیشن اقوام آرٹیکل مذکورہ کی مالی انتظام کے موافق معاوضہ جنگ کے قرضہ کی اطلاع دیدینگے۔ اوسکے ایک مہینہ کے اندر تھسلی خالی کیجائیگی۔ یہہ امر کہ کسطرح خالی کیا جائیگا۔ اور خالی مقامات کو کیونکر یونانی حکام کے حوالہ کیا جائیگا۔ اوس کو وکلا فریقین بشراکت وکلائے ممالک یورپ فیصلہ کرینگے۔

(۴) عہدنامہ پر دستخط ہونے کے بعد جنگ کے قیدی جانبین سے فوراً رہا کر دئے جائینگے۔

(۵) فریقین اون سب شخصونکو کامل معافی دینگے۔ جو اشتہار جنگ سے پہلے اور بعد کے واقعات ہیں شریک تھے۔

(۶) دونو ممالک کی رعایا جنگی حالت قانون کے نزدیک باطل ہے۔ مثل سابق دونوں کی مالکیت میں آزادانہ آمد و رفت رکھینگی۔ دونو ممالک کو اختیار رہیگا۔ کہ اون لوگونکو جنکو کسی جرم کی سزا ہوئی ہو یا بوجہ اونکی چالچلنی کے

اون کو لیئے ملک سے نکال دیئے جانے کا حکم صادر ہوا ہو ایسے لوگوں کو اپنے ملک میں نہ آنے دیں جس کی اطلاع سابق سے اون کے سفیروں کو کر دیجائیگی۔

(۷) جو مسلمان تہسلی کے باشندے یا متوطن ہیں اور وہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کے شرائط نامہ کی تیرہویں شرط کے بموجب خواہ یونانی قومیت میں داخل ہوئے ہوں یا نہ ہوں۔ یا وہ ترک وطن کر کے ٹرکی میں آباد ہوں۔ یا ٹرکی کو اپنا وطن قرار دیں۔ یا جو مسلمان یونانی رعایا ہو گئے ہوں۔ اون کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ ترکی قومیت قبول کر لیں۔ بشرطیکہ موجودہ شرائط نامہ کے تین برس کے اندر وہ حکام مجاز و متعلق کو اطلاع دیدیں۔ یہہ سب شرائط نامہ مذکور کے موافق اپنے اپنے مقبوضات واقعہ یونان پر قابض رہینگے۔ اور اوس جایداد کا انتظام کرتے رہیں گے۔ اسی طرح سے جو باشندے یونان کے بوجہ تغیر سرحد ٹرکی کی رعایا ہو گئے ہیں۔ اور جو شخص کہ اون مقامات کو بالفعل اپنا وطن مقرر کر چکے ہیں ٹرکی اونکو بھی وہی حقوق مذکورہ دیگی۔ جو یونان مسلمان رعایا کو دیگا۔ باشندے یا متوطن اوس ملک کے جو ٹرکی کو ملا ہے یا ان مقامات کی کسی جماعت کے افراد اگر تہسلی میں کچھہ اراضی رکھتے ہوں۔ تو اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سرحد کے پار جا کر مثل سابق بلا مزاحمت اون اراضی کی زراعت کریں۔ اور یہی حق اون باشندگان تہسلی کو حاصل ہوگا۔ جن کی اراضی اوس ملک میں واقع ہو جو سلطنت عثمانیہ کو دیا گیا ہے۔

(۸) مبادی صلحنامہ کے آرٹیکل نمبر ۴ کے بموجب یونان ٹرکی کو ایک لاکھ ٹرکی پونڈ بطور معاوضہ اون نقصانات کے دیگا۔ جو یونانی فوج نے لوگوں کو پہنچایا۔ یہ رقم اوس وقت دیجائیگی۔ جبکہ معاوضہ جنگ دیا جائیگا۔

(۹) یونان اور ٹرکی کے مابین خاص انتظام اس غرض سے ہوگا کہ جو حقوق قونصلین کو دیئے گئے تھے۔ اونکا بیجا استعمال نہ کیا جائے اور معمولی اجراء معدلت میں مداخلت نہ ہونے پائے اور احکام جاری شدہ کی تعمیل ٹہیک ٹہیک ہو سکے۔ اور اگر یونانی رعایا اور عثمانی رعایا اور دیگر ممالک کی رعایا میں تنازعات ہوں جس میں دیوانی کے مقدمے بھی شامل کئے جاوینگے۔ تو عثمانی رعایا اور ممالک غیر کے لوگونکے مقاصد کی حفاظت ہو سکے۔ مگر قبل از جنگ جو یونانی رعایا کو ایسے حقوق حاصل تھے جو اور ریاستوں کی رعایا کو حاصل ہیں۔ انمیں تغیر نہوگا۔ جو دیوانی کے تنازعات رعایائے یونان اور رعایائے عثمانی کے درمیان واقع ہوں اگر وہ ایسے ہیں کہ اعلان جنگ کے بعد عدالتونمیں رجوع ہوئے ہوں انکا انفصال اس قانون سے ہوگا جو جنگ سے پہلے جاری تہا۔ اور جو مقدمات اعلان جنگ کے بعد میں پیدا ہوئے ہوں انکا انفصال اس یورپین قانون کے بموجب ہوگا جو ٹرکی اور سرویا کے شرائط نامہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء پر مبنی ہے۔

(۱۰) شرائط نامہ ۲۴ مئی سنہ ۱۸۸۱ء کی شرائط جو تہسلی سے علاقہ رکھتی ہیں وہ قائم رہینگی سوائے اون شرائط کے جو اس عہدنامہ سے بدل دیگئی ہیں گورنمنٹ ٹرکی کو حق حاصل ہوگا کہ اون شرائط نامہ کی رو سے جو مسئلے ہوں انکے انفصال کیلئے اپنی تجاویز کو اون ممالک کے روبرو پیش کرے جنہوں نے شرائط نامہ مذکور پر دستخط کیے تھے اور اونکے فیصلہ کو یونان پر قبول کرنا لازمی ہوگا۔

(۱۱) یونان اور ٹرکی راضی ہیں۔ کہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد چھہ ہفتہ کے اندر انتظامات ذیل کو منفصل کرینگے۔

(الف) ایک شرائط نامہ اون تجاویز کی بنیاد پر مرتب کیا جائیگا۔ جو یونان اور ٹرکی کے مابین ۱۸۷۶ء میں وقوع میں آیا تھا۔ اور مسئلہ قومیت کے اختلافات سے تعلق رکھتا تھا۔

(ب) ایک شرائط نامہ قنصلوں کے اختیارات کی بابت تحریر کیا جائیگا۔ جسمیں پابندی اون شرائط کی کیجائیگی۔ جو آرٹیکل نمبر ۹ کے اول فقرہ میں مندرج ہیں۔ اور جو مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱۳ کی روسے قرار پا چکا ہے۔

(ج) ایک عہدنامہ مجرمین اس غرض سے مرتب کیا جائیگا کہ مجرمین کا تبادلہ باہمی ہوا کرے۔

(د) ایک شرائط نامہ اس غرض سے مرتب ہوگا۔ کہ مشترکہ سرحد پر راہزنی کا انتظام کیا جائے فریقین کو اختیار ہوگا کہ بعد میں ایک عہدنامہ تجارتی و جہازرانی مرتب کریں۔ اور جب تک یہہ آخرالذکر عہدنامہ نہ ہو جائے اوسوقت تک تجارت و جہازرانی دونو ممالک کے مابین آزادی کے ساتھہ ہوگی۔

(۱۲) ڈاک کے تعلقات جو یونان اور سلطنت عثمانیہ کے مابین چند سال سے خراب ہو رہے ہیں۔ وہ اُن قواعد سے قائم کیے جائینگے جو فریقین کی رضامندی سے بعد میں قرار پائیں۔ جبکہ دونوں ممالک محکمہ ڈاک کے متعلق کوئی شرائط نامہ مرتب کرلینگے اور اس اثنا میں دونوں محکمہ خاص منتخب شدہ مقامات میں ایک دوسرے سے ڈاک اور پارسل مہر شدہ لیا دیا کرینگے۔ اور خشکی اور بحری راہ سے اُن پتوں پر بھیجدینگے۔ جن مقامات کو وہ بھیجے گئے ہیں۔

(۱۳) دونوں ممالک کے محکمہ تار برقی اس بات کا انتظام کرینگے۔ کہ دونوں میں ایسا سلسلہ جاری ہو جائے جس سے جلد اور آسانی سے تار پہونچ سکیں۔

(۱۴) تاکہ پر امن ہمسائیگی کے تعلقات دونو ممالک میں قائم رہ سکیں اسلیئے گورنمنٹ یونان و ٹرکی ذمہ کرتی ہیں کہ اپنے اپنے ملک میں ایسی کارروائیاں نہ ہونے دینگی جس سے ہمسایہ کے ملک کے امن میں خلل پڑے۔

(۱۵) اگر شرائط ناموں کے انجام پانے میں ترکی اور یونان میں کوئی اختلاف پیدا نہ ہو تو امور مختلف فیہ کو دونوں میں سے کوئی فریق قسطنطنیہ میں سفیران دول کی پنچایت کیلئے پیش کر سکیگا۔ اور اون کے فیصلہ کی پابندی دونوں پر لازم ہوگی یہہ پنچایت خواہ سب ملکر کریں یا صرف وہی کریں جنکو فریقین نامزد کریں اونکو اختیار ہوگا کہ وہ سفیر ونکو روبرو براہ راست یا خاص وکلا کے ذریعہ سے پیش کریں اگر سفیروں کی رائے مساوی ہو تو پنچ ایک اور پنچ اختیار کرلینگے۔

(۱۶) اس عہدنامہ پر شاہ یونان اور سلطان المعظم کی تصدیق آج سے ۱۵ دن کے اندر یا اوس سے جلدی کی جائیگی۔ اسکو تیقن کرکے وکلائے فریقین نے عہدنامہ ہذا پر دستخط کر دئیے ہیں اور اپنے اپنے ملک کی مہریں کر دی ہیں۔

اسکو دو قطعہ ۲۲ - نومبر ۱۸۹۷ء کو قسطنطنیہ میں تیار کیے گئے۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۷ء

دستخط امیر کورڈیٹوس دستخط اسٹیفانوس دستخط توفیق دستخط حسن فہمی۔

(ضمیمہ ۹ الف) چونکہ وکلار یونان نے درخواست کی ہے کہ مبادی عہدنامہ کی آرٹیکل نمبر ۳ کے متعلق جو سلطان المعظم کی گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے۔ اطلاع دیجائے۔ اسلئے عثمانی وکلار رضامند ہیں۔ کہ اون کو فوراً قبل تصدیق عہدنامہ اطلاع دیں کہ ان انتظامات کی خاص بنیاد کیا ہے اور عثمانی گورنمنٹ نے کیا فیصلہ کیا ہے مگر اوپر بحث کرنا جایز نہ ہوگا اور وہ امورات یہ ہیں

(۱) یہہ تعین کیا جائے کہ قنصلوں کے حقوق اختیار سماعت مقدمات کے حدود کیا ہیں۔

(۲) دیوانی اور تجارتی معاملات میں یونانی قنصلوں کی نسبت عثمانی عدالتیں جو فیصلہ کریں انکی یقینی تعمیل ہونا۔

(۳) رعایائے یونان کے توطن کا تصفیہ کرنا اور ان شرائط کا قایم کرنا۔ جنکے رو سے پولیس مداخلت کر سکے۔ علی الخصوص اون مقدمات میں جنمیں عثمانی حکام طلب کریں۔ اور سفیر کا داروغہ نہ حاضر ہو۔

(۴) ان شرائط کا تصفیہ کرنا جو ایسے وقت میں عملمیں لائی جائیں۔ جبکہ قنصلوں کے وکلار اون عدالتوں میں حاضر نہ ہوں جن میں مشترکہ مقدمات رجوع ہو رہے ہوں۔

(۵) قانون مجریہ کی رو سے عثمانی عدالتہائے اپیل کے حدود اختیار تسلیم کرنا۔

(۶) عثمانی عدالتوں کو اون مقدمات میں اختیار دینا جنمیں یونانی رعایا کا تجارتی و دیوالہ نکلا ہو۔ اور اون فوجداری معاملات میں عدالتہائے مذکورہ کا مقتدر ہونا جو دو یونانیوں کے درمیان ہوں یا یونانی اور کسی اور ملک کی رعایا کے مابین ہوں۔

(۷) یونانی رعایا کی بابت جوڈیشل کاغذات کے معنے قائم کرنا اور مشترکہ مقدمات میں عثمانی عدالتوں کے فیصلے کا اجرا عثمانی اہلکاروں کے ذریعہ سے کیا جانا۔

یونانی وکلار ان معاملات کی اطلاع پاکر یہہ ظاہر کرتی ہیں۔ کہ عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد آخری مباحثہ اور معاملات ان سے ہونگی اور درصورت اختلاف مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل ۹ کی بموجب قسطنطنیہ میں ممالک اعظم کے سفیروں کی پنچایت سے فیصلہ ہوگا۔ قسطنطنیہ ۱۹ نومبر ۱۹۱۳ء

(ضمیمہ ۹ ب) عہدنامہ کے آرٹیکل کے موافق جسکا مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱ میں ذکر ہے تجارتی و جہازرانی کا عہدنامہ اس عہدنامہ کی تصدیق ہونیکے بعد دو برس کے اندر انجام پائیگا۔ اس اثنا میں اس قانون پر جانبین سے عملدرآمد ہوگا جو قبل از جنگ جاری تھا اگر یہہ عہدنامہ تجارت و جہازرانی دو برس کے اندر طے نہ ہو جائے تو فریقین عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۱۱۔ پر جسکا ذکر مبادی عہدنامہ کے آرٹیکل نمبر ۷ میں مندرج ہے کاربند ہونگے یہہ طے پایا کہ اگر جدید عہدنامہ تجارت و جہازرانی باوجود تصدیق ہوجانیکے اس وجہ سے عملمیں نہ لایا جاسکے کہ وہ فریقین کی خواہش کے موافق طے نہیں پایا تھا۔ اس صورت میں اسی قانون پر باہمی عملدرآمد رہیگا۔ جو قبل از جنگ جاری تھا۔ جبتک کہ کوئی جدید عہدنامہ طے نہ ہو جائے اور اس کا اجرا نہ ہو جائے۔ قسطنطنیہ ۴۔ دسمبر ۱۹۱۳ء

فصل بست و چہارم

محاربہ کے خالص نتائج

بقول جرمن مورخ محاربہ روم ویونان سے آخرالذکر بالکل بگڑ گیا ہے۔ جب اسمیں اور زیادہ سکت نہ رہ گئی تو انکی گورنمنٹ نے تمہیدی شرائط لازمہ کو پورا کرکے اتحاد یورپ سے ثالثی و مداخلت کی التجا کی۔ اور دول نے ازراہ ترحم اس درخواست کو منظور کرلیا۔ امید ہے کہ یونانی اس شفقت و احسان کو جلد فراموش نکرینگے اور جزیرہ نما بلقان میں کم از کم کچھ عرصہ تک پھر خونریزی نہونے پائیگی۔ جدید صلح سے یقین ہے کہ یونانی مسئلہ پالٹیکس کے میدان سے بالکل مفقود ہوگیا ہے۔ مسئلہ کریٹ پر البتہ دول کو ابھی اور کچھ عرصہ مصروف رہنا پڑیگا۔ کیونکہ وہاں سے یونانیوں کے نکلجانے کے بعد بھی اس منبع و مخزن فساد و شرارت جزیرہ میں معاملات کی صورت حال بدستور ویسی ہی ہے۔ اور یہہ تقریباً یقینی امر ہے۔ کہ پیشتر اسکے کہ جزیرہ میں امن قایم ہو مسلمانوں اور عیسائیوں کے تعلقات باہمی سدھریں۔ اور جدید قانون باقاعدگی کے ساتھہ نافذ العمل ہو۔ یورپین مدبرین کو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بہت سی مشکلات پیش آئینگی۔ ابتدائی تنازعہ سے ہی قانون بین الاقوام یونانیوں کے حق میں نہ تھا۔ کریٹ پر قابض ہوجانے سے وہ جرم نقص امن کے مجرم ہوگئے تھے۔ اور تھسلی و اپائرس کی سرحد پر اونکی کرتوتوں سے واضح ہوگیا تھا کہ انصاف و معقولیت کو وہ بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ یونانی بیقاعدہ سپاہیوں نے ترکی علاقہ متنوا اتر یورشیں کرکے ترکی افواج پر پے در پے حملے کئے اور گو یونانی گورنمنٹ ان رزمیہ واقعات میں کسی طرح سے شریک ہونے سے باضابطہ طور پر انکار کرتی رہی۔ مگر یہہ سب کو معلوم تھا۔ کہ مجاہدین اور باقاعدہ یونانی فوج میں برابر تعلق موجود رہتے کہ بیقاعدہ سپاہیوں کی آخری یورش میں یونانی فوج بھی اونکے ساتھہ شامل تھی۔ اس حرکت سے یونانی دوسری مرتبہ نقض امن کے مرتکب ہوئے۔ اب ٹرکی سے زیادہ صبر و شکیب نہ ہوسکا۔ اور اوسنے اعلان جنگ سے ان اغتشاشی کارروائیوں کا جواب دیا۔ اس دوسرے نقض امن کے جواز کو ثابت کرنیکے لئے بھی یونانیوں نے ویسی ہی لچر اور بے بنیاد وجوہات پیش کیں جیسی کہ پہلے نقض کے متعلق کی تھیں۔ اول نقض کو معقول و جایز ہونیکے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی کہ قومی و مذہبی ہمدردی اور ٹرکی نے یونانیوں کو کریٹ میں مداخلت کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اور دوم کے لئے یہ حجت پیش کی کہ بروئے معاہدہ برلن مقدونیہ اور اپائرس کے چند علاقے یونان کو دلائے گئے تھے مگر باب عالی نے اونکو نہیں دیا تھا۔ حالانکہ اصل حقیقت یہہ ہے۔ کہ برلن کانگرس نے ٹرکی سے یونان کو چند اضلاع دینے کی صرف سفارش کی تھی اور گو ٹرکی نے یورپ کی خواہش کی جزوی تعمیل کی تھی۔ لیکن یہہ مسلم امر ہے۔ کہ یونان اس سفارش کی بنا پر کوئی جائز استحقاق یا دعوے قایم نہیں کرسکتا تھا۔

قانون بین الاقوام کے لحاظ سے ہی شروع سے یونان کا دعوی لچر نہ تھا۔ بلکہ جلدی ہی یہہ بھی ظاہر ہوگیا کہ وہ ٹرکی کے ہمسر آنیکے لئے فوجی طاقت بھی بالکل ناکافی رکھتا ہے۔ محض تعداد و شمار ہی کے لحاظ سے ٹرکی کی فوجی طاقت یونان سے بدرجہا زیادہ تھی۔ بلکہ یونان نے عملاً کوئی فوجی تیاری بھی ہنوز نہیں کی ہوئی تھی۔ اور اوسکے پاس کوئی قابل ذکر ریزرو فوج موجود نہ تھی۔ برعکس ازیں ٹرکی نے منتظم فراہمی فوج سے ہی جسکی دوران میں یونانیوں کیطرح کوئی بیہودہ اور مضحکہ خیز شور و غل نہ کیا گیا ثابت کردیا۔ کہ وہ اپنے عزائم و ارادوں کو پورا کرنیکے لئے فوجی وسائل کافی رکھتی ہے۔ یونانیوں کی طرح صرف خالی

لافرنیان اوسکا شعار تھیلیں۔ ٹرکی منتظمین نے فوج کی تمام ضروریات بالکل تیار موقعہ پر فی الفور جمع کر دیں۔ اور سلطنت عثمانیہ کی وسیع قلمرو سے مشغول کارزار فوج کو یہہ طمانیت حاصل تھی۔ کہ لڑائی کے نقصانات کی تلافی کے لیے پیچھے سے برابر تازہ دم فوج پہونچتی رہیگی۔ ترکی فوج ترتیب و نظام میں ہی یونانی فوج سے افضل نہ تھی۔ بلکہ محاربہ کے سریع تصفیہ سے اوسکے سپاہیوں کی اعلے قابلیت اور اوسکے کمانڈروں کے اوصاف جمیلہ اور لیاقت اور فوقیت عظیمہ بھی صاف ظاہر ہو گئی اوہم پاشا اور اوسکے ماتحت جرنیلوں نے اپنے آپکو قابل و بالیاقت کمانڈر۔ اور جو کام اونکے سپرد کئے گئے تھے اونکو کر سکنے کے پورے پورے قابل ہونیکا کافی ثبوت دیدیا۔ اور یہہ ثابت ہو گیا کہ اونکے مقابلہ پر یونانی "بہادر" جنکی تعریفوں کے طومار در طومار باندہ دیئے گئے تھے۔ بہت ہی ادنی قابلیت کے لوگ تھے شجاعت تحمل و جفاکشی اور نظام و ترتیب میں ترک یونانیوں سے بدرجہا بڑھے ہوئے تھے یہہ درست ہے کہ یونانیوں میں جنہوں نے محاربہ آزادی میں قابل تعریف ایثار و جاں نثاری دکھائی تھی۔ اب بھی خالص شجاع اور فوجی لحاظ سے قابل آدمی موجود تھے۔ اور بدوران محاربہ اسکا ثبوت کئی منفرد واقعات سے مل گیا۔ لیکن من حیث المجموع یونانی فوج اوس کام کے جسے اونسے شروع کیا تہا کچھ بھی قابل نہ ثابت ہوئی۔ اور یہہ صداقت بخوبی واضح ہو گئی۔ کہ موجودہ زمانہ میں حب الوطنی کے جوش پر صرف بندوق کی ایزادی سے انسان اپنے ملک کے حفاظت کے لئے قابل اعتبار سپاہی نہیں بن سکتا اوسکے لئے اور بھی اوصاف درکار ہیں۔ جو یونانیوں میں موجود نہ تھے۔ چنانچہ ابھی کہیں جمکر مقابلہ نہ ہونے پایا تھا۔ کہ لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ملونا سے لیکر ڈوموکوس کے معرکہ تک سب موقعوں پر ٹرکی فوج نے ثابت کر دیا۔ کہ وہ ہر امر میں یونانیوں سے بہت ہی اعلے و برتر ہے۔ یہہ رائے سب منصف مزاج دور اندیشوں نے پہلے سے ہی مفتوحین کو بتادی تھی۔ لیکن یونانی ایسے سرمست اور مغرور ہو رہے تھے کہ انہوں نے اس رائے کی صداقت کو تسلیم نکیا۔ اور طبعی سرمستی کے علاوہ کئی[1] فضول امیدوں اور توقعوں پر تکیہ کئے رہے۔

یہ امر خاصکر قابل افسوس ہے کہ متوقعہ کامیابی میں ناکام ہنے پر وہ کچھہ ایسے بوکہلا گئے۔ کہ خود اپنے شاہی خاندان کے بھی دشمن ہنگئے۔ اس سے یورپ والوں کو جو تھوڑی بہت ابھی تک اونسے ہمدردی باقی تھی وہ بھی جاتی رہی[2]۔ یہہ درست ہے کہ اس کمینہ برافروختگی کا الزام بہت کچھ یونانی مجلس وزراء پر وارد ہوتا ہے۔ جس نے محاربہ سے بیشتر کے واقعات کے دوران میں ہی بیشتر مانہ خود ستائی تعلی و شیخی بازی اور درشتی سے اور محاربہ کے دوران میں فرضی فتوحات کی مضحکہ خیز خبریں شائع اور پے در پے شکستوں کے باوجود قابل نفرین ضد اور اصرار سے بازنہ آنیسے عالمگیر اور ناقابل رشک شہرت بد حاصل کر لی تھی تاہم اسمیں کوئی کلام نہیں کہ عوام نے بھی کچھہ کم سفاہت کا اظہار نکیا۔ اونکے طریق عمل سے ظاہر ہو گیا کہ وہ قومی وجاہت اور وقار سے بالکل معرا ہیں۔ ان سب باتونکا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف

---

[1] یعنی دیگر عیسائی ریاستوں کی شمولیت وغیرہ پر۔

[2] جرمن مورخ کی کتاب کا انگریز مترجم اس سے اختلاف کر کے لکھتا ہے۔ کہ "یہہ درست نہیں۔ بہر حال انگریزوں کو یونانیوں سے بدستور ہمدردی رہی حتی کہ جن انگریزوں کو یونانیوں سے محبت نہ تھی وہ بھی اسوجہ سے ترکوں کے کوئی دوست نہ ہوئے"۔

کمال ذلت و خواری اوٹھانے سے ہی یونان کامل تباہی اور بربادی سے بچ سکا۔

گذشتہ چند ماہ کے واقعات کا خالص نتیجہ یونان کے حق میں نہایت ہی قابل افسوس ہے۔ اور یہ واضح ہو گیا ہے کہ بلاد مشرق میں جس نمود کو حاصل کرنیکی اوسے تمنا ہے اوسکے لئے اوسکے پاس جسمانی یا اخلاقی کسیطرح کی طاقت موجود نہیں ہے۔ اس مہیب شکست سے اوسکی مادی خوشحالی کو ہی نہیں بلکہ قوم کی امنگوں کو بھی ایسا کاری زخم پہونچا ہے جس سے وہ بآسانی شفایاب نہیں ہو سکیگی۔ یونان نے اپنی ملکی کائنات ایک ہی پانسہ پر لگادی اور اپنی نادانی سے بازی ہار دی۔ اس ننھی سی ریاست کا ایسے صدمہ عظیم کے بعد بھی موجود رہنا صرف اوسی یورپ کی مہربانی سے ہے جسکے فرمانرواؤں کو وہ عرصہ دراز سے ملعون و مطعون کرتی رہی تھی۔

محاربہ سے یونان کو جو نقصان پہونچے اونکی نسبت وہ نتائج جو ٹرکی کی طاقت کے اندازہ کے وقت اب خواہ مخواہ پیش نظر رکھنے پڑینگے بہت زیادہ اہم ہیں۔ ٹرکی نے اب یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ بھی ایک فوجی طاقت ہے جسکو کبھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ سلطان المعظم کو اس محاربہ میں اپنی رعیت کے مذہبی جوش اور حب الوطنی کیطرف رجوع کرنیکی کوئی احتیاج نہ ہوئی۔ ٹرکی نے زائد یا غیر معمولی جد و جہد کے بغیر بیشمار اور کامل تیار فوج میدان جنگ میں پہونچا دی۔ ایسی فوج جس میں کلہم باقاعدہ سپاہ تھی۔ اور جس کا نظام ایسا قابل تعریف تھا کہ کسی زیادتی یا جبر و ستم کا ارتکاب نہ ہوا۔

ترکوں نے ہر قسم کی بدعنوانی اور زیادتی کی بڑی سختی سے سزا دی۔ دو سپاہیوں نے ایک مکان کو آگ لگائی جو عین ارتکاب جرم کی حالت میں گرفتار ہو گئے۔ اونکی تجویز کورٹ مارشل کے ذریعہ کیگئی جسنے اونکو موت کی سزا دی۔ بعد ازاں یہ سزا قید کی سزا سے بدل دیگئی۔ پلیس اور سپاہیوں کو خفیف سرقہ کی پاداش میں بید کی سزا دیگئی۔ لاریسا کے اکثر یونانیوں نے اپنی قومیت کو چھپانیکے لئے ٹرکی ٹوپیاں پہن لی تھیں۔ مگر اونکی یہ پیش بندی فضول تھی۔ کسی ٹرکی سپاہی نے کسی یونانی متنفس کو کوئی اذیت نہ پہونچائی۔ ٹائمیز کے نامہ نگار نے لاریسہ سے حسب ذیل تحریر کیا۔

"ترکوں نے بساعت فتح ایسی اعتدال پسندی با انتظامی اور خوش اطواری ظاہر کی جسکی میں کوئی تعریف نہیں کر سکتا اوسے دیکھکر مجھ پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اونکی وضع و انداز اور چال ڈھال سے صاف مبرہن ہو رہا تھا کہ ٹرکی میں تہذیب کی بہت ترقی ہو گئی ہے اور جسکے برعکس یونان میں شجاعت اور نظام و ترتیب بہت کم ہو گئی ہیں۔" اور بہت سے لوگوں نے بھی اسی مضمون کی شہادتیں دی ہیں۔

اس محاربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ٹرکی فوج کے کمانڈر قابل و تربیت یافتہ اور سپاہی بہادر و جفاکش ہیں۔ خوب گتھی ہوئی اور باسلیقہ صفوں میں آگے بڑھنے اور فوج عقب کی حفاظت کا ہر موقعہ پر باحتیاط انتظام کیا جاتا۔ ان قابل تعریف اوصاف اور تدابیر سے عساکر عثمانیہ نے اس درجہ تک کام لیا جو واقعی عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل تھا۔ اور یہ امر فوج مذکور کے جرمن اتالیقوں کے لئے کچھ کم فخر کا باعث نہیں۔ اگرچہ ترکوں کی فوجی قابلیت پہلے بھی دنیا سے مخفی نہ تھی۔ لیکن پھر بھی وہ ٹرکی کو بیقاعدہ اور ناتربیت یافتہ مجاہدین کے کسی دستہ کو طلب کرنیکے بغیر ہی اسقدر فوج عظیم میدان جنگ میں

پہنچنے کے قابل دیکھکر حیران سی رہگئی - جہاں تک ٹرکی کا تعلق ہے محاربہ سے یہہ نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ باسفرس کا "مرد بیمار" فوجی لحاظ سے خاصہ تندرست اور خوب توانا و مضبوط ہوگیا ہے۔ دونو فریقوں کی فوجی کارروائیوں کے متعلق یہہ کہنا غلط نہوگا - کہ ترکی جرنیل خوب سوچ سمجھکر احکام صادر کرتے ہے - غالباً اسی احتیاط کیوجہ سے یونانیوں کے خطوط آمد و رفت کے خلاف کارروائی نکل گئی - یعنے اونکو سمندر سے بلا تعاقب کر دینے کی جس سے اونکو بہت مدد ملتی رہی تھی - کوشش نہ کیگئی - ادہم پاشا کو مضبوط کر کے آگے بڑھنے کے بجائے میمنہ کو پیچھے آگے بڑھاتا رہا - اور اسی وجہ سے اوسے فوجی لحاظ سے کوئی نمایاں فائدہ حاصل نہ ہو سکا - ترکوں کے پاس گو توپیں بیشمار تھیں - مگر بسا اوقات اونہوں نے بہت سی توپیں یکجا جمع کر کے اونسے کام نہ لیا - البتہ اس عزم سے کبھی پیشتر کہ یہاں جمکر لڑائی کیجائیگی - وہ ہر موقعہ پر کثیر التعداد فوج جمع کر لیتے رہے -

اپنی فوج کی جدید ترتیب کی طفیل جو جنرل وان ڈر گولٹز نے کی تھی - ٹرکی نے ایسی عجلت سے فوجیں جمع کر لیں کہ کسیکو ویسی عجلت کی توقع نہ تھی تمام فوجی مبصرین نے اس پہرتی کی بہت تعریف کی - دیدی آغاخان - سالونیکا ریلوے لائن سے جو سال ماقبل میں مکمل ہوئی تھی اسبارہ میں بیش قیمت مدد ملی - اسکی طفیل لگاتار یکے بعد دیگرے بسرعت تمام پلٹن پر پلٹن سرحد کو روانہ کرنا ممکن ہوگیا - مارشل ادہم پاشا کے پاس چند دنوں میں ہی معقول فوج جمع ہوگئی - جسکے جمع ہوجانے پر اوسنے دشمن کے برخلاف پیشقدمی شروع کر دی - اور دومکوس کے فتح کے واقعہ تک جسکے بعد التوائے جنگ سے لڑائی عارضی طور پر ملتوی ہوگئی - فتح پر فتح پاتا اور یونانیوں کو اپنے سامنے سے دھکیلتا ہوا آگے بڑھتا گیا - ان فتوحات سے عثمانیوں میں جو پیشتر ازیں کسیقدر منجمد اور لاپرواہ سے ہو رہے تھے - قوم کی شان و شوکت اور طاقت کو بڑھانیکا روز افزوں عالمگیر جوش پیدا ہوگیا - [1]

---

[1] اس عام پر جوش کے متعلق رائٹر ایجنسی کے نامہ نگار نے دسمبر ۱۸۹۷ء میں بعنوان فتوحات عثمانیہ کا اثر حسب ذیل مضمون ارسال کیا -

کچھ عرصے سے ایشیا کے تمام مسلمانوں میں ایک بےچینی ہوئی ہے ترکی و یونان کی لڑائی کے بعد اس جوش کا ظہور ہوا تمام اسلامی دنیا کے روبرو اس جنگ کے نتائج بہت مبالغہ کے ساتھ پیش کیے گئے - مثلاً ایشیا کے بڑی بازاروں میں یہہ خبر مشہور ہوئی کہ امیر المومنین نے یونان کی بڑی سلطنت کے ساتھ جنگ کی اور اوسکو فتح کر لیا - کل ممالک یورپ نے دست بستہ خلیفہ کو مدد دینے کا وعدہ کیا - کیونکہ وہ خلیفہ کی بہت تعظیم کرتے ہیں مگر اونہوں نے اونکی اعانت قبول کرنے سے انکار کیا - کیونکہ اونکی یہہ خواہش تھی کہ یونان سے تنہا جنگ کیجاے - اور صرف اسبات پر راضی ہوئے کہ کریٹ کے چھوٹے سے جزیرہ میں تھوڑی سی یورپین فوج رہنے پائے - وسط ایشیا کے ممالک میں دور دور تک ان اقوام میں اس بڑی فتح کی خبر پہیلی جنکے کان کبھی پولیٹکل واقعات سے آشنا بھی نہوتے تھے - اور جو ریگستان کے خیموں میں رہا کرتے تھے ملاؤں اور دیگر مسلمان سیاحوں نے اس بڑی فتح کا حال دور دور کے مسلمانوں تک پہنچایا - اونہوں نے صرف یقین نہیں کیا - بلکہ اس خبر کی اور زیادہ اشاعت کی یہانتک کہ ایک کوڑی کے ہزار کوڑی بنگئے - اور اسطرح سے ٹرکی اور سلطان کی نیک نامی مشرق میں

فوج کا معتد بہ حصہ یعنی انفنٹری از سرتا پا ایسے آدمیوں سے مشتمل تھی کہ اون سے بہتر اس کام کے لئے دنیا بھر میں آدمی موجود نہیں ۔ سفید ٹوپی والی البانویوں نے خاص امتیاز حاصل کیا ۔ مگر انکو قابو میں رکھنا آسان نہیں وہ کسی قسم کی پابندی اور نگرانی کو مطلق گوارا نہیں کرتے ۔ اگر افسر ثابت قدم اور دلیر ہوں تو ترکی سپاہی کے قدم کبھی لغزش نہیں کھاتے ۔ اور وہ آنکھیں موند کر احکام کی تعمیل کرتا ہے ۔ جس بہادری جس استقلال و عزم مردانہ اور جس خاموشی کے ساتھہ وہ حملہ کے لئے آگے بڑہتا ہے ۔ اوسکی کوئی تعریف نہیں ہو سکتی ۔ الغرض اگر ترکی میں ویسی ہی فوجی تربیت ہو جیسی کہ یورپین افواج کی کیجاتی ہے ۔ تو اونکا مقابلہ بیشک ناممکن ہو جائے ۔ دشمن کی آتشبازی کی زد میں بانتظام اور ثابت قدم رہنے کے متعلق انکی تربیت کافی نہیں ۔ مگر یہ سپاہیوں کا قصور نہیں ۔ بلکہ اونکے افسروں کی ناقص تعلیم کا ۔ جنہیں کافی جدت اور پیشقدستی کرنیکا وصف نہیں ۔ فوج توپخانہ کے گھوڑے عمدہ اور باتریوں کے کمانڈر ہوشیار اور مستعد تھے ۔ افسران توپخانہ میں دو نقص پائے گئے ۔ ایک یہہ کہ بعض اوقات وہ یہہ انتخاب صحیح نکر سکے کہ اسوقت کس قسم کے گولے چلانے مناسب ہونگے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ بحث کی روز بروز بڑہتی گئی ۔ اور روس و انگلستان کا نام گھٹتا گیا ۔ یہہ ہی سبب ہے کہ ہندوستان کی سرحد پر فساد ہوا ۔ اور یہہ ہی سبب ہے کہ روس کو بھی خوف پیدا ہوا کہ صوبہ قاف میں کچھہ تعجب نہیں جو بغاوت پھوٹ پڑے کیونکہ وہاں بکثرت جوش پھیل رہا ہے اوس ملک میں جو کچھہ رہزنیوں کی کہانیاں بیان کی جاتی ہیں ۔ اون سب کی اصل ملکی اور مذہبی جوش ہے ۔ چونکہ وہاں کا گورنر جنرل پرنس گالیٹسن بیمار رہتا ہے ۔ اس سبب سے وہاں کے انتظامات میں بہت غفلت اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں اور انہی بد انتظامیوں کی وجہ سے ملک میں سخت نارضگی پیدا ہو گئی ہے ۔ اور اس نارضگی کے جوش کو مذکورہ بالا مذہبی خیالات سے ترقی ہوتی جاتی ہے ۔ یہہ لوگ جنکو رہزن کہا جاتا ہے آجکل عمال پولیس و ڈاک و محصولات و دیگر عمال گورنمنٹ پر حملہ کیا کرتے ہیں ۔ علاوہ بریں مشرقی یورپ کے جدید واقعات کے اثر سے صوبہ قاف میں وہ بات نظر آتی ہیں جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی یعنی کہ گرجستان والوں کو ارمنیوں کیطرف سے عداوت ہو گئی ہے ۔ صوبہ قاف میں بغاوت کا خوف اسقدر عظیم ہے کہ وہاں کے مختلف گورنروں کو سال نو پر جمع کیا جائیگا ۔ اور ایک مشترکہ کارروائی اس غرض سے کیجائیگی کہ باشندگان ملک کی نارضگی فرو ہو اور انتظام کی مسلمہ خرابیوں کی اصلاح کیجائے اس سے آگے مشرق کیطرف کے باشندوں کی نسبت خیال ہے کہ سنیوں اور شیعوں نے بالفعل اپنی قدیم دشمنی کو ترک کر دیا ہے اور وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم آخر مسلمان ہیں ۔ اور خلیفہ ہمارا سب کا سردار ہے ۔ غرض کہ ہر جگہ اسلامی دنیا میں لوگ یکایک جاگ اوٹھے ہیں ۔ اور تھوڑا سا بہانہ اسباب کے لئے کافی ہو جائیگا ۔ کہ قاف اور وسط ایشیا میں روسیوں کو انہیں مشکلات سے روبکار ہو جیسا کہ ہندوستان کی سرحد پر برٹش گورنمنٹ کو ہو رہا ہے ۔ جو سیاح حال میں روسی ایشیا سے واپس آئے ہیں ۔ انکا بیان ہے کہ جنوبی ترکستان میں غیر معمولی جوش پھیلا ہوا دیکھا ہے جو کہ ترکی اور یونان کی جنگ سے پہلے موجود نہ تھا ۔ یہہ امید کیجاتی ہے کہ جنرل کیپرویانسکی ترکستان کا گورنر جنرل مقرر کئے جائینگے ۔ تو وہ ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھہ زیادہ سخت برتاؤ ظاہر کرینگے بہ نسبت موجودہ گورنر جنرل بیرون ورسکی کی بزدلانہ جنگی کارروائی کمزور ہے ۔

دوسرے یہ کہ مسافت کا اندازہ اور نشانہ کو قایم کرنے میں عموماً اونسی غلطی ہو جاتی ہی - ترکی فوج سوار انکی گھوڑے خوب مضبوط اور جفاکش
تھے اور افسر نہایت دلیر اور مستقل مزاج - بعض بعض گھوڑوں اور سوارمیوں میں کچھہ نقص تہے مگر کامل العیار شہ سواری سے اونکی پوری پوری
تلافی ہو گئی تھی - تمام قابل مبصرین کی رائے ہی کہ کیولری ڈویزن کو اگر نسبتاً زیادہ استعمال میں لایا جاتا تو اسکے لیے بہت اچھا ہوتا -
سواروں کو پیشتر کی نسبت باہم زیادہ پیوستہ اور خوب کندھے سے کندھا ملا کر کام کرنے کا ڈھب آجاتا - اور افسر اونسے پہلے کی نسبت زیادہ
عمدگی سے کام لینے کے قابل ہو جاتے -

معاون محکمے جیسا کہ عام معلوم ہی ویسے وسیع نہ تھے جیسے کہ یورپین افواج میں ہوتے ہیں - ان صیغوں میں سے صرف میدانی ٹیلیگراف
سے سپاہ کو میدان کارزار میں مدد ملی - اور وہ بھی زیادہ تر فقط ہیڈ کوارٹر کو - فوج کی بارکش مویشی اور ملازموں کی تعداد گو بے شمار تھی -
لیکن تسلی کی زرخیز میدان میں اونکے لیے کافی چارہ اور خوراک موجود تھی - لاریسا - وولو ریلوی لاین سے بھی بہت کام لیا گیا - مگر ٹرینوں
کی رفتار جو بڑی لمبی ہوتیں بہت سست تھی - الاصونا کے جنوب میں میدانی ڈاک کا انتظام بے قاعدہ اور ناقص تہا - خطوط
وغیرہ کا ملنا یقینی نہ تہا -

یونانی کمانڈروں کی تمام کارروائیاں اس ایک مدعا کی تابع تہیں کہ جسطرح ہو وقت ملے - اس بارہ میں انکو ترکوں کی بالتوقف
اور مذبذبانہ پیشقدمی سے بہت مدد ملی - یونانی فوج میں انتظام اور رسد رسانی کے متعلق باقاعدگی کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا -
یونانی ناقابل الفہم فوجی چال پر عامل ہو کر نہایت مستحکم موقعوں کو خالی کر گئے - اور راپنی قاعدۃ الجیش اور جہازوں کیطرف پیچھے ہٹ
گئے - یہ فیصلہ ابھی نہیں کیا جا سکتا کہ آیا یونانیوں نے اپنی کمزور فوج کو مختلف ستوں میں منقسم کر دینے سے عقلمندی کا کام کیا تہا - یا
یہ چوکی کا غنیم کی فوج کو متعدد حصوں میں تقسیم کرانے کے لئے قصبات تریکالہ - لاریسا - فرسالہ اور ڈومو کو پر قابض رہنا غالباً ضروری تہا
مزید برآں ان مقامات کو اس لحاظ سے بھی کہ انہیں رسد و سامان حرب کی وافر مقدارین جمع تھیں - ایسی جلدی سے دشمن کے قبضہ میں
نہیں جانے دینا چاہئیے تہا - یونانیوں نے واپسی کیوقت تقریباً کہیں بھی ٹیلیگراف کو نہ توڑا - جس سے اونکی انتہا حماقت اور معاملات
حربیہ کی کمال ناواقفیت واضح ہو رہی ہی - لاریسا فرسالا - اور ڈوموکوس میں بہ کثرت توپوں کے گولہ بارود کے عظیم گودام پیچھے چھوڑ گئے
ویلیسٹینو میں انہوں نے چند وزنی توپیں بڑی مشکلوں سے ایک چوٹی پر جہاں سے دور تک مار ہو سکتی تھی پہونچا ئیں - مگر دو دن کی
لگاتار لڑائی میں انسے ایک گولہ بھی نہ چلایا - پھر واپسی کیوقت اونکو بمدقت چوٹی سے نیچے اتارا - اور وولو لیجا کر اونہیں وہاں کی
خلیج میں غرق کر دیا[1] - علاوہ بریں یونانیوں نے ترکوں کی پیشقدمی کو روکنے کے لئے مطلقاً کوئی کارروائی نہ کی - انہوں نے کسی پل
کو نہ توڑا - اور نہ کہیں کوئی روک کھڑی کی -

اجنبی فوجی شاہد جو یونانیوں کے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ تھے - اس امر کا اعتراف کرتے ہیں - کہ یونانیوں نے مستحکم موقعوں کی بنا
میں[2] توپوں سے بہت عمدہ اور قابل تعریف لیاقت سے کام لیا - نشانہ اندازی - توپوں کی بہترین مسافتوں کا اندازہ کرنے اور مناسب
قسم کے گولوں کے استعمال میں یونانی توپچی خوب ماہر نظر آئے -

[1] ترکوں نے بعد میں ان توپوں کو سمندر سے نکال لیا تہا -

یونانی کیولری نے جسمیں صرف بارہ رسالی تہی۔ لڑائی میں بہت کم کام دیا۔ اوسکی بڑی کارگذاری یہہ تہی کہ اوسنے (۱) نامہ نگاروںکو گرفتار کیا۔ سوار گہوڑوں پر بالکل نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اور نہ صف بستہ ہوکر چل سکتے تھے۔ اس فوجمیں نظام شاید بالکل ہی ندارد تہا۔ کیونکہ لاریسا اور فرسالہ کو جاتے وقت سواروں نے اپنا کل وزنی ساز وسامان سڑک پر پھینکدیا تہا۔ تاکہ سفر بسرعت طے ہوسکے۔ مستحکم مقاموں کی پناہ میں یونانی انفنٹری خاصی شجاعت سے لڑی۔ مگر جب اوسے پناہ سے نکلکر دشمن پر حملہ کرنیکا حکم دیا جاتا تو بسا اوقات سپاہیوں کے ہاتھہ پاؤں پھول جاتے اسکے ذمہ دار ایک حد تک افسر تھے۔ اس فوج کا نظام بھی عموماً بگڑ جاتا رہا۔ اور ایسی فوج میں جو مراجعتوں کے سوا اور کسی چیز سے واقف ہی نہ ہو۔ ایسا ہونا کوئی تعجب خیز امر نہ تھا۔

اوبزونی یعنے کوہستانی سکبار پیدل بلاشبہ فوج کے بہترین سپاہی تھے۔ فوج نظام جسمیں زیادہ تر صرف شہری و دہقانی مزدور بہرتی تہے فوجی تربیت سے عملاً محض ناآشنا تھی۔ اور سپاہیوں میں باہمی برادری و اخوت و رفاقت کا تعلق بالکل عنقا تہا افسر جو تعداد میں بھی چنداں زیادہ نہ تھے۔ سپاہیوں پر بالکل خفیف اقتدار رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے منصب کے فرائض سے تقریباً ناواقف تھے۔ اور بدوران خدمت بہی کوئی تربیت نہ پائی تھی۔ یا بہت ہی کم پائی تھی اور اسلئے سپاہی اونسے اور بالخصوص اعلے افسروں سے بہت ناراض اور بیدل ہوگئے تھے۔ یہہ امر عام معلوم ہے کہ گرتزووالی کی لڑائی میں ایک اعلے افسر نے بہی میدان جنگ میں اپنی شکل نہ دکہلائی۔ جبتک لڑائی شروع نہ ہوئی۔ کبہی کوئی لفٹنٹ کرنیل اور کبہی کوئی میجر ممبران پارلیمنٹ کے آیندہ انتخاب کے موقعہ پر جو عنقریب ہونیوالا تہا کام لینے کی غرض سے ہر دل عزیزی حاصل کرنے کیلیے سپاہیوں کے پاس چلا جاتا۔ مگر جونہی کہ آتشبازی شروع ہوئی۔ وہ اسطرح سے غایب ہوگئے جیسے گدہے کے سر سے سینگ۔ دن میں سو سو مرتبہ احکام صادر ہوتے اور ہر حکم پہلے سے متضاد ہوتا۔ پانچویں رجمنٹ کی ایک کمپنی کو جو حکم ملا وہ نہایت ہی عجیب تہا۔ اس کمپنی کو ایک سالم ترکی رجمنٹ کے مقابلہ پر جو مقام وڈوس ایک خوب مستحکم اور مورچہ بند موقعہ پر کہڑی تہی۔ جب تک ایک آدمی بھی زندہ رہے قایم رہنے کا حکم دیا گیا مگر کمپنی مذکور نے جب دیکہا کہ ترکونکی کثیر التعداد جمعیت کے مقابلہ وہ بالکل غیر محفوظ ہے۔ اور مراجعت کے وقت ترک تعاقب کرکے اوسکا قلع قمع کردینگے تو اوسنے کمانڈر انچیف سے خاص قاصد بہیجکر درخواست کی کہ پسپائی کے وقت دستہ عقب کی حفاظت کیلئے سرنگ تیار کر چہوڑنے کی تجویز کیگئی ہے اوسکے لیے بارود کی مطلوبہ مقدار اور ایک برقی آلہ عنایت فرمایا جائے۔ جواب ملا کہ یہ آلہ بہت قیمتی ہے اور پہر ایک ہزار درہم (چالیس پونڈ۔ چھہ سو روپیہ) خرچ آئے تھے۔ ایسا قیمتی آلہ کمپنی کے حوالہ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ کہیں خراب نکردے۔ یونانی افسروں نے کسی جگہ اپنے سپاہیوں کو باقاعدہ مورچے اور خندقیں نہ بنانے دیں۔ سب سے بڑہ نظیر گرتزووالی کی لڑائی میں جو ۲۵ گہنٹہ ہوتی رہی ایک رجمنٹ کے کمانڈر نے قائم کی۔ یہہ شجاع زمانہ اپنی چار ہزار فوج کو اوسکے حال پر چہوڑکر ایک تارگھر میں بیٹھ رہا اور گولیوں کی لگاتار بارش سے محفوظ و مصئون دفتر مذکور میں بیٹھا ہوا چار و ناچار لنگ کی درخواستیں بھیجنے کے نہایت ضروری کام کو سرانجام دیتا رہا۔ یونانی فوج کے معاون محکموں کی حالت بہت ابتر تہی۔ صرف سامان حرب کے پہونچانے کیلئے بارکش جانوروں کے ذریعہ

---

(۱) انکا ذکر سر اشمیلڈ کرچکے ہیں۔

کسیقدر انتظام کیا گیا ہوا تہا - رسد رسانی کا انتظام لاریسہ کی مراجعت کی بعد تہ و بالا ہوجاتا رہا - انجنیر تعداد میں بہت ہی تہوڑے تھے اور کسیطرح اپنے فرائض منصبی کو سرانجام میں پوری نہیں اتر سکتے تھے - کل میدانی سلسلہ ٹیلیگراف صرف ایک تار کا تہا - جسکی کبھی جنرل سٹاف سے ہی مخلصی نہ ہوتی تہی - میدانی ڈاک کی نسبت یہہ قیاس کرلو یا اوسکا انتظام سرے سے تہا ہی نہیں میدانی شفاخانوں کا کام یونان کی صلیب احمر کے ڈاکٹر اور خدام سرانجام دیتے تھے - انکی مدد کو جرمنی سے بہی ایک فوجی شفاخانہ پہونچ گیا تہا جسمیں دو ڈاکٹر پانچ تیماردار عورتیں اور دو ہاسپٹل اسسٹنٹ تھے -

حاجیا مارینا میں یونانی اخبار کردپوس کی نامہ نگار نے شاہزادہ ولیعہد سے ملاقات کی - اُس سے شہزادہ نے جو گفتگو کی - اوس سے یونانی فوج اور ہیڈ کوارٹر کی خیالات بخوبی منکشف ہوتے ہیں - کئی دوسرے معاملات پر بہی جو پہلے تاریکی میں تھے اس سے روشنی پڑ گئی - اسکا ماحصل حسب ذیل تہا - "یونانی فوج کو اسلئے شکست ہوئی ہے کہ اوسمیں نظام و ترتیب بالکل مفقود ہے اسی لئے میں لڑائی کئے جانیکا مخالف تہا - مجکو یہہ امید ہرگز نہ تھی کہ لڑائی ضرور ہو جائیگی - میں تمسے صاف صاف بلا تامل تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں ایتھنز سے تھسلی کو روانہ ہوا تہا - تو مجہی لڑائی کا ہرگز یقین نہ تہا - تاہم ان بیس دنوں میں جو اعلان جنگ سے ماقبل میں نے فوج میں بسر کئے - فوج کو حتے الامکان محاربہ کی قابل بنانے کیلئے سر توڑ کوشش کی - نیز روس کی فتح ہو جانے پر ہماری لئے پیچہے ہٹ جانا لازمی ہوگیا - اگر ہم ایسا نکرتے تو چہار طرفہ غنیم سے گہر جانیکا اندیشہ تہا - وہ تازہ دم کمکوں سے ہر وقت اپنی صفوں کو مکمل رکھ سکتا تھا - برعکس ازیں میرے پاس ریزرو فوج کی آدمی بہی مقتولین و مجروحین کی جگہ لینے کو نہ تہے - لاریسا پر قابض رہنا ناممکن ہوگیا تہا - اگر ہم اوسپر متصرف رہتے - تو ہمارا بہی حشر ہوتا - جو میدان میں فرانسیسوں کا ہوا تہا - صرف اتنا فرق پڑتا کہ فرانسیسوں کی عزت اوس تباہی کی باوجود بہی برقرار رہی تہی - ہماری عزت پر بہی پانی پہر جاتا - شہر اس قابل نہ تہا کہ ہم اوسے دشمن سے محفوظ رکھ سکتے اور بلا شبہ ہتہیار ڈالدینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہجاتا - مزید براں شہر کو قبضہ میں رکہنے کی کوشش فضول بہی تہی - کیونکہ خواہ ہم لاریسا تک بڑہ گئے ہوتے - تاہم آخر دشمن کی کثیر التعداد فوج کے سامنے پیچہے ہٹنا پڑتا - مجہے تو آدمیوں کی اسقدر اشد ضرورت تہی اور ادہر ایتھنز ایسے آدمیوں سے لبریز و معمور ہو رہا تہا - جنکو فوجی خدمت سے معاف کر دیا گیا ہوا تہا - منفرداً سپاہی خوب لڑے - مگر ایک مہینہ میں کوئی مجہے کو قابل سپاہی بنا سکنا بالکل ناممکن ہے - ہمارے اعلے افسروں کو بریگیڈوں کی کمان کے ڈہب سیکہنے کے کب موقعے ملے تھے - اور خود میرے ایک سالم فوج کی کمان کیلئے جو تجربہ اور قابلیت ضروری ہے کہاں حاصل کی تہی اور کسطرح حاصل کر سکتا تہا - اس عالم ناقابلیت کی وجہ سے ہی مجہے ایک میجر کو اُسکی پلٹن کی کمان سے برطرف کرنا پڑا - وہ اس بارہ میں بالکل نالائق ثابت ہوا - مگر اور سب باتوں میں بڑا قابل شخص تہا - نظام کا یہہ عالم تہا کہ وہ بالکل عنقا تہا - میں نے فوجی قانون جاری کرنا چاہا - مگر معلوم ہوا کہ ایسا کرنا قوانین ملک کی خلاف ہے - یونانی بلاشبہ بڑی عمدہ قوم ہیں - کیونکہ انہی تمام مصائب کی باوصف جو فوج نے برداشت کیں اور کر رہی ہے - سپاہی فوج سے مفرور نہیں ہوئے حالانکہ اونکو حاضر باش رہنے پر مجبور کرنے کیلئے ہمارے پاس کوئی قانونی ذریعہ نہیں - بیڑہ سے مدد پہونچنے کی مجہے پہلے سے ہی کوئی بڑی توقع نہ تہی - ترکی شہروں پر گولہ باری کرنا سہل کام نہ تہا - تو پہر کیا وہ کچہہ کام نہ کرتے - الزام سے بچنے کیلئے کسی یونانی شہر پر گولہ باری کرتا

اکثر اعتراض کرتے ہیں کہ اونہوں نے سالونیکا کو کیوں فتح نکر لیا۔ مگر ہم اوسے فتح کرنے کی لئے فوج کہاں سے لاتے۔ اور کس فوج کو خشکی پر اُتارتے۔ فرض
بریں اگر یونانی بیڑہ سالونیکا پر گولہ باری کی ہوتی تو کیا پھر بھی دول یورپ یا پالیسٹ بنانا منظور کرتیں ؟ ہم چند جزایر کو ٹھیک فتح کر سکتے
تھے۔ مگر اس سے کچھ فایدہ نہ نکلتا۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں التوائے جنگ سے فایدہ اُٹھا کر ترکوں کی پیچھے ہٹا دینے کی لئے مطلوبہ تیاریاں
کر لینی چاہئیں۔ ایسا کر سکنا بالکل ناممکن ہے۔ ہمارا بھی وہی انجام ہو جو سیدان کے بعد فرنچ وزیر و مدبر گمبیٹا کا ہوا تہا۔ جو لوگ لڑائی کو
جاری رکھنے کیلئے اسقدر شور و غل برپا کر رہے ہیں۔ اونکو بعیدی چوکیوں کی خدمت پر لگا دینا چاہئیے۔ پھر اونہیں معلوم ہو جائیگا کہ
لڑائی کیا چیز ہے۔ ہمیں صلح ہوتے ہی فوج کی درستی و ترتیب کا کام نہایت احتیاط اور سرگرمی سے شروع کر دینا واجب ہے اور یہ نہایت
ضروری ہے کہ فوجی افسروں کو آیندہ پالیٹکس میں کچھ دخل نہ رکھنے دیا جاے اور پارلیمنٹ کی ممبری اونکے لئے ناجایز قرار دیجاے۔ سرحد کی درستی
سے ترکی کو جو فواید حاصل ہو گئے ہیں۔ اونکے جواب میں ہمیں بہی سرحد کی برابر انجوب تحکیم سوچ اور گڑہیاں تیار کر لی چاہئیں۔ یونانی اخبارات
نے لکہا ہے کہ ترکوں کے چلے جانے کے بعد جو فوج تہسلی پر قابض ہوگی۔ ہمینے اوسکی کمان لینے سے انکار کر دیا ہے یہ خبر بالکل غلط ہے کیونکہ انکار تو درکنار
جیسے اس امر کی ابتک درخواست ہی نہیں کیگئی۔ قوم کو فوج کے افسروں سے ایسی بدظنی ہو گئی ہے کہ ایتھنز کے کئی باشندوں نے ڈاکٹر کالو انیس کے
پاس جا کر اوس سے دریافت کیا کہ آیا جنرل ماؤ رومیکالیس فی الحقیقت گولی کا زخمی ہوا تہا یا کہ محاربہ کی مزید خطرات سے بچنے کیلئے اوسنے اپنے ہاتھ سے
زخم لگا لیا تہا۔ سالانکہ غیر کے اون فوجی افسروں کی تحریروں سے جو میدان جنگ میں موجود تہے یہ راے قایم ہوتی ہے کہ ترکی سپاہیوں نے
اپنی جفاکشی و تحمل۔ اپنی سادہ طرز معاشرت و پارسائی۔ بہادری و نفس کشی سخت پابندی احکام اور لڑائی کی لئے ہر وقت یکساں تیار
رہنے ہی نہیں بلکہ جوش تمام لڑائی کے میدان میں آنے کی طفیل ایسے کارہاے نمایاں سرانجام دیئے کہ تمام اجنبی افسر دنگ رہ گئے۔ ایسے کار نمایاں کسی
سپاہی سے تب ہی معرض ظہور میں آسکتے ہیں جبکہ طبعی جنگی قابلیت کے ساتھ سچی حب الوطنی۔ کامل قومی غیرت و حمیت اور سچا و پر جوش مذہبی
اعتقاد و ایمان بہی اوسمیں موجود ہو۔

جنرل فان ڈرگولز کا یہ ریمارک موجودہ زمانہ کی ترکی افواج کی نسبت بالکل درست ہے کہ وہ ایسی سپاہ ہے جو جلدی میں بہرتی کیگئی ہو۔
اسمیں نہایت اعلیٰ قابلیت موجود ہے۔ اوسکے کمانڈر نہایت قابل اور لائق ہیں اور اوسکا جنرل اسٹاف بہت ہی عمدہ اور کثیر التعداد ہے محاربہ کے
بعد سلطان المعظم نے جنرل موصوف کو اوسکی خدمات حسنہ کے صلہ میں طبقہ لیاقت کا طلائی تمغہ عنایت کیا۔ اور مارشل کا سفو دمیر پاشا کی معاہدہ
ملازمت کی تجدید نہایت ہی مفید شرائط پر کر دی۔ یہ اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ جلالتمآب جرمن اتالیقوں کی خدمات کی کیسی کچھ قدر کرتے ہیں
ترکوں کو اپنی اصلاح و ترقی یافتہ فوجی طاقت کو پہلی ناآہستگی و تدریج کام میں لانا مناسب ہے۔ اور اس اثنا میں وہ اپنی سپاہ کی
حیرت انگیز مدافعانہ قوتوں سے مناسب و درست موقعہ و محل پر فایدہ اٹھائیں۔ شروع شروع میں جارحانہ پہلو پر اونہیں عقلمندی
سے کام لیکر صرف چھوٹے چھوٹے کاموں پر قناعت کرتے رہنا اور بڑی بڑی منصوبوں سے محترز رہکر صرف ایسے مقاصد کے حصول کی جو سپاہیوں
کی فطرتی شجاعت سے حاصل ہو سکتی ہوں کوشش کرنا مناسب و بہتر ہے۔ فوج میں اعلیٰ ترین مراتب پر فایز ہونا۔ فوج کی ترتیب و درستی
کو اور زیادہ مکمل کرنا۔ سپاہ میں پہر وہی فاتحانہ جوش پیدا کرنا جو ابتدائی زمانوں میں ہوا کرتا تہا اور فوج کو فاتحانہ و جارحانہ محاربہ کے قابل

بنانا ایسے کام ہیں۔ جنکو آیندہ نسل پر چھوڑنا چاہیئے۔

اگر پادشاہ عثمانیان کی فوج کو بلا مزاحمت و توقف لگاتار ترقی و اصلاح کے میدان میں بڑہے جانیکا موقعہ ملتا رہا۔ تو وہ مستقبلہ محاربات میں کل عالم کو اپنے کارہائے نمایاں سے حیرت میں ڈالیگی۔ اور اپنی اوس قدیم شہرت کو جسکی شہادت تاریخ زمانہ کا ہر ایک ورق دے رہا ہے قایم و بحال رکھیگی۔

فصل بست و ششم

رضا پاشا۔ وزیر حرب و سرعسکر افواج شاہانہ عثمانیہ

جرمن افسر لکھتا ہے کہ کتاب کو ختم کرنے سے پیشتر اوس شخص کا ذکر کر دینا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اگرچہ واقعی محاربۂ کارزار میں شریک نہوا۔ اور نہ غنیم کے بالمقابل وہ کسی کمان پر مامور تہا مگر پہر بہی اوس آفرین و ستایش کے حصے کثیر کا جسے عثمانیہ فوج نے تہسلی اور اپائر کے خونریز میدان ہائے جنگ میں حاصل کیا جائز طور پر دعوی کر سکتا ہے یہ شخص فوجی معاملات کی ہر صیغہ و محکمہ کا کامل باخبر اور تجربہ کار و ماہر جنرل سرعسکر رضا پاشا ہے۔ اوسنے کیا بلحاظ کمانڈر افواج اور کیا بلحاظ مجدد و مصلح دونو حیثیتوں سے اپنے ملک کی نہایت ہی اعلے و بیش بہا خدمت کی ہے اور اوسکا نام عساکر عثمانیہ کی تازہ ترین ترقی و کارنامہ کے ساتھ ہمیشہ باعزت و احترام وابستہ و مرتبط رہیگا۔

یہ اوسکی مسلسل و لگاتار غور و پرداخت اور محنت و کوشش کا نتیجہ تہا کہ جن افواج کو محاربہ میں شامل ہونیکا حکم دیا گیا تہا۔ وہ ٹہیک وقت پر خوب مکمل و تیار اور سب طرح سے آراستہ و پیراستہ سرحد پر جمع ہو کر بطرق مناسب ڈویزنوں وغیرہ میں مرتب ہو گئیں اور بوقت اجتماع یا بوقت تقسیم و ترتیب کسیطرح کی رکاوٹ یا دقت پیدا نہو سکی۔ کمانوں پر مناسب و قابل آدمیوں کی تعیناتی کا فخر وافر بہی اوسکو حاصل ہے۔ جس کام کے جو آدمی قابل تہا۔ وہی اوسپر مامور کیا گیا۔ وہ چپ چاپ خاموشی سے کام و خرچ کی غور و پرداخت میں لگا رہتا یا مصروف قسطنطنیہ میں بیٹہا ہوا کل ڈوریاں کو جو مختلف ڈویزنوں کو دار الخلافہ سے ملاتی ہوئی تہیں اپنے ہاتھ میں تہامے ہوئے تہا۔ اور اس امر کی نہایت احتیاط کے ساتھ نگرانی کر رہا تہا کہ کسی ڈویزن کی طاقت کمزور نہونے پائے۔ مارشل ادہم پاشا کی فوج کی پہلی صفیں سرحد کو عبور کرکے غنیم کے ملک میں داخل ہی ہوئی تہیں کہ اوسنے فی الفور احتیاطی یا ریزرو فوج مقبوضہ علاقہ پر قابض و متصرف ہونے اور بشرط ضرورت بلا درنگ پیشقدمی کرکے صف اولین (یعنے محاربہ کنندہ فوج) سے جا ملنے کے لئے شاہراہوں کے مواقع اتصال پر تیار کہڑی تہی۔

سنہ ۱۸۶۵ء میں کپتانی کے رتبہ پر فائز ہوا اوسوقت تک رضا پاشا متعلم قسطنطنیہ شاہی محافظ پلٹنوں میں خدمت کرتے رہے۔ کپتان ہونے کے بعد طلبہ مدرسہ کی فوجی ڈائریکٹر مقرر کئے گئے۔ اس مدرسہ میں جہاں آجکے دن تک انکا نام عزت و محبت سے لیا جاتا ہے چند برس قابل تعریف کام کرنے کے بعد رضا پاشا ساتویں عسکر کے [illegible] شامت [illegible] مقرر کئے گئے اور [illegible] ایشیا کو بہیجے گئے [illegible] نام القان کے اس شمالی المغربی کونے میں [illegible] کی شورش [illegible] العدد فوج جمع ہو چکی [illegible] سرحدی کردیا

اور مانٹی نیگرو میں بغاوتیں برپا ہوگئیں - ان بغاوتوں اور نیز اوس صعب و دشوار بتیا عدہ پہاڑی جدال و قتال میں جو مانٹی نیگرو کے پہاڑوں اور گھاٹیوں میں ہوا - اور ترکوں کو اوس سے بہت تکلیف پہونچی - رضا پاشا نے اپنی بہادری و ہوشیاری سے خاص امتیاز حاصل کیا اور کئی موقعوں پر ذاتی بہادری کے بے نظیر جوہر دکھائے - پھر اوس بہادرانہ پیشقدمی میں جو زنا گورو پر کیگئی شامل ہو کر ترک دشوار گذار پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے آخر مقام مذکور تک پہونچ گئے - اور اہالی جبل اسود کو وہاں کامل شکست دی جس سے کل مانٹی نیگرو پر ترکوں کا قبضہ ہوگیا اور وہاں کی حد مقام "سلنجہ" پر ہلال کا علم بلند کر دیا گیا - ان بہادریوں کے صلہ میں رضا لفٹنٹ کرنیل بنا دئے گئے -

محاربہ روم و روس کے شروع ہوجانے پر ٹرکی کے شمال مغربی حصہ سے جو فوج بحیرہ ایڈریاٹک کے راستہ جزیرہ نما بلقان کے مشرقی حصہ کو بھیجی غنیم سے سخت خطرہ تھا لائی گئی تھی - اوسکا انتظام رضا پاشا ہی کے سپرد کیا گیا تھا - ایسی مہم کی نظیر تاریخ میں تقریباً نایاب ہے تمام فوج جہازوں سے اُترتے ہی سیدھی درہ شپکا کو بھیجدی گئی تھی - جہاں اوسنے وہ وہ کارنامے دکھائے جسے زمانہ قیامت تک فراموش نہیں کریگا - اس درہ کی شاندار حفاظت پر جسمیں رضا نے کئی مرتبہ شہامت و بسالت کی داد دی سلطان المعظم نہایت خوش ہوئے تھے محاربہ کے بعد جلالت مآب نے رضا کو کرنیل کا رتبہ عطا کر کے ایک رجمنٹ کا کمانڈر مقرر کر دیا - اس حیثیت سے پہلے وہ ہرزیگووینا اور پھر لاریسہ اور دولوس میں اور بالآخر اسمد میں ایک رولیفی رجمنٹ کے کمانڈر رہے -

جب قسطنطنیہ کی محافظ شاہی فوج کے حساب کتاب کے لئے ایک کمیشن قایم ہوا تو اعلیٰ حکام نے جنکو رضا کی مسلمہ دیانت داری و جفاکشی اور انتظامی قابلیت معلوم تھی - اوسے اس کمیشن کا پریسیڈنٹ بنایا یہ اس کام سے فارغ ہونے پر وہ ایڈریانوپل میں ایک بریگیڈ کے اور پھر چند برس بعد وہیں ایک ڈویزن کے کمانڈر مقرر کئے گئے - سلطان عبد الحمید فوج سے جنکی ذاتی واقفیت بہت وسیع ہے کچھ عرصہ سے رضا سے واقف اور اوسکی غیر معمولی فوجی قابلیت کو مشاہدہ کرتے رہے تھے - وہ اوس سے ایسے خوش ہوئے کہ اوسے پہلے یلدز کوشک کی محافظ فوج کا کمانڈر اور پھر محافظ شاہی فوج کے دوم ڈویزن کا کمانڈر اور اپنا ایجوٹنٹ جنرل بنا دیا - شاہی اعتبار و بھروسہ کا اس سے بڑھکر کوئی ثبوت نہیں ہوسکتا تھا - رضا نے یہاں بھی ایسی جان نثاری سے کام کیا - کہ جلالتمآب کی نگاہوں میں اوسکی عزت و وقعت اور بھروسہ بڑھ گیا حتیٰ کہ اس عہدہ سے ترقی پاکر وزیر صیغہ حرب ہوگیا - پادشاہ کے اس مبارک انتخاب کی معقولیت و جنگی محاربہ روم و یونان کے واقعات سے بخوبی مبرہن ہوگئی ہے -

سب سے اول فیلڈ مارشل جنرل رضا پاشا ہی ایسی شاندار فوج کی تیاری و ترتیب کیلئے جیسی کہ وہ فوج تھی جسنے تھسلی و ایپرس میں خدمت کی تشکر و ستایش کے مستحق ہیں - فوج کی اصلاح و درستی میں اُسنے بیش بہا دہلی - اور تھسلی کی فتوحات اوسی تخم کا پھل تھیں جو پاشاے موصوف نے بویا تھا - اپنے آقائے نعمت کی وفاداری - تابعداری اور ذاتی جان نثاری میں ایسا راسخ القدم ہے کہ دنیا میں کوئی چیز اوسے اس جادہ سے نہیں ہٹا سکتی -

احمد عاصم پاشا

صیغہ حرب کی انتظامی شعبہ میں وزیر حرب کا سب سے زبردست معاون و مددگار احمد عاصم پاشا چیف آف سٹاف ہے - جنکا ذکر ... ... فوج محافظ شاہی کی ... [illegible]

میں بعہدہ افسری مامور ہوا۔ پھر کپتان اور فوج الفنٹری کا اتالیق کا نائب بنایا گیا۔ قایم مقام میجر ہونے پر حلقہ قاسم پاشا کے مکتب حربیہ کا پرنسپل مقرر ہوا۔ سنہ ۱۸۷۷-۷۸ء کے محاربہ کے شروع میں دریائے ڈینوب کی فوج میں شامل تھا۔ وہاں سے درہ شپکا کو بھیجا گیا۔ محاربہ کے خاتمہ پر پوری میجر کے رتبہ پر فائز ہوا۔

محاربہ مذکور کے بعد وہ عرصہ دراز تک پہلی پانچویں اردو (دمشق) اور پھر تیسری اردو (مقدونیہ مناسطر) میں ایجوٹنٹ رہا۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں جنرل سپرنٹنڈنٹ کی دفتر کو تبدیل کر دیا گیا۔ اور وہاں ایک سکشن (حصہ) کا اعلےٰ افسر بنایا گیا۔ اس عہدہ پر کچھ عرصہ مامور رہنے سے وہ اپنی طبعی ذہانت و جودت سے فوج کی تمام ضروریات سے بخوبی واقف ہو گیا۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں فوجی کمیشن معائنہ کنندہ کا ممبر ہوا۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں جنرل بریگیڈ کے رتبہ پر فائز ہو کر وزارت حربیہ کے دفتر عام نگرانی کا اعلےٰ افسر مقرر ہوا جس عہدہ پر وہ ابتک مامور ہے۔ احمد عاصف پاشا بیشک اس قابل ہے کہ اوسے قابلترین منتظمین کے ذیل میں شمار کیا جائے۔ مزید برآن بنظر دیانتداری و راستبازی تو بیجا سے بھی اسے عام شہرت اور نیکنامی حاصل ہو گئی ہے۔ سرکاری معاملات میں وہ کسی کی بیجا رعایت کرنا نام نہیں جانتا۔ گذشتہ محاربہ میں اونے ایسی مستعدی دکہائی جسکی کل مداح ہیں۔ اور ایسی قابلیت سے احکام جاری کئے کہ اونکی ہی بطفیل فوج بسرعت اور خوب مضبوط و آراستہ سرحد پر لگاتار پہونچتی رہی وہ انتظامی معاملات اور نقل و حرکت کے متعلق برسوں سے نہایت جانفشانی کیساتھ ایسی عمدگی سے تیاریاں کرتا رہا ہے کہ قسطنطنیہ کے بیشمار نامہ نگار ان ممالک غیر میں سے ایک شخص بھی کبھی اوسپر کوئی نکتہ چینی نہیں کر سکا۔

فاتح فوج و افسروں پر نوازشات سلطانی

محاربہ کو ملتوی ہوئے ابھی چند هفتے ہی ہوئے ہیں کہ تمام شریک کارزار افواج کے لئے خاص تمغے تیار ہو کر تھسلی اور اپائرس میں پہونچگئے اور ہر ایک مستحق کو عطا کئے گئے۔ تمام جرنیلان فوج بران اور سپہ سالار کو پہلے مختلف مدارج اور طبقوں کے نشان مرحمت کئے گئے۔ پھر جولائی سنہ ۹۷ء میں جنرل ادہم پاشا و جنرل ہاجی۔ اردونشاط پاشا۔ خیری پاشا۔ حمدی پاشا۔ حقی پاشا۔ ممدوح پاشا۔ عمر پاشا رشدی پاشا۔ حفظی پاشا۔ عثمان پاشا۔ ابراہیم پاشا و بریگیڈ جنرل حیدر پاشا و رضا پاشا کو تحفہ میں گرانبہا شمشیریں عطا کی گئیں تلوار کی ایک طرف عبارت ذیل منقش کی گئی۔

"بنام خدائے رحیم۔ جملہ قوم عثمانیہ کی نظر میں یہہ شمشیر ایک بڑا نشان فتح و نصرت کا ہوگا۔ جسکو اعلیحضرت سلطان المعظم نے ان فتوحات منکاثرہ کی اظہار شکر یہ اور نمایاں وفاداری کی اعتراف میں عطا فرمایا ہے۔ جو یونان کے مقابلہ میں بوقت جنگ ظہور میں آئی۔ یہہ ان لوگوں کی نسلوں میں ایک موروثی تبرک ہے۔ جنکو یہہ عطا ہوگی"۔ بقول اقدام تیرکی ایک طرف یہہ کندہ ہے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ بعنایت اللہ تعالیٰ اهدی السیف من خلیفۃ الاعظم الی حضرت فلان .... ان بیش قیمت تحفوں کی ادہم پاشا سپہ سالار افواج تھسلی کی شمشیر اعزازی کی قیمت ۵ ہزار پونڈ تخمینہ کیگئی ہے۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں ادہم پاشا کو دس ہزار پونڈ اور اسیطرح دیگر اعلےٰ عہدہ داروں اور افسروں کو معقول نقد رقمیں بطور انعام عطا کیگئیں نا قابل کار زخمیوں سے جو سلوک کیا گیا۔ اسکا پہلے کسی حاشیہ

میں ذکر ہو چکا ہے شہدا کے ورثا کو نقد عطیات اور وجیب پنشنوں کے علاوہ املاک و جائدادوں کے انتقال کر دخل خارج کے مصارف سے معاف کر دیا گیا تمغہ حربیہ کی تصویر تصاویر میں مع ہے شفاخانہ یلدز سرای کے شفایاب مریضوں کو بھی حسب اونکی معتدبہ تعداد سفر کے قابل ہو جاتی تو عام جلسہ کر کے نقد انعام و اکرام کے علاوہ یہ تمغے بھی عطا کیے جاتے۔ سب سے پہلا جلسہ ۱۲۔ اگست ۱۸۹۷ء کو ہوا جسمیں خود جلالتمآب بھی بنفس نفیس شریک ہوئے۔

سب سے پہلے اعلیحضرت کے تشریف لاتے ہی فوجوں کا ریویو ہوا۔ اور موجودہ لشکر اعلیحضرت کے سامنے سے گذرا۔ اسکے بعد مجلس میں سرخ ریشم کا بنا ہوا علم جو یونانی فتح مندیوں کی یادگار میں بنایا گیا ہے۔ اور جسپر لا الہ الا اللہ سونے کے کارچوبی حرفوں میں منقش کیا گیا ہے لایا گیا۔ تمام امرائے دولت اور وزیر جنگ اور دیگر عہدہ داران دولت علم مبارک کے جلو میں موجود تھے۔ یہ علم تمام دوسرے علموں کے آگے تھا بلکہ خاص سلطانی سنجق کے بھی آگے لا کر جہاں سلطان المعظم تشریف فرما تھے رکھا گیا۔ اسکے بعد تحسین بک سیکرٹری اعلیحضرت آگے بڑھے اور اعلیحضرت کیطرف سے اسپیچ پڑھی۔

عساكري واولادي الاعزاء

كان اهلنا المحافظة على الصلح والسلم وعدم سفك الدماء لكن اليونان ابوا الا التجاوز على بلادنا فنقضوا العهد وكان فرض عين علينا حفظ حقوقنا وان لا ندعهم يطؤا ارضنا فاعتمدنا على الله وشرعنا في الحرب فالحمد والشكر لله بانه الف مرة لقد كنا نحن الغالبين وما ذالك الا بعون الله وعنايته و امداد روحانية نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم فما اعظم ممنونيتي مما ابرزه عساكري في هذه المحاربة من الغيرة والجسارة وما اكبر افتخاري واخص بالذكر ما ابدوه من الحركات الحسنة في المحلات التي دخلوها مظفرين فقد استحسنها الناس اجمعين واني ممنون مسعود من ذالك ابتداء وقد امرت باعمال مداليه لتكون تذكار افتخار للمظفريات التي نلناها في حرب اليونان هذه واني اعطي لكل منكم واحدة من هذه المداليه تحت هذه العلم المزين بكلمة الله تذكار الحق استقامتكم وصداقتكم وشجاعتكم

عربی کا ترجمہ اے میرے بچو۔ اور اے میرے عزیز سپاہیو ہمیشہ سے ہمارا مقصود یہی تھا کہ امن قائم رکھنا اور خونریزی سے اجتناب کرنا تھا لیکن یونانیوں نے ایسی ہی چالیں چلیں جو ہمارے اس ارادہ کی مخالف تھیں کیونکہ انہوں نے ہمارے ملک پر دھاوا کرنے کا قصد کیا اور وہ تمام عہد و پیمان جو ابتک قائم تھے توڑ ڈالے۔ پس ہمکو بھی مجبوراً اپنے حقوق کی حمایت اور اپنے ملک کی حفاظت لازمی ہوئی اور ہم نے بھی مقابلہ کیا۔ خدائے پاک کی تائید اور ہمارے اسپر اعتماد کرنیکی وجہ سے ہمکو ہی فتح ہوئی۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم اور آپ کی شفاعت کی برکت سے ہمنے یونانیوں کو کامل طور سے شکست دیدی۔ میں اپنی اس خوشی و مسرت کا اظہار نہیں کر سکتا۔ جو مجھکو تمہاری اس شجاعت اور بہادری اور خصوصاً تمہارے اس نیک روش سے جو تمنے اون علاقوں میں دکھائی جن میں تم فاتح بنکر داخل ہوئے تھے حاصل ہوئی ہے۔

تمہاری اس سلوک نے تمام دنیا کو متعجب اور متحیر کر دیا ہے اور میں اس سے نہایت مسرور ہوں۔ اور آئندہ بھی ہمیشہ اسکی یاد سے نہایت ہی شاداں ہونگا۔ بہت سے مخصوص تمغے ان فتحمندیوں کی یادگار میں جو اس لڑائی میں حاصل ہوئی ہیں تیار کئے گئے ہیں اور میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک تمغہ تمہاری استقامت اور بہادری اور امانت کی شہادت کے طور پر دیتا ہوں۔" اس سپیچ کے پڑھے جانے کے بعد دعا مانگی گئی۔ جسمیں خلیفۃ المعظم کی طول حیات کی دعا مانگی گئی اور ختم دعا کے بعد اعلیحضرت کیطرف سے دو دو تمغے اور فی سپاہی دو دو پونڈ بجیب خاص سے دئے گئے۔ انعامات تقسیم ہونے کے بعد امیر المومنین کے لئے بصدق دل دعا مانگی گئی۔ اور فوج صف بستہ آداب بجالاتی ہوئی حضور انور کے سامنے سے گذر کر بارکوں کو رخصت ہوگئی۔

بازار ریلیف سرای بماہ جون ۱۸۹۷ء خاص سلطان المعظم کے ذاتی منشا و تحریک سے ترکی زخمیوں اور مقتولین کی بیواؤں اور یتیم بچوں کی امداد کیلئے بموجب بشارت سلطانی قسطنطنیہ میں ایک وسیع عارضی مینا بازار قایم کیا گیا۔ اسی کا نام بازار ریلیف سرا ہے۔ اسکی تعمیر کا کل خرچ سلطان المعظم نے اپنی جیب خاص سے عطا کیا۔ یہ خوبصورت عمارت ۵۰۰ مربع میٹر میں بنائی گئی ہے اور قاعدہ مقرر کیا گیا کہ تماش بینوں اور فروخت اشیا سے جو آمدنی ہوگی وہ یتامے و ارامل شہداء جنگ کی امداد میں خرچ کیجاوے۔ علاوہ صرف تعمیر کے بہت سے تحائف اور نادر چیزیں واسطے فروخت کے حضور سلطانی سے مرحمت کی گئیں اور تمام ممالک محروسہ میں اسکی امداد کا جوش برقی رفتار کیساتھ پھیلگیا۔ جسمیں غازی مختار پاشا کی تحریک سے صوبہ مصر نے سب سے زیادہ سرگرمی سے حصہ لیا۔ چنانچہ مہینے کے اندر اندر پچاس لاکھ پیاسٹر سے زیادہ نقد وصول ہو چکے تھے۔

اشیاء گرانبہا و تحائف نادرہ اسکے علاوہ ہیں جنکی تفصیل ایک پوری کتاب میں بھی نہیں سما سکتی لہذا بر سبیل اختصار نمونہ کے طور پر امداد کی چند نظیریں اس تاریخ میں درج کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ سلطان روم کی خوشنودی حاصل کرنیوالی اور ان کے ناز بردار دنیا کی جلیل القدر اشخاص میں سے کون کون ہیں۔

شہنشاہ روس و شہنشاہ جرمن نے تحائف گراں بہا کی ساتھ ہمدردی کی۔ شہنشاہ آسٹریا نے کپڑے رکھنے کی الماری اور سنہری چوکھٹوں کی دو بیش قیمت تصویریں اور دیگر تحائف عطا کئے۔ جو نہ صرف بیش قیمت بلکہ نادر الوجود بھی تھے۔

شاہ سرویا نے بازار ریلیف سرا کے واسطے دو ہزار فرانک چندہ دیا۔

خدیو مصر کی بیگم نے ایک نہایت عجیب و بیش قیمت گلدستہ بازار ریلیف سرا کو پیش کیا۔ اس گلدستہ کے پھول ریشم کے اسقدر نفاست سے بنائے گئے تھے اور اسقدر نازک کہ کم از کم ایک منٹ تک غور سے دیکھنے کے بعد یہ خیال ہوتا تھا کہ گلدستہ مذکور مصنوعی ہے اصلی نہیں۔ اس گلدستہ کے گرد ایک نہایت خوبصورت زرین لیس لپٹی ہوئی تھی جو فن زرگری کے کمال کا اعلے نمونہ تھا ہر ایک جگہ اور پھول کی پنکھڑی پر ہیرے اور موتی اس صنعت سے نصب تھے کہ شبنم سحری کو شرمندہ کرتے تھے۔

شاہ مظفر الدین شاہنشاہ ایران نے ۵۰۰ پونڈ ریلیف بازار کو مرحمت فرمائے۔

شاہزادہ بلگیریا نے بھی علٰحدہ بحیثیت شرکت حاصل کی۔ اس بازار کی منتظم کمیٹی کی ممتاز ممبر سلیم آفندی درسعادتلو دولتلو الکامل پاشا

اور پریزیڈنٹ رفیق بیگ ٹوگارو وزیر خارجہ اور ابراہیم بک ٹوگارو وزیر داخلیہ تھے۔ ان اراکین کو جو تقسیم کی گئی تھی۔ ایک اراکین عسکریہ دوسرے اراکین ملکیہ۔ صبح کو سات بجے سے دس بجے تک اور شام کے چار بجے سے دس بجے تک کا وقت اجلاس مجالس انتظامیہ کے لئے مقرر کیا گیا۔ دیگر اراکین سلطنت سفیر و باشندگان یورپین روم و ایشیائی روم عراق عرب عراق عجم ممالک شام و صوبہ فلسطین و صوبجات مجاورین۔ وعمادین صوبہ مصر۔ طرابلس الغرب وغیرہ نے جس گرمجوشی سے اس بازار کی اعانت میں زر کثیر صرف کیا اسکی تفصیل اس کتاب میں ہموار درج کرنا ہماری قابو سے باہر ہے۔

سلطان المعظم کے حکم سے مشتریان و چندہ دہندگان کے لیئے تین قسم کے تمغے تیار کیے گئے۔ ان میں ایک چندہ دہندہ فرمانروا اور شاہزادگان کیلئے تھا۔ اسکا قطر آٹھ سینٹی میٹر ۳½ انچ تھا۔ دوسرا تمغہ جسکا قطر دو سینٹی میٹر تھا ہر ایک چندہ دہندہ کو اور تیسری قسم جسکا قطر ۲½ سینٹی میٹر (ایک انچ ہے) ہر ایک مشتری کو جو بازار سے کوئی چیز خرید کر لایا ملا۔

ان تمغوں کی ایکطرف پھولوں کی بیل اور اسکے دور میں الفاظ "نشان انسانیت و شفقت" اور دوسری طرف بازار کی مہر کندہ تھی۔ کل رقم اس بازار کی اسباب کی فروخت اور نقدی عطیات سے مقتولین کے ورثا اور مجروحین کی فنڈ کے لئے تینتیس لاکھ روپیہ کے قریب جمع ہوئی۔

تخلیہ تھسلی قطعی عہدنامہ کو مرتب ہو جانے کے بعد دول ثالث کی مالی صیغہ کیطرف متوجہ ہوئیں۔ ایک خاص کمیشن اوسکی نگرانی مقرر کیگئی۔ اور کئی مہینوں کی باہمی گفتگو اور جھمیلے کے بعد آخر روس فرانس اور انگلستان کی ضمانت پر تاوان جنگ کی ادائگی اور ضروری اصلاحات کے اخراجات کے لئے یونان کو قرضہ ملگیا۔ اسنے پہلی قسط دس لاکھ پونڈ ۲۵ مئی ۱۸۹۸ء کو دوسری قسط دس لاکھ پونڈ کی ۱۰ جولائی ۱۸۹۸ء کو ادا کر دی۔ اور ترکی فوج نے حسب شرائط دوسری قسط کی وصولی کی تاریخ سے تھسلی کو خالی کرنا شروع کر کے آخری قسط کی وصولی پر علاقہ کو خالی کر دیا جب تخلیہ کی خبریں بذریعہ تار موصول ہونی شروع ہوئیں۔ تو اکثر اخبار نگاروں نے اونکی درستی کو بنظر اشتباہ دیکھا۔ اور حیرت سے استفسار کرنے لگ گئے کہ کیا یہ خبر درست ہے؟ لیکن اگر وہ شرائط معاہدہ پر پہلے غور کر لیتے تو متعجب ہونیکی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی جب ترکوں نے معاہدہ صلح پر دستخط کر دیئے تھے تھسلی کا خالی کر دیا جانا اوسیوقت سے یقینی ہو گیا تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے اسلام میں تہذیب اور عقل ابھی ایسی سرایت نہیں کر سکی کہ وہ عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھدینا معمولی ڈپلومیٹک استادی سمجھیں۔ وہ مسلمان ہیں اور مسلمان کو پابندی عہود کی جیسی کچھ تاکید ہے وہ مذہبی احکام کے جاننے والوں سے مخفی نہیں۔ بعض دنیادار کوتاہ اندیش بالخصوص عیسائی لوگ شاید ترکوں کی اس صفت کو اونکی بیوقوفی پر محمول کریں یا اسے یورپین پول کے دباؤ اور ترکی گورنمنٹ کی کمزوری کا نتیجہ سمجھیں مگر یہ اونکی سخت غلط فہمی ہوگی۔ صداقت اور راستبازی کی ہمیشہ آخر کار فتح ہوتی ہے۔ اور یہ اسی راستبازی کا طفیل ہے جو محولہ بالا لوگوں کے زعم میں بیوقوفی کے مترادف ہے کہ سلطنت عثمانیہ ہزاروں خطرات اور بیشمار دشمنوں سے بالآخر صحیح سلامت بچتی چلی آتی ہے۔

۴ مئی ۱۸۹۸ء کو دول عظام کی [illegible] قسطنطنیہ کو روانہ ہو گئیں۔ اور جولائی کی وسط تک تخلیہ کی

کی کارروائی ختم ہوگئی۔ نئی حدود کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

اور محاربہ روم و یونان کا آخری خرخشہ بھی طے ہوگیا مگر اصل منبع فساد مسئلہ کریٹ اُسیطرح باقی رہا۔ سلطان المعظم نے بہت چاہا کہ تخلیہ تسلی سے پہلے اُسکا کچھ تصفیہ ہوجائے۔ لیکن دول نے نہ مانا۔ آخر ستمبر ۱۸۹۸ء کو فساد سے جو کینڈیا کے مسلمانوں کو مجبوراً معرض ظہور میں آیا۔ دول کو معقول بہانہ ہاتھ آگیا اور سال کو ختم ہونے سے پہلے ترکی افواج نے اس منحوس و بدقسمت جزیرہ کو بھی خالی کردیا اور مغلوب و مفتوح شاہ یونان کا بیٹا وہاں کا ہائی کمشنر یا گورنر بنا دیا گیا۔ اور اس طرح سے کچھ عرصہ کیلئے مشرقی مسئلہ کا عارضی تصفیہ ہوگیا۔ اور دول یورپ کو افریقہ و چین کی طرف توجہ کرنیکی کامل فرصت نصیب ہوگئی۔

متفرق واقعات

فتوحات عثمانیہ پر اظہار مسرت وخوشی

آگرہ سے ہمارا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں ۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو نماز عید الفطر کے بعد قریب پچاسی یا ۹۰ ہزار اہل اسلام کے مجمع نے سلطان المعظم سلطان عبدالحمید خان خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ وحشمتہ کیلئے بہت زور شور اور خشوع و خضوع سے دعائے فتح و نصرت مانگی۔ اس وقت امین ایک قسم کا وجد سا لوگوں کے چہروں سے معلوم ہوتا تھا۔ رقت اور محبت سے آمین ایسے زور اور بلند آواز سے کہی گئی کہ اگر رعد بھی کڑکتی تو مشکل سے سنائی دیتی۔ ہمارے مولانا رمضان صاحب کی تقریر اور طریقہ دعا اس قسم کا تھا کہ میں پوری کامل امید کرتا ہوں کہ یہ دعا ضرور بالضرور قبول ہوگئی ہوگی اور خدا ایسا ہی کرے۔ ہندو گریجویٹ لڑکوں نے بھی خلوص دل سے دعا ترقی اقبال مانگی۔ جس کو بندہ احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتا۔ ہمارے مولانا اسوقت حقیقت میں اپنی اصلی حالت پر نہیں رہے تھے۔ اور دعا مانگتے مانگتے ایک سکتہ کی حالت طاری ہوگئی تھی۔ بار بار کی آمین کی صدا سے عیدگاہ کا وسیع میدان گونج اٹھا تھا۔ بعد الفراغ دعا۔

ہر ایک مسلمان شاداں و فرحاں نظر آتا تھا۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہی دعا تھا کہ خدا ہمارے خلیفۂ وقت کو دشمنان اور بدخواہان اسلام پر فتح دے۔ اور ہر طرف سے آمین ثم آمین کے نعرے بلند تھے۔

گوجرانوالہ میں عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں جمیع مسلمانان نے حضرت امیر المومنین سلطان المعظم کی فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ اس سے اگلے روز جمعہ کے دن مولوی محمد نظیر حسین صاحب امام مسجد جامع نے برائے امداد مسلمانان کریٹ وکارمینیا چندہ کی فہرست کھولی اور نہایت ہی خوش اسلوبی سے غرض چندہ مسلمانوں کو سمجھا دی۔ چنانچہ اسی وقت کچھ رقم جمع بھی ہو گئی۔

کانپور میں پچیس ہزار نمازیوں نے عیدگاہ میں نماز سے پہلے اور بعد نماز اور خطبہ کے سلطان المعظم کی فتح و نصرت کیلئے دعا مانگی اور فرسالہ کی فتح پر شکریہ ادا کیا اور رزِ چندہ سے ہر شخص نے اعانت مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ کا وعدہ کیا۔

نور محل ضلع جالندھر میں ۲ ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے عید الضحیٰ کے دن حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے لئے دعا مانگی۔

امرتسر میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر عیدگاہ میں معززین اسلام کی تحریک سے حضرت خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت اور گورنمنٹ انگلشیہ و سلطنت روم میں اتحاد و اتحاد اور سلسلہ دوستی مستحکم و مضبوط ہونے کیلئے دعا مانگی گئی۔ مصیبت زدگان سلطنت عثمانیہ اور یتیم بچوں اور بیواؤں کی امداد کیلئے صندوق رکھی گئی۔ جس سے بہت سی تکمیل اور اہمیت اصحاب نے قربانی کی کھالیں مصیبت زدگان کریٹ کی امداد کیلئے ہمارے دفتر میں ارسال کیں جنکو فروخت کر کے رقم وصول شدہ میں داخل کر دی گئی۔

۲۸ مئی ۱۹۰۹ء بروز جمعہ **جامع مسجد دہلی** میں بعد نماز جمعہ کے منبر پر نوید **سلطان المعظم** خلد اللہ ملکہ کی فتح کا اظہار کرنے کے بعد دو رکعت نماز شکریہ کی سب نمازیوں نے ادا کیں اور اسکے بعد تین دفعہ کے جو توپ کی آواز رکھتے تھے چھوڑے گئے۔

امداد مظلومان کریٹ کیلئے مدراس میں جلسہ ۲ مئی روز جمعہ ۱۹۰۹ء کو حاجی بادشاہ کی حویلی میں مظلومان کریٹ کی امداد کیلئے مسلمانان مدراس کا ایک جلسہ بصدارت جناب مولوی عبید اللہ صاحب قاضی مدراس منعقد ہوا مندرجہ ذیل اصحاب شریک جلسہ تھے۔

حاجی عبد العزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصل۔ حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب شرف الدولہ بہادر فضیلتمآب مولوی قاری محمود آفندی قاضی الملک۔ مولوی حاجی احمد علی صاحب۔ ڈاکٹر شمس الاسلام صاحب۔ ڈاکٹر عبد العزیز صاحب مولوی حاجی غلام رسول صاحب مولوی زاہد حسین صاحب۔ صبغۃ اللہ صاحب مہاجر۔ محی الدین احمد صاحب۔ غلام محمود صاحب۔ حافظ محمد یٰسین صاحب پی اے۔ محمد عبد اللہ صاحب۔ غلام محمد مصطفیٰ صاحب۔ اور بھی بہت سے حضرات تھے مندرجہ ذیل ابواب بالاتفاق قرار منظور ہوئے (الف) کریٹ کے مظلوم اہل اسلام کے چندہ کیلئے ایک مجلس مقرر ہو (ب) مجلس کے چھ رکن مقرر ہوئے یعنی (۱) حاجی عبد القدوس بادشاہ صاحب (۲) فضیلتمآب مولوی قاری الحاج محمود آفندی (۳) ڈاکٹر عبد العزیز صاحب (۴) مولوی حاجی غلام رسول صاحب (۵) مولوی زاہد حسین صاحب (۶) سعید بادشاہ صاحب۔

(ج) اس مجلس کے خازن حاجی بادشاہ صاحب اینڈ کمپنی ہوں اور رسیدات بھی خازن کی مہر سے تقسیم ہوں۔ رقم چندہ معرفت ٹرکش قونصل مدراس بنام عزیز پاشا جیسا کہ ایمپاوی کو (د) فہرست چندہ حاضرین کو بند رکھ کے کھولی جاوے۔ لفضل تعالیٰ پانچ منٹ کے اندر

پندرہ ہزار سات سو سینتالیس روپیہ دو آنہ کی دستخط ہوئی جسمیں کچھ اسوقت وصول بھی ہوا۔ ایڈیٹر صاحب میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ مدراس میں انشاء اللہ تعالیٰ بہت روپیہ چندہ کا جمع ہوگا۔ صدر کمیٹی نے حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اعلیحضرت سلطان المعظم خلیفۃ المسلمین کی فتح و نصرت کیلئے عربی میں دعا کی بعد ازاں جلسہ برخاست ہوا۔

نماز شکرانہ فتح حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی خوشی میں نماز شکرانہ ادا کرنے کی غرض سے ۲۸ مئی ۱۸۹۷ء کو ایک عام مجمع مسلمانان کانپور کا جامع مسجد کانپور میں منعقد ہوا۔ باوجودیکہ اشتہار نہایت تنگ وقت میں دیا گیا تھا حتیٰ کہ تمام شہر میں کافی اشاعت کا موقعہ نہیں ملا تھا لیکن تمام مسجد جامع اور مکانات مدرسہ مسلمانوں سے بھری ہوئی تھے۔ مسجد کی سیڑھیوں پر سڑک تک آدمیوں کا مجمع تھا۔ بعد نماز جمعہ منشی محمد عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار نہر گنگ ساکن اٹاوہ نے ایک مختصر نظم پڑھکر سنائی اس نظم میں ترکوں کی بہادری اور یونان کی نامردی کا ذکر تھا۔ ترکوں کی فتحیابی پر اظہار مسرت اور اس امر کی تحریک تھی کہ تمام مسلمانوں کو اس خوشی میں خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ نظم سلیس اور پرجوش الفاظ میں لکھی گئی تھی پڑھنے کا انداز نہایت دلپسند اور قابل تعریف تھا۔ چاروں طرف سے مرحبا جزاک اللہ کی صدا بلند تھی ہر شخص خوشی اور جوش میں بھرا ہوا تھا۔ جلسہ پر ایک محویت کا عالم طاری تھا۔ بعد ختم نظم منشی صاحب ممدوح کے جناب مولینا محمد وصل صاحب متوطن کڑا نے تقریر کی۔ جو تاریخی واقعات اور معلومات سے مملو تھی۔ آپنے اپنی تقریر میں سلطان المعظم کا خلیفہ ہونا ثابت کیا اور بیان کیا کہ حضرت سلطان المعظم کی بقاء سلطنت پر اسلام کی بقا ہے۔ آپکے بعد جناب مولوی محمد بشیر الدین صاحب سابق ایڈیٹر نجم الاخبار نے ایک پر اثر تقریر میں مظلوم و بیکس مسلمانان کریٹ کا جنپر باغی عیسائیان کریٹ نے طرح طرح کے ظلم کئے ہیں ذکر کیا۔ اور مقرر نے عمدہ دلائل کے ساتھ یہ ثابت کی کہ کریٹ کے مسلمانوں کی مدد کرنا کسی طرح گورنمنٹ کے خلاف نہیں۔ اور برٹش گورنمنٹ کو ملکی طور پر گورنمنٹ ٹرکی کے ساتھ اتحاد قایم رکھنا ضروری اور مفید ہے۔ تقریر مولوی صاحب کی نہایت پرجوش تھی۔ حاضرین مظلومان کریٹ کے حالات سنکر زار زار رو رہے تھے۔ مقرر نے اپنی تقریر سے تمام مسلمانوں کے دلوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ بعد ختم تقریر کے اگرچہ عام مسلمانوں کی خواہش تھی کہ چندہ لیا جائے۔ لیکن کارکنان انجمن ہمدرد مظلومان کریٹ نے چندہ کا کام آیندہ کیواسطے ملتوی کر دیا پھر بھی بعض حضرات نے چندہ لکھوا ہی دیا جسکی تعداد تقریباً پانچسو روپیہ ہوگی۔ بعد ازاں نماز شکرانہ پڑھی گئی اور جلسہ برخاست ہوا۔

۴ر جون ۱۸۹۷ء کو جامع مسجد گورداسپور میں بعد نماز جمعہ جبکہ کثیر التعداد مسلمانان شہر و دیہات کے موجود تھے خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان بہادر غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی فتح کی شکریہ میں دوگانہ شکریہ ادا کیا گیا اور انکے دشمنوں پر ہمیشہ فتحیاب ہونیکی دعا کیگئی۔

کلکتہ میں ۴ر جون کو حاجی ذکریا کی مسجد میں تقریباً پانچ ہزار مسلمان بصدارت شیخ محمد علی جمع ہوئے۔ حاجی نور محمد ذکریا نے مجلس کو مخاطب کرکے تقریر کی اور بیان کیا کہ ہم یہاں اس غرض کیلئے جمع ہوئے ہیں کہ عساکر عثمانیہ کو جو فتوحات یونان پر حال میں حاصل ہوئی ہیں انکی خوشی احسن طریقہ سے منائیں۔ حاجی صاحب ممدوح نے خاص طور پر لوگوں کو یہ بھی دلنشین کرایا کہ مسلمانان ہند کو ملکہ معظمہ کے عہد میں جو آرام اور اطمینان حاصل ہے اسکے لئے مسلمانوں کو حضرت قیصرہ کا ممنون ہونا چاہئے۔ بعد ازاں حاجی صاحب نے ذیل کے ریزولیوشن تجویز کئے جو باتفاق رائے پاس ہوئے۔

(۱) ایک کمیٹی منتظم قائم کیجائے جسکو اختیار ہو کہ فتوحات عساکر عثمانیہ کی خوشی منانے کے لئے ایک دن تجویز کرے اور جو روپیہ اس غرض کے لئے جمع ہو اسکو مناسب طریق پر صرف میں لائے۔

(۲) ایک تار مبارکباد اعلیحضرت سلطان المعظم کی خدمت میں روانہ کیا جاوے۔ بعد میں خلیفۃ المسلمین کی درازی عمر و ترقی دولت کے لئے دعا مانگی گئی اور مجلس برخاست ہوئی۔

خلیفۃ المسلمین نے (تار خبر آمدہ از لندن مظہر ہے) کہ ترکی سفیر متعینہ لندن کو پیغام تار برقی بھیجکر مسلمانان ہند کی مبارکباد و دعا کا جو یونان پر ترکی فتوحات کی نسبت دیگئی تھیں شکریہ ادا کیا ہے۔

شرق پور ضلع لاہور میں ۱۱ جون سنہ ۱۸۹۷ء بروز جمعہ تین مسجدوں میں اہل اسلام نے فتح و نصرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت سلطان المعظم پر شکر کئے۔ خصوصاً مسجد میاں حمید الدین صاحب میں میاں شیر محمد صاحب صوفی نقشبندی نے دوران خطبہ میں حضرت ممدوح کے تعلقات کو مسلمانوں کے ساتھ بحیثیت خلیفہ وقت ہونیکے کمال طرح خوش اسلوبی سے بیان کیا۔

نماز شکرانہ فتح گڑھ اور قصبہ قنوج میں ترکی فتوحات پر نماز شکرانہ بعد جمعہ ادا کیگئی۔ اور دعائے ترقی عمر و دولت حضرت سلطان المعظم کے نہایت خشوع و خضوع سے ہوئی۔

بہار ضلع پٹنہ میں **خلیفۃ المسلمین** کیلئے دعا ہوئی۔ تو ترکی و یونان کی لڑائی چھڑتے ہی تمام مسلمانان ہند [illegible] حضرت سلطان المعظم کی فتح و نصرت کی دعا کیا ہی کرتے تھے۔ ۲ جولائی کا جمعہ مسلمانان بہار کیلئے ہمیشہ یاد رہیگا۔ دو روز قبل مسلمانان شہر کے مشہور جناب مولوی نور محمد صاحب صاحبزادہ جناب شیخ احمد علی صاحب کیفی آنریری مجسٹریٹ و جناب سید شاہ محمد سجاد صاحب رئیس و سجادہ نشین جناب مولوی سید وحید سجاد صاحب رئیس و میونسپل کمشنر و جناب مولوی محمد منظر صاحب رئیس و میونسپل کمشنر کیطرف سے اشتہار تمام شہر میں تقسیم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین کی دعا اور فتح و نصرت کی مبارکبادی کا دن اور رب العالمین کی جناب عظمت میں شکریہ ادا کرنے کا روز جمعہ قرار پایا ہے۔ اطلاع مذکور نے تمام لوگوں کے دلوں میں ایک خاص قسم کی خوشی اور شادمانی پیدا کردی تھی وہ سماں قابل دید تھا کہ اللہ کو یاد کرنیوالے نمازی اور اللہ کی دی ہوئی نعمت پر شکر کرنیوالے مسلمان آج کچھ سویرے ہی سے مسجد میں جمع ہوکر مشغول عبادت تھے۔ تقریباً پانچہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ ہر شخص نے بعد نماز جمعہ دو رکعت نماز شکر ادا کی۔ بعدہٗ خلیفۃ المسلمین کی درازی عمر و ترقی اقبال کی دعا کی۔ اوسکے بعد تمام مسلمانوں نے ملکر تجویز کی کہ کل مسلمانوں کیطرف سے حضرت سلطان المعظم کی خدمت میں اس فتح و نصرت کی مبارکباد کا تار بھیجا جاوے جسکو بھیجنے کے مہتمم جناب سید شاہ محمد سجاد صاحب رئیس و سجادہ نشین ہوں جسکو کل مسلمانوں نے باتفاق قبول کیا۔ بعد ازاں جناب مولانا فتح الدین صاحب نے پُر اثر وعظ فرما کر ثابت کیا کہ تمام مسلمانوں کے خلیفہ حضرت سلطان المعظم ہیں۔ اونکی خوشی میں ہم لوگوں کو بھی خوشی کرنا واجب ہے۔ اور اس نعمت کا شکر یہ کہ اللہ نے خلیفۃ المسلمین کو فتح و نصرت عطا کی ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے اور اسیطرح گورنمنٹ انگلشیہ کی شکرگزاری بھی لازمی ہے۔ اسکے بعد جناب مولانا حکیم عبد الکریم صاحب نے نہایت پر جوش طریقہ سے مضمون کو بیان فرمایا کہ اللہ جو اپنے بندوں پر نعمت عطا فرماوے اوسکا شکر ادا کرنا چاہئے

اور یہ فتح بھی چونکہ نعمت عظمیٰ ہے اسلئے اسکا شکریہ ادا کرنا اور اظہار مسرت کرنا بھی فرض ہے اے مسلمانو خدا کے غضب سے ہمیشہ ڈرتے رہو اور اپنے خلیفۃ المسلمین کی فتح پر شکر گذار بنے رہو اور حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کے احسان کو یاد کرو جنکی سلطنت میں حضرت تک بلکہ تمام رعایا کی ہر فرقہ کو مذہبی آزادی ہے اسلئے تمپر لازم ہے کہ اپنی سرکار انگلشیہ کی احسان کے نیچے ہو لو بموجب من لا یشکر الناس لم یشکر اللہ بعد اسکے کل مسلمانوں نے خلیفۃ المسلمین کی دعائے ترقی حیات و دولت و اقبال کی اور جلسہ برخاست ہوا۔

کراچی کے باحمیت مسلمانوں نے عساکر عثمانیہ کی فتوحات اور ادرنہ کو دوبارہ ملت پر ان کے غالب ہونے کی خوشی میں ۲۴ ماہ صفر بروز پنجشنبہ صبح کے ساڑھے آٹھ بجے عیدگاہ میں عظیم الشان جلسہ کر کے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ اسکے بعد جناب حکمت مآب ڈاکٹر میرزا جعفر قلی بیگ صاحب نے جنہوں نے لندن میں ڈاکٹری تعلیم کی تکمیل کی ہے اعلیٰحضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصر العزیز کو زمان جمیلہ اور اخلاق حمیدہ کو فرفر بیان کیا۔ ان کے بعد چند شعرائے نامدار نے حضرت جلالت مآب خلافت پناہی کی حمد و ثنا میں قصائد غرا پڑھکر سنائے اور حاضرین کو دل و دماغ کو تازگی بخشی۔ اس مجلس مبارک میں عالیجناب حضرت فاضل حسین کاظمی بے افندی صاحب مدظلہ العالی بھی جو خلیفۃ المسلمین کی حکومت سے کیطرف سے کراچی میں عہدہ جلیلہ قونصلیہ پر مامور ہیں شریک تھے جناب ممدوح نے مسلمانان کراچی کے مخلصانہ قصاید اور تقریروں کے جواب میں مندرجہ ذیل تقریر اردو زبان میں کی۔

ماشاء اللہ ماشاء اللہ میں آپ صاحبوں کی مہربانی سے نہایت خوشنود اور مشکور ہوا ہوں نہیں نہیں بلکہ روح پر فتوح جناب رسالت پناہی شاد ہوئی ہے۔ درحقیقت اسلامیت اور انسانیت کی فضیلت یہی ہے جانب سے آپکو جناب حضرت خادم الحرمین الشریفین امیر المومنین ظل اللہ فی العالم آپکا رابطہ معنویہ ہر چند معلوم عالم ہے لیکن آپ نے اس رابطہ کو بار ثانی یار و اغیار کی نظر میں ثابت کیا ہے اور جو کچھ آپ صاحبان نے مقصود سرور خلیفہ مشروع رسول رب العالمین یعنی اپنے پیارے سلطان کی شان شایان میں بیان کیا ہے میں اسکا شکریہ بجالاتا ہوں اور جو جوش حمیت اسلامی آپ مسلمان بھائیوں نے ظاہر کی ہے میں اسکی اطلاع بڑی خوشی سے بذریعہ وزارت جلیلہ خارجیہ خاکپائے توتیا آسائے حضرت خلافت پناہی کو بھیجونگا۔

آخر میں شکریہ سرکار ہندوستان کا ادا کرتا ہوں جسکے زیر سایہ آپکو اتنی آزادی حاصل ہے۔

جناب قونصل ممدوح نے جو علاوہ اپنی مادری زبان کے جیسا کہ ہم پہلے بھی انکی سیاحت کے حالات لکھتے وقت ظاہر کر چکے ہیں فرانسیسی عربی۔ ارمنی۔ اور کئی دیگر زبانوں میں کامل مہارت رکھتے ہیں وہ اردو زبان کی تحصیل اسی ملک میں آکر کی ہے اور اس میں جس قدر مہارت انہوں نے چند مہینوں کے عرصہ میں پیدا کرلی ہے وہ انکی اس تقریر سے ظاہر ہوتی ہے۔ ایک ہمارے قسمتوں کی مالک انگریز افسر ہیں کہ برسوں اس ملک میں صرف کردینے کے بعد بھی اردو لکھنا تو درکنار ان میں سے اسی فیصدی چار جملے بھی ٹھیک نہیں بول سکتے۔

اسی تاریخ رات کو تمام مساجد میں چراغاں کیگئی جنمیں تہلیل و تکبیر کنندگان کی صدائیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں جناب قونصل صاحب نے بعض اعیان شہر کو ہمراہ لیکر نماز عشاء کی ذمت سے آدھی رات کیوقت تک برابر ہر ایک مسجد میں جاکر اپنے تشکر و امتنان جلیل القدر کے ساتھ مسلمانان [illegible]

ے افسوس ہے کہ یہ نامور جو حضور بی [illegible] ۱۹۱۳ء میں حسین کاظمی آفندی کے جب کراچی میں ترکی قونصل ہی ہوگئے تھے آپ تقرری سے چند ماہ بعد بعارضہ طاعون گزر گئے علم فضل کے [illegible]

با اخلاص کی عقیدتمندی کا شکریہ ادا کیا جسجگہ میں وہ رونق افروز ہوتے حاضرین مسجد وفور جوش اخلاص و محبت سے پھولوں کے ہار
انکی گردن میں ڈالدیتے حتیٰ کہ آخر کار ان کا تمام وجود گویا مجسم پھول گیا۔
کراچی کے عالی ہمت اور صاحب غیرت مسلمانوں نے ایک سپاسنامہ بھی تیار کیا جو جولائی سنہ ۱۹۱۱ء میں ایک چاندی کی کاسکٹ
میں جو نہایت صناعی و استادی سے تیار کیا گیا تھا بند ہو کر بذریعہ جناب قونصل صاحب موصی الیہ حضرت خلافت پناہی کی خدمت میں ارسال
کیا گیا۔ اس سپاسنامہ کو سنہری خط میں جناب شایستہ رقم شہزادہ آصف میرزا صفوی نے اس لطافت و پاکیزگی سے تحریر
کیا کہ انسان دیکھکر دنگ رہجاتا ہم اس سپاسنامہ کی نقل جسے مطالعہ حضور شاہنشاہی سے گذرنے کا فخر حاصل ہوا
ملاحظہ ناظرین کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الملک المعبود والمالک المحمود ذی العرش المجید عزیز الحمید القاصر عن صفته
لسان القائل المجید جل جلاله وعم نواله والصلوة علی افضل رسله النبی الامی المبعوث
علی الابیض والاسود سیدنا محمد صلی اللہ علیه وعلی آله الامجاد وصحابه الانجاد وسلم اما بعد
بعرض موفور السرور واقفان پایه سریر معدلت مصیر عاکفان سایه سلطنت مصیر خلاصه قیاصره دوران افتخار سلاطین بنی
عثمان پادشاه اورخان قدرت مراد مرتبت ایلدرم شهامت محمد کرامت سلیم صلابت سلیمان حشمت احمد منزلت مصطفی منقبت
ابراهیم دولت محمود صولت مجید مجدت عزیز عظمت حمید منقبت مشرف بتشریف لطیف نامتناهی و مؤید بروح پر فتوح جناب رسالت
پناهی آنکه فراهم شده است در شخص او قوت و مکانت و استقامت در نفس او دولت و عدالت و خلافت و امامت
خلیفة الاسلام محیی الخواقین فخر الخواقین امیر المومنین السلطان ابن السلطان خلد الله ملکه بالامن والامان میرسانند
جماعت اسلامیان از اشراف و اعیان و مقیم و مهاجر و کاسب و تاجر با کافه مومنین که در بندر کراچی و مرکز عظیم مملکت سند
ساکنین اند دیگر باشندگان هر شهر بحسب امور تحت حفاظت و تابع رعیت انگلیس منسوبیم و بکمال آسایش دایم بلاد عالم
حقیقت و معنوی در ظل عاطفت و حمایت شاهنشاه اسلام پناه مربوب و محسوبیم و آنچه از مال و ملک و ضیاع و عقار و مقدار
و دینار که در ید تصرف و تملک داریم با جان و سر جان مملوک دولت علیه اسلامیه میشماریم الحمد ما فی یدی کان لمولاه هر وقت
اخبار که مشتمل مدح کفایت و فتح ولایت و درایت و حسن سیاست و لطف ریاست آن سلطنت عظمی در صفحات منتشر و مشهور میگردد
و بیا [illegible] میباشیم چنانکه بفضل و توفیق ایزد منان درین ایام میمنت التیام خبر استیلای عساکر نصرت مآثر شهنشاه
اسلامیان بر ملک ملت یونانیان در چهار رکن عالم شائع و علم گردید و نوید این غلبه مسامع مسلمین این دیار نیز
رسید از این مژده شادمانی هشت بهشت جماعت اسلام باتفاق عام و طمطراق تمام ازدحام کرده
بارتفاع اعلام دولت و اقبال قرین و [illegible] همراه عالیجاه شاه بندر [illegible] تلو حسین کامی بک افندی

در عیدگاہ مصلاے این دیار بکمال خورسندی و مسرت بندہ ہمہ باہم فراہم آمدہ بعد از ادائے خطبہ و صلوٰۃ دوگانہ بہ یگانہ و
ایفائے مراسم شکرانہ ثنا و دعا بذات ملکوتی سمات شاہانہ باعلائے نداء لفظ ترکانہ **پادشاہم چوق یاشا** بنہایت
مسرت و آرزو رسیدیم و شب عشرت اندوزان روز از شام تا بام تمام زیب و زینت و احتشام جمیع مساجد محلات و اماکن
و مساکن معابد اسلام چراغان و نوربار ان گردیدہ اسباب عشرت و ضیافت احباب و یاران بکام دل خیر
طلبان و سواداران صورت تکمیل و انجام پذیرفت بواسطہ تلگراف در ہفتہ ماضیہ آداب و تہنیت معروض بارگاہ شوکت
مدار شدہ اینک بتحریرہ اخیرہ مبارکبادی این فتح جشن افزون را بمنظر سفیران حواشی بساط فیض نشاط ذات ہمایون
بانبساط خواطر و نشاط اعتمادانہ میرسانیم ما ہوا خواہان دولت قوی شوکت از حضرت رب العزت جل جلالہ خواستگار و
امیدواریم کہ بفیض فتوحات دین اسلام و انتظام مہام عباد و انام و تہذیب دولت ابد قرین جامع بطلی سال و ماہ و شب و
روز آناً فآناً ببر اطراف عالم منشور و ذات کثیر البرکات سعادت دستور باعداے دین مبین مظفر و منصور باد۔

اللہم زد و بارک بعزۃ و بقاء دولتہ رافع رایات القاہرۃ و جامع آیات الباہرۃ فارس میادین
العلم والتمکین حارس قوانین الشرع والدین خاقان البرین والبحرین خادم حرمین
الشریفین خلیفۃ الاسلام والمسلمین ظل اللہ فی ارضہ السلطان ابن السلطان
الغازی **عبدالحمید خان ثانی** طول اللہ عمرہ واجری امرہ و ابد عصرہ
و ابد نصرتہ و صلنا مدائحہ بحق سیدنا محمد والہ و صحابہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین

لکھنؤ میں اسلامی جشن غالباً ہندوستان کے ہر حصے میں یہہ خبر ضرور شایع ہوگئی ہوگی کہ لکھنؤ میں ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۹۷ء
کو باجازت حاکم ضلع ایک عظیم الشان جشن بنا بر ادائے مسرت فتح سلطنت ٹرکی ہونیوالا ہے جسکو بانی مولانا مولوی ہدایت الرسول صاحب
اور اراکین اکثر معززین و علمائے شہر ہیں۔ چنانچہ تاریخ مذکور کو عیدگاہ میں نہایت تکلف آرایش و روشنی وغیرہ کا اہتمام کیا گیا عیدگاہ
کا وہ وسیع میدان جسکی قدرتی سبزی بطور خود دلچسپی سے خالی نہیں ہے آرایشی سامان کو اور بھی عمدہ سے سہاگا ہو گیا تہا مختلف رنگوں
کے پھریرے جنپر ہلال اور پرجوش آیات و جملات قرآنی لکہے ہوئے تھے۔ نہایت آب و تاب سے ہوا میں اڑتے ہوئے نظر آتے تھے جنکی شان و شوکت اسلام کی
اس شان و شوکت کو یاد دلاتی تھی جو کسی وقت میں مسلمانوں کو میسر تھی۔ اور جو آج انکے ہاتھوں سے چھن گئی ہے

عیدگاہ کے پہاٹک پر آیات قرآنی مناسب وقت و مقام نہایت جلی حرفوں میں نظر آتی تھیں جنکا نظارہ ہر مسلمان کے مردہ
دل میں بھی بغیر جوش پیدا کئے نہیں رہ سکتا تہا۔ اس جلسہ کا لطف کچھہ وہی دل [illegible] جانتے ہیں جنکی [illegible] انکی دلچسپی سے
نظارہ اٹھایا ہے یہہ کہنا کچھہ بیجا نہ ہوگا کہ اسروز لکھنؤ میں خوشی و مسرت کے آثار بھی مارے خوشی کے پہولے نہیں سماتے تھے اور ہر مسلمان بے انتہا
شوق سے اس مبارک جلسہ کا خیر مقدم کہتا تہا۔ ایک زمانہ دراز کے بعد لکھنؤ کو اپنی اس خوش قسمتی پر فخر کرنے کا موقعہ ملا تہا۔
۴ بجے دن سے پروگرام کے مطابق تقسیم خیرات شروع ہوئی سیکڑوں من غلہ اور [illegible] ہزار ہا محتاجوں کو باہتمام پولیس

تقسیم کیا گیا۔ جنکی آنکھوں نے مدت ہوئی اُن گیہوں کی صورت تک نہیں دیکھی اون غریبوں کی اسوقت کی بیحد خوشی اور جس دل سے دعا اسلامی ترقی کی دعا کرتے تھے وہ بیان سے باہر ہے۔

کارروائی شروع ہونیکا وقت بعد نماز مغرب مقرر کیا گیا تھا مگر شائقین کی دلی امنگیں اور ولولے ایسے نہ تھے کہ انکو اسوقت تک انتظار کرنے کا موقعہ دیتیں۔ دو ہی بجے سے مجمع ہونا شروع ہوگیا اور عصر تک تخمیناً پندرہ بیس ہزار آدمیوں کا مجمع ہوگیا۔ دور دور سے شائقین صرف اسی متبرک جلسہ کی شرکت کیلئے تشریف لائے تھے جس سے یہ ضرور خیال ہوتا تھا کہ عیدگاہ کا میدان باوجود اس وسعت کے کافی نہوگا۔ بعد نماز عصر کے ابر نہایت غلیظ محیط ہوگیا اور بڑی شدت سے پانی برسنا شروع ہوگیا۔ یہ وہ پانی تھا جسکی مخلوق کئی مدت سے آرزومند تھی اور دو برس سے آجتک کبھی اس شدت کا نہیں برسا تھا۔ تین گھنٹہ اسی شدت سے باران رحمت برستا رہا۔ اور کسیطرح کمی کی امید نہیں ہوتی تھی۔ مجبوراً کارروائی بند کرنا پڑی۔ تمام مخلوق نہایت خوشی کے ساتھ اپنے اپنے مکانوں کیطرف واپس چلی ۱۸ جولائی روز یکشنبہ کو کارروائی جلسہ پوری کرنے کی رائے قرار پائی۔ اور اسی روز اشتہار شایع کیا گیا۔ وقت جلسہ بعد نماز ظہر قرار پایا چنانچہ اس روز کی آرایش بھی دوستگی سے خالی نہ تھی اور ممبران جلسہ انتظامیہ کی مستعدی سلیقہ شعاری علاوہ ہمتی جوش دلی کی داد دے رہی تھی جو کہ اونہوں نے اس قلیل وقت میں نہایت کوشش اور عرقریزی سے بہم پہونچائی تھی۔ جلسہ کا وقت بعد نماز ظہر ایک بجے مقرر کیا گیا تھا مگر ۱۲ بجے دن سے مجمع ہونا شروع ہوگیا۔ اور بعد نماز ظہر کارروائی جلسہ شروع کیگئی۔

اولاً ذکر میلاد شریف حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شروع کیا گیا۔ بعد تین بجے کو پھر بارش ہونا شروع ہوگئی مگر نہ اسقدر کہ خاص کارروائی جلسہ کو مزاحم ہو۔ اگرچہ قبل اسکے بالکل آسمان صاف تھا۔ ۴ بجے مضمون تار و تہنیت نامہ عربی و ترجمہ تہنیت نامہ و قصیدہ فارسی مصنفہ خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی (جو کہ بحضور سلطانی بھیجا گیا ہے) حاضرین کو پڑھکر سنایا گیا۔ اُسوقت حاضرین کا چہرہ فرط خوشی سے دمکنے لگا اور جوش مسرت نے اسقدر ترقی پکڑی کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

اس موقعہ پر یہہ کہنا نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے مسلمانوں کو جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز لکھنوی (اور ملا لطیف صاحب کا) کمال مشکور ہونا چاہیئے جنہوں نے اس قصیدہ و تہنیت نامہ کے مضامین میں اپنی لیاقت کا اعلیٰ جوہر دکھایا اور یہی وجہ تھی کہ جسوقت جناب خواجہ صاحب ممدوح کا قصیدہ پڑھا گیا سامعین پر ایک بیخودی کا عالم طاری ہوگیا۔ عربی کا تہنیت نامہ نہایت عمدہ خوشخطی سے ایک قیمتی کاغذ پر لکھا ہوا تھا جسکی طلائی جدول اوسکی زینت کو اور بھی دوبالا کر رہی تھی۔ یہ تہنیت نامہ تہ کرکے ایک کارچوبی مخملی سرخ خریطہ میں رکھا گیا جسکے بنانے کے لئے لکھنؤ کے منتخب کاریگر بلائے گئے تھے فارسی کا قصیدہ ایک کتاب کی شکل میں تھا جسمیں زریں بیل بوٹے بنے ہوئے تھے اور ایک مطلا جلد بندھی ہوئی تھی۔ یہ دونوں چیزیں ایک گنگا جمنی صندوقچہ میں رکھی گئی تھیں جسکے اوپر نہایت بیش قیمت طلائی کام بنا ہوا تھا۔ اور ایک مخملی غلاف سے محفوظ کردیا گیا تھا۔

بعدہ حضرت خلیفۃ المسلمین کی بقائے سلطنت اور ترقی عمر و فتوحات کیلئے نہایت الحاح وزاری سے حاضرین نے درگاہ رب العزۃ
میں دعا کی اور آمین کا نعرہ چار دفعہ بلند ہوا۔ بعد نماز عصر کے جناب مولانا و مقتدانا مولوی شاہ سلیمان صاحب قادری پھلواروی نے
حضرت امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی ثبوت خلافت اور اون تعلقات پر جو کہ مابین تمام مسلمانوں اور حضرت
سلطان المعظم کے ہیں۔ ایک مدلل لکچر دیا۔ جناب مولانا کے بیان نے سحر کی سی لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا تھا۔ آپنے اپنے بیان کو حاضرین و
ارکین جلسہ و ممبران جلسہ انتظامیہ کے شکریہ پر قریب ۶ بجے کے ختم کیا اور جلسہ برخاست ہوا اور پھر تقسیم خیرات شام تک رہی۔

سپاسنامہ اور قصائد کی نقل اور ان تاروں کا مضمون جو اعلیحضرت امیر المومنین اور شاہ ایران و شاہنشاہ جرمنی کو ارسال کی
گئی ہیں عنقریب ارسال کرونگا۔ تار کے متعلق یہ امر بھی قابل تذکرہ ہے کہ پہلے تار گھر والوں نے اسکے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر جب مولوی
محمد ہدایت رسول صاحب اور دیگر معززین اسلام نے بہت سے التماس و اصرار کیا تو حکام اعلیٰ سے بذریعہ تار اجازت منگوا کر تار لے لی۔ یہ
کچھ معلوم نہیں ارسال بھی کی یا نہیں۔

محمڈن ریڈنگ روم وانمباڑی میں جشن فتحیابی **سلطان المعظم** خلد اللہ ملکہ۔ ممبران ریڈنگ روم نے بتاریخ ۲۹ جولائی
سنہ ۱۹۰۰ء روز دوشنبہ نہایت کروفر سے جلسہ منعقد کیا۔ ریڈنگ روم کے مکان کو متعدد ہلالی جھنڈیوں اور قنادیل سے آراستہ کیا
گیا تھا۔ راستہ پر دو رویہ کروسن آیل کے متعدد چراغ لگوا دئے گئے تھے۔ سرخ پارچہ پر طلائی حروف سے مکان میں داخل ہونے کے مقام پر یہ فقرہ
تاریخی مرقوم تھا جشن ختم سلطان روم و عید مبارک باشد اور دو مقام پر یہ فقرہ تاریخی لکھا ہوا تھا **یا اللہ**
دولت سلطان روم کو قایم رکھ اور دو مقام پر یہ فقرہ تاریخی واللہ خیر الناصرین جو کسی خاتون
مصری کی طبعزاد ہے لکھکر دیوار پر چسپاں کیا گیا تھا۔ روشنی کی بہار اور ان فقرات تاریخی نے اہل جلسہ کے دلوں پر مسرت و شادمانی پیدا کرنے
کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ علاوہ عمایدین اہل اسلام اور علمائے ذوی الاحترام کے صاحبان ہنود میں سے جناب ڈپٹی تحصیلدار وانمباڑی منیجر
صاحب میونسپلٹی ہیڈ ماسٹر لنڈن سکول وغیرہ چند معززین شریک جلسہ تھے۔ ۶ صاحبوں نے یکے بعد دیگرے اپنے لکھے ہوئے لیکچر نہایت
فصاحت و بلاغت سے پڑھ کر سنائے۔ اور سامعین کو مسرور و محظوظ بنایا۔ ان میں پانچ صاحبونکا لیکچر اردو اور ایک صاحب کا لکچر
عربی زبان میں تھا لیکچروں کی ختم ہونے پر جناب مولانا مولوی سلطان احمد صاحب متوطن اولپنڈی دام برکاتہم جو حسن اتفاق سے اس
جلسہ کے صدر نشین بنائے گئے تھے۔ اپنی کرسی سے اٹھے۔ پہلے ان صاحبان ہنود کا جو شریک جلسہ تھے بزبان انگریزی شکریہ ادا کرکے اردو تقریر
شروع کی۔ ماشاء اللہ آپ کی تقریر ایسی دلچسپ اور عمدہ تھی کہ تمام اہل جلسہ پر حیرت کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ آپنے حضرت سلطان المعظم
کے خلیفۃ الاسلام ہونیکا ثبوت اور انکی فتحمندی پر اہل اسلام کو اظہار مسرت کی ضرورت بخوبی ظاہر کی۔ اسکے ضمن میں قسطنطنیہ و دیار سے
باسفورس اور ڈینیلز کا جغرافیہ اگلے تاجداران عثمانیہ کی جستہ جستہ تاریخ افریقہ کی اسلامی سلطنتوں کا تذکرہ اور جو آزادی کہ ہمکو حضور ملکہ معظمہ
کوئین وکٹوریہ قیصرہ ہند و انگلینڈ کے عہد میں حاصل ہے اسکی حقیقت اور دیگر بہت امور کا بیان فرمایا۔

اعلیحضرت امیر المومنین سلطان المعظم مولانا سیدنا عبدالحمید خان ثانی الغازی ایدہ اللہ بالدین

کی بائیسویں سالگرہ وتخت نشینی کی خوشی میں جیسا کہ ہم قبل ازیں اشارہ کر چکے ہیں نہ فقط ممالک محروسہ عثمانیہ بلکہ مصر کے باجگذار صوبہ کے بھی ایک ایک گاؤں اور محلہ میں اس شان وشوکت اور جاہ وجلال سے مجالس تہنیت منعقد کی گئیں کہ کل دنیا پر اب بخوبی روشن ہوگیا ہے کہ عثمانیہ قوم کا ایک ایک فرد اپنے متبوع الاعظم کا دل وجان سے فدائی اور شیدا ہو رہا ہے۔ خدیو المعظم اور دولتلو غازی مختار پاشا کے جلسے ہر سنہ سالہا سے کیسی گنا زیادہ بارونق نہیں ہوتے۔ بلکہ اس سال کل مصری قوم نے بھی اپنی طرف سے قومی جلسے کرکے اپنی وفاداری اور روحانی تعلق کا ثبوت دیا ہے۔ قاہرہ کی جامع ازہر کا جلسہ جو ہر سال بتاد اکبر دیسپنیل کی زیر صدارت منعقد ہوتا ہے۔ اس سال تمام بلاد افریقہ وعرب کے مستند شیوخ کی شمولیت سے نہایت بارونق ہوا تھا۔ جو جلسہ میں ۳۱ اگست کی رات کو قرآن مجید کی قرات اور امیر المومنین کی صحت اور ازدیاد حشمت کی دعا کے بعد اکثر علماء نے خطبے پڑھے جن میں سے استاد الفاضل شیخ سلیمان العبد کی عربی تقریر بجنسہ ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمستحق الحمد على ما اولى والشكر لمولى الملوك ونعم المولى سبحانه مجدد عهد النعم وشيدها وحسن نظامها الى دولته العلية واتى بما حيث اصطفى لها صفوة خليفته وسلمه سياسته فتم لعلو همته وكمال سعادته وساقه على صاف المصلحة في اهم مصالحها وتقدم واعمل الفكرة المنيرة في انارة حاجبيها فاكمل نظامها وتمم وسطعت انوار الكمالات على ادجائها ولمعت بوارق الاحكام على الاحكام فخيم العدل على جوانبها والصلوة والسلام على من بعثه الله بشيرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا منيرا الفاتح لما اغلق والناصر الحق بالحق والهادي الى صراط المستقيم والرشد الى الدين القديم وعلى اله الهداة الائمة وصحابته مصابيح الامة۔

اما بعد فان هذه الليلة ليلة عيد الجلوس والفرح العمومي المانوس لمن بسط على رعيته بساط اليمن والامان وافاض عليهم سجل العدل والاحسان واورده من مواطفه شرابا سائغا واسبغ عليهم من مكارمه رداء سابغا حمى حوزة الملة الحنيفية وقوى دعائم الشريعة المحمدية من لا يفي بوصفه مقال ولو مستغرق البليغ اوقاته بالتلو والاتيان ظل الله في الارض الذي قام مسنون عزمه لتاييد الدين بكل واجب وفرض فاصبحت الانام ساكنة في ظل الامان رافلة في ثوب العز والامتنان خليفة الله الاعظم ومليكنا الاكرم فاصبحت رايات العدل مستنيرة بشمس فلك السعادة المشرقة على كل باد ومقيم السلطان ابن السلطان ابن السلطان الغازي عبد الحميد الثاني بلغه الله جميع الاماني فاشرقت بهذه الليلة بوجود انهائي وسرت البشائر وتحققت الاماني وابتهج باهليها الخاص والعام ولا عجب لو وجدتها اسعد هناء في اسناء عام وذهبا يوم اتم الدلسلطي ساير الايام وصار اكبر عيد لجميع الانام واقليته كواكب السعود ونالت بالنصر والاقبال وتهللت في افق المجد انوال لنشرها بغايتنا لكمال

امیر ممدوح نے جو قصیدہ تہنیت و مبارکباد نوروز تصنیف کر کے ابین ہمایوں میں ارسال کیا تھا۔ اسکے پڑھنے سے استحکام تعلقات روحانی و ظاہری کی اور بھی تصدیق ہوتی ہے۔ اعلیحضرت کے اقتدار و اختیار اور محبوب الٰہی ہونیکا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ نہ فقط ان کے ہم مذہب (سنت جماعت بالعموم اور حنفی المذہب بالخصوص) اور ان کی اپنی رعایا اونکی محبت و عشق میں سرشار ہیں بلکہ وہ قومیں اور ملک بھی جو صدیوں سے ترکی اور سنت جماعت کے جانی دشمن چلے آتے تھے خود بخود انکیطرف کھنچے چلے جارہے ہیں اور خلیفہ اعظم کی معنوی و ظاہری متابعت و محبت سے بڑھکر اور کوئی سعادت نہیں دیکھتے ہیں۔ امیر محمد ابن عبدالوہاب کے پڑپوتے ہیں جو وہابیہ فرقہ کا بانی مبانی اور ترکوں کا دشمن قلبی تھا اور جسنے موجودہ تیرھویں صدی کے آغاز میں ترکوں کو متواتر شکستیں دیکر بلاد عرب و حجاز سے مطلقاً خارج کر دیا تھا۔ آج اس عبدالوہاب کا فرزند فرقہ وہابیہ کا صدر اعلیٰ اور کئی لاکھ مسلح عرب فوج کا مطلق العنان مالک کسی دنیاوی تحریک کے بغیر صرف الہام ربانی سے فیضیاب ہوکر اپنے آپ کو بڑے فخر سے زمرۂ جان نثار خدام سلطنت علیہ اور خلافت عظمیٰ میں شمار کرتا ہے۔ اسیطرح شاہ مظفر الدین والئی ایران جنہوں نے حال ہی چار سو پونڈ میلاد نمبر ۱ کو مرحمت فرمائی ہیں اور انکی مسلمان رعایا کے کل تعلیم یافتہ اور سمجھدار لوگ (جو تقریباً کلہم شیعہ مذہب ہیں) امیر نجد اور خالص ترکوں سے کچھ کم جلالت مآب کے دلدادہ و شیدا نہیں ہیں۔ اس بیان کی تصدیق ہر روز ایران کے جرائد جلیلہ کے مطالعہ سے ہو رہی ہے۔ اور جسکی مزید تصدیق کیلئے عالیجناب امیرزا محمد تقی خان کمال الدین سنجر طہرانی کی نو تالیف کتاب کارستان اتفاق کا دیکھنا جو مطبع الپنچ بانکی پور پٹنہ میں نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجہ کے ولایتی کاغذ پر طبع ہوئی ہے کفایت کرتا ہے میرزا موصوف امیر المومنین کے اوصاف ایک قصیدہ میں بیان فرماتے ہیں۔

در جہان فخر مسلمانی و سلاطین گرچہ بالا و انتہائے تو بالا نگرفت ◆ شیعہ یعنی بعدلت پیرو تو بس عجب آید مرتو چون شیر بانگ گرفت

آن پیرپیان دین آنکہ شود از جان نثار قوم از نو طرز مسلمانی شیعہ بود در گرفت ◆ حالیا حسن حسین ہیچ ز کیشانہ تیغ ہیچ خیبر کو شمشیر دوم حیدر گرفت

کیا اعلیحضرت امیر المومنین پر خداوند کریم اور اوسکے رسول مقبول کی خاص نظر عنایت ہونیکی اس سے زیادہ کوئی شہادت ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں کا وہ فرقہ جو خلافت کے بارہ میں نہایت ہی متعصب اور سخت ہے اور خلفاء راشدہ میں سے بھی اولین تین خلیفوں کو جائز و مستحق خلیفہ ماننے سے منکر ہے مصلحت وقت سے بیگانہ ہو کر محض عشق و محبت سے مجبور ہو کر الغرض کسی وجہ سے ہی۔ اب اسوقت یہ مسئلہ مسلم ہے کہ وہ بھی برضا و رغبت عبدالحمید خان کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کر رہا ہے۔ چنانچہ وہی شاعر بے بدل ایک اور قصیدہ کے عنوان میں جو فتح و نصرت کی مبارکباد میں تحریر کیا گیا ہے سلطان المعظم کے دیگر القاب کے ساتھ ہی خلیفۃ المسلمین کے لقب کو بخط جلی لکھکر یہ شعر تحریر فرماتے ہیں

گر نشنیدہ کو فتح یونان کردہ باشد شہ ◆ امیر المسلمین قوم شاہنشاہ جم جاہ کہ معظم حضرت سلطان غازی اجلال عثمانی

کہ باشد از دم تیغش سراج دین تو پیدا ◆ دلاور اسلام عبدالحمید خان غازی کہ در روز وغا بارہا تیغش سر عدو چاک

تو گر نصرت و فتح سلطان استانبول ◆ شہنشاہ جم جاہ روز عز و جاہ دلاور ہیچ عادل است امقتدا دست او تقوے

سلاطین چو سلمان آثو ہا انداز چون نوید شہی کو حیطۂ اسلام را باشد نکو مرکز — شہے کز قطب ایمان است نیکو معتبر لنگر

شہنشاہے کہ از شور غیور فوج جرارش — تو اندا آتش افشاندن بفرق خصم چون اژدر — شہنشاہے کہ یک کندہ آور ترک انسپاہے

تو اندا آنکہ تسخیر جہانے کرد سرتاسر — غرض آں عروۃ الوثقاء دین احمد مرسل — نمودہ فتح یونان با ہزاران جہد و کر و فر

اسی قصیدہ کے مقطع دوم میں لکھتے ہیں۔

خلافت دستگاہا داد خواہا آسماں جاہا — جہاں داور فتح و ظفر تک خوش زینت و زیور — سنگ ست ز فیضانگ حلیف مسلم و مومن

سنگ تیغ سر افشانگ عدو ملحد و کافر — افندم بادشاہم سیدم دولتلو سلطانم — خدا جاہ و جلالک ایسوں ہر لحظہ افزوں تر

تو آنکہ ہمتنگ او مرش سیف الحق بام گردون — سنگ صمصام قہرک خصم کافر و آک کیفر — بد اندیش تو و بدخواہ جانت را الٰہی در غم

یکے را در دو دریا لیس یکے را مرگ در بستر

ان اشعار سے ناظرین کو اہل اسلامیہ صحاب کی محبت و الفت کا جو وہ سلطان المعظم سے رکھتے ہیں پورا الیقین ہو گیا ہوگا۔ امیر مجد کا قصیدہ اخلاص و عقیدت میں اس سے بھی سبقت رکھتا ہے۔ اسکے ابتک صرف تین شعر معلوم ہوئے ہیں جو بجنسہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں

فیا کعبۃ الآمال یا ہیبۃ العدا — حنانیک لا تسمع بنا قول کاذب

پس اے کعبہ امید ہا۔ اے ہیبت اعدا — مہربانی کر ہم پر تو اترا اور ہماری نسبت جھوٹوں کی بات نہ سن

اذا کنت یا فخر الخلافۃ راضیاً — فلسنا نبالی عن محب و ناصب

اے فخر خلافت اگر تو ہم سے راضی ہو — تو ہم کو کسی دوست یا دشمن کی پرواہ نہیں

وان کنت سلماً فالحروب غنیمۃ — ولو اضرمت نیرانہا کل جانب

اگر تیری طرف سے مہربانی و صلح ہے تو باقی تمام لڑائیاں ہمارے لیے غنیمت ہیں خواہ ان کے شعلے تمام طرفوں سے بلند ہو رہے ہوں

اس قصیدہ کے بھیجنے کے بعد امیر موصوف نے چند عمدہ خالص النسل حبشی بہا عربی گھوڑے بطور ہدیہ آستانہ دار الخلافۃ حائل از قلب وسط عرب سے حضور الاعظم امیر المومنین کی خدمت میں ارسال کیے جو ولایت کی ڈاک خبر ہے کہ اکتوبر ۱۸۹۷ء کے شروع میں بخیریت دمشق پہنچ گئے تھے اور غالباً وسط اکتوبر کو آستانہ علیا پہنچ گئے ہونگے۔ اعلیحضرت کی منصب خلافت اور اوسکی اقتدار کو صرف مسلمانان عالم اور مسلم فرمانرواؤں ہی نے تسلیم نہیں کیا بلکہ زبردست سے زبردست یورپین فرمانرواؤں کو بھی سلطان المعظم کے اس منصب جلیلہ کے سامنے جسکی طاقت و عظمت کا اچانک اور یکبارگی کل دنیا میں سکہ بیٹھ گیا ہے سر جھکانا پڑا ہے چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے زار روس جیسے جابر اور طاقتور شہنشاہ نے سلطان الاعظم سے یہ التجا کی تھی کہ وہ وسط ایشیا میں روسی حکومت کی برخلاف اپنے اثر و اقتدار سے کام نہ لیں اس عنایت کریمانہ کے عوض روس معاملات یورپ میں ہر وقت سلطان کا معاون و مددگار رہیگا۔ زمانہ کی یہ عجیب و غریب نیرنگی دیکھکر بے اختیار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْكَرِيمِ

[1] کنایہ از تفنگ۔

مسلمانوں کی بیداری

مولوی رفیع الدین صاحب نے ولایت کے رسالہ انیسویں صدی میں مسلمانوں کی بیداری اور سلطنت انگلستان و ٹرکی کے تعلقات پر ایک قابل قدر مضمون شایع کر کے حج کی برکات و اسرار پر نہایت عمدہ بحث کی ہے جس سے ہماری اُن تحریرات کو جو حج کے متعلق ۳ فروری سنہ ۱۸۹۶ء اور ۱۸ نومبر سنہ ۱۸۹۷ء کے وکیل میں اور ٹرکی و انگلستان کے اتحاد کے متعلق وقتاً فوقتاً شایع ہوتی رہی ہیں۔ بہت تقویت ملتی ہے ہم اُنکی تحریر کا اسقدر حصہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے ذیل درج کرتے ہیں۔

انگلینڈ کا چار قسم کے مسلمانوں سے تعلق ہے (۱) ایک وہ جو براہ راست رعیت سرکار ہیں (۲) وہ جو سرکاری حفاظت میں ہیں (۳) وہ جو خود مختار مسلمان بادشاہوں کی رعیت ہیں (۴) وہ جو انگلینڈ کے علاوہ دیگر ایسے بادشاہوں کے ماتحت ہیں جو مسلمان نہیں ہیں۔ نمبر ۱ میں مسلمانان ہندوستان۔ برہما۔ رنگون۔ عدن۔ پریم۔ سقوطرہ۔ کوریا موریا کے جزائر۔ جزائر۔ مالابا۔ برٹش بورنیو۔ قبرص۔ جزائر کامران۔ سنگاپور وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سات کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ نمبر ۲ میں مسلمانان مصر۔ بلوچستان۔ زنگبار۔ پمبا۔ جوہر۔ مالدیو۔ جزائر کیانگ وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں اسی لاکھ کی آبادی ہے۔ نمبر ۳ میں ٹرکی۔ پرشیا۔ مراکو۔ افغانستان۔ سکوٹو۔ برنو۔ دوبکیم و بگرمی کے مسلمان شامل ہیں۔ اور کئی مقامات وسط افریقہ میں۔ چین میں مسلمان چار کروڑ ہیں۔ ہالینڈ کے ماتحت دو کروڑ۔ روس میں دو کروڑ۔ سلطنت فرانس میں چار کروڑ اور افریقہ کے مقامات میں ۳ کروڑ۔ گویا کل اسلامی دنیا کی آبادی ۱۳ کروڑ ہے یہ طاقت منتشر اور پراگندہ ہی نہیں۔

میری رائے میں اس موقعہ پر کچھ صراحت ضرور ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ کیسے یہ مختلف اسلامی فرقے جنمیں بعد المشرقین ہے۔ اور جنکے قضیے مختلف ہیں ایسے معاملات میں جنکا اثر ان کے مذہب اور انکی حالت پر ہو سکتا ہے۔ ایک ہو سکتے ہیں۔ یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ مراکو کا مسلمان الجیریا کے مسلمان سے یا کابل کا باشندہ قسطنطنیہ کے باشندے سے خیالات کا تبادلہ کرے؟ ان لوگوں کی زبانیں مختلف ہیں ان لوگوں کے بادشاہ مختلف ہیں پھر وہ کسطرح ایک ہو سکتے ہیں۔ بیشک یہ دقتیں جو ہمنے بیان کی ہیں۔ ایک قسم کی سد سکندری ہیں۔ اور بادی النظر میں ان دقتوں کو حل کرنا دشوار ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہ دقتیں نہایت آسان ہیں۔ اسلام کے بانی نے ان دقتوں اور دشواریوں کو پہلے ہی سوچ لیا تھا۔ اور اسکا علاج پہلے سے ہی تیار کر چھوڑا تھا۔ یعنی پیغمبر اسلام صلعم نے اس مطلب کے لئے حج کا حکم صادر کیا تھا جسکے ذریعہ دور دور کے لوگ سال میں ایکدفعہ ضرور بیت اللہ میں جمع ہوتے ہیں۔ جسقدر اژدحام خلائق اس موقعہ پر مکہ معظمہ میں ہوتا ہے دنیا میں کہیں نہیں ہوتا۔ (ا) مطلب حج کا تو یہ ہے کہ عبادت الہی ہو۔ مگر دوسرا منشا یہ ہے کہ مختلف مقامات کے مسلمانوں کو ملنے اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملے۔ کوئی گورنمنٹ اور کوئی حاکم مسلمانوں کو اس غرض مقدس کے سرانجام دینے سے نہیں روک سکتا۔ یہاں آپکو ہر قسم کے لوگ افغان۔ چینی۔ ترک۔ الجیرین۔ ایرانی وغیرہ نظر آئینگے۔ یہاں آپ کو مختلف علوم و فنون کے فاضل نظر آتے ہیں۔ اور یہ سب عربی زبان کے ذریعہ تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک بڑا اسلامی اصول ... جسکا منشا یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی ہیں۔ یہاں حضرت تمام مسلمان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور ... ہو جاتے ہیں۔ ایکدل ہو کر ہر قسم کا کینہ اور بغض

دور کر دیتی ہیں۔ اور دل کا راز صدق دل سے ایک کو بتا دیتی ہیں۔ گذشتہ تین سالوں میں ان حاجیوں کی زبان پر صرف عیسائیوں کی دست درازی اور خلیفہ پر انکی تعدی کا ذکر رہا ہے۔ ان گذشتہ تین سالوں میں یہہ عام خیال ہو گیا ہے کہ آگے انگلستان مسلمانوں کا دوست تھا اب روس دوست ہو گیا ہے۔ آگے روس دشمن تھا اب انگلستان دشمن بن بیٹھا ہے۔ ہمارے خیال میں یہہ یقین قابل افسوس ہے۔ لیکن یہہ یقین لوگونکو ضرور ہو گیا ہے۔ ترکی راہ و رسم کے موجب آجتک کوئی پولیٹیکل جلسہ مکہ معظمہ میں نہیں ہوا۔ سری کمیٹیاں اور بات چیت مشرقی دنیا میں ہر طرف ہوتی ہیں۔ ان حاجیوں کا رسوخ اہل اسلام کے دلوں پر بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اسپاہان میں مسٹر بابیو اس بلنٹ ایک مشہور انگریزی مدبر کا قول ہے کہ اس قسم کے خیال پیدا کرنے کے لیے اور اسلامی اتحاد کو مستحکم کرنے کے لئے بہتر طریقہ یہہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ایام حج میں رسالے شایع کئے جائیں۔ حج کے موقعہ پر دور دراز مقامات سے حاجی جمع ہوتے ہیں۔ اور بہت اچھا ذریعہ انکو تبادلہ خیالات کا ملتا ہے۔ حاجیوں کا رسوخ دور دور دیہات میں پھیلجاتا ہے۔ اور یہہ کاروائی نہایت پر اثر ہوتی ہے۔

مجھکو اس امر پر اور بھی زیادہ افسوس آتا ہے کیونکہ چند سال ہوئے انگلینڈ نے حاجیوں کی مدد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کا دوست ہے۔ سنہ ۱۸۹۵ء میں سر منری ناؤ اپنے جو بڑی قابل وزیر ہند تھے مجھسے حاجیوں کی شکایت لیکر انکے رفع کرانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور اس وعدہ کو حتی المقدور ایفا بھی کیا۔ سال گذشتہ میں گورنمنٹ کو وبا کے پھیلنے کے باعث ہندوستان میں حاجیوں کو روکنے کی ضرورت دامنگیر ہوئی تھی۔ ممکن ہے کہ گورنمنٹ کی نیک نیتی میں بدگمانی پیدا ہوئی ہو۔ مجھے ہرگز تعجب نہیں اگر ملا دادا جیسے متعصب دیوانے بات کو بتنگڑ کا کوہ بنا دیا۔ اور لوگوں کو یہہ یقین دلایا ہو کہ سرکار حج کو روکتی ہے۔ جاہل مسلمانوں کو کیا خبر ہے۔ کہ ہندوستان میں وبا پھیلنے کے باعث سرکار انگلشیہ نے حاجیوں کو نہیں روکا۔ بلکہ سلطان ٹرکی نے روکا ہے۔ میرے مذکورہ بالا ریمارک سے لوگوں کا حال واضح ہو گیا ہے اب میں یہہ ثابت کرونگا کہ عیسائیوں کی حرکات سے اسلامی ریاستیں بھی آپس کی قدیمی دشمنی اور مخالفت کو بھول گئی ہیں۔ اور انہوں نے بھی رابطہ اتحاد قایم کر لیا ہے۔ ناصر الدین کے قتل ہونے سے پہلے سلطان نے ایک خاص ایلچی شاہ ایران کے پاس بھیجا تھا تاکہ اونکو جوبلی کے موقعہ پر مبارکباد دے۔ یہہ گویا رابطہ اتحاد کا پیش خیمہ تھا۔ اس پیغام کا پیغام بر بالعالی کا ایک لایق ڈپلومیٹ منیف پاشا تھا۔ بدقسمتی سے شاہ قاچار قتل کیا گیا مگر سلطان نے اپنے سفیر کو واپس نہیں بلایا۔ بلکہ اسکو مستقل ایلچی وہاں مقرر کر دیا۔ موجود شاہ ایران نے تخت نشین ہو کر کئی تحایف سلطان کو بھیجے۔ اور جو شخص تحایف لایا تھا۔ بڑی دیر تک سلطان سے گفتگو کرتا رہا۔ اگر قسطنطنیہ اعظم اور دارا کے جانشین اسیطرح کا برتاؤ رکھینگے تو رابطہ اتحاد کے مستحکم ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ دالئی کابل ضیاء الملت والدین نے بھی ایران اور مکہ معظمہ میں تحایف ارسال کئے ہیں۔ روس بھی مسلمانوں کی دلجوئی میں ہمہ تن ساعی ہے۔ اگرچہ روس کٹر عیسائی ہے مگر اسنے مسلمانوں کے لحاظ و سدا ایشیا میں مساجد بنا دی ہیں۔ اور ایران وغیرہ میں زائران کربلا کی خاطر کیلئے مسلمان سفیر متعین کئے ہیں اس سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا کہ جسقدر انگلینڈ نے سلطان عبد الحمید سے پہلو تہی کیا ہے۔ اسیقدر وہ روس کیطرف زیادہ راغب ہوتا گیا ہے۔ لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ سلطان روس کے منشا سے ناواقف نہیں ہے سلطان بخوبی جانتا ہے کہ کیوں یکقلم روس نے اپنی پالیسی بدل لی ہے اور کہ اس تغیر و تبدیل پالیسی سے اسکا کیا خاص منشا ہے۔ دراصل روس کا منشا یہہ ہے کہ بغیر لڑے بھڑے قسطنطنیہ لیجائے

ناخنقہ آجاتی۔ ٹرکی کو معلوم ہو کہ انگلینڈ نے ہمیشہ روس کو اپنا دلی مطلب پورا کرنے نہیں دیا۔ اگر آخری وقت میں انگلینڈ نہ مخالفت کرتا تو روس نے اسوقت تک قسطنطنیہ کو سالہا سال سے لیلیا ہوتا۔ پس انگلینڈ کا دلی منشا یہ ہو کہ ترکی واقعی طاقتور ہوجاتی اور اسکی اندرونی بدنظمی رفع ہوجاتی۔ بیس سال ہوئی بیکنسفیلڈ نے انگلینڈ کو یقین دلایا تھا کہ اگر کافی مہلت دیگئی تو ضرور ٹرکی اصلاح کرلیگی۔ آج انگلینڈ کی یہ رای ہو کہ ٹرکی کبھی ترقی نہیں کریگی۔ اسلئے اسکو اسکی مدد نہیں کرنی چاہئیے۔ یہ ظاہر ہے کہ دونو پالیسیاں ہیں کہ کونسی پالیسی انگلینڈ کے حق میں بہتر ہو۔ دس میں سے نو مسلمان جو عقیل ہیں اصلاح کے خواہشمند ہیں۔ سلطان اگر ذرہ غور کریں تو انکو معلوم ہوجائیگا کہ روس کیساتھ اتحاد کرنا گویا اپنے آپ کو اسکا تابع فرمان بنانا ہو۔ یہ پالیسی ضرور بدلنی چاہیئے۔ ٹرکی کے اخبار خواہ مخواہ انگلینڈ کو سخت سست کہہ رہے ہیں انگلینڈ ہرگز ترکی کا بدخواہ نہیں ہو۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ خلیفہ وقت کو موجودہ پالیسی کی غلطیوں سے آگاہ کردیں۔ انکا فرض ہے کہ ملک کے وزراء کو دلونمیں یقین دلاویں کہ انکا فرض ہو کہ مسلمانوں کی دلجوئی کریں کہتے ہیں کہ اب انگلینڈ کی دوستی ٹرکی سے نہیں ہوسکتی۔ مگر میری یہ رای نہیں ہو۔ اس دوستی میں جانبین کا فایدہ ہو۔ انگلینڈ کی عداوت ٹرکی سے صرف شرطیہ ہو۔ انگلینڈ صرف اسلئے ناراض ہو کہ ٹرکی اصلاح نہیں کرتی۔ اگر سلطان مستقل طور پر اصلاح اور رعیت کی بہبودی برابر مدنظر رکھیں تو انگلینڈ میں اور انمیں کوئی دشمنی نہیں ہو۔ انگلینڈ کی بہبودی اسلامی ترقی سے وابستہ ہو۔ انگلینڈ۔ افغانستان۔ ٹرکی اور ایران کا دوست ہو۔ جو مدبران ملک اس غلط فہمی کو دور کرا کے رابطہ اتحاد قایم کرینگے۔ وہ گویا تمام اسلامی دنیا پر احسان کرینگے۔

یونانیوں کی خیانت اور ترکوں کی شہامت کی شہادت

ڈاکٹر اینڈریوز پریسیڈنٹ امریکن بپٹسٹ سوسائٹی نے جو محاربہ یونان و روم کو دیکھنے کے لئے گئے تھے اپنے ملک میں جاکر یونانی عیسائیوں اور مسلمان ترکوں کی نسبت ایک لیکچر میں حسب ذیل ارشاد فرمایا۔

یونانی لڑائی کرنیکو بالکل تیار نہ تھے لیکن اگر وہ کوشش بھی کرتے تو ترکی قوم کو مقابلہ کرنیکو قابل مشکل ہوسکتی۔ ترک من حیث القوم یونانی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ مجھ سے خود دو یونانیوں نے جو اپنے ملک سے بخوبی واقف تھے ذکر کیا کہ وزیر اعظم سے لیکر ادنے سپاہی تک کل ملک میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جو سرکاری راز کو رشوت لیکر بتادے یا جو روپیہ کی لالچ سے بگاڑا نہ جاسکتا ہو۔ دماغی قابلیت کے لحاظ سے وہ دنیا کی کسی قوم سے کم نہیں ہیں مگر اخلاقاً انکی حالت نہایت ہی قابل افسوس ہے۔

برعکس اسکے ترک دیانتدار ہیں۔ وہ اپنے ملک کے عیسائیوں اور آرمینیوں سے کہیں زیادہ افضل ہیں۔ اگر تم کسی ترک کو دوسری جگہ پہنچانے کے لئے کیسہ زر دو تو وہ جنگل بیابان کوہ و دشت اور سخت خطرناک مقامات کو عبور کرتا ہوا اسے منزل مقصود پر پہنچا دیگا یا اس کوشش میں جان دیدیگا۔ وہ زر امانت کو خود ہی نہیں چرائیگا۔ بلکہ قزاقوں کو بھی چرانے نہ دیگا۔ وہ نہایت حلیم الطبع اور متحمل مزاج ہوتے ہیں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اگر کسی ترک کو یقین ہو جائے کہ دین تمہارا (یعنے کسی عیسائی کا) سر کاٹنے سے اسکی دولت کو فایدہ پہنچ سکتا ہو تو وہ بے تامل تمہارا گلا کاٹ دیگا۔ ہمارے واعظ اور مبلغ ترکوں میں عیسائیت کی ترویج نہیں کرسکے اور کبھی کامیاب نہیں ہوسکینگے جبکہ وہ اخلاقاً ہم سے افضل و اعلیٰ ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم کچھ نہیں حاصل کرسکتے مگر ہم کر سکتے ہیں مثلاً ایک

سے توشی ہی ترکونکی ایسی صفت ہی کہ اگر وہ مغربی تہذیب میں داخل ہوجائے تو فایدہ بیکران پہنچانیکا باعث ہو

یوروپ اور اہل یوروپ اسمیں شک نہیں کہ ترکوں کے حق میں غلط بیانیوں اور اصل واقعات کو چھپانے کیوجہ سے بہت کچھ گنہگار ہیں۔ اور ہمیشہ ترکوں کے اوصاف نہایت تاریکی میں کر دنیا کو دکھلاتے رہے ہیں۔ مگر خدا کی قدرت ہے کہ اُنھیں اخبارونکو مجبوراً اس قوم کی انسانیت نکو کار سی اور شرافت کا قایل ہونا پڑتا ہے۔ چنانچہ حال میں پال مال میگزین میں آنریبل ٹی۔ ڈبلیو نے ممبر پارلیمنٹ نے تھسلی میں سفر کرنیکے بعد ایک مضمون لکھا ہے جسمیں وہ اُن غلط اور لغو افواہوں کا ذکر کرکے جو ترکونکے خلاف شایع کیجاتی تھیں۔ اصلی واقعات سے مقابلہ کرتے ہیں جو بالکل اُن غلط بیانیوں کے برعکس ثابت ہوئی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ وولو پر جب ترک متصرف ہوئے۔ نہ کسی طرح مالی نقصان شہر یا اسکے باشندوں کو پہنچا۔ نہ کسی اور قسم کا۔ بلکہ تاجروں اور بیوپاریوں نے ترکوں کی مراعات سے بیجا ناجایز فایدہ اٹھایا کہ کثیر مال و اسباب بیکھٹکے درآمد و برآمد کرتے رہے۔ حالانکہ یونانی حکومت میں اُن کو ... فیصدی صرف سرکاری محصول ہی ادا کرنا پڑتا۔ جو افسر ترکوں کیطرف سے تھسلی کی رعایا پر حکومت کرنے کو مقرر ہوئے ہیں وہ نہایت ہوشیار خلیق طبع اور نہایت وہمدردی سے متصف ہیں۔ ترکوں کی فوج اور اونکے سپاہی جس پہلو سے دیکھے جائیں قابل تعریف ہیں۔ صاحب ممدوح ان سپاہیوں کی تعریف کرکے لکھتے ہیں کہ گو ترکی سپاہی کو مشکل ہی کچھہ تنخواہ ملتی ہے۔ اور جنگی وردی اور بوٹ بھی ہموقعہ پر خراب ہو رہی تھی۔ مگر وہ ایک حرف شکایت بھی زبان پر لائے بغیر نہایت وفاداری اور جان نثاری سے فوجی زندگی کی ان مشکلات کو برداشت کرتا ہے۔ اسکے بعد صاحب ممدوح ترکوں کے زیر حکومت تھسلی کی مفصل کیفیت کے دوران میں لکھتے ہیں کہ جو کچھہ میں نے او پر بیان کیا ہے۔ اسکے ساتھہ یہ بتلا دینا قرین انصاف ہے کہ جب سے ترک اس صوبہ پر قابض ہوئے ہیں ترکی سپاہیوں کا رویہ تب سے نہایت قابل تعریف تھا۔ اور یونانی اخبارات نے ترکوں کے خلاف جو جو کہانیاں چھاپی تھیں وہ سب کی سب بالکل بے بنیاد ثابت ہوئی ہیں۔ یہہ کہنا کسیطرح مبالغہ نہیں ہے کہ ایسی حالات میں یوروپ کی کسی اور سلطنت کے کسی سپاہی سے ایسے عمدہ چلن کا اظہار نہوتا۔ اور یونانی حکام کو بار بار یہہ اقرار کرنا پڑا ہے کہ درحقیقت ہم کو ترکوں کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے جہانتک میں دیکھہ سکا ہوں سپاہیوں کے تعلقات رعایا کے ساتھہ کسیطرح غیر دوستانہ نہ تھے اور بہت سی ایسی مثالیں دیکھی گئی ہیں کہ ترکی سپاہیوں کو جو کچھہ کم و بیش راشن کھانے کو ملا ہے۔ انہوں نے اسمیں فاقہ زدہ عیسائیونکو بھی اپنے ساتھہ شامل کر لیا ہے

اسکے بعد صاحب ممدوح نے ترکی اور یونانی سپاہیوں کا مقابلہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ یونانی سپاہی صرف دیکھنے ہی کے لئے تھے ترکی سپاہیوں کو صرف دیکھنے سے ان کی جوہر معلوم ہوتے تھے۔ بلکہ یونانیوں سپاہیونکا ناظر کے دلپر بہ نسبت ترکی سپاہیونکے اچھا اثر پڑتا تھا لیکن افسوس ہے کہ ظاہری حالت بسا اوقات کسقدر دھوکہ دہ ہوتی ہے۔ یہی ترکی سپاہی ایسے ہیں کہ انپر بھروسہ کرکے میدان میں چھوڑ دو اور وہ اسوقت تک قدم پیچھے نہ ہٹائینگے جبتک کہ ایک سانس بھی ان کے بدن میں باقی ہے۔ لیکن ان یونانیوں کی نسبت اسکا بھی تو کامل یقین نہیں کہ اگر ان کو میدان میں بھیجو تو ان کی ہمت ہی لڑنیکو دیگی اُنکو شاید یارا ہے۔

تمغۂ نشان سب سے قدیم ترکی نشان "طلعت ہلال" کا ہے جو سنہ ۱۷۹۹ء میں سلطان سلیم ثالث نے ان انگریز افسروں کو عطا کیا تھا جنہوں نے سلطنت عثمانیہ کی حفاظت میں نپولین بوناپارٹ کی فوجوں سے مقابلہ کیا تھا۔ یہ نشان سفراء اور دیگر ممتاز اہل

کو بھی مرحمت کیا گیا تھا۔ اب یہ بہت کم عطا کیا جاتا ہے۔ اسلئے کبھی اسکا نام سننے میں نہیں آیا۔

"طبقہ مجیدیہ" سلطان عبدالمجید (فرمانروا رحال کے والد ماجد) نے سنہ ۱۸۵۲ء میں خدمات کے صلہ میں عطا کرنے کے لئے قایم کیا تھا۔ اسکے پانچ درجے ہیں۔ اول درجہ کا نشان ایک وقت میں پچاس اشخاص سے زیادہ کے پاس نہیں ہو سکتا۔ دوسرے درجہ کے نشان کیلئے ڈیڑھ سو۔ سوم درجہ کیلئے آٹھ سو۔ چہارم درجہ کیلئے تین ہزار۔ اور پنجم کیلئے چھ ہزار کی تعداد معین ہے۔ اگر ایسے پچاس شخص زندہ موجود ہوں۔ جنکے پاس اول درجہ کا نشان ہو تو تاوقتیکہ ان میں سے کوئی فوت نہو جائے اس درجہ کا تمغہ کسی اور شخص کو عطا نہیں ہو سکتا۔ وقس علیٰ ذالک۔ بعض اوقات متوفی نشاندار کے بیٹوں میں سے کسیکو باپ کا تمغہ پہننے کی اجازت دیدیجاتی ہے۔ اور اسطرح وہ فرزند طبقہ کے ارکان میں شامل ہو جاتا ہے "مجیدیہ" کا نشان ستارہ کی شکل کا ہے جو چاندی کا ہوتا ہے۔ اوسکی نقرئی کرنوں کے سروں کے درمیان علٰحدہ علٰحدہ چھوٹے چھوٹے ہلال اور ستارے بنے ہوئے ہیں۔ درمیانی ستارہ کے گرد سرخ میناکاری کا حلقہ ہوتا ہے۔ اسکا فیتہ جسکے ساتھ وہ ایک بڑے سرخ میناکار ہلال مع ستارہ سے آویزاں ہوتا ہے سرخ ریشم کا ہوتا ہے۔ فیتہ کے دونو حاشیوں پر باریک سبز دھاری ہوتی ہے۔ اول درجہ کا تمغہ مرصع بجواہر ہوتا ہے۔ نشان کے وسط میں سلطانی طغرا اور اسکے گرداگرد الفاظ "صداقت" "حمیت"۔ اور "غیرت" بخط عربی کندہ ہوتے ہیں۔ جنگ کریمیا کے بعد کئی فرینچ اور انگریز افسروں کو یہ نشان مرحمت ہوئے تھے۔

"طبقہ عثمانیہ" سنہ ۱۸۶۱ء میں سلطان عبدالعزیز شہید نے خالصتاً خدمتگذار اور وفادار مسلمانوں کے لئے قایم کیا تھا۔ اسکے سات مدارج ہیں۔ پہلا پچاس اشخاص پر۔ دوسرا ایکسو۔ تیسرا ۱۵۰۔ چوتھا ۵۰۰۔ پانچواں ایکہزار۔ چھٹا دو ہزار اور ساتواں درجہ تین ہزار اشخاص کی تعداد پر محدود ہے۔ یہ شش پہلو ستارہ کی شکل میں ہے جسکی زمین سبز ہے۔ اور وسط میں ہلال اور تاریخ قیام طبقہ ثبت ہے۔ پشت پر ۶۹۹ھ ہجری کندہ ہے۔ جو خاندان عثمانیہ کی سلطنت کے قیام کا سن ہے۔ طبقہ کے قایم ہونے پر پہلا نشان جو جواہر بیش قیمت سے مرصع کیا گیا تھا۔ بغرض اعلےٰ عہدہ داروں کے ہاتھ سلطان عثمان بانی خاندان کی قبر پر رکھنے کے لیے بروصہ بھیجا گیا تھا۔ اس نشان کا فیتہ سبز رنگ کا اور اسکے حاشیوں کی دھاریاں سرخ ہیں۔

فنون لطیفہ اور علوم ادبیہ کے تمغے بھی سلطان عبدالعزیز نے سنہ ۱۸۶۹ء میں قایم کئے تھے۔ یہ ایسے اشخاص کو دئے جاتے ہیں جو علوم و فنون یا ادب میں امتیاز حاصل کریں۔ انکے فیتہ سرخ و سفید رنگ کے ہیں۔

"طبقہ امتیاز" سلطان حال نے اون اشخاص کیلئے جنسے شجاعت۔ حمیت۔ دیانت۔ اپنی نوع انسان حتےکہ بے زبان جانوروں سے شفقت نمایاں طور پر ظہور میں آئی قایم کیا ہے۔ اسکے تین درجے ہیں۔ مرصع بجواہر۔ طلائی اور نقرئی۔ فی زمانا غیر مسلموں کو زیادہ تر یہی نشان مرحمت ہوتا ہے۔ مگر اکثر مسلمان بھی اس سے مشرف ہیں۔ اسکا تمغہ مدور اور روپیہ کے قدر بڑا ہے۔ اسپر سلطانی طغرا اور نشان سلطنت نقش ہے۔ اور پشت پر یہی عبارت کندہ ہے۔

انکے علاوہ تین طبقے اور ہیں۔ انتخاب رأفت و شفقت نسوان کے بھی امیر المومنین غازی عبدالحمید خان ثانی ایدہ اللہ کی طرف سے عورتوں کیلئے ہیں۔ تمغوں کے علاوہ اعزازی کلاہ دستاریں اور خلعت دینے کا پرانا دستور بھی ابھی بالکل متروک نہیں ہوا۔

جشن جوبلی وسلطانی سفیر و متعصبین کی سفاہت

مہاشا ٹریبون ۱۲ جولائی کے پرچہ میں اپنے اڈیٹوریل نوٹ میں جوبلی کے موقعہ پر قیصرۂ ہند کے جلوس پر چند سطریں لکھتے ہوئے بھی اس عداوت قلبی اور دلی بغض کو جو اسکو اپنے ہم وطن مسلمانوں اور اونکے طفیل کل دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہے ظاہر کرنے سے باز نہیں رہ سکا۔ حضور قیصرۂ ہند کی صحت و تندرستی۔ لارڈ رابرٹس کی پر آؤ بھگت اور ایک ہندو مہاراجہ کی شاندار اور زرق برق پوشاک کی تعریف اور تذکرہ میں بیس سطریں تحریر کر کے اس نے دو گنی عبارت میں اپنی انوکھی منطق سے ترکوں کو بداخلاق ثابت کرنیکی کوشش کی ہے۔ اسکی تحریر کا بجنسہ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"اس جلوس کا ایک اور واقعہ جسپر اسوقت لوگوں کو توجہ ہو گئی اور جسکی باقاعدہ اطلاع پہنچی ہے کسیقدر کم قابل فخر تھا۔ وہ واقعہ یہہ ہے کہ نہ خاص ترکی ایلچی اور نہ ترکی سفیر شاہی جلوس میں شامل ہوئے۔ اسے اتفاقیہ سہو نہیں کہا جا سکتا۔ دنیا کی تقریباً ہر ایک مشہور ملک نے اس موقعہ کیلئے لنڈن کو اپنا نائب روانہ کیا۔ اور ہر ایک ایسا نائب جلوس میں شامل ہوا۔ اسمیں چالیس ممالک غیر کے شہزادے بھی شامل تھے جنمیں سے اکثر کسی زمانہ میں حکمران بادشاہ ہونگے۔ ٹرکی نے بھی جوبلی کی شرکت کیلئے خاص ایلچی روانہ کیا تھا۔ مگر نہ وہ اور نہ مستقل سفیر جو ہمیشہ لنڈن میں رہتا ہے شاہی جلوس میں شریک ہوا۔ یہہ امر اس عظیم الشوکت اور نیکدل فرمانروا کی مستعمل تحقیر اور بے ادبی کرنے سے جسکو اسدن تمام دنیا مبارکباد دے رہی تھی اور اسکے لئے دعائیں مانگ رہی تھی کسیطرح کم نہیں ہو سکتا۔ یہہ ظاہر ہے کہ ایسی کج اخلاقی کا علانیہ نہ تو نوٹس لیا جا سکتا ہے اور نہ اسپر خفگی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس امر کی ہندوستان میں کامل تشہیر ہونی چاہئے جہاں ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا سلطان ٹرکی کو ایسی عزت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔"

اس عبارت کو پڑھکر ہر ایک منصف مزاج سخت متعجب ہو گا۔ کہ یہہ عقل کا اندھا اخبار ٹرکی سفرا کی عدم شرکت کی وجہہ سے اسکی دعوہ وجہ دریافت کرنے یا معلوم ہونیکے بغیر کس اصول پہ چلکر ترکوں کی کج اخلاقی اور ملکہ معظمہ کی عمدًا اہانت کرنیکا نتیجہ نکال رہا ہے اور ان بیہودہ بودی بنیاد پر سلطان یا ملکہ معظمہ کو ترکوں سے ہمدردی رکھنے کا الزام دیکر اپنی خباثت اندرونی کو ظاہر کر رہا ہے۔

اسمیں کوئی شک نہیں کہ جلالت مآب سلطان المعظم کا خاص اور معمولی دونو سفیروں میں سے کوئی بھی جلوس میں شریک نہیں ہوا۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ ہمارے محب ملک و قوم ٹریبون مہاشا کو یہہ اطلاع ٹائمز مورخہ ۲۵ جون سے ملی ہے۔ لیکن جس طرز سے اخبار مذکور نے اس خبر کو شایع کیا ہے وہی تیز فہم ٹریبون کو یہہ سوچنے کیلئے کافی تھی۔ کہ یہ معاملہ یقیناً میزبان کیطرف سے ہوا ہوگا۔ کیونکہ ٹائمز کی ترکوں سے عداوت ٹریبون سے زیادہ مسلمہ اور محقق ہے۔ اگر عدم شرکت ترکوں کے کسی قصور کیوجہ سے ہوتی تو وہ اسکے جلوس کی واپسی کے حالات لکھتے وقت ضمناً یہہ تحریر کر کے ایسے سرسری طور سے نہ ٹال دیتا کہ ترکی خاص ایلچی یا سفیر مقیمہ دربار لنڈن جلوس میں نہ شریک ہوا بلکہ ترکوں کی ہجو اور مذمت میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتا۔ اسکا طرز بیان ہی ظاہر کر رہا ہے کہ وہ امر وقوع کو اظہار سے تو گریز نہیں کر سکتا تھا۔ مگر وجوہات بتانے میں اپنی قوم کی مذمت دیکھکر اسنے وہم مجود رہنے کو قرین مصلحت تصور کیا۔ ہمدیران اگر مہاشہ ٹریبون اس اخبار کو اور دو صفحے الٹنے کی تکلیف گوارا کرتا تو اوسکو معلوم ہو جاتا کہ جلوس سے

ایک روز پہلے (۲۰ جون) قصر بکنگھم میں حضور ملکہ معظمہ نے ممالک غیر کے شہزادوں اور سفرا کو جو دعوت دی تھی اُس میں سلطنت علیہ ٹرکی
کے سفرا موجود تھے اور اگر اس (از بزعم خود) فخر مباہات ہندوستان اخبار کا دایرہ معلومات جسکے مطالعہ سے لفٹنٹ گورنر پنجاب نواب
وایسرائے ہند اور نواب وزیر ہند (جیسا کہ وہ اس تاریخ کے پرچہ میں فخریہ لکھتا ہے) اکتساب فیض کرتے ہیں صرف اخبار ٹائمز تک
محدود نہ ہوتا اور اُسے دنیا کے کسی اور اخبار کو بھی دیکھنا نصیب ہوتا تو اسکو معلوم ہو جاتا کہ اگر ترکی سفرا سے ملکہ معظمہ کی تحقیر کرنی
ہوتی تو انکا جلیل القدر سلطان خود اپنے دار الخلافہ میں نماز شکرانہ کے موقعہ پر خاص اپنے پانچ اعلیٰ عہدہ داران انگریزی سفارت کے
گرجہ کو روانہ نکرتا۔ اور اگر سفرا مذکور کا ایسا ارادہ ہوتا تو لارڈ سالسبری وزیر اعظم جو اتوار کو کبھی دفتر میں آکر کسی سے باضابطہ
ملاقات نہیں کرتے نہ کسی منیر پاشا کو دورہ کی خبر سنکر اپنے سابقہ دستور کو بالائے طاق رکھکر پاشائے موصوف کی ملاقات کو
خاص اتوار کے دن (۲۰ جون ۱۸۹۷ء) اپنے دفتر میں وقت مقرر نہ ہوتی۔ ان سب باتوں کو علیحدہ رکھکر بھی اگر ایک لمحہ کیلئے غور کیا جائے
تو معمولی سمجھ والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ اگر دونوں سلطنتوں کے تعلقات ایسے بگڑے ہوئے ہوتے تو سلطان المعظم کو اپنا نایب روانہ
کرنیکی ضرورت ہی کیا ہوتی۔

اس فتنہ پرداز اخبار کی دریغیت کے لئے جو مسلمانان ہند کو سرکش اور مفسد ظاہر کرنے کے لئے تو ہمہ اوقات کی عادت سے بیکار شگار
ہو مگر خود آیرلینڈ کے مفسد فینین اور یورپ کے سوسلسٹوں کو ہندوستان میں آنیکی دعوت دیتے ہیں یہی امن و امان ملک اور تاج برطانیہ
کی خیر خواہی کا مدعی ہے ہم معاملہ زیر بحث کی کیفیت انگلستان کے مشہور کنسرویٹو اخبار انگلینڈ اور ریویو کے حوالہ سے بالتفصیل بتلائے
دیتے ہیں جسکو پڑھنے سے اگر وہ عرق خجالت میں ڈوب مرنے سے بچ رہا۔ تو اسکو معلوم ہو جائیگا کہ اس معاملہ میں ترکی سفرا نے جو
شرافت و دور اندیشی حلم۔ اور بردباری ظاہر کی ہے۔ دنیا میں اسکی نظیر ملنی محال ہے اور اسکے مقابل انہی جہاشاؤں کی ہمخیال ایک
راندہ درگاہ ازلی اور اسکے چیلے چانٹوں نے جو خباثت ظاہر کی ہے اُس سے نہ فقط انگلستان کے دامن عزت پر بلکہ انسانی فطرت پر ہمیشہ
کیلئے دھبہ پڑ گیا ہے۔ مگر ناظرین کو محولہ بالا انگریزی اخبار کی تحریر سے کل کیفیت من و عن ظاہر ہو جائیگی۔ اسلئے ہماری طرف سے کسی مزید زیادہ
توضیح کی ضرورت نہیں۔ اخبار مذکور ایک سرکش فتنہ پرداز اخبار کے عنوان سے حسب ذیل تحریر کرتا ہے۔

مسٹر گلیڈ اسٹون نے تعصب پیشہ پریس فیلڈ کے اپنے دینداروں کو جو خط لکھا تھا نہ فقط ترکی گورنمنٹ بلکہ کل دول عالم کو بعض طعن کی لغتی
انپر انگشت نمائی کرتے ہوئے تھے (یعنی اخبار انگلینڈ) مسٹر مذکور کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ اب بیہودگی اور خلاف بیانی کی انتہائی
حد تک پہنچ گیا ہے۔ مگر نتیجہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ہمنے اس رائے میں بہت غلطی کھائی تھی۔ مسٹر مذکور نے آیرلینڈ کے متعصب کارک کے اخبار انگلس (ایگزامنر)
و کونٹی اینڈ ور ٹائمز کو ایک خط لکھکر واضح کر دیا ہے کہ وہ پیشتر خیالات و الفاظ کی حدود سے بھی تجاوز کرنیکی قابلیت رکھتا ہے۔ ایسی گلیڈ اسٹون
ایسی ناقابل [illegible] کے بغیر کسی ساتھ جو انگلستان کو ساتھ
[illegible] مسٹر گلیڈ اسٹون کے فعل کو جو اگر
بھی نامعقول اور وحشیانہ نہ بار ہے وہ یہ ہے کہ مسٹر مذکور نے خود اپنے شہنشاہ کی جوبلی کے موقعوں پر ترکی سفیر کے ساتھ بدسلوکی کرنیکی

نصیحت کرتا ہے اندرین صورت یہہ کوئی تعجب خیز امر نہیں کہ اسکے خط کو کل دنیا جانتی کہ ریڈیکل فرقے کے اخبارات نے بہی بنظر حقارت دیکہا ہے۔ وہ خط حسب ذیل ہے۔ "از قلعہ ہوارڈن (مسکن گلیڈسٹون) مورخہ ۷ مئی ۱۸۹۷ء صاحب من۔ میں آپکے اخبار کا اوس پرچہ کی وصولی کا جسمیں مضمون نشان کر کے تمنی مجہکو بہیجا تہا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سلطان ٹرکی کی گستاخی دول عظام کی پالیسی سے اس درجہ تک بڑہ گئی ہے کہ میں اوسکی اوس بیباکانہ درخواست کی جسارت پر بہی کہ اوسے جوبلی میں شریک ہونیکی اجازت دیجائے متحیر نہیں ہو سکتا لیکن اگر درحقیقت فی الواقع ایسی درخواست کی ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ دوراندیشی اور شایستگی گورنمنٹ انگلشیہ کو اوسے مسترد کرنیکی ترغیب دیگی۔ سفاک کبیر کی ایلچیونکی انگلستان میں ایسی آؤبہگت ہوگی کہ وہ شاید اوسے پسند نکرینگے"۔ (میں ہوں تمہارا وفادار ڈبلیو۔ ای۔ گلیڈسٹون)

لنڈن کا مشہور اخبار سینٹ جیمس گزٹ اس خط پر یہہ ریمارک کرتا ہے۔

"مسٹر گلیڈسٹون نے ایک آئرش اخبار کو جو سکیٹرن نہیں بلکہ اب کی دفعہ کارک ایگل ہے۔ ایک اور نفرت انگیز خط تحریر کیا ہے۔ یہ خطوط دنیا کو بڑے زور کے ساتھ مسٹر گلیڈسٹون کا وہ حملہ یاد دلا رہے ہیں جو اوسنے بمقام میڈلوتہا آسٹریا پر کیا تہا۔ اور غالباً اوسکو اب بہی اوسی موقعہ کیطرح نہایت ذلت کیساتہ معافی مانگنی پڑیگی۔ اس آخری خط کا لب لباب یہ ہے کہ لنڈن کے اوباشوں کو جوبلی کے دن ٹرکی سفیر و نکی بیحرمتی اور تحقیر کرنے پر اکسایا جاوے۔ وہ سلطان کی اس تجویز کی بیباکی پر کہ سلطان ممدوح کے ایلچی بہی جوبلی میں شریک ہوں حیرت ظاہر کرتا ہے اور امید رکہتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ ایسی تجویز کو دبا دیگی۔ وہ لکہتا ہے کہ سفاک کبیر کے سفیر و نکی انگلستان میں ایسی آؤبہگت ہوگی کہ وہ غالباً اوسے پسند نکرینگے۔ لیکن کیا سلطان کے سفیر اسوقت بہی لنڈن میں موجود نہیں ہیں کیا ہمنے ترکی سے ایلچیانہ تعلقات قطع کر دئے ہیں؟ اور کیا سلطان المعظم کو شکست خوردہ یونانیوں پر رحم کرنیکی طرف مائل کرنیکے یہی طریقے ہیں؟ جو خاص ایلچی جوبلی کے لئے آئینگے وہ خود ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ انگلستان انکی اسی حیثیت سے خاطر و مدارات کریگا۔

"منیر پاشا گرینڈ ماسٹر آف سیری مینز (ناظر تشریفات دربار ہمایوں) کل (۱۳ جون) قسطنطنیہ سے لنڈن کو روانہ ہو گئے ہیں وہ سلطان کیطرف سے ایک دستخطی خط ملکہ معظمہ کیطرف لائے ہیں جسمیں انگلستان اور ٹرکی کی سابقہ دوستی کیطرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اونکو جوبلی کی مراسم میں شریک اور لارڈ سالسبری سے گفتگو کرنیکی ہدایت کیگئی ہے۔ سلطان المعظم نے یہ کارروائی محض اپنی خوش اخلاقی ظاہر کرنیکو لئے کی ہے۔ البتہ گلیڈسٹون اپنی کینہ توز اور غیر مہذبانہ تحریر سے اپنی بیباکی کا ثبوت دے رہا ہے"

اخبار ویسٹ منسٹر گزٹ جو گلیڈسٹون کا بڑا حامی اور ترکوں کا جانی دشمن ہے۔ وہ بہی مندرجہ ذیل الفاظ میں اوسکی نصیحت کو سخت ملعون کرتا ہے

"جلوس کے شائع شدہ پروگرام سے واضح ہو رہا ہے کہ ممالک غیر کے سفرا ملکہ معظمہ کے بہت ہی قریب ہونگے اور اگر ترکی سفیر کے برخلاف کوئی اظہار رنجش کیا گیا تو وہ گویا خود ملکہ معظمہ کے برخلاف اظہار ناراضگی کرنا ہوگا۔ ترکی سفیر ملکہ معظمہ کے مہمان ہونگے اور ملکہ کی ذات کو الفاظ سلوک سے اونکی محافظ ہونی چاہئیے۔ الخ"

"یہہ لکہنیکی بعد اخبار انگلینڈ ویونین امید ظاہر کرتا ہے کہ انگلستان کے فہمیدہ اور خوش اخلاق باشندے اپنی طبعی اوصاف سے کام لیکر گلیڈسٹون کے بیہودہ مشورہ کو کوئی وقعت نہیں دینگے۔ منیر پاشا بلند مرتبہ عہدہ دار اور متصف باوصاف حمیدہ جمیلہ معہ چند معزز آدمی کے

لندن والی اوسکی خوبیوں سے واقف نہیں ورنہ وہ کل سفیر ونسی بڑہکر اوسکی قدر کریں۔

یہی اخبار ۲۲ جون کو عدم شرکت کی وجہ حسب ذیل لکہتا ہے یہہ نہایت ہی قابل افسوس امر ہے کہ منیر پاشا سفیر خاص سلطان المعظم جوبلی کے جلاس میں شریک نہوے۔ گلیڈسٹون کا اوبیانہ خط جسپر ہم پچہلے ہفتہ نفرت ظاہر کر چکے ہیں۔ جاہل لوگوں کو ایک عظیم الشان دوست سلطنت کے ایلچی کی تحقیر اور بیحرمتی کرنے کی ترغیب دے رہا تہا۔ اور اس قسم کی افواہیں بہی مشہور ہوگئی تہیں کہ بعض بدنگال ریڈیکل فریق کے لوگوں نے ترکی سفیر ونکے برخلاف اظہار رنجش کی خاص نمایش کا انتظام کرلیا ہے۔

اندریں حالات منیر پاشا نے جلوسمیں شریک نہونیکا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ایک سچے عثمانلی کیطرح اوسکی بلند خیالی خوش خلاقی اور اعلے درجہ کی تہذیب نے یہہ پسند نہ کیا۔ کہ جوبلی کے جلوس میں بدلطفی ہونیکے کسی احتمال کو بہی موجود رہنے دیا جاے۔ اسمیں ذرہ بہر بہی شک نہیں کہ ترکی سفیر پر پہونچکر منیر پاشا ایسے جلیل القدر اور مہذب شخص کو حاضرین اور تماشبینوں کا حصہ کثیر نہایت تپاک سے خوش آمدید کہتا۔ مذہبی جنبلیوں اور فرضی مظالم سنانیوالوں نے ترکی کے برخلاف جو کدورت پیدا کردی تہی وہ تہسیلی میں ترکی سپاہیوں کی مستقل مزاجی سلامت روی اور بیمثل شجاعت کے حالات معلوم ہونے سے تقریباً معدوم ہوگئی ہے۔ لیکن دس بیس لاکہہ موافق خیال رکہنیوالے تماشبینوں کے مقابلہ میں معدودے چند بدمعاشونکی شورہ پشتی بہی عوام کی پرجوشی کے مسلسل رو میں ایک ناموزوں انقطاع پیدا کرسکتی ہے اسلئے منیر پاشا نے گوارا نکیا کہ اونکی وجہ سے جبکہ ایسی بدمزگی ہونیکا احتمال ہو۔ تو وہ جوبلی میں شریک ہوں۔ اگر اونکے برخلاف کوئی نعرہ تحقیر بلند کیا جاتا تو اونکی یا انکے جلیل القدر سلطان کی اسقدر تحقیر نہوتی جتنی کہ خود ملکہ معظمہ کی جنکے کہ وہ معزز مہمان تہے منیر پاشا کو دیکہکر اس سے پہلے رعایا نے بڑی خوشی اور جوش کے ساتہہ نعرہای آفرین بلند کئے تہے جبکہ وہ جمعرات کی شام کو شاہی گاڑی میں سوار ہوکر شہر کے بہرے ہوئے بازاروں میں سے گذرے تہے اوسوقت سینٹ جایمس کے بازار میں تقریباً پچاس ہزار آدمی ہر قماش کے موجود تہے۔ اور سبنے بلا اشتباہ بڑی تپاک سے ترکی سفیر کی آو بہگت کی تہی۔ ترکی سفیر جلوس کے تمام مراسم میں نمایاں طور پر شریک ہوتے۔ اور ہر ایک جگہہ اونکی نہایت عزت کیساتہہ تواضع کیگئی۔ یہہ فقط سفیر ممدوح کی دوراندیشی تہی کہ وہ کسی بدمزگی کے احتمال کیوجہ سے جلوس میں شریک نہوے"

ہم امید کرتے ہیں کہ مہاشا بہادر اس اہل صدر کو بہی ویسی ہی تمام مشہور کرینگے کہ ملکہ معظمہ کی مسلمان رعایا پر اونکی مذہبی مقتدا کے سفیر خاص کی عاقبت اندیشی اور حضور ملکہ معظمہ کی عزت و احترام کی نگہداشت کے مقابلہ میں اپنی ذاتی تنافر اور شکوہ پسندی کی کوئی پرواہ نکرنیکے واقعہ کو بخوبی ظاہر کردینگے ورنہ جو لقب پاونیر لیکے لئے تجویز کرچکا ہے ہمکو اوسکی درستی میں کوئی تامل باقی نہیں رہجائیگا

سلطان المعظم اور شیعہ

سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۷ء میں ایک قزلباش مہذب صاحب ہندوستان کی کل شیعہ اصحاب کیطرف سے خود ساختہ وکیل بنکر ایک چٹہی شایع کراتے ہیں۔ کہ شیعوں کو سلطان روم سے کوئی ہمدردی نہیں وہ انکو خلیفہ نہیں مانتے۔ ایسا کرنا انکے عقاید ہی کے برخلاف ہے۔ اور وہ سلطان المعظم کی حیثیت ایک پورے فرمانروا سے زیادہ نہیں سمجہتے۔ سنی خاندانوں نے ایران پر زمانے میں شیعوں کو نہایت بیرحمی سے قتل کرایا ہے۔ ہمکو ترکوں کی فتح پر کوئی خوشی نہیں ہوئی اور ہم اثنا عشری شیعوں کیطرف سے کوئی شکایت نہیں کہ ترکوں یا ایرانیوں کو سلمانان ہند پر فرمانروائی کا حق پیدا ہونیکا قابل

نباویں۔ ہم حضور قیصر ہند کی ظل حمایت میں نہایت خوش و خورم ہیں۔

آرمینیونکی تشبیہ کو شاید خود پروفیسر صاحب ہی سمجھ سکیں۔ اور کوئی تو اسکا مطلب خاک بھی نہیں سمجھ سکتا۔ باقی رہا خوشی منانا سو یہہ پروفیسر صاحب کی صریح کم در تعنیت کا ثبوت ہے کہ وہ شیعہ صاحب کو خوشی منانے والوں سے خارج کر رہے ہیں۔ یونانیوں پر ترکونکی فتح پانے سے جیسی اُن کو سنی بھائیونکو خوشی ہوئی تھی ویسی ہی انکو بھی ہوئی اور گورنمنٹ اور انکے حکام پروفیسر صاحب کی نسبت بدرجہا اچھیطرح سے جانتے ہیں کہ یہہ خوشی منانیوالے برٹش گورنمنٹ کو اپنے اور ملک کیلئے خداوند کریم کی خاص رحمت اور نعمت سمجھتے ہیں اور انکو وہم و گمان میں بھی کبھی کسی دوسری حکومت کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ پروفیسر صاحب ترکوں اور انگریزوں کو ایکدوسرے کا دشمن سمجھنے میں سخت غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بعض افراد کو چھوڑ کر وہ عام انگریزی قوم کے خیالات دیکھیں تو وہ اسکو مسلمانان ہند سے بڑھکر ترکونکا ہواخواہ پائینگے۔ اسکی تصدیق انکو ۲۹ اگست ۱۸۹۷ء کا پاینیر پڑھنے سے بخوبی ہو جائیگی۔ لیکن بالفرض محال اگر دونوں سلطنتوں کو کچھہ عرصہ کیلئے ایکدوسرے کا دشمن بھی فرض کر لیا جائے۔ تو اسصورت میں بھی پروفیسر صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے نادان دوست تصور ہونگے۔ جو گورنمنٹ موصوف سے اسکے دشمن کی اصلی طاقت کو پنہاں رکھ رہے ہے۔ یہہ مسلمہ امر ہے کہ گو انکی خیرخواہی اور ہمدردی کسی کام آمد نہ ہو۔ کل دنیا کے ایسے مسلمانونکو جنہیں زمانہ کی موجودہ حالت کا کچھہ بھی علم ہے سوائے پروفیسر صاحب کے معدودے چند ہمخیالوں کے بلاتمیز مذہب دوستی سلطان المعظم سے پوری ہمدردی اور روحانی تعلق ہے۔ اور یہہ تعلق جس سے سلطان المعظم کی اخلاقی طاقت بہت زبردست ہو رہی ہے کسی کی کوشش سے اب زائل نہیں ہو سکتا۔ اس تعلق سے انکار کرنا انکی اس طاقت کو پوشیدہ رکھنا ہے۔ حالانکہ دشمن کا مقابلہ کامیابی سے کر سکنے کیلئے اسکی پوری طاقت سے واقف ہونا اشد ضروری ہے[1]۔ مگر اس بحث کو زیادہ طول دینا بیفائدہ ہے بحث عنا شیعہ اور سلطان المعظم میں اتحاد و مودت ہونے پر ہے۔ اور اس بارہ میں پروفیسر صاحب کی غلط فہمی کو دور کرنیکیلئے ہم ایک خاص ایرانی اخبار ناصری کے مندرجہ ذیل اقتباس جسے کل شیعہ اصحاب کے قومی اخبار حبل المتین کلکتہ نے بعد ترجمہ درج کیا ہے ذیل میں درج کرتے ہیں

منقول از روزنامہ مبارکہ ناصری مورخہ بیستم صفر المظفر ۱۳۱۵ھ

اسلام و اسلامیان

مسئلہ کہ حالیہ مذاکرہ آن اہمیت تمام دارد مطالعہ آن بحد وجوب رسیدہ است ہمانا بیان وضع مسلمین و رفتار دول اجنبیہ با اسلامیانست کہ چون بواسطہ تعصب ہمکیشی نمیخواہم مراتب خواری و ذلت ہم ملتان خود را بزبان خود بیان نمایم ناچار بطور درایں مسئلہ نداوہ ہمان محض استعفا خاطر ہم ملتان عزیز کہ چندان از اوضاع مسلمانان و گرفتاری ایشان در چنگ ملل مختلفہ عالم بیخبر نباشند۔ مختصری دار بابی نقرہ عرض میکنم (ترسم آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است) امروز بین روز شمارہ نفوسیکہ متدین بدین مبین اسلام اند و در نقاط مختلفہ روی زمین زیست و زیست دارد متجاوز از دویست ملیون است تقریباً ثلث این عداد تابع دو تبعین اسلام حکومتہای اسلامیہ ہستند و مابقی مقہور و محکوم دول غیر مسلمہ شدہ و متابعت سائر دول را بر گردن گرفتہ و غالباً در تحت ادارہ دولت انگلیس ہستند۔

ملت زنگبار حسب الظاہر منتسب بسی راکنارہ نہادہ و اہل ہمہ مصر بیمی اسیتال خود واگذشتہ اند بعبارہ اخری مطلق العنان و آزاد

[1] یہہ اسی اصول کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے کہ ہمارے برٹش افسران انگلستان ایسی مشکلات میں گرفتار ہو رہے ہیں۔ سول ملٹری گزٹ یکم جنوری ۱۹۰۰ء

نموده اند واز راه حیلت پیش رفت کار خود دانسته‌اند و گفتن همین کلمه دانسته‌اند و در باطن از این معنی چشم پوشیده و بترویج دین خود کوشیده بلکه همواره در پی برانداختن و نابود ساختن سایر ادیان هستند اگر ظلمها که در ممالک (خارجه) نسبت بمسلمین صورت وقوع می‌یابد شرح داده شود جگر هموطنان از آتش غیرت کباب شده و دل در اندرون سینه ایشان آب باشد و در همیشه جای قوام دولتین علیتین را که دوام ملت اسلام بسته بابقای دو دولت است خواستند نمود در هندوستان اقلاً پنجاه ملیون از جماعت مسلمین هستند و در میان این جمعیت کثیره یک نفر قدرت بر حفظ ناموس ملتها عرض ملت ندارد و شاهد بر این مدعا مطلبی است که در نسخه اخیره روزنامه گرامی حبل المتین منطبع رسید که الآن متجاوز از یک ملیون زنان مسلمه در بمبئی و کلکته و سایر بلاد هندوستان بارتکاب اعمال شنیعه بسر دارند و مردان مسلمین قادر بر کف و منع آنان نیستند بهم چه حتی از روز و رسن سخاکک روس دیگر مرد را بر زن خود اختیاری باقی نمانده بلکه نمی‌توانند مخالفت قانون روس فتاوی نمایند بدیهی است که استقامت قوانین شریعت غرای احمدیه و استدامت حرمت ملت بیضای محمدیه موقوف بقوت و قدرت دولت اسلام است همیشه باید طبقات مسلمانان از حضرت احدیت مسئلت نمایند که دولتین اسلام را چنان بسط ید و وسعه قدرتی عطا کند که در ممالک اجنبیه مسلمین نتوانند پیروی قانون خود را کرده و موافق شریعت خود رفتار کنند تحقیق مایه ترقی اسلام همان مسئله اتحاد دولتین اسلام و مواسات و مواطات بلاد را جنبی با یکدیگر است که بحمد الله تعالی امروز این مطلب منظار طالبان مانند آفتاب تابان روشن و نمایان است خداوند روز بروز بر استحکام بنیاد این اتحاد بیفزاید در صورت اتحاد یقیناً کسی در ممالک خارجه تسلط بر اذیت مسلمین نخواهد داشت در صورت اتحاد دولتین مسلماً حضرت امیر افغانستان و حضرت امیر بخارا با کمال وداد و تابع این دو دولت شده و سر بقعه این اتحاد در آورده آوازه یکرنگی و یگانگی قاطبه مسلمین در سرتاسر مسامع جهانیان خواهد رسید با وجود اتحاد چگونه دولت چین می‌توانند بیست هزار نفر مسلم را در کار کانسو بقتل برسانند - آیا مسلمین هموطن ما نشنیده اند که در شرق و غرب چه مصائب از قتل و ضرب از دست اهل ختا بر اسلامیان بیچاره از وطن آواره می‌آید دولتی مثل چین که به نیروی مساعدت و بازوی توانائی نتوانست سرپنجه قوت و قدرت ژاپونیها را که منطقه و یکی از ایالات منضمات خود را از چنگ آنها بدر آرد در عرض دولت و ناموس ملت خود را از چنگ قهر و غلبه آنان برهانند مسلمین بیچاره را چنان زبون و خوار نموده و در چنگال تعرف و تغلب خود گرفتار کرده است که هیچ چاره نجاتی برای آن بیچارگان آوارگان باقی نمانده و همگی بکار خود درمانده اند کار بجائی کشیده و بدبختی بدرجه رسیده که از هر بیست سال به بیست سال یکبار مسلمین را در معرض قتل عام می‌آورد - البته اگر مسئله اتحاد پایدار باشد و برقرار گردد محققاً در اندک مدتی مسلمین آنجا باستظهار و یاوری دولت همکیش خود سر از اطاعت دولت چین پیچیده یا حکومت مستقلی گردیده یا بدایره متابعت یکی از دولتین علیتین می‌گذارند اینک جای آنست که در ایران نیز دفتر اعانه برای مصیبت زدگان کریت باز شده تا ایرانیان نیز تا یکدرجه اسباب استراحت در حقیقت آن بازماندگان را فراهم آورده‌اند و حجت بود از هر گونه از راه تعصب دینی و جمعیت آمیز برای اظهار خواهند و ارند چه قدر باعث ارتقا اسلام و استمالت اهالی است که هندیان با آنکه خود مبتلا القحط والطاعون اند از شدت غارت مشرب سیلاب گشته اند و از قصبه بلاد مغرب زمین برای رفاه حال آنان اعانه فرستاده می‌شود و باز از جمع ارسال وجوه اعانه برای کشتگان و مصیبت رسیدگان کریت مضایقه ننمایند

است نهایت این شخص پروفیسر قزلباش که نه ابوی از مذهب شیعه بهره از غیرت داشته است آن خباثت ذاتی مکنونی خود را بروز داده۔

از روزیکه تلگراف فتح شئون اسلام بدار الخلافه طهران رسیده در سفارت سنیه عثمانی جشنی رسمی گرفته شد عموم رجال
از لشکری کشوری با کمال ذوق و سرفرازی باوعده و بدون وعده بسفارت سنیه تشریف برده تبریکات قلبی خود را عرضه داشتند و از طرف
اعلیحضرت شاهنشاه ولی نعمت ایرانیان نیز تبریکات زبانی و تلگرافی و مکتوبی زیاده آنچه عرضه دارم چه توسط سفارت
کبرای عثمانی و چه بلاواسطه با تلگراف گفته شد چون در شهر محرم و صفر در ایران بملاحظه محبت بخامس آل عبا ابداً جشن و زینت و عروسی
و نکاح معمول نیست و همه روزه مردم از صبح تا بظهر و از دو ساعت بغروب تا چهار ساعت از شب گذشته در این دو ماه در مجالس روضه خوانی
مستمند البته در حضور جناب مدیر محترم شرح حال ایرانیان در این دو ماه پوشیده نیست که تمام سیاه پوش حتی خضاب حنا هم که مستحب است
استعمال نمیکنند مگر نه از کسب علماء اعلام حدود ابرو دولتی جائی نبود که جشن این فتح که رائج باست محمدی است با کمال فرح و تکبیر و بعضی از
رجال و علما با این حال از هم خیال گرفتن جشن را داشتند و در این دو ماه در مجالس و محافل روضه خوانی روضه خوانها اول دعائیکه در منبر میکردند
بوجود اعلیحضرتین پادشاهان اسلام و نصرت اسلام و بخصوص مذاکره اسم سلطان عبدالحمید خان میشد و از طبقات علماء اعلام
توسط خود این بنده چندین تبریک نامه و خطهای تهنیتی بدولت بزرگ اسلام بسفارت سنیه عثمانی و جناب جلیلا سفیر کبیر داده شد جنابان
مستطابان حجة الاسلامان آقای امام جمعه طهران سلمه و آقا شیخ آقا سید عبدالله مجتهد معروف به بهبهانی مستقیماً بسفارت سنیه و شخص سلطان
تبریکات در خور این فتح گفته شد و از طرف شخص اعلیحضرت سلطان نیز جوابهای مرحمت آمیز به آقایان علماء مستقیماً و از طرف وزارت امور
خارجه عثمانی بتوسط سفیر کبیر بسایر علماء اعلام مرحمت شد و الی امروز که شهر رجب است و شش ماه متجاوز از فتح شئون اسلام میگذرد بعضی از
علمای ولایات ایران که بملاحظه دوری از مرکز و دیر رسیدن خبر این فتح با ایشان باز هم چه توسط این بنده و چه مستقیماً عرایض تبریک
و تهنیت بدربار خلافت عظمی داده میشود و جوابهای مرحمت آمیز میرسد بحمد الله امروز امت شیعه بخوبی دریافته
اند که سابقا بملاحظه اختلافاتیکه بعضی از سلاطین محض پیشرفت چهار روزه سلطنت خود
این نفاق بزرگ را در میانه این ملت محترم انداخته اند رضای خدا و ائمه هدی بی
احترامی نسبت بخلفاء الراشدین رضی الله عنهم نبوده و نیست هرگاه اهل سنت احترامی ببینند
چون خود برادر خود محبت و مهربانی میکنند شده الحمد لله سال گذشته بنده در طهران مقیم هستم
از هر طبقه چه علماء و بزرگان چه کسبه یکنفر را ندیده ام که چیزی فهمیده باشد اسم خلفائی راشدین را بی احترامی یاد کنند
بعضی از عوام جهال که از سابق الایام در ذهنشان چیزی شده بود حرفی بگویند ابداً از روی فهم و غرض نبوده و نیست خصوص در این
فتح بزرگ که همه فهمیده و دانستند که مقصود اهل صلیب جز برانداختن اسم اسلام چیزی نیست و قباحت نفاق در میانه دو جهت
از قرآن و قبله اتحادیکی است خیلی از این خیالات یکدیگر متنفر شده و ندارند بخوبی بعامه مردم معلوم شده خصوص از روزیکه
اورنگ سلطنت ایران بوجود مقدس شخص با سلطنت مشروطه روحنا فداه و زینت بخش گشته دو شاهنشاه اسلامی با هم است کرا

شدہ مسخر چو ملک یونان ز شمشیر مردان فوج سلطان
زمین اصبح جوش مرحبا گفت بایک اعدا آسمان گفت

سپاہ یونان ہلاک گشتہ ہزار زیر خاک گشتہ
ز تیغ بُران فوج رومی نہ ہیچکس بغیر الامان گفت

چنین ہلالت چنین شکستے ندید یونان بہیچ دستے
سزاست او را بہ لقب لوبیہ اگر کسے شاہ بزدلاں گفت

ببین تو از ورہ ملونا بہ تا ڈسوکو زگونہ گونہ
بلاد و قصبات و قلعہ لیش شدند مفتوح یک جہاں گفت

چو ہست این فضل رب بیچوں نہ چوں کنم فکر سال اکنوں
چہ خوب اے بادشہ دل من فتوح عبدالحمید خان گفت

تاریخ فتح ڈوموکاس

چو یونان بدبخت از کارزار نہاد آخر کار رو بر فرار
تعاقب کنان ترک بر ڈوموکا رسیدند و بخوف و بیم و ہراس

علمہائے نصرت برافراختند لوائے ہلالی نصب ساختند
دل اہل یونان بلرزید سخت صلح ساختند و کشیدند رخت

بپرسیدم از فتح سعد عزار زسال فتح مندی اے مبتلا
بگفتا کہ اے سائل ہوشمند زسال فتح دہ بترکیب بند

سر و قلب یونان برید و درید فتوحات سلطان عبدالحمید
سنہ ۱۳۱۴

اگر اعداد یونان سے اعداد سر لیئے جاویں اور قلب نا سے آگر اعداد نکالیں تو ۱۰۰ باقی رہ جاتے ہیں اور ۱۲۰۲ + ۱۲ + ۱۰۰ = ۱۳۱۴ ہوئے

شاہنشاہ ایران کو سفیر خاص مرزا ابو القاسم عبدالعظیم خاں نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر جو تحائف شاہی پیش کئے ان میں ایک مرصع بجواہر شمشیر آبدار بھی تھی اور اسکے قبضہ پر جواہرات کی ترصیع سے آیت شریف نصر من اللہ و فتح قریب کندہ تھی یہ تلوار اعلان جنگ سے دو تین دن پیشتر پیش کی گئی۔ جب اعلیحضرت کی نظر مبارک قبضہ پر پڑی تو اسے مبارک فال کر کے دیکھتے ہی انکا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا عین اتفاق ہے جس بادشاہ عالی کی طرف سے یہ مبارک فال پہنچی اسکے نام نامی سے اس ظفر عظیم کی تاریخ بھی نکل رہی ہے یعنے مظفر الدین یا الدین مظفر سے فتح عثمانیہ کا سال ہجری ظاہر ہوتا ہے اس فتح مبارک پر ہزاروں تاریخیں عربی میں لکھی گئی ہیں جن میں سے ایک مصری کی یہ تاریخ نہایت ہی برجستہ اور حسب حال ہے "نصر اللہ الترک علی الیونان"۔

ترک سپاہیوں کا جسمانی صبر و تحمل ٹائمز کا خاص نامہ نگار ترکی سپاہی کی صبر و تحمل اور تکلیف کو آسانی برداشت کرنے کے متعلق اپنی کتاب تاریخ جنگ ترکی و یونان میں مندرجہ ذیل واقعہ تحریر کرتا ہے۔ ڈاکٹر ایک ترکی سپاہی کو جسکے پیر میں گولا لگا تھا اسکو نکالنے کیلئے چیری کو خوشی ہو گیا تھا کاٹ رہا تھا کہ عین اسی وقت جبکہ عمل کا سب سے زیادہ تکلیف دہ حصہ پہنچ گیا تھا اس نے ڈاکٹر کو روک دیا اور اپنے دوسرے ساتھی کی طرف جو قریب لیٹا ہوا تھا اپنا ہاتھ اشارہ کر کے کہا "میری کچھ پرواہ نہ کرو پہلے اسکی خبر لو اسے بہت تکلیف ہے" نامہ نگار موصوف ترکی فوج کی سلامت روی اور اعتدال کی بے حد تعریف کر کے لکھتا ہے کہ ان سپاہیوں نے معمولی اتفاق و فتوحات سے بھی فائدہ اٹھانا نہیں چاہا اور کسی بیٹے کے لئے بیل اور بکریاں تک بغیر قیمت دیکر خریدے گئے

فساد الاحسا و خلیج فارس

ہندوستان کی سرحدی جنگ۔ تنازعہ چین و جرمنی۔ مسئلہ کریٹ اور تنازعات
افریقیہ کیطرح یہ فساد بھی سن رواں کو شتہ ۱۸۹۹ء سے تذکرہ طلب ہے کیونکہ اسکے متعلق
مجمل حالات گو اب ہندوستان میں موصول ہوئے ہیں۔ لیکن اسکی خبریں یا واقعی بنا نومبر و دسمبر سن گذشتہ میں ہی پہنچ چکی تھی۔ فرضی یا
واقعی ہونیکی بحث صرف فساد الاحسا سے متعلق ہے۔ کیونکہ ایرانی ساحل پر ایک انگریزی افسر کے مارے جانے اور خلیج فارس میں ہتھیار اسلحہ
کی خرید و فروخت ہونیکا معاملہ عرصہ سے کسی قدر بخوبی واضح ہو چکا ہے۔ اس خرید و فروخت کا راز جب منکشف ہوا تھا۔ تو وہ ایک کاری
وقت جان گئے تھے کہ سرحد ہندوستان کو اس راستہ سے اسلحہ پہنچتے ہوں یا نہ۔ یورپین سوداگروں کی یہ مستعدی ٹرکی اور ایران کیلئے ایکدن
رنگ لائے بغیر نہ رہیگی۔ تا ہم یہ اندیشہ جنوبی ایران کے حادثہ مذکورہ بالا اور الاحسا کے فساد کی خبروں کے اوپر ہوتا نظر آ رہا ہے کیونکہ
خلیج فارس کے سواحل پر بھی ویسی ہی شورہ پشت اور سرکش اقوام آباد ہیں جیسے کہ ہندوستان کی شمال مغربی حصہ پر اور یہ ظاہر ہے
کہ ان اقوام کو موجودہ زمانہ کی ہلاکت بخش اسلحہ کا ملجانا انکی حکمران سلطنتوں کیلئے ویسا ہی مضر ہے جیسا کہ جاہل قوموں کے پاس ہتھیار
کی موجودگی گورنمنٹ انگلشیہ کیلئے ثابت ہو چکی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب گورنمنٹ ہند نے چند عرب شیوخ کو کچھ لی مٹ فورڈ رائفلیں
اور ان کی کارتوس تحفتاً ارسال کئے تھے تو پہلے ہو دسمبر کو اخبار میں اشارہ کر دیا تھا کہ غالباً گورنمنٹ عثمانیہ اپنی رفیق سلطنت
کی اس کارروائی کو پسند نہیں کریگی۔ چنانچہ اس قیاس کی تصدیق ہمارے بغداد کے نامہ نگار کی تحریر سے جو آگے مندرج
ہے ہو گئی ہے

تجار بالعموم قومیت کے خیالات کو اپنی تجارتی مفاد پر غالب نہیں آنے دیتے۔ اس لحاظ سے اگر خلیج فارس کے راستہ سرحد
ہندوستان کو بھی اسلحہ پہنچتے رہے ہوں۔ تو بھی انگریز تجار غالباً اسطرف ہتھیار بھیجنے سے باز نہ آتے۔ لیکن اس معاملہ میں اب یہ
متحقق ہو گیا ہے کہ وہ ہتھیار ہندوستان کی سرحد کیلئے نہیں بلکہ ایران اور عرب میں انکی کھپت ہونے کو بھیجتے ہیں
ہیں اور یہی باعث تھا کہ برطانوی گورنمنٹ نے جسکے متعدد پولیٹیکل ایجنٹ خلیج مذکور کے سواحل پر متعین ہیں۔ اور ان کو کل
معاملات کی خبر بلاکم و کاست ہوتی رہتی ہے۔ اس تجارت کے انسداد کیطرف کبھی توجہ نہ کی تھی۔ بوشہر میں سوداگران اسلحہ
کی دوکان کی تنبیہ اور صرف بلوچستان کو روکے جانے سے جسکی خبر تار کے کالموں میں مندرج ہے۔ اس ادعا میں کوئی فرق
نہیں آتا۔ صرف فساد [illegible] کی جرات اور استقلال اور انکے پاس اتنے ہتھیار دیکھکر انگریزی گورنمنٹ نے باوجود یہ یقین
رکھنے کے کہ خلیج میں جس قدر ہتھیار داخل ہوتے ہیں سب کے سب یا ایران کو یا عرب کو نہیں جاتے محض اس حفظ ما تقدم کیلئے کہ اب زیادہ
میں اسلحہ کا شوق کہاں تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ انگریزونکو اس تجارت کی طرف توجہ ہو گئی تھی۔ اور وہ وہاں سے ہتھیار
منگوانا شروع کرینگے اور زیادہ وہاں جانا [illegible] جو نکتہ بلوچستان کی جنوبی سرحد اور مکران میں بھی فساد برپا ہو گیا ہے
سرکار دولتمدار کی [illegible] لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اگر سرحدی فساد اور بالخصوص بلوچستان میں جو وہ ہنگامہ
برپا ہوا تو اس [illegible] سلطنتوں [illegible] سخت خطرہ پیدا ہو تا وقتیکہ اپنے ما تحت قبائل کو

معاملہ میں غالباً کبھی دست اندازی نہ کرتی اور انگریزی پولیٹیکل ایجنٹ برابر چشم پوشی کئے چلے جاتے۔

تجارتِ اسلحہ کی بحث کو اور زیادہ طول دینا مناسب نہیں۔ اگر فساد الاحسار کی خبر جو پچھلے ہفتہ ہمارے نامہ نگار نے بغداد سے روانہ کی ہے درست نکلی تو اس تجارت کے نتائج خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔ اور ممکن ہے کہ مکران کے فسادات میں بھی انکی کچھ جھلک نظر آجائے۔ الاحسار کے فساد کے متعلق سر دست کوئی پختہ خبر موصول نہیں ہوئی۔ ہمارا نامہ نگار اس ہفتہ کی مراسلت میں ان ترکی افواج کی منزل مقصود کی نسبت جو بغداد سے روانہ ہوئی ہیں۔ کوئی پختہ اطلاع نہیں دیسکا۔ اور براک آفندی مصر کے اخبار المؤید میں شیخ قاسم (جسے عراق عرب میں جاسم پکارتے ہیں) کے متعلق نامہ نگار کی تحریر کے عین برعکس تحریر کرتے ہیں۔ براک آفندی کی مراسلت کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کے اخبارات میں یہ خبر دسمبر میں ہی مشہور ہو گئی تھی کہ بصرہ اور کویت کے درمیان عربوں نے حکومت عثمانیہ کے برخلاف بغاوت کر دی ہے جس خبر کی وہ تردید کرتے ہیں۔ اس کے چند دن بعد ہم نے المؤید میں پھر ایک طویل آرٹیکل دیکھا گورنمنٹ انگلشیہ کی پالیسیوں اور کارروائیوں پر جو اسنے خلیج فارس یا عمان میں وقتاً فوقتاً اختیار کیں بحث کی ہے۔ ہمارے پاس چونکہ ان دونوں متضاد روایتوں کے سوار بیان کرنیکے بعد جنسے اگر ہمارے ناظرین کو واقفیت نہیں ہوگی وہ دونوں روایتیں بجنسہ درج کر دیتے ہیں۔

جزیرہ نما عرب پولیٹیکل لحاظ سے حسب ذیل حصص پر منقسم ہے۔ سینا۔ حجاز۔ تہامہ۔ یمن۔ عدن۔ حضرموت۔ نجد۔ جبل شمر۔ عمان اور الاحسار۔ جزیرہ نما سینا بحیرہ قلزم کے شمال میں فلسطین اور مصر کے درمیان واقع ہے اور مصر کے ماتحت ہے۔ حجاز۔ تہامہ اور یمن یکے بعد دیگرے بحیرہ قلزم کے مشرقی ساحل پر واقع ہیں اور ٹرکی کے ماتحت ہیں۔ عدن معہ علاقہ ملحقہ جسکا رقبہ ۸۰ میل مربع ہے۔ یمن کے جنوب میں خلیج عرب پر واقع اور انگلستان کے ماتحت ہے۔ اسکا انتظام گورنمنٹ بمبئی کے ہاتھ میں ہے۔ حضرموت یمن اور عمان کے درمیان عرب کے جنوبی ساحل کو کہتے ہیں۔ یہ علاقہ ویران اور پہاڑی ہے اور متعدد خودمختار شیوخ اسپر حکمران ہیں اور کل علاقہ برائے نام سلطان روم کے ماتحت ہے۔ نجد جبل شمر اور حضرموت کے درمیان وسط عرب میں واقع ہے۔ یہاں کے باشندے وہابی فرقہ کے ہیں اور انکا امیر عبد الوہاب کی اولاد میں سے ہے۔ جسکا صدر مقام الریاض ہے۔ جبل شمر کا علاقہ نجد کی شمال سے لیکر ولایت بصرہ کی جنوبی حدود تک چلا گیا ہے۔ امیر محمد بن الرشید مرحوم اسی علاقہ کے حکمران تھے۔ حایل انکا صدر مقام ہے۔ عمان کا علاقہ عرب کے جنوب مشرقی گوشہ خلیج عمان اور بحیرہ عرب کے ساحل پر واقع اور سلطان مسقط کے ماتحت ہے جو انگریزی حمایت میں ہے۔ الاحسار خلیج فارس کے نصف شمال مغربی ساحل پر واقع ہے اور ٹرکی کے ماتحت ہے۔ الاحسار اور عمان کا درمیانی نصف ساحل آزاد قبائل کے پاس ہے۔ الاحسار کے قریب البحرین جزیرے مشہور ہیں۔ انگریزی حمایت میں ہیں۔ ٹرکی کی حکومت گو کل عرب پر علاقہ پر اکثر حصے برائے نام ہے۔ اور قبائل کا انتظام انکے اپنے شیوخ کے ہاتھ میں ہے پھر بھی حجاز اور یمن کے شہروں میں ترکی فوج مقیم اور علاقے باقاعدہ اضلاع اور تحصیلوں میں منقسم ہیں۔ پر ترکی حکام مامور ہیں لیکن الاحسار میں ترکی حکام کو چنداں اقتدار حاصل نہیں۔ انیسویں صدی کے شروع میں جب امیر نجد کی طاقت بہت بڑھ گئی تھی تو اس علاقہ کے شیوخ نے عثمانی حمایت قبول کر لی تھی۔ جو صورت موجودہ کو حسب حال ۱۸۷۴ تک مستثنیٰ رہی۔ آخر سنہ ۱۸۷۴ء میں ترکی فوج لڑائی

کر کے باشندگان الاحسا کو اپنا مطیع و منقاد بنا لیا۔ مگر اندرونی انتظام بدستور شیوخ کے ہاتھ میں رہا۔ فتح کے بعد یہ علاقہ ولایت البصرہ میں شامل کیا
گیا ہے۔ ۱۸۸۴ء سے لیکر ۱۸۹۸ء تک بغداد کو ساتھ شامل کر کے قایم بالذات صوبہ بنا دیا گیا۔ اب ولایت البصرہ میں تینوں عربی اضلاع عمارہ
منتفک اور احسا شامل ہیں اور ہر ایک پر متصرف مقرر ہے۔ ولایت بصرہ مقام صفینا سے شروع ہو کر ۶۰ میل طول میں مقام علی غربی واقع بر
لب دجلہ اور قلعۃ البرج واقع بر لب فرات تک چلی گئی ہے اور مغرب میں علاقہ جبل شمر کے شمال میں وسط عرب سے ہوتی ہوئی علاقہ نفود اور
صحرائے شام تک چلی گئی ہے جس صحرا سے پرے یہ حجاز واقع ہے۔ دریائے شط العرب پر جو دجلہ اور فرات سے ملکر بنا ہے زیادہ تر تجارت
ایک انگریزی کمپنی کے سٹیمر و شپر ہوتی ہے ایک سال میں صرف بصرہ کے بندر سے تقریباً ۲۵ لاکھ پونڈ کی تجارت درآمد و برآمد ہوتی ہے
سلطان عمان کی حکومت کسی وقت بہت وسیع تھی۔ اور زنجبار اور مشرقی افریقہ کے ساحل کا بہت بڑا حصہ اسکے ماتحت تھا۔ مگر سلطان
سعید کے ۱۸۵۶ء میں فوت ہونے پر افریقی مقبوضات اسکے دوسرے بیٹے نے بطور علیحدہ حکومت قایم کر لی جن مقبوضات پر اب انگلستان
اور جرمنی قابض ہیں اور سعید کا جانشین زنجبار اور پیمبہ کے جزایر پر انگلشیہ حکومت کی زیر حمایت برائے نام حکمران رہ گیا ہے۔ عرب
کے علاقہ عمان پر بھی سلطان کی حکومت ساحل پر محدود ہے۔ خلیج فارس کے اکثر جزایر اسکے قبضہ سے نکلگئے ہیں مگر ساحل بیکران کے قصبہ گوادر
اور ملحقہ تھوڑے سے علاقہ پر اسکا قبضہ بدستور قایم ہے۔ موجودہ سلطان کا نام سید فیصل بن ترکی ہے جو ۱۸۸۸ء کو تخت نشین
ہوا۔ اسکے صدر مقام کا نام مسقط ہے جسکی آبادی ۲۰ ہزار ہے ایک انگریزی قونسل جسے پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے یہاں رہتا ہے۔ سلطنت
کا موجودہ رقبہ ۸۲ ہزار میل مربع اور آبادی ۱۵ لاکھ ہے بمبئی کے اکثر بنئے۔ مارواڑی۔ خوجے اور بوہرے بھی مسقط میں آباد ہیں سلطان کی
سالانہ آمدنی دو لاکھ ڈالر کے قریب ہے سترہویں صدی عیسوی کے نصف تک پرتگیز مسقط پر قابض رہے جب انکی طاقت کمزور ہو گئی اور دیگر
مقبوضات کیطرح خلیج فارس کے علاقے بھی انکو چھوڑنے پڑے تو بہت سے انقلابات کے بعد علاقہ یمن کے ایک عالی ہمت جوانمرد احمد بن سعید نے
جو ۱۷۴۱ء میں امام منتخب کیا گیا تھا مسقط پر قبضہ کر لیا اور اسکی منصفانہ طرز حکومت سے کل علاقہ جلد آباد اور سرسبز ہو گیا۔ اسکا
خاندان اب تک حکمران ہے۔ انگریزوں کا بیان ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کو عمان میں سب سے زیادہ اقتدار حاصل ہے اور اسلیے بعض وقت انگریزی
قونسل کو پولیٹیکل ایجنٹ بھی کہا جاتا ہے مگر ایک آفندی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سید فیصل کے زمانہ میں فرانس نے انگریزی رسوخ
کو بہت کچھ کم کر کے اسکی جگہ خود لیلی ہے۔ فساد الاحسا کے متعلق بمبئی کا انگریزی اخبار یہ خبر شایع کرتا ہے کہ دیسی ذریعوں سے معلوم ہوا ہے
کہ البیدا کا شیخ جاسم بن ثانی یوسف بن رحیم کی اعانت سے کویت کے شیخ مبارک پر چڑھائی کرنے کیلیے مہم تیار کر رہا ہے۔ البیدا خلیج فارس کے
جنوبی ساحل پر قطر کا بڑا مشہور مقام ہے۔ اور کویت شط العرب کے دہانہ کے قریب ایک بندرگاہ کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ مبارک بن صباح کے
بھائی نے یوسف کی ہمشیرہ سے شادی کی۔ مگر جب مبارک شیخ نے یوسف کو اپنے بندرگاہ میں تجارت کی اجازت نہ دی تو دونوں خاندانوں میں تنازعہ
برپا ہو گیا۔ اسوقت سے یوسف کئی دفعہ کویت پر چڑھائی کر چکا ہے مگر بامراد نہیں ہوا۔ شیخ جاسم اور قاسم کا تین چار برس ہوے
ترکوں سے مقابلہ ہوا تھا۔ مگر انگریزی کاموشن بیچ میں پڑ کر مصالحت کرادی۔

ہمارا نامہ نگار مقیم رضوی کو بغداد سے اسکے متعلق مزید کیفیت حسب ذیل ارسال کرتا ہے۔ شیخ جاسم کی سرکوبی کیلیے بغداد سے

جو عساکر شاہانہ روانہ ہوئے ہیں انکی مفصل کیفیت پچھلے ہفتہ لکھی گئی تھی۔ روانہ شدہ لشکر کی امداد کیلئے اور فوجیں بھی برابر روانہ کیجا رہی ہیں۔ چنانچہ آٹھ روز کا عرصہ ہوا کہ ایک توپخانہ بھیجا گیا تہا۔ آج سہ شنبہ کو بھی عساکر قاہرہ کی دو پلٹنیں عثمانی جہازوں پر سوار ہو کر بغداد سے روانہ ہوئی ہیں۔ اس لشکر کے بھیجے جانے کی نسبت بغداد میں مختلف افواہیں مشہور ہیں۔ عام خیال یہہ ہے کہ شیخ جاسم کی سرکوبی کی غرض سے تیار کیا گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ قلعہ فاؤ کی مضبوطی کیلئے جو بصرہ کے متصل خلیج عجم (فارس) پر واقع ہے روانہ ہوا ہے لیکن اسبارہ میں سب متفق الرائے ہیں کہ اس معاملہ کی تہ میں ضرور انگریزی پالیسی پنہاں ہے۔ اہل بغداد کے ہر ایک متنفس کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہے اگر یہہ بات صحیح ہے تو ہندوستان کے سربرآوردہ اینگلو انڈین اخبارات سول اور پائونیر کی حسب رائے کا ترجمہ ۱۵ نومبر کے وکیل میں شائع ہوا تہا وہ غلط نہیں تھی۔ عام مشہور ہے کہ شیخ جاسم نے جنکو انگریزی پالیسی نے محو کر لیا ہے انگریزوں کے ہاتھ ملک بیچڈالا ہے اور بہت اسلحہ ہم پہنچالئے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی گورنمنٹ سے نمکحرام ہو کر لڑائی پر آمادہ ہو گیا ہے اور گورنمنٹ عثمانیہ کو جوابدیا ہے کہ میں رعیت انگریزی ہو گیا ہوں۔ بہرحال کوئی پختہ امر معلوم نہیں جسپر رائے زنی کیجا سکے۔

یہہ بھی سنا گیا ہے کہ گورنمنٹ ہند نے جو کمیتہ لی منصور ٹو الفامین اور کئی سوکارتوس کسی عرب شیخ کیواسطے تحفتاً بھیجے تھے وہ کل چیزیں مع انگریزی جہاز کے گرفتار کر لیگئی ہیں۔ ترکوں نے یہہ کارروائی کمال ہوشیاری سے کی ہے۔ گویا کہ انکو ان رانفلوں کی پہلے سے خبر تھی۔ سنا جاتا ہے کہ اس گرفتاری کے متعلق کوئی خفیہ کارروائی ہو رہی ہے۔ اگر یہہ خبر پایہ ثبوت کو پہونچگئی تو عجب گل کھلیگا اصل معاملہ یہہ ہوتا ہے کہ کچھہ عرصہ سے قبائل عرب کو اسلحہ سے امداد دیجا رہی تہی۔ مگر ترک فوراً بیدار اور اس خفیہ اعانت کے انسداد پر کمربستہ ہو گئے فاؤ (فہو) میں فوجیں جمع ہو رہی ہیں۔ مندرجہ بالا دو پلٹنیں جو آج گئی ہیں۔ موصل سے یہاں آئی تہیں۔"

ان بیانات کے مقابل جب براک آفندی کی تحریر انکو دیکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ آفندی مذکور وہی صاحب ہیں جنہوں نے تل چہری کا معاملہ (جسکی تاحال کوئی تصدیق یا تردید نہیں ہوئی) مشتہر کیا تہا اور انگریزی پالیسی پر تو ویسی ہی سختی سے نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر شیخ قاسم کو ترکوں کی مخالفت سے بالکل بری کرتے ہیں۔ اس مفروضہ یا واقعی فساد پر وہ ٹیلیگرام کو سے ۱۶ دسمبر ۱۹۱۱ء کے المؤید میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

انگلستان کے اخبار اسٹینڈرڈ نے تین ہفتے ہوئے اپنے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ کی مراسلت بدیں مضمون شائع کی تہی کہ بصرہ اور بغداد کے درمیانی علاقہ کے عرب قبائل حکومت عثمانیہ سے باغی ہو گئے ہیں۔ اس خبر کو یورپ کے اکثر اخباروں نے نقل کیا جس سے مخالفین سلطنت عثمانیہ کو بہت خوشی ظاہر کرنے اور دولت علیہ کی نسبت برا بھلا کہنے کا موقعہ ملگیا۔ اس مفروضہ بغاوت کا محل وقوع میرا اصلی وطن ہے اور اپنے اہل وعیال بھی وہاں رہتے ہیں۔ میری برابر خط و کتابت ہوتی رہتی ہے۔ مجھے اس نواح کے قبائل سے پورا علم ہے۔ اور مجھکو دولت علیہ کی چیرہ دستی اور مستحکم اقتدار سے پوری خبر ہے جو اُسے تقریباً سات ایک برس سے علاقہ مذکور پر حاصل ہے۔ جہاں اب دولت عثمانیہ کا ایک مخالف بھی باقی نہیں رہ گیا۔ بلکہ اس قسم کے تمام شورہ پشت جیلخانوں میں مقید ہیں۔ پس جب آپنے (یعنی ایڈیٹر المؤید) اس خبر کے موصول ہونے پر مجھہ سے دریافت کیا تہا کہ اسکی نسبت میرا قیاس کیا ہے تو میں نے اُسوقت جوابدیا تہا کہ اگر یہہ خبر بالکل جھوٹ نہیں تو بہی نوآبادیں اس

کہ اسمیں بہت ہی مبالغہ کیا گیا ہے۔ اگر اسکی کچھ اصلیت ہوگی تو یہ ہوگی کہ کسی قبیلہ نے دوسرے قبیلہ کیساتھ جیسا کہ زمانہ بدوش ممالک کے قبائل میں ہمیشہ ہوتا رہتا ہے لڑائی کی ہوگی۔ جمعہ کی شام اپنے گھر سے خط موصول ہوا ہے جس سے میرے قیاس کی بالکل تصدیق ہوگئی ہے۔ اس خط کا ایک فقرہ بعینہ یہ ہے۔ شیخ قاسم بن ثانی کویت پر حملہ کرنے کیلئے اپنے مقام سے زبردست جمعیت لیکر روانہ ہوا ہے۔ اسکو پڑھکر اکثر لوگ کہینگے کہ مبہم عبارت کیا بلا ہے؟ اور اس سے کچھ یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ بغاوت دولت عثمانیہ کے خلاف نہیں ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ قصبہ کویت خلیج عجم پر واقع ہے اور اسپر نسلاً بعد نسل عرب مشائخ حکومت کرتے چلے آتے ہیں۔ پچھلے برس حاکم شہر کو اسکے بھائی نے قتل کرکے مقتول کے بیٹوں کی گرفتاری کا حکم دیا تاکہ کوئی رقیب باقی نہ رہ جائے۔ مگر پسران مقتول خوش قسمتی سے بچ کر بھاگ گئے اور انہوں نے اپنے ایک رشتہ دار شیخ یوسف آل ابراہیم کے پاس جو جزیرہ نما عرب کا نہایت مشہور اور متمول تاجر ہے پناہ حاصل کی۔ اور اسکو نیز اپنے عزیزوں کا بدلہ لینا ضروری ہوگیا۔ چنانچہ اسنے باضابطہ طور پر والی بصرہ کے روبرو یہ معاملہ پیش کیا۔ اسپر والی مذکور نے باب عالی سے کویت پر فوجکشی کرنے کی اجازت طلب کی تاکہ اسطرح کویت میں باقاعدہ طور پر اور براہ راست عثمانیہ حکومت قائم کرکے قاتل کو گرفتار کیا جائے اور بروئے قانون اسکی تحقیقات و تجویز کیجائے۔

اس اجازت کو طلب کرنے سے پہلے حکومت بصرہ نے قاتل کو حاضر ہونیکا حکم بھیجا تھا۔ مگر اسنے تعمیل سے انکار کردیا تھا۔ باب عالی نے چھٹی اردوئے ہمایوں مقیمہ بغداد کے کمانڈر کو نام کویت پر حملہ کرنیکے لئے کافی اور حسب ضرورت مہم تیار کرنیکا حکم صادر کردیا لیکن چونکہ کویت ساحلی قصبہ یعنی بندرگاہ ہے اور لو تجارتہ (وارشہ) فاو کے قریب واقع ہے۔ اردوئے سادس کے مشیر یعنی کمانڈر کو اندیشہ ہوا کہ کویت پر چڑھائی کرتے وقت ممکن ہے کہ انگریزی جہاز مداخلت کریں اور جب مشیر ممدوح کو یہ معلوم ہوا کہ شیخ مبارک (قاتل و حاکم کویت) سے یہ بعید نہیں کہ وہ انگریزی جہازات جو کہ خلیج فارس میں ہیں کسی ایک کے پاس امداد کی التجا کرکے انگریزی حمایت و قبضہ شہر کو قبول کرے تو انکا اندیشہ اور قوی ہوگیا اور انہوں نے تار کے ذریعہ باب عالی کو اپنے خیالات سے مطلع کیا۔ باب عالی اور ان سے اتفاق رائے کرکے تجویز شدہ کارروائی کو منسوخ کرکے اور معاملہ کو صلح و آشتی سے مسئلہ کی تصفیہ کا حکم دیا۔ لیکن اس طریق سے کوئی کامیابی نہوئی۔ اور جب مقتول حاکم کویت کی اولاد کو پناہ دہندہ یعنی شیخ یوسف آل ابراہیم اس طول سے اکتا گئے تو انہوں نے قاتل سے بدلہ لینا اور واپس لینے کیلئے اپنے خرچ سے مہم تیار کرنیکی تجویز کرلی اور تین ہزار اسلحہ بردار ہمراہ لیکر سمندر کے رستہ کویت کو روانہ ہوئے۔ لیکن انکی روانگی کے بعد معلوم ہوگیا کہ اہالی کویت کو جنکی تعداد ۱۵ ہزار ہے مہم کی روانگی اور اسکے مقصد سے آگاہی ہوگئی ہے اور انہوں نے مقابلہ کیلئے پوری تیاری کرلی ہے تو حملہ آور منزل مقصود کے قریب پہنچکر واپس لوٹ آئے اور فوج کشی کو دوسرے وقت پر ملتوی کردیا۔

میں بمبئی ہی میں تھا کہ مجھے خبر ملی کہ شیخ یوسف آل ابراہیم نے سواحل عمان کی بندرگاہ قطر دگلس کو شیخ قاسم بن ثانی کے پاس جاکر اس سے حاکم و باشندگان کویت کے برخلاف مدد دینے کی درخواست کی ہے۔ اور شیخ قاسم نے درخواست منظور کرکے انکا صدف کے موسم کے گذر جانے تک توقف کرنیکی خواہش ظاہر کی۔ پس مجھ کو بالا اطلاع کے ساتھ مذکورۃ الصدر عبارت کا مطلب معلوم ہوگیا ہوگا کہ انکا صدف (یعنی سمندر سے موتی نکلی سیپیاں نکالنے کا) موسم گذر گیا ہے۔ اور اب شیخ قاسم اور شیخ یوسف مہم تیار کرکے سواحل عمان سے کویت کیطرف روانہ ہوگئے ہیں۔ اس حملہ کے متعلق جو مزید حالات مجھکو معلوم ہوئے ان سے ناظرین المؤید کو اطلاع دیتا ہونگا تاکہ وہ سلطنت کے دار اور اسکے ہم مشرب

اخبارات کی مبالغہ آمیز تحریروں کے دہوکہ میں نہ آئیں۔"

اس سے ناظرین کو واضح ہو گیا ہوگا کہ براک آفندی کے بیان کے مطابق شیخ قاسم نے دولت عثمانیہ کے خلاف نہیں بلکہ اُسکے ایک سرکش ماتحت (شیخ مبارک) کے برخلاف چڑہائی کی ہے مگر ترکی فوجوں کی نقل و حرکت اور بغداد کی اثنا ہی میں تیاریاں ہیں کہ ترکی گورنمنٹ کو اپنے ماتحت مشائخ کی ان کارروائیوں سے ضرور کوئی نہ کوئی خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ بمبئی کے اخبارات کی مشہورہ خبر سے پایا جاتا ہے کہ شیخ قاسم کا ایکدفعہ ترکی حکام سے مقابلہ ہو چکا ہے جسمیں انگریزی افسروں نے باہمی صفائی کرا دی تھی۔ مگر براک آفندی اپنے دوسرے مضمون میں جو ۱۴۔ ۱۵ اور ۱۶ جنوری کے المؤید میں شایع ہوا ہے۔ اسکا مطلقاً ذکر نہیں کرتے بلکہ برعکس اسکے شیخ قاسم اور انگریزوں کی مخالفت کا ذکر کرتے ہیں انکی اسبارہ میں مطلق خاموشی خواہ کسی امر پر محمول کیجائے خلیج فارس کے معاملات پر انکی تحریر سے کچھہ آگہی تحصیل ہی ہو۔ اور تاکہ ہمارے ناظرین اس مسئلہ کے ہر پہلو سے جسکا عنقریب اہم ہو جانا بعید از قیاس نہیں بلکہ ایکطرف عرب قبایل کی مستعدی اور دوسری طرف باغیان بلوچستان و مکران کی روز افزوں شورہ پشتی سے غالباً اثر کی۔ ایران اور گورنمنٹ ہند ہر ایک کیلئے اپنی اپنی جگہ نہایت دقت و شکل اختیار کرتا دکہائی دیتا ہے بخوبی واقف ہو سکیں ہم اسکا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔

میں عربی اخبارات کو اس امر پر عرصہ دراز سے دلمیں ملامت کیا کرتا تہا کہ وہ خلیج فارس کے مسائل کے متعلق وہ کیوں نہیں کچھ شایع کرتے۔ لیکن جب معلوم کیا کہ اونکی وہاں کوئی نامہ نگار اور نہ انہیں اسقدر مالی استطاعت ہے کہ فرنگستان کے مشہور اخباروں کی طرح خاص اپنے نامہ نگار مقرر کریں جو اقطار و ممالک عالم میں پہرتے رہکر حالات قلمبند کرتے رہیں۔ تو میں نے انکو معذور سمجھہ لیا۔ یہی بے بضاعتی اس امر کا باعث ہے کہ عربی (یعنی مصر کے) اخبارات اہم خارجیہ احوال فرنگی اخبارات سے نقل کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ مگر بدقسمتی (نہیں ایسا موقع پر شاید خوش قسمتی کہنا چاہیئے) سے فرنگی اخبارات کے بہی خلیج فارس کے علاقوں میں کوئی نامہ نگار نہیں ہیں۔ اسلئے جب کبہی وہاں کی نسبت کچھہ لکہا جاتا ہے تو عجیب غلط مبحث کر دیا جاتا ہے اور چونکہ اس نوع میں دول یورپ میں سے فقط انگلستان اپنا رسوخ و اقتدار بڑہانے میں ساعی ہے۔ اسطرح اسکو اپنی کارروائی کے لئے خوب کہلا میدان بلا رقیب و بلا معترض ملا ہوا ہے۔ خلیج فارس عراق عرب۔ ایران اور بلاد عرب کا راستہ ہے اور دُر ہائے شہوار کا مخزن و معدن ہے۔ تقریباً چالیس برس ہوئے جب سے اول دولت انگلشیہ نے ایرانی ساحل کے بنادر کیطرف متوجہ ہو کر وہاں کے بندر ابوشہر پر دندان تیز کئے۔ اور اسکے حصول کیلئے اپنی معمولی حکمت عملی کام لیا۔ یعنے وہاں کے بعض بدخصال اور اعدائے ملک تجار کو لالچ دیکر اس غرض میں فتنہ و فساد برپا کرنے پر آمادہ کیا گیا کہ اسطرح سے اپنی رعایا کی حفاظت کے بہانہ سے دست اندازی کا موقعہ ملجائے۔ اسوقت وہاں محکمہ تار کے ملازموں کے سوا اور کوئی برطانوی رعیت موجود نہ تہی۔ ایرانی تجار متذکرہ صدر نے آخر بندر بوشہر میں فتنہ و شورش برپا کرا دی جسکو شروع ہوتے ہی انگریزی جہاز بوشہر کے قریب پہونچگیا۔ اور لنگر ڈالتے ہی کل شہر پر گولہ باری شروع کر دی جس سے تمام اہل شہر مدہوش و شکستہ ہو گئے۔ اسکے بعد سپاہ

۱؎ براک آفندی نے قبضہ ابوشہر کی جو وجہ لکہی ہے وہ درست نہیں ۱۸۵۶ء میں شاہ ناصر الدین مرحوم کے عہد میں ایرانیوں نے گورنمنٹ ہند کے خلاف منشاء ہرات کا محاصرہ کر کے اُسے افغانوں سے فتح کر لیا تہا جسکو امیر کابل کو واپس دلانے کیلئے بوشہر پر قبضہ اور ایران پر چڑہائی

سے فوج خشکی پر اُتار دیگئی اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کر لیا گیا۔ بعد ازاں ایران کو اندرونی علاقہ پر چڑھائی کرنیکا حکم دیا گیا۔ اور فوجکشی کا سامان درست کرنیکے لیئے ایک جہاز کویت کو بھیجا گیا کہ بلاد عرب سے اونٹ خرید کیئے جائیں۔ یہہ کام وہاں کے ایک سرکردہ باشندہ یوسف ابدہ کے سپرد کیا گیا۔ جس سے انگریزوں کی پہلی شناسائی تھی۔ اسکو چار ہزار اونٹوں کی قیمت دیکر کہا گیا کہ اونٹ جلد خرید رکھے۔ دوسرا جہاز انہیں آکر لیجائیگا۔ مگر اتنے میں روس نے سخت دھمکی دی کہ اگر ایران کے اندرونی علاقہ پر فوجکشی کیگئی یا بوشہر پر قبضہ رکھا گیا تو اسکا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ اس سے انگریزوں نے فوجکشی کا ارادہ ترک کرکے بوشہر کو خالی کر دیا اور ایک افسر کو خرید شتر انکے روکدینے کے لیئے کویت روانہ کیا۔ مگر اسکے پہنچنے تک اونٹ خرید کیئے جاچکے تھے۔ جو دوبارہ بہت خسارہ پر فروخت کر دیئے گئے۔ جس جانور کی پانچ یا چھہ پونڈ قیمت دیگئی تھی اسکا بمشکل ایک پونڈ ملا۔ چنانچہ اکثر اہالی کویت کی ثروت کی بنا اسی انگریزی خسارہ پر قائم ہوئی۔ بعض اہل بوشہر کو رشوت ملی تھی انکو بھی آخر میں سخت ندامت اٹھانی پڑی۔ ان لوگوں کو طلائی دینار روپئے کے صندوق دیئے گئے تھے۔ مگر جب بعد میں انہوں نے صندوقوں کو کھولکر اشرفیوں کو پرکھا تو وہ تانبے کی پائی گئیں۔ جنپر سونے کا ملمع کیا ہوا تھا۔ انکا کچھہ حصہ اب تک بلاد عجم۔ بصرہ اور کویت میں موجود ہے۔

جب انگریزی پالیسی خلیج کے ایرانی ساحل پر کامیاب نہوئی تو اسنے دوسرے ساحل یعنی ساحل بلاد عرب عمان و جزیرہ بحرین کیطرف توجہ کی تاکہ صنعت کی تجارتگاہوں سے زیادہ قریب ہو جائے اور سب سے اول وہ بندر قطر کیطرف جو بلاد عرب کے اندرونی حصہ کو جانے کا راستہ ہے متوجہ ہوئی۔ یہہ بندر نجد کے مشہور امراء آل سعود کے ماتحت تھا۔ اور آل سعود کیطرف سے ایک عامل مسعود نامی رہتا تھا۔ آل سعود اور صبیح خاندان میں قرابت اور رشتہ داری ہے۔ جب انگریزی جہاز نے قطر کے قریب پہنچکر لنگر ڈالدیا۔ تو حاکم شہر نے متنبہ ہوکر اپنے آدمیوں کو تیار ہو جانے اور جہاز کی حرکات کا نگراں رہنے کا حکم دیا۔ ادہر جہاز نے لنگر انداز ہونیکے چند ساعت بعد چار کشتیاں سمندر میں اُتار دیں چند سپاہی اور افسر سوار ہو کر خشکی کیطرف روانہ ہوئے۔ یہہ کیفیت دیکھکر حاکم شہر بہت ڈرا اور اوسنے حکم دیا۔ کہ کشتیوں کو واپس چلے جانیکا اشارہ کیا جائے۔ لیکن کشتیوں کے افسروں نے اشارہ کی کچھہ پرواہ نہ کی اور برابر بڑہے چلے گئے۔ اسپر حاکم نے انکو ڈرانے کیلیئے انکے سر پر سے اوپر گولے چلانیکا حکم دیا۔ جب یہہ تدبیر بھی کارگر نہوئی تو انپر سیدھی آتشباری کرنیکا ارادہ کر لیا اور چلانیکا حکم دیا گیا۔ کشتیاں جہاز سے بہت دور نکل آئی تھیں۔ اور اب واپس نہیں جا سکتی تھیں۔ پس سوائے پانچ یا سات کے جو تیرنا جانتے تھے۔ اور دریا میں کود پڑے تو باقی سب گولیوں سے مجروح ہو کر ہلاک ہو گئے۔ یہہ تماشا دیکھکر جہاز کا کپتان آگ بگولا ہو گیا اور اوسنے اوسی وقت توپوں پر چڑہ کر کنارے پر گولہ باری شروع کر دی۔ اور جب کنارہ ساحل کو جسپر ایک چھوٹا سا قلعہ اور مورچہ بنے ہوئے تھے منہدم کر چکا تو کشتیوں اور مردوں کو وہیں چھوڑ کر لنگر اٹھا چلدیا۔ یہہ واقعہ بلاد عرب میں بہت مشہور ہے اور سب کو معلوم ہے۔ اور اب تک قومی واقعہ سمجھا جاتا ہے [illegible] جہازوں کو کیا گیا تھی۔ غرضکہ چند محاربوں کے بعد فریقین میں صلح ہوئی۔ رجب ۱۲۷۳ھ کو اس شرط پر معاہدہ ہو گیا۔ کہ ایران ہرات کو خالی کر دے اور آئندہ اوس سے کوئی تعرض نہ رکھے۔ اسکے عوض میں انگریزوں نے بوشہر اور ایرانی ساحل سے فوج واپس ہٹالی۔ بوشہر پر ۱۲ دسمبر ۱۸۵۶ء کو کامل انگریزی قبضہ ہوا تھا۔ (ایڈیٹر)

بنا لیا اور ایکدن وہ خود بھی تین سو کے قریب آدمی لیکر ظہر کے بعد امام کے مکان پر پہونچگیا یہ تعداد ایسی نہ تھی کہ فیصل کو کوئی شبہ یا اندیشہ پیدا ہوتا۔ مشائخ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ مہمان اور میزبان کی حیثیت کے مطابق خدام اور ہمراہی ہمرکاب رکھیں۔ رات کا کھانا تناول کرنے کے بعد شیخ فیصل ملازموں کو مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے رہنے کی تاکید کر کے حرم میں جو محل کے قریب ہی تھا چلا گیا۔ مگر شیخ صالح اور فکر میں تھے جب میزبان کو دکر جا کر سو گئے تو اوس نے ہمراہیوں کو لیکر حرم پر حملہ کر دیا۔ لیکن اسکو وہانتک پہونچنے سے پہلے محافظوں کو خبر ہوگئی اور گو انکی تعداد ناکافی تھی وہ مقابلہ پر کھڑے ہوگئے اور فریقین میں لڑائی شروع ہوگئی۔ شیخ فیصل شور و غل سنکر جاگ اٹھا اور اپنے بھائیوں کے پاس جو محل کے قریب ایک مضبوط اور بلند قلعہ میں جو ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے رہتے تھے پناہ گزین ہوگیا (ناظرین کو معلوم رہے کہ مسقط کے ارد گرد متعدد پہاڑیاں ہیں) ادہر بندوقوں کی آواز سنکر صالح کے طرفدار دو لوگ شہر میں بلوہ کر کے فیصل کے طرفدارونپر حملہ کر دیا۔ اور ساری رات تلوار چلتی رہی۔ صبح ہونے پر جب شہر والوں کو معلوم ہوا کہ شیخ فیصل ابھی زندہ ہے تو اسکے حامیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے زیادہ مستعدی اور ثبات سے باغیوں کا مقابلہ شروع کر دیا۔ الغرض یہ فساد تین دن رات جاری رہا۔ اور شیخ صالح بری طرح سے اسمیں ہلاک ہوگیا۔ انگریزی قونصل نے جب دیکھا کہ کھیل بگڑ گیا ہے اور شیخ فیصل کامیاب ہوگیا ہے تو وہ دوسری چال چلا۔ اوسنے قلعہ میں امام کے پاس جا کر عرض کیا کہ انگریزی جہاز آپ کی مدد کیلئے حاضر ہے اگر آپ حکم دیں تو وہ فوراً شہر کے باغیوں پر (یعنے شہر پر) گولہ باری کرنے کو تیار ہے اسکے عوض آپ بندر گوادر انگلستان کے حوالہ کردیں۔ امیر نے اس درخواست کو رد کر کے اسیوقت فرنچ قونصل کو بلایا اور اوس سے کہا کہ فرانسیسی جہاز کو بندرگاہ میں بھیجدو تاکہ اگر مجھے اس سے کام لینے کی ضرورت پڑے تو وہ قریب موجود رہے۔ فرنچ قونصل نے کسی شرط کے بغیر اس استدعا کو منظور کر لیا اور کہا جاتا ہے کہ فساد کے آخری وقت امیر فرنچ جہاز پر چلا گیا تھا۔ آخر صالح اور اسکے اکثر ہمراہیونکے قتل کے بعد فتنہ فرو اور امن قائم ہوگیا۔ اس فساد میں بیشمار عمارتیں ضائع ہوئیں اور شہر کا دو تہائی حصہ جلکر خاک سیاہ ہوگیا۔ اس فرنچ جہاز کا نام[1] ڈی پولیس ہے اور مینے اوسے ۱۸۹۶ع کے آخر میں جبکہ بندر عباس سے بمبئی کو واپس گیا تھا خود بھی دیکھا تھا۔

قیام امن کے بعد شیخ فیصل نے اپنے مقر حکومت کو واپس جا کر بغاوت کے اسباب کی تحقیقات کی تو اوسے واضح ہوگیا کہ انگریزی قونصل نے شیخ صالح سے اعانت کی غرض سے وعدہ لیا تھا کہ تخت ملجانے پر گوادر انگریزوں کے حوالہ کردیگا اور عمان کو انگریزی حمایت میں قبول کریگا۔ اس سے شیخ فیصل کے دل میں انگریزی قونصل کیطرف سے اور رنجیدگی بڑھ گئی۔ اور اوسنے فرنچ قونصل کو اپنا مشیر بنالیا اور فرانس نے ان حوادث کے بعد فیصلہ کر دیا کہ انگریزی جہازات کی حرکات کی نگرانی کرتے رہیں اور انکو خلیج فارس کے سواحل پر کسی بندر پر قابض ہونے سے روکنے کو ایک فرانسیسی جہاز ہمیشہ وہاں مقیم رہے لیکن اسنے اس جنگی جہاز کو تجارتی بنا رکھا ہے جو بصرہ اور بمبئی کے درمیان اسباب لیکر آتا جاتا ہے۔ مینے اس جہاز کے تمام فوجی افسروں اور سپاہیوں کو دیکھا ہوا ہے۔ اسپر ملاحوں کے علاوہ ایک سو ساٹھ بحری سپاہی ہیں مینے جہاز کے مقاصد مجھے اوسکے افسر اعلیٰ سے کنایتاً معلوم ہوئے تھے۔ فرانس کے مقاصد کی نسبت اوسنے کہا کہ وہ خلیج فارس میں انگلستان کی کوشش کی مزاحمت کرنے اور اوس ساحل کو فرانس کا دوست بنانے کے سوا اور کوئی ذاتی غرض نہیں رکھتا اس جہاز کی سب سے عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی

[1] یہی نام ایران کے قلیل الوزن و العبا جنگی جہازوں میں سے جو ایران کی بحری طاقت کی کل کائنات ہیں ایک جہاز کا ہے

کہ اسکا قومندان جیمبرسین نام انگریز شخص تھا۔ الحاصل اگر فرانس کو اپنی تقویت پر کچھ بھروسہ ہے کہ وہ اپنی پولیٹیکل راز غیر قوم کے لوگوں
سے چھپالے تو کوئی پروا نہیں کہ کہنا اور ایسے کاموں پر بھی ان کو مامور کر دیتا ہے (اس موقعہ پر شاید یہہ بتادینا مناسب نہوگا کہ ایک
بالکل اجنبی اور بے تعلق سلطنت نے محض اس غرض سے کہ اسکی رقیب طاقت کو زیادہ اقتدار حاصل نہو جائے۔ خاص طور پر ایک جنگی جہاز
کو خلیج فارس میں مقیم کر رکھا ہے۔ مگر ایران کی بحری طاقت کی جو کائنات ہے وہ فٹ نوٹ میں درج کیگئی ہے اور نصف خلیج فارس کی مالک
دوسری سلطنت یعنی ٹرکی کی یہہ کیفیت ہے کہ اسکا صرف ایک ٹوٹا پھوٹا اگن بوٹ ہے جو بصرہ سے ایفیا تک بمشکل ۲ دن میں
پہونچتا ہے جب اسلامی سلطنتوں کی بے بضاعتی یا لاپروائی اس درجہ پر پہونچی ہوئی ہو۔ تو اغیار کی دست برد سے انکی مقبوضات کا
بچا رہنا کیا عجائبات روزگار سے کچھہ کم ہو سکتا ہے؟)

حادثہ مسقط کے پہلے اور بعد بھی انگلستان جزیرہ بحرین کو قابو کرنیکی فکر میں لگا ہوا تھا۔ جسکے لئے یہہ تدبیر کیگئی کہ جزیرہ کو ان باشندوں
سے جو انگریزی رعیت تھے بھر دیا۔ اور ان لوگوں کے نقصانات کے معاوضہ کے بہانہ سے شیخ عیسی بن خلیفہ حاکم بحرین کے خزانہ کو خالی کر دیا۔
اور جب قرض میں سر سے پاؤں تک مبتلا ہوگیا تو اسکے پاس ایک باشندہ بحرین کے ہاتھ پیغام بھیجا گیا کہ وہ اپنی ذات اور اپنے علاقہ کو انگریزی
حمایت میں دیدے۔ حاکم نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا تو قاصد نے دھمکی دی کہ تم باشندوں کو اجنبی لوگوں کے ستانے کی ترغیب دیتے رہتے ہو۔
در اصل متوطنوں اور آبادکاروں میں محبت و الفت پیدا نہیں کر سکتے۔ ان مقصدوں کے پاداش میں تمکو اور تمہارے خاندان کو جزیرہ سے جبراً
جلاوطن کر دیا جائیگا۔ یہہ دھمکی اپنا کام کر گئی اور سنہ ۱۹۱۳ء کے آخری حصہ میں سلطنت بحرین انگریزی حمایت میں کر دیا گیا۔ مگر اہالی جزیرہ کو یہہ گوارا
نہوا اور سب نے اپنی شکارگاہ یعنی صدف اور وطن کو چھوڑ کر قطر میں ہجرت کر جانیکی نیت کرلی۔ اور شیخ قاسم بن ثانی کے پاس چند اکابر کو سفر
کیلئے روانہ کیا گیا۔ اسنے ان کی درخواست کو بڑی خوشی سے منظور کرکے انکو زبارہ میں آباد کرنے کا عزم کرلیا۔ یہہ مقام جزیرہ کے قریب
ساحل قطر پر واقع ہے جو عرصہ سے ویران اور کہنڈر پڑا تھا۔ اسنے مساجد اور دوسری عمارات کو درست کرا دیا۔ اور فقیر و غنی تاجر و صناع
کل اہالی بحرین اسمیں آبسے اور تھوڑی مدت میں پھر آباد شہر ہو گیا۔ لیکن مہاجرین کو ایک سخت دقت درپیش آگئی انہیں تقریباً دو سو
کنبے شکار صدف پر گذارہ کرتے تھے اور شکار کا موسم ہجرت میں گذر گیا تھا جس سے ان لوگوں کی حالت فاقہ مستی سے بہت بری ہوگئی
شیخ قاسم کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے اہالی عرب کی معمولی فیاضی سے کام لیکر ہر ایک کنبہ کیلئے تین تین سو روپیہ نقد اور اسقدر گندم
اور چاول جو آئندہ موسم تک کفایت کریں بھیجدیئے۔ اور قرضہ کی ادائگی کیلئے تین مساوی سالانہ قسطیں کر دیں۔ شیخ مذکور نے زبارہ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) چھپا ہوا ہے کہ شاید براک آفندی نے فرنچ جہاز کا نام صحیح نہیں لکھا کیونکہ فرانسیسی بیڑہ میں اس نام کا کوئی جہاز نہیں۔

لے جزائر بحرین کا مجموعہ ساحل الاحسا سے ۲۰ میل دور خلیج فارس میں واقع ہے۔ کل جزائر تعداد میں نو دس ہیں۔ سب سے بڑا بحرین ہے جو ۲۷ میل لمبا اور
۱۰ میل عریض ہے دوسرے کا نام محرق ہے وہ بحرین کے شمال میں ہے اور ۴ میل طویل اور نصف میل عریض ہے۔ حاکم علاقہ یہیں رہتا ہے۔ بحرین کا صدر مقام
منامہ ہے جو دس میل لمبا ہے اور ۲۵ ہزار کی آبادی رکھتا ہے۔ انگریزی حمایت سنہ ۱۸۶۱ء میں قائم کی گئی۔ اور پھر دوبارہ سنہ ۱۸۸۰ء میں شیخ عیسی
نے باقاعدہ طور پر انگریزی اطاعت کو قبول کیا۔ محرق کی آبادی ۲۰ ہزار ہے۔ کل جزائر میں ۵۰ گاؤں آباد ہیں باقی جزیرے ٹاپو غیر آباد ہیں

جرمانہ ادا کرنے پر رضامند ہیں۔ مگر ریفی اسے دینے سے انکاری ہیں۔

"ریف کے سلسلہ کوہستان کے قبائل نے جنہوں نے گذشتہ سال میں ایک فرانسیسی جہاز اور اوس کے کپتان و بعض ملاحین کو بایں خیال کہ وہ ہسپانیہ والوں کا جہاز ہے گرفتار کیا تھا اور بعد ازاں ایک اطالین اور ایک انگریز جہاز کا تعرض کر کے ان کے بھی چند ملاحوں کو پکڑ لیا تھا ان سب قیدیوں کو اس وقت تک اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کر لیا ہے جب تک کہ اہل ہسپانیہ ان پندرہ ریفیوں کو جو انہوں نے جنگی جہاز سے گولا باری کر کے گرفتار کر لئے تھے آزاد نہ کر دیں اور نیز طنجہ (ٹانجیر) کے غیر بندرگاہ میں جو ریفی قید ہیں رہا نہ کر دئے جائیں۔ سب سے آخری خبر ہے کہ اہل ریف نے اس مضمون کا خط کل دول اجنبیہ کے قونصلوں کو جو طنجہ میں مقیم ہیں روانہ کیا ہے۔ اور انہوں نے عیسائی اسیروں کو رہا کر دینے کیلئے ریفی اسیروں اور قیدیوں کو رہائی دلوانا شروع کر دیا ہے۔"

کوہستان ریف مراکو کے شمالی ساحل کے قریب مشرق سے مغرب تک چلے گئے ہیں۔ انکے داہنی طرف (مشرق) فرانسیسی علاقہ (الجزائر) اور شمال پر ہسپانیہ کے متعدد مقبوضات ہیں جو بندر ملیلا اور سیوٹا کے علاوہ ساحلی جزائر پر بھی قابض ہیں۔ اسلئے اہل ریف کو اکثر ان کے سر پر کھڑا رہنا پڑتا ہے اور چونکہ ہمارے سرحدی قبائل کی طرح یہ لوگ بہت دلیر اور جنگجو اور ان کا علاقہ بہت دشوار گذار ہے۔ اسلئے نہ عیسائی ہمسایہ اور نہ سلطان ہی جسکے وہ برائے نام مطیع ہیں انکو قرار واقعی تنبیہ کر سکتا ہے۔ اگر بمشکل تمام انہیں کچھ نقصان پہنچایا جاتا ہے تو وہ بھی اندھیرے اجالے عیسائیوں کی چھوٹی موٹی ساحلی کشتیوں اور بادبانی جہازوں کو تاخت و تاراج اور انکے ملاحین کو گرفتار کر لیجاتے ہیں۔

پچھلے ہفتہ شاہ بلجیم کی درخواست اور مراکو میں بلجیمی سفیر کی تقرری کی خبر درج کرنے کے بعد ہمنے مراکو ایسی وسیع اور باوقعت اسلامی سلطنت میں کسی ترکی سفیر کے نہ ہونے پر افسوس ظاہر کیا تھا۔ مگر [illegible] کے اخبار سے ہمیں یہ بھی خوشخبری سناتا ہے کہ مراکو میں عام افواہ مشہور ہو رہی ہے۔ کہ عنقریب وہاں مستقل طور پر ترکی سفیر مقرر ہونیوالا ہے۔

اس موقع پر مراکو کے مجمل حالات جو [illegible] دول اسلام [illegible] ریاست کی طرح [illegible] آخری گاہ بن رہی ہے درج کر دینے غالباً نامناسب نہیں ہونگے۔ یہ سلطنت افریقہ کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہے۔ اسکے شمال میں بحیرہ روم و آبنائے جبل طارق۔ مغرب میں بحر اوقیانوس۔ مشرق میں سرحد کے کچھ حصہ پر الجزائر اور باقی حصہ اور جنوب میں صحرائے افریقہ ہے۔ سلطنت زیادہ تر کوہستانی ہے۔ مگر وادیاں بہت زرخیز ہیں۔ سلسلہ کوہ اطلس اسکو دو حصوں میں تقسیم کرتا ہے جو مشرق کی طرف سے مغرب کو اور پھر شمال سے جنوب کو منتج ہو جاتا ہے۔ ساحل اور اسکے درمیان کا میدان پچاس سے سو میل تک عریض ہے اور اسکا طول تقریباً چار سو پانسو میل تک ہے۔ یہ میدان نہایت زرخیز اور یہاں گندم کی بے انتہا پیداوار ہوتی ہے۔ اطلس کے جنوبی علاقے بھی زرخیز ہیں۔ اور اس میں خرما (کھجور) بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن صحرا کے قریب پہنچکر بالکل غیر آباد اور ریگستانی ہے۔ بحیثیت مجموعی شمالی علاقہ کی آب و ہوا نہایت معتدل اور خوشگوار ہے اور اکثر یورپین تبدیل آب و ہوا اور بحالی صحت کیلئے موسم سرما میں یہاں چلے جاتے ہیں۔ شیخ عبداللہ کوئلیام اور فرانسیسی ڈاکٹر [illegible] بھی یہیں پر اسلام سے مستفیض ہوئے تھے۔ اور بلاد مغرب ہی نے انکو اسلام کی خوبیوں کا شیدائی بنایا تھا۔ جنوبی حصہ گرما میں نہایت گرم

۵ جنوری ۱۹۲۵ء [illegible]

انکی نسبت کئی دفعہ دریائے نیل ابیض کے قصبہ فشودا تک پہونچ جانیکی خبریں مشہور ہو چکی ہیں۔ ادہر میجر سیکنڈ اللہ (انگریزی افسر) پچھلے
برس سے لوگوں کیطرف سے علاقہ بحرالغزال کو جانیکی کوشش کر رہا ہے جسمیں گذشتہ دو ایک سال تک سوڈانی سپاہیوں کی بغاوت حارج
ہوتی رہی۔ سردار کچنر نے پانچ گنبوٹ بحر مذکور کی جانب جا کر ملنے اور اگر کوئی فرانسیسی علاقہ میں پہونچگیا ہو تو اسے خارج
کرنے کیلئے نیل کی شاخ ابیض کے راستہ گو دریائی سرکنڈوں اور جزیروں وغیرہ کیوجہ سے اسکا گذار بالکل صاف نہیں جنوب
کیطرف بھیجدئے ہیں۔ اور اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے تو ظاہر ہے کہ فرانس کو اس سے سخت برافروختگی ہوگی اور ٹرکی
بھی یہہ کبھی گوارا نہ کر سکیگی کہ اسکے باجگذار صوبہ کا کوئی علاقہ کسی اور سلطنت کے مستقل قبضہ و تصرف میں چلا جائے اور یہہ
یقینی امر ہے کہ اگرچہ جرمنی انگریزی فتحمندی پر رضامندی کا اظہار کر چکی ہے لیکن وہ فرانس یا ٹرکی کی برخلاف انگلستان کی امداد کبھی
نہیں کریگی۔ اسکے ساتھ ہی یہہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ مصریوں کا حصہ کثیر اس فتح سے خوش ہونیکی بجائے دلمیں سخت ناراض
ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انگلستان اس علاقہ کو انکے لئے نہیں بلکہ اپنی اغراض و مقاصد کی تکمیل اور خود اپنے تصرف میں رکھنے
کی لئے فتح کر رہا ہے۔ اور اس امر کی تصدیق انکو خرطوم پر مصری جھنڈے کے ساتھ انگریزی علم کے بھی نصب کئے جانیسے بخوبی ہوگئی
ہے پس مصریوں کی خفیہ رنجیدگی کے ساتھ ہی فرانس و ٹرکی کی علانیہ رنجش سے اس فتح کا جسپر اسقدر خوشی ظاہر کیجا رہی ہے برٹش گورنمنٹ
کیلئے مزید مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا کرنیکا باعث ہو جانا کچھ بعید از قیاس نہیں ہوسکتا۔ لیکن اگر انگریزی وزرا اور لارڈ کرومر
اس حکومت کو خواہ وہ کیسی ہی سفاک ظالم اور وحشیانہ ہی کیوں نہ تھی اسطرح سے پامال کرنیکی بجائے نرمی و دلاسا و حکمت عملی سے
اپنا رفیق اور ساتھ ہی مخالفان مصر کیطرح اسے شائستہ اور واقعی طاقتور بنانے کی کوشش کرتے تو وہ غالباً اس امر میں باسانی
کامیاب ہو جاتے۔ کیونکہ یہہ اپنی قسم کا پہلا تجربہ نہ ہوتا۔ انگریز ان درویشوں سے بدرجہا زیادہ وحشیوں کو کئی مرتبہ رام کر چکے ہیں
اس تدبیر سے وہ افریقہ میں شمالاً جنوباً اپنا اقتدار قائم کرنے کے ارادہ میں بھی فائز المرام ہو جاتے اور انکے مخالفوں کو بھی انگلستان
کے برخلاف آزردگی ظاہر کرنیکا کوئی موقع نہ ملتا اور اسکے ساتھ ہی ہماری فوجی قوت سوڈانی بہادروں کی بدولت بہت کچھ
زیادہ مضبوط ہو جاتی۔ مگر اب بمصداق ایک انگریزی مثل کے بہتے ہوئے دودھ پر افسوس کرنا فضول ہے۔ مختصر یہ کہ درویش سولہ
برس حکومت کرکے جہانسے آئے تھے پھر وہیں چلے گئے۔ باقی رہا اس انقلاب کا زمانہ کہ امن کیلئے مبارک یا نحس ثابت ہونا یہہ خداوند
کریم کے اختیار میں ہے جیسا چاہے کرے۔ لیکن آثار بادی النظر میں اچھے نہیں ہیں گو مسئلہ مشرق الاقصیٰ کے متعلق کئی دفعہ سخت نازک ہو چکے
ہیں اور پولیٹیکل شاطر اپنی اپنی چالوں میں بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اس ہفتہ دو سے بھی انگلستان کی بہت بڑی کامیابی
کی خبر موصول ہوتی ہے۔ وزرائے انگلستان کو چند مہینوں سے شبہ ہو رہا تھا کہ چین میں بعض روس یا فرانس کا اقتدار زیادہ ہو چکا ہے
انگریزوں کے حقوق کو پامال نہیں کر رہا ہے بلکہ کوئی اور بھی مشرق میں پردہ موجود ہے۔ آخر وہ لیہنگ چنگ گورنر جنرل صوبہ پیکین
ثابت ہوا۔ اسپر گورنمنٹ انگلشیہ نے گورنمنٹ چین سے اسکی موقوفی کا مطالبہ کیا اور تسنگلی یامن کو یہہ پیغام دیا کہ اگر چینی ذرا
انکار کریں تو شنگھائی وغیرہ پر گولہ باری کیجائیگی چینی گورنمنٹ اس مطالبہ کو دیکھ کر تاب نہ لا سکی اور لیہنگ چنگ کی ستمبر ۱۸۹۸ع

میں روس، جرمنی و فرانس، انگلستان اور امریکہ میں شاہانہ مدارات کیگئی تھی موقوف کر دیا گیا ہے۔ مگر فتح خرطوم کیطرح اس کامیابی سے بھی ہمارے مخالفین اور آگ بگولا ہو گئے ہونگے۔ اور یہ اغلب ہے جو وہ ہمیں نقصان پہنچانے کیلئے کوئی دقیقہ کوشش اور جانبازی کا اٹھا نہیں رکھینگے۔ اور ان موقعوں پر بظاہر مسرت آمیز خبروں کے ساتھ ہی کریٹ سے سخت ہولناک حوادث کی خبروں کے موصول ہونے سے اگر یہ قیاس کر لیا جائے کہ ہمارے حریفوں نے اپنی پالیسی کی ریشہ دوانی شروع کر دی ہے تو شاید غلط نہ ہوگا۔ آخر الذکر واقعات جیسے انکے وقوع پذیر ہوئے ہیں ویسے ہی سخت اندیشناک ہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ انکی ابتدا ہمارے ہی فعل سے شروع ہوتی ہے جیسا ثابت کر دیا ہے گو دیگر معاملات میں ہمارے وزراء کیسی ہی دور اندیشی تدبیر اور لیاقت سے کام لیتے ہوں مگر مشرقی مسئلہ میں ان صفات سے بہت کم کام لیا جاتا ہے۔ انگریزی اخبارات کے طرز تحریر انداز اور لب و لہجہ سے یہ علم ہو جانا چاہیے تھا کہ ترک کریٹ میں سرچہار دول یورپ (روس، انگلستان، فرانس اور اٹلی) کی دست اندازی اور مداخلت سے سخت بگڑ رہے ہیں اور خلاف معمول دھمکیاں دینے تک آتر آئے ہیں۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ انکے اخبارات کی جو ایسے ملک میں شائع ہوتے ہیں جہاں مطابع کو آزادی حاصل نہیں یہ پر جوش تحریریں بے مطلب نہیں۔ اور وہ ضرور اپنی حکومت کا منشا ظاہر کر رہے ہیں اور یہ ایک معمولی فہم کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ ٹرکی ایسی سلطنت کا جو یہ دول سے دلیری ظاہر کرنیکا نام بھی نہیں لیتی تھی، اسطرح بالواسطہ طور پر خلاف معمول اپنی ناراضگی کو ظاہر کرنا اس امر پر بھی دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی اس ناراضگی کو نباہنے کی طاقت پاتی ہے۔ ایسی صورت میں خواہ مخواہ پیش قدم بنکر اس سلطنت کو اور بھی برافروختہ اور برہم کرنیکا باعث ہونا ہرگز دانائی کا فعل نہیں کہا جا سکتا۔ کیا آرمینیا کے مسئلہ میں بھی روس اور فرانس کی مخالفت کی کیفیت بخوبی معلوم نہیں ہوئی کہ پھر انہی کے ساتھ شامل ہو کر ترکوں کے ایک اور علاقہ میں عملی دست اندازی کرنے سے پرہیز نہیں کیا جاتا۔ اگر امر مجبوری نے کینڈیا کے مفتوحات و محاصل پر تصرف کرنے کا فیصلہ کیا تھا تو اول تو یہ کوشش کرنی واجب تھی کہ کسی اور سلطنت کے سپاہی اس کام پر مامور کیے جائیں۔ اور بفرض محال اگر ہمارے چالاک رقیب اسکو منظور نکرتے تو خالص انگریزی دستہ کو بھیجنے کی بجائے چاروں سلطنتوں کے دستوں سے مساوی سپاہی اس کام پر لگائے جانے کا اصرار کیا جاتا۔ اور اغلب یقین ہے کہ اس سے دوسری تینوں سلطنتوں کی نیک نیتی کی قلعی کھلجاتی۔ لیکن سب سے اول تو استحقاق فیصلہ کو الگ رکھکر بھی یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ہم کیسے کریٹ کے خدائی فوجدار ہیں کہ دوسری سلطنتوں کے تنازعات مابین رعایا و حکام میں دخل دیتے پھریں۔ اگر انسانی ہمدردی کی تقاضا سے یہ کیا جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنی رعایا کی مصیبتوں اور افلاس کی بیخکنی واجب ہے۔ ماسوا ازیں ہمدردی اسکی کیجاتی جو اسکا مستحق بھی ہو۔ کل صدر و مزاج عیسائی علانیہ پکار رہے ہیں کہ کریٹ کے مسلمان بڑے ہی [illegible] لیکن ولنکے عیسائی بھی کم نہیں [illegible] مسلمانوں پر یہ ستم ہیں تو ہمیں بھی [illegible] پھر ایسے نالائقوں کیلئے اور ایسے وقت جبکہ ایسے نازک موقعہ پر جبکہ ہمکو اپنے دوستوں کی تعداد بڑھانے کی [illegible] کی سخت احتیاج ہے۔ اس ضرورت کو نظر انداز کر جانا کہاں کا تدبر ہے۔ افسوس اس ایک غلط پالیسی سے ہم نے ایک [illegible] ہمارے اتنی [illegible] ہوئی ہیں کہ ان سے کچھ ہی زیادہ ایک سچ ملک کی [illegible] میں وہ [illegible] چاروں [illegible] ہوئی نہیں اور یہی خدا کی [illegible] کہ وہ بروقت مدد کیلئے آپہنچا۔ ورنہ [illegible]

اس درمیان کہ مقتولین و مجروحین کی تعداد لوگوں کی جان پہنچتی - اس جانی نقصان کے علاوہ جو سخت مشکل پیدا ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ اب
اگر خاموش رہیں تو جگ ہنسائی ہوتی ہے - اگر انتقام کے درپے ہوں تو وہ بھی خالی از خطرہ نہیں۔

کریٹ کے مسلمان بھی آخر کسی بل پر اتنے بگڑے ہیں - مزید برآں خواہ ٹرکی حکومت خاموش ہے کہ کینڈیا کے مسلمانوں پر فوجی تشدد کیوں جاری کی
صورت میں وہاں کی ترکی فوج کا بھی پاس نہیں اور قومی سے اپنے افسر کی اختیار سے باہر ہو جانا بعید از قیاس نہیں - کل کریٹ میں اسوقت تقریباً
بیس ہزار ترکی فوج موجود ہے اور وہ صرف ساحلی قصبات میں مقیم ہے - اس تعداد میں سے یقیناً آٹھ نو ہزار فوج کینڈیا میں ہوگی اور دوسرے مسلمانوں
کی تعداد بھی وہاں چالیس پچاس ہزار سے کم نہیں - اتنی بڑی جمعیت کو بزور شمشیر زیر کرنا ذرا ٹیڑھی کھیر ہوگا۔

سوال کا بیان ہے کہ اگر یورپین دول مسلمان بلوائیوں سے بدلا لینا تو درکنار انکے سر سے اپنی حفاظت ہی اٹھا لیں تو کریٹ کو فقط عیسائی
جو تعداد میں انسے پانچ گنا ہیں - انکو کچل ڈالیں - مگر یہہ اسکی غلط فہمی ہے - اندرون جزیرہ میں عیسائی محض اسوجہہ سے مسلمانوں پر غالب اور ان
کے املاک و مکانات کو تباہ و ویران کر سکتے رہے ہیں کہ مسلمان متفرق طور پر چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں آباد تھے - اب اسکے برعکس ساحلی قصبات
میں وہ بتعداد کثیر موجود ہیں - اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ انکے پاس اسلحہ وغیرہ بھی ضرور موجود ہونگے - کیونکہ ترکی گورنمنٹ بظاہر
خواہ کتنی ہی کیوں نہ دبا ہوا مانتی جاتی ہے - وہ دل سے اس اجنبی مداخلت سے سخت ناراض ہے اور اسنے بالیقین ان مسلمانوں کو ہتھیار بہم
پہنچا دیئے ہونگے جنکی معقول تعداد ہوا پاشا فوجی گورنر پچھلے سال اپنے ساتھ لیتے گئے تھے - اور بعد میں برابر ترکی گورنمنٹ سامان حرب و ضرب
اس مخالفت کے وقت تک جو چند ہفتے ہوئے اسراٹھ کھڑی ہوئی تھی کریٹ کو بھیجتی رہی تھی - ایسی حالت میں مسلمانوں پر حملہ کر کے بسہولت کشت و خون کے بغیر
کامیابی کی بظاہر کوئی امید نہیں باقی رہی - جہازی گولہ باری سو یہ مسلمہ امر ہے کہ اگر قلعے مضبوط ہوں تو ان سے انکو کوئی صدمہ نہیں پہنچ سکتا
یہہ امر اسکندریہ کی ۱۸۸۲ء والی گولہ باری اور نیز ہسپانیہ امریکہ کی موجودہ لڑائی سے بخوبی پایہ تصدیق کو پہنچ چکا ہے اور کریٹ کے ساحلی
قلعوں کی مضبوطی کل دنیا پر روشن ہے جنپر علاوہ بریں گولہ باری کرنا ترکی سے علانیہ اعلان جنگ کرنے کے مساوی ہوگا البتہ شہر کی دوسری
عمارتوں کو بہت نقصان پہنچ سکتا ہے - مگر یہہ نقصان عیسائی مسلمان دونوں کے حق میں یکساں ہوگا اور اگر بفرض محال صرف مسلمانوں سے
خوب بدلا بھی لیلیا گیا - تو اس سے کیا حاصل کیا ہوگا - حاصل بحث یہہ ہے کہ کریٹ سے ہماری کونسی تجارتی - ملکی یا پولیٹیکل اغراض وابستہ ہیں کہ ہم
انکے لئے یہہ بکھیڑا اور مفت کا درد سر خرید رہے ہیں - بہرحال مسئلہ کریٹ نے سخت خطرناک صورت اختیار کرلی ہے جس سے اگر دول یورپ
چاہیں - تو کل دنیا میں عالمگیر جنگ کرا دینے کا کام لے سکتی ہیں - اور اگر ابنائے زمانہ کی قسمت نیک ہے تو اسی کریٹ کو محبت سے اپنی صلح کرانے
کیلئے کافی وجہہ بنا سکتے ہیں - واللّٰہ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

ضمیمہ اول

بصرہ بغداد حلب لائن کو مشترکہ سرمایہ سے بنانیکی تجویز

(تجویز کی تحریک کیسے ہوئی)

اس تجویز کا میں پہلے حصہ کے کسی حاشیہ اور نیز دیباچہ میں ذکر کر چکا ہوں علاوہ اوسکے جو حاشیہ مذکور میں تحریر کیگئی ہے اس تجویز کی متعلقہ تحریروں کو تاریخ محاربات متصلی کے ساتھ بطور ضمیمہ درج کردینا اسلئے بھی مناسب سمجھا ہے کہ در اصل اس تجویز کا محرک بھی یہی محاربہ ہوا تھا کیونکہ محاربہ سے فارغ ہوکر جب سلطنت نے سفینوں بحری اصلاح و استحکام کیطرف توجہ کی تو نومبر ۱۸۹۷ء میں یہہ افواہ عام مشہور ہوگئی کہ روس نے باب عالی کو لکھا ہے کہ اگر یہہ تیاریاں ملتوی نہ کیگئیں تو روس تاوان جنگ کی سابقہ قسطوں کے بقایا کا فوراً مطالبہ اور تقاضا کریگا اور اس دہمکی سے دبکر ٹرکی نے بحری تیاریوں کو ملتوی کردیا۔ اس خبر وحشت اثر سے لازمی طور پر اکثر محب قوم مسلمانوں کو جنہیں متصلی کے نہ ملنے کا پہلے ہی کچھہ کم صدمہ نہ تھا سخت رنج پہونچا۔ چنانچہ ایک نیو وامینٹ بنگوار نے دسمبر ۱۸۹۷ء کے آخری ہفتہ میں ان دہمکیوں کے انسداد کے متعلق ایک تجویز پیش کی جسکو خاکسار نے ناپسند کرکے اوسکے عوض مندرجہ عنوان تجویز کو پیش کیا اور ۲۰ دسمبر ۱۸۹۷ء سے یہہ بحث شروع ہوگئی اور قاہرہ کے نامور روزانہ اخبار المؤید اور دیگر معزز و مستند مصری و شامی اور ٹرکی اخبارات نے اوسکی بڑی پرجوشی سے تائید کی۔ ان سب اخبارات کی تحریریں یہاں درج کرنیکی گنجایش نکالنا مشکل ہے۔ علاوہ بریں انکے خیالات اور آرا کا خلاصہ وکیل کے متعدد مضامین میں ضمناً درج ہوچکا ہے۔ اسلئے صرف وکیل کے ہی مضامین کے اندراج پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

محولہ بالا بزرگوار محرک تجویز کا خط مع ایڈیٹوریل ریمارک جو ۲۴ دسمبر ۱۸۹۷ء کے وکیل میں شایع ہوا حسب ذیل ہے

"اعانت عسکریہ کے لئے امیر المؤمنین کے زیر صدارت جو کمیٹی قسطنطنیہ میں قائم ہوا ہے کیوں نہیں۔ بڑے بڑے وکیل پیدا کئے کہ کل دنیا کے مسلمانوں کو روس کی بقایا تاوان جنگ تعدادی تین کروڑ پونڈ کی بیباقی کے لئے روپیہ جمع کرنیکی ترغیب دیجاتی ہے کہ اوسکا روپیہ ادا کرکے آیندہ کے لئے اوسکی دہمکیوں اور رکاوٹوں سے مخلصی پالیجائے۔ مسلمان جنکیں ہیں اپنا اپنا کوئی

۱؎ اس افواہ کی اگرچہ بعد میں خود روسی گورنمنٹ نے باضابطہ تردید کردی مگر اسمیں کوئی کلام نہیں کہ روس کو ہمیشہ ٹرکی کو دبانے کیلئے اپنے ایسے مطالبہ ہی کچھہ کم زبردست آلہ نہ تھا۔ روسی تاوان جنگ کی مقدار و قسطوں کی کیفیت بمقابلہ قوت روس اور ٹرکی کی موجودہ حالت نہایت شرح بیان ہو چکی ہے۔ مختصر یہہ کہ سالانہ قسطیں بیس تیس ہزار ۱۳ لاکھ پونڈ ادا کیا کرتے تھے چنانچہ معمولی سالانہ قسطوں کے علاوہ اس زمانہ کی ۱۸۹۰ء کے وسط میں قرارداد ہوگئی اور اس قسم کی انتہائی تحاشا بک کے نیل ہو گیا۔ ۱۹۲۰ میں اکثر کتاب اسلامی دنیا کا قوت میں درج کر دیگئی ہیں

لینے والا ہونا چاہیئے مسلمانان عالم کی حالت کو ہندوستان کے مسلمانوں سے قیاس کرنا درست نہیں۔ یہہ زیادہ مفلس اور کم مالدار ہیں کمیٹی مذکور اگر چین تک ایجنسیاں قایم کر دے اور اسلامی اخبارات میں مسلمانوں کو تحریک کیجائے تو روپیہ کی فراہمی چنداں مشکل نہیں ہوگی۔"

نامہ نگار موصوف کی حب قومی اور پرجوشی قابل تحسین ہے۔ لیکن اگر اس مہم میں کامیابی بھی ہو جائے اور زر مطلوبہ فراہم بھی ہو جائے تو روس کو یکمشت تین کروڑ پونڈ ادا کر دینا بالکل دانائی سے بعید ہے۔ وہ ٹرکی سے محض تین لاکھ بیس ہزار پونڈ سالانہ لینے کا مستحق ہے۔ اور یہہ رقم ایسی نہیں جو ٹرکی ادا نہ کر سکتی ہو۔ تین کروڑ پونڈ کی اصل تو مدابی سالانہ آمدنی کم از کم ۱۲ لاکھ پونڈ ہوتی ہے۔ کجا بارہ لاکھ سالانہ اور کجا صرف تین لاکھ مگر ہمارے نامہ نگار چونکہ مسلمان ہیں اونکو یہہ خیال بھی نہ گذرا ہوگا کہ جو رقم وہ یکمشت روس کو دینا تجویز کرتے ہیں۔ اُس کا سالانہ سود کیا ہوگا۔ تاوان جنگ کا مسئلہ ٹرکی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔ خلافت کو اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور اسلیئے اسکے لیئے مسلمانان عالم سے التجا کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ ہاں اگر خداوند کریم مسلمانان عالم کو اجتماع و اجتہاد کی توفیق عطا کر دے۔ اور وہ ملکر کسی کام کے کرنے کے قابل ہو جائیں تو زیر بحث تجویز زیادہ مفید ہوگی کہ قسطنطنیہ میں بغداد سے براہ دمشق حرمین شریفین و یمن تک ریلوے لاین بنانے کے لیئے ایک عالیشان کمپنی امیر المومنین کے ظل حمایت میں مشترکہ سرمایہ سے قایم کیجائے۔ اور کل دنیا کے مسلمانوں کو اس میں شریک ہونے کی دعوت دیجائے اور حصص کی قیمت اتنی رکھی جائے کہ متوسط الحال اشخاص بھی اوسمیں شریک ہو سکیں یہہ لاین ڈیڑھ دو کروڑ پونڈ کے سرمایہ سے دو تین برس کے اندر بخوبی تیار ہو سکتی ہے اور اس سے مصداق ہم خرما و ہم ثواب ایک تو حرمین شریفین کا راستہ قریب و محفوظ ہو جائیگا۔ دوسرے مسلمانوں کا روپیہ ایک ایسے کام پر لگیگا جس سے ہمیشہ معقول آمدنی ہوتی رہیگی۔ پھر اس لاین کو منافع سے جو کسی صورت میں ۱۰-۷ فیصدی سے کم نہ ہوگا۔ اگر حصہ داران کمپنی مناسب سمجھیں تو روسی تاوان کی قسط تین لاکھ پونڈ ادا کر دیا کریں جسکی ادائگی کے بعد بھی اونکو چار فیصدی کی اوسط سے منافع ملتا رہیگا۔ اور سرمایہ بدستور قایم و موجود رہیگا۔ اور اتنی بڑی لاین کے جاری ہوجانے

---

[1] اسی اخبار کے ایک اور نوٹ میں حاجیوں کی صعوبتوں کے متعلق یہہ ریمارک شایع ہوا تھا۔

جریدۃ الفراطوابلس بلاد عثمانیہ و افریقہ کے حاجیوں کے مصایب عدیدہ کے حالات جو اونکو عیسائی کمپنیوں کے جہازوں اور طود کر ذرایع میں برداشت کرنی پڑتی ہیں نہایت پردرد اور رقت انگیز پیرایہ میں بیان کر کے اپنے ہموطنوں کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ کیوں بحری سفر کو چھوڑ کر دمشق کا سیدھا راستہ اختیار نہیں کرتے۔ جہاں سے اب بھی ہر سال برابر حرمین شریفین کو محمل شریف لیکر قافلہ روانہ ہوتا ہے۔ اور امیر المومنین کیطرف سے ایک اعلے عہدہ دار مع فوج حاجیوں کی آسایش اور حفاظت کیلیئے ہمراہ رہتا ہے۔ مالکان جہاز حاجیوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک کرتے ہیں۔ اور اونکی بدسلوکی کے علاوہ جہازوں پر اس کثرت سے غریب حجاج کو بھر دیتے ہیں کہ اونکو رکوع و سجود کیلیئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ اور طہارت و پاکیزگی کا مطلقاً انتظام نہیں ہو سکتا۔ خشکی کے راستہ ان تکالیف کا نام و نشان نہیں اور اسلامی حمایت ہونیکا فایدہ علاوہ رہا۔ بحری سفر میں بڑی آسانی یہہ ہے کہ راستہ جلد طے ہو جاتا ہے۔ مگر مالکان جہاز کی حرص و طمع نے اس فایدہ کو موہوم بنا رکھا ہے۔ حاجی تو اس خیال سے جہاز پر سوار ہوتے ہیں کہ وہ کل روانہ ہو جائیگا مگر کپتان مزید سواریوں کی طمع سے وقت مقررہ سے پندرہ پندرہ دن بعد تک ہلنے کا نام نہیں لیتے اور اس اثنا میں دن کی دھوپ اور رات کی سردی اور شبنم سے وہ متعدد امراض کے شکار ہو جاتے ہیں۔ ہمعصر موصوف کی تحریر سے ظن غالب ہے کہ جہاز تک

کئی ہزار مسلمانوں کیلئے جو معاش کی سبیل ہو جائیگی۔ اور عراق عرب کی کئی لاکھ ایکڑ بنجر اراضی سہل الحصول اور قابل کاشت ہو سکیگی وہ مستفیدین اسکے علیحدہ ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے ترکی معاصرین رجال حکومت سنیہ اور بالخصوص البریگیڈیر حسین کاظمی بے افندی ترکش قونصل متعینہ کراچی اس تجویز کو باقاعدہ قالب میں ڈھالکر اوسپر عملدرآمد کرانیکی ضرور کوشش کرینگے واللہ المستعان علی ما تصفون۔

ترکی ریلوی لائنیں

ناظرین کو یہہ معلوم ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی نے اپنے ملک میں توسیع ریلوے کیلئے اکثر موجودہ کمپنیوں سے اقرار کر رکھا ہے کہ اگر ان کو لائن سے سالانہ آمدنی فی میل کی اوسط سے مقررہ رقم کے برابر نہ ہو تو کمی خزانہ سے پوری کر دیجائیگی۔ اناطولین ریلوے کمپنی کا کئی لاکھ پونڈ کا مطالبہ اسی کمی سے جمع ہوتا گیا ہے۔ مگر ۱۸۹۷ء میں پہلی دفعہ اپنے ملک کی ایک ضمانتدار کمپنی سے گورنمنٹ عثمانیہ کو مالی فایدہ پہونچا ہے تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ حیدر پاشا اسمدالات کا اجارہ جو ۹۲ کیلومیٹر لمبی ہے ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۸ء کو ورٹمبرگ (جرمنی) کی بنک ورینز کی ڈائرکٹر مسٹر الفرڈ کولا کو جو ڈائچ بنک کی قایم کردہ کمپنی کے نایب کی حیثیت میں بابعالی سے نامہ و پیام کر رہا تہا۔ اس شرط پر دیا گیا کہ گورنمنٹ فی کیلومیٹر دس ہزار تین سو فرنیک کل آمدنی ہونے کی ضمانت کرتی ہے یعنی اگر اس سے کم ہو تو خزانہ سے پوری کر دیجائیگی۔ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو مسٹر مذکور نے اپنا اجارہ اناطولین ریلوے کمپنی کے پاس فروخت کر دیا اور اوسنے بابعالی سے اسمدسے انگورہ تک لائن بڑہانیکا اجارہ پندرہ ہزار فرنیک سالانہ فی کیلومیٹر کی ضمانت ملنے پر لیکر ساتھ ہی یہہ اقرار کیا کہ اگر حیدر پاشا سے لیکر انگورہ تک یعنی کل لائن کی آمدنی بحساب اوسط فی کیلومیٹر دس ہزار تین سو فرنیک سے زیادہ ہو تو جسقدر رقم زیادہ ہو وہ پہلی ۹۲ کیلومیٹروں پر پہیلا کر خزانہ عثمانیہ کو دیجائیگی ۱۸۹۷ء میں کل لائن پر بحساب اوسط ۱۳۵۵۸ فرنیک فی کیلومیٹر یعنے لائن کی پہلی جز کی ضمانت سے ۳۲۸۸ فرنیک زیادہ ہوئی۔ پس ۹۲×۳۲۵۸=۲۹۹۷۸۰ فرنیک خزانہ عثمانیہ کا حق ہوا۔

اس ضمانتی طریقہ کی طرفدار استدلال کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ ضمانتیں دیکر لائنوں کی توسیع کی کوشش کرے کیونکہ ۱۸۹۷ء کی حاصلات سے واضح ہو گیا ہے کہ اس طریق سے ملک میں آمد و رفت کے ذرایع کے وسیع ہونیکے علاوہ خود گورنمنٹ کو بھی مالی منفعت ہو سکتی ہے لیکن

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اونکے ابنائے وطن کا تعلق ہے بے اثر رہیگی۔ مگر افسوس بلاد ہند و ملایا اور مغرب الاقصےٰ اور الجزائر وغیرہ کے مسلمان دمشق کے رستہ سے بہت کم مستفید ہو سکتے ہیں۔ بلکہ ہندی حاجیوں کو اسکی ضرورت بہی نہیں رہتی۔ اگر ان قواعد پر عمل ہو جو گورنمنٹ عالیہ ہند نے اونکی آسایش کیلئے وضع کئے اور طامس کک کمپنی کو اونکا پابند کیا تہا۔ لیکن جیسا کہ عموماً دیکہا جاتا ہے قواعد کا وضع کرنا آسان ہے مگر انسان کی فطرتی کمزوری کیوجہ سے اونپر پورا عملدرآمد بالعموم بہت کم ہوتا ہے۔ اسلئے اگر ایسے ہندی حاجی جنکے پاس وقت کافی اور زاد راہ معقول موجود ہو ہندی بندروں سے روانہ ہو کر جدہ کی بجائے بغداد و بصرہ جا اتریں اور وہاں سے دمشق یا شمالی عرب کے رستہ حرمین شریفین جائیں تو بحری سفر کی تکالیف اور امکان جہاز کے جور و ظلم سے بچنے کے علاوہ تقریباً کل اسلامی مقدس مقامات کربلائے معلی مدینہ منورہ مکہ معظمہ و دمشق اور اگر ذرا ہمت کریں تو بیت المقدس کی بہی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں اور جسوقت اسکندرون بغداد ریلوے تیار ہو گئی جسکا اجارہ غالباً عنقریب ایک کمپنی کو ملنیوالا ہے اور اجارہ کی شرط کے بموجب چار پانچ برسوں میں تیار ہو جائیگی تو اوسوقت کل ایشیائی حاجیوں کیلئے اس رستہ سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہوگی

یہ ان کی صحیح تلافی نہیں ہے۔ اناطولین ریلوے کے حالات کسی پچھلے ہفتہ میں بالوضاحت درج کرکے ہم بتا چکے ہیں کہ عموماً ایسی کمپنیاں ضمانت پر تکیہ کرکے اپنی آمدنی کو بڑھانے سے پہلو تہی کرتی ہیں وہ اوسکے لئے کوئی تدبیر یا کوشش نہیں کرتیں۔ اور اون کی غفلت اور سہل انگاری سے ملک کی زراعت اور تجارت کو فائدہ کی بجائے سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ اس سال آمدنی کا اضافہ محض فوجوں کی نقل و حرکت کی وجہ سے ہوا ہے۔ لیکن اگر اناطولین ریلوے کمپنی کا اختیاری معاملہ ہوتا تو اناج کے انباروں کیطرح یقیناً یہی مہینوں تک اسٹیشنوں پر پڑے رہتے ہیں۔ اور اونکو منزل مقصود تک پہونچانیکا کوئی انتظام نہ کیا جاتا۔ پس یہ تین لاکھ فرینک جو فی الحقیقت گورنمنٹ کو بطور جدید آمدنی ملا ہے سابق ادا نہیں کئے لاکھ پونڈوں میں سے جو بطور کرایہ کمپنی کو دئے گئے۔ دس بارہ ہزار پونڈ واپس ملگئے ہیں۔ کل اس سال اتنا فائدہ ضرور رہا کہ پہلے ضمانت کی کمی بلا اسعاد ضمن ادا کیجاتی تھی۔ اب وہ کمی فوج کے کرایہ کی صورت میں ادا کردیگئی۔ برخلاف اس کے جن معدودے چند (مثلاً سمرنا ایدان ریلوے) کمپنیوں کے ساتھ ذمہ داری نہیں کیگئی۔ وہ اپنی آمدنی کو بڑھانے کیلئے دن رات سرگرمی کے ساتھ محنت کرتی رہتی ہیں۔ اس سمرنا ایدان کمپنی کی ہفتہ وار آمدنی چند برس ہوئے شروع شروع میں ہزار ڈیڑھ ہزار پونڈ سے زیادہ نہ تھی جو اب بالاوسط آٹھ ہزار پونڈ ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی ترکوں یا اہل ملک کو کچھ خوشی نہیں ہوسکتی ہے مثلاً کہا جاتا ہے یہ منافع بغیر قوم اور غیر ملک میں کھنچا چلا جارہا ہے اور بلحاظ تجارت بھی دوسرے ملکوں کو ہی فائدہ پہونچ رہا ہے کہ ٹرکی کی پیداوار یہاں ان کو پہلے کی نسبت سستے داموں ملجاتی ہیں۔

ریلوے لائنیں صرف اسی صورت میں سیاسی۔ تمدنی۔ تجارتی و جنگی لحاظ سے فائدہ مند ہوسکتی ہیں جبکہ وہ اپنی سرمایہ سے تیار کیجائیں اور اونکا اہتمام ان شخصوں کے ہاتھ میں ہو جنکو ملک کی بہتری سے خاص دلی تعلق ہو۔ مگر افسوس جبکہ دول یورپ بڑے معرکوں اور حیلوں سے ممالک غیر میں ریلوے لائنوں کے اجارے کے لینے کی سعی و کوشش کر رہی ہیں۔ خود اون ممالک کی گورنمنٹیں و باشندے خواب خرگوش میں پڑی ہوئی ہیں اور جبتک وہ خود اپنے سرمایہ اور اپنی ہمت سے کام لینا نہ سیکھینگے یہ خرابیاں روز افزوں کی بجائے دن بدن زیادہ ہوتی جائینگی اور کمزوری و انحطاط میں اضافہ ہوتا جائیگا۔

اور ایشیائی ممالک کو چھوڑ کر ہم اس بحث کو صرف ٹرکی تک محدود رکھتے ہیں جس ملک میں ابھی ان کاموں کیلئے بڑا وسیع میدان کھلا پڑا ہے۔ ترک یا مسلمان ابھی ایسے نادار نہیں کہ وہ مشترکہ سرمایہ سے ایک اچھی بڑی لائن بنانے کیلئے روپیہ رکھتے ہوں۔ کمی فقط توجہ کی ہے جو لاعلمی اور بدبختی سے پیدا ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں معلوم ہوتا ہے کہ منشاء ایزدی کو بھی کچھ دخل ہے اور تقدیر نے بڑے بڑے سمجھداروں کی عقل پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ دسمبر ۱۸۹۶ء کے کمیل میں انہی کمپنیوں کا ذکر کرتے ہوئے خیرخواہان قوم کو توجہ دلائی تھی کہ ایک عیسائی انگریزی کمپنی ہندوستان سے بصرہ کویت تک ریلوے لائن کا اجارہ لینے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن اگر کل اسلامی ممالک کے مسلمان اس مجوزہ لائن سے جو سوائے ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کر دینے کے اور کسی مصرف کی نہیں ہوسکتی کسقدر اوپر بصرہ سے بغداد اور بغداد سے خواہ براہ موصل اور خواہ براہ رستہ حلب اسکندرون تک جو بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے۔ اور پھر حلب سے براہ دمشق حرمین کو ریلوے لائن بنانے کیلئے مشترکہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کریں۔

تو اس سے انکو بے انتہا فوائد پہونچ سکتے ہیں۔ ان فوائد کی بھی اوس مضمون میں مجملاً تشریح کر دیگئی۔ اس تجویز کیطرف تو کسی نے توجہ نہیں کی۔ مگر عیسائیوں کی خوش قسمتی سے انہی دنوں بمبئی کے مشہور محب قوم اور متمول عرب سوداگر مسٹر عبد اللہ بدر الدین تور صاحب نے جنسے مسٹر الیگزینڈر محمد رسل وب امریکن نومسلم کو بہت قیمتی امداد پہونچی تھی۔ حیدرآباد دکن میں وہاں کے چند سربر آوردہ امرا کا جلسہ کر کے یہہ ریزولیوشن پاس کرایا کہ مسلمان نواب صاحب سند کو تاکید کریں کہ وہ بالعجال سے ہنڈکر جاعت عیسائی کمپنی کو اجارہ دلوادینے کی کوشش کریں!!!

افسوس جب ایسے عالی دماغ بلند ہمت۔ دور اندیش کار پرداز صاحب ثروت مسلمانوں کی ہمت و کوشش صرف ایک عیسائی کمپنی کی اخلاقی امداد کرنے تک محدود ہے تو عوام سے کسطرح کی شکایت اور اپنی بد قسمتی۔ افلاس اور نامردی کا گلہ کرنا سر سے ہی فضول ہے اس مجلس میں مسٹر ممدوح کے علاوہ کئی اور ایسے خداوندان نعمت موجود تھے کہ اگر چاہیں تو ان میں سے ایک ایک شخص تنہا اس کام کیلئے سرمایہ بہم پہونچا سکتا۔ اگر اسلامی سرمایہ سے کسی کام کو شروع کرنے کی سوجھ تو دور کی بات تھی مسٹر عبد اللہ صاحب نقشہ کو بغور دیکھنے کی تکلیف تک گوارا فرماسکے ورنہ ان پر فوراً واضح ہو جاتا کہ عیسائی کمپنی کی جس مجوزہ لائن (سندر حید سے براہ الجوف بصرہ یا کویت تک) کی وہ تائید کر رہے ہیں اوس سے مسلمانوں کو مذہبی یا تجارتی کوئی فائدہ نہیں۔ اسکے ساتھ ہی ایک سرسری نظر سے انکو معلوم ہو جاتا کہ کونسی لائن یہہ سب مقاصد پوری کر سکتی ہے۔ اور اسوقت وہ یقیناً وہی خط تجویز کرتے جو وکیل میں درج ہو چکا ہے۔

جلسہ مذکورہ کی روئداد معزز ہمعصر حبل المتین روزگار سے پڑھکر ہمکو سخت رنج ہوا اور اوسی رنج و افسوس کی حالت میں مسٹر عبد اللہ صاحب اور دیگر چند معززین شہر کا جلسہ کو جنمیں ہمعصر مذکور کے مالک بھی شامل تھے مفصل عریضے لکھکر التماس کیا گیا کہ ایک غیر قوم کی کمپنی کی مدد کرنیکی بجائے اگر اسموقعہ سے فائدہ اوٹھاکر اسلامی کمپنی بنانیکی تحریک اور کوشش کیجائے تو ان صاحبوں کی شان کے زیادہ شایان ہوگا۔ مگر سوا ایک صاحب کے جنکی تحریر بہت کچھہ حوصلہ افزا ہے اور کسی صاحب نے ابتک جواب سے ہی متشکر نہیں فرمایا۔ شاید انکا بلند منصب اور تمول کسی قومی تحریک کی تائید میں دو سطریں لکھنے کی زحمت اوٹھانیکو بھی کسر شان سمجھتا ہوگا۔ بہر حال مسٹر عبد اللہ بدر الدین صاحب سے جو اس معاملہ میں بہت سرگرم معلوم ہوتے تھے۔ اور نیز جریدہ روزگار کے اولوالعزم پروپرائٹر سے جو خدمت قوم و ملت میں شہرہ آفاق ہیں۔ ایسی لاپروائی کی ہرگز امید نہ تھی۔ اور ان باتوں کو مد نظر رکھکر ہمیں مجبوراً یہ قیاس کرنا پڑتا ہے کہ کم از کم ان دونو صاحبوں کو ہمارے عریضے نہیں ملے ہونگے۔ اسی لئے اسدفعہ بذریعہ اخبار انکو مخاطب کر کے دیگر بہی خواہان ملک آنریبل حاجی محمد اسمعیل صاحب حاجی بادشاہ صاحب ترکی قونصل مدراس و دیگر صاحبان کو بھی بالخصوص اسطرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اسبارہ میں ایڈیٹر وکیل کو اپنی رائے سے مطلع فرمانے سے دریغ نہیں فرمائینگے جسکا ارادہ ہے اگر مناسب تعداد ابنائے ملک کی اس سے متفق الرائے ہو جائے تو وہ اس تجویز کی تکمیل کیلئے باقاعدہ کارروائی کا آغاز کر دے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ ۲۱ فروری ۱۹۰۹ء

بغداد و دمشق کی مجوزہ ترکی ریلوے لائین جسکے متعلق وکیل پہلے دو دفعہ مفصل تحریر کر کے ابنائے ملک اور اسلامی معاصرین کو اس نہایت ہی مفید اور کار آمد اہم کام کو جس سے

اسقدر فایدی مترتب ہو سکتی ہیں کہ احاطہ بیان سی باہر ہیں۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سی تیار کرنے کی صلاح دیچکا ہی مگر افسوس ابتک
کسی فرد یا اخبار نی اسطرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ ان اصحاب اخبارات کو جنہوں نے اسمعاملہ میں کچھ دلچسپی ظاہر کی تھی (اگرچہ وہ دلچسپی ایک
معیالی کمپنی کو زبانی امداد دینی تک ہی محدود تھی) ہموار مخاطب کرکے اسطرف توجہ دلانے کی کوشش کیگئی تھی یہ درست ہی کہ مسلمانان
ہند عموماً نادار ہیں۔ مگر انمیں ابھی کئی ایسی بھی مالدار ہیں جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ رکھتی ہیں اور وہ روپیہ یا تہ خانوں میں
بیمصرف بند پڑا ہے یا رفتہ رفتہ خرابات میں صرف ہو رہا ہی یا بڑی بات ہوئی تو اسکا کچھ جزو یا تو اسلامی احکام محکم کی صریح خلاف
ورزی کرکے سودی چلایا جا رہا ہی۔ یا کسیقدر داخلی تجارت پر لگا ہوا ہی۔ لیکن اگر یہی روپیہ ممالک غیر میں کارآمد کاموں پر لگایا
جائی تو معقول آمدنی دینی کے علاوہ اس سی ہم میں وہی سپرٹ مستعدی۔ معاملہ فہمی اور امنگ پیدا ہو سکتی ہے جو آجکل یورپین
قوموں کو بیتاب کر رہی ہی اور اس ایک ہی امر سی ہماری لیئے ترقی کی سینکڑوں راہیں کھل سکتی ہیں۔

اسی اخبار میں اوپر کسی جگہہ برٹش گائنا کے افغان سوداگر میاں گل محمد رضا صاحب کا مختصر حال مندرج ہو چکا ہی اگر وہ اپنا
سرمایہ ملک سی باہر نہ لگاتی اور باہر نکلنی کی ہمت نہ کرتے تو غالباً آج اونکو یہی معلوم نہوتا کہ قومی ہمدردی کس جانور کا نام ہی اور نہ
اونکو استطاعت ہوتی کہ ۳۰ ہزار روپیہ اس فراخدلی سی ایک مسجد کی تعمیر کیلئے دیدیں۔ ہندوستان میں بچہ بچہ کی زبان سی قومی ہمدردی
کا لفظ سنا جاتا ہی وہ ہمدردی نہیں بلکہ اسکا مضحکہ ہی۔ ہمدردی وہی ہو سکتی ہی جسکا کچھ عملاً بھی وجود ہو ہندوستان میں بھی ہزاروں
نئی مسجدیں ہر سال تیار ہوتی ہیں مگر جس غرض اور مقصد کیلئے جارج ٹون کی مسجد بنائی گئی ہے اوسکا ہندوستان کی بانیان مساجد
کو کبھی خواب میں وہم و گمان نہ گذرا ہوگا۔ لیکن اگر ہندوستانی مسلمان بکثرت اپنا سرمایہ ممالک غیر میں لگانیکے معتاد ہو جائیں تو ہر
سال ہزاروں گل محمد تیار ہو سکتے ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تہا۔ مزید افسوس یہ ہی کہ اصحاب متمول تو خاموش ہی تھی متوسط الحال
جماعتوں کے اراکین نے بھی اسطرف کوئی خیال نہیں کیا۔ اور جس قوم کی درمیانی درجہ کی لاپروائی اور بیحسی حرکتی اس درجہ تک پہونچگئی
ہو اسکی موت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ یہی جماعتیں قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہی اور اسکی ترقی یا تنزل کا باعث ہوتی ہیں
اعلے رؤسا اور متمولین کو مصلحین ہمیشہ نظر انداز کرتے آئی ہیں۔ یا کم از کم یہ کہ قومی عروج کیلئے اونکی رفاقت اور معاونت کو ضرور
لازمی تصور نہیں کیا گیا۔ مگر متوسط اور اعلے جماعتیں تو درکنار میاں گل اخبارات پر بھی جنکو قومی اور ملکی خدمت اور صلاح کا دعوے
ہے کچھ ایسی مردنی چھائی ہوئی ہی کہ اونہیں کسی بڑے کام کو خود اختیار کرنے یا قوم کو اوسکے اختیار کرنے پر مجبور کرنیکی جرات ہی
نہیں پڑتی۔ سب سے زیادہ افسوس ہمکو اپنی معاونین پر ہی جن سب کا زبانی ادعا یہی ہی کہ وہ قوم کے بڑی خیرخواہ اور قومی معاملات سے
کمال دلچسپی رکھتے ہیں۔ مگر ایک یا دو کے سوائی گیارہ سو میں سی کسیکو اس کام کی تکمیل پر کمر ہمت باندھنا تو خیر اپنی رائی ظاہر کرنیکی بھی توفیق
نہیں ہوئی۔ وہ شاید تین چار کروڑ پونڈ کا نام سنکر گھبرا گئی ہونگی۔ اور جیسا کہ ہماری ایک کرمفرما نے پچھلے ہفتہ کی اخبار میں لکھا تہا۔ اسی شیخ
چلی کا خواب سمجھہ بیٹھی ہونگی۔ لیکن اگر وہ کل دنیا کی صرف اونہی مسلمانوں کی تعداد کیطرف خیال کرلیتے جو اخبار بینی کا مذاق رکھتے ہیں یا کم سے کم
خرید سکتے ہیں تو اس تعداد کے مقابلہ میں یہ رقم اونکو بالکل حقیر دکھائی دیتی بشرطیکہ اسی تعداد کو ملحوظ رکھکر ہمیں اون پر اپنی یہ تجویز پیش کرنی پڑتی

اصحاب کو لکھی گئی تھی۔ یہہ رائے ظاہر کی تھی۔ کہ اگر خداوند کریم کی تائید سے اس کام کی تکمیل کیلئے کوئی باضابطہ انتظام ہو جائے تو کسی شخص کو پانچہزار سے زیادہ کے حصے اس اسلامی ریلوے کے خریدنے کی اجازت نہ دیجائے۔ تاکہ بکثرت مسلمان اسمیں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق شریک ہوسکیں اور کثیر التعداد مسلمانوں کو قومی ترقی اور فلاح کی امنگ پیدا ہوسکے۔ اس تجویز کا ممکن العمل بلکہ سہل الحصول ہونا اسی سے واضح ہو رہا ہے کہ صرف وکیل کے معاونین میں سے ہر ایک بالواسطہ اگر دو دو سو روپیہ کے حصص خرید کرے تو اڑھائی لاکھ کے حصے بک جاتے ہیں۔

اس مجتہدانہ شکوہ شکایت کے بعد ہم اپنے اہل وطن اور اصحاب ثروت کو خوشخبری سناتے ہیں کہ ہماری یہہ تجویز جیسا کہ اونکو گمان ہے شیخ چلی کے خوابوں کے مشابہ نہیں ہے کہ پورا ہو جانے کی بجز امید ہو گئی۔ بلکہ اب الٹا یہہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں ہمارا یہہ اصل منشا کہ کافہ مسلمین کو اسمیں شریک ہونیکا موقعہ ملے) مفقود نہو جائے۔ اور معدودے چند متمول ہی اس کام کو اپنے ذمہ نہ لیلیں تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ ہندی اخبار اپنے ملک اور دیگر اسلامی ممالک کے ہمدردان قوم و ملک اصحاب معاصرین کو اسطرف توجہ دلانیکے ساتھ ہی چند جناب اور اخبارات کو پرائیویٹ خطوط بھی اس بارہ میں تحریر کیے گئے تھے۔ جو خداوند کریم کے فضل و کرم سے ویسے بے اثر نہیں رہے جیسے کہ وہ خطوط اور معروضات جو اہالی ملک کی خدمت میں کی گئی تھیں مصر کے معتمد اور سربرآوردہ روزانہ اخبار المؤید نے اسمعاملہ کو بڑے شوق سے اپنے ذمہ لیکر کل عربی دان مسلمانوں کو ترغیب دینی شروع کر دی ہے اور خود بلاد عثمانیہ میں ہماری تحریرات کا یہہ اثر ہوا ہے کہ فی الواقع وہاں اسغرض کیلئے ایک کمیٹی بھی قائم ہو گئی ہے۔ اور کچھ عرصہ ہوا ہمنے بحوالہ ٹائمز جو یہہ خبر لکھی تھی کہ باب العالی نے انگریزی جرمن کمپنیوں کو ریلوے لائنوں کی اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے اوس مخالفت کی وجہہ بھی در اصل یہی اسلامی کمیٹی ہے۔ چنانچہ اسبارہ میں ہمارے ایک عنایت فرمانے جو نیز ابتدا میں مسلمانوں کی کم ہمتی اور لاپرواہی پر غور کرکے ہماری تجویز کی کامیابی کو مشتبہ خیال کرتے تھے۔ مگر بعد میں متفق الرائے ہو کر پورے ساعی ہوگئے طرابلس الشام سے جو خط روانہ کیا ہے اوسکی عبارت متعلقہ بجنسہٖ ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

"در خصوص مسئلہ ممتد فرد راہ آہن) بنا بر امر جناب عالی بسیار بتحقیقات آن کوشیدم۔ و موافق ہبت آں صاحب سعی بلیغ نمودم۔ عاقبت الامر معلوم شد کہ مطلقاً در حیات آنجناب قوہ ولایت مرکوزہ۔ و از صداقت عزیزی شان بتوقیع اسیاتی مرور ہست چنانچہ از رؤسائے عشایر سوریہ شام و اغنیائے دمشق مقدار صد نفر متجاوز کہ ہر یکے صاحب کرور ہا لیرہ اند جمع شدہ و حسب ہدایت آں مرشد کامل عریضہ را بحضور امیر المومنین تقدیم نمودہ اند کہ راہ آہن از استانبول تا بغداد ہر چہ مصرف وارد ما متعہد می شویم۔ و از بیست و چہار حصہ سہ حصہ اش مع اوقات لوکانہ تبرع مے نمائیم بشرطیکہ اصلاً اجنبی مداخلہ نکند و رئیس و ادارہ آں حضرت پادشاہ باشد۔ بنا بر آں اکنون مجلس علیہ در مذاکرہ ایں مسئلہ جدید تمام زدہ اند ہم طالبین فرنگ را منتظر جواب داوہ اند ولی تاکار ہیچ بمر رسد نتیجہ حاصل نکند۔ جریدہ ہا اینجا بالخصوص غزتہ ترکی این نحو ہیں نوشتہ۔ ان شاء اللہ السعد ہرگاہ نوشتہ شد کیفیت آنرا مفصلاً بعرض خواہم رسانید۔ والسلام"

اس سے ناظرین باتمکین کو واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ یہہ معاملہ حضرت خلافت پناہی کی بارگاہ عالی تک پہنچ چکا ہے اور اگر حضور ممدوح نے خلعت قبولیت عطا فرما دیا تو صرف علاقہ شام کے ارباب دولت اسکو اپنے ذمہ لینے پر تیار ہیں۔ مگر ہم امید کرتے ہیں کہ جلالتمآب کل دنیا کے مسلمانوں کی بہتری کو مد نظر رکھکر انکو اس فیض عام سے مستفید ہونیکا موقعہ دینگے۔ نہیں بلکہ اس مہتم بالشان کمیٹی کا بذات خاص صدر تحسین

نہنا منظور فرما کر منشار ارادہ سلطانی کی اجرا سے ان کو اس میں شرکت کی ترغیب و تشویق دینگی ایسا کرنا بعض کی نظر میں شان سلطانی کی
شایان نہو - مگر منصب خلافت خلیفہ کیطرف سے ایسی کاروائی کا سخت متقاضی ہے - اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا کو مسلمانوں کو امیر المومنین
سے سلطانی حیثیت سے نہیں بلکہ محض خلافت کے لحاظ سے اخلاص و عقیدت ہے حضور سلطانی میں مندرجہ بالا التماس کرنیکی بعد ہم اپنے
ابنائے وطن سے یہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ شومی قسمت و بخت سے مجبور ہو کر اپنی معمولی اور طبعی سہل انگاری اور لاپروائی اور غفلت سے کام
نہ لیں بلکہ تا مقدور اور بکثرت اس کام میں شریک ہو کر اپنی قوم کیلئے ایسا تمدنی اور مالی رفاہ عام کا پیش خیمہ تیار کریں جو اس وقت
یورپ اور امریکہ کی مسیحی اقوام کو حاصل ہے واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل (۱۱- اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق لائن

کے متعلق انہیں صاحب نے جو ابتدا میں ہمارے لیڈر سے اس کی تحریک کرنیکا باعث ہوئے تھے جو ہمارا ۱- اپریل ۱۸۹۸ء
کو تحریر کیا ہے - اسے ہم بجنسہ ذیل میں درج کر کے دیگر بہی خواہان قوم و ملک سے بھی اپنی اپنی رائے اور عندیہ ظاہر کرنیکی
درخواست کرتے ہیں - بلاد عثمانیہ اور مصر میں اس لائن کو اسلامی مقاصد کے لحاظ سے جو تعمیر کرنیکے لیئے جو کچھ کاروائی ہو رہی ہے اسکا مجمل بیان کسی پہلے
ہفتہ کی اخبار میں درج ہو چکا ہے - اسوقت صرف یہی اظہار کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بدر الدین عبد اللہ تو صاحب تاجر بمبئی کی کاروائی
پر معترض ہوا تو وقت جو کچھ ہمنے تحریر کیا تھا - اسکی تصدیق اب ایک انگریز نے بھی بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں کر دی ہے وہ لکھتا ہے -
بندر عیسیٰ سے شمالی عرب کے راستہ بصرہ یا کویت تک اگر ریلوے لائن بنائی جاوے تو کسی زمانہ تک اس سے معقول آمدنی ہونے کی امید نہیں لیکن اگر
(جیسا کہ ہماری تجویز) اسکندروں سے براہ حلب موصل و بغداد و بصرہ تک لائن بنائی جاوے تو اس سے فی الفور سرمایہ پر معقول منافع ملنا شروع
ہو جائیگا - اسی مضمون پر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں "مگر افسوس ہے کہ اس لائن کا بہت حصہ جرمنوں نے تیار کر لیا ہے اور غالباً چند
برسوں میں وہ اپنی لائن بغداد اور بصرہ تک بھی بڑھا لینگے الخ" لیکن یہ امر درست نہیں کیونکہ اہالی جرمنی کو صرف حیدر پاشا (قسطنطنیہ
کا ایشیائی مضافات) سے عراق عرب کیطرف لائن بنانیکا اجازہ ملا ہوا ہے - اور اب تک انہوں نے صرف انگورا تک لائن بنا سکے ہیں جو اناطولین
ریلوے کی نام سے مشہور ہے - انکو شام اور عراق عرب کی درمیان کسی لائن کا اجازہ نہیں ملا - بلکہ غالب امید ہے کہ اب انہیں انکو اس سے آگے لائن چلانے
کی بھی اجازت نہیں ملیگی - کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں - باب عالی نے جرمن اور انگریزوں کو کوئی جدید اجازہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے
صاحب موصوف روم کے حالات سے خاص واقف معلوم ہوتے ہیں - مگر ان کی تحریر سے ساتھ ہی یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ ان کو تازہ ترین حالات
اور معاملات کا علم نہیں اور اسی لئے ان سے یہ غلطی ہو گئی ہے جیسا کہ وہ نجد کے امیر محمد ابن الرشید مرحوم کو اب تک زندہ سمجھ رہے ہیں -
آخر میں ہم اپنے محترم ہمعصر حبل المتین سے جسکی رائے کا اسبارہ میں معلوم ہونا بالخصوص ضروری ہے - التماس و عندیہ کی درخواست کرکے خط
کو ذیل میں نقل کرتے ہیں -

جناب مکرمی - کل آپکا اخبار پڑھتے پڑھتے یہ شعر اچھے محمد ببینم سید البیت یارب ... دوبار میری زبان سے نکلا - ایک الحمد للہ کہتا ہیں
اسلام کی کامیابی شکریہ ہم رؤسائے شام اور اہل دمشق کی درخواست بحضور خلیفۃ المسلمین تیاری ریلوے کو ٹھیک کرکے لیجانیکی ترغیب ہمیں تو معلوم
جیسا آپکی جالیسی درست فرمایا ہے اگر رؤسائے شام بعد اتفاق دمشق اپنی مقاصد میں کامیاب ہو گئے اور انشاء اللہ امید ہے کہ ضرور ہونگے

تو آپکی قوت ولایت بلاشبہ ظاہر ہو جائیگی اور کامیابی کا سہرا آپ کے سر بندہیگا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اسوقت دو کام کریں ایک کم سے کم اپنے اخبار کے خریداروں کو آمادہ کرتے جاویں اور جیسا سلطان کریٹ کے چندہ بھیجنے والوں کے نام کا ایک کالم میں ہر ہفتہ ذکر ہوجاتا تھا ویساہی ہر ہفتہ ایک کالم میں کچھ اور سرخی قائم کرکے ان لوگوں کے نام مشتہر کرتے رہیں جو یہاں کے حصص کی خریداری پر آمادگی ظاہر کریں اور فی حصہ دو سو روپیہ سے کم نہ ہو۔ اور دوسرا ادھر بھی کوشش کریں کہ اہل ہند کو بھی اس کمپنی میں حصص ملسکیں۔ چنانچہ اگر یہ بات آپ کے نزدیک نامناسب نہو تو اپنے احباب سے دریافت کرکے جو حصص کی خریداری میری آپ ذکر کرسکتے ہیں (۲۵-اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق

کی مجوزہ ریلوے لائن کو اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرنے کی تجویز پر ترکی اخبارات میں آجکل سرگرمی کے ساتھ بحث ہو رہی ہے جنکی آراء کا خلاصہ کسی آئندہ ہفتہ میں درج کرکے انشاء اللہ العزیز مفصل بحث کی جائیگی۔ سردست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں کسی صاحب ثروت نے ابتک اسطرف توجہ نہیں کی اور بعض ترکی اخبارات کی تحریریں بھی چنداں تشفی بخش نہیں تاہم بعونہ ہماری معروضات اس مبارک سرزمین میں جو براہ راست امیر المومنین کے ظل عاطفت میں ہے متوقعہ اثر پیدا کرنے سے خالی نہیں رہیں۔ چند ہفتے ہوئے ہیں کہ چند روسائے دمشق و شام کی درخواست کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب تازہ ترین ترکی اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ایک صاحب ہمت و ثروت بلند خیال مسلمان **محمد عاصم بیک** نے باب عالی سے بصرہ اور سمسون[1] کے درمیان اور نیز بفرہ سے سینوپ تک ریلوے لائن تعمیر کرنیکا اجارہ ملنے کی درخواست کی ہے۔ اور شرائط ایسی معقول اور مفید پیش کی ہیں کہ باغلب وجوہ باب عالی انکو منظور کرلیگا۔

بصرہ جیسے کہ اکثر ناظرین کو معلوم ہے خلیج فارس سے اوپر دریائے دجلہ و فرات کے دہانہ کے قریب بغداد سے بجانب جنوب واقع ہے اور سمسون بحیرہ اسود پر دریائے یشیل ارماق کے دہانہ کے قریب طرابزون سے تقریباً دو سو میل بجانب مغرب اور دہانہ باسفرس سے تقریباً چار سو میل بجانب مشرق واقع ہے۔ اور بخط مستقیم بصرہ اور سمسون میں نو سو میل کا فاصلہ ہے۔ یعنی اگر یہ لائن تیار ہو جائے تو بحیرہ اسود اور خلیج فارس کے درمیان نیا راستہ قائم ہو جاتا ہے جسطرح اسکندرون بصرہ لائن سے بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان۔ بفرہ اور سینوپ بھی بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر بندرگاہ ہیں۔ اول الذکر سمسون سے بفاصلہ چالیس اور سینوپ بفاصلہ سو میل بجانب شرق واقع ہے بفرہ دریائے قزل ارماق پر ہے۔ اور سینوپ وہ مقام ہے جہاں ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے غداری سے ترکی بیڑہ کو تباہ کیا تھا۔

یہ لائن بھی تجارتی جنگی اور پولٹیکل لحاظ سے اسکندرون بصرہ لائن سے کم نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آخر الذکر لائن سے مسلمانوں کے بعض متبرک مقامات کی اسقدر بھی حفاظت اور تقریب ہو جاتی ہیں۔ محمد عاصم بیک کی درخواست کے مفصل حالات اور شرائط اور نیز یہ امر کہ انہوں نے سرمایہ کا کیا انتظام کیا ہے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ مگر درخواست کا کر دینا ہی بتا رہا ہے کہ بیک موصوف نے سرمایہ کیطرف سے اطمینان کر لیا ہوگا۔ باینہمہ امید کرتے ہیں کہ وہ امتیاز ملجانے کی صورت میں اپنی کمپنی کی پراسپکٹس کو عام طور پر شایع کرکے دیگر ممالک کے مسلمانوں کو بھی اسبات کا موقعہ دینے سے دریغ نکرینگے کہ اگر خداوند کریم انکو اپنا روپیہ کسی سودمند اور مفید کام پر لگانیکی توفیق عنایت کردے تو وہ اسموقعہ سے فایدہ اٹھا سکیں۔ مفصل حالات معلوم ہونے پر ابنائے ملک کو ترغیب و تشویق دلانے کیلئے انہیں اخبار میں درج کر دیا جائیگا۔ اسی اثنا میں ظن غالب ہے اہالی دمشق کی درخواست کا نتیجہ بھی معلوم ہو جائیگا۔ (۲۳-مئی ۱۸۹۸ء)

[1] افسوس ہے سامسون سے بصرہ تک ریلوے لائن تیار کرنیکا اجارہ بھی آخر وسط نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک روسی متمول کو ملگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا منظور فرماکر منشاء ارادہ سلطانی کی اجرا سے ان کو ہمیں شرکت کی ترغیب و تشویق و شکر گزاری کا موقع دیں کی نظر بینیں شان سلطانی کی
شایان ہو۔ مگر منصب خلافت خلیفہ کی طرف سے ایسی کاروائی کا سخت متقاضی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا کے مسلمانوں کو امیرالمومنینؑ
سے سلطانی حیثیت سے نہیں بلکہ محض خلافت کے لحاظ سے اخلاص و عقیدت ہے حضور سلطانی ابن مندرجہ بالا التماس کرینگی البتہ ہم اپنے
ابنائے وطن سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ شومی قسمت و بخت سے محجوب ہو کر اپنی معمولی اور جبلی سہل انگاری اور لاپروائی اور غفلت سے کام
نہ لیں بلکہ تا مقدور اور بکثرت اس کام میں شریک ہو کر اپنی قوم کیلئے ایسا تمدنی اور مالی رفاہ عام کا بیش خیمہ تیار کریں جو ہر وقت
یورپ اور امریکہ کی مسیحی اقوام کو حاصل ہے واللہ یہدی من یشاء الی سواء السبیل (۱۱-اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق لائن

کے متعلق انہیں صاحب نے جو ابتدا میں ہمارے ایڈیٹر سے اس کی تحریک کرنے کے باعث ہوئے تھے چند ماہ ۱۰-اپریل ۱۸۹۸ء
کو تحریر کیا ہے۔ اسے ہم بجنسہٖ ذیل میں درج کرکے دیگر بہی خواہان قوم و ملک سے بھی اپنی اپنی رائے اور عندیہ ظاہر کرنیکی
درخواست کرتے ہیں۔ بلاد عثمانیہ اور مصر میں اس لائن کو اسلامی وقف کے سرمایہ سے تعمیر کرنیکے لیے جو کچھ کہا گیا ہے وہ ہم ہماری اس کا مجمل بیان کسی پچھلے
ہفتہ کی اخبار میں درج ہو چکا ہے۔ اس وقت صرف یہ ابراز کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر بدرالدین عبداللہ صاحب بمبئی کی کارروائی
پر معترض ہو کر وقت جو کچھ پہلے تحریر کیا تھا۔ اسکی تصدیق اب ایک انگریز نے بھی بمبئی کے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں کی ہے وہ لکھتا ہے
بندر سعید سے شمالی عرب کے راستے بصرہ یا کویت تک اگر ریلوے لائن بنائی جائے تو کئی برسوں تک اس سے معقول آمدنی ہونیکی امید نہیں لیکن اگر
(جیسا کہ ہماری تجویز ہے) اسکندرون سے براہ حلب موصل و بغداد و بصرہ تک لائن بنائی جائے تو اس سے فی الفور سرمایہ پر معقول منافع ملنا شروع
ہو جائیگا۔ اسی مضمون پر صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں "مگر افسوس ہے کہ اس لائن کا بہت سا حصہ جرمنوں نے تیار کر لیا ہے اور غالباً چند
برسوں میں وہ اپنی لائن بغداد اور بصرہ تک بھی بڑھا لینگے الخ" لیکن یہ امر درست نہیں کیونکہ اہالی جرمنی کو صرف حیدر پاشا (قسطنطنیہ
کا ایشیائی مضافات) سے عراق عرب کی طرف لائن بنانیکا اجارہ ملا ہوا ہے۔ اور اب تک وہ صرف انگورا تک لائن بنا سکے ہیں جو اناطولین
ریلوے کے نام سے مشہور ہے۔ انکو شام اور عراق عرب کے درمیان کسی لائن کا اجارہ نہیں ملا۔ بلکہ غالب امید ہے کہ اب انہیں انکو اس سے آگے لائن بنانے
کی بھی اجازت نہیں ملیگی۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ باب عالی نے جرمن اور انگریزوں کو کوئی جدید اجارہ نہ دینے کا فیصلہ کر دیا ہے
صاحب موصوف روم کے حالات سے خاص واقف معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ان کی تحریر کے ساتھ ہی یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ ان کو تازہ ترین حالات
اور معاملات کا علم نہیں اور اسی لیے ان سے یہ غلطی ہو گئی ہے جیسا کہ وہ نجد کے امیر عبداللہ ابن الرشید مرحوم کو اب تک زندہ سمجھ رہے ہیں۔
آخر میں ہم اپنے محترم ہمعصر حبل المتین کے جسکی رائے کا اس بارہ میں معلوم ہونا بالخصوص ضروری ہے۔ التجا و دعا کی درخواست کرکے خط
کو ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

جناب مکرمی۔ کل آپکا اخبار پڑھتے پڑھتے یہ تجویز دیکھی بیساختہ بیت المقدس یا رب۔ بے اختیار میری زبان سے نکلا۔ ایک ایسے شخص کا سنا میں
اسلام کی کامیابی سنکر دم بدم سوائے شام اور اہل دمشق کی درخواست منظور خلیفۃ المسلمین تیاری ریلوے کو ٹھیکہ کے لیے جانیکی توقع ہے
جیسا آپ کا بالکل درست فرمانا ہے اگر ریلوے شام اور انفرادی دمشق اپنی مقاصد میں کامیاب ہو گئی تو انشاء اللہ ضرور ہے

توآپکی قوت ولایت بلاشبہ ظاہر ہوجائیگی اور کامیابی کا سہرا آپ کے سر بندھیگا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اسوقت دو کام کریں ایک کم سے کم اپنے اخبار کے خریداروں کو آمادہ کرتے جاویں اور جیسا ملطان کریسنٹ کی چندہ بھیجنے والوں کو نام کا ایک کالم میں ہر ہفتہ ذکر ہوجاتا تھا ویسا ہی ہر ہفتہ ایک کالم میں کچھ اور سرخی قائم کرکے ان لوگوں کے نام مشتہر کرتے رہیں جو یہاں کے حصص کی خریداری پر آمادگی ظاہر کریں اور فی حصہ دو سو روپیہ سے کم نہو۔ اور دوسرا ادھر بھی کوشش کریں کہ اہل ہند کو بھی اس کمپنی میں حصص ملسکیں۔ چنانچہ اگر یہ بات آپکے نزدیک نامناسب نہو تو اپنے احباب سے دریافت کرکے دو حصص کی خریداری میری آپ ذکر کرسکتے ہیں (۲۵-اپریل ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق

کی مجوزہ لائن کو اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تعمیر کرنے کی تجویز پر ترکی اخبارات میں آجکل سرگرمی کے ساتھ بحث ہورہی ہے جنکی آراء کا خلاصہ کسی آئندہ ہفتہ میں درج کرکے انشاء اللہ العزیز مفصل بحث کی جائیگی۔ سردست اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ہندوستان میں کسی صاحب ثروت نے ابتک اسطرف توجہ نہیں کی اور بعض ترکی اخبارات کی تحریریں بھی چنداں تشفی بخش نہیں تاہم بعونہ ہماری معروضات اس مبارک سرزمین میں جو براہ راست امیر المومنین کے ظل عاطفت میں ہے متوقعہ اثر پیدا کرنے سے خالی نہیں رہیں۔ چند ہفتے ہوئے ہیں کہ چند روساء دمشق و شام کی درخواست کا ذکر کیا گیا تھا۔ اب تازہ ترین ترکی اخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ایک صاحب ہمت و ثروت بلند خیال سلطان محمد عاصم بک نے بالبال سے بصرہ اور سمسون[1] کے درمیان اور نیز بافرہ سے سنیوپ تک ریلوے لائین تعمیر کرنیکا اجارہ لینے کی درخواست کی ہے۔ اور شرائط ایسی معقول اور مفید پیش کی ہیں کہ باغلب وجوہ بابعالی انکو منظور کرلیگا۔

بصرہ جیسے کہ اکثر ناظرین کو معلوم ہے خلیج فارس سے اوپر دریائے دجلہ و فرات کے دہانہ کے قریب بغداد سے بجانب جنوب واقع ہے اور سمسون بحیرہ اسود پر وسط یا پیشیل ارماق کے دہانہ کے قریب طرابزون سے تقریباً دو سو میل بجانب مغرب اور دہانہ باسفرس سے تقریباً چار سو میل بجانب مشرق واقع ہے۔ اور بخط مستقیم بصرہ اور سمسون میں [illegible] سو میل کا فاصلہ ہے۔ یعنی اگر یہ لائن تیار ہوجائے تو بحیرہ اسود اور خلیج فارس کے درمیان ایک راستہ قائم ہوجاتا ہے جسطرح اسکندرون بصرہ لائن سے بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان۔ بافرہ اور سنیوپ بھی بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل پر بندرگاہ ہیں۔ اول الذکر سمسون سے بفاصلہ چالیس اور سنیوپ بفاصلہ [illegible] میل بجانب شرق واقع ہے بافرہ دریائے قزل ارماق پر ہے۔ اور سنیوپ وہ مقام ہے جہاں ۱۸۵۳ء میں سیواستوپول نے غداری سے ترکی بیڑہ کو تباہ کیا تھا۔

یہ لائن بھی تجارتی جنگی اور پولیٹیکل لحاظ سے اسکندرون بصرہ لائن سے کم نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آخر الذکر لائن سے مسلمانوں کی بہت سی متبرک مقامات کی راستے بھی محفوظ اور قریب ہوجاتے ہیں۔ محمد عاصم بک کی درخواست کے مفصل حالات اور شرائط اور نیز یہ امر کہ انہوں نے سرمایہ کا کیا انتظام کیا ہے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔ مگر درخواست کا کردینا ہی بتارہا ہے کہ بک موصوف نے سرمایہ کیطرف سے اطمینان کرلیا ہوگا۔ باینہمہ امید کرتے ہیں کہ وہ امتیاز مل جانے کی صورت میں اپنی کمپنی کے پراسپکٹس کو عام طور پر شایع کرکے دیگر ممالک کے مسلمانوں کو بھی اسبات کا موقعہ دینے سے دریغ نکرینگے کہ اگر خداوند کریم انکو اپنا روپیہ کسی سودمند اور مفید کام پر لگانیکی توفیق عنایت کردے تو وہ اس موقعہ سے فایدہ اٹھاسکیں۔ مفصل حالات معلوم ہونے پر اپنے ابنائے ملک کو ترغیب و شوق دلانے کیلئے انہیں اخبار میں درج کردیا جائیگا۔ اسی اثنا میں ظن غالب ہے اہالی دمشق کی درخواست کا نتیجہ بھی معلوم ہوجائیگا۔ (۲۳-مئی ۱۸۹۸ء)

[1] افسوس ہے سمسون بصرہ سیواس تک ریلوے لائن تیار کرنیکا اجارہ بھی آخر وسط نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک روسی متمول کو ملگیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

بغداد و دمشق کی مجوزہ ریلوی لائن کے متعلق ایک کرم فرما حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ سردست ایک حصہ خریدتے ہیں دو سو یا چار سو روپیہ جسقدر ایک حصہ کی قیمت تجویز کیگئی ہو۔ اس سے اونکو اطلاع دیجائے تاکہ وہ اوسے دفتر وکیل میں ارسال کردیں۔ اسکے ساتھ ہی وہ بعد میں اور بھی کئی حصے خرید کرنیکا وعدہ کرتے ہیں۔ ہم صاحب ممدوح کے مشکور ہیں کہ وہ وکیل کی تحریرات کو بغور پڑھتے اور اوسکی معروضات اور مشوروں کو دلمیں جگہ دیتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اونکے ارشاد کی تعمیل سے معذور ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ یہ معذوری کب تک قایم رہیگی۔ کیونکہ اس بارہ میں جو تجویز اسلام کے خادم وکیل نے اپنے اخبار ملک اور دیگر بلاد اسلامی کے ارباب ہمم کی خدمت میں پیش کی تھی۔ ابھی تک اوسے قوۃ سے فعل میں لانے کیلئے عملی طور پر کوئی کارروائی شروع نہیں ہوئی ہمارے مہربان کو یاد ہوگا کہ ہمنے اس معاملہ کے متعلق یہ تجویز پیش کی تھی کہ بصرہ سے براہ بغداد و موصل حلب اسکندرون اور وہاں سے براہ دمشق حرمین شریفین اور یمن تک اسلامی مشترکہ سرمایہ سے ریلوی لاین بنانے کی مفصل اور مشرح سکیم کی تیاری کیلئے ایک زبردست کمیٹی باضابطہ طور پر قسطنطنیہ میں امیر المومنین کے ظل حمایت اور سرپرستی میں قایم کیجائے اور پھر یہہ کمیٹی ماہر انجینیروں سے اس قسم کا اسٹیمیٹ تیار کراکر جو اس کل لائن اور اوسکے متفرق حصوں کیلئے درکار ہو اسکے برابر سرمایہ نامزد اور یہہ تجویز کرے کہ اسکو اسقدر حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ علاوہ ازاں باقاعدہ رجسٹرڈ کمپنی گورنمنٹ ٹرکی کی زیر نگرانی اور اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین کے سایہ رأفت ظل عاطفت میں قایم کیجائے جو دوسری کمپنیوں کیطرح ہر شہر و دیار میں اپنے ایجنٹ بھیجکر اور اشتہارات تقسیم کرکے مسلمانوں کو خریداری حصص پر مایل کرے۔ ہمارے مخدوم کو بخوبی معلوم ہے کہ یہہ بچوں کا کھیل نہیں اور نہ سینکڑوں یا ہزاروں کا معاملہ ہے کہ ادہر زبان سے نکلا اور ادہر اسپر عملدرآمد شروع ہوگیا۔ یہہ کروڑوں روپیہ کا معاملہ ہے اور لوگ اقوام میں بھی جو زر و دولت سے مالامال اور ایسے کاموں پر روپیہ لگانیکی عادی ہیں۔ صرف اسی صورت میں ایسی خطیر رقمیں جمع ہوتی ہیں جبکہ وہ اشخاص یا انجمنیں جنکے ہاتھ میں روپیہ دیا جاتا ہو معتبر اور اس کام کو جو تجویز کیا گیا ہو سر انجام پہونچانے کے قابل ہوں۔ اس سے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایسی قوم سے جو زیادہ تر مفلس اور مفلس ہونیکے علاوہ اس کوچہ سے تقریباً محض ناآشنا ہے کروڑوں کی رقم حاصل کرنیکے لئے کیسی معتبر ثقہ اور منتظم انجمن اور کیسی زبردست آرگنیزیشن ضروری ہے اور ایسی انجمن جو کل دنیا کے مسلمانوں کی نگاہ میں معزز و محترم ہو وہی ہوسکتی ہے جو اوپر بیان ہوچکی ہے۔ پس اس تجویز کو عملی لباس پہنانے کیلئے سلطان المعظم کی اعانت و رہنمائی سب سے مقدم ہے اس لاین سے خلافت سنیہ اور کافہ مسلمین کو جو فائدے پہونچ سکتے ہیں اونکی تفصیل پہلے بیان ہوچکی ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اونکا ماحصل یہہ ہے کہ مسلمانوں کے جمیع فرقوں کے لئے تقریباً تمام مذہبی اور متبرک مقامات کی زیارت اس سے محفوظ کم خرچ اور سہل الحصول ہوجائیگی اور مالی لحاظ سے بھی یہہ کچھ کم منفعت بخش ثابت نہیں ہوگی۔ عام قیاس ہے کہ اس لاین پر جو سرمایہ خرچ کیا جائے اوسپر کم از کم دس فیصدی سالانہ منافع ملنا کوئی بڑی بات نہیں اور فی زمانہ یہہ شرح ایسی نہیں کہ اسے نظر حقارت سے دیکھا جائے۔ بالواسطہ طور پر جو بیشمار فواید عظیم مترتب ہوسکتے ہیں وہ علحدہ ہے۔ اب رہا یہہ امر کہ آیا سلطنت سنیہ اور امیر المومنین اس ذمہ داری کو اوٹھانا قبول کرینگے یا نہیں اسکے لئے لازمی شرط پہلے یہہ ہے کہ یہہ تجویز اونکے گوش گذار ہو کسی پچھلے ہفتہ میں لکھا جاچکا ہے کہ ترکی اخبارات اس تجویز پر نہایت شد و مد سے بحث کر رہے ہیں۔ اور اسی سے متاثر ہوکر کئی باشندگان ٹرکی نے ریلوی لائنوں کے اجراء کیلئے ملک کی درخواستیں پیش کردی ہیں

اس سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً بیجا نہوگا کہ تجویز مذکور ضرور رجال حکومت کے کانوں تک پہونچ گئی ہوگی۔ اب منظور یا نامنظور کرنا انکے اختیار
میں ہے۔ مگر بظاہر سوا اسکے کوئی ایسی وجہ نہیں دیکھی جاتی جسکی بنا پر اوسکے مسترد ہوجانیکی توقع کیجا سکے۔ بلحاظ اغراض سلطنت و
انتظام ملکداری کوئی امر اس لائن کی تعمیر کا مانع نہیں یہ لائن کسی دشمن کو ممالک عثمانیہ پر حملہ آور ہونے میں مدد نہیں دیسکتی۔ اور نہ وہ ایسے
موقعہ پر ہے کہ کوئی دشمن اوس سے کبھی فایدہ اوٹھا سکے اب تک تقریباً جسقدر لائنیں تیار ہوئی ہیں۔ وہ یورپین کمپنیوں کی ملکیت ہیں
اور یورپین حضرات کی مداخلت جیسی کچھ فایدہ بخش ہوسکتی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہاں وزرائے دولت اور مشیران سلطنت اگر
اس خیال سے تذبذب میں پڑ جائیں تو کوئی تعجب نہیں کہ شاید سرمایہ مطلوبہ بہم نہ پہونچے۔ اور پھر خواہ مخواہ جگ ہنسائی ہو اس کام کو
برسرانجام پہونچانے کیلئے اگر اوسیطرح اہتمام کیا جائے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے تو ہمارے خیال میں کبھی ناکامیابی نہیں ہوسکتی
تین یا چار کروڑ پونڈ کا سرمایہ کوئی ایسا بڑا نہیں ہے کہ کل دنیا کے مسلمان اوسے بہم نہ پہونچا سکیں مسلمان ابھی بالکل نادار نہیں ہوگئے اب
بھی ان میں کروڑپتی اور لکھپتی موجود ہیں۔ اور جب انکو یہ معلوم ہوجائیگا۔ کہ وہ روپیہ خیرات نہیں کرتے بلکہ منفعت بخش کام پر لگا
رہے ہیں تو انکو باخاطر جمع اس کام میں بخوشی شریک ہونے سے مطلقاً دریغ نہ ہوگا تاہم اگر مشیران امیرالمومنین ان زبانی تسلیوں کی علاوہ
اس امر کے عملی ثبوت پیش ہونے کے متوقع ہوں تو اونکے اس فعل کو نامناسب نہیں کہا جاسکتا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم تا بمقدور
ایسا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کریں اور وہ ثبوت اسیطرح پیدا ہوسکتا ہے کہ ہر اسلامی ملک میں معقول تعداد ایسے اصحاب کی موجود
ہوجائے جو اس کام میں شریک ہونے پر رضامند ہوں اور پھر اونکی یا اونکے نائبین کیطرف سے باضابطہ عرضداشتیں باب العالی میں بھیجی جائیں کہ
اس کام کیلئے باقاعدہ کمپنی بننے کی صورت میں سردست اسقدر مالیت کے حصے ہم لوگ خرید لینگے خاص ٹرکی میں خدا کے فضل سے ایسی
تحریک شروع ہوگئی ہے۔ مصر میں ظن غالب ہے المؤید اور المنار وغیرہ معزز اخباروں کی پرزور تحریریں بے اثر نہیں رہینگی
اور انکے ذریعہ سے دیگر ایسے اسلامی ممالک میں بھی جہاں عربی خوان موجود ہیں ضرور کچھ نہ کچھ تحریک ہوجائیگی۔ ایران کی نسبت ہم
کچھ نہیں کہہ سکتے اگر ہمارا معزز ہمعصر حبل المتین اسطرف توجہ کرتا تو غالباً اوس ملک والوں کو بھی اس امر کی اطلاع ہوجاتی۔
مگر افسوس اوسنے باوجود وعدہ کرنے کے اس اہم معاملہ کیطرف کوئی التفات نہیں کی جسکی اوس ایسے بہی خواہ قوم وملت سے ہرگز توقع نہیں
ہوسکتی تھی۔ ہندوستان میں وکیل کے سوائے صرف دو اسلامی معاصرین شمس الاخبار اور محمڈن مدراس نے ابنائے ملک کو ترغیب
دینے کی کوشش کی ہے۔ دیگر اسلامی ہمعصر اب تک خاموش ہیں جنمیں سے پیسہ اخبار۔ جریدہ روزگار۔ مخبر دکن۔ چودہویں صدی
دارالسلطنت۔ مشیر دکن۔ پنجاب آبزرور۔ مسلم کرانیکل۔ روزانہ دہلی۔ تحفہ محمدیہ اور دیگر کئی ایک محب قوم وملک اخبارات کی
خاموشی واقعی تعجب خیز ہے۔ لیکن جبتک یہ ہمعصر متوجہ ہوں۔ ہم اپنے حیدرآبادی کرمفرما اور دیگر ناظرین سے اس تجویز کی عام اشاعت
اور اپنی مساعی جمیلہ کے نتیجہ سے ہمیں اطلاع بخشتے رہنے کی التماس کرتے ہیں۔ اس کام کیلئے حیدرآباد بمبئی کلکتہ اور رنگون کے متمول اولوالعزم
سے بہت مدد مل سکتی ہے۔ ہمارے دوست کمراجی نے پہلے تو بہت کچھ گرمجوشی ظاہر کی تھی۔ مگر اب عرصہ سے خاموش ہیں ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے
ہمخیال محمولہ یا اہل حیدرآباد کی عالی ہمتی کے ساتھ بلکہ اس تجویز بہبودی کار عظیم کی تکمیل کیلئے کوشش کرنے میں دریغ نہیں کرینگے۔ ہمارے مخدوم

تب ہی کوئی حصہ خرید سکتے ہیں جبکہ کمپنی کا وجود قایم ہو۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ وہ سینکڑوں کو اپنا ہم خیال بنائیں۔ شہاب الدین صاحب ابو
تو صاحب ایک مسیحی کمپنی کی تائید تو بڑی سرگرمی سے کرتے تھے مگر اسلامی کمپنی کے قیام کی تجویز سنکر ایسے خاموش ہو گئے ہیں کہ اون ایسے شخص سے ہمدردی قوم کی
کبھی کوئی امید نہیں ہو سکتی تھی۔ حالانکہ ادنکی ادنے توجہ سے بہت کچھہ کار برآری ہو سکتی تھی اور ہو سکتی ہے۔ اس معاملہ میں اس شخص کی خاموشی جسنے امریکہ
میں اشاعت اسلام کیلئے لاکھوں روپیہ مسٹر ویب کو بہجوائے ہوں کیا عبرت انگیز نہیں۔ امید ہے کہ حکیم غلام محی الدین مالک اخبار گزٹ نہ صرف صاحب
موصوف کی بھی تلافی مافات پر بلکہ بمبئی کے اور بہت سے ذی ہمت اور اہل ثروت مسلمانوں کو اس کام کی تکمیل پر آمادہ کرنیکی کوشش کرینگے اور
عالیجناب جزاکسلنسی قدردی جاہ بارکش قونصل جنرل بھی بشرطیکہ کوئی امر مانع نہو اپنے ہموطنوں پر اسکے فواید ظاہر کرنے سے مسلمانان
عالم کو متشکر بنائینگے۔ اسموقعہ پر یہ جتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اپنی کوششوں کو اسی پر محدود نہیں کرنا چاہیئے کہ لاکھہا اور ہزارہا
روپیہ دینیوالے بہم پہنچائے جائیں۔ گو ایسے اصحاب کا ہونا بھی ضروریات سے ہے۔ بلکہ کثرت تعداد پر زور دینا زیادہ مناسب ہوگا۔ خواہ وہ ایک ایک
دو دو روپیہ ہی اس کام پر لگانے کی استطاعت رکہتے ہوں۔ حال میں المستفاد علیہ استقلال مصری اور ترکی اخبارات نے جو رائیں ظاہر کی ہیں۔ انکا
خلاصہ پر کیفیت انشاء اللہ العزیز درج کیا جائیگا (۲۰ جون ۱۸۹۹ء)

جرمنوں نے باب العالی سے خلیج فارس سے سکندرون تک ریلوے لائن کی تعمیر کا اجارہ ملنے کی درخواست کی تھی جو منظور نہیں ہوئی
یہ وہی لائن ہے جسکو وکیل نے اسلامی مشترکہ سرمایہ سے تیار کرنیکی تجویز پیش کی ہے۔ اس نامنظوری سے یہ نتیجہ نکالنا غالباً غلط نہوگا کہ باب عالی
تجویز مذکورہ کو بھی اس نامنظوری میں بہت کچھ دخل ہوگا۔ اس لائن کے عوض باب العالی نے جرمن کمپنیوں کو حیدر پاشا (قسطنطنیہ کے ایشیائی حصہ کا بندرگاہ)
سے قیصریہ تک ۳۰۰ کیلومیٹر میل لمبی اور اسکی شہر سے قونیہ تک (جہاں مولانا جلال الدین رومی صاحب مثنوی کا مدفن ہے) ریلوے لائنیں تعمیر کرنے اور حیدر پاشا
میں پختہ بندرگاہ بنانیکا اجارہ دیدیا ہے (۲۰ جون ۱۸۹۹ء)

بلاد عثمانیہ اور تعمیرات رفاہ عامہ۔ لبنان اور دمشق کی مجوزہ لائن کے متعلق بحث کرتے ہوئے کسی پہلے ہفتہ کے اخبار میں شام کے بندرگاہ
طرابلس کی ایک نہایت مزیدار کا خط بجنسہ درج کیا گیا تھا جسکا لب لباب یہ تہا کہ چند متمول اہل شہر نے ریلوے لائنوں کی تعمیر کا اجارہ لینے کیلئے
باب العالی میں درخواست کر دی ہے۔ اسکی اب اخبار المؤید کے نامہ نگار اسکندریہ کی تحریر سے بھی تصدیق ہو گئی ہے۔ پبلک کی آگاہی کے لئے اس تحریر کا
ترجمہ ذیل میں دیدیا جاتا ہے۔

آستانہ علیا کی اخبارات سے جو اہم خبر معلوم ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ صاحب ہمت دولت بلاد عثمانیہ میں تعمیرات رفاہ عامہ کے امتیازات لینے کے
لئے جو فلاح و تقدم کے ذریعے نیز ترقی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ بڑی سرگرمی سے کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ انجملہ ایک صاحب حبیب آفندی مطران دمشقی
ہیں۔ جو شام کی موجودہ ریلوے لائن کے اجارہ دار ہیں۔ صاحب موصوف نے جتنے امتیازات کی درخواست کی ہے وہ سب کے سب نہایت مفید اور
منفعت بخش ہیں۔ انکی استدعا ہے کہ انکو ممالک شاہانہ کے بڑے بڑے شہروں میں برقی روشنی کرنے نئی ریلوے لائنوں کی تعمیر اور صنعتی کارخانوں کے قیام
کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ اس عرضداشت پر باب نظارت تعمیرات ناظر غور کر رہی ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ ابنائے وطن کی غیرت حمیت بالخصوص آفندی
ممدوح کی نیک ارادوں کو تقویت پہنچانے اور ان کی (خلاف الاجنبی تو ضرور ہی تو سختی) اور اسکی مدد کرینگے تاکہ ان امتیازات کا فایدہ ملک اور ابنائے ملک

سی اٹھائیں یہ ہو کہ نکیں سو جب کبھی کو یہ اہم اجارے ملجائیں تو ہم وطنوں کی لا پروائی سے اور نہیں ممالک غیر کے مالداروں کی ہاتھ کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ اور اس طرح سے ان مفید کاموں کا کل فایدہ غیروں کو جا پہونچے ملک والوں کو کوئی فایدہ نہ ملے بلکہ برعکس اسکے ان کو اپنے ملک میں ان مفید کاموں کے اجرا کیلئے الٹا جرمانہ اور تاوان کا مستوجب ہونا پڑے کیونکہ اجنبی بغیر ضمانت کے کام شروع نہیں کرتے اور پھر ضمانت کے بھروسہ پر پوری تندہی سے اس کام کو فروغ دینے کی کوشش نہیں کرتے۔"

یہی نامہ نگار خوشخبری سناتا ہے کہ امیر المومنین نے ولایت شام اور حجاز یمن کے درمیان خشکی پر تار برقی کی لائن تیار کیے جانے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس لائن کی ایک شاخ مدینہ منورہ کے بندرگاہ ینبوع کو بھی جائیگی۔ اس لائن سے جو پولیٹیکل اور تجارتی فوائد منتج ہونگے وہ ہویدا ہیں وزرائے دولت ارشاد سلطانی کی تعمیل کیلئے لائن کی حفاظت اور اسکے خرچ کے مسئلہ پر غور کر رہے ہیں" ایک امر خبار نے لکھا تھا کہ کسی فرنچ انجینیر نے اس لائن کی درخواست کی ہے مگر نامہ نگار کی تحریر سے واضح ہو گیا ہے کہ اسکا خیال خود جلالت مآب کو سوجھا تھا اور کہ وہ سرکاری خرچ سے بنائی جائیگی۔ وکیل اس مبارک خبر کو اپنی تجویز کی کامیابی کا پیش خیمہ تصور کرتا ہے اور انشاء اللہ العزیز اسکا یہ قیاس غلط ثابت نہیں ہوگا اسوقت ممالک عثمانیہ اور عرب کے درمیان خشکی پر کوئی برقی لائن نہیں بحری تار برقی سے کام لیا جاتا ہے اور بحری لائنیں غیروں کے ملک میں ہیں۔ اس مجوزہ لائن کا پولیٹیکل مد سے بھی زیادہ یہ ہوگا کہ بالعالی سرکار غیر لائنوں سے مستغنی ہو جائیگی اور تجارتی سیکہ معاملات کی عام کثرت ہو جائیگی۔ یہ لائن شام کے ضلع معان کے صدر مقام سے شروع ہو کر ینبوع جدہ اور حدیدہ کو جائیگی اور ان تینوں بندرگاہوں سے مدینہ مکہ اور صنعا کو اسکی شاخیں تیار کیجائینگی۔ حفاظت کیلئے عسکر شاہانہ کے علاوہ مشایخ عرب کی فوج بھی متعین کیجائیگی اس موقعہ پر یہ بتا دینا بھی بیجا نہ ہوگا کہ ہمارے معزز معاصر حبل المتین نے اپنے وعدہ کو بھلا نہیں دیا بلکہ اسے با حسن طریق اور موثر پیرایہ میں پورا کرنے کیلئے ابتک خاموش رہا ہے۔ اسکے اپنے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "در مقامات معاصر محترم ما اخبار وکیل امرتسر میں باب انعقاد کمپانی اسلامی بجہت متصل ساختن ممالک اسلامیہ بذریعہ راہ آہن مذاکرات باخبارات ترکی رسیدہ دریں موضوع بحث میثماید کہ مناسب است تجار اسلام بسرپرستی اعلیحضرت خلافت پناہی بجہت ساختن راہ آہن از بصرہ و بغداد و موصل تا دمشق انعقاد کمپانی مخصوصی نمودہ سرمایہ جمع نمایند اخبار حبل المتین با اینکہ وعدہ دادہ دریں موضوع بحث نکردہ بواسطہ تحقیقات بعضے مراتب است کہ از اسلام قبول شود چنانچہ بعض مراتب دریافت شدہ و بعض دیگر نیز عملاً قریب بتحقیق میشود انشاء اللہ در این موضوع علےٰ التفصیل بحث خواہیم کرد (اجرائی ۱۸۹۹ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لائن پر مسلمانوں نے تو کچھ توجہ نہیں کی۔ مگر اس تجویز کا مشتہر ہونا تھا کہ عیسائی متمولین کو پہلے سے زیادہ اسکی طرف توجہ ہو گئی اور اب کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا جس میں اس لائن کے متعلق کوئی نہ کوئی تازہ خبر سننے میں نہ آئی ہو ہندوستان کی عام پبلک تو خیر کمی تعلیم۔ عام جہالت سے بالعموم ایسے کاموں سے ناواقف محض ہے اسلئے تجویز مذکور کی عدم اشاعت نہ ہونے سے ایکطرح سے معذور بھی سمجھی جاسکتی ہے مگر ہمارے مدعیان ہمدردی و قومی اصلاح ملکی لیڈر کے ولسی اخبارات غالباً اپنی خاموشی کی کوئی وجہ پیش نہیں کرسکینگے۔ اگر وہ اور کچھ نہیں صرف اسکی اشاعت کا ہی کام اپنے ذمہ لے لیتے تو کم از کم ان کے معذرت کرنے کا تمام عیب ہو جاتا۔ اور ممالک غیر کی حجت پیش نہ کرسکتی۔ گو خبر ہو جانے کی صورت میں بھی مسلمانوں سے کسی مفید کام کو فی الواقع اختیار کر لینے کی مشکل توقع ہو سکتی ہے کیونکہ

ہمارے اکثر مصری، شامی اور ترکی اخبارات نے اس بارہ میں نہ فقط اپنا فرض ہی ادا کیا ہے۔ بلکہ اپنی زور تحریرات سے ہندوستانی اخبارات کی
بے توجہی کی تلافی کر دی ہے۔ مگر نتیجہ پوچھو تو وہاں الشیء کالاشیء والا معاملہ ہے۔ وہاں بھی ابتک کسی مسلمان کو اس نیک اور مفید فایدہ بخش کام
کی تحصیل کیطرف متوجہ ہونیکی جرات نہیں پڑی۔ برعکس اسکے یورپین متمولین میں کچھ ایسی بے چینی اور بیقراری پیدا ہو گئی ہے کہ جیسی مستعدی اور گرمی
بالعجالی سے حصول امتیازات کے لئے وہ آجکل دکھا رہے ہیں پہلے کسی زمانہ میں ویسی نہیں ظاہر کیگئی تھی شاید انکو مسلمانوں کی تجارت انکے
ہاتھ سے چھین جانیکا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ مگر گذشتہ دس مہینوں کی تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ اُن کے دلوں میں کوئی ایسا اندیشہ پیدا نہیں
ہونا چاہئے تھا۔ کل ممالک کی نسبت ہندوستان میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے اور یہ کہنا بھی غالباً مبالغہ میں داخل نہوگا کہ اس گئے گذرے
زمانہ میں بھی جسقدر متمول مسلمان اس ملک میں موجود ہیں اتنے شاید کسی اور ملک میں نہونگے۔ اور ان لوگوں کو اس تجویز کی فواید اور اہمیت
پر صرف اخبارات کے ذریعہ متوجہ کیا جا سکتا تھا۔ مگر جنہوں نے خود ہی توجہ نہیں کی وہ دوسروں کو کسطرح متوجہ کرا سکتے ہیں پس عجب
ایک عظیم الشان اسلامی ملک کے قومی رہنمائی کے مدعیوں کی پست ہمتی اور غفلت اس درجہ تک طبیعی ہوئی ہے تو دوسرے ممالک کے مسلمانوں
سے بھی متمولین کو کیا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ ہمیں ابتک کوئی وجہ نظر نہیں آئی۔ کہ ہمارے اسلامی معاصرین اس تجویز کو اپنے
ناظرین کے سامنے پیش کرنے سے کیوں گریز کر رہے ہیں؟ وہ ایسا کرنے سے اُنسے کسی خیراتی فنڈ کے لئے روپیہ نہ مانگتے۔ بلکہ اُن کو ایک
ایسا صرفہ سمجھانے والے ہوتے جس سے ہماری متمولین کو غالباً دیگر کاموں پر روپیہ لگانیسے مالی فایدہ بہت زیادہ ہو سکتا۔ دیگر
قومی اور تعلیمی فواید جو خود بخود مترتب ہو جاتی وہ علیحدہ رہے۔ آجکل ہمارے ملک میں جا بجا مدارس اور کالج قایم کرنیکا عام شوق پیدا ہو رہا
ہے مگر افسوس کہ ہمارے حامیان تعلیم کے اپنے خیالات کو ذرا اور وسیع اور بلند کرنیکی فرصت نہیں ملتی۔ اگر وہ تجویز مذکور پر ذرا سا غور کرنیکی
تکلیف گوارا کرتے تو انپر واضح ہو جاتا کہ مالی فایدہ کے لحاظ سے نہایت ہی مفید اور محفوظ انوسٹمنٹ (آمدنی کے لئے کسی کام پر روپیہ
لگانا) ہونیکے علاوہ مجوزہ لاین ہمارے نوجوانوں کو تجارتی، صنعتی، فنونی، علمی اور عملی تعلیم دینے والی ایک عظیم الشان یونیورسٹی کا کام دیسکتی
ہے۔ مذہبی لحاظ سے بھی یہ لاین کچھ کم اہم نہیں۔ اس بارہ میں اسکا ادنےٰ ترین فایدہ یہ ہوگا کہ ہمارے مذہب کے تمام فرقوں کے متبرک مقامات سہل
الحصول اور اُن تک پہنچنے کا خرچ بہت کم ہو جاتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ اگر اُن خوش اعتقاد لوگوں کو جو مساجد پر سونے کے کلس چڑھانے اور علموں کے چڑھانے
پر لاکھوں روپیہ بیدریغ خرچ کر دیتے ہیں اور جو ہر سال لاکھا روپیہ غریب لوگوں کو جمع کر انہیں نذر کرتے ہیں یہ سمجھایا جائے کہ اس لاین سے
حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور نجف اشرف اور کربلائے معلی کے زائرین اور حجاج حرمین
شریفین کی حاجیوں کے لئے انتہا سہولتیں پیدا ہو جائینگی۔ وہ ہندکی موجودہ مصائب اور مشکلات سے بالکل محفوظ ہو جائینگے۔ اور ساتھ
ہی ہم خرما و ہم ثواب، نیکنامی شہرت اور ثواب عقبےٰ دارین کے علاوہ جو روپیہ لگایا جائیگا۔ اُس سے سال بسال انکے لئے معقول نفع بھی ملتا
رہیگا۔ تو وہ لوگ اسکی تکمیل پر آمادہ نہو جائیں۔ ہندوستان کے بندرگاہوں اور ریاستوں میں ابتک بیسیوں ایسے متمول مسلمان موجود ہیں
کہ انھیں سے صرف تین چار ملکر اس کام کو اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ اور انہیں سے بعض ایسے اصحاب بھی ہیں جو اس قسم کے تجارتی کاموں کی منافع سے
نا واقف نہیں چنانچہ حال ہی میں سکندرآباد کے عالی ہمت فیاض حاجی سیٹھ جمن لال صاحب نے اپنے روپیہ سے ریاست میں ایک ریلوے لاین

بنا نیکا اجارہ لیا ہے۔ اسیطرح ریاست میسور میں دو مسلمانوں نے جنکا پچھلے ہفتہ ذکر ہو چکا ہے۔ سونے کی کانوں پر کام کرنیکا اجارہ حاصل کیا ہے بمبئی میں حاجی قاسم کئی دخانی جہازوں کے مالک ہیں۔ اور ان کے سوا کئی مسلمان تاجر وہاں موجود ہیں۔ اسلئے ایسے اصحاب کو اگر توجہ دلائی جائے تو وہ غالباً ضرور کار مجوزہ کی تکمیل پر کمربستہ ہو جائینگے اور انکو متوجہ کرنیکا ذریعہ یہی اخبارات ہیں۔ اگر کل اسلامی اخبارات اس معاملہ پر بحث کریں تو انمیں سے کوئی نہ کوئی ضرور خود ان متمولین یا انکے دوستوں یا مشیروں میں سے کسیکی نظر سے گذر جائیگا اور اسطرح عام اشاعت ہونیکے ساتھ ہی ساتھ یہہ تجویز خاص خاص لوگوں کے کانوں تک بھی پہنچ جائیگی۔ کیا ہندوستانی اخبارات کی غیرت و حمیت مصری اخبارات کو دیکھکر بھی متحرک نہیں ہوتی کہ جو تجویز ہندوستان سے پیدا ہوا اسپر غیر ملک کے اخبارات تو اس سرگرمی سے مصروف بحث ہوں اور یہاں کے اخبارات ایسے ممکن ہوں کہ خبری نباشد۔ ہمارا ہمعصر حبل المتین ان دنوں اتحاد شیعہ و سنی پر بہت کوشش کر رہا ہے۔ اور ہر سچے مسلمان کی دلی دعا ہے کہ وہ اسمیں کامیاب ہو۔ اس کے لئے وہ دونوں مذاہب کے علما کی کانگرس منعقد کرنا چاہتا ہے اور اسکی اس تجویز سے تھوڑی سی ترمیم کیساتھ وکیل بھی اتفاق رائے کر چکا ہے۔ مگر قدرے غور و فکر کرنے سے ہر صاحب دانش پر ظاہر ہو سکتا ہے کہ اتحاد کی بنا محض زبانی لفظی اور پند و نصائح سے بہت کم قائم ہوا کرتی ہے۔ لیکن کسی کام میں عملی طور پر بالاشتراک ساعی ہونے سے خود بخود و نامعلوم طور پر دونوں میں محبت اور الفت پیدا اور پھر رفتہ رفتہ استحکام پذیر ہو جاتی ہے۔ پس اگر ہمارے معزز ہمعصر انعقاد کانگرس کی بجائے دونوں فرقوں کے معتقدین کیلئے کوئی ایسا کام بہم پہنچانیکی کوشش کریں تو غالباً وہ اپنے مدعا میں بہت جلد اور باحسن طریق کامیاب ہو سکینگے اور ایسا کام جہانتک بظاہر قیاس کیا جا سکتا ہے اسوقت مجوزہ لائن سے بڑھکر عمدہ اور مناسب کوئی نہیں ہو سکتا جسمیں اسکی عظمت کیوجہ سے ہر دو جماعت کے کثیر التعداد اصحاب بآسانی شامل ہو سکتے ہیں۔ اور جسقدر شمار میں کثرت ہوگی اسیقدر اتحاد کا مدعا زیادہ پورا ہو سکتا ہے۔

ممکن ہے ہمارے بعض ہمعصر اس خیال سے اس معاملہ میں کوشش کرنا بے سود سمجھیں کہ کئی مسیحی متمولین نے اکثر مفید لائنوں کے اجارے حاصل کر لئے ہیں اور خود مجوزہ لائن کے حصہ کثیر کیلئے بھی درخواست کر دی ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ غالباً ضرور منظور کر لیجائیگی لیکن ہم پچھلے ہفتہ کے اخبار میں تحریر کر چکے ہیں کہ یہہ خبریں ابھی تک تصدیق طلب ہیں چنانچہ ان خبروں کی تا حال کوئی تصدیق نہیں ہوئی کہ ایک فرانسیسی کمپنی کو تو بیروت سے بصرہ تک اور ایک جرمن بنک کو قیصریہ سے سرحد ایران تک لائنیں بنانیکا اجارہ ملگیا ہے۔ لیکن اگر یہہ درست بھی ہوں تو ان سے ہماری تجویز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ البتہ روسی کونٹ نے تقریباً بعینہ اوسی لائن کے حصہ کثیر کے لئے درخواست کی ہے جو اسوقت زیر بحث ہے وکیل کی تجویز یہہ تھی کہ بجائے اس لائن کے جو ایک انگریزی کمپنی کویت یا بصرہ سے عرب کے شمالی علاقہ کے راستہ سے پورٹ سعید تک بنانا چاہتی ہے بصرہ سے بغداد و موصل تک اور وہاں سے حلب اور اسکی بندرگاہ اسکندرون تک اور پھر حلب سے براہ دمشق حرمین و یمن تک مشترکہ اسلامی سرمایہ سے جسکی مقدار زیادہ سے زیادہ پانچ کروڑ پونڈ ہوگی۔ ریلوے لائن تعمیر کیجائے روسی کونٹ کی درخواست سے بھی وکیل کی تجویز کی معقولیت ثابت ہو گئی ہے کیونکہ اسنے بھی انگریزی کمپنی کے مجوزہ خط کی بجائے تقریباً یہی خط اختیار کیا ہے۔ فرق صرف یہہ ہے کہ بحیرہ شام پر اسنے اسکندرون کی بجائے طرابلس کو جو اول الذکر سے تخمیناً پچاس میل بجانب جنوب واقع ہے انتہائی اسٹیشن تجویز کیا ہے وہاں سے وہ لائن کو براہ تدمر مجادین تا ہاویت (دونوں آخر الذکر مقام دریائے فرات کے داہنے ساحل پر واقع ہیں) لیجا کر اسکی دو شاخیں کرنا چاہتا ہے۔ ایک شاخ کو دریائے دجلہ کے ساحل کے کنارے کنارے کربلا تک اور وہاں سے

بصرہ کو اور دوسری دریائے فرات کو بمقام بہت عبور کر کے دوآبہ میں سے ہوتی ہوئی دریائے دجلہ کو بھی عبور کر کے شمال المشرقی رخ سرحد ایران تک متصل خانقین کو لیجانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خانقین علین ترکی سرحد پر بغداد سے بجانب شمال المشرق تخمیناً ۹۰ میل اور ایران کے مشہور قصبہ کرمانشاہ سے علین بجانب مغرب تقریباً ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ گورنمنٹ مذکور باب العالی سے کوئی ضمانت بھی نہیں مانگتا۔ اور باب العالی نے اسکی درخواست کو بغرض غور و رپورٹ وزارت تعمیر عامہ کے پاس بھیجدیا ہے۔ مگر اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسکی درخواست ضرور منظور کر لیجائیگی۔ اول تو ترکی اخبارات کی رائے اور تحریرات سے پایا جاتا ہے کہ ترک اب اجنبیوں کو ایسے اہم اجارے دینا ہرگز مناسب تصور نہیں کرتے جب عام اجنبیوں سے ایسی بدظنی ہو رہی ہے تو روسیوں سے بدرجہ اولی ہوگی۔ دوم کسی درخواست کو لے لینے سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ اسے ضرور ہی منظور کیا جائیگا۔ کسی کی درخواست کو سماعت کرنے سے بھی انکار کر دینا بد اخلاقی میں داخل ہے۔ اور ترکوں ایسی خوش اخلاق قوم سے ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ حالات موجودہ پر غور کرنے سے درخواست مذکور کے منظور ہونے کی نسبت بالآخر اسے مسترد کر دیجانیکی زیادہ قوی امید ہے۔ بہرحال یہہ یقینی امر ہے کہ مہینوں تک اسکا فیصلہ نہیں ہوگا۔ اور اس عرصہ میں اگر مسلمان متمولین کی کوئی جماعت باقاعدہ قایم ہوکر باضابطہ امیر المومنین سے درخواست کر دے تو وہ ایک اسلامی کمپنی کے مقابلہ پر مسیحی سائلین کو کبھی ترجیح نہیں دینگے۔ ہمیں اسوقت صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ اگر کچھہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو خود زیادہ مستعدی اور سرگرمی سے کام لیں اور ابنائے ملک کو اپنی طرف سے حتی الامکان اسطرف مایل کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر بفرض محال روسی سایل یا کوئی اور خوش نگار بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیان لاین کا اجارہ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائے تب بھی مجوزہ لاین کا بہت بڑا حصہ یعنی دمشق سے یمن تک معہ متعدد شاخوں کی باقی رہیگا جو کسی صورت میں غیر مسلم کو نہیں دیا جا سکتا اور ہمارے اغراض اس لاین سے بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہوگا کہ مالی لحاظ سے یہہ ٹکڑا شاید اول الذکر ٹکڑے کے برابر منفعت بخش نہو۔ لیکن یہہ فرق کچھہ ایسا بڑا نہیں ہوگا۔

بحیرہ روم اور خلیج فارس کے درمیانی ٹکڑے کی نسبت الہ آباد کا پاینیر ایک پرایویٹ خط کے حوالہ سے اس ہفتہ ایک اور عجیب خبر سناتا ہے جسمیں قسطنطنیہ میں چند جرمنوں کے ارادوں کا ذکر کرنے کے بعد جسکا لب لباب کسیقدر آگے درج کر دیا گیا ہے تحریر ہے کہ شامی عثمانی کمپنی جو بندر سعیدیہ سے بغداد تک ریلوے لاین جاری کرنے کے لئے قایم ہوئی ہے۔ عنقریب کام شروع کرنا چاہتی ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ کمپنی مذکور کی ہر طرح سے امداد کر رہی ہے۔ شامی عثمانیہ کمپنی کا نام اب پہلی مرتبہ سننے میں آیا ہے۔ اخبار تجارہ مصری نے البتہ چند ہفتے ہوئے یہہ لکہا تہا کہ ایک عیسائی انطون بک یوسف لطفی کو شام سے مصر تک ریل بنانے کا اجارہ ملگیا ہے۔ یہہ صاحب غالباً شامی عیسائی ہیں اور کچھہ عرصہ ہوا ہمارے ایک مضمون نگار نے طرابلس الشام سے تحریر کیا تہا کہ دمشق میں چند متمولین نے یکو لاین کا اجارہ لینے کی درخواست باب العالی میں کر دی ہے خط مذکور جو فارسی میں تہا ترجمہ ہوکر اخبار میں درج کر دیا گیا تہا۔ ممکن ہے اسی جماعت نے شامی عثمانی کمپنی کا نام اختیار کر لیا ہو۔ اور اسکی درخواست بنظر استحسان دیکھی گئی ہو۔ لیکن اگر یہہ قیاس درست ہو۔ تو انگریزی گورنمنٹ کی امداد کا کچہہ مطلب سمجہہ میں نہیں آسکتا کیونکہ جماعت مذکورہ نے لازمی شرط قرار دی تہی کہ کسی یورپین کو کمپنی میں شریک نہیں

کیا جائیگا بہرحال ہم خوش ہونگے کہ ہماری تحریک بالکل بے اثر نہیں ہے اور شام کے چند عالی ہمتوں کو ادہر توجہ ہوگئی ہے لیکن ہمارے ہندوستانی معاصرین کی لاپروائی ہے اگر اس ملک کے مسلمان اس کثیر المنفعت اور اہم کام کی شرکت اور اس سے فایدہ اٹھانے سے محروم رہے تو اسکی مسئولیت انکی گردنوں پر رہیگی ۔ ابھی وقت موجود ہے اور ہم بہت کچھ کر سکتے ہیں جیسا کہ ہمارا معزز مصری ہمعصر المنار ایک طویل مضمون کے اخیر پر تحریر کرتا ہے ۔
"فاهمية المشروع الاسلامي باقية على حالها ولا نفتىٔ نحث عليها ولئن فات لبعضها فاننا نحض على باقيها و بالله التوفيق" لیکن اگر ہماری اکثر سربرآوردہ اور ممتاز ہمعصر جنیدوں کی نہرستوں اور پردوں کی منفرتوں کے بیان کے ہی صفحے کے صفحے سیاہ کرتے رہے ۔ اور خود لکھنا تو درکنار ان عربی اخبارات کا ترجمہ[1] دینے یا وکیل کی تحریروں کو نقل کر دینے کی بھی انکو توفیق حاصل ہوئی تو انا لله وانا الیه راجعون کہنے کے سوا اور کیا چارہ ہو سکتا ہے (۲۲ - اگست ۱۸۹۹ء)

بغداد و دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق معزز ہمعصر المؤید مصری کی تحریرات بجنسہٖ شایع کیجا چکی ہیں عربی خوان ناظرین کو انکے پڑہنے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ ایڈیٹر وکیل نے جناب المنار و معلومات کی بعض آرا پر جو انہوں نے اس تجویز کے پہلی بار مشتہر ہونیکے وقت اسکی نسبت ظاہر کی تھیں اعتراض کیا تھا اور جناب فضیلت مآب ایڈیٹر المؤید نے اسکی تائید کی ۔ اسپر معزز ہمعصر المنار نے ایک طویل آرٹیکل میں ایڈیٹر وکیل کے اعتراضات کو غلط فہمی پر مبنی قرار دیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ المنار جاری ہی اسی غرض سے ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اہالی یورپ کے مفید اعمال کی پیروی کرنے کی ترغیب اور مشترک سرمایہ سے قومی کاموں کی تکمیل کی تحریک کرے ۔ ہمعصر موصوف نے تعلیم و تربیت کی بھی نہایت بے نظیر اور جامع تعریف کی ہے اور اسکے ظاہر کرنے سے ہمیں مطلقاً تامل نہیں کہ ویسی تعلیم و تربیت جیسی کہ المنار چاہتا ہے وکیل کو کوئی اعتراض نہیں اور اسکی دلی تمنا ہے کہ ہمارے ابنائے ملک اور بالخصوص مسلمانوں کو ویسی ہی تعلیم و تربیت کیطرف رجوع کرنیکی توفیق حاصل ہو ۔ اسکے بعد ہمعصر موصوف مجوزہ لاین کے فواید تفصیلوار تحریر کرکے دو ایک مصرفات کا بھی ذکر کرتا ہے لیکن یہ مصروفات چنداں قابل غور نہیں اور ایڈیٹر وکیل نے انکی تردید مصری اخبارات میں تحریر کر دی ہے بہرحال ہمارا ہمعصر اس تجویز کی اب پوری پوری تائید کرتا ہے اور موقع پر ہم ناظرین کو یہ خوشخبری سنانا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس امر کے باور کرنیکی کافی وجوہات پائی جاتی ہیں کہ یہ تجویز مسامع اعلیحضرت امیر المؤمنین ایدہ الله الی انتہائی الدوران تک پہنچ چکی ہے اور اگر متوسط الحال اور متمول مسلمان اسکی تکمیل کیلئے کمربستہ ہو جائیں تو باغلب ہے وہ جلالتمآب کو اسے اپنی سرپرستی میں لینے سے کوئی دریغ نہیں ہوگا - (۲۹ - اگست ۱۸۹۸ء)

بغداد اور دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق ایک بزرگ عنایت فرمائے حسب ذیل وصلہ افزا تحریر ارسال فرماتے ہیں انکی بزرگی اور اتقا کا خیال کرکے یہ لپسند کرنا شاید بیجا نہ ہوگا کہ انکی مخلصانہ دعا اور التماس غالباً بے اثر نہ رہیگی ۔

مخدوم مکرم بندہ ! السلام علیکم ! مزاج مبارک !!! خداوند قدوس کا ہزار شکر ہے کہ ہماری اس گئی گذری زمانہ میں بھی آپ جیسے پرجوش ہمدرد اسلام و اسلامیان موجود ہیں آپکی تجویز اجرائے ریل ایشیائی ٹرکی کی بدل تائید کرتا ہوں اور خدا سے دعا ہے کہ خداوند تعالی آپ کی اس تجویز میں جلد کامیابی بخشے اور ہماری زندگی میں اسلامی ریل ایک سرے سے دوسرے سر تک ترکی ایشیائی اور نیز حرمین شریفین تک جاری ہو جاوے اور ہم سوار ہو کر حج کر آئیں گو میں نہایت کم حیثیت شخص ہوں مگر چونکہ مسلمان ہوں ... کل ہندوستان کے مسلمانوں کو ...

[1] یہ مضمون لکھکر شایع ہوا ہی تہا کہ ہمارے ہمعصر روزانہ اخبار نے مولف کے خطوط بنام ایڈیٹر المؤید اور ایڈیٹر موصوف کی رائے کا بجنسہٖ ترجمہ دو نمبروں میں کئی صفحوں پر شایع کر دیا اور پھر کچھ عرصہ بعد مسلمانوں کو ترغیب دلانیکے لئے خود بھی کئی نمبروں میں ایڈیٹوریل مضامین تحریر کئے اور نیز ہمعصر حیدرآباد ریفارمر راولپنڈی مخبر دکن مدراس اور نیر آصفی مدراس نے مگر بدبخت مسلمان ایسے سوئے کہ کسی کے جگائے جاگ سکیں ۔

کے عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی کمیٹی ہندوستان یا ٹرکی میں اس کار خیر کیواسطے کھڑی ہو تو پانچ ہزار روپیہ تک کے حصے میں خریدنے کو تیار ہوں۔ آپ للہ بہت جلد ایک کمیٹی کے کھڑا کرانے کی کوشش کریں۔ اللہ برکت دیگا۔ (۵ ستمبر ۱۸۹۸ء)

ایک جرمن مسمے ہیرن ماتار کو سامسون اور سیواس کے درمیان ریلوے لائن بنانے کا اجارہ عطا ہوا ہے اور اُس نے حسب دستور بطور ضمانت ۳ ہزار پونڈ عثمانیہ بنک میں داخل کر دئے ہیں۔ اجارہ دار کا منشا تھا کہ اُسے بحیرۂ اسود سے بحیرۂ شام کی بندرگاہ یعنی طرابلس تک بھی جو اسکندرون کے قریب ہے لائن بنانیکی اجازت دیجائے۔ لیکن چونکہ یہ مقام اناطولیہ ریلوے کمپنی کے اجارہ کے دائرہ میں داخل ہے اسلئے اس درخواست کو منظور نہیں کیا گیا (۲۶ ستمبر ۱۸۹۸ء)

بصرہ طرابلس لائن کے اجارہ ملنے کے خواستگار کونٹ ولادیمیر نے ساتھ ہی کئی اور اجاروں کی بھی درخواست کی ہے منجملہ ازاں چند ایک یہ ہیں (۱) مجوزہ لائن کے دونوں طرف چار چار میل تک لوہے معادن کی دریافت سے اور [illegible] انکے کھودنے کی بھی اجازت دیجائے (۲) دجلہ اور فرات کے دوآبہ کی دلدلوں کو خشک کرنیکا اجارہ عطا ہو (۳) بحیرۂ روم اور خلیج فارس کے درمیان پختہ سڑکیں اور (۴) سواحل شام کے تمام بنادر میں پختہ لنگرگاہیں اور گھاٹیں وغیرہ تعمیر کرنیکا اجارہ دیا جائے۔

ایک جرمن اخبار اس درخواست کے متعلق انگلستان کی پالیسی دربارہ ٹرکی میں تبدیلی کے وقت سے تغیر آجانے پر تبصرہ وکیل سینٹ گذشتہ میں کئی دفعہ مفصل بحث کرچکا ہے رائے زنی کرنیکے بعد دانا کو ایک اخبار کے حوالہ سے اسی درخواست کی بابت جو تحریر کرتا ہے۔ زیادہ زمانہ گذرنے نہ پائیگا کہ ٹرکی روسی تاوان جنگ کے بوجھ سے سبکدوش اور اسطرح اسکے دباؤ سے آزاد ہو جائیگی۔ اسلئے روس ابھی سے اس دباؤ کو قائم رکھنے کی تدابیر سوچنے کے درپے ہو گیا ہے اور یہ اجارے اسکی رائے میں نہایت عمدہ ذریعہ اس مدعا کے حصول کیلئے ہیں۔ ٹرکی میں قاعدہ ہے کہ جب کسیکو اجارہ ملتا ہے تو اجارہ دار کو ایک معقول رقم شرائط اجارہ کی ایفا کی ضمانت میں عثمانیہ خزانہ میں جمع کرنی پڑتی ہے پس اگر کونٹ ولادیمیر کا پشت کو یہ متعدد اجارے ملگئے تو اُسے بڑی رقم داخل کرنی پڑیگی۔

اب روسی مدبرین کا خیال ہے کہ ٹرکی کو چونکہ ہمیشہ روپیہ کی ضرورت رہتی ہے وہ اس تمام امانت کو خرچ کرلیگی۔ اور اسطرح وہ روس کے قابو میں آجائیگی کہ جب کوئی کام ہوا تو جھٹ روسی سفیر پوچھا کریگا وہ رقم کہاں ہے؟ اگر جواب صواب نہ ملا تو وہ تقاضا دھر اور دباؤ ڈالکر کوئی نہ کوئی مزید مراعات اپنے ملک کے لئے حاصل کرلیا کریگا۔

اس لحاظ سے یہ گویا اجاروں کی درخواست نہیں ہے بلکہ درحقیقت ٹرکی کو روس سے قرضہ لینے پر مجبور کیا جارہا ہے تاکہ روس کسیوقت اصل مع سود کا مطالبہ کرکے اپنی غرض پوری کرے اسکے کہا جاتا ہے کہ اگر باب عالی نے یہ اجارے دینے منظور نہ کئے تو روس پھر مطالبہ شروع کردیگا کہ کوہ قاف کے ٹرکی سے بھاگے ہوئے جو آدمی "پناہ گزین" ہیں ان کو ٹرکی واپس بلا لیا جائے"۔

کیا مسلمان بھی کبھی خواب غفلت سے بیدار ہوکر اس آخری موقع سے جو انہیں اپنی مالی تمول اور علمی و عملی لیاقت منوانے کیواسطے حاصل ہے فائدہ اٹھانیکی کوشش کرینگے یا اسیطرح مدہوش پڑے رہینگے یہاں تک کہ عیسائیوں کے قبضہ و تصرف میں چلا جانے دینگے۔ (۲۷ ستمبر ۱۸۹۸ء)

مشہور عرب سیاح حضرت الحاج فاضل سید سیف الدین یمنی جنکی مکتوبات مصر و سلاطین دربارہ حجاز و سوماطرا وغیرہ

خط بھیجا ہے جسکا ترجمہ ہم درج ذیل کرتے ہیں:- آپ نے اسلامی دنیا پر بڑا ہی احسان کیا کہ وکیل امرتسر کے مضامین دربارہ تعمیر ریلوے از پورٹ

سعید تا البصرہ کو اپنے پرچہ میں جگہ دی اور اپنے ایڈیٹوریل میں مبارک بھی اس مضمون پر کہی۔

ہندوستان کے مسلمان حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات کو دنیا کے مسلمانوں کا مذہبی پیشوا خیال کرتے ہیں لہٰذا

خواہ کوئی تدبیر ہو جس میں سلطنت عثمانیہ کی بہبودی مقصود ہے ہندوستانی مسلمانوں کی توجہ اور دلچسپی کا باعث ہوتی ہے یہ افسوس کی بات

ہے کہ ہندوستان میں چھ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ لیکن ایک بھی عربی اخبار نہیں جو ان لوگوں کے دلی جذبات کو دنیا کے اور مسلمانوں پر اظہار

کرے۔ المؤید نے مسلمانوں کی دلچسپی کے تمام مضامین پر بہت عمدگی سے بحث کی ہے اور اسکے مضامین مسلمانانِ ہند نہایت شوق سے پڑھتے ہیں

ہندوستان کے اردو اخبار خصوصاً وکیل اور پیسہ اخبار لاہور آپکے مضامین کا اردو ترجمہ اکثر شائع کرتے رہتے ہیں۔ وکیل امرتسر اور پیسہ اخبار

لاہور میں ہم نے ابھی ایشیائی روم میں ریلوے کی تجاویز پر خطوط اور ایڈیٹوریل مضامین پڑھے ہیں۔

"ایشیائی روم دنیا میں سب سے زیادہ زرخیز ملک خیال کیا جاتا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ اس میں ریلوے بنائی جاویں تاکہ ملک کی پیداوار

آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاسکے پولیٹکل نظر سے دیکھا جائے تو ایشیائی روم میں ریلوے سے سلطنت کے افسروں کو قوت پہنچیگی یہ

ایسا خطہ ہے کہ باوجود اسکی عمدگی مقام کے اسکے پیداوار کی قابلیتیں اور تجارتی اور مذہبی ضرورتیں اب تک ان ترقیوں سے محروم ہیں

جو وہاں ممکن ہیں اگر ریلوے لائن اسکے طول و عرض میں دوڑ جائیگی تو اس کاہلی اور سستی کی حالت میں ایک تغیر پیدا ہو جائیگا اور چستی اور

چالاکی کی ایسی روح پہنچ جائیگی کہ دنیا کی قوموں میں اسے اعلیٰ درجہ نصیب ہوگا لیکن ریلوے اسی صورت میں کسی ملک کے لئے مفید ہو

سکتی ہے جبکہ خود اسکے باشندے اپنے سرمایہ سے جاری کریں۔ اگر ریلوے دوسری قوموں کے سرمایہ سے بنائی جاویں تو اگرچہ ملک میں تہذیب اور

چالاکی پھیلے۔ مگر تمام ملک کی پیداوار کو منافع منتقبہ ہو جاتے ہیں۔

ایشیائی روم جیسے ملک میں سرمایہ کا خیال ضروری ہے کیونکہ اگر غیر قوموں کا سرمایہ لگا تو صرف یہی نقصان نہ ہوگا کہ اپنے

ملک کا سرمایہ بیکار رہا۔ بلکہ پولیٹکل نقصان بہت بڑا ہے۔ یورپین ممالک اپنی اولوالعزمی کی طفیل اور اپنی دولت کے سبب ایشیا

کے کم درجہ کے ملکوں میں بھی ریل بنانے کو دوڑ پڑتے ہیں چونکہ ایشیائی روم کو مسلمانوں نے بڑے بڑے خرچ برداشت کر کے رکھا ہے۔ بڑی افسوس

کی بات ہے۔ اگر وہ اس خطرہ میں پڑے چونکہ ایشیائی روم میں ریلوے بنانیکی ضرورت ہے تاکہ تمام تجارتی مرکز مل جائیں اور ضروری اور

تاریخی مقامات ایک ہو جائیں۔ لیکن ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسکا فائدہ بہت گھٹ جائیگا اگر وہ اور قوموں کے سرمایہ سے بنیں۔

ملک کے امن کیواسطے ضروری ہے کہ جسقدر غیر قوموں کا اثر کم ہو اسیقدر بہتر۔ گورنمنٹ ٹرکی اسوقت غیر اقوام کو ایشیائی روم میں

ریل بنانے کی اجازت دے سکتی ہے جب باوجود سعی کے بھی اپنے ملک میں سرمایہ جمع نہ ہو سکے اور ریلوے بنانا ناممکن ہو اور اپنے ملک

کے سرمایہ میں بھی اگر صرف مسلمانوں کا سرمایہ ہوگا تو زیادہ سہولت اور امن رہیگا یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اگر ٹرکی حکام یہ کوشش

کریں کہ اسلامی سرمایہ سے ایشیائی روم کے بڑے بڑے مقامات میں ریلوے بنائی جائے تو ان کو اس سعی میں ناکامی حاصل ہوگی۔

اسلامی ممالک مصر، ترکی، ہند، حجاز، یمن کو لازم ہے کہ اس کام میں شریک ہوں اور غالباً اہل ایران بھی جو تجارت کے شائق ہیں اسمیں

شریک ہونگے۔ اگر اون سے کہا جائے سلطان المعظم خدیو مصر اور شاہ ایران اپنے پرائیویٹ سرمایہ سے شریک ہوں۔ اس سے بڑا فایدہ یہہ بھی ہوگا کہ یہہ اسلامی تینوں سلطنتیں متحد ہوجائینگی۔ اور جس امر کی مدت سے خواہش تھی پورا ہوگا اور چونکہ ان کی اتحاد میں مالی تجارتی منافع شامل ہونگے۔ لہذا سب سے زیادہ اتفاق اس صورت میں متصور ہے۔

ہندوستان کے مسلمان بھی جنکو ہر سال مکہ اور بغداد جانا ہوتا ہے اس کام میں شرکت سے تامل نہ کرینگے۔ اگر بصرہ سے طرابلس یا پورٹ سعید کو ریل نکالی گئی اور اوسکی ایک شاخ مدینہ کو نکلی تو ہندوستان کے حاجیوں کو مقدس مقامات میں جانے کو ذرا بھی دقت نہ ہوگی۔ اور سفر کی بے آرامیوں اور مصیبتوں سے بہت نجات ملجائیگی کام رفتہ رفتہ شروع ہونا چاہئے تاکہ اول ہی سرمایہ کی اسقدر ضرورت نہو کہ لوگ شریک نہو سکیں۔

اول تو بصرہ سے بغداد تک ریلوے بنائی جاوے اور پھر قدم بقدم پورٹ سعید یا طرابلس اور مدینہ کیطرف بڑہے۔ ریل کو مدینہ سے آگے نہ بڑہانا چاہیئے ورنہ بدوں کو نقصان پہونچیگا۔ اور انکی ذرایع معاش بند ہو جائینگے یعنی انکی اونٹ حج کے دنوں میں کرایہ پر نہ لئے جایا کرینگے۔

علاوہ ازیں شاید راسخ الاعتقاد مسلمان مکہ سے مدینہ تک ریل کو پسند بھی نہ کریں جو اس کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں کہ سفر کا قدیم طریقہ جاری رہے اور مکہ سے مدینہ تک ریل بنانا مسلمانوں کی نظروں میں حقیر ہوگی" (۱۴ - نومبر ۱۹۰۸ء)

بصرہ بغداد دمشق کی مجوزہ لاین کے متعلق ہمارے نکتہ سنج معاصر معلومات نے پھر دوبارہ جو بحث کی ہے اسکا مختصر سا اشارہ ۳۰ - اکتوبر کے پرچہ میں کیا گیا تہا۔ ہمارے فاضل معاصر [illegible] ریلوے کی ہمہ جہت مفید ہونیکا قایل نہیں مگر ساتھ ہی اسکو تسلیم کرتا ہے کہ وہ خالی از فایدہ نہیں۔ اور کہ اجانب کو ریلوے لائنوں کے امتیازات عطا کرنے ہرگز مناسب نہیں۔ لیکن شومی بخت سے مسلمانوں پر کچہہ ایسی غفلت اور سستی طاری ہے کہ ان سے کم از کم ابھی کئی اور برسوں تک کسی اہم کام کو کرنیکی توقع نہیں ہو سکتی اور اس عرصہ میں اگر ان کا وجود نابود یا کالعدم ہونے سے محفوظ بھی رہا۔ تو یہہ امید رکہنا محض فضول ہے کہ دنیا کی بیدار قومیں ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہینگی۔ اور اسلامی ممالک میں انکے سرمایہ اور صنعت کیلئے جو وسیع میدان کہلے پڑے ہیں ان سے فایدہ نہ اٹھائینگی۔ اس لحاظ سے معلومات کی اس تمنا کے بر آنے کی بہی کوئی صورت سر دست نظر نہیں آتی کہ اغیار کو ایسے کار آمد محکموں پر متصرف ہونے نہ دیا جائے تاہم جیسے کہ ہمارے معزز ہمعصر المؤید نے ایک دفعہ لکہا تہا مایوسی سے کہینچ رہنا لازمی ہے اور کامل یقین ہے کہ اگر ابنائے ملک اور ہم مذہب بہائیوں کو وقتاً فوقتاً متواتر اسطرف توجہ دلائی جانے رہنے کی کوشش کی جاتی رہی تو وہ بزمانہ مناسب جلد یا دیر بعد ضرور اپنا فایدہ سمجھینگے۔ ہمعصر ثمرات الفنون نے معلومات کی تحریر کا کچہہ خلاصہ دیکر اسکی چند کیک دلایل کی نہایت عمدگی سے تردید کی ہے اور اس بات کا اقرار کیا ہے کہ مسلمان اگر ہمت کریں تو وہ اس کام کو اور اس سے بھی اہم اور کثیر الصرف کاموں کو سر انجام دے سکتے ہیں۔ اگر کمی ہے تو صرف توجہ اور ہمت کی ہے۔ اگر اب بھی پورا نہ کیا گیا تو پھر شاید ابھی پوری ہو سکیگی (۲۱ - نومبر ۱۹۰۸ء)

ہمارا معزز ہمعصر دار السلطنت کلکتہ بغداد دمشق کی مجوزہ ریلوے لاین پر ایک مختصر سا ایڈیٹوریل ہمارا کی تحریر سپرد کرتے ہیں

ہے۔ ہم اپنے ہمعصر کو شکوہ میں گذاشتہ اس اہم تجویز کیطرف توجہ مبذول فرمائی۔ لیکن اور بھی کسی قوم سے نہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں سے ایسے مختصر اور مجمل اشاروں اور مضمون شستوں کو سمجھ سکنے اور اسپر عمل پیرا ہونے کی توقع رکھنا ہمارے خیال میں سراسر باطل ہو سمجھے کچھ ہی کم ہو سکتا ہے۔ ہمارا رفیق اگر اس معاملہ میں کچھ کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے اس سے زیادہ صراحت کے علاوہ اصرار و تکرار سے بھی کام لینا ضروری ہوگا۔ ریاک مذکور حسب ذیل ہے۔ جناب سید (مصر) سے ابھی تک ریلوے بنانے کی تجویزیں ہو رہی ہیں اور دنیا کے کل مسلمانوں کو اس تجویز کی تائید و چندہ کیلئے ترغیب دلائی گئی ہے۔ ہمکو ہمارے ہمعصر المؤید و وکیل امرتسر کی اس تجویز سے نہایت خوشی ہوئی۔ اگر کل ہندوستانی اخبارات ملکر ان معزز ہمعصروں کی تائید کریں تو نہایت مناسب ہو اور فی الحقیقت اگر بنظر غور خیال کیا جائے تو مسلمانان ہندوستان کو اسمیں شرکت سے فخر حاصل ہوگا۔ لہذا کل اہل دل مسلمانوں کو جنہیں نسل عرب و مسلمان ہونیکا فخر ہے ہم خرما و ہم ثواب کا مستحق ہونا لازم ہے ہم امید کرتے ہیں کہ کل اہل دل اسمیں شریک ہو کر دوسروں کو آمادہ کرینگے (۸ نومبر ۱۹۰۱ء)

صوبہ یمن میں سرکش باغیوں کی سرکوبی کے ساتھ ہی ساتھ خائن اور بد طینت عمال کی بھی برابر سرکوبی ہو رہی ہے۔ اور یہ امید کرنا بیجا نہوگا کہ تمام صوبہ یمن اصلاح کی سرگرم کوششوں کی بدولت غالباً اب تک بد چلن حکام سے پاک صاف ہو گیا ہوگا۔ شروع نومبر تک مقامی فوج کے علاوہ دیگر صوبجات سے ردیف فوج کی پندرہ پلٹنیں پہنچ چکی تھیں۔ بندر حدیدہ اور صنعا کے درمیانی علاقہ کے تمام باشندوں سے اسلحہ جو انہیں بنیک نیت اور ایماندار ہمسایوں سے ملتے رہتے ہیں چھین لئے گئے ہیں اور سب طرح سے امن ہو گیا ہے گورنمنٹ کے حکم سے تمام ایسے شقی جنسے پھر فساد کا اندیشہ ہو طرابلس الغرب کو جلاوطن کئے جا رہے ہیں۔ اور اب تک آٹھ سو بھیجے جا چکے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کے اخیر میں سرکاری افواج نے باغیوں کے قلعہ قفل کو فتح کر کے تین سو ساٹھ متمردوں کو اسیر کیا۔ سب سے بڑا سرغنہ جو یحیی الدین ہے شروع نومبر تک نہیں پکڑا گیا تھا۔ اسے اپنی قوم پر ایسا اقتدار حاصل ہے کہ وہ اوس کے حکم پر جانیں قربان کر دینا معمولی بات سمجھتی ہے مگر یقین کامل ہے کہ وہ گذشتہ مہینہ میں پکڑا گیا یا قتل کر دیا گیا ہوگا کیونکہ تازہ ترین خبر سے پایا جاتا ہے کہ ترکی فوج نے تمام بنی حاشد میں اوسکا محاصرہ کئے ہوئی تھی۔ اور باغی کے بچکر نکل جانے کے لئے کوئی رستہ یا ذریعہ نہیں لگا ہوا تھا۔

صوبہ مذکور میں گرانی اجناس کی بھی اب کوئی شکایت نہیں رہ گئی۔ البتہ اونٹوں کی کمیابی کی وجہ سے نقل و حرکت اور تجارتی اسباب کی باربرداری میں بہت حرج ہو رہا ہے۔ مقامی حکام اونٹوں کی خریداری اور دیگر علاقجات سے انہیں ہم پہنچانے میں سعی بلیغ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی بخیال احتیاط والی صوبہ نے تاکیدی احکام صادر کر دئے ہیں کہ کوئی ماتحت حاکم تاجروں کے اونٹوں کو ہاتھ نہ لگائے۔ تعجب ہے کہ اسقدر سخت تکلیفات اور بے انتہا پولیٹیکل خطرات کے باوجود جو سریع وسایل آمدورفت کی عدم موجودگی کی وجہ سے تمام ایشیائی صوبجات اور خاصکر اس نہایت ہی اہم اور زرخیز ترین صوبہ کو احاطہ کئے ہوئی ہیں۔ باب عالی ان صوبوں کو باہم اور مرکز سلطنت کے ساتھ ریلوے لائنوں کی تعمیر سے ملا دینے سے اعراض کر رہا ہے اور مزید تعجب اور افسوس مسلمانان عالم پر ہے جو اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور سہل الحصول وسایل ہم پہنچانے کے بجائے ہی ہشیار اور عظیم الشان مالی تجارتی علمی اور تمدنی فوائد والے منافع بخشنے والے کام کو ہاتھ میں لینے سے جو ہر قسم غفلت کر رہے ہیں۔ کیا مسلمانوں کو اس قسم کا استفادہ نہیں کرا دینا کسی کی ہلاکت ہے یا نہیں

سوڈین اور ناروے کے عیسائی تو لاکھوں روپیہ بظاہر محض اس غرض کے لئے صرف کریں کہ آیا یہ روایت کہاں تک مستند ہے کہ عرب کا جنوبی علاقہ حضرت
مسیح کے وقت سمندر کی تہ تھا اور صرف روپیہ ہی نہ خرچ کریں بلکہ اپنی جانوں کو بھی لا انتہا خطرات و مصائب میں بخوشی ڈالدیں اور
عرب کے جنوب مغربی گوشہ یعنی عدن سے لیکر جنوب مشرقی انتہا مسقط تک کے بے آب و گیاہ اور لق و دق سنگلاخی علاقہ میں جنگجو اور
نیم وحشی خانہ بدوش قبائل کے درمیان مہینوں بسر کرنیکا تہیہ کریں اور مسلمان مالی استطاعت رکھنے کے باوجود ایسے کام کیلئے جس سے مذہبی
اور علمی فوائد کے علاوہ نہایت معقول مالی منفعت یقینی ہے سرمایہ بہم پہنچانا تو درکنار اوسکی طرف متوجہ ہونا اور سرسری غور کرنا بھی منظور نہ کریں جب
اونکی ہمتوں اور اولوالعزمیوں کی یہ کیفیت ہے تو پھر وہ کس منہ سے جا بجا مسلمانوں کے دن بدن زیادہ رو بتنزل ہوتے جانے اور
اسلامی فتوحات کے چھینتے چلے جانے پر افسوس کرتے ہیں پست ہمتوں خود غرضوں نفس پروروں اور جاہلوں کی یہی سزا ہے اگلوں ہی اور ابتدائے
آفرینش سے یہی سنۃ اللہ چلی آرہی ہے۔ اگر سچی دلسوزی رکھتے ہو تو اسباب ذلت کو دور کرو ابھی اصلاح کیلئے کافی وقت موجود اور کافی طاقت
و وسایل رکھتی ہے۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا تو منافقانہ یا نامردانہ اظہار تاسف سے محترز رہنا اولی و انسب ہے (دسمبر ۱۹۰۸ء)

سید محمد طاہر بک مالک اخبار معلومات کے چھوٹے بھائی سید احمد کامل بک مالک ایڈیٹر اخبار ثروت کو جو ترکی اور
فرانسیسی میں روزانہ چھپتا ہے جلالتمآب امیر المومنین نے طبقہ عثمانی کا نشان بجلدوئے خدمات عطا فرمایا ہے۔ اسیطرح معاصر ثمرات
الفنون بیروت کے اعلے ایڈیٹر و مالک عبدالقادر آفندی قبانی پریسیڈنٹ میونسپل کمیٹی کو نوازشات سلطانی سے مفتخر فرمایا گیا ہے ہم
اپنے معاصروں کو اس افتخار پر صدق دل سے مبارکباد کہتے ہیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہمارے اول الذکر معاصر نے بغداد دمشق کی مجوزہ ریلوے
لاین کی تجویز سے کیقدر مخالفت کی تھی جسکا مفصل جواب المؤید میں شایع کیا گیا تھا وہ غالباً یہ سنکر خوش ہونگے کہ خود معلومات
میں بھی ایک فاضل ترک نے جو سرکار اور صاحب عزت ہے اوسکے اعتراضات کی باحسن وجوہ تردید کرکے وکیل کی تجویز کی بڑے زور سے تائید
کی ہے۔ یہ امر خوشی کا باعث تو ہے مگر ہمیں اندیشہ ہے کہ ناظرین کو خوشی پہونچنے کی توقع میں کہیں ہم سے مبالغہ یا غلطی تو نہیں ہوگئی کیونکہ
ایک سال کے متواتر اصرار و تکرار کے باوجود اب تک بہت کم معاونین نے اس اہم کام کی تکمیل میں دلچسپی ظاہر کی ہے اور جب
وکیل ایسے قومی خادم کے مستقل ناظرین کی لاپروائی یا کم ہمتی اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے جنمیں اکثر اصحاب تکمیل تجویز کی لازمی وسیلہ یعنے
دولت سے بھی حصہ وافر رکھتے ہیں تو دوسرے مسلمانوں سے کیا امید ہوسکتی ہے۔ اگرچہ انکا یہی تغافل ہے تو اس سے قوم کی ترقی اور بہبود
کیطرف سے کامل مایوسی کا پیدا ہوجانا تعجب خیز نہیں ہوگا۔ معاصرین سے تو ہم گلہ کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ بقول منشی عزیز احمد صاحب گلا اسکو کی
انکو مولویوں اور پنڈتوں کیطرح اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ مگر زیادہ تر تعجب کلکتہ کے اسلامی ہمعصر مسلم کرانیکل سے ہے کہ باوجودیکہ آج
آبزرور لاہور اور محمڈن مدراس نے مسلم کرانیکل کے بعد جنپر ہندوستان کے اسلامی انگریزی اخبارات کی کل کائنات ختم ہوتی ہے)
اپنی طرف سے تائید کا پورا حق ادا کردیا ہے لیکن وہ بدستور خاموش ہے۔ اور مزید تعجب حبل المتین کی خاموشی سے ہے جسنے باوجود
وعدہ ابتک اسکا ایفا نہیں کیا۔ پیسہ اخبار سے ہمیں بہت کچھ امید تھی اور المؤید کے مضامین کا ترجمہ کرنیکے بعد وہ امید اور بھی قوی ہوگئی
تھی لیکن شاید ہمصے مقامی جھگڑوں اور مختلف جلسوں کی بھرمار نے اونکو اسطرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں دی اور خود مسلم یہ ہندوستان کی

ابھی اور کب تک قایم رہتی ہے۔ چودہویں صدی کی ٹریڈیشن میں ایک قابل اور بلند ہمت نوجوان کی تربیت سے قوم کی ترقی کی عملی کاموں میں مدد ملنے کی کچھ کم توقع نہیں ہو گئی تھی اور اس توقع کو اس خط کے پڑھنے سے جو اُن نوجوان نے قوم کے کچھ بھی خواہ میر عزیز احمد صاحب بی۔ اے کو لکھنو سے بھیجا اسکو ہم نے لکھا تھا نہایت تقویت ہو گئی تھی باینہمہ اس قومی رفیق کی بے اعتنائی بدستور قایم ہے جسمیں شاید اس راہ راست خطاب سے کچھ نمایاں تغیر ہو جائے (۱۴ دسمبر ۱۸۹۸ء)

بغداد و دمشق ریلوے لائن کی تجویز

جسکی خوبیوں کو معزز اخبار وکیل برابر ایک سال کی پرزور تحریروں سے ثابت کر چکا ہے۔ فی الحقیقت ایسی مفید اور اہم تجویز ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ قوم کو متوجہ ہونے کی توفیق بخشے تو مقدس مقامات کی زیارت کے فایدہ کے سوا مالی منفعت اور ناموری بلکہ دنیا میں اُن کو زندہ قوم کا خطاب دلانیکو کافی ہے مگر باوجودیکہ اس تجویز کی خوبیوں کو اذہان تسلیم کر گئے پھر بھی بہت کم لوگوں کو اسکی تائید کرنیکا سبب ہمارے خیال میں انکا پست ہمتی سے خوگر ہونا ہے۔ پست ہمتی اون کو روکتی ہے کہ دور دراز ملک کی بات ہے خدا جانے کیا ہو گیا ہو۔

پس اگر یہی بات ہے جو ہمارے خیال میں آتی ہے تو انکا حوصلہ کھولنے کیلئے ہم ایک تجویز بتاتے ہیں کہ پہلے انکو ہندوستان میں ایک سبق دیا جاوے یعنی کسی اسلامی ریاست میں کوئی مفید اور منفعت بخش کام شروع کر کے دکھایا جاوے اور جسوقت وہ یہاں کوئی قومی کام کر چکے اور اسکے مفاد اور ناموری سے روشناس ہو چکے تو پھر دیکھنا کیسے باہر کو دوڑے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر ہم دو کام پیش کرتے ہیں جنکا بیڑا اخبار وکیل اور ہمعصر اخباروں کو اٹھانا چاہئے۔ یعنی مثلاً ہندوستان کی ایک باختیار اسلامی ریاست حیدرآباد دکن کو لیجئے جو رقبہ میں ۸۰ ہزار مربع میل ہے یعنی انگلستان سے دوچند کے برابر ہو طول ۶۰۰ میل اور عرض ۵۰۰ میل ہے اور گو کہ ۳۰۰ میل ریلوے ریاست میں موجود ہے مگر ہمارے خیال میں ابھی توسیع کی گنجایش باقی ہے سو اگر ایک ڈیپوٹیشن مسلمانوں کا حضور نظام خلد اللہ ملکہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب الفاظ میں اجارہ کی درخواست پیش کرے اور اس بات پر زور دے کہ حضور ممدوح اولاً ایسا اجارہ دینا منظور فرماویں دوم مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کیلئے کچھ فیاضی سے منظور فرماویں کم سے کم ویسے ہی حقوق عطا کریں جیسا کہ ٹرکی میں غیر ممالک کے لوگوں کو عطا ہوتی ہیں۔ تو امید ہے کہ حضور نظام مسلمانوں کی ایسی درخواست کو رد نہیں فرماوینگے ضرور انکی حوصلہ افزائی کرینگے۔ بلکہ بعید نہیں کہ ایسے کاموں کی سرپرستی بھی منظور فرمائیں۔

پس ایک جماعت مسلمانوں کی قایم ہو اور کام کا تخمینہ ہو کر سرمایہ کی فراہمی سو سو روپیہ کے حصص سے ہو اور ایک یورپین افسر کو ملازم رکھکر کام شروع ہو۔

یا مثلاً خیرپور سندھ کی ریاست میں نہر کھودنے کے کام کا اجارہ میر صاحب سے بتحریک ایسی ہی ڈیپوٹیشن کے لیا جاوے اور نہر کی تیاری کا کام شروع کر دیا جائے۔

یا ایسا ہی کوئی اور مفید کام سوچا جائے جسمیں اسلامی ریاستوں کو بھی فایدہ ہو اور مسلمانوں کو بھی۔

امید ہے کہ اخبار وکیل مستقل ارادہ سے جبکے اسکی تائید خود بھی کریگا اور اپنے ہمعصروں کو بھی متوجہ کریگا کہ ہندوستان کے مسلمان پہلے

یہاں کوئی قومی کام شروع کریں جو ہندوستان کی عزت افزائی اور ناموری کا موجب ہوگا۔ اور انکو مالی فایدہ بھی بخشیگا۔ اور ان کے بہت سے بیکار آدمی کام پر بھی لگجائینگے۔ اور پھر ممالک غیر میں بھی اولو العزمی کے کام کرنے پر ان کو اکسائیگا۔ (راقم ایک نامہ نگار مسلمان)

بصرہ طرابلس کی مجوزہ ریلو لاین

مجوزہ اسلامی لاین کی اہمیت اور اسکے مفاد اور منافع کے متعلق گزشتہ تیرہ مہینوں میں اسقدر توضیح و تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں کہ ناظرین کو ان کو دوبارہ بتلانے یا اوس تجویز کی مزید تشریح کرنیکی کوئی احتیاج نہیں رہ گئی۔ اکثر معاصرین اخبارات اسکی حقیقت و اہمیت سے بخوبی واقف ہو چکے ہونگے۔ اسکی کامیابی کے لئے ان کو یاد ہوگا کہ دو شرطیں مقدم گردانی گئی تھیں جنمیں سے ایک یہ تھی کہ اعلیٰ حضرت امیر المومنین اور انکی گورنمنٹ اسے منظور فرما کر اسکی تعمیل و تکمیل کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں۔ اور دوسری یہ کہ مسلمان بشرطیکہ انکا طالع بیدار اور بخت یاور ہو اس کام کو کر لینے کا عزم بالجزم کر لیں۔ ہندوستان کے چند معزز مستثنیات کے علاوہ عربی جریدے ممتاز درجہ پر ہمارا قومی انگریزی همعصر پہنچا ہے آبزرور لاہور ہے جبکہ اکثر اسلامی معاصرین ہندوستان کو ہی اسمعاملہ پر متوجہ ہونے اور اپنا ہی ملک میں اسکی اشاعت کرکے انکو ترغیب و تحریص دلانیکی توفیق نہیں ہو سکی تو اسلامی پبلک کی خاموشی اور بے توجہی کی کیا شکایت کی جا سکتی ہے۔ اکثر معزز مصری اور شامی اخبارات نے جنمیں المؤید اور ثمرات الفنون خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اپنے ہندوستانی همعصروں کی عدم توجہی کی اپنی طرف سے تو کافی تلافی کر دینے کی کوشش کی مگر افسوس وہاں کی پبلک پر بھی تا حال کوئی نمایاں اثر نہیں ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس عام مایوسی کے پیدا ہو جانے کے ساتھ ہی ہمارے محترم ترکی همعصر معلومات کی مایوسی بھری تحریرات اور ترکی گورنمنٹ کی خاموشی رہی سہی امید پر جو معدودے چند ہندوستانی و ترکی محبان قوم عالی ہمتوں کی حوصلہ افزا تحریروں کے مطالعہ سے ابھر آتی تھیں پانی پھر جاتا تھا مگر ماہ تشرین ولایتی اور ترکی اخبارات کو دیکھنے سے اس مایوسی میں بہت کچھ تخفیف اور اس امر کا تقریباً پختہ یقین ہو گیا ہے کہ یہ تحریکیں بے اثر نہیں رہینگی۔ اور اگر خداوند کریم کو منظور ہے تو یہ عام نکبت و ادبار کچھ دنوں کے مہمان ہیں۔

ٹائمز کا نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ خلیج فارس اور بحیرہ روم کو طرابلس سے کویت تک ریلوے لاین سے باہم ملانیکی تجویز پر سلطان المعظم اور بابعالی کچھ عرصہ غور کر رہے تھے۔ اور اب بیان کیا جاتا ہے کہ جلالتمآب اور انکی گورنمنٹ عالیہ نے اس تجویز کو پسند کیا ہے اسکے بعد نامہ نگار مذکور روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کی کونٹ کاسینی کی درخواست کا ذکر کرتا ہے۔ اسکا لب لباب ۲۲ اگست سنہ ۱۸۹۹ء کو وکیل میں درج ہو چکا ہے یاد دہانی کے لئے اسکا خلاصہ پھر دیا جاتا ہے۔ کونٹ مذکور طرابلس کی راہ وادی فرات ایک لاین سیدھی خانقین کو جو ترکی و ایران کی سرحد کے وسط کے قریب واقع ہے۔ اور دوسری لائن مندرجہ بالا لائن کے وسط یعنی مقام مسیب سے براہ کربلا و نجف و بصرہ کویت تک لیجانا چاہتا ہے چونکہ نامہ نگار روسیوں سے بدظن رہتا ہے اور روسی کونٹ کا چاہا ہی نہیں چاہتا ہے اور کونٹ مذکور کی طرف سے خلیج فارس اور بحیرہ روم کے درمیان ریلوی لائن بنانے کی درخواست گذر چکی ہے نامہ نگار مذکور نے اس جدید منطق سے کام لیکر جو یورپین اخبارات کے نامہ نگاروں نے ترکی معاملات کے متعلق وضع کر رکھا ہے۔ سلطان المعظم کی پسندیدگی کا یہ نتیجہ نکال لیا ہے کہ حضور ممدوح اب کونٹ کی درخواست کو منظور نہ کرینگے۔ ٹائمز اور اسکے چیلے چانٹوں نے بھی یہی خیال ظاہر کی ہے۔ مگر آخر الذکر تو ... ایزاد کرتا ہے کہ روسی کونٹ کا مجوزہ لاین ... کونٹ مذکور کا بیان ہے کہ طرابلس سے لیکر بغداد

تھا بالکل غیر آباد علاقہ سی گذریگی۔ اگر سلطان المعظم اپنے ملک میں توسیع ریلوے کو شتاق ہیں اور اس توسیع سی فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو وہ لاین سب سے مفید ہوگی جو پچھلے برس ایک جرمن کمپنی نو تجویز کی تھی یعنی سکوٹری قیصریہ لاین کو براہ ماردین موصل اور بغداد تک بڑھا دیا جاے۔

اس موقع پر جتنا دینا بھی ضروری ہے کہ اگرچہ وکیل نے اسلامی مقامات متبرکہ کو محل وقوع اور دیگر جنگی و ملکی اغراض کے لحاظ سی مجوزہ لاین کا ایک انتہائی سٹیشن بحیرہ روم کو کسی بندرگاہ پر ہونا تجویز کیا ہے۔ لیکن اسکو درمیانی اسٹیشنوں میں موصل کو لازمی قرار دیا ہے مگر ساتھ ہی اسکو فراموش کیا جائی کہ اوسکا اولین مدعا کسی خاص اللین کی اہمیت نہیں بلکہ یہہ ہے کہ مسلمان متحد و متفق ہوکر کوئی ایسا کام کریں جس سے مالی فایدہ کو علاوہ انکو بالواسطہ طور پر تجارتی و علمی و صنعتی لحاظ سے بھی منفعت ہو یہہ مدعا اسکی مجوزہ لاین سی کیونکر حاصل ہوسکتی ہیں جسمیں ایک اور بڑا وصف یہہ ہے کہ مسلمانوں کی ہر فرقہ کو اسسے اپنی متبرک مقامات کی وجہ سے مذہبی لگاؤ بھی ہے ایک اسلامی سلطنت کو بالواسطہ طور پر جو فواید حاصل ہوں وہ علیحدہ ہیں۔ تاہم اگر کبھی خداوند کریم نے مسلمانوں کو یہہ ہمت دیدی کہ وہ اس کام کو کرنے پر کمربستہ ہوجائیں تو مذکورہ سمت کا لحاظ رکھکر تعیین خط کا فیصلہ ماہرین کو اختیار میں ہوگا۔ ابھی اس پر بحث فضول ہے۔ سوقت یہہ ہے کہ آیا لٹمز وغیرہ کا قیاس درست ہے۔ جسکے درست ہونیکی صورت میں حوالہ بالا مایوسی کا تخفیف پاجانا تو درکنار۔ اسلامی مشترکہ سرمایہ سی اس علاقہ میں ریلوے تعمیر کرنیکا ذکر ہی فضول ہوجائیگا۔

اس سوال کا جواب اگر اثبات میں ہو تو پھر کوئی شک نہیں کہ کل امیدیں یکقلم منقطع ہوجاتی ہیں اور سلطان کی لیسندیدگی سی خوش ہونیکی سچائی کامل مایوسی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ گو پھر بھی وکیل کی مجوزہ لاین کے چند حصے باقی رہتے ہیں مگر مالی لحاظ سی وہ کچھ زیادہ مفید نہیں ہو سکتی اور یہہ ظاہر ہے کہ مالی فایدہ کو نظر انداز کرکے محض مذہبی یا قومی پاس سی روپیہ خرچ کرنیوالی ہر قوم میں چند ہی آدمی ہوا کرتے ہیں جو کروڑوں روپیہ کبھی بہم نہیں پہنچا سکتے۔ لیکن لٹمز وغیرہ کا یہہ قیاس کسی صورت میں درست نہیں ہوسکتا۔ وادی فرات میں ریلوے کی تیاری کو لئے دول یورپ اور وہاں کی متمولین بیس چالیس برسوں سی زور لگا رہی ہیں۔ سب سے اول انگلستان نے اسکی درخواست کی تھی۔ اور ایسی وقت کی تھی جبکہ ٹرکی گورنمنٹ پر انگریزی سفیر کو بے اندازہ اقتدار حاصل تھا وہ جو چاہتا تھا سلطان حال کو باپ سے اور اوسکے مشیروں سی کرالیتا تھا اور ترکوں کو بھی انگلستان کی مخلصانہ رفاقت بلکہ اخوت پر کامل اعتماد تھا۔ اس معاملہ میں جب وہ کامیاب نہو سکا تو یہہ کبھی ممکن نہیں کہ عبد الحمید الیا مدبر اور بھی کیسکی نہیں۔ ایک سی سایل کی درخواست کو منظور کرکے اپنے ملک کی اس حصہ کی شاہرگ پر جو قسطنطنیہ کو مقدس مکانات کی آخری مصیبت کو وقت اسلامی خلافت کا آخری حصن حصین اور ملجا و ماوا سمجھا جاتا ہی ایک قدیمی دشمن کا قبضہ کرادے۔ حاشا وکلا۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ مجوزہ لاین کی تقریبًا اسی حصہ کو لئے جرمنوں نے روسی گورنمنٹ سی پہلی درخواست کی تھی اور قیصر کی سیاحت کو دوران میں یہہ عام افواہ تھی کہ سلطان اپنے عزیز مہمان کی پاس خاطر سی جرمنوں کی درخواست کو ضرور منظور کرلینگے۔ بلکہ ایک وقت کارسپانڈنٹ ٹایمس نے اندرونی بیانات سے لکھدیا تھا کہ اس منظوری میں کسیطرح کا شبہ نہیں لیکن یہہ اسکی غلط فہمی تھی بہرحال ہمیں کوئی شک نہیں کہ سلطان المعظم کو موجودہ وقت سے زیادہ جرمنوں پر بھروسہ ہو مگر جب انکو بھی اس لاین کا اجارہ نہ دیا تو روسی گورنمنٹ کو کسطرح دینا منظور کرسکتے تھے ان دو تجویزوں کے سوا ایک تیسری تجویز بیشک خلیج فارس اور بحیرہ روم کو درمیان اسلامی مشترکہ سرمایہ

ریلوے بنانے کی تھی اور یہانتک پختہ خبر ہے کہ اسپر بھی غور کیا جارہا تھا اور جہانتک قرائن سے پایا جاتا ہے۔ ہمیں یہہ کہنے سے کچھہ تامل نہیں
ہوسکتا کہ جلالتمآب خلیفۃ المسلمین اور انکی گورنمنٹ نے اگر کسی تجویز کو بنظر استحسان دیکھا ہے تو وہ یہی تجویز ہوگی۔ احتمالاً لکھنے کی
یہی وجہہ ہے کہ ٹائمز کے نامہ نگار کی اس خبر کی ابھی تک دیگر ذرایع سے تصدیق نہیں ہوئی اور اسلیئے پسندیدگی کی خبر کے درست یا غلط
یا قبل از وقت ہونیکی نسبت پختگی کے ساتہہ کچھہ نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم جہانتک پسندیدگی کا تعلق ہے قرائن اس خبر کے درست ہونیکے بھی
موید ہیں اور ان قرائن میں سے ایک یہہ ہے جسے ذیل میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

ناظرین کو اس تجویز سے معلومات کی مخالفت کا علم ہے اور انہیں یہہ بھی معلوم ہے کہ یہہ اخبار ایک طرح سے دربار سلطانی کا اخبار
ہے اور درباری اخباروں کی نسبت کون نہیں جانتا کہ کم از کم اہم معاملات میں وہ وہی لکھتے ہیں یا وہی تحریک کرتے ہیں جسکا بقول
ع آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم انکو اشارہ ہوچکا ہو۔ یہی وجہہ تھی کہ شروع شروع میں اسکی تحریرات اور عدم اتفاق رائے جنہیں
وہ علاوہ دیگر وجوہات مسلمانوں کی کم ثروتی۔ کم علمی۔ پست ہمتی کو بھی اس تجویز کی کامیابی میں سد راہ بتاتا تھا۔ حوصلہ بہت کچھہ پست
ہوجاتا تھا۔ اب چند ہفتوں سے اسکی روش اور پالیسی اس معاملہ میں بتدریج بدلتی جارہی ہے۔ پہلے اسنے ان لوگوں کی تحریریں شایع کرنی
شروع کیں جو اسکے اعتراضات کی تردید اور اصل تجویز کی اہمیت اور کثیر المنفعتی کی تائید میں تہیں پہر ایک قدم اور آگے بڑھا کر مسلمانوں
کو باہمی تعارف اور میل ملاپ کی تحریص و ترغیب دلائی اور موجودہ غفلت اور بیگانگت پر انکو شرم دلانیوالے مضامین لکھے اور بالآخر
قومی ترقی اور عروج کیلیئے باہم متفق و متحد ہوکر کام کرنیکی ضرورت واضح کرکے عوام اور بالخصوص علماء امراء اور اولیاء امور کو شرم
دلائی کہ نفع عام کیلیئے کچھہ کرنا تو درکنار ذاتی منفعت کیلیئے بھی کارخانوں اور تجارتی کمپنیوں کو قایم کرنے کے لیئے کہیں مسلمانوں
نے اتفاق نہیں کیا۔ یہہ سب قصور علماء اور مقتدر و باخبر اصحاب کی پست ہمتی اور بے توجہی کا ہے۔ اسکے بعد اسلامی مشترکہ سرمایہ سے مجوزہ
لاین کی بنائی جانیکی تجویز کا ہمدردانہ پیرایہ میں ذکر کرکے تحریر کرتا ہے کہ یہی تجویز اسے مندرجہ سطور لکھنے کی محرک ہوئی ہے اور امید ہے کہ کل اسلامی
ممالک کے علماء ان کو پہنچتے ہی اپنے فرض پر کمربستہ ہوجائینگے۔ اختلاف کے بعد **معلومات** کی یہہ موافقت جو معنے رکھتی ہے وہ دانشمندوں سے
پوشیدہ نہیں ہوسکتی اور یہی موافقت ایک بڑا قرینہ اس قیاس کی تائید میں ہے کہ جلالتمآب کی پسندیدگی ہر وقت اس تجویز کے متعلق
ہے جو ہندوستان کے ایک خادم ملک و قوم نے اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کی تھی۔ یہہ قیاس اگر درست ہوا اور غالباً وہ ہے تو تجویز مذکور
کی کامیابی کی مقدم شرایط میں سے ایک پوری ہوگئی۔ اور اب صرف روپیہ کی کسر باقی رہ گئی ہے۔ جسے اگر دنیا کے بیس پچیس کروڑ مسلمان
جنمیں سے کئی اسبابی کروڑپتی ہیں پورا نہ کرسکے تو ان کی قوم نیم مردہ تو پہلے ہی سے مشہور ہے۔ پہر بالکل مردوں میں شمار ہونے لگیگی
والسلام علی من اتبع الہدیٰ (۱۶ جنوری سنہ ۱۸۹۹ء)

بصرہ بغداد و دمشق و حجاز کو باہم ملانے کیلئے قومی مشترک سرمایہ سے ریلوی لاین تعمیر کرنیکی تجویز کی نسبت ناظرین
یہہ معلوم کرکے یقیناً کمال مسرور ہونگے کہ وہ یہی نہیں کہ حرمین شریفین اور حجاز تک ہی پہنچ گئی ہے۔ بلکہ یہہ کہ وہاں کے کئی عالی ہمت اور اولو العزم
زمانہ شناس باخبر مسلمان اس کام میں بسطاقت شریک ہونے پر بھی تیار ہوگئے ہیں۔ انہیں سے ایک صاحب نے جو غور کیئے جانیکے قابل

ہیں وہ سیٹھ احمد عبداللطیف صاحب تاجر جدہ ہیں۔ اور قومی ترقی و بہبودی کی اس بے نظیر کام کو عمل میں لانے کیلئے حسب منشا بعد کمپنی قائم ہوجانے پر بمسرت
۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر آمادہ ہیں ہم صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم اُن کو حوصلہ و ہمت اور توفیق و مقدرت میں روز افزوں اضافہ
کرے اور کل مسلمانوں کو ایسی ہی توفیق و استطاعت اور ہوشمندی اور باخبری عطا فرمائے کیونکہ جبتک عام جمہور میں ایسی ہی مستعدی اور بلند ہمتی
موجود نہو جائے متذکرہ صدر یا ہمیں قسم کسی اور تجویز کے قوۃ سے فعل میں آنیکی کبھی توقع نہیں ہوسکتی ایسی لاین کی تیاری کیلئے زیادہ سے زیادہ
بیس پچیس کروڑ روپیہ کفایت کرتے ہیں اور یہ رقم ایسی نہیں جسکو ایک دو اسلامی ممالک کے ہی مسلمان بآسانی بہم نہ پہنچا سکتے ہوں۔ اگر
کمی ہے تو فقط بلند ہمتی۔ اولوالعزمی اور دنیاوی معاملات اور کاروبار سے واقفیت اور باخبری کی۔

اس موقعہ پر یہ بھی ظاہر کردینا نامناسب ہوگا کہ تقریباً دو مہینے گذر جانے کے باوجود ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ وہاں کی اس خبر کی کوئی تصدیق نہونے
سے کہ سلطان المعظم اور بالعالی زار روسی گورنمنٹ کی درخواست کو جو اسنے طرابلس الشام سے امبرہ تک ریلوے بنانیکا اجارہ طلب کیلئے دی تھی بنظر استحسان دیکھا ہے
دکھلا کر اس خیال کی صداقت ظاہر ہوگئی ہے کہ سلطان المعظم سے کسی اجنبی اور بالخصوص کسی روسی کو ایسی اہم لاین کا اجارہ عطا کرنیکی غلطی کبھی سرزد
نہیں ہوسکتی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی اس عدم تصدیق سے ہماری وہ توقع بھی ایکطرح سے باطل ہوگئی ہے کہ اگر سلطان المعظم کو کسی تجویز کو بنظر استحسان
دیکھنے کی ضرورت ہے تو وہ بالضرور یہ ہے کہ اسلامی سرمایہ سے ریلوے بنانیکی تجویز ہوگی آخرالذکر تجویز کا بالعبال اور جلال حکومت کے کانوں تک پہنچ گیا ہوتا
یقینی امر ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سوڈان و کریٹ وغیرہ کے واقعات عجیبہ کے پے درپے حدوث اور پھر مقدونیہ میں اندرونی و بیرونی اعداء کی افواہ سازش
کو اختلال کی تکلفات نے سرکار گورنمنٹ کو اسطرف توجہ کرنیکی فرصت نہیں دی مزید براں ممکن ہے کہ جیسا چند مہینے ہوئے دمشق کے معزز خاندان معظم کے ایک
قابل رکن نے عین جب ز المؤید میں لکھا تھا۔ وہ اس اندیشہ سے بھی جو نتیجہ کی قسمت سے ایک مقتدر اسلامی سلطنت ہونیکی وجہ سے کل دنیا کی سلطنتوں میں سے
صرف انگلستان کو ہی بہت کچھ بیجا طور پر لاحق ہو رہا ہے۔ شش و پنج میں پڑی ہوئی ہو کہ اگر اسلامی مشترکہ سرمایہ سے اس ریلوے لاین کو تیار کرانیکا فیصلہ
کردیا جائے تو کہیں عمل جنبیہ کو اپنے مسلمان حصہ داروں کے حقوق و اغراض کی حفاظت کے بہانہ سے سلطنت کی اندرونی معاملات میں دخل
در معقولات دینے کا نہ موقع اور حیلہ ہاتھ آجائے۔ اگر یہ قیاس درست ہے اور بالعبال فی الواقع اگر اسی اندیشہ سے متردد ہو رہا ہے تو انکے خیال
اسپر کوئی الزام وارد نہیں ہوسکتا۔ کل دنیا دیکھ رہی ہے کہ اجنبی طاقتیں خفیف سے خفیف اور رکیک ترین حیلوں اور بہانوں کو بھی ٹرکی کے
معاملات میں بیجا مداخلت کرنے کیلئے ہاتھ سے نہیں جانے دیتیں۔ اور ان بہانوں کی صریحاً بے بنیادی و ناانصافی اور لغویت کے باوجود
ٹرکی ایک بدمست حشم کے مقابلہ میں بالکل یکہ و تنہا ہونیکی وجہ سے دم نہیں مار سکتی۔ بنا برین اگر وہ بمصداق مار گزیدہ از ریسمان ابلق میترسد
ان اجنبی اداروں کو مزید بہانے ملنے دینے کیلئے بے اندازہ احتیاط سے کام لیتی ہے تو بہت کچھ حق بجانب ہوسکتی ہے۔ لیکن ساتھ ہی
یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسی احتیاط قومی ترقی کی بھی مانع ہو جائے خود ہی متوقعہ مداخلت سے کم نقصان رساں نہیں۔ کیونکہ اول
مداخلت کا ہونا احتمالی ہے یقینی نہیں۔ اور اگر یقینی بھی ہو تو یہ ضروری نہیں کہ اس کی مزاحمت میں کامیابی نہو ترکی
مدبرین کا مداخلت کے طالبگاروں کی حجتوں پر رد کرسکنا امکان سے باہر داخل ہے۔ اور اگر وہ مداخلت کرنے میں کامیاب بھی
ہوجائیں تو اسکا ضرر ہونا لازمی نہیں۔ اسکی اثر توڑ سکنے پسند انکا انتظام ہوسکتا ہے۔ بالآخر اگر مقدر نقصانات کو تسلیم کرلیں

اسکی مضرت کا تدارک ہو سکے تو پھر بھی اسقدر فایدہ تو ہوگا کہ اس مضرت کے محسوس ہونے میں کئی سالوں کا وقفہ پڑیگا۔ برعکس اس کے کسی مفید تجویز کو اس اندیشہ سے عمل میں لانیکی بھی جرات نہ کرکے ملک کو تجویز کے فواید اور اندرونی و قومی ترقی سے محروم رکھدینا شروع ہی سے ملک کو یقینی سخت ضرر اور نقصان پہونچانیکا موجب ہوگا۔

اس مذہبی نقصان کے علاوہ بالعالی کے تردد و اندیشہ کے برخلاف اور بھی کئی زبردست دلیلیں پیش کی جاسکتی ہیں جنکی تجارتی تمدنی اور پولیٹیکل لحاظ سے ملک میں ریلوں کی اشاعت مسلم طور پر ضروری متصور ہو چکی ہے۔ اور اس ضرورت کو تسلیم کرنے سے بالعالی کو بھی کوئی عذر نہیں اور اسے جلد یا دیر بعد ضرور اپنے مقبوضات میں جابجا ریلوے سلسلے بڑھانے اور از سر نو قایم کرنے پڑینگے مگر گورنمنٹ کے پاس خود روپیہ نہیں کہ سرکاری سرمایہ سے ان کو تیار کرے اگر قرض لیا جائے تو حصول قرضہ کی بہر کیف دقتوں اور خرخشوں کے علاوہ بیرونی قرضے بیرونی مداخلت کے زبردست اور زود اثر مانے جاچکے ہیں۔ مصر انہی قرضوں کی بدولت آج انگریزی سلطنت کے قبضہ میں ہے۔ اور خود ٹرکی بھی انہیں قرضوں کے طفیل کچھ کم مصیبت زدہ نہیں ہو گئی ہے۔ ان دونوں کے بعد صرف اسلامی تجویز کے سوا یہی آخری چارہ باقی رہتا ہے کہ اجنبی سرمایہ داروں کو تعمیر ریلوے کے اجارے عطا کئے جائیں جسکا دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہے کہ اغیار کو صرف مداخلت کا ہی باقاعدہ اور مستحکم استحقاق شروع ہی سے دیدیا جائے۔ بلکہ ملک کی پولیٹیکل حیات کی شہرگ اپنے ہاتھ سے ان کے عملی تصرف و ضبط میں کر دیجائے۔ حالانکہ صرف اسلامی سرمایہ سے اجنبی مداخلت کا ہونا بھی صرف احتمالی ہوگا اور ممکن ہے کہ ایسا احتمال بھی نہ پایا جائے۔ کیونکہ ابھی تک کئی ایسے اسلامی ملک موجود ہیں جو کسی غیر قوم کے تحت نہیں [illegible] بھی کچھ ایسے گئے گذرے نہیں کہ بیس پچیس کروڑ روپیہ بہم نہ پہنچا سکیں۔ مسلمانوں کی زیادہ آبادی رکھنیوالے ایسے ملک جو یورپین سلطنتوں کے ماتحت ہیں صرف ہندوستان الجزائر اور جزائر سوماٹرا و جاوا ہی ہیں۔ انہیں سے جاوا اور سوماٹرا ایسی حکومت کے ماتحت ہیں جو ٹرکی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی اور اسے اپنی مسلمان رعایا کے حقوق کی حفاظت کے بہانہ سے ٹرکی میں ذاتی اغراض کی تکمیل کیلئے مداخلت کرنے کی کبھی جرات نہیں ہو سکتی۔

الجزائر فرانس کے ماتحت ہے جو اپنی مسلمان رعایا کی دلجوئی کیلئے سرکاری خرچ سے مسجدیں تعمیر کرنے اور انہیں امام مقرر کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا جس کو اپنی رعایا کی یہانتک خاطر منظور ہو اس سے کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ اسکے پولیٹیکل تعلقات ٹرکی سے خواہ کیسے کشیدہ کیوں نہ ہوں وہ پھر کسی مستقبلہ طرز عمل سے اپنی مسلمان رعایا کو اس تجویز کی شرکت کے ان فواید سے جو مالی و تجارتی و علمی لحاظ سے بھی شریک ہونیوالوں کو بمقدار عظیم پہنچینگے متمتع ہونے سے محروم رکھنے کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ اپنی رعایا کو ایسا اخلاقی یا مادی نقصان پہنچانا گوارا کر سکیگا۔ یہی بیان گورنمنٹ انگلشیہ پر صادق آتا ہے اور اس سے کبھی امید نہیں ہو سکتی کہ خواہ وہ کسیوقت ٹرکی کی علانیہ دشمن ہی کیوں نہ ہو جائے وہ کبھی ایسی تنگ ظرفی کی مرتکب ہو سکے کہ اسکی مسلمان رعایا اسکی کسی [illegible] کی بدولت ایک قومی بہبود و ترقی کے کام میں حصہ لے سکنے کے موقع سے مستفید نہ ہو سکے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ [illegible] سے ریل بنانے کی تجویز [illegible] نہیں کی تھی کہ اس سے ٹرکی کو فایدہ پہنچیگا۔ بلکہ محض اسلئے کہ مسلمان باہم ملکر کوئی کام کر سکیں اور اسی لئے مجوزہ ولایتی تجویز کی گئی تھی کہ [illegible]

سے نہایت مفید ہونیکے علاوہ وہ ایسے مقامات سے گذریگی جنسے ہر ملک و دیار اور ہر فرقہ و ملت کے مسلمانوں کو خاص روحانی و مذہبی تعلق اور لگاؤ ہے اور یہ تعلق ان کو اس کام کی تکمیل سے کمر بستہ کرنیمیں زبردست تحریک کا کام دیگا۔ پس یہ کبھی حضور سلطان کی گورنمنٹ سے توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی کسی پالیسی کو اپنی رعایا کی بہبودی میں کبھی مزاحم ہونے دیگی۔

لیکن اس بحث سے پہلے اول تو یہ دیکھنا واجب ہے کہ آیا ہندوستان وغیرہ کے مسلمان اس کام کی شرکت پر آمادہ ہو سکتے ہیں یا کیے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کی مردہ دلی۔ وفا ہمتی یا بقول لارڈ کرزن تنگخیالی۔ پست نظری۔ مالی بزدلی اور کسی بڑے کام کو ہاتھ ڈالنے سے ہاتھ کھینچے رہنے کا یہی عالم رہنا ہے تو یہ بحث ہی فضول ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ بہرحال ترکوں کا یہ غیرت یا اندیشہ ایسی وقعت نہیں رکھتا کہ اسکی وجہ سے وہ ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہیں۔ شیوہ مردانگی اسکا مقتضی ہے کہ وہ اپنی ہمت بازو اور تائید ایزدی پر بھروسہ کرکے اس کام کو شروع کردیں اور اپنی ہمت و کوشش سے اسے پایہ تکمیل پہنچانیکا عزم مردانہ کریں ورنہ ان کی یہ نامناسب احتیاط اور اخلاقی بزدلی خودکشی سے کم نہیں ہوگی۔ اور اسکا نتیجہ دیگر اقوام کی روز افزوں حشمت و اقبال کے مقابلہ پر ان کے دن بدن زیادہ انحطاط پذیر جانیسے پولیٹیکل ہلاکت کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا (۲۰ مارچ سنہ ۱۸۹۹ء)

بصرہ و بغداد و اسکندرون

کی مجوزہ ریلوے لاین کے متعلق خداوند کریم کا شکر ہے کہ اس ہفتہ ہم اپنے ناظرین کو کئی خوشخبریاں سنانیکے قابل ہوگئے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو وہ دن دور نہیں جبکہ ہم اس تجویز کو فعل میں آیا ہوا دیکھ لینگے۔ اسوقت ناظرین کو ان عظیم المقدار فوائد کی فہرست جو اس لاین کے مسلمانوں کے مشترکہ سرمایہ سے تیار ہونیکی صورت میں گورنمنٹ عثمانیہ کو جنگی و ملکی و سیاسی و تجارتی و فنانشل پہلو سے خود ملک اور ابنائے ملک کو تجارت و عمران و فروغ زراعت و آبادی اور ترویج تہذیب و شائستگی کے لحاظ سے اور کل مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد۔ مالی و تعلیمی ترقی و منفعت کے اور نیز مذہبی پہلو سے حاصل ہو سکتے ہیں پھر دوہرا کر سنانیکی احتیاج نہیں کیونکہ متعدد مضامین میں انکی تشریح کر چکا ہے اور نہ اسوقت پھر ان دو مقدم شرطوں کے مفصل اعادہ کی ضرورت ہے جو اس تجویز کی کامیابی کے لئے لازمی تھیں اور بیان کی جا چکی ہیں۔ صرف مجملاً یہ بتا دینا کافی ہوگا کہ ایک امر تو یہ ہے کہ جلالتمآب سلطان المعظم اور ان کی گورنمنٹ اسے منظور کرکے اسکی تعمیل و تکمیل کے کام کو اپنی حمایت و سرپرستی میں لیں اور دوسرا یہ ہے کہ مسلمانان عالم بشرطیکہ نحوست دلی اور دنو ہمتی کو ان کا پیچھا چھوڑ دینا ہو اس کثیر المنفعت کام کو بسرعت اتمام پہنچانیکا عزم بالجزم کر لیں۔

اس تحریک کو شروع ہوئے تقریباً اٹھارہ مہینے ہوگئے ہیں اور اس اثنا میں گو بعض ہمدردان قوم اور با غیرت اصحاب کی تشویقات اور چند معتبر اخبارات کی تائیدی تحریروں سے یہ اطمینان حاصل ہو رہا تھا کہ بہرحال یہ تخم یونہی بیکار نہیں جائیگا لیکن اس کام کی تکمیل کیلئے خاصکر جبکہ مسلمانوں ایسے غافل اور خواب ناز میں سرمست قوم سے اسکی تکمیل کرانا مقصود ہو یہ تحریک کچھ مستعدی اور سرگرمی درکار تھی اسکا کہیں نام و نشان نہ پایا جاتا تھا اور عوام تک اس تحریک کا پہنچنا تو درکنار۔ اکثر ممتاز ہندوستانی اخبارات نے بھی اسطرف متوجہ ہونا پسند نہیں کیا تھا۔ اسیطرح وہ حلقہ قسطنطنیہ کی بعض تحریریں بھی اس تجویز سے ایسی کو نہیں کہ وہ مفید نہیں بلکہ انکا کوئی کام کرسکنے کی امید نہ ہونیکی وجہ سے موقوف نہ تھا بلکہ مایوسی ہو رہی تھی اور ابھی کبھی کبھی یورپ کے طرح طرح کی خبریں مشہور ہو کر

سونے پر سہاگہ کا کام کر جاتی تھیں کبھی یہہ خبر ملتی کہ سلطانی گورنمنٹ نے عراق عرب شام وغیرہ کی لائنوں کا اجارہ جرمنوں کو دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور کبھی
کوئی یورپین نامہ نگار یہہ بے پر کی اڑا دیتا کہ روسی کونٹ کی درخواست عنقریب منظور ہونیوالی ہے۔ وکیل مختلف توجہات اور قرینوں سے ان
خبروں کی گو ساتھ کیساتھ تردید یا تکذیب کر دیتا رہا تھا لیکن پھر بھی عوام پر وہ برا اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتی تھیں شام و مصر کے اکثر ممتاز اخبارات
نے اس تجویز کو بڑی مسرت سے لبیک کہا۔ مگر آخر وہاں بھی مسلمانوں کی اکثر تجویزوں کیطرح عملاً تو کچھہ نہوا۔ مگر بحث مباحثہ اور زبانی لفاظیاں شروع ہو
گئیں الحمد للہ کہ یورپین سرمایہ کی دراندازی کا خطرہ اب تقریباً مفقود ہو گیا ہے۔ اور روسی کونٹ کی درخواست کی منظوری کی خبر کی
پانچ مہینوں میں کوئی تصدیق نہونے سے اسکا بالکل غلط یا مجہول ثابت ہو گیا ہے لیکن اس سے یہہ قیاس کر لیا جائے کہ متوسلین مذکورہ بالا اپنی طرف سے کوتاہی
کر رہے ہیں نہیں۔ بلکہ اُن کی سرگرمیاں پہلے سے اضعافاً مضاعف بڑھ گئی ہیں چنانچہ تازہ ترین مغربی ڈاک اور خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ ایک ایک اور
یورپین کمپنی دیگر کمپنیوں کے خلاف معمول جو منافع کی ذمہ داری اور ضمانتیں لیکر کام پر آمادہ ہوتی تھیں بلا کسی ذمہ داری کے اور سلطنت کے حق میں
نہایت ہی مفید شرائط پر کل ایشیائی روم میں لائنیں تیار کرنیکا جو طولی کوشش کر رہی ہے اور خلاف معمول سابقہ اجارہ داروں کے جو اجارہ لیجانے کے
بعد کام کو برسوں لٹکائے رکھتے تھے۔ دو برس کے اندر کل لائنوں کو مکمل کر دینے کی شرط کرتی ہے اور اس امر کی ضمانت میں ۴ ہزار پونڈ نقد بھی
خزانہ سلطانی میں داخل کرنے پر تیار نہیں بلکہ یہہ بھی شرط کرتی ہے کہ اگر اس عرصہ میں تکمیل نہو تو کمپنی کا کل سامان اور تیار شدہ
ٹکڑے بلا معاوضہ سلطنت عثمانیہ کا ملک ہو جائینگے۔ لیکن ایسی شرائط پر بھی سلطان المعظم کا اغیار کو اجارہ دینا منظور نکرنا صاف بتا رہا ہے
کہ وہ کم از کم ایشیائی مقبوضات میں اور بالخصوص ریلوے کی تعمیر پر یورپین سرمایہ کو اور زیادہ دخیل ہونے دینے کا مصمم ارادہ کر چکے ہیں اور خدا
کرے کہ اپنا ملک اور کافہ مسلمین کی لاپروائی اور غفلت و پست ہمتی سے مجبور ہو کر کبھی انکو یہہ عزم فسخ نکرنا پڑے۔

مسلمان اگر عاقبت اندیشی سے بالکل ہی بے بہرہ نہیں ہو گئے تو اُن کے لئے یورپین سرمایہ بالخصوص روسی کونٹ کی درخواست کی عدم
منظوری ہی غنیمت جو اس شرط منظوری وسیع پیمانہ پر کام کر سکتے کہ آخری میدان کو مسلمانوں کے ہاتھہ سے چھین لیتی کچھہ کم خوشخبری نہیں اور وکیل
کیلئے بھی کچھہ فخر کا مقام نہیں کہ ٹائمز و پایونیر ایسے اخبارات کے بیانات کی تردید کرنے میں آخر وہی راستی پر ثابت ہوا مگر خوشخبریوں کا ذخیرہ ابھی ختم نہیں ہو چکا
یہہ مسلم امر ہے کہ جتنے مسلمان ہندوستان میں موجود ہیں اسقدر اور کسی ملک میں نہیں اور خدا کے فضل سے متمول اور متوسط الحال اشخاص
کی اوسط بھی غالباً یہیں کے مسلمانوں میں زیادہ ہے مزید برآں وہ ایک ایسی گورنمنٹ کے تابع ہیں جو اپنی رعایا کو عالم و باخبر ہی نہیں بنانا چاہتی
بلکہ اُن کو مفید اور کارآمد کاموں کا عامل ہونے کی بھی ہمیشہ تحریص و ترغیب دلاتی رہتی ہے اسلئے اگر مسلمان اس نیک ہدایت و تشویق سے اب تک فائدہ نہیں
اٹھا سکے یا عنقریب استفادہ کی تکمیل نکر سکیں تو پھر کبھی بھی ان سے ابھرنے اور کچھہ کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی۔ بہرحال اگر مجوزہ متذکرہ صدر
تجویز زیر بحث کو عمل میں لا سکنے کے لئے ہندوستان کے مسلمانوں سے معتد بہ مدد مل سکتی ہے۔ اور اس مدد پر انکو صرف اخبارات کے ذریعے ہی مائل
کیا جا سکتا ہے اور یہی وجہہ تھی کہ اکثر ایسے اخبارات کی خاموشی کے سبب سے جنسے بہت کچھہ توقع تھی کسیقدر مایوسی سی پیدا ہو جاتی تھی۔ مگر
قوم کی خوش قسمتی سے اب یہہ شکایت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے اور یہہ دوسری قابل قدر خوشخبری ہے۔ پنجاب آبزرور لاہور اور
محمڈن مدراس تو شروع سے ہی تائید کر رہے تھے اب ہم یہ سرور اودہ [illegible] العصر اور [illegible] سلطنت و شمس الاخبار بھی گو ان سے زیادہ

سرگرم تائید کی امید تھی۔ گاہ گاہ کلمۂ خیر کہنے سے دریغ نہیں کرتے رہے۔ حبل المتین ابھی ابھی مفصل و مطول بحث کئی نمبروں میں کر چکا ہے
روزانہ پیسہ اخبار نے ایک سلسلہ وار مضمون اس مسئلہ پر شروع کر دیا ہے۔ اور امید غالب ہے کہ کم از کم باقیماندہ اسلامی معاصرین کو بھی اب اس
نہایت اہم تجویز و تحریک کی تائید سے عار نہ ہوگی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ملک کے تمام اخبارات ایک کام کو کرانے کا بیڑا اٹھالیں۔ تو
بشرطیکہ قوم بالکل ہی مردہ نہ ہو گئی ہو۔ انہیں ضرور اپنے مدعا میں کامیابی حاصل ہوگی۔ مدراس کے باقیماندہ معزز ہمعصر عصر جدید روزگار۔ مخبر
دکن۔ منیر آصفی۔ حیدر آباد کے معاصرین۔ اور بمبئی کے کئی اخبارات کے مالک و ایڈیٹر قومی جانباز حکیم عبد المجید صاحب فرح۔ شمال ہندوستان
کے سرحدی اضلاع کا واحد اسلامی اخبار چودھویں صدی اور کئی دیگر ہمعصر اگر چاہیں تو قوم کو بیدار کرنے اور اس کام اہم کی تکمیل میں
بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ان کی تحریروں سے متاثر ہو کر چند عالی ہمت بندگان قوم کا اس تجویز کی عام اشاعت اور تعمیل پر کمربستہ ہو جانا
بعید از قیاس نہیں جیسے کہ حجاز کی مقدس سرزمین میں ایک فرشتہ سیرت قومی والنٹیر نے اسوقت ہی اس کام کو اپنے اہم فرائض کی فہرست
میں داخل کر رکھا ہے۔ اور خدا نے چاہا تو انکی مساعی بارآور مشکور و مقبول ہوتی رہینگی۔ جدہ کے ایک نامور مسلمان تاجر سیٹھ عبد اللطیف
صاحب کا ذکر خیر پہلے ہو چکا ہے کہ وہ کمپنی کے قیام پر ۲۵ ہزار روپیہ کے حصے خریدنے پر بالکل تیار ہیں۔ اس ہفتہ وہی خادم بہی خواہ قوم
و فدائے ملت[1] بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ حسب ذیل خوشخبری تحریر کرتے ہیں۔ دمشق بصرہ لائن کے متعلق جو خدمت وکیل نے میرے سپرد کی ہے
اسکے خیال سے میں بیفکر نہیں ہوں اس ہفتہ تین آدمیوں کی آمادگی کی اطلاع دینے کی مجھے عزت حاصل ہوئی ہے۔ تینوں صاحب بھی
تاجر ہیں۔ ایک بیس پونڈ۔ دوسرا پچاس پونڈ۔ اور تیسرا سو پونڈ کے حصص خریدینگے اور بالکل آمادہ ہیں۔ وکیل کی اس مبارک تحریک کا نتیجہ
جہانتک میں دیکھتا ہوں حجاز کے مقدس و برگزیدہ خطہ کے مسلمانوں نے بڑی خوشی سے کیا ہے اور اسکا یہاں کے متمول اور تجارت پیشہ
تعلیم یافتہ اصحاب کو بڑی دلچسپی ہے۔ اور خدا نے چاہا تو وہ وقت دور نہیں کہ اس کے اسلام میں اسکی اشاعت سے تمام دنیا میں عام تحریک
پیدا ہو جائیگی۔

اگر وکیل کو دیگر معاونین بھی جو صداقت اقتدار عالم سے جو رہیں اس بزرگوار کی طرح ابتک کوشش کرتے رہتے۔ تو یقین کامل تھا
کہ یہ تجویز عملی صورت اختیار کرنیکی بہت قریب پہنچ جاتی۔ لندن اور انگلستان کے مسلمانوں پر قوم کے پرانے خادم اور سچے دوست ہمارے معزز
مخدوم منشی سراج الدین صاحب مالک و ایڈیٹر چودھویں صدی کے تشریف لیجانے سے ایک قابل قدر اضافہ ہو گیا ہے۔ انکو اس تجویز
کے عملاً ظہور میں آجانے سے جو فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔ انکا استدلال حکمت بلیغانہ سے خوب واقف ہوگا۔ وہ آجکل انگلستان کے ہندوستانی مسلمان طلبا
کی تعلیم و تربیت و نگرانی کے مسئلہ پر جس سے انہیں ہمیشہ طبعی دلچسپی رہی ہے۔ بڑی سرگرمی سے مصروف ہیں۔ اگر وہ ذرا غور کرینگے تو انپر
واضح ہو جائیگا کہ عملی تعلیم کے لحاظ سے بھی جیسا کہ وکیل کے کسی گذشتہ پرچہ میں مفصل تحریر ہو چکا ہے یہ تجویز مسلمانوں کے لئے اکسیر
حیات سے کم نہیں۔ افسوس اغلباً کثرت مشاغل کی وجہ سے ان کو ہندوستان میں اخبار کے ایڈیٹوں کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہیں ہوتی
مگر یقین کامل ہے کہ انگلستان کی صحت افزا اور روح پرور ہوا میں جہاں انسان یہاں کی نسبت کہیں زیادہ واقعی جسمانی کام کر سکتا ہے۔ وہ
ضرور گذشتہ خاموشی کی کماحقہ تلافی کرینگے اور مولوی رفیع الدین احمد صاحب اور حاجی محمد ولی اللہ مسٹر شیخ الاسلام بعد اسکے کو تفہیم

[1] یعنی مولوی محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔

اور دیگر بزرگواران قوم کے اتفاق و مشورہ سے اس تجویز کی کامیابی کیلئے جو ایکطرح سے مسلمانوں کی زندگی اور موت کا حکم رکھتی ہے ہر ایک
طرح کی کوشش کرینگے۔

میر منشی چودھری سلطان محمد خانصاحب کا بھی ابتک اسطرف توجہ نکرنا حالانکہ قوم کے محب صادق اور مخلص و بیغرض خادم اور حقیقی
مخدوم میرے عزیز احمد صاحب بی۔ اے گلاسگوی سے ان کا اکثر ربط ضبط رہتا ہے اور خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری ہے اور چودھری
صاحب موصوف خود بھی قومی دلسوزی میں کسی سے کم نہیں تعجب سے خالی نہیں۔ اگر وہ چاہتے تو کم از کم افغانستان میں اسکی بہت کچھ کامیاب
اشاعت کر سکتے تھے۔ کیا ان سے اور نیز اپنے جوان ہمت کابلی نامہ نگار سے آیندہ اسبارہ میں سعی موفور کرنیکی امید کرنا بیجا ہوگا؟ شیخ
الاسلام عبد اللہ کوئیلیم افندی اور نیز ذاتی رسوخ سے مراکو اور مغربی افریقہ میں بہت کام لے سکتے ہیں۔ اور تجویز سے مطلع کئے جانے
پر ان کو ان دونوں وسایل سے کام لینے سے غالبًا کوئی دریغ نہیں ہوگا۔ امید قوی ہے اگر چند دیگر معاونین اور ہمدردان قوم سے بھی یہی درخواست
کیجائے تو یقینًا بیجا نہوگا۔ ان سے ایسی درخواست کرنا اور اسکی قبول کئے جانیکا یقین رکھنا انکی ہمدردی اور مذہبی پرجوشی کے لحاظ
سے کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ ہمارے بلند ہمت ہندی سیاح مقیم قاہرہ مصر اور شام میں بہت کچھ کر سکتے ہیں اور قاہرہ کی فارسی جرائد
ثریا و حکمت حبل المتین کے ساتھ ملک ایران اور دیگر ممالک کی ایرانی نوآبادیوں میں قابل قدر کام دے سکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے
کہ ہمارے ان معزز دیگر اسقدر معاصرین بالخصوص حبل المتین کو مملکت فارس میں ایسی ہر دلعزیزی حاصل ہوگئی ہے کہ اکثر جگہ ائمہ
مسجد نماز و خطبہ کے بعد انکے مضامین حاضرین کو بالالتزام سناتے رہتے ہیں۔ اصفہان کی جامع مسجد کے امام کو خود وہاں کے رئیس یعنی گورنر
نے ایسا کرنیکا تاکیدی حکم دے رکھا ہے۔ ملبورن کے سربرآوردہ ہندوستانی تاجر شیخ خدا بخش و رحیم بخش صاحبان نہ صرف صوبہ
وکٹوریہ بلکہ کل آسٹریلیا میں اسلام کے بلا تنخواہ مشنری ملا مرزا خان مغلی اور بحر الکاہل کے دیگر جزائر میں۔ ہمارے بغدادی نامہ نگار اور
سید جمال تاجر صوبہ بغداد و عراق عرب میں۔ مسٹر عبد الحمید ہاشم اور دیگر ہندوستانی تجار گو وہ یورپین باشندوں کی رقابت سینہ
زوری اور وحشیانہ جبر و تعدی سے بہت سی مشکلات میں مبتلا ہیں پھر بھی ٹرانسوال۔ نٹال اور کیپ کولونی میں۔ شیخ الاسلام امریکہ
حاجی محمد خانصاحب جنوبی امریکہ میں جہاں ہندوستانیوں کے علاوہ کئی ہزار رعایا سلطانی یعنی شامی عیسائی و مسلمان بھی موجود ہیں اور
میر عبد العزیز صاحب جزائر غرب الہند میں قابل قدر کارگذاری کر سکتے ہیں اور ان سے کبھی انحراف کی توقع نہیں ہوسکتی۔

سب سے آخری مگر سب سے وزندار خوشخبری یہ ہے کہ کامیابی کی شرط اولین کے پورے ہونیکے آثار بالبداہت پیدا ہوگئے ہیں۔ درباری
اخبارات کی تحریروں کو جیسی کچھ خاص وقعت حاصل ہوتی ہے اسکی توضیح ۲۱ جنوری ۱۸۹۹ء کو تکمیل میں ہو چکی ہے۔ قسطنطنیہ
میں درباری اخبار ہونیکا فخر ہمارے معزز محترم معاصر معلومات کو حاصل ہے۔ اور اسی وجہ سے اسکے عدم اتفاق سے جو صدمہ پہنچ سکتا ہو
جا سکتا تھا ناظرین سے مخفی نہیں کہ خود کئی جلیل القدر ترکوں نے اس اخبار میں تجویز کی منفعت بے اندازہ کو تسلیم کرکے اسکی تائید میں طول طویل آرٹیکل
تحریر کئے تھے۔ مگر اسکے عدم اتفاق بیان سے کچھ اثر نہ پڑا تھا۔ ان مضامین سے اول یا آخر وہ کوئی نکتہ چینی اور شبہہ ناپسندیدگی کی تحریر کر دیا
کرتا تھا کیونکہ حصہ دوم اس کے [illegible] میں اس میں تبدیلی شروع ہو گئی لیکن پورا اتفاق اسوقت بھی اس نمبر میں ہی نکیا تھا جو پچھلے ہفتہ موصول ہوا۔ مگر

اس ہفتہ جو اخبار موصول ہوا ہے اسمیں ایک جلیل المرتبت عہدہ دار کا طویل مضمون ہے جو وادی فرات وغیرہ میں کمپنی لانچوں کی تیاری
اور دریائے فرات کی دھاری کی درستی کے متعلق ہے۔ تاکہ اسمیں جہاز اور سٹیمر ہر موسم میں آمد و رفت کر سکیں۔ درج نہیں۔ بلکہ تمہیدی
عبارت میں مضمون مذکور کی پر زور الفاظ میں تائید کرکے قوم کو زبیندہ کی صلاح و مشورہ پر کاربند ہونیکی تاکید مزید کیگئی ہے۔ مضمون
نگار کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن اسقدر بتادیا گیا ہے کہ وہ سلطان المعظم اور ترکی گورنمنٹ کے مشیران عظام میں سے ہے۔ مسایل انتظامی
اور فنون عسکریہ میں کامل دستگاہ رکھتا ہے۔ کمال باخبر اور واقفکار ہے اور سالہا سال سے مختلف محکموں میں قابل تعریف کار
گذاری دکھا چکا ہے اور انکے متعلقہ معاملات میں کامل مہارت اور آگاہی رکھتا ہے۔"

اس نامعلوم الاسم جلیل القدر مشیر با تدبیر کی تحریر سے جسکا خلاصہ آگے درج ہے۔ ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ ترکی گورنمنٹ ایسی کمپنیوں کو جو
ملکی سرمایہ سے تیار کیجائیں اور کوئی نقص نہ رکھتی ہوں کبھی اجارہ دینے میں تامل نہیں کریگی گویا بالواسطہ طور پر ایسے سرمایہ کی کمپنیاں تیار کیجانے
کی تحریص و ترغیب دلائی گئی ہے اور زبیندہ کی بلند منزلت اور شایع کنندہ اخبار سے صاف صاف مترشح ہو رہا ہے کہ اگر اسمعاملہ میں خود جلالتماب کی
تحریک نہیں تو کم از کم اونکے علم سے یہ تحریر شایع کیگئی ہے اور انکا دلی منشا ہے کہ ایسی کمپنیاں قایم ہوں یہ درست ہے کہ صرف اتنی بات سے
شرط اولین جو کامیابی تجویز زیر بحث کیلئے لازمی قرار دیگئی ہے پوری نہیں ہوگی اسکا مدعا یہ ہے کہ خاص سلطانی حمایت میں کمپنی قایم کیجائے
اور اسکے افعال و اعمال کی نگرانی کرنیوالی ترکی گورنمنٹ ہو۔ کیونکہ جبتک ایسا نہو مسلمان تو درکنار جنکو ایسے معاملات سے ابھی تک
مطلقاً مس نہیں صدیوں سے شراکتی کاروبار کرنیوالی اقوام کو بھی ایسی کمپنی پر جسکے منتظم اور مہتمم غیر یورپین اور بالخصوص مسلمان
ہوں کبھی اعتبار اور بھروسہ نہیں ہو سکتا۔ اور انہیں بھی کبھی حصے خریدنیکی جرأت نہیں پڑیگی۔ لیکن سلطانی نگرانی سے بھی
نہیں کہ عام بدظنی اور شکوک ہی کسیطرح کے پیدا نہیں ہو سکینگے۔ بلکہ خاص زیر تجویز کام کو ذاتی و مالی و دیگر فواید کے علاوہ ایک اور
عجیب زوردار تحریک اور ترغیب بھی اس امر کی تمام مسلمانوں کو شرکت کیلئے ملجائیگی۔ لیکن پھر بھی شرط مذکور کا پہلا مرحلہ سلطان المعظم
کی پسندیدگی کا بالواسطہ طور پر معلوم ہو جانے سے طے ہو گیا ہے۔ اڈیٹر وکیل کا منشاء یہ تھا کہ خود جلالتماب ابتدا کرکے ایسی کمپنی کو قایم کرنے
کا حکم صادر فرمائیں اور اس تحریر سے یہ پایا جاتا ہے کہ پہلے چند بلند ہمت ایسی کمپنیوں کو ڈھانچہ کھڑے کریں اور پھر حمایت
و سرپرستی کی درخواست کیجائے اس سے یہ فرق پڑ گیا ہے کہ پہلی صورت میں فی الفور کارروائی شروع ہو جاتی اب ایسے اولوالعزموں
کے کمربستہ ہونیکا انتظار کرنا پڑیگا۔ مگر ترکی اخبارات کی پر زور تحریروں اور نیز قراین سے پایا جاتا ہے کہ یہ انتظار کوئی زیادہ عرصہ
تک نہیں کرنا پڑیگا اور انشاء اللہ العزیز ہم جلد سن لینگے کہ آستانہ علیہ میں ایسی کمپنی قایم ہو گئی ہے اور اسوقت تک کامل
یقین ہے کہ مسند کرہ صدر گرامیقدر معاصرین اور بہی خواہان قوم و ملت نے پبلک کو شراکت کے لئے بالکل تیار کر لیا ہوگا۔ اور
ہر ایک کے دفتر میں شرکت کے شایقین کی طویل فہرستیں معہ مقدار حصص اس منتظر کثیر المنافع و الفواید کام پر لگانیکا ارادہ رکھتے
ہوں۔ جب سے ہو گئی ہونگی۔ وکیل دیکھنا چاہتا ہے کہ انکے ناظرین اور انکے احباب اسبارہ میں کسقدر اولوالعزمی۔ بلند نظری
معاملہ فہمی اور سچی ترقی کی خواہش و مستعدی کی کسقدر مقدار دکھاتے ہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ شرکت کو مواید میں جیسی حتی چھوٹے

جوش سے کام نہ لیا جائے جیسا کہ لاہور کے ڈائمنڈ جوبلی بنک کے قیام کی تجویز کے دوران میں اکثر جلسے بانیوں نے ظاہر کیا تھا کہ شروع شروع میں تو بڑی چاؤ سے ہزاروں کی رقمیں لکھدیں اور یہانتک کہدیا کہ جب چاہو یکمشت طلب کر لو حسب معمول باقساط وصولی کی کچھ ضرورت نہیں۔ مگر جب بنک قایم ہو گیا اور حصص کی فروخت کا کام باقاعدہ شروع ہوا تو اکثر پرجوش حضرات ایک حصہ خریدنے سے بھی گریز کر گئے اور جنہوں نے تحریری وعدے لکھکر دئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایسی چپ سادھی کہ خط پر خط جا رہے ہیں مگر جواب ندارد۔ اور یہ اسی خفیف الحرکاتی اور جھوٹی پرجوشی کا نتیجہ ہے کہ کل ہندوستان کے مسلمان دو لاکھ روپیہ سرمایہ کا بھی ایک بنک تیار نہ کر سکے۔ ایسے حالات دیکھکر قوم کے ابھرنے کی طرف سے اکثر سخت مایوسی ہو جاتی ہے مگر جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ابھی تک ہم میں [illegible] متمول سمجھدار اور ہمدرد قوم موجود ہیں اور خیراتی یا نمایشی کاموں پر اب تک لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ ہو رہے ہیں تو حوصلہ بندھ جاتا ہے کہ ترقی کے وسایل ابھی برابر موجود ہیں صرف توجہ اور حالات سے واقفیت و آگاہی کی کمی ہے جسکو پورا کرنا سرگروہان قوم اور اخبارات کا فرض ہے۔

مشیر موصوف نے اول دریائے فرات کی دھار کے متعلق لکھتے ہیں کہ اسے ہر موسم میں تھوڑی سی تردد کے ساتھ قابل جہاز رانی بنایا جا سکتا ہے مضمون کے حصہ میں مع انہار موجودہ کی کیفیت اور انکے صفائی کی تدابیر کا ذکر کیا گیا ہے یہ کام ملک کی بہتری اور ترقی کیلئے ایسا ضروری ہے کہ اگر اس علاقہ پر کوئی یورپین حکومت فرمانروا ہوتی تو بہت مدت سے بسر انجام پہنچ گیا ہوتا اور سالہا سال سے دراز سے جہاز سمندر سے ابھر کر راستہ برابر چکے اور [illegible] تک جہاز چلتے آتے رہتا۔ موصل کی جانب سے [illegible] سے آمد و رفت کرتے ہوتا۔ اس آبپاشی رستے کے فوائد کی تشریح کتاب وقائع رحمت میں بالتفصیل کیگئی ہے شائقین حضرات اخبار وطن سے منگوا کر مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اسکے بعد جلیل المرتبت مضمون نگار وادی فرات میں ریلوے کی شدید ضرورت اور فوائد لاتعد پر بحث کرتے ہیں ناظرین غالباً یہ سنکر خوش ہونگے کہ سلطنت عثمانیہ کا یہ باہر و تجربہ کار معزز عہدہ دار بھی وادی مذکور میں لائن کیلئے وہی راستہ پسند کرتا ہے جو تقریباً سولہ برس ہوئے خاکسار نے تجویز کیا تھا۔ ۲۱ فروری کے پرچہ میں [illegible] بصرہ تا کویت تک ریلوے بنانیکی تجویز کی مخالفت کر کے جسے ایک انگریزی کمپنی نے پیش کیا تھا اور مسٹر [illegible] عبد الله قور مصری بمبئی کے مشہور تاجر نے کمپنی مذکور کی تائید میں بمقام حیدرآباد دکن وہاں کے رؤسا کا ایک جلسہ کیا تھا یہ لکھا تھا کہ اگر کل دنیا کے مسلمان اس لائن سے جو ہندوستان اور بحیرہ روم کے درمیان سلسلہ آمد و رفت قایم کردیگی اور کسی صرف کی نہیں ہو سکتی کہ بصرہ اور پر بصرہ سے بغداد اور بغداد سے خواہ براہ موصل خواہ براہ راست حلب و اسکندرون تک جو بحیرہ روم پر مشہور بندرگاہ ہے اور پھر حلب سے براہ دمشق حرمین کو ریلوے لاین بنانیکے لئے مشترکہ سرمایہ سے ایک کمپنی قایم کریں تو انکو بڑا بھاری فوائد جنکی بابت توضیح ہو چکی ہے پہنچ سکتے ہیں۔

مشیر موصوف بھی حلب کو درمیانی مرکز اور اسکندرون بحیرہ کو انتہائی اسٹیشن بنانا پسند کرتے ہیں اسکے متعلق براہ راست حلب کے موجودہ [illegible] پہاڑی سلسلہ کے ذیل سے اگر لائن بھی اسی رستہ سے گذرے تو بڑی بڑی ٹنل بنانی پڑینگی [illegible] جنرل [illegible] اسکندرون کو انتہائی اسٹیشن بنانیکا خیال ہی چھوڑ دیا تھا۔ مگر مضمون نگار جو اپنے ملک کی جنگی ضروریات سے بھی واقف ہے لکھتا ہے کہ سویز [illegible] لاین کو [illegible] بنایا جائیگا [illegible] فوجی و دیگر فوائد کو الگ رکھکر صرف مالی فوائد کے متعلق یہ تحریر کیا ہے کہ اس لائن کی تعمیر سے جہاں پر مسافر اور سوداگر لازمی طور پر [illegible] کو سویز کے رستے پر ترجیح دینگے کیونکہ کہاں [illegible] سمندر کی تلاطم اور طوفان کے خطرات اور دیگر تکالیف کا برداشت کرنا اور کہاں امن و امان سے [illegible] کنارہ پر پہنچ جانا [illegible] ہے کہ ملکی سامان تجارت اور درمیانی اسٹیشنوں کی ٹریفک (یا ریزاری وغیرہ) کے علاوہ صرف ایسے مسافروں کی سالانہ تعداد [illegible] ملک سے گذریگی۔ جس کے [illegible]

کا تخمینہ ہو گی اور اگر ایک ٹن (۲۸ من) کی اجرت ۵ رکھی جائے تو بھی ۲۰ لاکھ پونڈ سالانہ صرف اس تجارتی سامان کی اجرت ہوتی ہے۔ با غلب وجوہ گورنمنٹ ہند ہندوستان اور ولایت کی ڈاک کو بھی اسی راستہ پسند کریگی جس سے سالانہ ایک لاکھ ۲۰ ہزار پونڈ آمدنی ہوگی۔ سوا اس کے گذرنیوالی مسافروں کی آمدنی علیحدہ رہی۔ یہ حساب محض قیاسی نہیں بلکہ سرکاری معلومات اور جانچ پڑتال کی بنا پر لگایا گیا ہے جسکی درستی میں کسیطرح کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ انوس ابھر بغداد حلب اسکندرون ریلوے کی سالانہ آمدنی صرف خارجی سامان مسافرین کی تجربے سے پچیس لاکھ پونڈ سے کم نہیں ہو سکتی۔ سوا خلیج ٹرافک کی آمدنی اس سے ماسوا ہے۔ لاین کا طول ۱۵۰۰ کیلومیٹر ہوگا (تقریباً ایک ہزار میل) اور فی کیلومیٹر ۴۰ ہزار فرینک (۲۵ فرینک کا ایک پونڈ) سے زیادہ لاگت نہیں آئیگی کیونکہ صرف سو یا ہے کیلومیٹر کا طول کوہستانی اور دشوار ہے باقی کل علاقہ ہموار ہے اور کہیں بھی کاٹ یا دلدلیں اور جھیلیں وغیرہ موجود نہیں کل سالانہ پیداوار فی کیلومیٹر کم از کم ۲۴ ہزار فرینک ہوگی۔

اگر لاین کو حلب سے براہ بریجک، دیار بکر، موصل بغداد تک بنایا جائے تو اس سے ۱۰۰ کیلومیٹر طول بڑھ جائیگا جس سے علاوہ سرعت سفر کا مقصد فوت ہو جائیگا اور خارجیہ لقلیات کی مقدار بوجہ کم ہو جائیگی۔ مزید براں اس رستہ میں دلدلیں اور کوہستانی علاقہ بھی بکثرت ہیں پس مناسب یہی ہے کہ اسکندرون سے براہ حلب ریلوے لاین۔ با سویدیہ حلب تک اور حلب سے براہ بریجک (یہ شہر حلب سے تقریباً ڈیڑھ سو میل بجانب شمال فرات پر واقع ہے) بغداد اور بصرہ تک لاین تیار کیجائے ایرانی سرحد کو برابر کر کے کہ اصلاحیکر رستہ بغداد سے موصل اور دیار بکر تک لاین لیجانا فوجی و پولیٹکل لحاظ سے نامناسب ہے اسطرح قسطنطنیہ و انگورہ لاین کو بھی بغداد تک بڑھانا بھی پسند نہیں۔ اسکی بجائے انگورہ سے ایک لاین قیصریہ، معرنزیہ، ملاطیہ اور حصن لوطا اور دیار بکر تک اور دوسری لاین انگورہ سے لوزقاد و سیواس اور آذربیجان تک بنانا مصالح ملکی کی لحاظ سے نہایت مفید ہوگا۔ اسکندرون اور بصرہ کی لاین الگ اور مستقل بالذات تیار کیجائے جسکو مذکورہ صدر تینوں لاینوں سے اسطرح ملا دیا جائے کہ اسکندرون از قریبی سٹیشن بیروت الق سے بحیرہ اسود کے بندرگاہ سینوپ تک ریلوے لاین بنائی جاوے۔ ان لاینوں کی تیار ہوجانے سے ایشیائے کوچک، عراق عرب [illegible] سے مرتبط ہو جائینگے اور جب ہر سلطنت چاہے بآسانی فوجیں روانہ کر سکیگی اور نقل اسباب و مسافروں میں کمال سہولت اور آسانی ہو جائیگی۔

انکی علاوہ ایک چوتھی لاین بھی ضروری ہے دمشق سے مزیریب تک ریلوے موجود ہے اس لاین کو عقبۃ الشام اور تبوک کی رستہ مدینہ منورہ اور پھر مکہ تک پہنچایا جاوے اور ان دو مبارک شہروں سے انکی بندرگاہ ینبوع اور جدہ تک الگ لاینیں بنائی جائیں۔ یہ کل لاینیں بہت تھوڑے خرچ پر تیار ہو سکتی ہیں اور اس سے ملک کی آبادی و عمران میں بیشتر بہبود دولتی کی علاوہ مسلمانوں کی تمام فرقوں اور قوموں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنیکا بہترین وسیلہ یہی ہے اور حج بیت الحرام میں کمال آسانی پیدا ہو جاتی ہے یہ کبھی تصور بھی نہیں آ سکتا کہ گورنمنٹ وطنی کمپنیوں کو انکا ٹھیکہ دے۔ انمیں کل [illegible] ضرر یہ جو دہوں ان لاینوں کی اجارہ عطا کرنیسے کبھی تامل نہ کریگی۔ پس اب صرف اسکی ضرورت ہے کہ متمول و غنیا قوم اور وہ لوگ جو ملک کی ترقی و ارتقا کی خواہاں ہیں متفق ہو کر وطنی کمپنیاں منعقد اور سرمایہ مطلوبہ جمع کر کے ایسے مبارک اور اہم کاموں کو شروع کر دیں تا کہ انکی تجارت عروج پائے، ملک خوشحال ہو اور قوم و ملت کی شان بڑھے وما التوفیق الا باللہ۔"

حساب مذکورہ صدر سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ بصرہ سے براہ بغداد و حلب اسکندرون تک ریلوے بنانے کیلئے صرف $\frac{۴۰۰۰۰ \text{ فرینک} \times ۱۵۰۰ \text{ کیلومیٹر}}{۲۵}$ = ۲۴ لاکھ پونڈ درکار ہیں۔ یہ تخمینہ رقم حلب سے مدینہ تک اور اسکی دونوں شاخوں مدینہ تا ینبوع، مکہ تا جدہ، [illegible] کیلئے اندازہ کر لیجائے۔ یعنی ہندوستان کی مجوزہ لاین کیلئے از بصرہ تا اسکندرون اور ارض حجاز کیلئے صرف ۴۰ لاکھ پونڈ لینے تقریباً ۶ کروڑ روپیہ درکار ہے۔ اگر کل دنیا کی مسلمان اسقدر رقم بھی ایسی اہم اور فائدہ بخش اور مذہبی لحاظ سے بھی نہایت ضروری مقدس لاین کیلئے بہم نہ پہنچا سکیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کی سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہ جاتا۔ فقط

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب

اشتہار
اگر آپ موجودہ زمانہ کے طریق جدال و قتال کو سمجھنے اور جنگ
کی خبرون سے پورا پورا حظ اٹھانے کے خواہشمند ہین۔ اور ساتھہ ہی
یہ بھی چاہتے ہین۔ کہ اسلامی دنیا کے خالد ثانی غازی عثمان پاشا مرحوم
شیر پلیونا کے کارنامون سے پوری واقفیت حاصل کی جائے تو کتاب
محاربات پلیونا کو مطالعہ فرمایئے۔
یہ تین حصّون مین منقسم ہے۔ قیمت فی حصّہ ایک روپیہ ایک آنہ ہے
درخواست بنام مینیجر اخبار وطن۔ دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور
اخبار وطن
لاہور
دفتر حمیدیہ ایجنسی لاہور سے اوس قومی خادم اور محب ملک کے قلم سے یکم جنوری ۱۹۰۱ء
سے شائع ہوا ہے جس کے پرزور آرٹیکلون مفید مشورون اور ان مشورون کی کامیابی نے
ملک کے نامی گرامی قدردانون اور مشہور معاملہ فہم ناظرین کو اپنا گرویدہ بنا لیا ہے۔ دنیا
بھر کی ضروری اور دلچسپ خبرون کے نہایت جلد اور سب سے پہلے بہم پہونچانے مین اپنا
نظیر نہین رکھتا۔ اسلامی دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ
نہین ہے۔ اسکی طرز تحریر آزادی سچی ہمدردی۔ اعلیٰ درجہ کے لٹریچر نے ثابت کر دیا
ہے کہ یہی ایک اخبار ہے جس کو اخباری دنیا مین لاثانی ہونے کا دعویٰ ہے۔ اسکی اشاعت
کے مقاصد یہ ہین۔
چونکہ ملک و قوم کی تمدنی۔ اخلاقی حالت کی اصلاح

کے ہم پہنچانے مین ممد ہون۔ان کو اہل ملک کی خدمت مین پیش کرے۔اور حاکم و محکوم
کے ان تعلقات کو بیان کرے جو رعایا کی جان نثاری اور حکام کی رعایا پروری کی اصل الاصل
ہین۔اسکے ضمن مین رعایا کے واجب مطالبات اور جائز حقوق گورنمنٹ کے حضور مین
عرض کرے۔اور گورنمنٹ کی حکمت عملی جو انتظام ملک کے متعلق ہے۔اس سے رعایا کو آگاہ کرے
اور جو غلط فہمیان کسی فریق کیطرف سے عمل مین آئین ان کے اظہار مین متانت شایستگی ا
آزادی کے ساتھہ ایسا طریق عمل اختیار کرے جو بدظنیون کے دفعیہ اور استحکام سلطنت کا
باعث ہو علاوہ برین فوجی۔زرعی۔تجارتی وصنعتی معلومات مفیدہ وضروریہ کا بہم پہنچانا
اسکا اہم فرض ہوگا جس کے لیئے ابتک کل ملک مین کسی طرح کا انتظام موجود نہین ا
بالخصوص اسکا فرض اہم ہوگا کہ کل اہل وطن ہندو۔مسلمانون۔عیسائیون وغیرہ جملہ اقوام
مین برادرانہ اتفاق قائم کرنے اور آئے دن کے باہمی نزاع سے جو نقصان ایک دوسرے
کو پہنچتے ہین ان کے دور کرنے مین کوشش کرے۔

شرح قیمت

	سالانہ	ششماہی
ہندوستان سے باہر کے لیئے	۱۲ شلنگ	۷ شلنگ
امراسے	۱۵؎	۸؎
دیگر معاونین سے	۱۰؎	۶؎
کم استطاعت طلبا سے بشرط تصدیق	۵؎	۳؎

پیشگی قیمت وصول ہوئے بغیر اخبار جاری نہین ہوسکتا۔

المشتہر

بندہ محمد انشاء اللہ عفی عنہ
مالک حمیدیہ ایجنسی و ایڈیٹر اخبار وطن لاہور